جلد اول

جسمین مفصل حالات تاریخی وزرا و سلاطین اودھ بسلسلۂ اولاد و ازواج خاندان عالیشان

از عہد نواب سعادت خان برہان الملک تا زمان امجد علیشاہ

مسطور ہے

حسب ایمائے حضور والاشان جناب ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلۂ حضرتگنج مین چھپی

فہرست مضامین جلد اول تاریخ اودھ

CONTENTS OF THE FIRST VOLUME, HISTORY OF OUDH

سید کمال الدین حیدر حسن الحسینی زائر

مصنف کتاب

Syed Kamal oodeen Hyder

author of the book

نمبر ۳

ہز ہائی نس دی آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر
کے سی - ایس - آئی - بلرام پور و تلسی پور صوبہ اودھ
His Highness The Houerable Sir
Maharajah Drogbijoy Singh Bahadoor
K.C.S.I Raja Balrampoce and
Tulsupore
نمبر ۴

تقریظ دلپذیر نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند عالیجناب گردون رکاب گیہان خدم کیوان حشم آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ اضلاع متعددہ اودھ دام اقبالہ

شہنشاہ اقالیم کائنات و حکمران متنوعہ مکونات و موجودات کو شکر و عبادت بنیایت و منت بعید و نہایت ہردم و ہر ساعت فرض ہو جسنے انتظام مہام تمام ایجاد و تکوین و خلقت و آفرینش زمان و زمین سے اپنی شان ظہور کی بزرگی روشن و ہویدا فرمائی - اور شان حفظ و ربوبیت سے قدرت کاملہ دکھائی عقول عشرہ کی ضیا بحکمت بالغہ عطا فرمائی اور ہدایات صالحہ و تہذیبات شائستہ کے لیے قوت توانائی اقتدار رفنا سے بندگان عاجز کو اپنے اعتراف عجز کی راہ بتائی شعر

قربان روزگار با صفاے مہر مہر	پھرتا ہے سر پہ اپنے لیے قاصد سپہر

اضداد اربعہ عناصر کو بتہدید انتظام مالک الملکی ایسا باہم مخلوط و ممزوج فرمایا کہ لباس توحد اور یک جامہ پیکر مخلوقی مین یک جان و یک قالب ہو کر بٹھایا نفس سرکش کو بحراست شحنۂ احکام عدالت نظام بیم و رجاے شرعی پاے بند سلسلۂ اعتدال و نیک روشی بنایا نظم

یہ سب پابند حکم کبریا ہین	مسلسل موج سے آب و ہوا ہین
زمین و کوہ کو دی خاکساری	کیا آتش سے باہم رسم جاری
دکھائے روز روشن آشکارا	شب یلدا کا چمکایا ستارا
گھٹایا پھر بڑھایا آنکو دلخواہ	ید طولیٰ دکھایا قصہ کوتاہ
نہین قدرت مین جاے دم زدن ہے	نہ آسکے حکم مین جاے سخن ہے
وہی دانا ہے اپنی مصلحت کا	وہی ناظم ہے اپنی مملکت کا

وہی قدیر قادر ہو روا دوا ہے وہی جاعل و فاعل گردش لیل و نہار ہے - اسی سے انہار روان اور جاری ہین - اسی سے جہان و جہان کی بنا او ر قائم بہ پایداری ہین سے

شہنشاہ ملک زمین و زمان　　شہنشاہ کون و مکان لا مکان
شہنشہ کہ حکمش بہر ہست و نیست　　بہ امر و بہ نہی مشیئت روان

سبعہ سیارہ کو تاثیر و خواص موالید ثلاثہ کا نظم و نسق و یارتق و فتق مہمات عالم کا اہتمام ادق عطا کیا اُسکے شحنۂ قہر سے بجز اُسی کے دامان رحمت کے کسی کو کہین پناہ ممکن نہین نکلجانا اُسکی مملکت سے اور بہاگنا اُسکے پنجۂ قدرت سے ناگاہ ممکن نہین اشعار

جہان مین جو قوی وا تو یا رہین　　ضعیف افتادہ مثل خاک پا رہین
یہ سارا شش جہت کا وسعت آباد　　اک ادنی اُسکی قدرت کا ہی ایجاد
جلیل الصنعت اُسکا ہے نمونہ　　عیان ہے اُسکی قدرت گونہ گونہ
رموز لا تعد سے بے انتہا راز　　نہ پائین جنکو عقل و سحر و اعجاز
کہین اقبال و نازو شان و شوکت　　کہین دام بلا عجز و مصیبت
جسے جس حال مین چاہے وہ کردے　　گدا کو تاج شاہ تاجور دے
نگون لعلے تیغ قضا سے　　کہ جو چاہے کرے وہ کبریا ہے
بشر کو بھی دیا وہ جوہر عقل　　کہ صناعی مین قدرت کی کرے نقل
مگر جب تک رجوع کبریا ہے　　ترقی و قبولیت بقا ہے
کبھی دل مین انانیت نہ آئے　　غضب ہے یہ ادہر نیت نہ آئے
بہ آہ گرم گرم استعانت　　بہ گرم و سرد عالم زد اعانت

تمام صحن روئے زمین ایک گلستان نزہت آباد اُسکا ہے کبھی کسی خیابان مین کبھی کسی چمن مین اُسکی رضا سے کبھی دور خزان ہے کبھی بہار کا دورا ہے کسی وقت کسی چمنستان مین کوئی رنگ کے پہول شگفتہ ہین کبھی کوئی گل لوٹا ہے کبھی کسی طبیعت و طینت کا باغبان مقرر ہے کبھی کسی دوسرے کو اختیار ملکی و مالی سونپا ہے ۵

کسی کا کسی جا اجارا نہین　　مشیئت سے کچھ اُسکی چارا نہین
تماشائے جنگ و جدال و جہاد　　یہ ہے نشۂ خمر کون و فساد

تغافل بھی اسنے کیا آشکار — کہ سونے مین دیکھے وہ انکی بہار
جو ہشیار ہے مرد ہشیار ہے — جو غافل ہے عاطل ہے بیکار ہے
عمل سب سے بد ہین جفا و ستم — ہین عدل و ترحم جلیل الشیم
جو دیکھو تواریخ ہو آشکار — کہ ہوہو گئے کس قدر نامدار
بجز نام نیکو بقا کچھ نہین — بجز دستبرد قضا کچھ نہین
خیالات کو کیا ہے ترتب دیا — زمین سے ہے تا عرش پہونچا دیا
تصور کو تصدیق ایسا کیا — کہ لاشی کو موجود سمجھا دیا

غرض حمد خلاق ذو المنن و آفریدگار زمن کرنا انسان کو ایسا ہی گویا صعوۂ ضعیف الجثہ کو آسمان کا روکنا ہے یا مور ضعیف البنیان کو عرش معلّی کا سر پہ اُٹھانا ہے شعر

وہ جسقدر قوی ہی یہ انسان ضعیف ہے — حمد اسکی ہو خیال محال و خفیف ہے

لہذا اب اُن اصول کی باتون سے فرع کی گفتگو کیجاتی ہے اور اس آغاز حقیقت انجام سے انجام کی حقیقت بتائی جاتی ہی کہ سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی علوی نہاد لکھنوی نژاد متوکل بمشیت رب قدیر عرف سید محمد میر متکی کربلاے خدا بخش والی کہ مولد و مسکن آبائی اُنکا خطہ بہ نشاط لکھنؤ ہے اور دربار شاہی سے تعین عہدہ ہاے جلیلہ تزاید آبرو اور حکام حال مین بھی لحاظ عزت و توقیر بلا گفتگو ہے اور بوفور لیاقت و قابلیت ذہن رسا کو ہمیشہ بدو ہن تمیز سے جستجوے کوائف روزگار مین صرف کیا اور مصروف تحریر و تکمیل تواریخ و سوانح و وقایع انقلابات سلطنت و حکومت ملک اودھ کہ عمدہ و متبرک مقام از اعاظم الکنہ ہندوستان جنت نشان جلیل الشان ہے بہ تحقیقات و تصدیقات رہے حتی کہ ملاحظۂ بعض احباب صادق الولا از جرگہ حکام حال صدر لکھنؤ مین بھی اس کتاب مصنفۂ اپنی کو گذرانا کہ صاحب محب دلی این اخلاص پسند نے تمہید اسکی بہ اشتیاق دلی طبع لطف پسند فرمائی اور آنکے ایما سے حضرت جامع این کتاب وقائع و توعی نے بخلوت و جلوت ہنگام فراغ سنائی اور دکھائی چونکہ ایک یادگار آغاز و انجام دولت و حکومت شاہی

اودھ ہے اور آئینہ صورت نمائے سانحۂ غدر و بغاوت صاف صاف جیسا کہ چاہیے معائنہ
ہوا اور متصور ہوا کہ غالباً پسند طبائع صاحبان ذی شوق حکایات و اتفاقات دیار و
امصار و مطبوع خواطر وقت پسندان کشف غوامض اسرار و آثار وقایع روزگار ہو
نظر بحصول مامول و قبول مسئول معقول ایماے جلد طبع این جلد اعلیٰ مطبع
جنگ بہادر سے موقوعہ صدر بیت الریاست اپنی کو کہ خاص بلرامپور ہین سے کیا گیا
مرجو و موثوق ہے کہ صاحبان تواریخ دوست و بالغ فہمان خبرت پژوہ اس بیان
صاف و صادق سے حظ وافی و وافر اٹھائین اور تلذذ کافی و تمکا شر پائین اور عبارت
بے کم و کاست و کوائف بے جنبہ و صحیح کی صفت فرمائین حرف نگہبان
صاحب تحقیق کو ایک نمونۂ عبرت تلوّن حالات ماضی و حال ہر سخن پرستان
افسانۂ دلفریب کو ایک سچا صورت حال بے قیل و قال و طول و مقال ہے اور
انتہا یہ کہ ہر کاتب علم خود جہان تک دریافت کر سکتا ہے اسی کو مقرون صداقت
سمجھتا ہے اور معرض تحریر مین لاتا ہے مگر یہ ضرور نہین کہ ہر کسی مقام پر وہ خود شریک
شورہ رہا ہو یا اسی کے شورہ پر کاربندی ہوئی ہو اس نظر سے اگر کہین کوئی صاحب سنے
نزدیک و دور دوسرے طور پر سنا ہو تو جبتک اسکی تصدیق کی وجہ ثبوت کافی
اس سے زیادہ نہو زبان اعتراض کوتاہ رکھین گے دراز نہ فرمائینگے ۔

راقم الخاطب آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور وچیدہ وغیرہ
اضلاع متعددہ ملک اودھ

جدول اولاد و ازواج سلاطین مملکت اودھ

نواب برہان الملک میر محمد امین

۱ صدر جہان بیگم خطاب بیگم و نواب عالیہ زوجۂ نواب صفدر جنگ بہادر۔
۲ نور جہان بیگم عرف بینگا بیگم زوجۂ نصیر الدین حیدر خان۔
۳ ہما بیگم عرف بندی بیگم زوجۂ نواب سیادت خان عرف سید محمد خان پدر میر محمد باقر عرف مرزا بندو۔
۴ محمدی بیگم زوجۂ نواب محمد قلی خان۔
۵ آمنہ بیگم زوجۂ سید محمد خان۔
ایک بیٹا تھا جو سن طفولیت میں مر گیا عارضۂ چیچک سے۔
۱ نواب برہان الملک میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے۔

۱ نواب صفدر جنگ منصور علیخان عرف مرزا محمد مقیم صدر جہان بیگم مذکورہ سے منسوب تھے۔

نواب شجاع الدولہ عرف مرزا جلال الدین حیدر

امۃ الزہرا بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ۔
یہ بیٹی موتمن الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علیخان پوتے مرزا احسن شوستری مالک اشتر کی نسل سے ہے۔
۱ نواب آصف الدولہ عرف مرزا امانی مرزا یہی فقط بہو بیگم صاحبہ سے
خورد محل سے بیٹے ۲۵ بیٹیاں ۲۲ میزان کل ۴۷
کثرت ازواج جناب عالی ہزاروں لیکن انمین سے صاحب اولاد بہت کم۔

تفصیل صاحبزادوں کی خورد محل سے

۱ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا منگلی۔
۲ نواب عضد الدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی۔
۳ نواب امیر الدولہ عرف مرزا مینڈھو۔
یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان مین لکھنؤ سے بخصومت نکالے گئے عظیم آباد مین مرگئے۔
۴ نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاپڑ۔
۵ نواب محمد علیخان۔ یہ دونون سگے بھائی تھے۔
۶ نواب رستم علیخان۔
۷ نواب معین الدولہ عرف مرزا عنایت علیخان۔
۸ نواب شمس الدین حیدر خان۔ یہ دونون سگے بھائی تھے۔
۹ نواب مرزا سیف علی خان۔
۱۰ نواب مرزا حیدر علی خان۔
۱۱ مرزا فخر الدین حیدر خان۔ انکے بڑے بھائی۔
۱۲ مرزا نجم الدین حیدر خان۔
۱۳ نواب مرزا کمال الدین حیدر عہد دولت جنت آرامگاہ صاحبات خورد محل کے ساتھ

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبات محل کے ساتھ امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اوقات
ہر روز دربار وقت چاہی ایلی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک ن حسب الفرمایش جناب
عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیگئے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور کچھ
بیباکانہ کمکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخیال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صورت خلاف
پیش آئے باعث توہین ہوگا راہی عتبات عالیات کربلاے معلی ہوے بعد شرف زیارت
بصرے مین مہمان خانہ بالیوز ہوے کچھ بیمار ہوے انتقال کیا تابوت روانہ نجف اشرف ہوا

۱۴ نواب مرزا صفدر علیخان بڑے۔
۱۵ نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے۔
۱۶ نواب مرزا بندہ علی خان۔
۱۷ نواب مرزا صادق علیخان۔ باپ بھیجو بیگم صاحبہ کے۔
۱۸ نواب مرزا بہادر علیخان بڑے۔
۱۹ نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے۔
۲۰ نواب غضنفر علیخان۔
۲۱ نواب نجابت علیخان۔
۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان۔
۲۳ نواب مرزا حسین علیخان۔
۲۴ نواب مرزا شجاعت علیخان۔

سوائے شادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی نہوئی بعد انتقال
جناب عالی ہر ایک نے اپنی خودپسندی سے ازدواج کیے۔

تفصیل صاحبزادیون کی

۱ سنگین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندو نواسہ نواب
برہان الملک سے کتخدا ہوئین بے اولاد رہین مگر قدرت خدا سے سن پیری مین

میر محمد باقر کا بیٹا مسمی جعفر علیخان کسی اور محل سے پیدا ہوا۔

۲ سیتی بیگم صاحبہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے ماں بھائی سے کتخدا ہوئین پشت سنگین محل رہتی تھین انکی چار بیٹیاں دو بیٹے۔

۳ جمنی بیگم صاحبہ صمصام الدولہ عرف مرزا ججو سے بیاہی گئین فیض آباد مین جھولے سے گر کر مر گئین اونکے آغا سید بیٹے معصومہ بیگم بیٹی۔

۴ عزت النسا بیگم کی شادی لکھنؤ مین بعد مرنے جمنی بیگم کے پھر مرزا ججو سے ہوئی عہد دولت نواب سعادت علیخان مین بے اولاد رہین درموافقت بھی نہ تھی۔

۵ حسینی بیگم زینت النسا بیگم ضیا بیگم صدر النسا بیگم حاجی بیگم بیبا بیگم وزیر النسا بیگم۔
اشرف النسا بیگم آمنہ بیگم ولایتی بیگم محمدی بیگم انجم النسا بیگم مشہور ہر کہ انکی شادی نواب نجف خان سے ٹھہری تھی اس عرصے مین جنابعالی کا انتقال ہوگیا وہان نجف خان بھی مر گئے یہ صاحبزادی سلطنت حضرت سلطان عالم مین ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۱۸۵۰ عیسوی روانہ عتبات عالیات ہوئین بادشاہ خود مع شاہزادہ ہا و آمر کربلای میر خدا بخش مین پہونچا کے آئے جب بندر بمبئی سے بسبب خبر سی کسی بغلہ عرب پر سوار ہوکر روانہ ہوئین صدمہ جہاز سے اور بسبب سن پیری کے کہ ۹۶ برس کی ہوچکی تھین متحمل نہوئین انتقال کیا لاکن جنازہ کو صاحب جہاز بطمع زر لیگیا شاید نجف اشرف مین دفن ہوئین۔

ان صاحبزادیون کے لیے جنت آرامگاہ کو منظور تھا کہ جو لوگ عالیخاندان اگرچہ غریب ہون اونسے شادی کردون چنانچہ آغا صادق خان اور آغا ابو الحسن خان صفہانی اس خیال سے آئے تھے محمد آفرین علیخان کے مہمان ہوے اتفاق کتخدائی نہوا مگر ملازم سرکار رہے دو دو روپے ماہواری تنخواہ پاتے رہے دربار مین بوقت چاہ پانی باریاب سلام ہوتے تھے مگر سوا عزت النسا بیگم کے اور سبنے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہمسے اطاعت شوہر کی نہوسکیگی انکی جرأت و ہمت و نیت بخیر بنسبت صاحبزادون کے زیادہ تھی مردانہ وار رہین انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد مین تھے حسب الطلب جنت آرامگاہ گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ آئین پنج محلہ رہنے کو ملا جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے جنابعالی نے ان سبکی

تنخواہ اڑھائی سو روپے ماہواری مقرر کر دیے نواب ناظر محمد تحسین علیخان ناظر رہے ایک دفعہ قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑین اور شیخین دروازہ و حسن باغ کی بند کر دی پنج محلہ مین کوٹھے سرکاری تھے بیبیا کا نہ اپنے باپ کا مال سمجھکر ایک کوٹھے کا اسباب لوٹ لیا جناب عالی نے ازراہ سلسلہ رحمی سب کی تنخواہ فی پانصد روپے مقرر کر دیئے انھون نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا اور جناب عالی کو اکثر کہتی تھین کہ جو تم ہو وہ ہم ہین اگر نصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین جناب عالی بھی اس خیال سے درگذر کرتے تھے ۔

بعد انتقال جناب عالی انجم النسا بیگم زیب النسا بیگم جینیا بیگم ازراہ اولوالعزمی بغیر خیال انجام کار نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر کی آمد آمد سنکر بنارس تک گئین ایکدن اپنی و لدخواہی قلت مشاہرہ سے کوٹھی لارڈ صاحب پر تشریف لیگئین عرض حال کیا جواب ملا کہ آپ نے کیون اتنی تکلیف اٹھائی ہم بھی اب لکھنؤ جاتے ہین جیسا مناسب ہے گا کیا جائیگا ناکام پھر آئین ۔

حضرت خلد مکان نے سب کے سات سات سو روپے مقرر فرمائے مگر وہ قوت و حکومت خود جو جنت مکان کے عہد دولت مین تھی نہ رہی خصوصاً عہد سلطنت حضرت خلد منزل مین بیحساب رہین اگر شاید ہوتی تو بادشاہ بیگم صاحبہ سے زیادہ صاحب تبہ تھین جو اونکا احوال گذرا باقی اور صاحبزادیان ہین طفولیت مین فیض آباد مین مر گئین ۔

نواب آصف الدولہ

شمس النسا بیگم سے بیاہے گئے جنکا خطاب نواب بہو بیگم صاحبہ تھا یہ بیٹی نواب انتظام الدولہ خان خانان پوتی نواب قمر الدین خان وزیر اعظم دہلی کی تھین انکے سگے بھائی نواب امام الدین خان تھے قلعہ محمدی بھون مین رہتی تھین لاولد رہین کبھی موافقت بھی نہ ہی پرتابگنج قریب اکبگنج انکی جاگیر ساٹھ ہزار روپے سال کی تھی اور سرکار جناب عالی سے ساٹھ روپے روز کا خاصہ مقرر تھا داروغہ سرکار سے معرفت رلے رتن چند مقرر رہتا تھا جب جناب عالی نے کچھ آمدنی بازار و پل پختہ گومتی ضبط کی خفا ہو کر اپنی جاگیر پر تشریف لیگئین کرنیل بلی سے فہمائش ظاہری کو آئے نہ مانا خیال تھا کہ جناب عالی منانے کو تشریف لائینگے یہ خیال خام تھا

بعد ایک مہینے کے جاگیر سے تشریف فرماے الہ آباد ہوئین وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا
حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین انکی نعش لکھنو آئی بڑے امام باڑے مین برابر قبر نواب
آصف الدولہ بہادر کے مدفون ہوئین حضرت خلد مکان نے ایک ضریح چاندی کی انکی قبر پر بھی موافق ضریح
قبر نواب مرحوم رکھوا دی تھی مرزا ایصاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین سے یعنی محمد تحسین علی خان زید
دہ تنخواہ ملی پنشن سرکار سے اونکے سب متعلقین کو ملتا ہے نسلاً بعد نسل ہے۔

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کہتے تھے کہ فقط ایک بیٹا برہان علیخان نطفہ نواب کسی محل سے
ہوا تھا وہ سن طفولیت مین مر گیا باقی اور بیٹے و بیٹیاں نبام نامی نواب تھین ازانجملہ مرزا وزیر
علیخان بھی اسی زمرہ سے تھے جنکی شادی نبو بیگم بیٹی نواب اشرف علیخان سے بڑی
دھوم سے یادگار زمانہ ہوئی تیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا انکی پنشن مادام حیات چھ سو روپے
ماہواری سرکار انگریزی سے جاری رہی مگر بے اولاد رہین جب وزیر علیخان مقید ہو کر کلکتے گئے
اونکی بی بی اور اولاد مونگیر مین بغیر پنشن سرکار رہی۔

اولاد و ازواج نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

افضل بیگم خاص محل نواب بیٹی نواب مدار الدولہ مرحوم کی بنارس مین مر گئین اونکا مقبرہ
درگاکنڈ بنارس مین ہے مستورہ بیگم کے بطن سے تھین انکے دو بیٹے امیر مرزا احسان
امراؤ مرزا خان دونون ایک چیچک دوسرا مرض الموت سے سن طفولیت مین مر گئے
چنانچہ جب حضرت جنت مکان سے بفہمایش مجتہد العصر اقرباے نواب مدار الدولہ مرحوم کی
کئی برس تک تنخواہ ندی سب فاقہ کشی سے مرنے لگے حضرت سلطان عالم کی سفارش بھی کچھ مفید
نہوئی ایکدن نواب مہدی علیخان نے جنرل کالفیلڈ رزیڈنٹ لکھنؤ سے تنگ ہو کر کہا کہ ہم آخرکار
جب لکھنؤ سے باہر جانا قبول کرینگے سرکار مین اپنی بہن کا کاغذ مہر کئی کرو یکا پیش کرینگے صاحب
نے جواب دیا ہم جانتے ہین اسقدر مبالغ خطیر کے لیے سلطنت بک جائیگی جب جنت مکان
نے انتقال کیا اور زمانہ نواب مدار الدولہ ثانی کا ہوا نواب مخدرہ عظمی کے دباؤ سے سبکو تنخواہ ملی

مرشد زادے مختلف محلات سے

۱ نواب غازی الدین حیدر خان عرف ننھے مرزا کی شادی بادشاہ بیگم صاحبہ بیٹی مشیر الدولہ منجھم بادشاہ دلی سے ۱۲۰۵ ہجری مطابق ۱۷۹۴ء بنارس مین ہوئی۔

۲ نواب احمد علیخان خطاب شمس الدولہ انکی شادی مسماۃ حضرت بیگم نواب شوکت الدولہ عرف مرزا جمعہ کی بیٹی سے ہوئی۔

۳ نواب نصیر الدولہ مرزا محمد علیخان مسماۃ کھیتو بیگم نواب امام الدین خان کی بیٹی سے کتخدا ہوئے۔

۴ نواب ضیاء الدولہ مرزا کاظم علیخان کی شادی لطف علیخان کی بیٹی سے ہوئی لیکن لاولد رہے اور کچھ جنون بھی تھا۔

۵ نواب اعتماد الدولہ مجاہد الملک مرزا حسین علیخان صابت جنگ شہامت علیخان عرف مرزا بھورا کی بیٹی سے منسوب تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین رخصت عروس ہوئی۔

۶ نواب عماد الدولہ معین الملک ضرغام جنگ مرزا جعفر علیخان کا عقد شرعیہ مسماۃ وزیر بیگم میر لطفاحسن کی بیٹی پوتی میر نعیم خان سے ہوا۔

۷ نواب صادق علیخان کی شادی نواب نصیر علیخان کی سگی بہن سے ہوئی ساکن سرنگ پٹن امرائے مندراج۔

۸ نواب جلال الدولہ مرزا مہدی علیخان فقط نواب خاص محل سے تھے جنکا خطاب بنارس مین ناٹ محل تھا کہتے ہین انکے پانؤن مین پدم تھا ایک نجومی نے جناب عالی سے عرض کیا کہ اسکا خاصہ یہ ہے کہ بادشاہ یا وزیر کی بی بی ہو مگر مجھے بہت تعجب ہوتا ہے جناب عالی نے اُسے عوام سے داخل خواص محل کیا اس مُرشد زادے کو نہ رغبت خود شادی ہی تھی نہ جناب عالی کو اسکا خیال آیا بنام نامی امرا فقط دو تین حرمین تھین۔

۹ نواب اقتدار الدولہ مرزا کلب علیخان نواب خاص محل کے پاس رہتے تھے بعد انتقال جنت آرامگاہ حضرت خلد مکان نے چار ہزار روپیہ درماہہ مقرر فرمایا بہت قابل تھے نسبت اور بھائیون کے انکے ازدواج خود پسندی سے ہوے۔

۱۰ نواب رکن الدولہ مرزا محمد حسن خان حضرت خلد مکان نے انکا عقد شرعیہ

نواب عباس علیخان کی بیٹی سے کیا تھا بے اولاد رہین انقضت بھی شوہر سے تھی شمس الدولہ آفتاب الدولہ دونون بیٹے اور محل سے ہوے۔

مرشدزادیان

۱ خیر النسا بیگم بڑی مرشدزادی سگی بہن نواب غازی الدین حیدر کی شادی میر شاہ علی بیٹے نواب قاسم علیخان عالیجاہ بنگالے سے ہوئی بے اولاد رہین مگر ایک لڑکی کو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا اوسکی شادی مرزا نظام الدین حیدر نواب نجابت علیخان کی بیٹی سے عہد دولت حضرت خلد مکان مین کی تھی۔

۲ فاطمہ بیگم سگی بہن نواب نصیر الدولہ کی شادی مرزا ابو طالب خان سے ہوئی۔

۳ فخر النسا بیگم کی شادی نواب میر کلو نواب قاسم علیخان مذکور کے بیٹے سے ہوئی انکی ایک بیٹی مسماۃ وزیر بیگم کی شادی مرزا شاہ میر خان کے بیٹے سے ہوئی۔

۴ ولایتی بیگم کی شادی نواب اسمعیل الدین خان مادر حضرت سلطان عالم بیٹے نواب امام الدین خان مذکور سے ہوئی۔

۵ ننھی بیگم صاحبہ کی شادی نواب احمد علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے ہوئی۔

ازواج و اولاد نواب غازی الدین حیدر

۱ پوتی بیگم بیٹی بادشاہ بیگم خاص محل سے فقط نواب معتمد الدولہ مہدی علی خان بیٹے نواب محمد علیخان سے منسوب تھین جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین انتقال کیا جھاونلال باغ مین دفن ہوئین اونکے بیٹے نواب محسن الدولہ انکی شادی نواب نصیر الدولہ کی بڑی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم زہرہ بیگم حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بیٹے مرزا ابو طالب خان سے حاجی بیگم کی شادی ہوئی زہرہ بیگم کی شادی فخر الدولہ مرزا ابو القاسم خان بیٹے مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ان سب نے انتقال کیا لیکن زہرہ بیگم بعد از عتبات عالیات کربلاے معلی ہوئین بعد شرف زیارت لکھنؤ پہونچکر انتقال کیا۔

۲ مرزا نصیر الدین حیدر عرف مرزا علی حیدر ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۸ ہجری مطابق ۱۸۰۳ء مسماۃ صبح دولت نواب ممتاز محل سے پیدا ہوے جنکا مقبرہ جھاونلال باغ مین بنا جب حضرت

شاہ زمان بادشاہ بیگم سے خفا ہوئے لیکن بیگم صاحبہ نے انکی پرورش زیادہ محبت مادری سے کی تھی اگرچہ فیض النساء انکی ملازم واسطے پرورش کے تھین۔

صاحبات محل اہل وثائق

۱	نواب مبارک محل بیٹی کرنل عیش۔	وفات
۲	نواب سلطان مریم بیگم بیٹی ڈاکٹر شارٹ بغداد۔	وفات
۳	نواب ممتاز محل۔	وفات
۴	نواب سرفراز محل۔	وفات

باقی اسامیان مگر سب بے اولاد رہین اور بادشاہ کو بھی کچھ خواہش اولاد نہ تھی۔

محلات حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر

۱ نواب سلطان بہو صاحبہ خاص محل بیٹی مرزا سلیمان شاہ شہزادے دہلی کی وقت بے اولاد رہین عملداری سرکار رہین واسطے کربلائے معلی ہوئین بعد مجاورت چند سال وہین انتقال کیا۔

۲	نواب ملکہ زمانیہ۔	وفات
۳	نواب مخدرہ عظمیٰ بیٹی والٹر سوداگر۔	وفات
۴	نواب تاج محل جنکا خطاب پہلے خورشید محل تھا جمادی الاول ۱۲۷۹ھ ہجری مطابق ۱۸۶۲ء انتقال کیا کربلائے معلی مین بعد مجاورت چند سال۔	وفات
۵	نواب بادشاہ محل۔	وفات
۶	نواب قدسیہ محل۔	وفات از سمت خود
۷	نواب صاحبہ محل۔	حیات
۸	نواب نور محل روانہ کربلائے معلی ہوئین وہین انتقال کیا۔	
۹	نواب ممتاز الدہر بادشاہجہان بیگم بیٹی مرزا باقر علیخان پوتی مرزا حسین علیخان صوبہ اکبرآباد یہ کتخدائی آخری تھی۔	حیات

اور سب اسامیان عیش محل وغیرہ لیکن محروم اولاد سے رہین بادشاہ خود دشمنی اولاد سے ہے

مرزا فریدون بخت عرف منا جان افضل محل سے اسکا قصہ منشی عبد الاحد رزیڈنٹی نے تواریخ بادشاہ بیگم مین بہت تصریح تمام بحکم شکسپیر صاحب بہادر لکھا ہے۔
انکے تین بیٹے چہار گدہ مین سرداز محل سے تھے جلال الدین حیدر خوش محل سے غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر ہوے یہ حبش سے تھے یہ دونون نام جناب بیگم صاحبہ نے خود تبرگا سمجھکر رکھے تھے۔

محلات واولاد محمد علی شاہ

۱ نواب ملکہ آفاق مخدرۂ علیا ممتاز الزمانی نواب آغا بیگم عرف بیگم خاص محل حضرت فردوس منزل کی تھین وفات پائی۔
۱ محمد امجد علی شاہ بادشاہ۔
۲ نواب سلطان عالیہ بیگم بڑی شاہزادی منسوب تھین نواب محسن الدولہ بہادر سے منسوب تھین قبل از فساد لکھنؤ انتقال کیا۔
۳ نواب روشن آرا بیگم چھوٹی شاہزادی منسوب نواب منیر الدولہ عرف مرزا امین بیٹے مرزا ابو طالب خان سے تھین بعد ہنگامۂ فساد لکھنؤ انکے شوہر کلکتے گئے وہان سے روانہ کربلاے معلی ہوے وہین انتقال کیا بعد اسکے شاہزادی بھی باجازت انکی عتبات عالیات کو گئین بعد شرف زیارت جب بمبئی پہونچین انتقال کیا انکی نعش روانہ عتبات ہوئی۔
۴ نواب ناصر الدولہ صفدر علیخان یہ بڑے بیٹے بادشاہ خانم سے تھے جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین اہتمام الدولہ مظفر علیخان کی بڑی بیٹی سے بہت تکلف سے شادی ہوئی تھی کئی مہینے پیشتر جلوس سلطنت مرگ ناگہانی سے انتقال کیا سلطنت سے محروم رہے بعد اسکے انکی بی بی نے بھی انتقال کیا۔
انکے بیٹے فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ مرزا حسین علی بہادر خویش نواب ملکہ زمانیہ حضرت خلد منزل نے انکی شادی کی۔
انکی تین بہنین افضل بیگم نواب شمس الدولہ سے سردار بیگم نواب امیر الدولہ سے منسوب ہین یہ دونون بیٹے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان کے ہین۔
نواب ممتاز النسا بیگم عرف جینا بیگم مظفر الدولہ ظفر جنگ محمد زکی علیخان عالی جنگ سے شادی ہوئی یہ بیٹے نواب احمد علیخان کے انکا بیٹا رشید الدولہ ناصر الملک محمد جعفر علیخان بہادر رستم جنگ

دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کی بیٹی سے منسوب تھا اتفاقاً گھوڑے سے گرکر مر گیا۔

جینا بیگم کی دو بیٹیاں نواب شوکت بہو نواب حشمت بہو۔

شاہزادے صاحبات محل سے

۱ مرزا خورم بخت بہادر نواب یحییٰ علیخان نواب امیر خانم صاحبہ سے

۲ مرزا عظیم الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب وزیر خانم صاحبہ سے

۳ مرزا رفیع الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب مراد خانم صاحبہ سے

۴ مرزا فرخندہ بخت بہادر نواب محمد فدا علی بہادر وفات

نواب حضور خانم صاحبہ سے۔

۵ ابو المظفر سکندر قدر خورشید حشم صاحب عالم ہمایون بخت مرزا احمد علی بہادر نواب ملکہ جہان حمیدہ سلطان فخر الزمانی نواب تاج النسا بیگم صاحبہ سے۔ وفات

ایک شاہزادی بھی انسے ہوئی تھی نوابی مین سن طفولیت مین گئی جھنیا باغ مین دفن ہوئی بادشاہت مین اسی کا نام حسین آباد رکھا۔

شاہزادیان و خویش صاحبات محل

۱ نواب سلطان بیگم عرف پھندنا بیگم زوجۂ نواب معظم الدولہ رستم الملک باقر علیخان بہادر متانت جنگ بیٹے مرزا کمال الدین حیدر۔

۲ نواب زیب النسا بیگم عرف حاجی بیگم نواب زیر خانم صاحبہ سے۔ زوجۂ نواب اقتدار الدولہ محتشم الملک مہدی علیخان بہادر ضیغم جنگ عرف نواب دولہ بیٹے مرزا امام الدین حیدر۔

۳ نواب فخر النسا بیگم عرف مغل صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ سیف الملک زین العابدین خان جلاوت جنگ بیٹے محمد رضا خان پوتے مرزا کمال الدین حیدر کے۔

۴ نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم وفات زوجۂ نواب غضنفر الدولہ وفات ایک بیٹی دو بیٹے صارم الدولہ بہادر و حیدر جنگ خاقان مرزا۔ وفات

سلیمان مرزا انکی شادی مرزا فرخندہ بخت کی بیٹی سے ہوئی ایک بیٹی مسعودی بیگم۔

۵ نواب زینت النسا بیگم عرف آمنہ بیگم وفات زوجۂ نواب اعزاز الدولہ وفات نواب محسن الدولہ کے سب ماں بھائی۔

محلات حضرت امجد علی شاہ

۱ خاتون معظمہ بادشاہ بہو نواب ملکہ کشور فخر الزمانی نواب تاج آرا بیگم خاص محل بیٹی نواب حسین الدین خان انتقال شہر پارس سلطنت فرنس۔

۱ خورشید حشمت مرزا محمد واجد علی بہادر خطاب ابو المنصور سکندر جاہ سلیمان حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا محمد واجد علی بہادر نواب علی خان کی بیٹی سے بیاہے گئے پوتی نواب شریف الدولہ

۲ مرزا محمد جواد علی جرنل سکندر حشمت دارا مرتبت نواب منیر الدولہ کی بیٹی سے بیاہے گئے وفات شہر پارس

۳ اشرف النسا بیگم خطاب فسر بہو صاحبہ نواب سرفراز الدولہ مرحوم بیٹے نواب منیر الدولہ مرحوم سے کتخدا ہوئیں۔

نواب خسرو بیگم ملکہ گیتی سے

۱ مرزا محمد رضا علی بہادر دارا سطوت مسماۃ انجمن آرا بیگم بیٹی نواب معظم الدولہ سے کتخدا ہوئے ۱۲۷۸ھ ہجری مطابق ۱۸۶۱ء میں انتقال کیا دفن کربلاے میر خدا بخش ہوئیں۔

۲ مرزا محمد حسین علی بہادر سکندر قدر مسماۃ افضل بیگم بھانجی نواب ممتاز الدولہ سے بیاہے گئے عارضۂ صرع سے انتقال کیا پھر اس صاحبزادی کی شادی حسب شرع مرزا حسن رضا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کے بیٹے سے ہوئی۔

نواب ملکہ عہد تاج مخدرات نواب فغفور محل صاحبہ

۱ مرزا سلیمان قدر بہادر مرزا رفیع الشان کی بیٹی سے کتخدا ہوے۔

۲ کسریٰ شکوہ مرزا محمد عباس بہادر ۲۴ شوال ۱۲۵۹ھ ہجری بادشاہت میں پیدائش ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ ہجری انتقال۔

۳ بہرام صولت مرزا محمد مصطفےٰ علیخان بہادر خلف ارشد محل غیرہ سے جنکی قبر کربلاے نیو میں ہے جسے اب خورشید باغ کہتے ہیں۔

ذکر نسب ہمایون میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

۱ میر محمد امین ۲ میر محمد نصیر ۳ میر محمد امین ۴ میر محمد جعفر ۵ قاضی شمس الدین شہید نجفی ۶ سید محمد ۷ سید غیاث الدین محمد ۸ سید سراج الدین علی ۹ سید اسحاق ۱۰ سید محمد ۱۱ سید یحیی ۱۲ سید غیاث الدین محمد ۱۳ سید موسی ۱۴ سید قاسم ۱۵ سید علی ۱۶ سید جعفر ۱۷ سید حسین مخدوم ۱۸ سید عبد الحی ۱۹ سید عمر ۲۰ سید ارقم ۲۱ سید عبد القادر ۲۲ سید تاج الدین ۲۳ سید محی الدین ۲۴ سید علی ۲۵ سید محمد زاہد یا شہید ابن الامام الہمام جناب موسی کاظم علیہ و علی آبائہ افضل الصلوۃ والسلام —

مدت وزارت و سلطنت وزرا و سلاطین اودھ

میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک

منصوب ۱۱۳۲ہجری ۱۷۱۹ء مدت ۱۹ سال انتقال ۱۱۵۱ہجری ۱۷۳۸ء و عارضہ جسمانی و تپ و درد سر مدفون دہلی —

نواب منصور علیخان صفدر جنگ بہادر

مسند نشین وزارت ۱۱۵۱ھ ۲۲ ذیحجہ مدت ۱۷ سال انتقال بمقام پاپڑ گھاٹ سلطان پور ۱۱۶۶ہجری ۱۷۵۳ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون اول گلاب باڑی فیض آباد بعد اسکے استخوان حکیم مرزا بھیجو کربلائے معلی لیگئے اور طاق پشت روضہ مقدس مدفون عارضہ دنبل —

نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۶۶ہجری ۱۷۵۴ء مدت ۲۳ سال انتقال شہر ذیقعدہ ۱۱۸۸ہجری ۱۷۷۵ء عارضہ خارک مدفون گلاب باڑی فیض آباد —

نواب آصف الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۸۸ہجری ۱۷۷۵ء مدت ۲۳ سال ۴ شہر ۲۴ یوم عارضہ استسقا اور انتقال پنجشنبہ یکپاس روز ماندہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ہجری ۱۷۹۷ء ستمبر ماہ کوار مدفون امام باڑہ خود + دوہرہ ہندی ایکہزار آٹھ سو سمت کا پرمان + سنہ بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان + ربیع الاول ۲۸ اور جمعرات مدو دان + شدی پر پوا کوار کی آصف تجو پران +

مرزا وزیر علی خان

مسند نشین ربیع الاول ۱۲۱۲ھ ہجری ۱۷۹۸ء مدت ۴ شہر ۵ یوم وفات قلعہ کلکتہ ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء ماہ جون اساڑھ مدفون کانسی باغ کلکتہ تپ محرق

نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

مسند نشین ۲ شعبان روز بسنت ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۸ء مدت ۱۶ سال ۱۱ شہر ۲ یوم وفات ۲۹ رجب سہ شنبہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۳ء ماہ جولائی ساون مرگ مفاجات وغیرہ مدفون خاص بازار مکان نواب غازی الدین حیدر۔

نواب غازی الدین حیدر

مسند نشین تاریخ و سنہ مذکورہ جلوس تخت سلطنت ۱۸ ذیحجہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء شاہ زمن مدت وزارت و بادشاہت ۱۳ سال ۸ شہر ۵ یوم وفات ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون امام باڑہ نجف تعمیر خود۔

شاہ زمان نصیر الدین حیدر

جلوس سلطنت تاریخ و شہر سنہ مذکورہ مدت ۱۰ سال ۵ یوم شب شنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء ماہ جولائی ساون عارضہ مادہ خارک بظاہر تپ وغیرہ مدفون کربلا ی نو تعمیر خود آنطرف دریاے گومتی۔

مرزا فریدون بخت عرف منّا جان

مدت دو ساعت انتقال خوار گشتہ مرض مرگ مفاجات محرم ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۶ء جنوری ماگھ۔

محمد علی شاہ

جلوس ۵ ربیع الثانی سنہ و تاریخ مذکورہ مدت ۵ سال ۱۰ یوم عارضہ تپ محرق مدفون امام باڑہ حسین آباد نو تعمیر خود ماہ مئی ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء ماہ جیٹھ۔

محمد امجد علی شاہ

جلوس سنہ مذکورہ مدت ۴ سال ۱۰ شہر ۲۴ یوم مرض سرطان مدفون چھاؤنی میڈو حسان رسالہ دار ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء فروری پھاگن۔

واجد علی شاہ سلطان عالم

جلوس سنہ مذکورہ مدت سلطنت ۹ سال ۱۱ شہر ۵ یوم روانہ کلکتہ قیام موچی کھولہ ۱۲۷۶ھ
۱۸۵۵ء ۵ - رجب شب جمعہ -

مرزا برجیس قدر وزارت آبائی صنوعی جبری

مدت قیام مجموع ۹ شہر روانہ کوہ نیپال و قیام آنجا -
مدت وزارت وزرائے اودھ مجموع ۱۴۲ سال ۳ شہر ۴ یوم مدت بادشاہت ۴۱ سال -

سبب تالیف کتاب

جب سرہنری الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورنمنٹ رونق افروز لکھنؤ ہوے اونھین کتب تواریخ کا بڑا شوق تھا چنانچہ ہرشہر سے کتابین بہت تحفہ خط ولایت کمیاب بلکہ نایاب خواہ بقیمت یا بہدیہ لیتے تھے اور ہر شخص بطیب خاطر یا موجب رسوخ یا چشمداشت موہوم سمجھکر دیتا تھا چنانچہ مرزا وصی علیخان جو لکھنؤ سے حسب دستور قدیم سرکار وسیلۂ رسوخ جانکر کئی سو جلد تواریخ خط ولایت وہند جو کتب خانۂ مرزا جعفر مرحوم سے حضور عالم کو اونکی اولاد سے بقیمت قلیل ہاتھ آئی تھین گذرانین وہ درحقیقت کتب خانۂ شاہی سے تحویلدارون نے باخفا بیچی تھین صاحب نے بہت مسرت دلی سے امرا اونکی قیمت کا کیا نہ لی اسی کو وسیلۂ رسوخ اپنا سمجھے چنانچہ اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا۔

ایک دن کرنل الکاکس صاحب بہادر مہتمم رصدخانہ سلطانی نے اس ملازم مولف سے فرمایا کہ الیٹ صاحب مختص تواریخ مملکت اودھ کے بہت مشتاق ہین عرض کیا کتاب عماد السعادت مرزا محمد حسن قتیل اور بہادر خانی وغیرہ کتب ہند مین متفرق احوال ریاست کا بھی مندرج ہے فرمایا مختص اسی سلطنت کا احوال ابتدا سے آجتک کا چاہتے ہین عرض کیا مجھے کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کے وقت سے ہوش و خبر ہو جو حوادث و انقلاب سرکار مین گذرے ہین اور اس سے پیشتر کا حال بھی اکثر واقف کارون سے مفصل معلوم ہو لیکن بشرطیکہ آپ بھی اوسکی تصحیح و تحقیق پر متوجہ ہون غالب ہو کہ صاحب ممدوح بھی اوسے پسند کرینگے چنانچہ عنوان کتاب موافق دستور انگریزی کیا کسیکی خوشامد یا تعریف زائد نہین جیسا مورخین زمانہ کرتے ہین فقط حقیقت حال مثل اخبار اپنی رسائی تحقیق سے لکھا کرنل الکاکس صاحب ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے کئی باب مثل مشتے نمونہ سنے بلکہ الیٹ صاحب کو بھی بھیجی اونھون نے ازراہ قدرشناسی پسند کرکے تعریف لکھی مگر افسوس یہ ہو کہ اونکا کیپ مین جا کر مرجانا باعث ناکامی ہوا پھر گلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل مارٹن نے کئی باب سنے اور جرنل سلیمن صاحب رزیڈنٹ کو جہانتک اونکے زمانے مین احوال گذرا تھا لکھکر دیا اونکی چٹھیان میرے پاس موجود ہین جو ازراہ قدردانی اور جوہرشناسی کے مجھے عنایت فرمائی تھین۔

اب مختصر حال اپنی ناکامی کا یہ ہر کہ جب بعد انتقال کرنل ولکاکس صاحب کے قطب الدولہ مقرب خاص نے حضرت سلطان عالم کی نظر انور سے گذرانی بعض مقامات مندرجہ اپنے عہد دولت کو ناگوار طبع اقدس سمجھکر ازراہ عتاب عاصی کو نوکری سے موقوف کیا۔

اب بفضل خدا سے آجتک جو سوانحات اور حوادث عجیبہ انقلاب عظیمہ دورفلکی سے ہوے صاف صاف بلا رعایت لکھے گئے بہ نسبت اسوقت کے یہ کتاب بہ سہ چند ہو گئی ہر ایک جلد فارسی دوسری اردو تیسری ترجمہ انگریزی جرنل جمرلین صاحب نے خود کئی باب ترجمہ کیے باقی پاٹر صاحب سے ترجمہ کرا کے مرتب کیے بشرطیکہ صاحبان انصاف حکام عادل بھی پسند کرین اور بعد طبع کے بطیب خاطر مول لین کہ ایسے بھی وقایع یادگار زمانہ ہوتے ہین چنانچہ اب جرنل جمرلین صاحب بہادر ۱۵ ماہ مارچ روز جمعہ ۱۸۵۸ء مع الخیر روانہ ولایت لندن وطن مالوف ہوے ہین بعد مع الخیر پہونچنے منزل مقصود کے انشاء اللہ تعالی ولایت مین طبع کرا دینگے اور وہان خاص و عام و حکام کو یہ حال مملکت اودھ بخوبی منکشف ہو جائیگا اگرچہ کوئی امر پوشیدہ نہین رہا حق و باطل اہل انصاف کو کالشمس فی النہار کھل گیا ہر خدا غربا ے شہر پر رحم کرے اور سب کو توفیق خیر دے۔

داب دستور مورخین اخبار و سوانح نگار زمانہ ناہنجار مورخین اخبار تین قسم کے ہوتے ہین

پہلے وہ فرقہ جو دشمن افعال صاحبان اقبال و اہل کمال بسبب اپنے حسد کے ہوتا ہے بغیر ظہور مضرت جو محض عداوت اور اپنی بدباطنی سے دیدہ و دانستہ پردۂ غفلت آنکھ بے بصیرت پر رکھکر کسی کے عیب ذاتی و صفاتی کو اپنے ذہن مین ٹھہرا کے لکھتا ہر اسواسطے کہ خلق عالم مین بدنامی ہو یا کھلکر اظہار عادات بد سے نسبت دیسکتا تو نیک کاہون کو بطور کنایہ اور اشارہ بطریق مضحکہ لکھتا ہر جسے عقلمند خوب سمجھتے ہین۔

دوسرے وہ طائفہ جو دوست یا تابعدار کسیکا ہر کہ چار و ناچار سوا ے تعریف کے کچھ اور نہین لکھ سکتا اور اپنے دفع دخل کیواسطے پچھلے حکام کے عیب کو اپنی دلیل عقلی سے ثابت کرتا ہر یا خوف آبرو و عزت حاکم وقت سے رکھتا ہر بہرصورت مجبور ہر۔

تیسرے وہ لوگ جو فقط بیان حقیقت حال کرتے ہین جس سے کسی طرح کی نفسانیت ظاہری و باطنی ثابت نہو لیکن طریق وطرز معقول سے جو شایان زبان شرفا و نجباہی اور سچ کہنے مین کسی سے نہین ڈرتا اگرچہ یہ بات سب پر ناگوار خصوصًا حکام پر ہے الحق مرّ غرض عاصی پر معاصی سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی مشہدی طوس طلبی المعروف محمد میر زائر نے جو ان اوراق کے لکھنے مین عرق ریزی کی ہی ہر صاحب فہم دریافت کرلیگا اگرچہ زمانہ پر آشوب اور قدردانی قدرشناسون کی ظاہر ہی۔

ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئے قدرا و ہو المستعان و بہ نستعین

خلاصہ احوال سلطنت ملک اودھ

سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ع

قطعۂ تاریخ

سلطان عالم شہ ذیشان ہو ذی شکوہ
کیونکر نہ اسکے عہد مین کثرت ہو عیش کی
ہی وہ مدار دولہ بہا در وزیر شاہ
سید کمال دین حسینی کی وجہ سے

ہی تاجدار مملکت صوبۂ اودھ
ہی اس سے زیب منزلت صوبۂ اودھ
مسند نشین معدلت صوبۂ اودھ
دیکھی سبھون نے مرتبت صوبۂ اودھ

ہاتف پکارا سال ہمایون کو اسطرح
تقویم حال سلطنت صوبۂ اودھ
سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان و امرای ذوی الاحترام

سید شمس الدین محمد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیٹے کی اولاد ساکن نجف اشرف بہت
صاحب علم تھے شاہ اسمعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضات کیا اور نیشاپور مین
بہت سی املاک وجاگیر دی اونکے کئی بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا سید محمد جعفر اونکے دو بیٹے
ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے بیٹے کا نام میر محمد یوسف تھا
میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف دوسرے شاہ عباس ثانی کے زمانے مین تھے بادشاہان
ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کئی شخص آگے سواری کے چلتے تھے اور سارا لشکر
پیچھے رہتا تھا اتفاقاً قریب جنگل سواری شاہ چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ
کیا گھوڑے سے گرادیا میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اوس شیر کو پیش قبض سے
مار ڈالا بادشاہ زرہ پہنے تھا کچھ صدمہ نہ پہونچا بادشاہ نے ایسے کار نمایان سے چاہا کہ
اونھین اپنا وزیر کرین عرض کی مین سید ہون مجھ سے سیاست نہوسکیگی اور بے اسکے
انتظام ریاست غیر ممکن ہے مجھے معاف فرمایئے مگر میر محمد نصیر میرا چچازاد بھائی ہے ابھی تک
کتخدا ابھی نہین ہوا اوسکی شادی مسمی رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کیجیے وزیر قوم قزلباش
سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے مین نے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ
میری اور تیری قرابت ہو وزیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم سے منسوب
ہو اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت جاگیر
دی اور املاک —

میر محمد نصیر کے بیٹے سے دو بیٹے دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر
چھوٹے کا نام میر محمد امین جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے ایفاے وعدہ
چاہا یعنی محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان سے ہے یعنی سلطان

مرزا یوسف تھا اور شاہ بداغ سے ہی تیسرے بیٹے سے جسکا نام جعفر خان بیگ ہوا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروا اونھون نے قبول کیا اس شرط سے کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کرے پس بعد منظوری کے یہ دونون شادیان ہوئین باقی رہا ایک بیٹا اور بیٹی بیٹی کو میر محمد یوسف کے بیٹے سے جسکا نام میر محمد شاہ میر تھا منسوب کیا اور میر محمد یوسف کی بیٹی سے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کا بیاہ کیا میر محمد یوسف کی املاک بہت تھی اس جہت سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔

ایکدن میر محمد امین کی بی بی نے طعنہ دیا ازبسکہ صاحب غیرت تھے وطن کو چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوے وہ زمانہ فرخ سیر بادشاہ شاہجہان کا تھا یہان آکر نوکر اور داخل زمرۂ امراے سلطنت ہوے نواب سعادت خان برہان الملک خطاب پایا بتدریج۔

بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکا لیا تھا خسارہ ہوا مرزا یوسف کو رکی ملکی کا زیور بیچکر اوسے ادا کیا اس غیرت وحجاب سے ہندوستان آئے نواب سربلند خان کے خیمہ نصب کرنے پر نوکر ہوے اتفاقاً ایکدن خیمہ مین نشیب مین نصب ہوا تھا مینھ برسا خیمے مین پانی گیا بیٹھنا مشکل پڑا نواب انپر خفا ہوے فرمایا تمھارے دماغ سے بوے ہفت ہزاری پائی جاتی ہے انھون نے روزگار چھوڑ دیا دلی آئے شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکا لینا شروع کیا اور اپنی نیک نہادی اور صفائی سے جو محاصل ہوتا تھا اوسمین سے بھی چپارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے جب دنکی دیانت امانت کارگزاری مشہور ہوئی شاہزادون سے نوبت حضور شاہی پہونچی خلاصہ جب یاوری اقبال ہوتی ہے بگڑی بنجاتی ہے جیسا اس زمانہ حال مین دیکھا خدا نے چندروز مین انھین منصب ہفت ہزاری دکھایا یہ فعل خداداد عجیب وقت خاص سے ہوا تھا مگر یہ بھی مدت عمر تک اپنے اس معمول پر رہے جب راہ مین سواری نواب سربلند خان کی ملتی تھی ہاتھی سے اوترکر ازراہ آداب سلام کیا کرتے تھے فی الحقیقت وہ عجب نیک ساعت تھی۔

بعد اسکے میر محمد باقر انکے بڑے بھائی ہندوستان مین آئے مابین راہ قندھار اپنا بیاہ کیا ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام نثار محمد خان رکھا جب ہندوستان مین پہونچے

ملازمت فرخ سیر حاصل کی خطاب سیادت خان پایا بعد فرخ سیر جب سلطنت محمد شاہ ہوئی نواب سعادت خان کو صوبہ داری ملک اودھ اور اکبرآباد اور نواب برہان الملک خطاب ملا اور انکے بھتیجے نثار محمد خان کو خطاب نواب شیر جنگ ملا۔

نواب سعادت خان کی ہندوستان مین پانچ بیٹیان ہوئین بڑی صدر جہان بیگم دوسری نورجہان بیگم تیسری سہا بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم نواب برہان الملک کی بڑی بہن جو جعفر خان بیگ سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا مرزا محسن چھوٹا مرزا محمد مقیم اور نواب کی چھوٹی بہن جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے دو بیٹیان بڑا بیٹا مرزا محمد یوسف چھوٹا نصیر الدین حیدر خان بیگ اور چھوٹا بھائی جعفر خان بیگ جسکا نام مرزا محمد شفیع اونکی چار بیٹیان تھین مرزا محمد مقیم چھ مہینے کے بڑے بھائی مرزا محسن چار برس کے تھے جب انکی مان نے انتقال کیا تھا مرزا محمد مقیم کو اونکی خالہ نے اپنا دودھ پلا کر پالا تھا اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوے۔

جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم ۱۲ برس کی ہوئی اپنی بہن کو مع مرزا محمد مقیم نیشاپور سے بلا کر اپنی بیٹی سے شادی کر دی مرزا محمد مقیم کو یاوری اقبال سے خطاب نواب صفدر جنگ ملا۔

جب نواب کی دوسری بیٹی نورجہان بیگم عرف ہنیگا بیگم دس برس کی ہوئی پھر اپنی بہن کو نیشاپور سے اور نصیر الدین حیدر خان کو بلوا کر شادی کر دی اور اپنی نیابت صفدر جنگ کو دی۔

دختران مرزا محمد شفیع چھوٹے بھائی جعفر خان بیگ ایک مرزا محمد محسن سے بیاہی اور دو غیر قوم اشراف عالی خاندان سے منسوب از آنجملہ ایک مرزا مسیح سے دوسری میر عبداللہ سے کتخدا ہوئی اور سب سے چھوٹی مرزا یوسف سے۔

مرزا محسن کے دو بیٹے دو بیٹیان تھین بڑا بیٹا جعفر قلی خان مشہور مرزا بزرگ چھوٹا محمد قلی خان مشہور مرزا کوچک۔

وہ بیٹیان جو غیر قوم سے بیاہی گئین ایک مرزا مسیح سے انکے دو بیٹے ہوے

محمد علیخان دوسرا مرزا رحیم خان محمد علی خان کا بیٹیا مرزا حسین خان نواب سالار جنگ کی بیٹی
سے بیاہا گیا وہ بے اولاد مرگیا محمد علیخان کی بیٹی جو نواب سالار جنگ کے بیٹے سے منسوب ہوئی
تھی اوس سے جو اولاد ہوئی طفولیت مین مرگئی مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی
ایک بیٹیا ہوا بیٹی مرزا مینڈو نواب شجاع الدولہ کے بیٹے سے بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان کے
بیٹے کا نام بھی مرزا مسیح تھا جسکی پنشن سو روپے ماہواری کی سرکار کمپنی سے تھی اس جہت سے کہ
کئی برس تک ضلع اکبر آباد مین تحصیلدار رہا موافقت کلکٹر صاحب سفارش ڈاکٹر سے یہ پنشن مادام حیات
مقرر ہوئی تھی اور سرکار شاہی سے بھی سو روپے ملتے تھے پیشتر از فساد لکھنؤ مرگئے انکے بیٹے کا بھی نام
مرزا عبد الرحیم خان تھا بہت ہوشیار و کارگزار صاحب نصیب عہد دولت حضرت جنت مکان مین
نواب امین الدولہ نے تحصیلدار علاقہ کیا تھا عین شباب مین مرگیا پنشن شاہی فقط تقسیم
اولاد ہوئی۔

میر عبد اللہ تین بیٹے ہوئے مرزا عبد المطلب خان مرزا حیدر علیخان مرزا علی اکبر یہ سب بے اولاد
مرگئے مگر ایک بیٹی مرزا عبد المطلب خان کی مرزا مسیح سے بیاہی گئی۔

مرزا محسن بڑے بھائی نواب صفدر جنگ کے دو بیٹے دو بیٹیان بڑی بیٹی بے اولاد
مرگئی چھوٹی مرزا ابو طالب خان کے بیٹے مرزا ابو تراب خان سے منسوب ہوئی جو پھوپھی زاد ن
نواب صفدر جنگ سادات حسینی تھے جنکا دادا مرزا فخر الدین محمد متولی روضہ حضرت
امام رضا علیہ السلام مشہد مقدس مین تھا اونکے دو بیٹے بڑا بیٹیا مرزا محمد ابراہیم خان
عرف مرزا سید و چھوٹا مرزا ابو طالب خان داماد جنت آرامگاہ سگی بہن فردوس منزل
سے بیاہا گیا۔

مرزا ابو طالب خان کے تین بیٹے مرزا ابو تراب خان مرزا ابو القاسم مرزا ابو الحسن عرف
مرزا امینی مرزا ابو تراب خان کی شادی مسماۃ حاجی بیگم نواسی خلد مکان سے ہوئی۔
مرزا ابو القاسم خان دوسری بہن مسماۃ زہرا بیگم سے کتخدا ہوئے یہ دونون سگی بہنین نواب
محسن الدولہ کی تھین مرزا ابو الحسن فردوس منزل کی چھوٹی بیٹی سے بیاہے گئے۔
بڑا بیٹیا مرزا محسن کا مشہور مرزا بزرگ میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور چھوٹی بی بی سے

بیاہا گیا اونسے ایک بیٹا مرزا محمد شفیع خان ہوا جب نیشاپور سے ہندوستان مین آیا
نواب شجاع الدولہ نے اونھین رسالہ دار کیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی سے عقد کر دیا یعنے نواسی
نواب برہان الملک سے لیکن رخصت عروس نہوئی تھی کہ نواب نے انتقال کیا مرزا محمد شفیع خان
دلی گئے بعد مرنے نواب نجف خان کے امیر الامرا ہوے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا
سے مارڈالا —

مشہور ہے کہ بعد نواب نجف خان مرحوم کے ان خودسر ناعاقبت اندیش اُمرا و سرداروں نے
عجب ہنگامۂ فساد برپا کیا کسی نے آپسمین صلح و اتفاق نکیا ان سب کی جمعیت فوج کئی لاکھ
کی تھی سب کے سب ایک سال کے عرصے مین آپسمین کٹ کر مر گئے جنکا نام و نشان نہ رہا
مختصر حال یہہ ہے جب مرزا محمد شفیع خان امیر الامرا ہوے اونکی بدمزاجی سے جتنے
سردار اور افسر فوج تھے ناراض بیدل و خائف آبرو ہوکر راہ عافیت ڈھونڈھنے لگے
ازانجملہ بعد از خرابی محمد بیگ خان ہمدانی سے جب اظہار صلح و آشتی ٹھہری نواح اکبرآباد مین
لشکر طرفین صفوف آراستہ ہوکر کھڑا ہوا ایک طرف سے مرزا محمد شفیع خان اجل گرفتہ دوسری
جانب سے محمد بیگ خان ہاتھی پر سوار وسط میدان مین پہونچے محمد بیگ خان موٹا تھا
مرزا صاحب دُبلے محمد بیگ خان نے دست معانقہ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا اسمعیل بیگ خان
انکا بھانجا خواصی مین تھا مرزا کے پیٹ مین کٹار مار کر تمام کر دیا انکے منہ سے فقط اتنی بات
نکلی اوہو قرمساق آخر دغا کی تو نے محمد بیگ نے دونون ہاتھوں سے بیعت کی اپنی طرف
کھینچ لیے محمد شفیع خان زمین پر گر پڑے انکی خواصی مین مرزا محمد امین خان باپ مرزا
محمد تقی خان کے تھے جب محمد شفیع خان کی سواری کے ڈنکے کی آواز سنی جلد ہاتھی پر
سوار ہو خفہ ہندوستانی مین اضطراب سے انکی پگڑی ڈھلکر گر پڑی لوگون نے کہا یہ شگون بد
ہوا آپ نجایئے نمانا جب میدان وغا مین پہونچے چاہا کہ ہاتھی پر کھڑے ہوکر محمد بیگ کو
تلوار مارین اوسنے دفعتہ اپنے ہاتھی کو بٹھا دیا یہہ جھونک مین تلوار کے گر پڑے محمد بیگ نے اپنے
ہاتھی سے کچلوا دیا بمشکل سے لاش ملی اکبرآباد مین دفن ہوئے زبانی میر سید علی خان رسالدار کے —
مرزا بزرگ کا دوسرا بیٹا جنسے بڑا بیٹا زین العابدین خان اور محل سے تھا نواب محمد قلیخان کی

بیٹی مسماۃ بڈھن صاحبہ سے بیاہا گیا جو نواب برہان الملک کی نواسی محمدی بیگم کے پیٹ سے تھا ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی بن بیاہی مرگئی بیٹا جسکا نام مرزا بزرگ تھا نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے منسوب ہوا وہ بھی بے اولاد مرگئی مرزا بزرگ کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا ایک بیٹی ہوئی اور وہ خود حالت جنون مین گئے اونکا بیٹا قائم علیخان مرزا برہان الدین حیدر مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہا گیا اونکی بہن مرزا مذکور کے بیٹے نواب زادے منسوب ہو کر مرگئی اوس سے تین بیٹے رہے۔

نواب محمد قلی خان مرزا محسن کا بیٹا جب ہندوستان مین آیا جسے آغا بابا کہتے تھے نواب صفدر جنگ نے صوبہ دار اکبر آباد کیا وہ پہلے محمدی بیگم نواب برہان الملک کی بیٹی سے منسوب ہوا اونسے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ مذکورہ تھی بعد اونکے مرنے کے میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی شہو بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین پہلے منسوب ہو چکا تھا اوس سے ایک بیٹا مرزا جعفر ہوا اور محمد قلی خان کا ایک بیٹا دوسری بی بی سے محمد علیخان ہوا یہ مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا مگر بیبیان بہت تھین۔

محمد علیخان کے ۵ یا ۶ بیٹے چار پانچ بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان داماد جنت آرامگاہ دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان مسماۃ پوتی بیگم حضرت خلد مکان جو بادشاہ بیگم کے پیٹ سے تھین منسوب ہو وہ جنت آرامگاہ کے زمانے مین مرگئین ایک بیٹا دو بیٹیان چھوڑ کر۔

نواب محسن الدولہ داماد حضرت فردوس منزل حضرت خلد مکان کی سلطنت مین کتخدا ہوے انکے کئی بیٹے طفولیت مین مرگئے اب ایک بیٹا مرزا عالی قدر ہے جسکی شادی حضور عالم کی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم و زہرا بیگم جنھین بادشاہ بیگم نے پرورش کیا تھا مرزا ابو تراب خان دوسرے مرزا ابو القاسم خان مرزا ابو طالب خان کے دونون بیٹون سے شادی ہوئی۔

مرزا اکبر علیخان محمد علیخان کے بیٹے کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے ہوئی زمانۂ ترقی مرزا حاجی مین جو مقرب خاص حضرت خلد مکان کے تھے۔

نواب برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے نواب صفدر جنگ سے کی

اور نواب کے جیتے جی اونکے نائب بھی تھے بعد مرنے نواب کے خلعت شاہی اونکے چھوٹے
بیٹے کو ہوا قضارا وہ عارضۂ چیچک سے طفولیت مین مرگیا یا کسی عارضۂ دنیا سے واللہ اعلم جیسا
اکثر جانتے ہین اوسوقت نواب صفدر جنگ کو اصالتاً خلعت ہوا صوبۂ اودھ در صوبۂ اکبرآباد کا انہون نے
نواب عمدۃ الملک امیر خان سے صوبۂ الہ آباد سے اکبرآباد کا معاوضہ کرلیا کہ قریب
صوبۂ اودھ ہے —

نواب صفدر جنگ کا اکلوتہ بیٹا مرزا جلال الدین حیدر ملقب شجاع الدولہ نواب صفدر جنگ کو
محمد شاہ بادشاہ سے پہلے داروغگی توپخانہ دیکر میر آتش کیا تھا جب احمد شاہ درانی کابل
لاہور تک پہونچا بادشاہ نے قمر الدین خان وزیر اعظم کو مع نواب صفدر جنگ اپنے بیٹے
احمد شاہ کے ساتھ روانہ لاہور کیا اتفاقاً وزیر اعظم وہان مارا گیا نواب نے درانی کو شکست
دی دہلی سے خبر انتقال بادشاہ پہونچی احمد شاہ بادشاہ ہوے نواب صفدر جنگ اپنی حسن تدبیر
و یاوری اقبال سے وزیر ہوے —

اسکی تفصیل اکثر کتب تواریخ اور محققین کو معلوم ہے انکی قوم بتاتے قراقون لو قوم مغل ہی ہے
بعض کہتے ہین قزلباش —

مختصر یہ ہے قرا یوسف قوم ترک جسوقت لڑائی مین مرزا شاہرخ بیٹے امیر تیمور کے
قبل از معرکہ بسبب درد گردہ اور کثرت قے سے مرگئے اونکا بیٹا جہان شاہ والی ریاست
تبریز ہوا بعد اونکے اونکا بھتیجا بداغ شاہ ہوا اوسکے بعد اونکا بیٹا حسین علی مرزا اسی طرح
بتدریج تسلط ہوتا چلا آیا اونکا بیٹا نام مرزا پھر اونکا بیٹا منصور مرزا حاکم ریاست ہوا
اور انھین کے عہد دولت مین شاہ عباس اول کا ایران مین تسلط ہوا اوسنے سرکشان
ترک کو زیر و زبر کیا تا اینکہ منصور مرزا بھی اسیر ہوا اور حکم بادشاہ یہ ہوا کہ اب سب ترک جتنے ہین
نیشاپور مین جاکر رہین وہان منصور مرزا کیواسطے جاگیر مقرر ہوئی جب یہ حاکم جاگیر ہوے
بہت بخوبی بسر کی جب مرگئے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا تجویز ترکان رئیس ہوا اسی طرح
بعد اونکے اونکا بیٹا جعفر خان بیگ حاکم ہوا بعد اونکے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا مسند ریاست
پر بیٹھا انکے دو بیٹے تھے محمد شفیع خان بیگ ورجعفر خان بیگ محمد شفیع خان کے سواے

پانچ بیٹیوں کے کوئی بیٹا نہ تھا جعفرخان بیگ کے دو بیٹے تھے مرزا محسن بخطاب عزت الدولہ دوسرے مرزا محمد مقیم مخاطب بمنصور علیخان صفدر جنگ ۔

میرشاہ میر کا بیٹا جو نواب برہان الملک کی بہن سے تھا انکا بڑا بیٹا مرزا یوسف بڑا زبردست تھا تمام ایران میں بزور طاقت اپنا مثل نہ رکھتا تھا اسی باعث سے نادرشاہ نے بدغا گرفتار کرکے اندھا کرڈالا تھا ۔

انکا بڑا بیٹا سید محمد خان دوسرا شاہ میرخان تیسرا مرزا محمد امین خان یہ تینوں مرزا محمد شفیع خان بھائی جعفرخان بیگ کی بیٹی سے تھے اور دو بیٹے مرزا جعفر اور مرزا غیاث الدین محمد خان مرزا محمد باقر کی بیٹی سے تھے جو داروغہ فراش خانہ روضۂ حضرت امام رضا علیہ السلام کے تھے لیکن بڑا بیٹا سید محمد خان آمنہ بیگم سے بیاہا گیا جو چھوٹی بیٹی نواب برہان الملک کی تھی انسے ایک بیٹی شمس النسا بیگم مشہور توکل صاحبہ وہ مرزا جعفر نواب محمد قلیخان کے بیٹے سے بیاہی گئی جو نواب محمد خان کی پھوپھی کے پیٹ سے تھا اونسے اولاد نہوئی مگر سردار مرزا مرزا سید و کے بیٹے کو وقت پیدائش بمہر عزیز و اقربا اپنی فرزندی میں لیا تھا کہ میرے بعد میرا وارث ہوگا جسنے تھوڑے دن ہوے انتقال کیا ۔

مرزا جعفر کے چار بیٹے تین بیٹیاں دوسری بی بی سے منجھلا بیٹا مرزا محمد یوسف کا شاہ میرخان اپنے چچا مرزا نصیر الدین حیدر خان کی بیٹی سے جو نواب برہان الملک کی بیٹی سے تھا بیاہا گیا اونکی بی بی بیٹیا جنکر مرگئی اور آپ عالی گہر بادشاہ کے ساتھ نواب نجیب خان کی لڑائی میں مارا گیا چھوٹا بھائی مرزا محمد امین خان نصیر الدین خان کی چھوٹی بیٹی سے بیاہا گیا یعنے نواب برہان الملک کی نواسی انجم النسا بیگم مشہور کھیتو بیگم سے اونسے چار بیٹے دو بیٹیاں ہوئیں ۔ بڑا بیٹا مرزا محمد نصیر خان دوسرا مرزا محمد تقی خان انسے چھوٹی بہن قدسیہ بیگم اور چھوٹا بھائی مرزا علی نقی عرف مرزا اچھو اور سب سے چھوٹی بہن سات برس کی ہوکر مرگئی اور ان سب سے چھوٹا بھائی مرزا محمد یوسف عرف مرزا ابو سولہ برس کے سن میں بسبب اپنی شہسواری کے گھوڑے سے گر کر مرگیا ۔

مرزا محمد نصیر خان اور مرزا محمد تقی خان کو نواب آصف الدولہ نے خوردسالی میں مثل

فرزندان

فرزندون کے پرورش فرمایا تھا چنانچہ مرزا محمد نصیر خان کی شادی حسن علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے جناب عالیہ یعنے نواب شجاع الدولہ کی مان نے پرورش کیا تھا اور لطف النسا بیگم مشہور بہ ہمشیرہ نواب شجاع الدولہ انھین جناب عالیہ نواب آصف الدولہ کی مان نے پالا تھا وہ مرزا محمد تقی خان سے بیاہی گئین انکی حقیقت پرورش سے اکثر معتمدین فیض آباد واقف ہین واللہ اعلم۔

مرزا محمد تقی خان کی بہن قدسیہ بیگم مرزا محمد ابراہیم عرف مرزا سید سے کتخدا ہوئین مرزا علی نقی عرف مرزا جو جمنی بیگم صاحبہ نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے بیاہے گئے۔

مرزا محمد نصیر خان کا بیٹیا مرزا شاہ میر خان فاطمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد تقی خان کی بیٹی سے انکا بیٹیا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر بسماۃ مولا بیگم مرزا محمد نصیر خان کی بیٹی سے مرزا حیدر کے تین بیٹے نواب بہادر جسکی شادی دوسری نواب معتمد الدولہ کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی جو خرد محل سے تھی وہ بھی مرگئی ایک بیٹی ایک بیٹیا خورشید مرزا چھوڑکر نواب بہادر بھی مرگئے انکی بیٹی کی شادی نواب دلہ بھانجے نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی جو مقیم کانپور ہین خورشید مرزا کی شادی نواب سعید الدولہ کی بیٹی سے ہوئی وہ قضا سے مرگئی مرزا دالاجاہ عالیجاہ کی شادی نواب منور الدولہ کی بیٹیون سے ہوئی جو زمانہ وزارت نواب منتظم الدولہ تھا مرزا حیدر کی بیٹی کا عقد خلد مکان کے زمانے مین نواب حسین علیخان نواب جعفر علیخان کے بیٹے سے ہوا رسم رخصت عروس نہ ہوئی وہ بھی مرگئی صاحبزادے بھی بعد چند سال کے مرگئے انھین نواب مبارک محل نے باجازت حضرت خلد مکان اپنا بیٹیا کیا تھا۔

مرزا شاہ میر خان کے تین بیٹے نواب مرزا نواب میر کلو کی بیٹی بسماۃ وزیر بیگم سے بیاہا گیا دو بیٹے دو بیٹیان چھوڑکر مرگئی نادر مرزا مرزا غیاث الدین محمد خان کی بیٹی سے اور صاحب مرزا مرگیا۔

مرزا شاہ میر خان کی بیٹی بسماۃ نواب بی بی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین آغا علیخان نواب معتمد الدولہ کے بڑے بیٹے سے شادی ہوئی۔

آغا علیخان جب اپنی مان خورد محل کے ساتھ روانہ کربلائے معلے ہوے کاظمین علیہم السلام مین

انتقال کیا نعش کو کربلائے معلیٰ مین لیجا کر دفن کیا رواق روضۂ مقدسہ مین انکی ازواج اور اولاد کو سرکار سے وثیقہ حسب تقسیم شرعیہ ملتا ہے۔

مرزا سیدو کے چار بیٹے دو بیٹیان بڑا بیٹا سلطان مرزا معصومہ بیگم مرزا جعفر کی بیٹی سے کتخدا ہوا اونکے دو بیٹے دو بیٹیان۔

مرزا سیدو کی بیٹی نواب سید محمد خان سے بیاہی گئی۔ بیٹا مرزا غیاث الدین محمد خان کا پوتا مرزا یوسف خان کا جو نواب نجف خان کی بیٹی سے تھا۔

بہادر مرزا کی شادی اونکے چچا مرزا ابو طالب خان کی بیٹی سے ہوئی انکا بیٹا شمس الدین محمد مرزا مرزا ابوتراب خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اور دو بیٹیان ایک کی شادی مظفر مرزا نواب مظفر الدولہ کے بیٹے سے ہوئی دوسری بیٹی اولاد سعادت خان مین کسی سے بیاہی گئی۔

تیسرا بیٹا مرزا سیدو کا سردار مرزا انکی پہلی شادی مسماۃ حضرت بیگم مرزا حیدر کی بیٹی سے ہوئی بعد اوسکے مرنے کے دوسری بیٹی مسماۃ مہدی بیگم سے ہوئی انسے ایک بیٹا مرزا محمد حسین خان ہوا جوانہ مرگ مرگیا انکی مان بھی مرگئی۔

ایک اور بیٹا مرزا علی حسن کسی محل سے ہوا جسکی شادی نواسی مرزا حیدر نواب آفتاب علیخان کی بیٹی سے ہوئی۔

مرزا سیدو کا چھوٹا بیٹا شوکت الدولہ علی مرزا کی بنارس مین نواب شمس الدولہ کی چھوٹی بیٹی سے شادی ہوئی۔

سید محمد خان عرف مرزا سیدو مرزا جعفر کا بیٹا حسنی بیگم صاحبہ سے غلام رضا خان مرزا حسن رضا خان کے سگے بھائی کی بیٹی سے کتخدا ہوا اور دو بیٹیان جنکا احوال گذرا مرزا سیدو کے دو بیٹے مرزا برہان الدین حیدر مرزا صمصام الدین حیدر مرزا برہان الدین حیدر باہتمام شمول فساد مرزا جنبیں قدر تباہ و پریشان ہوکر رئیس امپور کے پاس نوکر رہے اور بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مرگئے انکا وثیقہ سرکار سے جاری نہوا۔

بعد انتقال حسنی بیگم پھر عزت النسا بیگم سے مرزا جعفر کا عقد شرعیہ ہوا مگر عزت النسا بیگم لاولد رہین لکھنؤ اور محل سے اولاد ہے۔

مرزا محمد یوسف کے دو بیٹے دوسری بی بی سے جیسا مذکور ہوا مرزا جعفر بڑا بیٹا

بائیس برس کا ہو کر بیاہا مر گیا سبب یہ ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک دفعہ آندھی آئی
اس شدت سے کہ لشکر مین سب خیمے گر پڑے مرزا جعفر نے اپنے تینون بھائیون سے کہا تم ایک
چوب خیمے کی تھامے رہو مین اکیلا دوسری چوب تھامے رہونگا ایسا زور و قوت کیا کہ آندھی
سے چوب کو گرنے ندیا اسی زور سے اونکے دونون گردے پھٹ گئے ادھر ہوا کے موقوف
ہونے سے چوب کو چھوڑا اودھر اونکی روح نے مفارقت کی۔

انکے بھائی غیاث الدین محمد خان ایک شخص ولایتی مشہور قاسم بیگ سبزواری کی بیٹی سے
کتخدا ہوے اوس سے ایک بیٹا دو بیٹیان ہوئین مرزا حسام الدین حیدر خان دہلی مین نواب
نجف خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اونسے دو بیٹے ایک بیٹی ہوئی دوسری بی بی سے دو بیٹے
ہوے بعد اوسکے غیاث الدین محمد خان نے نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہ کیا اونسے
ایک بیٹا نواب سید محمد خان ہوا جسکا ذکر گذرا وہ بھی بے اولاد عارضہ جذام سے مر گیا قصد
زیارت کربلاے معلی کیا تھا سخی اسکا شاعر ہندی بہت خوب تھا رند تخلص ہزارہا روپیہ
صرف کیا۔

تیسری بیٹی نواب برہان الملک کی مسماۃ بڑی بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب تھی
جسکا خطاب سیادت خان تھا اونسے ایک بیٹا میر محمد باقر عرف مرزا بندو ہوا وہ سگی بیگم صاحبہ بڑی بیٹی
نواب شجاع الدولہ سے بیاہا گیا اونسے اولاد نہوئی مگر قدرت خدا سے سن پیری اسی برس مین ایک
بی بی سے جعفر علیخان پیدا ہوا دلیر الدولہ مرزا حیدر کی بیٹی سے کتخدا ہوا ایک بیٹی ہوئی وہ طفولیت
مین مر گئی۔

حضرت خلد مکان کے زمانہ مین مرزا بندو نے فیض آباد مین انتقال کیا ۱۳ سو ماہواری کی
تنخواہ تھی سرکار شاہی سے پوری تنخواہ جاری نہوئی اس جہت سے کہ جعفر علیخان صغر سن تھا
حسب سر رشتہ دو سو روپے ماہواری جاری ہوئی باقی تنخواہ خزانہ ظفر الدولہ مین بامانت رہی
جب زمانہ عدل و انصاف حق دارون کا جرنل سلیمن صاحب بہادر کی رزیڈنٹی مین مشتہر ہوا
جعفر علیخان نے بفہمایش صاحبان خود غرض زمانہ دعوی تنخواہ سابق امانت سرکار کا کیا
صاحب بہادر نے از راہ انصاف پرچہ پیام امداد تنخواہ سائل کا سرکار شاہی مین بھیجا یہان

اہلکارون نے بلطائف الحیل چار مدین عدالت بار دہیش کیے صاحب عادل نے بہت جد وجہد سے پوری تنخواہ ابتدا سے دلوادی شاید ستر ہزار روپیہ ہوا تھا اسمین ایک انگریز صاحب بھی شامل وکالت ہوگئے تھے چالیس ہزار لیکر وہ تو راہی لندن ہوے دو صاحب اور صاحبان لکھنؤ سے تھے اونھین چراغی ملی باقی قبضہ رہا ہو جعفر علی خان کو ملا انکا سامان نوابی درست ہوگیا ۱۳سو ماہوار بھی ملنے لگے دروازہ عیش وعشرت کھلا اور مرغ بازی کئی برس تک خوب رہی۔

جب فساد لکھنؤ ہوا اور زمانہ بیقرونغ شاہ جی ہوا جعفر علیخان بھی سلٹے اور مجبوری بیال شاہ جی کا خوشخان کیا جب عملداری سرکار ہوئی معتوب ہوے بعد کئی برس کے دوا دوش کہلا کے عدالت سے پھر تنخواہ بدستور جاری ہوئی ورنہ بسر اوقات فقط بی بی کی تنخواہ پر تھی انکے بیٹے نواب مہدی علیخان کی شادی نواب یحیی علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے نواب ممتاز محل حضرت خلد مکان نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا تھا جب بدستور تنخواہ جاری ہوئی چندے وہی صورت سابقہ ہونی شروع تھی کہ دفعتہ مادہ صرع سے شہر جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء انتقال کیا۔

نواب سیادت خان کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا مرزا گھسیٹا اوسکی شادی ستی بیگم نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوئی انکی دو بیٹیان ایک بیٹا منجھلے آغا کربلاے معلے جا کر زائر بھی ہوا۔

نواب سیادت خان کا بڑا بیٹا نواب برہان الملک کا بڑا بھائی نواب شیر جنگ اوسکی شادی نواب ذوالفقار کی بیٹی سے ہوئی وہ بیٹا نواب اسد خان وزیر عالمگیر بادشاہ کا تھا مگر اس سے اولاد نہوئی اور بی بی سے ہوئی وہ بھی مرگئی۔

نواب شیر جنگ کا پوتا مرزا اسنگی حسن علیخان کی بڑی بیٹی سے بیاہا گیا اوس سے ایک بیٹی ہوئی وہ نواب علیخان کے بیٹے سے منسوب تھی وہ ایک بیٹی چھوڑکر مرگئی جسکی شادی صاحبزادہ مرزا شاہ میر خان کے چھوٹے بیٹے سے ہوئی۔

ایک بیٹی نواب سیادت خان کی نواب موسی خان سے منسوب ہوئی جو نیشاپور کے اقربا سے تھا اوسکا بیٹا عباس قلیخان اسی برس کے سن مین بے اولاد مرگیا۔ والسلام

ذکر اجمالی نواب نجف خان مرحوم

ذوالفقار الدولہ بخشی الملوک نواب نجف خان کا نسب با دری صفویہ تک ہے انکی بہن مسماۃ بیگم صاحبہ
مرزا محسن نواب صفدر جنگ کے بھائی سے منسوب تھی جب مرزا محسن گئے نواب نجف خان نو برس کے تھے
نواب محمد قلیخان نے انھین مثل اپنے بیٹے کے پرورش کیا تھا بہت چاہتے تھے جب جوان ہوئے رسالدار کیا
بعد مرنے نواب محمد قلیخان کے بادشاہ عالی گہر نے انھین بتدریج مراتب امیر الامرا کیا از بسکہ جرات ذاتی
رکھتے تھے اپنی یاوری اقبال اور بزور شمشیر تقریبًا چار کرور کا ملک اطراف شاہجہان آباد مع قلعجات وغیرہ اپنی حکومت
مین لائے مگر مدت حکومت ریاست مین بسبب بے انتظامی خود سری کے کبھی ہمین نہ پایا اور نہ انتظام جیسا چاہیے
تھا کرسکے ہمیشہ گذران مثل عرب صحرائی بادیہ نشین کے رہی ور انتظام خود سر فوج کا بھی ظاہر تھا اس جہت سے
بنیاد ریاست کو قیام نہوسکا انکے بعد دفعتہً ایک جونکے ہوا کے خلاف سے نشان بھی باقی نرہا مثل حباب
آب یا ستے ہی اہل لشکر ہر روز خون ناحق وظلم بیجا پر کمر باندھے رہتے تھے کبھی انجام کار کو نہ سمجھے اپنے زعم ناقص
مین ہر سردار افسر اپنے تئین نواب جانتا رہا اکثر ثقات جو شریک یا ملازم لشکر مین تھے حکایات ظلم و تعدّی
بیان کرتے ہین یہی سبب تھے ملازمین تھا کہ ہر روز سو پچاس کسی تکرار بیجا سے مارے گئے اوسی قدر اور نوکر ہوے
اس تفصیل شرح فضول کو ایک کتاب چاہیے۔

غرض نواب نجف خان کی دو بیٹیان تھی بڑی مرزا غیاث الدین محمد خان سے چھوٹی مرزا محمود خان ولد احمد خان کے
بیٹے سے منسوب تھی جو بھائی کفایت خان دیوان احمد شاہ کابل تھا لیکن سید موسوی ہے انکی بی بی ایک بیٹی
بیٹا چھوڑکر مرگئی بیٹیا نواب محمد علیخان عرف نواب مرزا بخشی بہادر شاہ بیٹی عالیہ سلطان بیگم مظفر الدولہ مرزا
حسام الدین خان کے بیٹے سے منسوب تھی جو نواب نجف قلیخان کی بیٹی سے تھا۔

قطعۂ تاریخ وفات نواب نجف خان

ای چرخ کج نهاد کمان پشت برنهاد	گر سہم حادثات نسازد خطا ہدف	دو بر نشانه اشرف سادات را که بود
نسل سیادت صفوی ازو شرف	شائستہ میوۂ شجر باغ ہشت وچار	پاکیزه جوہر دو گہر درّ نه صدف
بخشی الملوک میر نجف خان شیر دل	کشور کشای ہند تبائید لاتخف	آن شیر کہ دست چو بردی بذوالفقار
سلطان لافتاش ستودی ہی خلعت	زد کلک حق توام عالی تجاک او	تاریخ سال راقم این بت نجف

سنہ ۱۱۸۶ھ — تمت — سنہ ۱۷۷۳ع

پہلا باب

ذکر احوال میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر تا زمان سلطنت حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ اودھ

جاننا چاہیے کہ ابتداے خاندان عالیشان وزراو بادشاہان مملکت صوبہ اودھ ذات خاص میر محمد امین موسوی نیشاپوری سے ہے یہ رئیس ملک خراسان نیشاپور کے ہین خاندان عالیہ سے بہادر شاہ بادشاہ شاہجہان کی سلطنت مین میر محمد نصیر باپ میر محمد امین کے اپنے بڑے بیٹے میر محمد باقر کو لیکر از راہ جہاز بنگالے مین آکر عظیم آباد مین رہے شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکا خبرگیران ہوتا تھا وہین مر گئے۔

میر محمد امین اون دنون ولایت مین تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ء مشتاق باپ اور بھائی کے ہوکر ہندوستان مین آئے جب عظیم آباد پہونچے اپنے باپ کے مرنے کا بڑا صدمہ اوٹھا کر وہان سے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ شاہجہان آباد آئے بعد تھوڑے دن کے نواب مبارز الدولہ سربلند خان کے جو صوبہ دار گجرات تھے نوکر ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکر بمو افقت واسطہ راے رتن چند دیوان قطب الملک وزیر اعظم نواب عبد اللہ خان سنہ ۱۱۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۵ء مین سند ہنڈول بیانہ ۸ لاکھ روپیہ تحصیل کے لیکر انتظام اوس علاقہ مین مشغول ہوے اونھین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے عقد کیا اسکے پیشتر سید طالب محمد خان آصف جاہ کی بیٹی انکے عقد مین تھی اور اسکے بھی پیشتر ایک بیٹی خاندان عالیہ سے انکے عقد مین تھی وہ بے اولاد مر گئی اور اس حکومت مذکور مین نواب بیگم صاحبہ یعنے مان نواب شجاع الدولہ کی ۵ یا ۶ برس کی اپنے باپ کے ساتھ تھین انکی ولادت خانم صاحبہ سے ہوئی جنکا مقبرہ و باغ ایمن آباد مین مشہور باغ پنڈاین ہے۔

مختصر حال ترقی جاہ نواب یہ ہے کہ جب محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوے سادات بارہہ کا سلطنت مین تسلط تام تھا اور اختیار کلی جسے چاہتے تھے بادشاہ کر دیتے تھے پھر اوسے قتل کر کے سلاطین مین سے دوسرے کو تخت نشین کرتے تھے جس طرح قتل فرخ سیر بادشاہ وغیرہ مشہور ہے چنانچہ جب محمد شاہ کو تخت نشین کرنے لگے انکی مان راضی نہ تھی خلاصہ انکی سفاکی و ظلم و تعدی سے

سب ارکان دولت بھی خائف و ترسان رہتے تھے اس جہت سے بادشاہ نے اپنی حکمت عملی سے قطب الدولہ وزیر اعظم کو انتظام ملک دکن کے واسطے سنہ ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۲۰ء مین روانہ کیا اوسوقت دہلی مین یہ مثل مشہور ہوئی اب جاگ ٹوٹا پونو انخواہ ماری جائیگی —

خلاصہ جب محمد امین خان کوکنی کو نواب حسین علیخان سگے بھائی قطب الملک سے عداوت قلبی ہوگئی اونھون نے ایکدن میر حیدر خان کاشغری کو جو اونکا رفیق خاص تھا انکے قتل کو بھیجا اوسوقت نواب حسین علیخان جھالردار پالکی مین سوار دربار بادشاہ کو جاتے تھے انھون نے عرضی دی نواب اوسے پڑھنے لگے پس فقط چھرا اونکے پیٹ مین مارکر تمام کردیا لیکن اوسی وقت نواب کے بیٹے نے بھی اونکا کام تمام کردیا مشہور ہی کہ حسین علی خان رات خواب دیکھ چکے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بلغ وعدک غلب عدوک اوسکی تعبیر صبح کو ظاہر ہوئی —

جب خبر قتل قطب الملک کو پہونچی اپنی فوج لیکر دلی پھر آئے اور جتنے انکے متوسلین نامور تھے ونکو خود طلب اعانت لکھا کہ میرے شریک حال ہو چنانچہ نواب برہان الملک کو بھی خط اس مضمون کا بھیجا کسواسطے کہ انکی ترقی جاہ کا باعث اونکا دیوان ہوا تھا لیکن نواب نے بغور وتامل حقوق سلطانی اور اپنی نیکنامی دنیا کو مقدم سمجھا اور فرمان شاہی بھی طلب کا پہونچا تھا بموجب حکم شاہی ہم ا ہزار سوار و پیادہ جرار لیکر اپنے علاقے سے روانہ ہو داخل شاہجہان آباد ہوے نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے انکی بہت تعریف کی بادشاہ خدا سے ایسا شخص جرار چاہتے تھے کہ وہ عبد اللہ خان کا استیصال کرے غرض انھین کے وسیلے سے حاضر حضور شاہی ہونے لگے آخر خطاب نواب سعادت خان برہان الملک پایا جب مقابلہ عبد اللہ خان ہوا بعد قتال و جدال وہ نھین گرفتار کرلائے پس نواب کی ایسی جانفشانی اور کارنمایان سے بادشاہ بہت خوش ہوے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۰ء کو نظامت صوبہ اکبر آباد عنایت فرمائی یہ روانہ ہوے —

ایسے حالات کی تفصیل اکثر کتب تواریخ ہند مین ہی کچھ احوال مرزا محمد حسن قتیل نے بھی لکھا ہو اور اس عاصی کو فقط احوال سلطنت خاص منظور رہی جو محض سرکار رین مین

گذرا ہی ہی واسطے تقویم پارینہ سمجھکر چھوڑ دیا مگر بضرورت ہر مقام لکھا ہے اب پہلے احوال شیوخ لکھنؤ سنا چاہیے —

ذکر عروج و ترقی شیوخ لکھنؤ اور انکی بنای تسلط صوبہ اودھ

ایک شخص شیخ عبدالرحیم ساکن قصبہ بجنور متصل شہر مراد آباد مفلس و محتاج اپنے گھر سے بتلاش معاش نکلا اور اپنی یاوری قسمت سے رفتہ رفتہ ملازم محمد اکبر بادشاہ شاہجہان آباد کا ہوا ایک مدت تک جانفشانی کر کے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصب داروں مین کھڑا ہونے لگا بادشاہ کو احکام نجوم پر اعتماد تھا ایکدن سب نجومیون نے باتفاق بادشاہ سے عرض کیا کہ دو دن دس ساعت تک آپکو جلوس تخت سلطنت اچھا نہین اسواسطے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مدت مجوزہ تک سلطنت ہندوستان کسی اور کے نام ہوجائے تو بہتر ہے بادشاہ نے اس تجویز سے مشوش ہوکر شیخ عبدالرحیم خان کیطرف دیکھا اونھون نے اسے حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر قبول کیا جب وقت مجوزہ مین فقط دو ساعت رہی بادشاہ نے پوشاک طلب فرمائی خواجہ سرانے حاضر کی اتفاقاً تاج شاہی مین ایک سانپ تھا اوسنے خواجہ سرا کی اونگلی مین کاٹا دفعۃً زمین پر گرکر تصدق ہوا نجومیون نے عرض کی یہی آفت سماوی تھی جو اوپر گذری اب حضرت جلوس فرماوین —

شیخ عبدالرحیم خان حسب الحکم تخت شاہی سے اترے بادشاہ نے جلوس فرمایا اور کمال مرحمت خسروانی سے سلطنت تین دن کی انھین عنایت فرمائی اور پرگنہ کو بیج اور لکھنؤ جاگیر دی یہ علاقہ نظامت بہرائچ مین ہے شیخ بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنؤ ہوے اور اطمینان بندوبست کیا پانچ محل اپنی پانچ جورؤون کیواسطے بنوائے جسے آجتک پنج محلہ کہتے ہین وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہوگیا ہے اور قلعہ مچھی بھون اپنے رہنے کو کنارہ دریاے گومتی بنوادیا اونکا مقبرہ قریب عیش باغ ہے جسے نہ دان محل کہتے ہین مشہور ہے کہ اس قلعہ مین ایک مکان کے ۲۶ دروازہ تھے ہر دروازے کیکاریگرون نے دو مچھلیان گچ سے بنادی تھین اس جہت سے اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بھون ہوگیا اسیطرح پیشتر لکھنؤ مین یہ سلسلہ مشہور تھا جب شاہ پیر محمد اسپر مقیم ہوے اونکے نام سے مشہور رہوا

مرزا محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

Sadut Khan Burhanodmoolk.

غرض شیخ مذکور مدت تک بحکومت رہے جب مر گئے اونکی اولاد بترتیب ارث جاگیر رہی قصبہ اکبری داخل اکبرنامہ نہین ہوا

نواب ابوالمکارم خان کا احوال یہ ہے

شیخ ابو المکارم بھی اسی قصبہ مذکور کے رہنے والے تھے یک چشم تھے مگر بڑے بہادر اور شجاعت پیشہ اون حال عالمگیر بادشاہ کی سلطنت مین فدائی خان صوبہ دار ملک اودھ تھا اوسکے گھوڑون کا اصطبل اوس پار دریا کے تھا ایکدن سائیس گھوڑون کو نہلانے دریا لیے جاتے تھے شیخ صاحب اپنے دروازے پر سر راہ بیٹھے ہوے تھے گھوڑون کے سم سے کیچڑ اوڑکر اونپر گری بہت خفا ہوے سائیسون نے بھی جواب سخت دیا شیخ نے چھری ایک سائیس کو ماری کئی زخمی کیے مگر صوبہ دار کے ڈر سے آوارہ وطن ہوکر شاہجہان آباد پہونچے بہادر شاہ بادشاہ کے نوکر ہوے ایک مدت تک کار نمایان کرتے رہے آخر کو صوبہ دار اودھ ہوکر آئے اور سیکڑون گانون زمینداروں سے بجور وظلم لیکر بیناے اپنے نام کرلیے اور ظلم سے زمیندار سرکشون کے سر لوہے کی موگری سے کچلوا کر انتظام صوبہ کیا آخر مر گئے اوسکا مقبرہ مکارم نگر مین صحن مسجد مین ہے اونکی اولاد شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ اور شیخ حیدر بخش انکے سگے بھائی جو کلکتے مین بعزت تھے شیخ حفیظ الدین اس قوم مین بہت صاحب اعتبار تھے بلکہ اولاد محمود قلندر سے لوگ کہتے ہین یہ فقیر بنگالی باغ لکھنؤ مین بنا تھا اور حاکم بھی اوسی محلے کا تھا بعض غلوی بعض نہی میہ بھی کہتے ہین واللہ اعلم رئیس اس قوم کے راجہ میان اور شیخ شہراتی باپ شیخ احمد بخش کے اور شیخ فقیر اور عسکری احمد بھی تھے۔

نواب برہان الملک بہادر کا صوبہ دار ہوکر داخلہ صوبہ اودھ

خلاصہ ۱۱۳۴ ہجری مین جسوقت سبب بے انتظامی اور خرابی اور سرکشی زمینداران و ڈکیتیان صوبہ اودھ کی متواتر بادشاہ تک پہونچی ارکان دولت شاہی جو نواب سے مخالفت مذہب و ترقی جاہ دیوانی نا اور خدمت گذاریون سے حسد ورشک رکھتے تھے

وقت خاص پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس صوبہ کے بندوبست و انتظام کیواسطے کوئی
شخص ایسا معلوم نہین ہوتا کہ ایسے سرکشون اور متمردون کو جا کر سزاے قرار واقعی دے
بادشاہ نے بھی انھین سب طرح لائق سمجھکر حسب دستور نواب کو خلعت صوبہ داری فرمان عنایت فرمایا
منافقین جنکے دلون مین تخم نفاق تھا بہت خوش ہوے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ انکی سرسبزی اور
یاوری اقبال ہو گی بظاہر سبھون نے مبارکباد دی لیکن اس زمانہ مین جو آئین آب انتظامی سلطنت
تھی فقط علم شاہی کافی ہوا کچھ فوج سے اعانت نہوئی —

نواب عالیشان بھی مخالفین کی کیا پروا نہ سمجھے مگر محض اپنی جرأت مردانگی اور تہور سے
نظر بخدا کمر ہمت باندھی پہلے از رہے مآل اندیشی قوم مغلیہ کو جمع کیا جو ہزارہا بیکار یا اکثر
بازار مین مشغول ہر کسب تھے یہ خوشخبری سنکر ہجوم کیا نواب نے کہا سنو میرے بھائیو ہمشہری اگر
اسوقت کے سوکھے ٹکڑون پر قناعت کروگے خدا چاہے تو ایکدن اس عرق ریزی حق خدمت
سے ثمرہ اور بہا کر پلاؤ بھی کھاؤگے سبھون نے بجان و دل قبول کرکے کمر ہمت مردانگی باندھی
کہتے ہین کہ نواب کے ان سوکھے ٹکڑون پر کئی ہزار مغل مفلس پریشان حال جمع ہوگئے
لنبی کالی ٹوپیان سر پر رکھ ولایتی تلوار کمر مین باندھے آغا صاحب بیگ صاحب بجا لائے نواب جب
اپنی قوم کی بھرتی سے فارغ ہوے اپنے توپخانے سے کچھ توپین جنکو ساتھ لین اور جو کچھ
گھر مین قسم زیور وغیرہ تھا اوسے بیچکر بیل توپون کے مول لیے اور جمعیت کثیر سے اکبرآباد آئے
وہان کے صوبہ دار نے چاہا تدبیر ضیافت کرے نواب نے صلاح وقت سمجھکر زر نقد لیکر
اپنی فوج مغلوک پر تقسیم کیا فی الجملہ سب کا سامان سفر درست ہوگیا وہان سے کوچ کر بہیلی
آئے یہان بھی وہی صورت دعوت پیش آئی بعد اسکے داخل فرخ آباد ہوے وہان کے
نواب نے بڑی عزت و خاطر کی باقی سامان بھی درست ہوگیا بہت سے گھوڑے یابو ٹٹو مول لیکر
مغلیہ کو تقسیم کیے وہان کے نواب نے یہ صلاح نیک دی کہ حال سرکشی اور تمردی شیوخ
لکھنؤ کا ظاہر ہے ایسا نہو کہ مثل اورون کے آپکا بھی وہی حال ہوجاے اس قوم کی رفتار
و کردار و اعمال سے ہم خوب واقف ہین کسواسطے کہ ہمارے ملک سے حدود صوبہ اودھ
قریب ہے پس مناسب یہ ہے کہ آپ دریاے گنگ سے اوتر کر یکایک داخل لکھنؤ نہو جیے گا

اوسکے قریات قریبہ مین توقف کیجیے گا بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا وہ
تدبیر یہ ہو کہ درمیان شیوخ شہر او قصبات بیرونجات صورت موافقت نہین بلکہ عداوت رہی
اور کمزور اپنے بالا دست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین غالب ہو کہ وہ لوگ آپ کی
حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات و عافیت سمجھکر رہبر منزل مقصود ہون اور صلاح نیک بتاوین
مثل مشہور ہو کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے غرض جب اقبال یاور ہوتا ہو گڑھی بنجاتی ہو نواب
کنار دریائے گنگ پہونچے موسم برسات تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اوترے مشہور
ہو ایک شگون نیک اس سلطنت مین یہ کہ جب کشتی سواری نواب بیچ دریا مین پہونچی ایک
مچھلی دریا سے جست کر کے دامن نواب مین آپڑی نواب نے اوسے شگون نیک جانکر مثل حرز
رکھ چھوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین رہے
مفتاح الدولہ بہادر نے اس عاصی کو بھی اوسے دکھایا تھا اوسے تبرکاً تیمناً سمجھکر خزانہ مین
رکھا تھا اسی طرح ایک نقل خواب نواب کی بھی مشہور ہو جسکا ثمرہ وزارت سے پھر بادشاہت
کی تعبیر تھی۔

خلاصہ نواب نے پہلے خیمہ نواح قصبۂ کاکوری مین برپا کیا وہان کے شیوخ وغیرہ خلاف
شیوخ لکھنؤ تھے نواب کا آنا اپنا مزید اقبال سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اور سب طرح
کے نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ مع فوج داخل شہر نہون وہان کے پستی و بلندی ٹیلون اور
بیہڑ سے بسلامت گذرنا مشکل پڑیگا کسواسطے کہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین
خوانخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے سے اونھین آگاہ فرمائیے اور مقام فرودگاہ لشکر
پوچھیے موافق دستور قدیم وہ اوس پار گومتی کے کہلا بھیجین گے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر
وہین اپنا خیمہ نصب کروائیے گا اور تھوڑیسی فوج بھی روانہ ہو تاکہ اونھین داخلہ شہر سے
غفلت ہوجاے چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر گاؤگھاٹ سے ہوا نواب رات کو
مع فوج جرار گئی تو پین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے پہلے اوس تلوار کو جو اوسکی
سقف مین نمائش نخوت و غرور دبدبہ کے واسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے
سے چلا آئے نواب ہاتھی پر سوار تھے اوسکو کاٹ کر زمین پر گرا دیا بعد اسکے خیمۂ خاص

روبروے پھاٹک مچھی بھون جہان آجتک نقار خانہ قائم ہی نصب کیا اوسوقت اکابر شیوخ دست بستہ حاضر ہوے اور بمجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام بیگانہ نہین بلکہ یگانہ ہی بعد گفتگوے معاملات وانفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کر دو اونھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جبتک وہ غسل سے فراغت ہو نواب نے قبول کیا بعد ہفتے عشرے کے جسقدر مال واسباب تھا لیکر اُٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوے اور جسقدر اسباب رہ گئے جا سکے تھے وہ نصیب غازیان ہوا اور ابھی نواب خیمے سے نہ اوٹھے تھے کہ شیخ صدرالدین محمد خان مجدالدین احمد خان عرف شیخ بجن عزیز نواب معزالدین خان وغیرہ قریبیات ہوے سبب قرابت وار قریبہ اور اصحاب خاص شہر اور شیوخ بیرونجات بھی حاضر تھے بعد قیل وقال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نکرتی تو آپکو اسطرح آنا یہان تک مشکل ہوتا نواب نے بھی بدرشتی جواب دیا اسپر طرفین سے نوبت کشت وخون ہوئی مگر فوج مغلیہ اونپر غالب ہوئی آخر بیچ بچاؤ ہوگیا بعض ناقل ہین کشت وخون ہوا واللہ اعلم اسی جہت سے نواب نے اسی مقام کو بنیاد فتح وفیروزی سمجھکر نقار خانے کا حکم فرمایا تھا ۶ یا ۷ ہزار اسکی تعمیر مین صرف ہوے جب یہ عرضداشت بادشاہ کو پہونچی دستخط ہوے این حق غازیان بود نہ حق مزدوران مشہور ہی —

بہرحال اوسدن سے قلعۂ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبہ پر تسلط ہوگیا اور زمیندار راجہ کمزور یہ حال سنکر سرحساب ہو گئے دست بستہ حاضر ہوکر رجوع بمعاملات کی پھر کسی نے ایسا سر نہ اوٹھایا —

نواب صفدر جنگ بہادر کے عہد دولت مین پانسو روپے کرایہ بابت زمین پنج محلہ شیخون کہ ملتا تھا نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت مین فقط دو سو رہ گئے تھے اس جہت سے کہ نواب معزالدین خان کو نخوت وغروریت ہو گیا تھا جب سے ناموس نواب کو فرخ آباد کے پٹھانون کے شر سے بچایا تھا اور نواب بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے اس سبب سے کبھی نواب کے دربار نہ جاتے تھے شاید وہ کرایہ نامہ مہر کی نواب ورثہ

شیخ فقیر اکے پاس ہو نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات شیخین و دروازہ وغیرہ جو قریب حسن باغ
تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دوگانوان اور کنڈل اولاد نواب عبد الرحیم خان کو معاف
فرمائی اور کرایہ کو موقوف کر کے حکم فرمایا کہ شہر کی چوری کا ذمہ کریں کیونکہ زمیندار ہیں حق زمینداری
لیتے ہین شیخون نے قبول نہ کیا اوس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا
شیخ برائے نام زمیندار رہے۔

الغرض نواب کے حسن انتظام سے آمدنی صوبہ اودھ جو پہلے چودہ ستر لاکھ سال کی تھی پہلے
سال انکے انتظام سے ایک کرور سات لاکھ تحصیل ہوے آخر کو بعد کئی برس کے مع جاگیرات
اجارہ جو امرائے سلطنت کی تعین اور بسبب سرکشی زمیندارون کے ہر سال نقصان ہوتا تھا نواب
کی سپردگی مین تھین اس جہت سے قریب دو کرور کے تحصیل ہوے جتنے نادہندہ و سرکش تھے
حساب سے ہوگئے بعد مرور ایام جب جاگیرات کا زیر و زبر ہوا وہ اجارہ داخل تحصیل صوبہ ہوا
زبردست ہر وقت مین غالب ہتا ہی جسطرح اس زمانے مین اکثر تعلقدارون کا علاقہ بڑھ گیا ہی
نالش تمہری کا مقدور کسے ہی جو غاصبون سے از روے عدالت اپنی حقیت لے سکے بہرحال
نواب کے عدل و انصاف اور انتظام سے سب طرح امن و امان ہوگئی اور جس کار و مہم سرکار
مین نواب کارگزار و جانفشان ہوے سرانجام کو پہونچا چنانچہ مقدمہ لڑائی باجی راؤ بیٹے
بالاجی پیشوا اور سنبھوناتھ پیشواے دکن کا جو مقابلہ کئی لاکھ فوج گذار سے ہوا نواب نے ہم اہرار
فوج جرار سے ۱۱۵۰ ہجری مین ۱۷۳۷ء اونھین پسپا کر دیا یہ امر بھی نوادر روزگار سے ہوا
اسکا ذکر اکثر تواریخ ہند مین ہی۔

لیکن معرکہ مقدمہ نادرشاہ جو ۱۱۵۱ ہجری ۱۷۳۸ء مین ہوا اول بسبب غفلت و نافہمی
پادشاہ کہ ہمیشہ سے عادی عیش و عشرت کے ہوے تھے اور گفتار و رفتار اپنے بزرگون کی بھی
بھول گئے تھے جسطرح اونکی غفلت کی حکایات مشہور ہین دوسرے اختلاف راے اراکین
سلطنت اور حسد و رشک نفسانی اور بے انتظامی فوج پھر کیونکر صورت انجام اور اصلاح حال
کی ہوتی ورنہ عجب ہی کہ پادشاہ ۵ لاکھ کثرت فوج اور ۸ ہزار توپ سے یون شکست فاش
کھائے اگرچہ فی الحقیقت جیسا چاہیے لڑائی نہین ہوئی فقط سماوی یا موافق تجویز

نواب برہان الملک اسی واسطے کہ یہ اپنی ہمقوم کی لڑائی سے البتہ خوب واقف تھے نادرشاہ کو اسطرح پھیرجانا مشکل ہوتا کہ مالامال ہوکر ولایت گئے فی الحقیقت لڑنے سے لڑوانا مشکل ہی اور یہ علم پر موقوف ہی فقط جرات ذاتی کام نہین آتی جیسا اس فساد لکھنؤ مین گذرا تلنگے خود کہتے تھے کہ ہمارے لڑانے والے نہین جنکی تعلیم سے ہمنے سارے ہندوستان کو سر کیا چنانچہ نواب نے مکرر عرض کیا تھا کہ دلاوران خودسر سبقت نکرینگے تو بہتر ہی اور اگر تلوار گھسیٹکر اوپر جا پڑینگے پھر کچھ نہو سکے گا چنانچہ وقت لڑائی کے یہی صورت ہوئی بلکہ اوس تصور سے زیادہ پیش آئی —

اب مختصر شمول احوال نواب لکھا جاتا ہی کہ ٹھیک دوپہر کو نواب آصف جاہ نظام الملک دکن مع فوج داخل لشکر ہوا چاہتے تھے کہ لشکر نادری کے سواران قراولی سے مقابلہ ہوگیا نواب برہان الملک از بسکہ بہت خصوصیت آصف جاہ سے رکھتے تھے اونکے شریک حال ہوے قریب تھا کہ سواران قراولی پسپا ہو جائین امیر الامرا میر بخشی نواب خان دوران بہادر خبر لڑائی کی سنکر بہت متاسف ہوے کہ میرے سامنے نام نامی برہان الملک کا ہو جائے تھوڑے سے سوار اور کنبل پوش خاص لیکر جا پڑے ہر چند نواب نے داد بیداد کی کہ خبرداران سوارون سے الگ ہو جاؤ مین زیر چہرہ توپ لئے نہین دیتا ہون کون سنتا تھا وہ مثل شیر و شکر مل گئے وہان فقط ایک باڑھ جزائر شتر کی چلی سب کے سب جھنکر خاک پر گر پڑے اور دو چار لطناب خیمۂ شاہی تک پہونچکر کام آئے انکا برا نام ہوا —

دوسرے برگشتگی اقبال یہ ہوئی کہ نواب اور نواب شیر جنگ اوس وقت ہاتھیون پر تھے اتفاقاً دونون ہاتھی مست ہوکر اپنی شرارت حیوانی سے میدان پاکر لڑتے لڑتے اسیر حلقۂ سواران نادری ہوگئے اوسوقت ایک سوار روبرو نواب کے آکر کہنے لگا کہ ای میر محمد امین تجھے کیا ہوا ہی کس سے لڑتا ہی مگر حمیت ولایت جاتی رہی یہ کہکر اوس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈور حوضے پر پھینک اوسے پکڑکر خواصی مین جا بیٹھا اور اپنے لشکر مین لے آیا بس خاتمۂ جنگ ہوگیا پھر انسے زیادہ کون ایسا بہادر تھا جو مقابلہ کرتا سب کے وضو ٹھنڈے ہوگئے خلاصہ بعد نماز مغرب یہ دونون امیر اسیر حاضر حضور شاہ ہوے حکم ہوا

کہ یہ عزیز ین ولایت ہین انھین احترام سے رکھو ـــ

نواب نے شاہ سے گستاخانہ عرض کیا کہ تین برس کے عرصے مین شاہ عالم پناہ رونق افروز ہندوستان ہوے بائیس صوبہ دار صاحب فوج وسوار و پیادہ و توپخانہ ہین سواے فوج شاہی کے حضور کو انسے بسلامت پھر کر جانا مشکل پڑیگا خیر یہان تک جس طرح سے ہوا حضور خوب جانتے ہین اگر یہین سے تصفیہ برادرانہ ہوجاے تو کیا قباحت ہے کس واسطے کہ جنگ و سرداری غلام کی عقل ناقص مین مراجعت بہتر ہے شاہ نے بھی بغور و تامل اس صلاح و ابدید کو پسند کیا اور فی الحقیقت شاہ کو ہندوستان کا لینا بھی منظور نہ تھا وگرنہ شاید دوسری صورت ہوتی خلاصہ مشہور ہے کہ مجموع دو کرور پر تصفیہ ہوچکا تھا صبح کو آصف جاہ نظام الملک شرف ملازمت نادری کو آئے نواب نے اپنا دوست خالص جانکر پوست کندہ سب حال بیان کیا کہ تم بادشاہ سے جاکر یہ عرض حال کرو انھون نے ازراہ طمع نفسانی اپنا رسوخ و جانفشانی سے ظاہر کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ غلام نے بڑی جد و جہد سے شاہ کو اسقدر روپے پر راضی کیا ہے کہ وہ یہین سے پھر جائینگے بادشاہ بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ انھون نے محض ازراہ خیر خواہی یہ صورت ٹھہرائی ہے بپاداش اس جلدوے خدمت مین اوسی وقت منصب میر الامرائی پر سرفراز کیا حالانکہ نواب برہان الملک خود متمنی اس منصب جلیلہ کے تھے کسواسطے کہ حسب دستور وزیر اعظم مستحق اس منصب کا ہوتا ہے پس یہی امر انکی مایوسی اور ناگواری بلکہ بدنامی عوام کا باعث ہوا ـــ

الغرض جب صورت تصفیہ خاص برخلاف ہوئی ناچار محمد شاہ سوار رتھ ہاتھ مین بیراگی فقرا لیکر سوار ہوے مگر شاہ جمجاہ نے اپنے بیٹے کو حکم استقبال دیا اور خود لب فرش استقبال شاہانہ کرکے مسند نشین ہوے محمد شاہ کا کلمات یاس کہنا اور شاہ کا جواب معقول دینا مشہور ہے اور یہ امر مقام کرنال ۴۰ کوس دلی سے ہوا ـــ

خلاصہ بعد داخلہ شاہ دلی مین جو خون ناحق ہوا وہ بھی ظاہر ہے ۳ ساعت تک قتل عام گلی محلون مین ہوا بہر صورت بربادی رعایا اور توہین سلطنت جو ہونی تھی ہوئی بقول مرزا رفیع السودا ؎ دسوین کا تو احوال ہے آفاق مین مشہور ✦ مشہور ہے کہ بائیس کرور نقد

خدا سے ڈر کر جناب عالی سے عرض کیا کہ از راہ عطیہ عوض خدمت و انعام صاحبات محل نے یہ انگشتری سلیمانی عنایت فرمائی ہے جناب عالی دل مین کچھ سمجھ کے خاموش ہو رہے اور اوس محل کا دروازہ چنوا دیا حکیم صاحب اسپر بھی مطمئن نہ ہوے بلکہ ہر روز خوف دبدبۂ جناب عالی بڑھتا گیا کہ جب جناب عالی مجھے دیکھتے ہونگے ممکن نہین کہ یہ خیال خاطر اقدس مین نہ گذرتا ہو یہ حکیم باخدا تھے اگر اس زمانے کے ہوتے کیا کرتے جیسا حکماے عالی خاندان کا اکثر صاحبات سے کالشمس ظاہر ہوا آخر بعد چند روز کے عرض کیا کہ غلام نے صحت حضور کے واسطے نذر زیارت کربلاے معلی کی تھی امیدوار رخصت ہون جناب عالی نے بخوبی رخصت فرمایا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے باپ کی ہڈیان انکے سپرد کین کہ زمین ارض اقدس مین دفن کردینا یہ زمانہ نہین تھا کہ لکھنؤ سے نعش بسلامت کربلا پہونچتی ہے یہ خوبی ریل و جہاز دخانی اور طمع دنیا ہے چنانچہ مدت عمر تک حکیم صاحب مجاور ارض اقدس رہے ایک اوطاق پہلو سے ایوان روضۂ مقدسہ ہے اوسمین رہتے تھے جب زمان نواب آصف الدولہ مین وہابی داخل کربلا ہوے قتل عام کیا انھین بھی وہین ذبح کیا شاعر فارسی تھے یہ اونھین کا شعر ہے

در سایۂ دیوار امام مقتول آسودہ بخواب
ذرہ کہ سعیت مقتول بھی تخلص تھا

مرزا محمد مقیم ابو المنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر

Sufdar Jung.

مسند نشینی ابو المنصور خان صفدر جنگ بہادر

جب نواب برہان الملک نے انتقال کیا محمد شاہ نے اونکے بیٹے صغیر السن کو عہدۂ جلیلہ
آبائی پر مع خلعت سرفراز کیا مگر کارفرمائی بدستور سابق محول مرزا محمد مقیم ابو المنصور خان نواب
صفدر جنگ بہادر پر رہی قضا را انکی یاوری اقبال سے وہ صاحبزادہ بظاہر عارضۂ چیچک سے
مر گیا یا کسی اور صورت سے جیسا کہ ثقات کہتے ہین واللہ اعلم یہ امور دنیاوی ہین نواب کو
اصالتاً خلعت ہوا کس واسطے کہ یہ بھانجے اور داماد نواب مرحوم کے تھے اور نواب شیر جنگ
بھتیجے نواب مغفور کے تھے از راہ اولوالعزمی معرفت طہماسپ خان کے عرضداشت اس مضمون
سے حضور نادری مین بھیجی کہ غلام نواب سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہو اونکی جانشینی
حق غلام ہو ابو المنصور خان بھانجے بھتیجے کے ہوتے بھانجے کو دخل انصاف نہین امیدوار
ہو کہ حضور اپنے برادر محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمائین کہ سند صوبہ داری اودھ غلام کو مرحمت
ہو جاوے —

راجہ لچھمی نراین وکیل نواب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی معرفت عبد الباقی خان
عرضداشت حضور نادری مین ارسال کی کہ نواب برہان الملک کو نواب شیر جنگ سے
بسبب اونکے حرکات ناشائستہ و خلاف کے صفائے قلبی نہ تھی اگر ہوتی تو اپنے لخت جگر کو
سپرد صفدر جنگ کیون کرتے اور در اصل یہ دونون مستحق نہین شاہ عالم پناہ مالک
و مختار تاج بخشی ہین جسے مناسب ہو سرفراز فرمائین اور موافق حکم حضور اقدس
اور مطابق شرع شریف بھی بیٹی کے ہوتے بھتیجا وارث نہین ہو سکتا اسکے سوا صفدر جنگ
مرد متدین خدا ترس صاحب لیاقت کارفرما درست عہد ہو اور سپاہ بھی اوس سے
راضی ہو اور دو کرور روپیہ نقد پیشکش حضور ہو فقط بیت زر بر سر فولاد نہی نرم شود +
اگر وہ دو کرور جمع ہوتے تو کیونکر یہ تدبیر بن پڑتی اسی طرح جنت آرامگاہ کے بھی روپے سے
اس زمانے مین اوس سے بہتر صورت نکلتی افسوس کہ اہل نے امان ندی من کی من ہی
مین رہی —

غرض بعد ملاحظہ دونون عرضداشت کے دوسو سوار ولایتی زرپیشکش کے لینے کو اودھ
مین آکر پہلے گئے او خلعت سرفرازی محمد شاہ معرفت اپنے فدویان خاص کے مرحمت فرمایا
نواب بالاستقلال صوبہ داری صوبہ پر مامور ہوے پس اہل انصاف بنظر بصیرت دیکھین کہ
صوبہ اودھ مثل زمینداری استمراری ہوگیا از راہ خرید عطیہ شاہی کہان ہا جیسا اکثر حکام عالیشان
کی زبان پر ہی کہ جب زور وقوت بادشاہ کی کم ہوگئی صوبہ دارون نے غصب کرکے اپنی
حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا یہ ایک برکت خداداد جسمین سب کی
عقل حیران ہی۔

مشہور ہی کہ نواب مین بہت سی خوبیان فی ذاتہٖ تھین از انجملہ ایک بات یہ ہی کہ باوجود اہل ولایت
ہونے کے محض از راہ جانفشانی سوائے نواب بیگم صاحبہ خاص محل کے کبھی کسی عورت پر
ملتفت نہوے خلاف مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر کے کہ جنکی کثرت
ازدواج و اولاد ظاہر ہی۔

ذکر شادی نواب شجاع الدولہ بہادر

جب محمد شاہ کو منظور ہوا کہ فیمابین نواب صفدر جنگ اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان
کے قرابت ہو یہ امر بھی قدیم سے داخل ضروریات و لوازمات سلطنت تھا کہ بے اجازت
بادشاہ خانہ زاد اور ملازمین شاہی کے آپسمین وصلت نہوتی تھی اسی جہت سے سب کے نسب
داخل دفتر دیوانی بادشاہ رہتے تھے ارشاد کیا کہ یہ میری بیٹی ہی اوس وقت نواب نے
باطاعت شاہی قبول کیا ورنہ اپنے کفو و قبیلہ مین کرتے۔

غرض ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء خطبۂ نکاح شرعیہ پڑھا گیا یہ شادی بھی شاہجہان آباد مین
یادگار زمانہ ہوئی کہ بادشاہ خود مع ارکان دولت شریک محفل ہوے تھے لوگ اسکا افسانہ
بیان کرتے ہین ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔

معرکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل

مشہور خاص و عام ہی کہ جو امور نواب کی محض جانفشانی اور سر فروشی سے
بادشاہ کے سرانجام بخوبی ہوے اگرچہ ارکان اعظم سلطنت بھی شریک رہے ویسے

کسی سے نہوئی بعض خیرہ سرو مخالف نے چاہا کہ نواب کو اپنے جال مکر و فریب مین پھنسا کے معرکہ احمد شاہ سے الگ ہو جائین لیکن ہمت عالی و جوانمردی مقتضی اسکی نہوئی اور دشمنون کے بہکانے کو گوش ہوش سے نہ سنا چنانچہ جب معرکہ جنگ لاہور مین ہوا مخالف پر عرصہ تنگ کر دیا طرفین مین ہزار ہا کا خون ہوا قریب تھا کہ لڑائی بگڑ جائے اسی لڑائی مین اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم سلطنت اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کام آئے نواب نے فقط اپنی فوج مغلیہ سے بڑی جوانمردی سے معرکہ آرائی کی ابدالی کو شکست دی اسی لڑائی مین نواب کی بائین آنکھ مین ایک تیر لگا آنکھ جاتی رہی جب سے نواب حدقہ چشم مین بلوری آنکھ رکھتے تھے بعد فتح فیروزی شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھ شاہجہان آباد آتے تھے جب پانی پت مین پہونچے رات کو خبر وفات محمد شاہ عرضی لچھمی نراین وکیل سے مفصل معلوم ہوئی صبح کو حاضر حضور شاہزادہ ہوکر تہنیت تخت و تاج دی اور اپنے ہاتھ سے چتر جھالردار مروارید شاہی فرق مبارک پر پھرایا اوسی وقت بادشاہ نے از راہ کمال عطوفت فرمایا کہ ہمین یہ سلطنت تمھین اسکی وزارت مبارک ہو نواب نے نذر دی آداب شکریہ بجا لائے پھر وہان سے کوچ در کوچ داخل شاہجہان آباد ہوئے —

معرکہ نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد

مختصر حال اس معرکہ کا یہ ہے کہ جب ملک فرخ آباد قبضہ تصرف نواب مین آیا اوسے سپرد راجہ نول رائے اپنے نائب کے کیا احمد خان نے رستم خان سے ملکر راجہ سے مقابلہ لڑائی کا کیا راجہ نے اپنی دلاوری سے لڑائی مین جلد ہی کی لڑائی بگڑ گئی آخر پٹھانون کے ہاتھ سے شکست کھائی کالی ندی پر مارا گیا جب نواب نے بڑی فوج سے مقابلہ کیا شکست کھائی شاہجہان آباد چلے گئے ملک اودھ مین عمل پٹھانون کا ہوگیا بادشاہ کو بھی مخالفون کے بہکانے سے نواب کی طرف سے کچھ ملال خاطر ہوگیا سخت متردد رہنے لگے اس عرصہ مین نواب کی یاوری اقبال سے اتفاقاً پٹھانون اور لکھنؤ کے شیخ زادون سے پہلے خانہ جنگی ہوئی آخر نوبت بصف جنگ پہونچی وہ نخوت و غرور و قوت حکومت جو پٹھانون کو ہوئی تھی جاتی رہی اوس وقت نواب معز الدین خان شیخ الرئیس نے بعد استیصال کلی

خضائع کی نواب جلیل القدر نے عزم بالجزم روانگی کیا تھا مگر افسوس کہ مرض الموت مین گرفتار ہو چکے تھے آخر عرضداشت کی کہ اگر کچھ بھی فرصت مرض لاحقہ سے غلام کو ہوئی فوراً شرف ملازمت قدمبوسی حاصل کر کے انشاء اللہ اون نمک حراموں کو سزا ے واقعی دونگا لیکن اجل فرصت کب دیتی تھی ہرچند مرض الموت مین متواتر شقہ شاہی آیا کیے پس اس ہنگامۂ فساد مخالفین سے بھی ریاست صوبہ مین خلل آچکا تھا نواب کی صفائی طینت اور باخدا ہونے سے بگڑے کام بن گئے

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست —

انتقال نواب

خلاصہ یہی عارضۂ ذبل جو نواب برہان الملک مرحوم کو ہوا تھا نواب نے بھی وسی عارضہ وراثت مین مبتلا ہو کر ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء ماہ اکتوبر بمقام پاپرگھاٹ نظامت سلطانپور مین انتقال فرمایا لیکن نواب بیگم صاحبہ جو ہر سفر و معرکہ مین ساتھ رہتی تھین ازبسکہ صاحب فہم و فراست تھین اسے چھپایا کہ مبادا متمردین زمینداران سرکش سے اس عالم غربت مین کوئی فتنہ خوابیدہ بیدار ہو جاے اوسکی صبح کو موافق معمول عماری ہاتھی مین نعش مرحوم لیکر سوار ہوئین اور اوسی دن داخل فیضآباد ہوئین بعد داخلہ محلسرا یہ سانحہ سب پر کھلا فی الحقیقۃ عجب صدمہ جانکاہ سب کو ہوا + جنازے کو بڑی دھوم سے اوٹھایا گلاب باڑی فیضآباد مین دفن کیا پھر نعش کو روانہ شاہجہان آباد کیا سپرد بمقام حضرت شاہ مردان کیا بعد اسکے حکیم مرزا محمد امجد مسیح الدولہ سفیر شاہی ہڈیان مرحوم کی کربلاے معلے لیگئے ازراہ کابل جیسا آگے بیان ہو چکا ہے اس عہد دولت مین نائب نمک حلال سرکار فقط راجہ نول راے رہے جنکا نام نیک آجتک مشہور ہے نول گنج اور دولہن کا پل کنارہ گھاٹ گھاگرہ کو ٹھیان پل گوتی کی اونھین کی تعمیر ہین بڑی بہادری سے کالی ندی پر کام آگئے ہرچند میلبان نے کہا کہ اگر حکم ہو آپ کو لیچلوں نہ مانا ایک تیر لگا مر گئے بعد انکے گنج کے وزیر گنج ابراہیم گنج اور راجہ ٹکیت راے نے بھی گنج ڈالا کوئی آباد نہوا —

فوج سنگلیہ افسران جلیل القدر بدستور منتظم ریاست رہے اور خود بھی سرگرم رہے کبھی غافل نرہے —

تاریخ ولادت نواب شجاع الدولہ بہادر

زدو کشتی کہ نواب منصور — بہ آمد آفتاب از مطلع نور

۱۱۴۴ — ۱۱۴۴

مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر
Shogaooddoulah.

مسند نشینی نواب شجاع الدولہ بہادر اور کچھ احوال بعض حکمرانوں کا اور مقدمہ قتل نواب محمد قلیخان شہید وغیرہ

نواب شجاع الدولہ بہادر ۱۱۶۷ھ بمطابق ۱۷۵۴ء ۲۴ برس کے سن شباب مین فیض آباد مین مسند نشین وزارت ہوے موافق دستور سبھون نے نذرین دین اطاعت پہ کمر باندھی لیکن اسمعیل بیگ خان کابلی نے بسبب اپنے تسلط کے چاہا کہ نواب کو مثل صاحبزادون کے بے اختیار رکھے افسران فوج کو اپنے سے موافق کر لیا تھا اور نواب سے خلاف کر دیا تھا یعنی خود حکمران ہو کر رہے اور فرقۂ سپاہ نے بھی جیسا کہ حق اطاعت چاہیے نکی ہمیشہ دو تنخواہ نواب محمد قلیخان کے رہے اور بدل منظور تھا کہ اونھین مسند نشین وزارت کرین اور نواب کے واسطے مع اونکے متعلقین کچھ وظیفہ مقرر کر دین مگر غافل اس سے تھے کہ دشمن قوی سے نگہبان قوی تر ہوتا ہے دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرات مغلیہ اپنی نخوت وغرور سے نواب سے منحرف تھے بلکہ سب اپنے تئین مثل عمو کے جانتے تھے ۔

اتفاقاً بعد چند روز کے بعلت ایک عورت قوم کھتری کے جو معرفت ہمت بہادر کے خدمت نواب مین پہونچی تھی اوسکے وارثون نے راجہ رام نراین سے جا کر بیداد اپنی بےعزتی کی کی اور دس بارہ ہزار کھتری جمع ہو کر اسمعیل بیگ خان کے پاس فریاد کو گئے اوسنے اسی حیلے کو غنیمت سمجھکر سرداران مغلیہ کو آگاہ کر دیا اور تجویز کیا کہ اگر نواب اس امر سے ہاتھ نہ اوٹھائین تو نواب محمد قلیخان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دیجیے اور بعد ضرورت نواب کیواسطے کچھ مقرر کر دیجیے ازبسکہ خان مذکور کا تسلط نواب مرحوم کے حین حیات سے جانتے تھے آخر نواب کو پیغام بھیجا کہ گسائین ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو بھیجدیجیے نواب والاجناب ہر شخص کے کینۂ دیرینہ سے واقف ہو چکے تھے فرمایا کہ اس امر کی باز پرس مجھسے چاہیے نہ ہمت بہادر سے اسے یقین سمجھو کہ جبتک میرے دم مین دم ہے کسیکی مجال نہین کہ کوئی نظر بد سے ہمت بہادر کو دیکھ سکے اگر اس ریاست کی یہی صورت ہے تو مجھے بھی منظور نہین اس مسند سے بوریائے فقر بہتر ہے تم اگر اپنی کثرت جمعیت فوج پر

مغرور ہوتو مین اپنی جمعیت قلیل سے تمھارے مقابلے کو موجود ہون اسی عرصہ مین بعض سرداران
فوج نے جو زیادہ تر سرفساد اوٹھائے ہوئے تھے نواب محمد قلیخان کو خط طلب بھیجدیا اور اپنی آمد ورفت
دربار نواب سے موقوف کردی۔

نواب عالیہ والدۂ ماجدہ نواب جب اس ماجرے سے واقف ہوئین راجہ رام نراین دیوان کو
اپنے در دولت پر بلوا بھیجا اور خود پس پردہ بیٹھکر فرمایا آفرین صد آفرین شرفا کا کام یہی ہے کہ جس
آقا اور آقا زادے کی بدولت لاکھا روپیہ صرف کیا ہو اوس سے یہی سلوک حق خدمت اور
نمک حلالی چاہیے صفدر جنگ نے تمھاری پرورش اسی دن کیواسطے کی تھی کہ تم اوسکے بیٹے
کے دشمنون کے شریک ہو یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھر کی خرابی کے تمھین باعث ہو گئے فرض کیا
کہ محمد قلیخان نواب برہان الملک کا بھتیجا ہے لیکن بقاے نام کسیکا بیٹے سے ہوتا ہے نہ بھائی
سے راجہ نے عرض کیا حضور اگر ہماری جان صاحبزادے کے کام آئے دریغ نہین لیکن
حضور انصاف فرمائین کہ ایسی حرکت ناشائستہ سے شہر اور ریاستین برباد و خراب ہو جاتی ہین
اور دوست دشمنی پر کمر باندھتے ہین اور تمام ہندوستان مین بدنام ہو جاتے ہین ہم فدویان
نمکخوار کو محمد قلیخان سے کیا سروکار ہے ہین سمجھاتا تھا کہ اس قدر امر کا اتنا طول ہوگا ورنہ ہندووٗنکو
اپنے طور پر راضی کردیتا اب صلاح دولت یہ ہے کہ جسطرح حضور نے غلام کو در دولت پر بلا کر
فرمایا ہے اسمعیل بیگ خان کو اور سردار مغلیہ کو بھی طلب فرمکے کلمات التیام فرمایئے کس واسطے
کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بیگم صاحبہ نے تحسین و آفرین فرماکر راجہ کو رخصت کیا بعد اسکے
اسمعیل بیگ خان اور بعض افسران مغلیہ کو بلوا کر کلمات مصلحت آمیز ارشاد فرماکے رخصت کیا
غرض یہ بلاے ناگہانی بھی بے طور نازل ہوئی تھی خدا نے بچایا اور اون لوگون کو جو ملال
ہوا تھا جاتا رہا بعض کو خلعت بعض کو پاندان عنایت ہوا اور نظر باحسانات نواب صفدر جنگ
سب محجوب ہوے اور اپنے ارادۂ فاسد سے باز آئے اور جو نہا سب وقت سمجھے نواب
محمد قلیخان کو لکھ بھیجا۔

قتل نواب محمد قلیخان

نواب محمد قلیخان اجل گرفتہ بمجرد دیکھنے پہلے خط سرداران فوج کے عازم اسطرف کے

ہوکر نصف راہ طی کر چکے تھے دوسرے خط پر اپنا پھر جانا مناسب جانا کہ جناب عالی کو کچھ شک گذریگا اسواسطے مشہور کیا کہ مین فقط بشرف ملازمت جاتا ہون غرض جناب عالی بھی ازراہ مصلحت سوار ہوے دو کوس سے استقبال کرکے بڑی عزت و توقیر سے لائے دعوت کی نواب محمد قلیخان نے اشرفیان نذر دین بظاہر اپنا تصفیہ باطنی کیا لیکن جناب عالی اس دشمن آستین سے مطمئن نہوے اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو بانی مبانی فساد ہوتا تھا مرگیا جناب عالی کو فی الجملہ اطمینان ہوا ہرچند سرداران مغلیہ اپنی کثرت قوم پر مغرور رہے نواب نے بھی عمداً اونسے غفلت عاقلانہ اختیار کی آپ مشغول لہو و لعب کبوتر بازی وغیرہ ہوئے۔

جب ۱۱۶۹ھ شروع ہوے مطابق ۱۷۵۵ء جناب عالی لشکر عظیم لیکر راجہ بلونت سنگھ بنارس پر تشریف فرما ہوے راجہ خوف جناب عالی سے لطیف گڈھ چلا گیا وہان سے عرضی مع پیشکش نقد و جنس بھیجکر مہربان کیا اور عذر عدم حضوری لکھا جناب عالی نے بنارس سے مراجعت فرمائی۔

اس عرصے مین جناب عالی کو پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ عالی گہر نواب عماد الملک کے خوف سے شاہجہان آباد سے تشریف لاتے ہین جناب عالی باریاب شرف ملازمت ہوے سات لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی چیزین بیش قیمت نذر دین حاصل تحریر یہ ہے کہ باوصف ان سب خدمت گذاریون کے بادشاہ نے اپنی تلون مزاجی سے نواب محمد قلیخان کو امیدوار عہدہ وزارت کرکے اپنے ساتھ لیا تھا اور بڑی فوج سے ملک بنگالہ لینے کو چلے تھے نواب عماد الملک نے وقت پاکر ایک خط نواب کو لکھا کہ بھائی صاحب مشفق میرے شاہزادے کا حال تو کھل گیا اب تم ازبراے خدا انسے غافل نہونا محمد قلیخان تمہارا بھائی ہے مگر اوسکی دوستی کو دوستی سانپ کی سمجھنا جہان تک ہوسکے غافل نرہنا چنانچہ جب شاہزادہ والاتبار الہ آباد پہونچے دہلی مین عالمگیر ثانی نے انتقال کیا محمد قلیخان نے تخت و چتر شاہی طیار کرکے انھین بادشاہ کیا بادشاہ نے ازراہ کمال عطوفت خسروانی انھین قلمدان عنایت فرمایا یعنے صاحب دستخط کیا اور فرمایا کہ تم بہ نیابت نواب شجاع الدولہ کاروبار وزارت کرو نواب نے کچھ ڈر کر حسب سررشتہ عرضی اس مضمون کی اور نذر خاص نواب شجاع الدولہ

ملاقات جناب عالی جناب شیخ علی حزین سے

زبانی مرزا طلب علی مرحوم کیفیت ملاقات جناب عالی اور جناب شیخ علی حزین کی یہ ہے ایک
جناب عالی مع اپنے نسبتی بھائیون نواب مرزا علیخان و نواب سالارجنگ کے جناب شیخ
کے پاس گئے اور ہمیشہ صورت ملاقات جیسی چھوٹون کی بڑون کے ساتھ ہوتی ہے کہ جناب عالی
حسب دستور ولایت عمو فرماتے تھے اور وہ مثل بھتیجے کے پیش آتے تھے قریب پہونچے آداب
سلام بجالائے اشرفیان نذر کی گذرانین جناب شیخ نے موافق رسم ولایت پیشانی پر
بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس چاندی کی پلنگڑی پر بٹھا لیا اور بعد تعارفات عجمی سبب
عزیمت پوچھا عرض کیا قاسم علی خان اپنی کمک و حمایت کو لیے جاتے ہین مجھ سے
عہد و پیمان لے لیا ہے اور انگریزا سپر اصرار کرتے ہین کہ تم شریک عالیجاہ نہو بلکہ ہمسے
ملک عظیم آباد بھی لے لو کیا ضرور ہے عبث عبث اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا اس صورت مین
مین بہی متردد ہون جناب شیخ نے فرمایا بہر حال صلح بہتر ہے اسمین خیر و برکت نسبت شر کے ہے
نواب سالارجنگ نے ازراہ گستاخانہ عرض کیا کہ اونکی جمعیت قلیل ہمارا فوج قاہر و کثیر خدا
چاہے تو گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالینگے آپ فتح فیروزی کی دعا فرمایئے جناب شیخ
نے تبسم فرمایا قلیل کو اکثر فتح کثیر پر ہوتے ہی نہ سنا ہوگا تمنے کہ یہ آتش فرنگ ہین انھین کم
سمجھنا چاہیے بظاہر انکی بنیاد نظر نہین آتی مگر باطن مین طبقۂ گاؤزمین سے گذری ہوئی ہے تم نہین
جانتے کہ ہمارے پیغمبر نے عین حکمت سمجھکر اس فرقۂ خاص سے صلح کی تھی بعد اسکے ایک سو ایک
اشرفی مثل فرزندون کے بطریق شیرینی دیکر رخصت کیا دوسرے دن جناب شیخ نے اپنے
حاضرین سے بافسوس کہا کہ اس جماعت سے کچھ نہو سکے گا سوا اسکے کہ مسافت راہ طی کر کے ناکام
پھرین جنگ حمقا با دانایان فرنگ۔

تشریف فرمائی جناب عالی ملک عالیجاہ مین اور چار ونا چار عزم محاربہ

خلاصہ عالیجاہ نے پہلے میر سلیمان کو بسر رشتۂ وکالت جناب عالی کے پاس بھیجا اور ان
سید صاحب نے جسوقت کہ اسباب قلعۂ رہتاس سے نکلتا تھا جواہر بیش قیمت لاکھون کا چورا لیا تھا

اگر عالیجاہ نے ایسی حالت سراسیمگی مین دم نہ مارا کہ مجال ہو اقدہ نہ تھی اگرچہ سید نے اپنا اظہار
حال بدلکر استمالت ظاہری کی تھی اور باطن مین اسی رسوخ سے اکثر ارکان دولت جناب عالی
کو بواسطہ مرزا شمس الدین مربی عالیجاہ اور واسطہ جواب وسوال گانٹھ لیا تھا اور
خطوط استمالت بہت سے تشفی خاطر بھر لکھے تھے حاصل کلام قرارداد فیما بین جناب عالی و عالیجاہ
یہ ٹھہرا کہ جبتک جناب عالی جنگ انگریزی مین شریک رہین لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس
ہزار مقامی لیا کرین اور بعد اختتام مہم اور تسلط تمام بنگالہ تین کرور نقد اور صوبہ عظیم آباد
جمع نوے لاکھ کا صاحبزادے مرزا امانی یعنی نواب آصف الدولہ کو دینگے ایک طرف پیام
التیام صاحبان عالیشان معرفت رائے شتاب رائے بواسطہ راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی
متواتر جناب عالی کو پہونچتا تھا کہ ہمین ملازمان عالی سے اور آپ کو ہم سے ہرگز سرپرخاش و
محاربہ نہین ہے آپ نے انہی مسافت جو اپنے ملک سے یہانتک طے کی ہم جانتے ہین کہ محض باغوائے
عالیجاہ ہوئی وہ بدباطن مرد مجنون متلون المزاج محسن کش ہے پہلے میر محمد جعفر خان سے
ساتھ کیا کیا جو بجائے باپ تھا اوسکی بدولت پایۂ امارت حکومت پر پہونچا بعد اسکے
ہمسے جو عہد وپیمان کیا تھا ایک قلم توڑ کر ہمارے بیگناہون کا خون ناحق کیا باوصف اسکے کہ
نظامت بنگالہ فقط ہمارے زور وقوت دوستی اور موافقت سے پائی تھی چاہتا تھا کہ
ہمارا نام ونشان باقی نہ رہے اب تھک کر آپسے رجوع کی اور آپ بمقتضائے اپنے مرتبہ عالی جیسا
کہ امرائے والاقدر ورئیس عالیشان کو چاہیے پیش آئے غالب ہے کہ آپ پر بھی اسکے بلون کا حال
بخوبی کھل گیا ہو آخر کو آپ سے بھی یہ دغا کرینگے اوس وقت ہمارے کہنے کی صداقت
ہو جائیگی —

وجہ اسکی یہ تھی کہ عالیجاہ نے باخفا بادشاہ کو عرضداشت کی تھی کہ مین نے شجاع الدولہ
کے افسران فوج کو موافق کر لیا ہے انکو مین گرفتار کر لونگا امیدوار ہون عہدۂ وزارت پر
غلام سرفراز ہو بعد فتح و رفع ہنگامۂ کارزار دو کرور سالانہ پیشکش حضور کیا کرونگا اور اپنا نائب
نظامت بنگالہ مین مقرر کرکے خود حاضر حضور رہونگا اور عرضداشت کے ساتھ کچھ ہدیہ بھی بھیجا
تھا اور یہ خبر مفصل جناب عالی کو معلوم ہو چکی تھی اور نواب منیر الدولہ نے اپنے رسوخ سے

صاحبان عالیشان تک پہونچائی تھی خلاصہ مطالب دل کا یہ ہو کہ اب ہم محض دولتخواہی سے گزارش کرتے ہین کہ آپ صوبہ عظیم آباد ہم سے لیجیے وہ کیا دینگے اور یہان سے بسلامت پھر جائیے اسکے بعد ہم امیدوار ہین کہ ہمارے اور آپ کے محبت واتحاد اس استحکام سے ہے کہ ہمارا دوست آپکا دوست آپکا دشمن ہمارا دشمن ہے اسکے سوا جس طرف آپ کی فوج جاے بے تکلف مافی الضمیر سے آگاہ فرمایئے کہ ہم خدمت کو بجا لائین فقط —

دوسری جانب سے جواب سوال آشتی معاملہ میر جعفر علیخان کے حضور جناب عالی مین گذرتے تھے اور قطع نظر ان سب کے بالاتر سب سے یہ امر تھا کہ حال صفاے طینت بادشاہ اور اونکی متلون المزاجی کا حال بخوبی کھل گیا تھا کہ محض لطمع مال و زر عہدہ وزارت کا عالیجاہ کو بھی امید دلا گیا تھا اور آپ خود مستعد و سرگرم اوس ملک مین جانے کے تھے پس اس صورت مین کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسا وزیر اعظم صاحب فوج و حکومت ہمراہی بادشاہ سے ہاتھ اوٹھالے شرافت و نمک پروردگی کے خلاف اور حسن تدبیر سے بھی بعید تھا اور نواب سالار جنگ اور مرزا علیخان و میر نعیم خان و نواب مدار الدولہ یہ صاحبان شورا تھے انکا حال تو ظاہر ہو کہ مدت عمر کوئی لڑائی اور ایسا معاملہ ندیکھا تھا فقط گمان غلط اپنی کثرت فوج پر رکھتے تھے اور قلت فوج انگریزی کو اپنی نظر مین حقیر جانتے تھے اسکے سوا اپنی نافہمی سے جناب عالی کو سمجھاتے تھے کہ آپ کا نائب انگریزون سے ملکر باتین بناتا ہو اس صلح سے البتہ بظاہر رفع شر اور آپ کی دولتخواہی اور باطن مین سازو موافقت انگریزون سے اپنے انجام کا منظور ہو حیف ہو کہ یہ فوج مغلیہ ہم قوم و ہم قبیلہ اور یہ توپخانہ آج کے دن معطل رہا ہے پھر کس دن کام آئیگا جو ہاتھ اس لڑائی سے اوٹھائیگا یہ باتین عیش و عشرت کی ان صاحبون کی تھیں لغویات ناچ و رنگ مین عمر بسر کی تھی پھر کیونکر مآل اندیشی کو سمجھتے ایک فقط راجہ اپنی دولتخواہی اور دلسوزی سے متواتر عرض کر رہا تھا کہ حضور جو صاحبان عالیشان کہتے ہین مان لین اگر اس طریق سے آشتی صلح ہو جاے تو لڑائی سے بہتر ہو کس واسطے کہ جنگ دو سردار دیہ جو مقربان خاص آپکو صلاح دے رہے ہین سکا انجام بہت برا ہو اور خدا نخواستہ بگڑی پھر انمین سے کوئی نظر نہ آویگا آگے سے

رموز مملکت خویش خسروان دانند —

کہتے ہین کہ جب وہ وقت آیا جیسا راجہ کہتا تھا نواب صاحب ان ہاتھی پر سوار میدان مصاف سے چلے راجہ نے پکار کر کہا کہ حضور ساز عیش و عشرت مین ملا جاتا ہی پھر کون سنتا تھا۔

القصہ راجہ نے جب دیکھا کہ باتین خیر خواہی اور عاقبت اندیشی کی خلاف طبع جناب عالی ہوتی ہین آخر تنگ ہوکر وکیل صاحبان عالیشان کو جواب صاف دیدیا کہ مین اپنے حق نمک سے ادا ہوا اور سب نشیب و فراز سمجھا چکا اور یہ خوب جانتا ہون کہ مقربان خاص نے جناب عالی کو میری طرف سے منحرف کردیا ہی مین نمک پروردہ قدیم ہون اب خدا کو اختیار ہی۔

جناب عالی بھی اس مقدمے مین ایسی اختلاف رائے اراکین سے پہلے متردد ہوکے کہ آخر مین کیا کرون لیکن بہرحال تدبیر تقدیر سے مجبور ہی اب جو ہونا ہو سو ہو مین اپنے قول اقرار سے باہر نہونگا بہرحال حمایت عالیجاہ کرنا چاہیے افوض امری الی اللہ کافی ہی۔

کہتے ہین کہ عالیجاہ کے ساتھ باوصف اخراجات لڑائی کے جسمین کرورون روپیہ صرف ہوا اس حالت سراسیمگی مین بھی ۳۸۰ ہاتھی خزانہ و جواہر و اشرفی کا ساتھ تھا اور نمک حرامون سے جو خورد برد ہوا اور جسقدر جہان رہگیا یا تلف ہوا اوسکا حساب نہین۔

خلاصہ لڑائی عظیم آباد و بکسر میدان کوڑا جہان آباد و موسی اتنگر جو گذرا گذرا

القصہ کشتیون کا پل دریاے گنگ پر بندھا لشکر ظفر پیکر نے عبور شروع کیا راجہ بلونت سنگہ بنارس باعتماد اقوال راجہ بینی بہادر ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھا اور سب سردار قوم افغان مثل نواب عنایت خان بیٹے حافظ رحمت خان کے اپنی جمیعت لشکر سے حاضر تھے اور انبوہ عوام لشکر مین ہنگامہ لوٹ اسقدر تھا جسکا حساب نہین اور ویرانی اپنی خوبی ضبط و ربط سے لشکر مین خانہ جنگی کرتے جاتے تھے اور افسرون کا کہنا نمانتے تھے ایک دوسرے کا مال چرالیتے تھے کوئی مظلوم و غریبون کی داد بیداد کو نہ پہونچتا تھا اور وقت روانگی لشکر جو براہ سے پیچھے رہ جاتا تھا وہ قزاق اور

راہزنون کا شکار ہوتا تھا اور اگر کوئی مال سے جان کو عزیز سمجھتا تھا مارا جاتا تھا کثرت لشکر سے کچھ
و مقام مین امتیاز نہ تھا اور جو چیز شاہجہان آباد مین بمشکل سے ملتی تھی وہ لشکر مین
بے منت ملتی تھی —

راہ مین بعض دولتخواہون نے جناب عالی سے عرض کیا کہ انگریزون سے موافق ضابطہ
متعارف ہندوستان لڑنا نہ چاہیے صلاح یہ ہے کہ اگر فوج مثلثیہ صف بستہ و دستہ بستہ
ہوکر چلے کس واسطے کہ اگر رسالہ ہزار سوار کا ہوگا اسی طرح آراستہ ہوکر چلے گا اونپر
دفعتاً پچاس ہزار نہ آسکیگا پس مناسب ہے کہ رسالہ جوانان خوش اسپہ اور سردار اور اونکے
افسر جانفشان منتخب ہوکر ہمراہ رکاب ساتھ رہین اور مخدرات عصمت مع فوج زائد
افسران معتمد کے ساتھ سرحد ملک سرکار پر رہین جناب عالی جریدہ مع فوج جرار
انگریزون پر جا پڑین کس واسطے سنتے ہین کہ انگریز مقام بکسر سے متزلزل ہوکر اوٹھے جاتے ہین
اگر اول دم صبح جبتک کہ وہ مستعد و طیار ہون آپ وہان پہنچ جائیگا تو اس صورت مین اگر
اونکی جمعیت متفرق و پریشان ہوگئی اور انتظام لڑائی کا برہم ہوگیا آپ کی فتح و نصرت ہے
اور جو سامنے آکر مقابلہ کرے اوسے تلوار سے مارنا چاہیے اور اسباب جو پس ماندگان کا ہاتھ
لگ جاے اوسے آگ لگانا چاہیے اور توپین بھاری جو ہاتھ لگین اونھین ناقص کرنا چاہیے کس
واسطے کہ دفعتاً اونکا لیجانا مشکل پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ باوصف اس اہتمام اور
انتظام کے کسی سے کچھ نہو سکا ہر چند کہ جناب عالی خود بنفس نفیس متوجہ ہر انتظام پر
ہوئے تھے مگر فوج ظفر موج جو پیشتر سے عادی وخوگر اپنی رفتار کی ہو رہی تھی کب سنتی تھی
اور کب مانتی تھی جتنا سمجھاتے تھے اوسکے خلاف کرتی تھی راہ چھوڑ کسی گانون مین سے اپنی
راہ بناتی تھی اوسے لوٹ کر آگ لگا دیتے تھے رعایاے گاؤن اپنے گاؤن سے جان
بچا کر دوسرے گانون مین اپنے لٹنے کی خبر کر دیتی تھی وہ اور یہ دونون ملکر آگے جاکے بسیرا
لیتے تھے اسی صورت سے ملک بھی دونون طرف راہ سے برباد و ویران ہوتا چلا جاتا تھا ہر چہار
طرف ہنگامہ داد و بیداد برپا ہو رہا تھا ظاہر ہے جب یہ صورت خودسری کی ہو فتح کہان خواہ مخواہ
شکست ظاہر ہے —

باوصف ان سب کے نظر بکثرت فوج صاحبان عالیشان نے محض از راہ دور اندیشی مع میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین پہونچکر فوج جدید سے ارادۂ مزاحمت ارول سے آگے بڑھ کر کیا تھا اور اب تا سب صدمات فوج قاہرہ نجانکر مقابلے سے منہ پھیرا تھا اور درانیون کے ہاتھ سے جو راہ مین ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے بجگہ قلعۂ شہر مذکور مین داخل ہو گئے تھے اور کئی توپین قلعے کے برجون پر چڑھا کر آپ بھیجا پہاڑی کیطرف سد آب جلہ جبیل پر ٹھہرے تھے اور ایک توپ کو پہاڑی کی چوٹی پر لگایا تھا اور میر محمد جعفر خان اور اونکی فوج کو سد آب جلہ پر مامور کیا تھا اور جانب جنوب شہر کو چھوڑ کر کئی کمپنی تلنگہ سے خود اوسکی حفاظت کو مستعد ہوے تھے یعنی میر محمد جعفر خان کو اپنے پشت سر کیا تھا۔

نواب وزیر الممالک مقام سید آباد سے بسبب طغیانی آب سیدھی راہ عظیم آباد چھوڑ کر دریاے سوہن کے کنارے اوترے تھے وہان سے کوچ کر کے عظیم آباد سے چار کوس پر پہونچے یہان باوصف کثرت کنوؤن کے پھر بھی لشکر مین پانی کی قلت ہوئی ہر چند اور بھی کنوئین کھودے تھے دوسرے دن جناب عالی مع فوج بھیاب سوار ہوے اور شارع عام سے آگے بڑھ گئے اور راجہ بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگھ اور اور فوج دست راست جناب عالی قریب جا کر شہر کی نواب عنایت خان دو تین ہزار سوار روہیلے سے اور گسائین ہمت بہادر پانچ چھ ہزار سوار سے اور عالیجاہ پانچ پلٹنین لیکر بسر کردگی سمرو انگریزی توپون کے اور پانچ چھ ہزار اور فوج دہنی طرف راجہ بینی بہادر کے دور تر مقابل فوج میر محمد جعفر خان اور پہاڑی کے جا کر جمے لیکن توپ کی زد سے دور ہٹ کر۔

غرض جب اسی طرح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جناب عالی عمارات آبادی خارج شہر سے ہو کر آہستہ آہستہ قریب میدان علی باغ کے بڑھ آئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر پہلے لڑائی بان اور توپ سے شروع ہوئی جناب عالی مع فوج دلاوران از راہ شجاعت و تہور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے انگریزی فوج سے بھی توپ چلنے لگی اور سمرو کی بڑی توپ کا گولہ جو صفوف عالیجاہ سے دور تھا زیادہ کام کرتا تھا تلنگے اوسکی فوج کے زخمی ہونے لگے اور کبھی گولہ سر فوج سے گذر کر درمیان اوسکے اور عالیجاہ کے میدان مین

گرٹپا تھا اور شعلۂ آتش شر ربار دونون فوج کا فلک پر پہونچ رہا تھا اور تتق دود سیاہ مثل
ابر سیاہ غلیظ محیط کرۂ بخاری کے ہو رہا تھا اس عرصے مین جناب عالی نے شتر سوار
عالیجاہ کے پاس بھیجا کہ مین مقابل تمھارے دشمنون کے لڑ رہا ہون تم وہان کھڑے ہوے
کیا کرتے ہو اوس طرف سے تم بھی مثل میرے مقابل ہو کر یورش کرو کہ ادنہہ عرصۂ قتال تنگ
ہو جاے اور اگر تم میرے پاس نہ آسکو سمرو کو مع توپ میرے پاس بھیجدو کہ میرے آگے سے
توپین مارے اور سوار گرد و پیش سے جمع ہو کر حملہ کرین عالیجاہ نے اوس ہنگامۂ حشر و نشر مین کچھ
نہ سنا جہان تھا وہان سے حرکت نہ کی اور سمرو بھی اپنے مقام سے نہ سرکا یہانتک کہ دوپہر ہو گئی
لشکر گسائین نے اپنے ناگون سے حملہ کیا لیکن آگے نہ بڑھ سکا کسواسطے کہ توپ کے چھرے گے آگے
ٹھہرنا تو مشکل ہے پس وہ دن تو اسی طرح تمام ہوا۔

خلاصہ اسی طرح ہر روز دلاوران لشکر یورش کرتے تھے کبھی مورچال میر محمد جعفر خان سے
کبھی جانب شرق شہر سے اور یہ ارادہ ہر روز شہرت پاتا تھا اور کچھ نہو سکتا تھا جیسا فساد لکھنؤ مین
بپا ہی گا رہ کا حال دیکھا کہ رام چاہے تو اسے کھڑے کھڑے لے لینگے اسپر مسلمان قرآن ہندو گنگاجل
ہر روز اوٹھاتے تھے۔

اس عرصے مین ایکدن جناب عالی چند سوارون سے موافق ضابطۂ قدیم اطراف شہر اور
مورچال پر پھرتے تھے کہ ناگاہ کئی صاحب مع سید مہدی خان کئی پہرے تلنگون سے اطراف
حصار قلعہ سے نکلکر لشکر جناب عالی پر آتے تھے راہ مین سامنا ہو گیا طرفین سے ازراہ
شائستگی بسبب جوشش تہور رابطۂ قرار دلی رد و بدل نیزہ و تیر و شمشیر ہونے لگی جب
بہت قریب ہوے میر مہدی خان نے جناب عالی کو پہچانکر ایک صاحب سے کہا کہ تم
جانتے ہو وہ جو ان خوشرو امین سے کون ہے دہی نواب ہے اگر اسوقت ہاتھ آجاے تو پھر
لڑائی ختم ہے صاحب نے اپنی فوج سے کمک طلب کی اور جناب عالی کو اپنے لوگون سے اٹکایا
جب سپاہی فوج انگریزی کے دور سے نظر آئے ایک شخص نے دوڑکر لشکر مین خبر کی کہ
جناب عالی فوج انگریزی مین گھر گئے ہین اس عرصے مین خود جناب عالی نے ازراہ دانائی
گھوڑے کی باگ پھیری اور آہستہ آہستہ دور ہو کر اپنی سرحد لشکر پر آپہونچے لیکن بمجرد

سُننے اس خبر کے لشکر مین تلاطم اور انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا عالیجاہ اپنے رفقائے خاص لیکر اجازت تار ان جنابعالی اوسوقت سب کے سب مردانہ وار جا پڑے اور سجدات شکر خدا بجا لائے اور باتفاق داخل لشکر ہوئے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ـــ

القصہ اسی صورت سے مہینے بھر تک یہی حال رہا مقابلہ اور مجادلہ انگریزون سے ہوا کیا اس عرصے مین موسم برسات آپہونچا رائے جناب عالی اور تجویز رفقائے خاص یہ ہوئی کہ اب اس قدر نزدیک حصار قلعہ ٹھہرنا اچھا نہین مناسب وقت یہ ہے کہ بکسر مین چلکر چھاؤنی کیجیے کہ وہ ملحقات صوبہ عظیم آباد لب دریائے گنگ مقابل ملک جناب عالی قریب علاقہ راجہ بلونت سنگھ ہے انشاء اللہ تعالے بعد برسات بخوبی تدارک لڑائی کا کر کے مقابلہ کرینگے پس لشکر مین حکم نقارہ کوچ ہوا ـــ

اس عرصہ مین بادشاہ کو بھی بواسطہ تحریر خطوط بعض ہوا خواہان انگریزی نظر بریں اتحاد صاحبان عالیشان اور اونکی ممنونی احسان کی منظور ہوا کہ باخفا سازش اتفاق صاحبان ممدوح سے کیجیے تو بہتر ہے اور نواب منیر الدولہ کا پانون بھی بساط استقلال سے لغزش مین آیا لیکن دانایان فرنگ نے اس صورت مین خلاف حکمت جانکر قبول نکیا کسواسطے کہ بادشاہ کو مستقل مزاج نجانتے تھے بلکہ تابع مرضی و فرمان پذیر ارکان دولت سمجھتے تھے ـــ

خلاصہ جب میدان مصاف مقابلے سے خالی ہوا عین شدت برسات مین میجر منرو جو مقابلہ جناب عالی پر مامور تھے فرصت وقت غنیمت جانکر تھوڑی سی فوج موافق ضبط حساب غلہ و رسد وغیرہ ضروریات لیکر عظیم آباد سے چلے اور کہا کہ مین اسی فوج قلیل سے چند روز مین نواب پر ظفر پاکر پھر آتا ہون ـــ

ادھر جنابعالی موسم برسات جانکر چھاؤنی بکسر مین باطمینان خاطر مشغول لہو و لعب ہو رہے تھے کہ گویا اپنے ممالک محروسہ مین بطور سیر و شکار نکلے ہین بلکہ ایک بڑی توپ جو کچھ دنون کنارے دریائے سوہن مقابل فوج انگریزی فقط بحفاظت پل چھوڑ آئے تھے اوسے بھی منگوا لیا تھا بہرکیف جو ہونا تھا وہ ہوا اب مختصر خاتمۂ محاربہ یہ ہے ـــ

سنہ ۱۱۷۸ ہجری ۱۷۶۴ء جناب عالی مع فوج مغلیہ و شجاع قلیخان عرف میان عیسیٰ

جنکی جمعیت فوج چھ سات ہزار سوار و پیادہ تھی سمرو مع موسیٔر مدک فرنس پشت پر آٹھ ضرب توپ سے ٹھہرے اور راجہ بینی بہادر نے کنار دریاے گنگ قریب خرابہ بلہرے آباد تک قیام کیا اور یہ دونون صاحب توپین اور آٹھ بٹالن لیکر جو بطریق انگریزی آراستہ تعین مقابل فوج انگریزی ہوے اور جناب عالی دہنی طرف سے بینی بہادر بائین جانب سے مستعد ہوے لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے توپ کا گولہ برسنے لگا اور سپاہ مجروح و مقتول ہونے لگی جناب عالی بکمال جسارت وتہور مع فوج مغلیہ فوج انگریزی پر یورش کرنے لگے اور غازیان رکاب ظفر انتساب دادمردانگی دینے لگے اور سمرو و موسیٔر مدک کی توپون سے اور جناب عالی کے متواتر یورش سے فوج انگریزی عاجز آگئی اور مآل اندیشی سے بار سفر کشتیون پر کر چکے تھے صاحب کمان افسر نے جب یہ صورت دیکھی کہ اونکے آگے جھیل اور دلدل ہے یورش نکر سکینگے فوج کو کنار دریا بھیجا کہ تم بینی بہادر پر یورش کرو جو تمھارے قریب ہے چنانچہ فوج آہستہ آہستہ کنار دریا چلی اور ایک سپاہی اون خرابہ شہر کے نزدیک جا پہونچا جہان فوج راجہ آڑ پکڑ کر باطمینان بیٹھی ہوئی تھی شیخ غلام قادر اور شیو بخ لکھنو معتمدین راجہ بندوقین ہاتھ مین لیے گھوڑون سے اوتر خرابہ کے زیر دیوار آڑ پکڑے بیٹھے تھے تلنگے انکی نظر بچا کر تنگ گلیون سے یہ دفعتاً دیوارون پر چڑھکر پہلے بینی بہادر کے لوگون پر پتھر اینٹین ڈھیلے دیوارون سے نکالکر ستمراو کرنا شروع کیا اسواسطے کہ جب دیوار کی آڑ سے علیحدہ ہوجائینگے گولی کی زد پر آجائینگے شیخ غلام قادر اوسوقت خبردار ہوکر مع اپنے رفقا اٹھنے پاے تھے کھڑے تھے جبتک کہ سب شیخ جمع ہوجائین اس بلا کو سر سے دور کرین اب تلنگے جمع ہو مع اپنے افسر صف آراستہ ہوگئے طرفین سے گولی چلنے لگی بعد دو تین باڑھ کے شیخ غلام قادر وغیرہ حق نمک سے ادا ہو کر خاک پر گر پڑے باقی بیدل ست چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے راجہ نے سراسیمہ ہوکر رفقا سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرین اگر ثابت قدم رہین توہمین جان دینا ہے اور اگر زندگی عزیز ہے تو یہان سے نکل جانا مناسب ہے بعض جان نثارون نے چاہا کہ گھوڑون سے اوتر پڑین لیکن تلنگے دفعتہً مثل باد صرصر آپہونچے راجہ نے خود اپنے گھوڑے کی باگ پھیری وسطرف سے

شجاع قلیخان میان عیسی اور شیخ زادے تلنگون کی بندوقون کی آواز سنکراس گمان سے کر سپاہ واجبي بہادر سے زیادہ اپنی ناموری کرجاے حضور جناب عالی ہمین خجالت ہوگی مضطرب ہوکر بے دریافت حال پشت سرمرشد نکلکر بڑھے لیکن انکے آگے جھیل اور دلدل تھا گھوڑونکا اوسمین سے گذرنا مشکل پڑا علاوہ اسکے باڑھ کے آگے ٹھہرنا آسان نہین اس عرصہ مین انکے جانے سے سمرو کی توپ جو فوج انگریزی پر گولہ برسارہی تھی رک گئی کسواسطے کہ میان عیسے دونون صف مین حائل ہوگئے تھے اب انگریزی گولی شدت سے برسنے لگی آخر میان عیسی بہزار خرابی تھوڑے سوارون سے جھیل کے پار ہوکر نشانے گولیون کے ہوگئے اور لوگ جو بہادری سے میدان مین ڈٹے رہگئے تھے اونکے بھی پانو ومین لغزش ہوگئی جس طرح موج دریا شدت ہوا سے تلاطم مین آجاتی ہر اور سب سے زیادہ آفت سماوی یہ ہوئی کہ جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہوا موافق تھی اب مونھ پر کی ہوگئی طرفین سے دھوان جمع ہوکر مثل ابر سیاہ غلیظ چھاگیا اس عرصے مین تلنگے جو مقابل بینی بہادر تھے داخل لشکر ہوگئے اور سبکو زیر باڑھ رکھ لیا اس صورت مین کسیکا پانون نہ ٹھہر سکا ایک تزلزل عظیم لشکر مین پڑگیا ہر ایک کو اپنی جان کا بچانا مشکل پڑا پہلے حضرات مغلیہ جو ہمقوم وہم قبیلہ تھے اور کس وناکس اپنے تئین نواب جانتا تھا اور اپنی نخوت وغرور سے سبکو نامرد جانتے تھے یہ رنگ دیکھکر اپنے آقاے نامدار سے ہاتھ اوٹھاکر بھاگنے لگے کہتے ہین کہ لڑائی مین خدانکرے کسیکا پانون اوٹھے دفعتہ سب کے پانون اوٹھ جاتے ہین آخر اپنے لشکر لوٹنے لگے جناب عالی یہ حال بیدین ویار دیکھکر ایک ساعت تک متحیر رہے تماشاے قدرت خدا دیکھنے لگے پھر گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ مین دہنے بائین دوڑتے پھرتے تھے اور ہر افسر کو پکارتے تھے کہ اے نامردو کہان بھاگ کرجاؤگے کچھ تمھین شرم دحیا اور خیال نمکخواری نہین وہ حمیت ہمقومی اور غرور کدہر کیا ہوئی کوئی نہ سنتا تھا بلکہ سیدھی راہ کاٹ کے اپنی راہ لیتے تھے جنابعالی کیطرف نہ آتے تھے آخر جناب عالی تھک کر ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوئے ہے تصویر اس حال کی سرکار شاہی مین تھی مؤلف کتاب نے بھی اوسے دیکھا تھا۔

غرض فوج انگریزی نے داخل خیام ہوکر نقد وجنس جو اونھین پایا خاطر خواہ لوٹا جسکا حساب مین

بلکہ بلاتکلف یہ ہوا کہ اس لوٹ مین ہزارون لکھنؤ والے بھی شریک ہوگئے تھے اب ناظرین بچشم
انصاف دیکھین کہ یہ فوج مور و ملخ کئی بٹالن انگریزی سے کس وجہ سے بھاگی بنظر حسن
تدبیر ظاہری نااتفاقی و بے انتظامی و سرتابی و سرکشی دوسرے اقبال و ادبار آقا
اور اثر نیت خاص ـ

الغرض یہ سب بھاگیلے سراسیمہ پریشان حال نرگاوتی ندی کے پار ہونے کو جمع ہوے
فوج انگریزی پیچھے چلی آتی تھی اونسے سبکو زیر بار کر رکھ لیا تھا اور دونون طرف کے لوگ
اس پار اوس پار کے خاک مذلت پر گرے تھے اس جہت سے عجب حال سب کا ہوگیا تھا
کسی کے ہوش و حواس باقی نتھے تھے ہزارون دریا مین ڈوب مرگئے تھوڑے سے عبادی الشکور
بچے لشکر بادشاہ بھی اوس پار اوترا جناب عالی بھی پار اوترے آخر پردگیان عصمت کو روانہ
الہ آباد کیا ـ

بادشاہ بھی جناب عالی سے صاف نتھے بلکہ کبیدہ خاطر ہوکر بلاقات صاحبان عالیشان کے
بہانے ڈھونڈھتے تھے اوسوقت جب صاحبان عالیشان نے بادشاہ کو بے پر و بال دیکھا اور
اونکی عظمت و جلالت و شان و شوکت کی خوب قلعی کھل چکی اور اپنا بھی دبدبہ قوت و زور دکھا چکے تھے
راہ و رسم مراسلات اور درخواست اپنے پشت و پناہ ہونے اور اعانت کی ظاہر کی یہ فہم و فراست
دانایان فرنگ کو خدا نے عنایت کی ہے اور امر تقدیری جدا ہے ـ

پس یہین سے ظاہر ہے کہ صاحبان عالیشان نے قناعت اسی زینۂ وزارت پر ٹھہر کر
بیش قدمی خلاف عقل سمجھے والا تسخیر بلاد ہندوستان اوسی دن ہوچکا تھا شرق سے غرب
تک کی حقیقت تو کھل چکی تھی شمال مین کوہستان جنوب مین سمندر رہا ان انسے زیادہ کون ایسا
تھا لہذا اس زینہ پر مستقل رہنا چاہیے پھر مدارج سلطنت پر جانا آسان ہوجائیگا اور یکایک کسی کے
گھر مین چلے جانا نچاہیے اگرچہ اسمین ایک مدت گذر جاے ع آہستہ خرام بلکہ مخرام ـ اب یہ سب
حقیقت حال اس زمانہ حال مین کھل گئی خوف اتفاق قوم سب کا جاتا رہا گویا سب چپہ باغ
ہندوستان سمجھ گئے ـ

القصہ جناب عالی بصلاح نواب عنایت خان بانس بریلی تشریف فرما ہوے وہان بھی

اپنا رہنا مناسب جانا بلکہ روہیلون سے مطمئن نہوے چنانچہ ایک دفعہ سپاہ سے کچھ فساد بھی
ہوا حافظ رحمت خان نے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہمارے ملک مین ہوا بڑی خجالت ہوگی
عرض کیا کہ اگر حضور میرے ساتھ نواب احمد خان بنگش نواب فرخ آباد کے پاس تشریف لیچلین
غالب ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے سے بخارات دیرینہ نواب مرحوم کے وقت کے جاتے
رہین گے اور آپ سے باطاعت پیش آئین گے اوسوقت بھی جمعیت لشکر جناب عالی کچھ کم
نہ تھی اور انھین دنون احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل نے میدان خالی دیکھکر قصد حملہ شاہجہان آباد
کیا تھا پھر ہوچکر راہ مین سرہند تک ٹھہر رہا تھا کہ تحصیل زر بخوبی کیجیے اسی جہت سے جناب عالی
کو بھی منظور ہوا کہ شاہجہان آباد جاکر معرفت نواب نجیب الدولہ شاہ کو عرضی دیجیے
اور دو کرور روپیہ کا وعدہ پیشکش کرکے اپنی کمک کو لے آئیے لیکن وہان سے یہ تدبیر بھی
بن نہ پڑی —

جب نواب روانہ فرخ آباد ہوے قریب شہر پہونچے نواب حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے
پاس گئے اور بخوبی انھین سمجھا کر استقبال کو لائے غرض بہ تعظیم و تکریم سے داخل شہر ہوے اور طریق
ضیافت و مہمانی فراخور حال بجالائے —

آخر جناب عالی بصلاح نواب عماد الملک راؤ ملہار راؤ ہولکر کو ۴۰ ہزار جمعیت فوج سے اپنا
شریک کیا کہ چالیس ہزار کوچ بیس ہزار مقام دینگے پھر وہان سے جمع ہو مع نواب عماد الملک
صاحبان عالیشان سے لڑنے کو آئے چنانچہ یہ معرکہ جنگ کوڑہ جہان آباد کے میدان مین
قریب کانپور ہوا —

جنرل کرنک صاحب بہادر نے جب یہ خبر سنی تھوڑی فوج لیکر الہ آباد سے روانہ ہوے
جب مقابلہ ہوا مرہٹون نے پہلے کچھ دہنے بائین ہاتھ پانون ہلائے جب چھرہ توپ کا اور باڑھ
چلنے لگی سیدھے سرحد گوالیار پر پہونچے مگر فقط ملہار راؤ تن تنہا اپنی جوانمردی سے رہگیا اور
چاہا کہ میدان سے نہ ہٹے جناب عالی اور نواب عماد الملک سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئے کہ اسطرح
جان دینے سے کیا فائدہ تمہاری بہادری مین کچھ شک نہین لڑائی مین فتح و شکست کا
اختیار بخدا ہے —

جب یہ فوج کذائی بھی بھاگی پھر فوج انگریزی نے لشکر کو لوٹا نواب عماد الملک کا بہت اسباب تلف ہوا نواب نجف خان جو جناب عالی سے بیدل و برخاستہ ہوے تھے وہ بھی بندیل کھنڈ پہونچکر داخل رفاقت صاحبان عالیشان ہوے فوج انگریزی جو لکھنؤ آئی تھی براے شتاب راے نے اوس سے انتظام ملک اودھ کیا اور جماعت افاغنہ جسنے وعدۂ حتمی رفاقت جناب عالی کا کیا تھا وہ مرہٹون کا بھی مقابلہ دیکھ چکے جناب عالی مضطر ہوکر پھر فرخ آباد آئے کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد قبض و تصرف اپنے ممالک محروسہ کے بدل چاہا کہ نواب عماد الملک کو ۵ لاکھ کا ملک علحدہ کر کے دیوین کسواسطے کہ وہ ہر حال مین شریک رہے تھے مگر اونھون نے اوسے قبول نہ کیا خلاف اپنی ہمت کے سمجھے اور وہی راہ ورسم فیما بین رہا۔

پریشان حالی نواب قاسم علیخان عالیجاہ اور شاہجہان آباد پہونچکر بحسرت مرنا

مختصر احوال پریشانی نواب قاسم علیخان یہ ہو کہ بہت صاحب ثروت و فیاض تھے اگرچہ ملون المزاج خلق تھے اور فی الحقیقت صاحبان عالیشان اور میر محمد جعفر خان دونون انکے محسن تھے انسے اونھون نے سراسر خلاف کیا اہل تواریخ ممالک شرقیہ گرفتاری عالیجاہ بنسبت خلاف جناب عالی جانتے ہین اونکے حق بجانب اور وقایع نگار اہل حقائق اس مملکت کے از روے تحریرات مراسلات مخفی عالیجاہ سے جو درباب عزل برہمی وزارت جناب عالی جو بادشاہ کو بھیجی تھی اونکی خطا جانتے ہین العلم عند اللہ ان امورات سلطنت کو کچھ حکام خوب جانتے ہین۔

خلاصہ شروع بگاڑ یہ ہوا کہ پہلے جناب عالی نے ۱۱ لاکھ روپیہ معینہ ماہ بماہ کو طلب کیا جو محاصرۂ عظیم آباد مین قرار پایا تھا عالیجاہ نے اس خیال سے کہ شدت تقاضاے جناب عالی سے نجات ملے یہ جواب دیا کہ اگر مین مرشد آباد کو رخصت ہو کر جاؤن اور انتظام انگریزی مین خلل ڈالون تو مضایقہ نہین بالفعل فوج انگریزی یہان کم ہو وہ نہایت مستعد معلوم ہوتے ہین اگر مین وہان جاؤنگا تو کار سرکار بسہولت انجام پائیگا جناب عالی نے فرمایا کہ اگر عالیجاہ پھر کر نہ آئین تو کیا کرونگا خلاصہ بسبب صورت کے سوال و جواب فیما بین ہونے لگے عالیجاہ عذر بے بضاعتی کرتے رہے آخر ایک دن جناب عالی نے معرفت

علی ابراہیم خان کے کہلا بھیجا کہ بادشاہ بقایاے صوبۂ بنگالہ وغیرہ عالیجاہ سے طلب فرماتے ہین اور اسپر تحصیلدار مقرر کیا چاہتے ہین اسکا جواب مجھے عالیجاہ دین اونھون نے جواب دیا سبحان اللہ مین تو تمھارے بھروسے پربیٹھا ہون جو مجھسے ممکن ہوا ہو اسمین قصور نہین کیا اب مجھے مقدور کہان کہ مجبور ہون اور بادشاہ کا مجھپر تقاضا بیجا ہے جناب عالی بنی بہادر کو حکم فرمائین کہ وہ حساب سمجھ لے پھر جو باقی نکلے اوسکے ادا کرنے مین جسطرح کہ ممکن ہوگا قصور نکرونگا آگے آپ کو اختیار رہی۔

القصہ ایسی بے التفاتی کی باتون سے مضطر ہوکر ایکدن عالیجاہ نے بسبب تحریک مصاحبان سفاہت شعار بغور تامل وفکر و مآل اندیشی لباس گیروا فقرا کا پہنکر بوریے پر بیٹھے اور رفقاے خاص بھی اسی صورت سے بنے انگشت نماے خاص و عام ہوے جناب عالی نے اپنی رفع بدنامی سمجھکر علی ابراہیم خان کو نواب عالیہ کیطرف سے کہلا بھیجا کہ مین نے بادشاہ کے حکم سے کہلا بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دینا چاہیے تھا یا ترک لباس کرنا مجھے بدنام کرنا کیا ضرور تھی حاصل کلام بہت سے کلمات تشفی و دلجوئی کے کہلا بھیجے آخر خود تشریف لیگئے اور بہت سمجھا کر لباس فقیرانہ بدلوایا۔

دوسرے دن ہمرو ملازم عالیجاہ نے ازراہ نمک حلالی تنخواہ اپنی پلٹن اور توپخانہ کی بجبر لیکر جناب عالی کا نوکر ہوا اور اسلحہ چوب بندوق بیگزین وغیرہ اپنی سرکار مین نہ دیا اور بر سوخ جناب عالی سے عرض کیا کہ مجھے عالیجاہ نے حکم قطعی دیا تھا کہ بعد فتح انگریزون کے تم بے تامل لشکر جناب عالی کو لوٹ لینا جب جناب عالی نے یہ شکایت علی ابراہیم خان سے کی عرض کیا کہ اگر وہ اپنا رسوخ حضور سے نکرتا تو آپ سپاہ دشمن کو کیونکر نوکر رکھتے اور اسی طرح سردار لشکر بھی وقت بد دیکھکر اور اپنی عاقبت سمجھکر حیلہ رزق جانکر لشکر جناب عالی مین چلے آئے۔

دوسرے دن صبح کو موشیر جنتیل نے اپنی فوج لیکر خیمۂ عالیجاہ کا محاصرہ کر لیا اور اونھین ہاتھی پر سوار کرکے ایک افسر کو خواصی مین بٹھا لشکر جناب عالی کے مقام معینہ مین پہونچا دیا اور جتنا مال و اسباب نقد و جنس تھا سب ضبط سرکار جناب عالی ہوا اور سوائے

علی ابراہیم خان سبب نفاق عالیجاہ نے روسائے لشکر جناب عالی سے موافقت دنیوی کر لی تھی غرض ایکدن پیشتر لڑائی بکسر کے عالیجاہ لنگڑی ہتنی پر سوا مع اپنے عیال لشکر جنابعالی سے روانہ الہ آباد ہوے اور بجان و اہد قید جنابعالی سے نجات پائی علی ابراہیم خان نے اوسوقت بیکسی مین بھی ازراہ دولتخواہی و نمک حلالی بمقتضائے شرافت ہزار روپیہ نقد اور گھوڑا اپنی سواری کا بھیجدیا لیکن عالیجاہ نے ازراہ غیرت قبول نہ کیا پھیر دیا بہزار خرابی افتان و خیزان الہ آباد پہونچے چھوٹے سے مکان کرایہ مین جا وترے پھر لکھنؤ ہو کر روہیلکھنڈ بملک فاغنہ مین گئے اور قید فرنگ سے محفوظ رہے ہرچند یہ مرحلہ جناب عالی اور صاحبان عالیشان سے پہلے طے ہو چکا تھا کہ ہم عالیجاہ کو گرفتار کر کے تمھین دینگے ۔

کہتے ہین کہ عالیجاہ کا خیمہ لکھنؤ مین کنار دریائے گومتی زیر قلعہ مچھی بھون برپا ہوا تھا اونکے سامنے ایکطرف وہ قرآن ضمانت فیما بین دوسری طرف زنار ہنود رکھے تھے کہ اگر فتح جنابعالی ہوئی زنار پہن لونگا اور اس قرآن سے بے ادبی کرونگا یہان تک کہ خبر شکست بکسر سنی ۔

خلاصہ ملک فاغنہ مین بھی صورت قیام نہ ٹھہری بعد چند روز کے پریشان و خستہ حال ہو کر میانے مین سوار شاہجہان آباد پہونچے نواب نجف خان نے بڑے احترام سے اپنا مہمان کیا اور کہا کہ اب خیال ملک بنگالہ اور تصور عہدہ وزارت کو دل سے دھو کے حاضر حضور شاہی رہنا غنیمت سمجھیے بہرصورت آپکی خدمتگزاری اور کفالت کو حاضر ہون ۔

عالیجاہ بھی اپنی عادت قدیم سے مجبور تھے چندروز رہکر ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی دی کہ اگر غلام کو بجائے نواب نجف خان حضور سرفراز فرمائین تو اونسے بہتر انتظام ممالک محروسہ کرونگا جب نواب کو یہ خبر معلوم ہوئی آمدورفت موقوف کی مگر کفالت سے ہاتھ نہ اوٹھایا بعد چند روز کے سبزی منڈی مین انتقال کیا حضرت شاہ مردان مین دفن ہوے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

ملاقات جناب عالی بسرداران انگلشیہ و بعد صلح فیض آباد کو آنا

خلاصہ جناب عالی بعد شکست بکسر سمت الہ آباد روانہ ہوے راہ مین مقام چھپرہ سے

جو قریب عظیم آباد ہے سپرد گیا عصمت کو بحفاظت و حراست مظفر الدولہ بخشی الملک ابو البرکات خان تہور جنگ
ساکن قصبہ کاکوری قریب لکھنؤ سپرد کیا وہ روانہ پیلی بھیت بریلی ہوے اور خود جناب عالی جریدہ
بعزم جناب شانی صاحبان عالیشان بریلی ہو کر نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کے پاس گئے
اس خیال سے کہ سرداران جنوبی اور بادشاہ درانی کو اپنی کمک کو لائین جسطرح بالاجمال مذکور ہو چکا
لیکن کسی کے قول و فعل کو درست نہ پایا سبکی طرف سے دل ٹوٹ گیا کہ انہین کسی سے سوائے مکر و فریب
چرب زبانی کے کچھ نہو سکیگا —

حقوق صاحبان روسائے قصبہ کاکوری اس سلطنت مین انھین حسن خدمات کی جہت سے
ہوے چنانچہ جب جنت آرامگاہ نے مسند وزارت پر جلوس فرمایا ایک دن وقت صبح بر سبیل تفرج
تشریف فرمائے قصبہ مذکور ہوے غلام صفدر خان غلام حیدر خان رفعت الدولہ خان کے
بیٹون کو طلب فرمایا خلعت سے سرفراز کرکے دونون کا دو دو سو روپیہ مواجب مقرر فرمایا
از راہ قدردانی و قدامت اونکا حفظ مراتب فرماتے رہے اور اب تک سرکار شاہی مین حافظ علیخان
محفوظ علیخان وصی علیخان مولوی نہال الدین خان مولوی محمد خلیل الدین خان وغیرہ ہمیشہ
سے خدمات عالیہ پر مامور رہے آخر سلطنت مین مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر میر منشی
نواب گورنر جنرل بہادر جناب عالیہ ملکہ کشور و جنرل مرزا اسکندر حشمت و ولیعہد بہادر کے
ساتھ بسررشتہ سفارت لندن گئے شاید اونھون نے بھی کتاب سفر لندن یا در حالات سرکارین
لکھے ہین اگر عالم طبع پر پہونچین گے خاص و عام پر کھل جائیگا اور بالاجمال انکا ذکر بھی دوسری
جلد مین اپنے سلسلہ مقام پر آئیگا اور ہر ایک کا وظیفہ شاہی کی جہت سے پنشن سرکار انگریزی
سے ملتی ہے —

خلاصہ آمدم بر مطلب کتاب کہ نواب احمد خان بنگش کو اگرچہ غبار مقدمات دیرینہ
جناب عالی کیطرف سے تھا مگر جب وہ انکے مہمان اس حال سے ہوے جس طرح مذکور ہوا
بمدارات بدل بخلوص محبتی تہ دل سے ہوے جناب عالی کا پریشان حال و تردد اور کم ہمتی
سرداران کارزار کی دیکھکر اپنی نیک نہادی و عاقبت اندیشی سے عرض کیا کہ مین
بہر حال آپ کا شریک ہون نہ مثل اورون کے اور ان سب کا احوال آپ پر منکشف ہو گیا

اب میری عقل ناقص مین صلاح دولت یہ ہوکہ آپ اس قوم سے صلح فرمائین تو بہتر ہوگذشتہ را صلواۃ جو ہونا تھا وہ سب ہوچکا اوسکی صورت یہ ہوکہ آپ بیوہ اسلحہ تن تنہا اونکے پاس تشریف لیجائیے غالب ہوکہ صاحبان ممدوح ازراہ ہمت وجوانمردی اپنی آپکا بڑا احترام کرینگے اورکسی طرح کی دغا وفریب سے پیش نہ آئینگے کسواسطے کہ اونکا بھی یہی مرحلۂ اول ہوکسی امر مین جلدی نکرینگے بلکہ آپکی صلح کوغنیمت جانینگے اور جوشخص آپ سے ادعاے مواربہ کرے اوسے اپنا دشمن جان وآبرو جانیگا جو حق دوستی وخیرخواہی عاقبت اندیشی تھا عرض کیا آگے حضور کو اختیار ہے ۔

دوسری صورت خداداد یہ ہوئی کہ کوڑہ جہان آباد کی لڑائی مین یا موسی نگر مین اتفاقاً دو صاحب افسر جلیل القدر لشکر انگریزی سے بگھی پرسوار چلے جاتے تھے راہ مین میر باقر خان کے رسالے کے سوار گرفتار کرکے لے آئے بعض کوتہ اندیش نے چاہا کہ بشکل گرفتاری عالیجاہ قتل کرین اون صاحبون کوبھی اپنا قتل یقین ہوگیا کہ دشمن کے ہاتھ سے جان کا بچنا مشکل ہوتا ہو لیکن جناب عالی نے ازراہ جوانمردی اونھین بڑی عزت واحترام سے علحدہ خیمے مین رکھا تھا اپنا مہمان کیا اور لوازمۂ مہمانی مہیا فرمایا اور جتنی چیزین ضروری تھین سبکو حکم فرمایا امر عجیب یہ کہ لشکر اسلام مین شراب غیر ممکن تھی بہزار تلاش وہ بھی میسر ہوئی اور جس چیز کی احتیاج ہوتی تھی مہیا ہوجاتی تھی ایکدن وہ دونون صاحب حاضر حضور جناب عالی ہوے تھے اور ایکدفعہ خود بھی جناب عالی اونکے خیمے مین تشریف لیجاکر متواتر ارشاد فرماتے تھے کہ جب آپ کا جی چاہے بسلامت اپنے لشکر مین چلے جائیے وہ کہتے تھے ہمین یہ صحبت آپکی بہت غنیمت ہے جسدن رخصت ہوے آٹھ گھوڑے خاصہ سواری کے چار ہاتھی کشتی جواہر بیش قیمت دو ہزار اشرفی عنایت فرمائی ۔

جب یہ دونون صاحب جلیل الشان اپنے لشکر مین بسلامت باعزت داخل ہوے اپنے کمان افسر سے جناب عالی کی ہمت وجوانمردی ومہمانداری کی بہت تعریف کی اور صاحب بھی مشتاق ملاقات ہوے اور یہ صاحب بھی محرک اصلاح حال ہوے اقبال اسے کہتے ہین اور جب خدا چاہتا ہے بگڑے کام سب بنجاتے ہین بیلی گارد مین کسیکو

کچھ بن نہ پڑا ایسا نشۂ غفلت و خودسری سب کے سرمین سما گیا تھا۔

غرض صورت اصلاح حال و صلح یہ ہوئی کہ مہدی گھاٹ پر کنارہ دریاے گنگ لشکر جناب عالی اوس پار جانب شمال لشکر انگریزی تھا جناب عالی جریدہ بسواری پالکی جھالردار چند خواص اردلی سے کشتی پر سوار ہوا اوس پار تشریف فرما ہوے جرنل کرنگ صاحب کمان افسر کو جب یہ خبر پہونچی پہلے متعجب و متحیر ہوے جب قریب کشتی پہونچی مع افسران جلیل الشان خیمے سے نکل استقبال کیا لب فرش تک جلوسواری مین رہے جب پالکی سے اوترے معانقہ ہوا توپ سلامی کی چلی داخل خیمہ ہوے اور مثل ملازمین انتہائی تعظیم و تکریم سے پیش آئے پہلے جناب عالی نے کچھ کلمات یاس ارشاد فرمائے جرنل صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا آپ سے ارادہ لڑائی کا نہ پیشتر تھا نہ اب ہر ہمنے آپ کی مروت و ہمت و جوانمردی کا مثل نہ دیکھا اور نہ سنا لیکن ازبسکہ قاسم علیخان نے ہمسے نقص عہد و میثاق کیا اور بدلے ہماری نیکی کے بدی پیش آیا اور درپے ہمارے قتل و قمع کے ہوا اور ہمارے بیگناہون کا خون ناحق بہایا پہلے ہم بھی خائف تھے لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ جوانمردون سے خالی نہین ہوتا اور مردوہ ہر جو بروقت غالب ہونے کے دشمن پر رحم و مردی سے پیش آئے جیسا آپنے اپنے مہمانون پر مہمان نوازی فرمائی ہم سب اسکے شکرگزار رہیں اور آپکے استقلال مین کسیکو تامل نہین اور یہ صورت خاص لڑائی کی فقط بیوفائی سپاہ سے ہوئی بہرحال مضی مامضی اب ہم آپ کے دوست کو اپنا دوست سمجھین اور دشمن کو آپکے ہم سزادین ہمارے دشمن کو آپ زیر تیغ لین جناب عالی کو پہلے جسقدر تشویش و خلجان خاطر تھا وہ سب رفع ہوکر شگفتگی و تسکین خاطر ہوئی اور ہر سوال کا جواب مناسب دیا اور باتفاق صاحبان عالیشان حاضری نوش فرمائی اور رفع اشتباہ کو اوسی خیمے مین استراحت بھی فرمائی یہی طریقہ مہمانی و ضیافت سرکار شاہی کا تا انتزاع سلطنت رہا اور طرفین سے استقبال و مشایعت کی وہی صورت رہی۔

بعض کتاب کہنہ تواریخ انگریزی مین جو بعض کلمات عجز جناب عالی تحریر کیے وہ کسی ثقات سے نہین سُنے۔

خلاصہ بعد ہفتہ عشرہ معرفت برائے شتاب راے تصفیہ صلح سرکارین اس صورت سے ہوا

شرط ہفتم یہ تجویز قرار پائی کہ ملک بنارس و رجسقدر بلونت سنگہ مالگذاری مین دیتا ہے نواب وزیر کو دیا جاے گو بادشاہ نے وہ ملک کمپنی انگریزی کو دیا ہو لہذا یہ وعدہ کیا جاتا ہو کہ ملک مذکور حسب ذیل اوسے دیا جائیگا یعنی وہ سب ملک انگریزون کے پاس اوسوقت تک رہیگا جبتک میعاد عہدنامہ جو بلونت سنگہ اور کمپنی کے ساتھ ہوا ہے منقضی نہو جاے اور تاریخ انقضا اوسکی ۲۷ - ماہ نومبر سنہ ہو بعد ازان نواب کو دخل دیا جائیگا مگر قلعہ چنارگڈھ پر دخل اونکا اوسوقت تک نہوگا جبتک شرط ششم عہدنامے کی بالکل تعمیل نہو جائیگی ۔

شرط ہشتم نواب کمپنی انگریزی کو اجازت دیگا کہ وہ تجارت بلامحصول تمام ملک مین کیا کرین ۔

شرط نہم تمام واسطہ داران اور رعایاے نواب جسنے کچھ بھی مدد یا اعانت جنگ گذشتہ مین کی ہوگی اوسکے قصور معاف ہونگے اور کسی طرح کی اونسے مزاحمت اس بارہ مین نہوگی ۔

شرط دہم جسوقت یہ عہدنامہ دستخط ہوگا اوسی وقت فوج انگریزی ملک نواب سے روانہ ہوگی صرف فوج قلعہ چنار کی باقی رہے گی اوسی قدر فوج قلعہ الہ آباد مین رہیگی جسقدر واسطے حفاظت بادشاہ کے ضرور متصور ہوگی بشرطیکہ بادشاہ ضرورت اوسکی بیان کرینگے ۔

شرط یازدہم نواب شجاع الدولہ نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی یہ اقرار کرتے ہین کہ وہ صدق نیت سے تمام شرائط مندرجہ و مقبولہ عہدنامہ ہذا کا لحاظ رکھین گے اور رعایت کرینگے اور وہ حقیقتہ یا صراحتہ اپنی رعایا سے بھی شکستگی عہد روا اور جائز نرکھین گے اور فریقین معاہدہ ضامن ایک دوسرے کے ہوتے ہین کہ تمام شرائط عہدنامۂ حال سے تعمیل ہونگے اسپر دستخط اور مہر اور قسم ہر ایک فریق معاہدہ نے بمقام الہ آباد بتاریخ ۱۶ - ماہ اگست سنہ ۱۷۶۵ع روبرو ہمارے کی ۔

منشی اعتصام الدین لندنی اپنے رسالے مین لکھتے ہین کہ جب کرنل کلیو مخاطب

ثابت جنگ ولایت سے لارڈ ہو کر صوبہ بنگالہ کے بندوبست کو تشریف لائے جناب عالی سے
ملاقات ہوئی اور طرفین سے عہد و میثاق کی یہ صورت ہوئی کہ صوبہ الہ آباد جسکا مداخل ۲۴ لاکھ روپے
اور صوبہ کوڑہ جہان آباد ۴۸ لاکھ سال کا مجموع ۷۲ لاکھ خرچ بادشاہ کے واسطے حوالہ کیا جاوے
باقی صوبہ اودھ جو ایک کروڑ پچاس لاکھ کا ہے اور پچاس لاکھ کا بنارس او رغازی پور ۱۵ لاکھ کا
یہ جناب عالی کے اختیار مین رہے اور پچاس لاکھ صرف سپاہ لشکرکشی جناب عالی سے لیا جاوے
یہ دو قطعہ صلحنامہ تحریر ہوے طرفین سے دستخط اور مہر ہوئی لارڈ صاحب نے اپنے ہاتھ سے
انجیل جناب عالی کو دی اوسی طرح جناب عالی نے قرآن شریف دیا بعد اسکے معانقہ ہوا بعد
ہفتے عشرے کے بادشاہ عالی گہر نے خلعت بحالی جناب عالی کو دیکر رخصت کیا روانہ
فیض آباد ہوے —

نواب گورنر جنرل بہادر نے سند نظامت صوبہ بنگالہ نجم الدولہ میر جعفر علیخان مرحوم کے
بیٹے کو دی اور سند دیوانی بنام کمپنی انگریز بہادر اس قرار پر لی کہ ۲۴ لاکھ سالانہ خزانہ شاہی مین
ارسال ہوا کریگا اور محاصل صوبہ بنگالہ بطریق تمغا نام کمپنی انگریز بہادر سند بادشاہ سے لکھوالی اور
مقرر کیا کہ نواب نجم الدولہ ۱۲ لاکھ سالانہ اپنی ذات کیواسطے لیا کرین اور سب معاملات ملکی و
مالی اور نگاہداشت فوج اور تحصیل مال متعلق صاحبان عملۂ کمپنی بہادر رہے تحریر تاریخ ۱۲- اگست ۱۷۶۵ء
مطابق ۲۴- ماہ صفر ۱۱۷۹ھ اوسکے بعد نواب گورنر جنرل بہادر سمت کلکتہ تشریف فرما ہوے
بادشاہ عالم عالی گہر کئی برس تک الہ آباد مین رہے کسواسطے کہ شاہجہان آباد سے اپنے
ارکان دولت کے ہاتھ سے تنگ ہو کر نکلے تھے یہ حوال تفصیل کتاب مفتاح التواریخ مسٹر ٹامس ولیم
بیل محررہ ۱۸۴۸ء سے لکھا گیا —

غرض جناب عالی چند روز تک الہ آباد مین رہے انصرام تدبیر زر معہودہ کیواسطے وہان سے
اپنے ارکان دولت جان نثاران خیرخواہان نمکخواران قدیم کو متواتر رقعے بھیجے کہ ہر شخص بقدر مقدور
مناسب ہے کہ مجھے روپیہ رسدی کرکے بھیجے جس سے میری آبرو رہجاوے پردہ دری نہو
خدا چاہے تو مین ہر ایک کا روپیہ جلد ادا کردونگا کسیمون نے پہلوتہی چشم پوشی کرکے
عذرات بارد لکھے —

ایک ادھ سے یہ عذر سب کا سچ ہوسکتا ہے اوس زمانے مین اہلکار ایسے چور کبھی نہ تھے جیسے اس زمانے مین ہوے ۔

اوسوقت نواب مرزا علیخان اور نواب سالار جنگ نے بہو بیگم صاحبہ اپنی بہن کو سمجھایا حیف ہے کہ تم ایسے وقت مین مال دنیا کو شجاع الدولہ سے عزیز کرو انکی جان و آبرو پر بنی ہے جناب بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر فرمایا جتنے میرے پاس قسم طلا و نقرہ و جواہر ہے سب تصدق سر نواب ہے جناب عالی نے وہ زر بمرسلہ وغیرہ صاحبان عالیشان کو دیا کئی لاکھ جو باقی رہے اوسکے بدلے جواہر بیش قیمت امانت رکھوا دیا فیض آباد تشریف لائے ۔

اوسدن سے سبب ثوق محبت بیگم صاحبہ زیادہ ہوا جسقدر اخراجات صوبہ سے بچتا تھا سپرد بیگم صاحبہ ہوتا تھا یہ وہی روپیہ تھا جسکی بدولت بیگم صاحبہ نے اپنے اقربائے قریبہ اور متوسلین او متعلقین کے واسطے سرکار انگریزی مین وثیقہ دائمی مقرر فرمایا ۔ اسی خزانے کا نام جو رابھور مشہور تھا اور بعد انتقال جناب بیگم صاحبہ کے ۷۵ لاکھ رکابی حضرت خلد منزل فیض آباد سے اپنے ساتھ لائے تھے اسکے سوا جو خورد برد ہوا ہو واللہ اعلم ۔

خلاصہ بعد معرکہ بکسر اور مراجعت فیض آباد حال بلوں حضرات مغلیہ اور اونکا فساد طینت جناب عالی پر خوب کالشمس روشن ہوچکا تھا اور بعض کلمات یاوہ گوئی جو راہ مین حفاظت کے واسطے ساتھ دیے تھے جناب بیگم صاحبہ سے تصدیق ہوچکے تھے جنپر اعتماد و ہمقوم وہم قبیلہ کا تھا سبحان اللہ اس جہت سے سبکو برطرف کیا فوج مغلیہ غریق بحر ندامت ہوکر نشاہجہان آباد مین نواب نجف خان کی نوکر ہوئی اور اکثر محاربات مین کام آئی تعجب ہے کہ نمک کس سرکار کا کھایا جان کہان دی مگر سرفروشی بھی بے انتظامی سے کی عادی قواعد انتظام و فرمانبرداری افسر کے نہ تھے اگر ہوتے تو شاید یہ صورت نہوتی جیسا اب شاہ ایران نے باانتظام قواعد سبکو درست کیا ہے ۔

جناب عالی نے فوج سوار سے بیدل ہوکر فوج پیادہ کی نگاہداشت شروع کی اوسکی

آراستگی و طیاری و قواعد مین ہمہ تن خود متوجہ ہوئے بطرح دستور کنپنی انگریزی ہوتا ہے اونکے افسر اشخاص منتخب و معتمدین ہندوستانی مقرر فرمائے اور اکثر افسر اپنے غلام و خواجہ سرا مقرر فرمائے مثل ہرش نسبت علیخان عنبر علیخان محبوب علیخان لطافت علیخان موسی مینتیل موسی سوسون موسی ہیروس قوم فرانس یہ صاحب قبل از معرکہ بکسر ملازم تھے شاید بسبب قوم فرانس کے داخل شرط ہوے تھے مگر کشائین ہمت بہادر امراؤ گر گوپال راؤ مرہٹہ سید جمیل الدین خان محمد معز الدین خان شیوخ لکھنو یوسف خان گرجی علی بیگ خان مرتضی خان شریچ میر احمد افسر بائیسی وغیرہ حضرت سلطان عالم بہادر نے بھی اسی جہت سے اپنے خواجہ سراؤن کو افسر فوج کیا تھا انکا حال سب پر ظاہر ہے ویسا ہی ہر ایک کا انجام بھی ہوا۔

سزای راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی

مثل مشہور ہے پاداش بر ضعیفی می رسد راجہ بینی بہادر نے جتنی باتین اپنے نزدیک محض خیر خواہی نمک حلالی کی کہین جناب عالی اپنی فہم اور مشیران خاص کے کہنے سے خلاف سمجھے تھے اور روشنی طبع تو بر من بلا شدی + میری نمک حرامی و خیر خواہی صاحبان عالیشان پر ثابت ہوئی اب اون لوگون کا کہنا سچ ہوا جو راجہ کے باب مین کہتے تھے اور یہ خدشہ ایسا خاطر مبارک مین متمکن ہو گیا کہ کسی صورت سے نہ گیا آخر درپے قصاص و سزا ہوے غرض جب ۲۱ مہینے کا عرصہ معرکہ بکسر کو ہوا جناب عالی علاقہ محمدی سے سوار ہو دفعتہ داخل میدان منڈیاؤ ہوے وہان سے جریدہ داخل خیمہ راجہ ہوے راجہ نے خیمے سے نکل استقبال کیا راجہ سے فرمایا اس وقت شدت گرمی ہے مین چاہتا ہون تمھارے خیمے مین استراحت کرون بعد ظہر کے سوار ہو جاؤنگا مگر مین اسوقت بھوکا ہون جو کچھ سر دست تمھاری رسوئین مین طیار ہو جلد لاؤ راجہ نے پکوان مٹھائی اور تر و خشک ترکاری اور جو بازار سے ملا حاضر کیا اور جلوس سواری کو بھی ماحضر سب کو پہونچا دیا بعد خاصہ کے جناب عالی نے کمال عطوفت و عنایت کی باتین فرمائین جب سہ پہر کو سوار ہونے لگے ارشاد کیا راجہ تم بھی اسوقت شکار کو چلو عرض کی غلام نے بدولت حضور بہت سے شکار دیکھے ہین اسوقت کچھ ضرور نہین متبسم ہو کر فرمایا آج کا شکار عجیب و غریب ہے ایسا کبھی نہ دیکھا ہوگا اور ہمین زیادہ غرض تمھارے دیکھنے سے ہے جو دم ہے

غنیمت ہی مین بعد غسکار کے پھر محمدی چلا جاؤنگا غرض جناب عالی نے متواتر باصرار ارشاد کیا راجہ کو اپنی خواصی مین بٹھاکر سوار ہوے راہ مین اوس سے زیادہ مہربانی فرمائی جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے جلوس سواری زیادہ ہوا دوسرے شخص سے فرمایا تم میری خواصی مین آ بیٹھو راجہ سے فرمایا تم دوسرے ہاتھی کی عماری کی خواصی مین جا بیٹھو اوسوقت راجہ نے بفراست دریافت کیا کہ یہ مہربانی میرے واسطے دام گرفتاری ہی مگر اب کیا ہو سکتا ہی مجبوری عماری مین جا کر بیٹھے بمجرد اسکے فیلبانون کو ارشاد ہوا کہ بیرے چھوڑدے یہ فرما کر خود تشریف فرماے خیرآباد ہوئے چوبدار کو حکم ہوا کہ ملازمین راجہ کو حکم پہونچاؤ کہ راجہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا تم سب ملازم سرکار ہو اپنی نوکری پر حاضر رہو جنھون نے حکم حاکم کی اطاعت کی بہت سے لوگ اگرچہ راجہ سے خوش ہوے تھوڑے افسردہ ہو کر رہ گئے حضرات مغلیہ جو رفیق خاص راجہ تھے جنپر بڑا بھروسا اعتماد تھا ایسے بدحواس ہوے کہ بے سوچے ہوے ہتھیار گھوڑے اور اپنا اسباب چھوڑکر راہ لی۔

بعد اسکے نقد و جنس راجہ ضبط سرکار ہوا ۱۳ سو گھوڑے ۱۸ ہاتھی توپخانہ خیمہ وغیرہ جو کچھ مملوکہ راجہ تھا داخل سرکار ہوا کہتے ہین کسی خیرخواہ راجہ نے نواب گورنر جنرل بہادر کو عرضی اس دام گرفتاری راجہ کی بھیجی کہ آپ کی خیرخواہی سے راجہ کی یہ صورت ہوئی فرمایا کہ ایسے امور خانگی جناب عالی مین ہمین کچھ دخل نہین جب محمد ایلچ خان نے جناب عالی سے مفصل یہ عرض کی فرمایا مین نے اس بہن بچے سے عہد کیا ہی کہ تجھے قتل نہ کرونگا اور بروقت مصوبی نیابت اس سے قسم جناب امیر علیہ السلام کی کھائی ہی اب حیران ہون کیا سزا دون اگر قتل نہین کرتا بہت سے فساد متصور ہین اور خلاف عہد بھی ہوتا ہی عرض کی اندھا کرنا ایسے کور نمک کا بدتر از قتل ہی فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی جاؤ اوسے اندھا کرڈالو چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی ہر چند راجہ نے الحاح و زاری کی مگر شل ملک الموت حکم حاکم کو مقدم سمجھے دونون آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین یہ صورت سنہ ۱۲۱۸ ہجری مطابق ۱۸۰۳ ع اور تصفیہ صلح ۱۲۲۵ ہجری مطابق ۱۸۱۰ع بعد کو حشمت راجہ کا کاروبار نیابت محمد ایلچ خان کے سپرد ہوا فی الحقیقت بڑا نمک حلال و خیرخواہ سرکار تھا اگرچہ جاہل علم تھا۔

شادی نواب آصف الدولہ بہادر

جناب عالی نے ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۷۶۷ء نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی شمس النسا بیگم سے تجویز فرمائی جو بیٹی نواب خان خانان پوتی نواب شہ نذیر الممالک قمرالدین خان بہادر وزیر اعظم بادشاہ دہلی کی تعین ہوئی اسکی صورت یہ ہوئی کہ پہلے جناب عالی نے خوش نظر علی خان کو شاہجہان آباد بھیجکر نواب امام الدین خان بیٹے نواب خان خانان کو فیض آباد بلوایا بعد اسکے علی بیگ خان لطافت علیخان خواجہ سرا کو کئی ہزار جمعیت فوج سے نواب سورپور ہی بیگم بی بی وزیر اعظم کو بڑی عزت و تکریم سے طلب فرمایا ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۵ء فیض آباد مین بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی جسمین ۲۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا اب اگر تکلفات شادی بیان کیے جائین تو مطلب کتاب جو منظور ہے رہ جائیگا فقط سلسلۂ احوال کے واسطے بیان کیا گیا ۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے دربار جناب عالی مین رزیڈنٹ پہلے یا مرتبہ دوم منفصل معلوم نہین ہارپر صاحب کو مقرر کیا جناب عالی سے اور انسے بہت خصوصیت ہوگئی تھی اس جہت سے ایک اپنے صاحبزادے کا نام جو اونھین دنون ہوا تھا بنام نامی صاحب مرزا ہارپر نام رکھا ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ بھی الہ آباد سے فیض آباد مین تشریف لائے لال باغ مین رونق افروز ہوے جناب عالی نے بڑی دھوم دھام سے مہمانی کی اور بروقت روانگی ۱۱ لاکھ روپیہ نقد و جنس پیشکش کیا اور ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء جناب عالی جب حاضر حضور بادشاہ الہ آباد مین ہوے اور آپ بند و بست صوبہ کو تشریف لائے مگر اپنی جگہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو چھوڑ آئے تھے یہ بھی شل جناب عالی حاضر حضور دربار شاہی رہتے تھے اوسوقت ۱۲ یا ۱۳ برس کا انکا سن تھا ۔

ایکدن بادشاہ جب رونق افروز لال باغ تھے بر سبیل تفرج تخت پر سوار گلگشت کو نکلے جناب عالی حسب دستور پیادہ جلو سواری مین تھے بعد ہواخوری جب تخت سے اوترنے لگے اتفاقاً بادشاہ کا چرن بردار پیچھے رہگیا تھا جناب عالی نے اپنا جوتہ حاضر کیا بادشاہ نے پہن لیا اور خود برہنہ پا ساتھ چلے جب چرن بردار حاضر ہوا بادشاہ نے جناب عالی کو

اوسکا اشارہ فرمایا انھون نے نذر دیکر آداب بجالائے اور تیغا خراوسے بجاے جیغہ باندھا ایکدن یہ بھی تھا منزلت بادشاہت کا

عماد الملک نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر جبارت جنگ کا بنارس آنا جناب عالی کا فیض آباد سے تشریف لیجانا

حاصل کلام اس سانحہ کا یہ ہی کہ نواب منیر الدولہ نواب عباس قلیخان کے باپنے اپنا رسوخ اور کمال خیر خواہی سمجھکر ایک خط جناب عالی کا جو حافظ رحمت خان سے کسی حکمت عملی سے انکے ہاتھ آیا تھا قبل از معرکہ یکسہ کا جو جناب عالی نے اپنی امداد و کمک کیواسطے سرداران افاغنہ کولکھا تھا اوسکی تاریخ لفافہ نامہ سنہ ۱۱۸۹ھ کو سنہ ۱۱۸۵ہجری سے بدلکر مطابق سنہ ۱۷۶۵ع جبل فریب سے کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو گذرانا نواب محتشم الیہ اوسپر اعتماد کرکے بغیر دریافت احوال مضمون خط دیکھکر نہایت برہم ہوے اور ایک محبت نامہ شکوہ و شکایت جناب عالی کو بھیجا اور آپ بھی جلد روانہ بنارس ہوے اور انتظار جواب بھی نہ کیا اسکے سوا خارج سے سُن چکے تھے کہ جناب عالی نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سوار و پیادہ و توپخانہ طیار کیا ہی اور اوسکی آراستگی قواعد مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین شاید پھر سر محاربہ خیال مین آیا ہو اسکا بھی بڑا کھٹکا ہو گیا تھا۔

غرض جناب عالی کو تحریر خط سے بہت تحیر ہوا پھر سمجھے کہ یہ کام کسی بڑے دشمن دیرینہ کے آگ لگانے کا ہی چار و ناچار رفع خدشۂ خاطر نواب ممدوح اور اپنے اظہار خلوص باطنی کے لیے عین شدت برسات مین مع نواب بہو بیگم صاحبہ جریدہ بسواری بجرہ داخل بنارس ہوے پہلے محمد ایلچ خان دریافت حقیقت حال کو مع جواب محبت نامہ حاضر حضور نواب محتشم الیہ ہوے مضمون جواب محبت نامہ یہ تھا کہ بعض منوی اور فتنہ پرداز بدنہادونے اپنی عداوت دیرینہ سے ازراہ حسد و کینہ تاریخ خط سرنامہ اور سنہ ہجریہ کو جعل سے بدلکر محض اپنا رسوخ اور کارنمایان جانکر آپ سے گذارش کی ہی لوازمہ محبت و یکجہتی مقتضی اسکی ہی کہ اسکا مقابلہ مضمون خط سے فرمایئے غالب ہی کہ آپ پر حقیقت حال بخوبی کھلجائیگی حاشا ثم حاشا کبھی میرے وہم و خیال مین بھی ایسے ظنون فاسدہ و بے اصل خطور نہین کرتے

بجز اسکے کہ یوماً فیوماً رابطہ اتحاد و یکجہتی بصفائی دلی طرفین سے بڑھتا جاے حیف ہے اور مقام حیرت کہ نواب محتشم الیہ با وجودان سب فہم و فراست و عقل و دانش اہل غرض کے سخنان چرب زبانی کو باور کرین اور میری طرف سے ایسا مظنہ فاسد متمکن خاطر فرمائین شرط انصاف یہ ہے کہ اگر کسی طرح کا مجھے تو ہم ہوتا تو مین جریدہ مع عیال اس شدت برسات مین اسی طرح چلا آتا ۔

غرض جب نواب گورنر جنرل اس تحریر و تقریر معقول محمد ایلچ خان اور سخنان سنوبون سے خوب واقف ہوے اور اہل فتنہ نے بھی خوب غور و تامل سے مقابلہ تحریر خط سے کیا سراسر حق بجانب جناب عالی ٹھہرا اوسکا جواب عدم وقفیت بعد از لکھ بھیجا دوسرے دن نواب گورنر جنرل پہلے ملاقات جناب عالی کو آئے اور صفائی دلی سے رفع خدشۂ خاطر کیا جناب عالی نے ارشاد کیا کہ اگر آپ کو مظنہ نسبت سرداران فاغنہ میری طرف سے گذرا ہوا سکا حال آپ پر جلد کھلجائیگا اور مین چاہتا ہون کہ آپ کے دو کنپ فوج کی چھاؤنی ایک فرخ آباد دوسری کانپور مین قریب میرے ممالک محروسہ کے رہے اوسکی تنخواہ محسوب ہے مالی ملک ہو کہ بر وقت سرکشی متمردین و لتین عالیتین کام آئین یہی پہلی بسم اللہ ہوئی جسکے انجام پر نصیحت ملک ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ نے اس امر جدید کو بہت بطیب خاطر منظور و قبول فرمایا بعد دو تین دن کے طرفین سے رسم ضیافت معمولی ہوا اسکے بعد نواب گورنر جنرل سمت کلکتہ روانہ ہوئے اور جناب عالی فیض آباد پھر آئے ۔

جناب عالی کا فرخ آباد اور اٹاوہ جانا اور معرکۂ روہیلہ وغیرہ

خلاصہ بعد چند روز کے جناب عالی مع لشکر ظفر پیکر روانہ فرخ آباد ہوے نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد نے شرف ملازمت حاصل کیا خطاب فرزندی سے سرفراز ہوے پھر وہانسے اٹاوے رونق افروز ہوے قلعہ شہر مذکور کو جو کنارہ دریاے جمن تھا ہری پنڈت سے بعلت عدم رسی زر تحصیل جیسے سابق باجی راؤ پیشوا نے لیا تھا لڑائی ہوئی اوسے فتح کیا اسکا وقائع کارزار منشی لچھمی نراین ملازم جواہر علیخان ناظر نے خوب بعبارت رنگین اپنی کتاب انشا مین لکھا ہے غرض جب سے ملک و آب جو عملداری مرہٹہ مین تھا حکومت جناب عالی مین

آیا پھر وطن سے جناب عالی استیصال افاغنہ کے واسطے تشریف فرما ہوئے۔

حاصل کلام اس معرکہ کا یہ ہوکر بعد تصفیۂ کینۂ دیرینہ جو سرداران افاغنہ کو نواب صفدر جنگ مرحوم سے تھا جناب عالی سے صورت محبت و اتحاد بمرتبہ ہوگئی تھی چنانچہ بر وقت تسلط و غلبۂ مرہٹہ لوگ دکن انفصال معاملہ جناب عالی نے اپنے خزانے سے زر نقد بر چالیس لاکھ روپیہ نواب حافظ رحمت خان وغیرہ کیطرف سے دیکر اونکی گلو خلاصی و رنجات دلوائی تھی باوصف اس اتحاد و احسان عظیم کے حافظ رحمت خان نے خط جناب عالی قبل از معرکۂ بکسر کا نواب منیر الدولہ کو ٹے دیا تھا ہر چند یہ بھی خوب جانتے تھے کہ وہ جناب عالی کے دشمن جان ہین کچھ عجب نہ تھا کہ اسی خط سے کوئی صورت فساد عظیم کی نکلتی اور ریاست مین خلل ہوتا۔

دوسرا سبب یہ بھی ہوا کہ جب سے ملک دو آب پٹھانون سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا اونسے جناب عالی نے بزور شمشیر لیا تھا یہ بھی سبب عناد کلی کا ہوا تھا وقوع ایسے اسباب سے صورت اتحاد مبدل بنفاق ہوگئی چنانچہ حافظ الملک نے ایک خط برادرانہ مشتمل شکایت نواب مظفر جنگ کو بھیجا کہ تم جناب عالی سے ملگئے حالانکہ اونھون نے ہماری قوم و قبیلہ کو برباد کر دیا ہی نواب مظفر جنگ نے وہ خط ازراہ خلوص اخلاص جناب عالی کو دکھلا دیا بمجرد ملاحظۂ خط پھر تاب تحمل نرہی ازراہ غضب لشکر کو حکم دیا کہ جلد اٹاوے سے سمت ملک افاغنہ کو جاوے۔

پہلے جناب عالی نے ازراہ اتمام حجت ایک شقہ حافظ الملک کو بھیجا کہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی تھا جو تم ایسے حافظ قرآن سے ظاہر ہوا بہر حال اب مین اوس ۴۰ لاکھ کا طالب ہون جو مین نے تمھاری سب قوم کے بدلے مرہٹون کو دے کر اونکے ہاتھون سے تمھاری سب کی جان و آبرو بچائی حافظ الملک نے وہ خط طلب زر اپنے اقربا و شرکاے ریاست کو دکھلا کر سمجھایا کہ یہ زر واجب الادا ہی اور سر سرحق بجانب جناب عالی ہی چاہیے کہ ہر رئیس موافق اپنے حصہ رسدی اداے دین کرے وگرنہ فوج انگریزی سے ہم سب کی عفت آبرو جائیگی پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا سواے ذلت و بربادی کے سبھون نے جواب بے اتفاقی

تو بھیجا بی کا دیا کہ ہم سپاہی ہین ہمارے پاس سوا ے ڈھال تلوار کے
اور کیا ہی ہمارے سے حاضر ہین پھر ازراہ خودسری و نا د ہندی مستعد و
آمادۂ کارزار ہوے حافظ الملک سنے مجبور ہو کر جناب عالی کو جواب شقہ
بھیجا کہ مین سنے ہر چند ان سب نا فہمون کو سمجھایا کسی سنے میری بات نہ سُنی
مین مجبور ہون اور اپنے حصۂ رسدی کو حاضر ہون آیندہ حضور کو
اختیار ہے ۔
القصہ مابین کٹرہ کمال زئی خان اور فرید پور رمیدان لاکھی کھیت سرے
مین مقابلہ لڑائی ہوا حافظ الملک وغیرہ سردار شتہ ہزار جمعیت لشکر سے
اور جنرل جنکن صاحب کمان افسر کنپ انگریزی اور جناب عالی کی فوج بعدد
بھیاب محیط لشکر افغانیان تھی ۱۱۸۸ہجری مطابق ۱۷۷۴ع مین خاتمۂ
جنگ ہوا کہ وقت محاربہ جب توپ چلی وہ پہلے موافق اپنی عادت قدیم
کے دفعتہ دھاوا کر کے توپ پر آپڑے چھڑے سے ہزارون مثل دانۂ نخود
جل بھنکر خاک پر گر پڑے اور تلوار بھی خوب چلی حافظ الملک سنے ازراہ
تہوری ایک نشان ہاتھ مین لیکر چاہا کہ اپنی جمعیت سکے یارون سے
دھاوا کر کے جناب عالی تک پہونچین اتفاقاً ایک گولہ آن سکے جو لگا
گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک مین ملا دیا امر عجیب یہ ہے جسے
سب سنے اپنی آنکھ سے دیکھا اوسوقت حافظ الملک جامۂ ہندوستانی قدیم
پر متن قرآن شریف پہنے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جلا
چھاتی مین ایک سیاہ دھبا گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا جسکے صدمے سے
فقط گر پڑے تھے مرتضٰے خان بڑیچ رسالدار اونکا سر کاٹ کر جناب عالی
کے پاس لائے جناب عالی ہاتھی سے اوترکر سجدۂ شکر بجا لائے بعد اسکے
سر حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہر مین ایسا روز بد تمھارے لیے
نہ چاہتا تھا ۔

غرض لشکر مین ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکباد بلند ہوا روہیلے مایوس ہوکر فیض اللہ خان کو لیکر مقام لالڈانگ جو دامن کوہ مین واقع ہے گئے چند روز مین جب مارے فاقون کے مرنے لگے کوئی صورت نجات اور بسر اوقات کی نہ دیکھی لاچار ہوکر بوسیلۂ ملر پیر صاحب رزیڈنٹ عرضی مشتملبر عفو جرائم جناب عالی کو بھیجی جناب وزارت مآب نے ازراہ ہمت وجوانمردی اونپر رحم کھا کر معرفت رزیڈنٹ اور اونکی سفارش سے بھی لاکھ روپے سالانہ عیال حافظ الملک کے واسطے مقرر فرمایا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب جناب عالی حافظ الملک کے بڑے بیٹے نواب محبت خان کو اپنے ساتھ قید کر لائے اور قلعۂ آباد مین بھیجدیا اوسکے نو مہینے بعد جناب عالی نے انتقال کیا نواب آصف الدولہ نے چاہا کہ نواب محبت خان کے واسطے دس ہزار روپیہ ماہواری مقرر فرمائین نہ مانا بلکہ جناب عالی سے خائف وترسان تھے آخر کسی حکمت سے قیدخانے سے بھاگ کر کلکتے پہونچے نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کی عرض حال کیا نواب محتشم الیہ نے بہت خاطر ودلجوئی فرمائی پانچ ہزار روپے دعوت کے ایک گھوڑا عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم جناب عالی سے تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتے گئے اونسے نواب محبت خان کی سفارش فرمائی اور جب خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ ہوے فرمایا نواب محبت خان کی تنخواہ خزانہ جناب عالی سے آکر ہمارے خزانۂ رزیڈنٹی سے ملا کرے اور اگر احیاناً سرکار سے کوئی عذر اوسکے دینے مین ہوگا ہم دلوادیا کرینگے جب سے نواب محبت خان سرکار انگریزی کا توسل اور اپنا حامی ودستگیر سمجھکر صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے اور نواب آصف الدولہ کے دربار مین بھی خلعت سرفرازی پاکر حاضر رہتے تھے وہی صورت اونکی اولاد کے واسطے باقی رہی چنانچہ جب جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین تقسیم ممالک محروسہ ہوئی وہی لاکھ روپیہ سالانہ انکی بھی تنخواہ کا محسوب حساب

ہوا نواب علی اکبر خان بڑے بیٹے لکھنؤ مین رہے سرقبض و رہے باقی عیال حافظ الملک بریلی مین پاتے تھے۔

غرض بعد از فتح کے جناب عالی نے مراجعت فرمائی نواب نجف خان بہادر بھی مع اپنے لشکر شاہ آباد سے آکر بسولی مین بشرف ملازمت حاصل کی بظاہر ملاقات تہنیت تھی باطن مین غرض حصہ برادرانہ ملک جدید سے کچھ ملجانے کی تھی مگر یہ صورت نہوئی صفائی ظاہری البتہ ہوگئی بلکہ جناب عالی کے مرکوز خاطر ہوا کہ مین نواب کے ساتھ اپنی کسی بیٹی کی شادی کردونگا لیکن دونون کو اجل نے فرصت ندی ادھر جناب عالی تشریف لائے کئی مہینے کے بعد انتقال کیا اودھر نواب نجف خان دلی جاکر مر گئے۔

خلاصہ جناب عالی نے وقت مراجعت نواب یمین الدولہ سعادت علی خان بہادر کو اپنا قائم مقام صوبۂ کٹیہر مین چھوڑا محمد بشیر خان کو اونکا مہتمم کاروبار نیابت مقرر فرمایا اور محبوب علیخان صاحب کنپ مرتضےٰ خان بڑیچ وغیرہ رسالدار اور توپخانہ متعین فرمایا یہ صورت تقسیم بھی مثل تجویز شاہ عالمگیر تھی جو بہادر شاہ اعظم شاہ اپنے دونون بیٹون کے واسطے چاہتے تھے اگر نفسانیت کو دخل نہ ہوتا تو کیا عجب تھا ان خرابیون مابعد کی نسبت کوئی صورت اچھی ہوتی یہان بھی اسکے خاص برہمزن نواب مختار الدولہ ہوے اور اگر صاحبان عالیشان نہوتے تو کشت وخون کا ہونا بھی کچھ دور نہ تھا۔

انتقال جناب عالی عین شباب جوانی مین باصد حسرت

الغرض جناب عالی ہر طرف کے فتنہ وفساد سے مطمئن ہوے اور جس سرکش نے تمردی سے سر بفساد اوٹھایا خاک مذلت پر گرا انتظام ممالک محروسہ و درستی و آراستگی فوج مین خود مستعد مصروف اور کاغذ ملکی و مالی کو کمال بیدار مغزی سے ملاحظہ فرماتے رہے اور دوست دشمن کو سر حساب سمجھتے رہے اور دن رات اوقات خاص عیش وعشرت لہو ولعب دنیا مین بھی بسر کرتے رہے نہ کسی طرح سے

کہ از خود غافل ہو جائین اور اہلکارون کے اعتماد پر رکھدین اور طیاری فوج محض
اپنی شان و شوکت کے واسطے کہ دوست دشمن خبردار رہے دوست اس واسطے
کہ ہمارے بھی وقت ضرورت کام آئیگی جس طرح ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے
نواب امین الدولہ سے کہا تھا کہ تمھاری فوج ایسی درست ہو کہ وقت ضرورت
ہمارے بھی آسکے اور دشمن بھی ڈرتا رہے خلاصہ کسی طرح کا کوئی کھٹکا باقی نہ رہا تھا
اس عرصے مین مادۂ فاسد غارک جو پیشتر سے کثرت عیش اور کثرت خون شباب
سے طبیعت مین جمع ہو رہا تھا بُن ران مین دانہ ہوا ہرچند اطباے حاذق اور
ڈاکٹران ہندی بدل و جان متوجہ و مصروف رہے لیکن کسی سے اندمال نہوا
ایک مہینے تک اسی عارضۂ مہلکہ مین رہے آخر وقت شب ۲۴ شہر ذیقعدہ ۱۲۸۸ھ
مطابق ۱۸۷۱ء ۲ بجے رات کو انتقال کیا عوام نے اس مرض الموت کی اور بھی روایت
مشہور کی مگر بے اصل تھی۔

خلاصہ وہ رات ماتم کی خاص شہر فیض آباد مین شب عاشورہ سے کم نہ تھی ہر گھر سے
رونے اور پیٹنے کی آواز بلند تھی معلوم ہوتا تھا کہ اسی گھر کا کوئی وارث مرگیا ہے اور محلات خُرد محل
اور محل خاص جسمین ہزار ہا خواصین تھین کس زبان سے بیان کیا جاے فی الحقیقۃ اس
خاندان عالیہ مین کبھی ایسا ماتم نہین سُنا تین دن تک کسی نے اپنے گھر کے چولھے مین آگ
نہین جلائی صبح کو جنازہ بڑے تجمل سے اوٹھا عزیز و اقارب ارکان دولت فوج سپاہ سر برہنہ
چاک گریبان گریان و نالان ساتھ تھے راہ مین ہر کوچہ و بام مین بھی یہی صورت گذری بعد
تجہیز و تکفین گلاب باڑی مین دفن کیا جہان مقبرۂ عالیشان بنا ہے اوسکا سب خرچ
سالانہ سرکار شاہی سے مقرر تھا بعد اسکے ہڈیون کو میت کی شاہجہان آباد بھیج کر
حضرت شاہ مردان مین دفن کیا اسواسطے کہ وہان اور بھی بزرگان ریاست دفن تھے
سن شریف ۴۵ سال کا تھا حسن صورت وجاہت رعب و دبدبہ ریاست اونکی
تصویر سے ظاہر ہے اونسے کبھی کسی نے آنکھہ نہین چار کی اسقدر رعب و ہیبت
بھی قوت و طاقت جسمانی ایسی ہی مشہور ہے کہ اکثر اشرفی نذر جبکی سے لیتے تھے

چینگی سے مل ڈالتے تھے خلاصہ اکثر مقربان خاص ترک لباس کرکے چندروز قبر پر بیٹھے یہ بھی ایک دستور قدیم ہندوستان ہے کہ جب ایسا آقا مرجاے اوسکے خواص یہ صورت بناتے ہین جب تک بنی رہے —

صاحبان رزیڈنٹ ۱ جارپر صاحب ۲ میجر بیلیر صاحب ۳ پالمر صاحب ۴ نارکم صاحب —

نائب ۱ محمد اسمعیل بیگ خان ۲ راجہ بینی بہادر ۳ محمد بشیر خان ۴ محمد ایلچ خان ۵ سید مرتضی خان نواب مختار الدولہ بہادر —

اس عہد دولت مین قبل از معرکہ بکسر مجموع ۲۸ ہزار سواے پیدل جنکے رسالدار شیخ احسان مرتضے خان شریح خواجہ اسد خان ایکی یوسف خان عبدالرحمان خان قندھاری ہوبصالحہ صاحبان عالیشان معرفت راے شتاب راے بندیل کھنڈ اور صوبہ الہ آباد بھی صوبہ اودھ سے شامل ہوگیا اوسکے حدود اٹاوے سے مرزا پور تک تھے —

جب فوج مغلیہ بالکل برطرف ہوئی فوج نجیب تلنگہ جھلنگہ توپخانے کی جمعیت تا ایک لاکھ تیس ہزار ہوگئی تھی جنکے جنرل بسنت علیخان عنبر علیخان لطافت علیخان مقبول علیخان وغیرہ خانہ زاد سرکار تھے —

پہلے جمع محاصل صوبہ اودھ ایک کرور ۱۵ لاکھ تھی جب ملک فرخ آباد دوآب وغیرہ بھی شامل ملک سرکار رہا جمع دو کرور ستر لاکھ ہوگئی ازانجملہ تراسی لاکھ سالانہ تنخواہ کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد کانپور تھی باقی خرچ سرکار ہوتا تھا —

اوقات شبانہ روز جناب عالی

جناب عالی اول دم صبح سوار ہوکر جا بجا چھاونیون مین سپاہ کی قواعد سوار و پیدل و توپخانہ کو ملاحظہ فرماکے ۹ بجے مراجعت کرکے دربار کرتے تھے

ارکان دولت وکلاے ہر ریاست ہندوستان حاضر ہوتے تھے کس واسطے کہ وزیر
اعظم بادشاہ تھے دوپہر کو داخل خاص محل نواب بہو بیگم صاحبہ ہوکے
خاصہ نوش فرماکر آرام کرتے تھے چنانچہ دونون وقت کا خاصہ اور استراحت
یہین ہوتی تھی ۲ بجے برآمد ہوکر داخل خُرد محل ہوتے تھے اسی واسطے اسکا نام
چور محل مشہور تھا یعنے باخفاے بیگم صاحبہ اسے تہذیب کہتے ہین بعد ایک ساعت
کے وہان سے برآمد ہوکر بسبیل تفرج طبع اقدس مشغول بازی لہو ولعب و شکار
پرند باغچہ اوسوقت کے لوگ شکاری تھے حاضر ہوتے تھے جب چار بجے دستار
مبارک سرپر رکھکر آئینہ دیکھکر تیغا ہاتھ مین لیکر کاغذ ملکی واخبار ہوتا تھا
حاضرین شکار اور اہلکارون پر رعب مثل شیر غضبناک ہوجاتا تھا اور ایک
پاناتی مونڈھا بلند اوسپر رونق افروز ہوکر مثل سوار وپیادے کی ملاحظہ
ہوتی تھی اور اگر اتفاقاً کسی رات کہین باہر آرام فرماتے تھے ۵ ہزار روپیہ
بطریق جرمانہ بیگم صاحبہ کو بھیجتے تھے چنانچہ روز سوم بیگم صاحبہ نے حکم
فرمایا کہ اولاد صاحبات خورد محل کو میرے سامنے لاؤ جب اطفال صغیر السن
ذکور واناث اپنی دائی کھلائی کے ساتھ ایک کُنبے کا کُنبہ آئے بہت روئین کہ یہ
بندی شجاع الدولہ کی ہے + مدت وزارت تقریباً ۲۳ سال۔

مسند نشینی نواب آصف الدولہ بہادر

مرزا یحیی عرف مرزا امانی نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنے دونون
ماموں نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ کو باصرار تمام تشئیع جنازہ سے
بلوا بھیجا اور اپنی مسند نشینی مین مشورہ کیا بعض ارکان دولت جو صاحب فہم تھے
عرض کی آپ مالک ومختار ہین اسقدر جلدی مناسب حال نہ چاہیے آخر
باستصواب وفہمایش امتیاز الدولہ افتخار الملک میجر بیلی صاحب رزیڈنٹ
بہادر اور کرنل گالس صاحب کمان افسر موافق قانون کہ نواب ایلمہ اولاد

مرزا یحییٰ نواب آصف الدولہ بہادر

Nawab Asafoodoulah

عرش منزل ہین سواے آپ کے کوئی اور مستحق وراثت نہین اور اکبر اولاد
ہونا سب سے زیادہ تر موافق قانون قدیم ہی اسی جہت سے اوسی وقت
مسند وزارت پر بٹھایا حسب سررشتہ حاضرین ارکان دولت نے نذرین دین ظاہرا
سبب تعجل یہ معلوم ہوتا ہی کہ عرش منزل کے اور بیٹے بھی بحسب اپنی لیاقت
کے سزاوار اسکے تھے دربار شاہی مین بھی حاضر رہ چکے تھے جناب عالی کو بھی
مصلحتہً نظر اپنے حسب حال کے گذرا ہو کہ شاید لوگ یا فوج اتفاق کر کے صورت
فساد نکالے کس واسطے کہ ہندوستان مین ایسے فساد کا ہونا کچھ تعجب نہ تھا
بعض یہ کہتے ہین کہ روز سوم ۲۵ ماہ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ع
جلوس فرمایا سید مرتضیٰ خان چند روز سے ملازم اور رفیق جناب عالی ہوے
تھے اونھین خلعت نیابت و خطاب نواب مختار الدولہ سید مرتضےٰ خان
ہیبت جنگ عنایت ہوا اور اپنے ملازمین قدیم کو از راہ پرورش رتبۂ عالی دیا اور
خدمات اعلے پر سرفراز فرمایا اور بعد قیام ۷ برس فیض آباد بصلاح نائب
مناسب وقت سمجھکر لکھنؤ مین رہنا اختیار کیا دوسرا سبب اس حرکت قصری کا
یہ بھی تھا کہ روبرو دو بزرگون کے یعنے جدہ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ والدۂ گرامی
بہو بیگم صاحبہ کسی طرحکی کوئی حرکت خلاف شان و شوکت نہو سکتی وہ فہمایش و
نصیحت سے کب قصور کرتین سوا اسکے نائب کی کب دال گلنے دیتین چنانچہ
آخرکار یہی صورت پیش آئی مشہور ہی کہ جب عرش منزل نے انتقال کیا نواب عالیہ
نے جناب عالی کو تہ دل سے سمجھایا کہ نواب آصف الدولہ تمھارا اکلوتا بیٹا
وارستہ مزاج ہی لہو و لعب سے زیادہ رغبت رکھتا ہی اسے بنام مسند نشین رکھو
مگر اہتمام و بندوبست ریاست مرزا سعادت علی پر محول کرو تو بہتر ہی اور اہلکارون کے
اختیار سے ایسا نہو کسی طرح کی خرابی ریاست مین پڑجاے اور جس عرق ریزی
اور کاہش جان سے یہ گھر بنا ہی بگڑ جاے پھر کسی سے اسکی اصلاح نہو سکے گی
آگے تمھین اختیار ہی جناب عالیہ نے کسی طرح نہ مانا اب اہل انصاف دیکھین

کیا خوب تجویز عاقلانہ تھی اگر یہ صورت ابتدا سے ہوتی تو کاہے کو ان خرابیون کی یہان تک نوبت پہونچتی ہندستان مین خودرائی خود پسندی نفسانیت انانیت سے یہ سب خرابیان ہوتی چلی آئی ہین اور نفاق آپس کا اور کنارہ مشورے سے۔

جناب عالی نے نواب مختارالدولہ کے بہکانے سے بہو بیگم صاحبہ اپنی مان سے دعوے ترکہ عرش منزل کیا چنانچہ یہ قصہ بھی مشہور خاص و عام ہے کہ بعد بہت سی قیل وقال کے اور ادعاے مال وخزانہ کے سواسو لاکھ پر تصفیہ پایا بیگم صاحبہ نے اپنا بیٹا وارث زیست موت سمجھکر دیا بعض اتفاقات یہ کہتے ہین کہ اسی طرح کئی مرتبہ دیا اور اسے تفصیل اوقات بیان کرتے ہین بعد اسکے جب والدۂ ماجدہ سے لے چکے نواب عالیہ جدۂ ماجدہ زوجۂ نواب صفدر جنگ سے ارادہ کیا جناب موصوفہ نے جب یہ خبر سنی برہم ہوئین سمجھین کہ یہ سب اغوا آموختہ مختارالدولہ ہے مجھے یقین ہے کہ یہی ناعاقبت اندیش باعث خرابی و بربادی ہمارے گھر کا ہوگا اوسی وقت جتنے راجہ و زمیندار گرد و پیش کے تھے سب کو حکم ناطق بھیجا کہ کل صبح کو میرے در دولت پہ حاضر ہو ہمیری کمک پر کمر باندھو یہ ممالک محروسہ میرے باپ کا ہے آصف الدولہ کے باپ کا نہین ہے مختارالدولہ نے جب یہ خبر سنی پردۂ شب مین سوار پالکی ہو راہ لکھنؤ کی لی اور سمجھے کہ یہ صورت بلوہ و فساد عظیم کی ہوگی اور صاحبان عالیشان کے نزدیک بھی ناساز و مفتری ٹھہرونگا چپکے چلے چلو اور پھر کبھی ایسا حرف زبان پر نہ لاے مشرح حال اس مقدمہ کی تصریح روبکاری وارن ہیسٹینگ گورنر جنرل بہادر سے جو لندن مین ہوئی ظاہر ہے اور اکثر کتب تواریخ انگریزی مین مندرج ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کیون نہ اس امر جنبلی کے مانع ہوے اسی روبکاری وغیرہ مین جتنا روپیہ ہندوستان سے ذاتی لے گئے تھے وہ سب حقوق وکلاے عدالت مین صرف ہوا اسکا احوال اونھین کی کتاب سے خوب کھلے گا۔

غرض مختار الدولہ کا تسلط تام و اختیار کلی سرکار جناب عالی مین ہوا تا انیکہ ارکان دولت اور خانہ زاد قدیم اور نمک حلال اس سرکار کے اپنے خوف و آبرو و جان سے مثل محمد ایلچ خان محمد بشیر خان وغیرہ بلطائف الحیل قلمرو ملک سرکار سے نکل گئے اور اپنی عافیت سمجھے مختار الدولہ نے اپنے بیٹے اقبال الدولہ کو بخشی اور جنرل فوج کیا اسی پردے مین فوج کے توڑنے کی تدبیر کی اور اپنے عزیز و اقربا کو خدمات فراخور حال دین فوج کو درہم و برہم کیا اکثر افسرون کو موقوف کیا جسکی آراستگی مین لکھا روپیہ صرف ہوا تھا اور دس برس تک خود عرش منزل نے محنت و شقت فرمائی تھی یہ امر زیادہ تر وثوق و خیر خواہی گورنمنٹ کا ہوا کہ سبب اونکے اشارے اس حصن حصین کو توڑ ڈالا جناب عالی نے بسبب اعتماد کے کچھ اسکا خیال بھی نہ کیا اور مطلب دلی اونکا نہ سمجھے اسی جہت سے آجتک ہزارہا روپیہ کی پنشن اونکی اولاد کو نسلاً بعد نسل گورنمنٹ سے جاری ہو ورنہ اونسے کونسی ایسی خدمت ہوئی تھی جسکا عوض یہ پرورش دائمی ہوتی ہے—

بعد چند روز کے دوسری آتش فروزی کے درپے ہوئے میجر بیلیر صاحب رزیڈنٹ سے پیام جناب عالی پہونچایا کہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر صوبہ بریلی مین نہ رہین میرے پاس رہا کرین مین بہ نسبت اور بھائیون کے اونکا حفظ مراتب و رکفالت زیادہ کرونگا اور یہ قدیم دستور ہے کہ بعد باپ کے بڑا بیٹا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اوسکے تابع فرمان رہتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ اونھین عرش منزل نے لائق اور سزاوار اوسکا سمجھکر صوبہ کیتھر کا اپنے حین حیات مین مالک مختار کردیا ہے صاحب فوج بھی ہے ہم اسمین کیا دخل کرسکین ہمارے نزدیک وہان اونکی منصوبی مین آپکیواسطے موجب نیکنامی کا ہے اور وہ آپ کے مرہون منت ہوکر مثل غیر صوبہ دار کے باطاعت رہینگے اور آجتک اونسے کوئی امر خلاف بھی نہین ہوا ہے پھر ایک یہ شعلہ آتش جلایا کہ اگر یمین الدولہ منصوب رہینگے اور بھائیون کو بھی جو طمعی نفسانی اور خودسری سے حوصلہ خیرگی ہوگا اور جب ایک ریاست مین دو حاکم ہوئین انتظام بخوبی نہو سکیگا بلکہ باعث تمردی و نادہندی رعایا کا ہوگا اور خرابی ملک کی اور اگر اونکو ملا ہے اور بھائیون نے کیا قصور کیا ہے چاہیے کہ علی قدر مراتب سب مما لک محروسہ اسی طرح قسمت ہو جاے اور اگر سب مجھے

مسند نشین کیا ہو تو چاہیے سب بھائی میرے سپرد ہوں ہر ایک کے فراخور حال مین متکفل رہوں اور
اگر یہ صورت نہو تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جاے دوسرے کو مسند نشین کر دیجیے اوسوقت
صاحب نے جواب دیا کہ ہم تابع فرمان نواب گورنر جنرل ہین یہ سب حال لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا
عمل کیا جائیگا —

بس اب اہل انصاف دیکھین کہ اگر مداخلت صلاح و تجویز گورنمنٹ کی نہوتی تو یہ پوچھنا کس
حساب سے تھا اپنی کمزوری و کم قوتی و بے اعتباری سے دوسری سرکار کو صاحب قوت سمجھکر
اپنی حمایت و کمک چاہتے ہین جب وہ مانع مداخلت بیجا انکا ہوتا ہے انھین ناگوار گذرتا ہے اس
سرکار مین اسی صورت سے ابتدا سے یہی ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ گرفتاری عزل نواب معتمد الدولہ مین
یہی گذرا نواب یمین الدولہ کے واسطے بھی یہی صورت ہوئی واہ —

خلاصہ بعد بہت سی گفتگو کے مختار الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ کو راضی کرکے اس امر
خاص کا اختیار جناب عالی کو دلوایا چنانچہ جب شقہ طلب نواب یمین الدولہ پہونچا بمجرد ملاحظہ
روانہ لکھنؤ ہوے اور از راہ کمال فہم و فراست مصلحت وقت اور صبر و سکوت کو بہتر سمجھے کسواسطے
کہ بواسطہ حمایت و استصواب گورنمنٹ ہوا تھا انجام کار پر نظر کی ور اگر احیانا اپنی فوج کذائی پر بھروسا
مثل نافہمون کے کرتے تو خواہ نخواہ مقابلہ گورنمنٹ سے ہو جاتا اور پھر اسکی اصلاح دشوار تھی یہی
اطاعت موجب وثوق صاحبان عالیشان ہوئی اور سبب استحقاق ریاست ہوا نواب گورنر
جنرل بھی اس فرمانبری سے بہت راضی و خوشنود ہوے اور نظر بحسب لیاقت امیدوار
وقت کا کیا اور ہمیشہ خاطر و دلجوئی ملحوظ خاطر رہی چنانچہ خطوط مراسلات نواب محتشم الیہ سے
ظاہر ہے —

الغرض جب نواب یمین الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کی بنیاد منزل قریب سعادت گنج
اوترے وہین نواب غازی الدین حیدر پیدا ہوے وجہ اسکے نام کی یہی ہوئی لیکن بعد چند روز
کے جب صحبت دربار اور مزاج جناب عالی اور ارکان دولت اور اہلکاران سرکار کی
کیفیت خاص دیکھی برخاستہ خاطر ہو کر برضامندی جناب عالی د بواسطہ صاحب رزیڈنٹ
تشریف فرماے بنارس ہوے درگا کنڈ کو آباد کیا ۳ لاکھ روپے سالانہ مقرر ہوا اوسی پر

قناعت فرمائی نسبت اور بھائیون کے البتہ انکے فراخور حال ہوا اکثرون کی پانسو روپیہ ماہواری
تھی یہ بھی ثقات لوگ کہتے ہین کہ نواب آصف الدولہ کو بطیب خاطر منظور تھا کہ اگر یمین الدولہ
نواب غازی الدین حیدر کو میری فرزندی مین دین اوسے مین اپنا جانشین کرونگا مگر انکو تو
خیال دور دراز اپنا تھا قبول نکیا اور نہ صاف صاف کہ سکے کہ مجھے اپنا نائب کاروبار کیجیے
جبتک وہ جوان ہوا اور نہ کسی اہلکار سرکار نے صلاح نیک دی کسواسطے کہ انکا احوال
خوب جانتے تھے کہ پھر ہم کہان اور ہمارا صرف اخراجات کہان ہوگا اگر یہ صورت ہوتی تو نوبت
مرزا وزیر علیخان تک کاہے کو پہونچتی بلکہ اہلکاران سرکار نواب کا بنارس جانا اپنے واسطے
اچھا سمجھے —

نواب مختار الدولہ نے اپنے رسوخ و خیرخواہی سے جناب عالی کو بہت سا نشیب و فراز
سمجھا کر عرض کیا کہ آپکی مسند نشینی فقط صاحبان عالیشان کی جہت سے ہوئی دوسرے نواب
یمین الدولہ سعادت علیخان بریلی سے بوساطت انکے بسلامت چلے آئے وگرنہ لیاقت یمین الدولہ
کا حال سب پر ظاہر ہے اگر اس جلدی سے حسن خدمت مین اہالیان سرکار انگریزی کو ملک بنارس
جونپور غازی پور جمع سالانہ ۲۲ لاکھ کا ہے عنایت فرمائیے تو یہ عطیہ بہت سا ثمرہ دکھائیگا ضایع
نجائیگا جنابعالی نے محض اپنی علو ہمت سے نہ کچھ تاَل اندیشی کی راہ سے فقط انکے کہنے سے
نے دیا یہ امر بھی باعث وثوق گورنمنٹ ہوا —

بعد چند روز کے مختار الدولہ کی جہت سے اور انکی موافقت و اعتماد سے طرفہ ہنگامہ
برپا ہوگیا تھا جناب عالی نے انھین مالک مختار سیاہ و سفید کر دیا تھا آپ خود مشغول لہو و لعب
رہتے تھے جو صاحب عزت نمک حلال خیرخواہ تھے اونھون نے چلاے وطن اختیار
کیا تھا جو رہ گئے تھے خائف و ترسان رہتے تھے فی الحقیقۃ جب حاکم وقت غافل ہوجائیگا
ایسی خرابیان ریاست مین پیدا ہونگی اور اگر خود بیدار مغزی سے ناظر اپنے اہلکاران ستمدین
پر ہوگا تو صورت خلاف بہت کم ظاہر ہوگی اب بالاجمال امور عظیمہ جو اس مدت
ریاست مین ہوے کچھ کچھ عبرت الناظرین کے واسطے بیان کیے جاتے ہین پھر چند
بہت سے واقفکار ایسے مقدمات سے مر گئے بہت کم جیتے ہین جو صاحب فہم ذہن

اونھین مقدمات ماضیہ جو اپنے بزرگون سے سُنے ہین یاد ہین۔

قتل نواب مختار الدولہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ نواب مختار الدولہ سید مرتضی خان صاحب رزیڈنٹ کے پاس واسطے جواب سوال جناب عالی مثل سفیر کے جایا کرتے تھے جیسا دستور قدیم نائب سرکار کا ہو اور اپنی خیرخواہی سے رسوخ و موافقت بہت حاصل کی تھی اس جہت سے نشۂ نخوت و غرور نا پایدار بہت ہو گیا تھا سیکو ناچیز شے بے حقیقت سمجھتے تھے افسران فوج کو بذلت نکلوا دیا تھا تنخواہ فوج کی چڑھا کے دینے لگے جس سے فوج بیدل ہو جاے جتنے افسر قوم فرنس تھے بعد عہد و میثاق سرکار ین برطرف ہو گئے تھے جو صاحب عزت تھے خاک مین ملے اکثر رذیل تہیدست جو مقرب خاص جناب عالی خدمات عالیہ پر مامور ہوے تھے اونھون نے لاکھون پیدا کیے بعد مرنے کے لاکھون کی املاک چھوڑ کر مر گئے ازانجملہ ایک راجہ مہراج جسکے گھر کی ضبطی دو کرور روپے کی عہد دولت جنت آرامگاہ مین ہوئی تھی وہی ضبطی امانت نواب شمس الدولہ کے پاس رہ گئی تھی جس سے اونھون نے لاکھون صرف کیے لاکھون کے نوٹ اپنی اولاد کے واسطے مول لیے اسی طرح فوجدار خان وغیرہ صاحب دولت دنیا ہو گئے تھے۔

قصہ مختصر جب جناب عالی فرخ آباد ہو کر اماٹے مین تشریف لائے میر احمد افسر بائیسی ہزار پٹالن نجیب حسب الطلب مختار الدولہ تنخواہ لینے کو بحیلہ لشکر سے کوس بھر کے فاصلے پر اُترے کہ صبح کو لشکر مین پہونچکر تنخواہ لین گے مختار الدولہ نے جناب عالی سے عرض کیا کہ میر احمد مع اپنی فوج و لشکر بر سر فساد آتے ہین اونکے روکنے کے واسطے فوج کو بھیجتا ہون غرض جب فوج کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی صبح سے ظہر تک ہزارون مارے گئے عشرۂ محرم تھا ہر پٹالن مین نشان کھڑے ہوتے ہین تعزیہ لیتے ہین نجیبون نے تعزیہ پیش کیا فوج نے کچھ پاس ادب نکیا جو لوگ تعزیہ کے آگے ماتم کرتے تھے وہ بھی مارے گئے آخر نجیب سراسیمہ ہو کر پس پا ہوے دغا سمجھکر ہر طرف بھاگے میر احمد میر افضل علی اونکے بھتیجے تن تنہا رہ گئے مختار الدولہ نے عبدالرحمن خان رسالدار قندھاری کے

ہاتھ سے بلواکر اُمیدوار بحالی کیا اوسکا حصن حصین اس حکمت سے توڑ دیا اس حرکت سے آجتک
جو سپاہی قبر مختار الدولہ سے گذرتا ہی خواہ نخواہ ڈھیلے مارتا ہی یہ حال اس مؤلف کتاب نے خود بچشم
دیکھا ہی جبکہ اون سپاہیون سے پوچھا جواب دیا بُرا کہکر اسنے تعزیہ کو گولے مارے ہین خلاصہ
جب ایسے حرکات خود رائی و خود پسندی کے جمع ہوے اسباب قضا کے ہوگئے وہین وہ مارے
گئے اوسکی صورت یہ ہوئی —

جب مختار الدولہ نے اپنے آقاے ولی نعمی سے حرکات شان و شوکت شروع کیے
اور جان برشٹو صاحب رزیڈنٹ سے خلاف سرکار کہنا شروع کیا منتہاے غرور و نخوت ہوگیا
اور اپنے زعم مین ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + سمایا جب یہ صورت ہوئی بعض
ہوا خواہون نے اپنی نمک حلالی سے جناب عالی سے عرض کرنا شروع کیا جناب عالی
سُنکر تامل فرماتے تھے جب نواب سالار جنگ نے اپنی جوشش محبت سے سمجھایا
کہ ایسا خواب غفلت نچاہیے اوسوقت یقین واثق ہوگیا بسنت علیخان جنرل کنپ کو باشارہ
ارشاد فرمایا این کار از تو آید + اور اون دنون اہتمام دیوانخانہ انھین کے اختیار مین تھا
اور مختار الدولہ نے کمال خصوصیت سے انھین اپنا بیٹا کیا تھا بسنت علیخان کو کبھی یہ خبیث
سما گیا تھا کہ منیب و نائب دونون کو تمام کردیجیے دوسرے کو مسند نشین کر دیجیے
اسکے سزاوار فقط نواب یمین الدولہ سعادت علیخان ہین یہ بھی لشکر مین جناب عالی کے
ساتھ تھے خلاصہ ایک دن بسنت علیخان نے مختار الدولہ کی ضیافت کی موسم گرما تھا
تہخانے مین مختار الدولہ آکر بیٹھے مگر مخمور اور اپنے بیٹے کو خوب شراب پلائی جلائی کسبی اونکی
آشنا اور اور کسبیان بھی بیٹھی ہوئی ہین سامنے سونا مکھن قوال گا رہے ہین عجب جلسہ
غفلت ہو رہا ہی پانچ شخص بصورت ملک الموت قتل پر کمر باندھے آئے اونمین سے تین
دروازۂ تہخانہ پر موکل رہے کہ کسیکو آنے ندین میر فضل علی و میر طالب علی داخل ہوے
مختار الدولہ سمجھے کہ میرے قتل کو آئے ہین پلنگ سے اوٹھکر چاہتے تھے باہر نکل جائین
میر فضل علی نے لپٹکر کٹار پیٹ مین مارا اور دونون بغلگیر حوض مین گر پڑے میر طالب علی
نے دو تین پیش قبض مارکر ٹھنڈا کردیا رنڈیان سونا مکھن باہر نکلکر بھاگ گئے یہ کام بھی

سوائے سید کے دوسرے سے ایسا نہوتا غرض فتنہ لشکر مین غلغلہ قتل بلند ہوا کہ یمین الدولہ کے
نوکرون نے مختار الدولہ کو مار ڈالا تفضل حسین خان نے دوڑکر یمین الدولہ سے خبر کی کہ اب اس لشکر مین
آپکا ٹھہرنا مناسب نہین آپ سوقت جلد امراو گر کے پاس چلے جائیے۔
بسنت علیخان اہل گرفتہ نشہ مین ازخود رفتہ ننگی تلوار ہاتھ مین مارے خوشی کے جناب عالی
کے پاس چلا گیا اور چلاکے کہا غلام نے حضور کے اقبال سے دشمن حضور کو مار ڈالا یہ تہنیت
مبارکباد دیتا سامنے آیا جناب عالی اپنے فہم اقبال سے سمجھے کہ اگر مین اسوقت تامل کرتا ہون
افشا راز نہانی ہوجائیگا اور الزام و بدنامی مجھپر ہوگی غصے سے طپنچہ مارا خالی گیا مگر بسنت
زخمی ہوکر یا خوف سے لڑکھڑاکر زمین پر گر پڑا راجہ نواز سنگہ نے دوڑکر ایک تلوار ماری وہ
دبلا پتلا تھا کام تمام ہوگیا خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا نائب دیوانخانہ تھے اور بسنت
انکا بھانجہ بھی تھا طپنچہ مقتول کی کمر سے کھینچکر راجہ کو مارا اگر ٹپکا کمر مین نہ ہوتا دو ٹکڑے کیا
تھا اسواسطے کہ زبردست کا ہاتھ پڑا تھا راجہ بھاگ کر جناب عالی کے پیچھے جا کھڑا ہوا غلام محمد خان
کا سامنا ایک زرہ پوش نے کیا اوسپر بھی جھپٹکر تلوار ماری زخم اوچھا کھا کر وہ بھی بھاگا دو تین جگہ
دہ او جھکر گرا ایک وار تلوار پڑی او سکا دامادمارے خوف کے کوٹھے سے ازخود گر پڑا پانون مین
بہت چوٹ لگی اسکے سوا اور جتنے نامرد کھڑے تھے مطلع صاف کردیا جانی خان نے سپر
شمشیر سے انکا سامنا کیا اور کہا بڑے مرزا خیر ہے اسقدر خیرگی ولی نعمی کے سامنے سے
چلے جاؤ جناب عالی نے جب یہ حال دیکھا فرمایا اب کس ارادے پر کھڑے ہو عرض کی پاس
نمک مانع ہے وگرنہ چراغ ہندوستان گل ہوجاتا فرمایا اس خیال خام کو اپنے سر سے دور کرو
پھر عرض کی اب میرا اور میرے رفقا کا کوئی مانع نہو فرمایا قسم ہے مجھے جنت آرامگاہ کی
کوئی تمسے مزاحمت نکریگا آداب بجالا کے رخصت ہوئے تھوڑی دور جاکر پھر پھرے فرمایا
اب کیون پھرے عرض کی میرا جوتہ بدل گیا ہے اوسے پہنکر چلا جاتا ہون حکم ہوا خبردار کوئی
انکا مانع نہو بڑے مرزا باہر جلوخانہ مین آئے سرکاری چوکی کے گھوڑے پر سوار ہوکر مع
رفقا باہر بسلامت نکلے فی الحقیقت بہادر یہ لوگ تھے اور جناب عالی کی تہور تھی سخاوت
سب سے زیادہ تھی اور صاحب معرفت بھی تھے اسکے حکایات بھی بہت مشہور ہین یہ سانحہ

۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ع مین ہوا۔

الغرض جناب عالی اوسی وقت اپنی رفع بدنامی سمجھکر انور خواجہ سرا نائب مختارالدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھا صاحب رزیڈنٹ کے خیمے مین تشریف لے گئے اور اوسے خلعت نیابت سے سرفراز کیا پس جاننا چاہیے کہ یہ خلعت گورنمنٹ اس سرکار مین ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے بعد اسکے نعش بسنت علیخان کو دروازے پر بائیں خواجہ کے دفن کیا جہان چھاؤنی انگریزی ہوئی اور مختارالدولہ کو لشکر مین ایک چھوٹا چبوترہ و خصیرہ بے سقف بنوا دیا ہے۔

جناب عالی نے امراؤگر سے شکایت کہلا بھیجا کہ تمنے ہمارے دشمن کو اپنے خیمے مین بٹھا رکھا ہمارا پاس نمک کیا تھے بہت تعجب ہے عرض کی غلام کا کیا مقدور ہے جو مرتکب ایسی حرکت کا ہوتا جب لشکر مین قتل مختارالدولہ کا غل ہوا نواب یمین الدولہ اندیشہ ناک ہو کر میرے خیمے مین چلے آئے مین نے آپکا بھائی سمجھکر اونھین پناہ دی البتہ آنا قصور ہوا ہے فرمایا کچھ مضایقہ نہین سچ کہتا ہے مجھے بھی راجہ سے یہ توقع نہ تھی۔

جب راجہ نے یہ سنا نواب یمین الدولہ سے عرض کی اب حضور کا یہان رہنا مناسب نہین میری گھوڑی بہت چالاک و دردم ہے سواری کو حاضر ہے اور جس چیز کی احتیاج ہو حاضر کرون یمین الدولہ کو پہلے یہ خیال گذرا کہ شاید راجہ مجھسے دغا کرے تو اسکا بھی کام تمام کیا چاہیے چنانچہ جب راجہ رفع احتیاج کو اوٹھنے لگا رفقاے خاص مانع ہوے کہ ہم تمسے اسوقت مطمئین نہین مبادا کچھ اور خیال کرو عرض کی مجھسے کبھی ایسی بے ادبی نہ ہوگی بعد اسکے یمین الدولہ اوسی گھوڑی پر سوار ہوے مع رفقاے خاص میر مظہر میر علی پناہ میر فضل علی خان میر طالب علی مرزا موسن بیگ وغیرہ دریاے جمن سے اوتر کر نواب نجف خان کے لشکر کو تشریف فرما ہوے۔

محمد ایلچ خان مختارالدولہ کی جبر و تعدی سے بلطائف الحیل حدود مملکت جناب عالی نکلکر مع مال و اسباب مقیم اکبرآباد ہوے تھے نواب یمین الدولہ کا احوال سراسیمگی سنکر محمد مکرم خان محمد اسحاق خان کو جو اونکے اہلکار تھے استقبال کو بھیجا اور خود بسبب پیری کے دروازے تک پیشوائی کرکے نذر دی اپنا مہمان کیا اور سامان امارت سب درست کر دیا۔

نواب نجف خان نے اونھین دنون علاقہ ڈیگ کو فتح کیا تھا بعد ملاقات سپرد یمین الدولہ کیا بعد چند روز کے نواب نجف خان نے نواب سے عرض کیا محمد ایلچ خان غلام سرکار ہے آپ کے باپ کی بدولت پچاس لاکھ روپیہ رکھتا ہے مرد پیر ہے مجھے خوف ہے کہ اگر مرجائیگا اسکا مال غیر مستحقین کے ہاتھ آئیگا یمین الدولہ نے ارشاد کیا دو سبب سے مجھے جرأت نہین پڑتی ایک یہ کہ اسنے کسقدر اپنا خون جگر کھاکر اوسے پیدا کیا ہوگا دوسرے میری ہمت کے بھی خلاف ہے کہ مین غلامون کے سرمایہ پر متر صد اونکے مرنے کا ہون نجف خان نے جواب دیا کہ اگر میرے باپ کی بدولت اوسے حاصل ہوا ہوتا اب تک خرچ غازیان کارزار مین آچکا ہوتا اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اکبر آباد تشریف لے چلیے دیکھیے مین کس حکمت سے لے لیتا ہون اوسمین سے جسقدر مجھے عنایت فرمائیگا لے لونگا باقی سب آپکا مال ہے یمین الدولہ نے یہ قبول کیا تھا۔

محمد ایلچ خان نے جب سے خبر قتل مختار الدولہ سنی تھی دونون آقاؤن سے کھٹکا پیدا ہوگیا تھا آخر اپنی مآل اندیشی سے جناب عالی کو عرضی کی کہ یہ غلام پیر مہمان چند روزہ مشتاق قدمبوسی ہے کہان تک سرگردان مارا مارا پھرے مال دنیا جو کچھ غلام کے پاس ہے سب مال حضور ہے امیدوار ہون کہ زیر قدم مبارک حیات مستعار کو بسر کرون چاہیے عزت و حرمت دیجیے چاہیے قتل کیجیے جناب عالی بھی بعد مختار الدولہ کے انتظام ملک کیواسطے متردد تھے اسے بہت غنیمت سمجھے کہ ایسا نائب مہاجن کہان ملتا شقہ عامل شکوہ آباد کو روانہ ہوا کہ جب خان مذکور داخل عملداری سرکار ہو بہت احترام سے پیش آنا اور ہر طرح سے اونکی حفاظت کرنا اور دوسرا شقہ طلب خان مذکور کا گیا اتفاقاً جسدن خان مذکور سرحد ملک جناب عالی مین پہونچے اوسی دن نواب نجف خان مع نواب یمین الدولہ داخل اکبر آباد ہوے یہ شکار مفت دونون ہاتھون سے گیا۔

محمد ایلچ خان منزل بمنزل باطمینان تمام ضیافت و مہمانی کھاتے ہوے عمال سرکار کی تاکید شہر پہونچے جناب عالی خود استقبال کو تشریف فرما ہوے اور پہلے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان محض اپنی خوشی خاطر سے قدیم سرکار سمجھکر استقبال کو گئے تھے

سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خان بہادر

Hasan Raza Khan

نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

Hyder Beg Khan

بعد اسکے اور اہلکار بھی جناب عالی اپنی خواصی مین بٹھا کر لائے بعد بسرفرازی خلعت
نیابت مہمات مالی وملکی انکے سپرد کیے خان موصوف ازبسکہ حالت ضعف وپیری مین بیمار
ہوکر اکبرآباد سے چلے تھے بعد چند روز کے ازبسکہ محنت ومشقت کاروبار ازحد تھی
مادۂ فالج کر اجان بحق تسلیم ہوے فی الحقیقت یہ شخص بڑا منتظم وخیرخواہ ومتدین سرکار تھا
اگرچہ امی محض مگر اسکے کارندے بہت اچھے تھے مثل شیخ شفیع اللہ پنڈت آنندرام محمد مکرم خان
محمد اسحاق خان وغیرہ۔

تفویض نیابت بنواب امیرالدولہ حیدر بیگ خان

خلاصہ بعد مرنے محمد ایلچ خان کے باب تقرر نیابت مین بڑا تردد ہوا کس واسطے کہ
نواب سرفرازالدولہ مرزا حسن رضا خان سب طرح سے خیرخواہ ومعتمد جناب عالی تھے مگر امی محض
جنکے پ اور شین کے نقطون کی نقل مشہور خاص وعام ہے کسی خوشنویس نے قطعہ لکھکر دیا تھا
بڑے شین کو فرمایا خوب پ لکھی ہے جب یہ حال نائب سرکار کا ہو پھر کیونکر انتظام ملکی ومالی
درست ہوسکے اسکے سوا اور راو تمین بہت سے صفات تھے اس سے سرکار کو کیا فائدہ خلاصہ
تین شخص متدین کارگزار حسب لیاقت تجویز ہوے مرزا ابوطالب خان لندنی دوسرے
اسمعیل بیگ خان تاجر شورہ تیسرے مرزا جعفر سرخ لیکن چوتھے کی تقدیر سے کسیکو خبر نہ تھی مرزا
حیدر بیگ خان اون دنون بیکار پریشان حال متوقع روزگار رفراخور حال میانہ مین سوار
جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے سلام کو جایا کرتے تھے اور باہر احاطۂ کوٹھی کے پیپل
کے درخت کے نیچے سلام کیا کرتے تھے جب صاحب ہوا کھا کر آتے تھے بعد چند روز کے صاحب
نے انکا حال پوچھا اونکی لیاقت اور کارگزاری کا احوال سُنکے اجازت سلام کی کوٹھی مین
دی اور انکا خیال رہا۔

مختصر حال انکا یہ ہے کہ مرزا نور بیگ حیدر بیگ امیر بیگ ایک اور چھوٹا بھائی اور دو
بہنین تھین مرزا امیر بیگ اور چھوٹا بھائی دونون شباب جوانی مین مرگئے قوم مغل بعض کابلی
کہتے ہین انکے بزرگ نواب صفدر جنگ کے زمانہ مین ولایت سے آکر فتح آباد مین
قریب کابل رہے بعد اسکے متوسل ومقرب خاص راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ کے

اس جہت سے بموجب فی کس تین سو روپیہ ماہواری نوکر ہوے لیکن اپنی حسن رسائی اور سفارش راجہ سے اکثر علاقہ بھی لیکر اوسکا انتظام بخوبی باامانت کرتے تھے چنانچہ کبھی علاقۂ اکبرپور دوست پور اعظم گڈھ کبھی گورکھپور وغیرہ مین مامور ہے بلکہ جنگ بکسر مین یہ عامل گورکھپور تھے جب انسے کار سرکار بخوبی سرانجام ہونے لگا سنہ ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء سرکار سے دونون بھائیون کو خطاب خانی ملا اسکی سند آجتک انکی اولاد کے پاس ہے بعد اسکے جب عرش منزل نے انکی چھوٹی بہن کی خواستگاری کی انھون نے بمقتضاے ہندوستان زائی انکار کیا اس جہت سے انپر عتاب ہوا بظاہر حیلہ باقیات ملک ٹھہرا کر بہت سختی سے قید کیا جیسا دستور عمال ہندوستانی ہوتا ہے اور قید مین نمک طعام ہموزن ملنے لگا مرزا نوربیگ بڑے بھائی اسی سختی عذاب سے مرگئے نواب عالیہ نے انکے حال پر رحم کھاکر قید سے نجات دلوائی شادمن نے بھی جناب عالی سے انکی سفارش کی محمد ایلچ خان جب نایب ہوے انسے خصومت رکھتے تھے پھر بعلت باقی اور عمال کے ساتھ انھین بھی قید کیا جب بہزار خرابی قید سے چھوٹے متلاشی روزگار ہوکر دوسرا گھر ڈھونڈھا اس جہت سے جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ کے سلام کو جسطرح مذکور ہوا جایا کرتے تھے —

خلاصہ جب امراے اراکین دولت اور صلاح وصوابدید صاحب رزیڈنٹ سے مرکوز خاطر جناب عالی یہ نیابت مرزا حسن رضا خان قرار پایا سنہ ۱۱۹۵ھ ہجری مطابق ۱۷۸۱ء خلعت نیابت و خطاب نواب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان بہادر انتظام الملک سے سرفراز ہوے مہاراجہ ٹکیت راے دیوان نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان نیب تھے انکو سرکار سے فقط ۸ لاکھ روپیہ سال ملتا تھا اپنی فضولخرچی اور سخاوت سے ہمیشہ تنگ رہتے تھے ہر صبح سلام جناب عالی کو دربار جاتے تھے باقی اپنے گھر مین مشغول مصاحبان خاص یا مصروف امور دینی عزاداری جناب سید الشہدا علیہ السلام رہا کرتے تھے باقی جتنے امور ریاست سیاہ و سفید و دربار صاحب رزیڈنٹ سب متعلق نواب امیر الدولہ تھے مگر پہلے ہر صبح امیر الدولہ انکے پاس ہوکر دربار جناب عالی مین جاتے تھے —

نواب امیر الدولہ کا کلکتے جانا

بعد کئی برس کے نواب امیر الدولہ بہ سبب بعض مقدمات سرکار کیواسطے روانۂ کلکتہ ہوے

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب نواب امیر الدولہ کو جان بیسٹو صاحب رزیڈنٹ سے بسبب
عدم رسی اقساط گورنمنٹ اور چند در چند مقدمات کی جہت سے کمال بے لطفی حاصل ہوئی اور
صاحب رزیڈنٹ انسے ہر امر مین سخت گیری اور مداخلت کرنے لگے سمجھے کہ یہ حاکم وقت ہمین
انسے عہدہ برائی نہوسکے گی بلکہ کیا عجب ہے کسی حیلے سے مین اس عہدے سے موقوف ہوجاؤن
اب کچھ فکر کیا چاہیے چنانچہ جنرل مارٹن صاحب اپنی سرکار سے پنشن پاتے تھے مگر اسباب تجارت
ولایت وغیرہ لاکھا روپیہ کا جناب عالی کے ہاتھ بیچا کرتے تھے اور روپیہ کی دلائی نواب امیر الدولہ
پر ہوتی تھی اس جہت سے اونسے کمال خصوصیت وموافقت ہوگئی تھی جنرل صاحب کو روابط
صاحبان کونسل اور مصاحبان خاص نواب گورنر جنرل بہادر سے بہت تھے نواب نے اونکی
معرفت ایک عرضی باخفا درباب عزل صاحب رزیڈنٹ نواب محتشم الیہ کو بھیجی نواب معز الیہ
نے موجب ناراضی جناب عالی اور برخلافی مدار المہام سمجھکر صاحب کو موقوف کرکے بلوا بھیجا اور
اپنا سکرٹر اعظم کیا اتفاقاً چٹھی عزل رات کو پہونچی امیر الدولہ نے جناب عالی کو گذرانی اوسوقت
مینہ شدت سے برس رہا تھا حکم ہوا کہ صاحب ہمارے شہر سے ابھی چلے جائین نواب نے
عرض کیا کل جائینگے نمانا آخر صاحب رزیڈنٹی سے سوار ہو جنرل مارٹن صاحب کی کوٹھی مین
رات کو رہے صبح کو روانہ کلکتہ ہوئے جب وہان عہدہ جلیلہ سکرٹری پر منصوب ہوئے بسبب
خصومت امیر الدولہ ہر امر مین سرکار کے تعویق اور جواب صواب مین تامل ہونے لگا ادھر جناب عالی
کو افزونی ملال خاطر ہوئی کسواسطے کہ جب اونکے سالانہ روپیہ کے دینے مین اہلکارون سے
کچھ تامل ہوجاتا تھا دفعتہً آتش غضب بھڑک جاتی تھی نائب بھی اونکے حکم ناحق سے اپنی خوف آبرو سے
ڈر جاتے تھے کسواسطے کہ خرچ ذاتی جناب عالی کا ساٹھ لاکھ روپے سالانہ سے کم نہ تھا اور چھپن لاکھ ستتر
ہزار بابت اقساط سرکار کمپنی دیے جاتے تھے اور تنخواہ اقربا وامرا و فوج اور اخراجات ہر اہلکار کا
علی قدر مراتب حساب سے باہر یہ سب اسباب دانگی امیر الدولہ کے ہوئے۔

خلاصہ اوس زمانے مین نواب گورنر جنرل مارکوئیس آف کارن وال منصب گورنری پر
منصوب تھے نواب امیر الدولہ ۱۷۸۶ء مطابق ۱۲۰۱ ہجری میں بتجمل و دھوم دھام سے روانہ
کلکتہ ہوئے ۱۸ لاکھ سرکار سے خرچ سفر عنایت ہوا اور کرور روپیہ تک صرف کی اجازت تھی اگر مصارف

عظیم وضروری کی احتیاج ہو جب کلکتے پہونچے سکرٹر صاحب کی خصومت سے نواب گورنر
جنرل کی ملاقات مین تعویق ہوئی آجکل ہوتی رہی آخر نواب نے تنگ ہوکر عزم بالجزم لندن کا
کیا اور حاجی کربلائی محمد خان کو حکم کرایہ جہاز دیا جب نے اب گورنر جنرل نے مفصل یہ خبر سُنی خود
مہمان سمجھکر سبقت ملاقات کی نواب نے عذر علالت مزاج کیا کہ بسبب حرج سفر علیل ہو گیا ہون
انشاء اللہ تعالی بعد صحت حاضر حضور ہونگا لیکن لارڈ صاحب نے اپنی خوبی اخلاق سے نہ مانا
پہلے آپ عیادت کی راہ سے تشریف لائے دو خواصون نے نواب کی بغلون مین ہاتھ دیکر
پلنگ سے واسطے تعظیم کے اوٹھایا لارڈ صاحب نے باصرار تمام منع فرمایا کہ مریض کو معاف ہے
بعد اسکے کیفیت مزاج پوچھی کلمات شوقیہ فرماکے مراجعت فرمائی بعد کئی دن کے نواب
بڑے تجمل سواری سے دربار گئے نذر دی بعد استفسار احوال باعث تکدر و ملال خاطر
جناب عالی پوچھا عرض کیا تکدر مزاج کئی سبب سے رہتا ہے ایک تو قلت محاصل کثرت مخارج مصارف
امیرانہ لابدی تیسرے نقصان ثانی جسکا سالانہ قسط چھپن لاکھ ستتر ہزار ہوتا ہے ملک بنارس وغیرہ
محاصل ۲۲ لاکھ ہندوستانہ سرکار کمپنی کو دیا چوتھے لکھا صرف ضیافت مہمانان روشنی و تماشائے
ہولی بسنت وغیرہ محض بخاطر صاحبان عالیشان نووارد ہوتا ہے تجار انگریزی اسباب تجارت وغیرہ
ولایت سے لاتے ہین و نیز محصول نہین چھوٹتے تاجران ولایت جو رطب و یابس لاتے ہین
عرض کرتے ہین ہم بڑی دور سے یہ اسباب تحفۂ ولایت فقط حضور کیواسطے لائے ہین
ہندوستان مین سوائے حضور کے کون قدردان ہے جو ایسی اشیاء تحفہ و کمیاب کو
مول لے جناب عالی اپنی بلند نامی کیواسطے ملاحظہ فرماکے سب مال تروخشک لے لیتے ہین اور
جسقدر وہ قیمت لکھ بھیجتے ہین اوسکی دلائی ہمپر ہوتی ہے حکم حاکم سمجھکے بجالاتے ہین اور اس قرضے کا سُو
ہمین دینا پڑتا ہے—

نواب گورنر جنرل بہادر اس گفتگو سے معقول ہوے اور از راہ علو ہمتی دو آنہ چہ آنہ
سے موقوف فرمائے استرداد ملک بنارس وغیرہ بھی منظور کیا اور حکم دیا کوئی تاجر
بے صاحب رزیڈنٹ یا کوئی تازہ ولایت حاضر حضور جناب عالی نہوا کرے اور تجار پر
حسب سررشتہ حکم محصول دیا ہے فیصدہ لیا جاوے اور تمسک لڑائی یکسر جو بعد وصول زر

بعینہٖ احتیاط غفلت اہلکارون سے غفلت سے نہ پھیر لیا تھا لے لیا بعد اسکے نواب نے جواہرات
بیش بہا نایاب زمانہ جسکی قیمت عرض بازار کرور روپیہ سے کم نہ تھی ایک کشتی مین
گذرانا نواب محتشم الیہ نے تبسم فرمایا اسکے عوض ہم کو نساہدیہ دوستانہ جنابعالی کو بھیج سکینگے
اب تم یہ ہماری طرف سے حضور کو دینا ایک زمانہ مین یہ ہمت عالی گورنر جنرل بہادر کی تھی جسکا
افسانہ آجتک ہے۔

القصہ بعد حصول مطالب نواب وسی شان و شوکت سے لکھنؤ آئے اور بڑی سخاوت
کلکتے مین کی ایک مدت تک غربا رعایا کے چھپر کھپریلون سے اشرفی روپیہ خیرات سواری کا
نکلتا رہا جناب عالی کمال مسرت دلی سے فتح گنج تک شہر کے باہر استقبال کو تشریف فرما ہوے
اور حکم کیا نواب ہاتھی بٹھا کے مجھے سلام نکرین اپنا ہاتھی میرے ہاتھی کے برابر رکھین لیکن نواب نے
ازراہ آداب اسے قبول نہ کیا بعد نذر کے خواصی مین بیٹھے مگس رانی کرتے فقرا و مساکین کو روپیہ
لٹاتے داخل دولتخانہ ہوے داستان حرف بحرف عرض کی خلعت سے سرفراز ہوے جناب عالی
نے اور احکام جاری کیے مگر استرداد بنارس بمقتضاے ہمت عالی قبول نہ فرمایا۔

غرض نواب میر الدولہ اپنے حق نمک سے ادا ہوے سولہ لاکھ کے خرچ اور اتنی مشقت
سفر سے اتنے عمدہ امر طے کیے اونھین دنون بازار کرہشی جو ابین چندن نگر فرانس ڈانگہ اور شیورام پور
ہے کئی کوس کلکتے سے اپنی ناموری کیواسطے تیس ہزار روپیہ کو خریدا اوسکا محصول آج تک
اونکی اولاد کو ملتا ہے جناب عالی نے چاہا کہ نظر بخلوص خیرخواہی و نمک حلالی اصالتاً خلعت
نیابت عنایت فرمائین کہ اب تم اس منصب جلیلہ کے مستحق ہو نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کو بھی
اونکی طرف سے کچھ خدشہ گذرا لیکن نواب نے بمقتضاے شرافت اپنے عہدۂ قدیم پر قناعت کی اوسے
قبول نہ کیا مرزا کو زیادہ تر اسسے صفائی قلبی حاصل ہوئی ارباب بصیرت بنظر انصاف دیکھین اوس عہد
دولت مین اہلکار کس لیاقت و منزلت کے تھے اب کس شرافت و لیاقت کے ہین۔

مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ دم واپسین نواب میر الدولہ کے گھر تشریف لاے
عرض کی غلام ایک وصیت عرض کرتا ہے جناب عالی کو خیال وصیت اونکے عیال و اولاد کا ہوا
عرض کی جو کچھ غلام کے گھر مین ہے سب مال حضور ہے میری اولاد و عیال لونڈی غلام ہین لیکن وصیت

عمدہ یہ ہے کہ حضور پھر کسی نائب کو اتنا اختیار کلی نہ دیجیے گا وگرنہ بربادی بپردہ دری سرکار کی ہو جائیگی
غرض ۱۶ شہر شوال ۱۲۰۵ ہجری مطابق ۱۷۹۱ء کو انتقال کیا کشمیری محلہ اپنے باغ مین
دفن ہوئے نواب سرفراز الدولہ اونکی اولاد کی حمایت کرتے رہے بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھتے تھے
اونکے گھر کی ضبطی نہونے دی ہرچند آتش افروزون نے شعلۂ آتش بھڑکانا چاہا مگر انکی جہت سے
جناب عالی بھی سمجھے —

بعد چند روز کے وہی قول مرحوم صادق آیا کہ بعض ورستی مقدمات کو اونکے نیب نواب
سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان مہاراجہ ٹکیت رائے دیوان ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بڑی
دھوم دھام سے روانہ کلکتہ بدربار گئے وہان پہونچکر دونون مین صورت نفاق ہوئی کہ جسدن وہ
دربار گورنر جنرل مین جاتے ہین دیوان صاحب نہین جاتے بعد کئی مہینے کے دونون صاحب ناکام
پھر آئے عبث عبث زیر باری لکھا رہ پڑی ہوئی جسطرح اونکا احوال کھلا تھا انکا مطلق نہ کھلا
کہ یہ کیا بنا لائے اور ان دونون کا نفاق نواب محتشم الیہ پر بھی منکشف ہو گیا تھا پھر کونسی
صورت سے نبتا آسے ؎ نہ ہر کہ خطبہ بخواند پیمبری داند + نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند +
تاریخ وفات نواب امیر الدولہ + مر گئے پر نہ کی سپاہ کی غور + ۱۲۰۶ھ قلت مداخل و کثرت اخراجات
جب اسی طرح پر ہو اور نائب کو پرورش سب کی منظور ہو تو سوا ے تخفیف کے اور کونسی صورت
تھی یہ وجہ ہوئی تخفیف تنخواہ فوج کی یا ہزارون برطرف کیے جاتے وہ کس سرکار مین جا کر
ملازم ہوتے —

ہنگامۂ فساد راجہ چیت سنگھ بنارس

یہ سانحہ بنارس مین کوتاہ اندیشان نافہم سے عجیب وغریب گذرا مختصر یہ ہے کہ جب
نواب گورنر جنرل ہیسٹینگ صاحب بہادر نے راجہ چیت سنگھ بنارس کا حال سرکشی وتمردی اور
عدم رسانی نذر سرکار و اجبی سنا اور ہندوستانی اہلکار معتمدین سرکار نے خوب نمک مرچ لگا کر
متواتر عرض حال کیا نواب محتشم الیہ بضرورت تشریف فرما ے بنارس ہوے مادھو داس کے
باغ مین ونق افروز ہوے راجہ کو اوسی باغ مین قید کیا قلعۂ چنار گڈھ مین بھیجا بعد کئی دن کے راجہ کسی

حکمت عملی سے بھاگ کر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے رام نگر مین اپنے مقام پر جا بیٹھا اوسکی صبح
گرد پیش کے راجہ زمیندار اور اہل شہر نے باتفاق بلوا کر دیا جا بجا تلنگہ سپاہی متوسل سرکار
یا انگریز جہان ملا قتل کیا چنانچہ ایک بجرے مین کئی بیبیان ولایتی ورصاحب الہ آباد سے کلکتے
جاتے تھے راجہ کے سپاہی کشتیون پر سوار پہونچے اور اون صاحبون کو مار ڈالا بیبیان غیرت سے
دریا مین ڈوب کر مر گئین چھ دن تک یہ ہنگامۂ طفلانہ گرم رہا مگر نواب گورنر جنرل اپنی شجاعت و
تہوری سے فقط پچاس تلنگہ گارد سے اوسی باغمین رہے آخر جانس صاحب رزیڈنٹ بنارس نے
عرض کیا کہ تمام رعایاے شہر دشمن سرکار ہو رہی ہے یہان بھی کوئی صورت خلاف پیش آے
لہذا مناسب یہ ہے کہ راجہ جیت نراین خیر خواہ سرکار عالی ہے اوسکے سپاہی آج راتکو حاضر ہونگے
حضور اونکے ساتھ قلعۂ چنارگڈھ مین تشریف فرما ہون تو بہتر ہے نواب محتشم الیہ نے اونکی رائے
صوابدید پسند کی اوسی طرح پردۂ شب مین بسلامت کنار دریاے گنگ پہونچے سپاہ ہمراہ نے
آواز بلند اوس پار سے کشتی منگوائی نواب رونق افروز قلعہ ہوے توپ سلامی کی چلی صبح کو فوج
راجہ سے مقابلہ ہوا اوبرا کھیت پڑا راجہ آتش خانۂ انگریزی کی تاب لا سکا فوج ہر طرف بھاگی راجہ سیدھا
بھاگ کر گوالیار چلا گیا صاحبان عالیشان کو فتح و فیروزی حاصل ہوئی۔

اون دنون نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر درگاکنڈ بنارس مین تشریف رکھتے تھے
راجہ نے متواتر پیام بھیجے کہ آپ بھی میرے شریک حال ہون بعد فتح یہان کے مالک مختار ہو جائیگا
ہم آپ کی رعیت ہو کر رہینگے بہادر موصوف نے کسی طرح نمانا انجام کار خوب سمجھے ہوے تھے
معرکۂ بکسر آنکھ سے دیکھ چکے تھے اگر اس مائۂ فساد مین ہوتے شاید رضی ہو جاتے۔

خلاصہ جب یہ خبر لکھنؤ مین جنابعالی نے سنی نواب امیر الدولہ کو پہلے روانہ کیا وہ جون پور
پہونچکر منتظر تشریف آوری جنابعالی رہے مرزا حسن رضا خان نے راہ مین جب خبر بلوے کی سنی جلد
جنابعالی کو لیکر داخل بنارس ہوے راجہ باغی نے متواتر عرضیان جنابعالی کو بھیجین مگر جنابعالی نے
قبول نکیا فرمایا ہمارے عہد میثاق کے خلاف ہے بعض نا عاقبت اندیش ور بیہودہ گویون نے جفا ہوے
کہ شاید تم مدد پر خرابی و بربادی اس خاندان کے ہوا چاہتے ہو۔

خلاصہ جب نواب گورنر جنرل اور جناب عالی سے ملاقات ہوئی جنابعالی نے پہلے عذر

اپنی دیرینہ سی کا کیا نواب محتشم الیہ س خلوص لکھتی حاضر و غائب سے وہ بہت شکرگزار رہتے خارج سے جب حقیقت حال مفصل منکشف ہو چکی تھی اپنی کتاب روزنامچہ مین بہت سا تحریر فرمایا کہ وہ آجتک سب صاحبان عالیشان کی زبان پر ہے چنانچہ لارڈ ہیسٹنگ بہادر نے اول صحبت کانپور مین چاے پانی پر حضرت سلطان عالم سے وہی کلمات شکرگزاری قدیم ارشاد فرمائے تھے خلاصہ بعد اسکے جناب عالی لکھنؤ تشریف لائے صاحبان عالیشان مرزا حسن رضا خان کے بھی کلمۃ الخیر سمجھانے سے بہت ممنون ہوے تھے —

الغرض نواب گورنر جنرل نے بنظر خیرخواہی جیت نراین راجہ اودت نراین کے بڑے بھائی کو حاکم بنارس فرمایا پھر کلکتہ مین تشریف فرما ہوے بعد رفع ہنگامہ حکام کی یہ صلاح ہوئی کہ اون ملاحون کو سزا دنیا چاہیے جنکے بجرے مین خون ناحق ہوا تھا چنانچہ اوخھین حکم ہوا اپنے چھپرون سے باہر نکل آؤ اور اپنا اسباب بھی باہر لاؤ بعد اسکے اون چھپرون کو جلا دیا اور نئے چھپر نبوا کر اوخھین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا اسی قدر سیاست کافی ہے کیون اہل نصاف ایک زمانے مین اسی قوم کے ایسے بھی حاکم منصف گذرے ہین ادنی انصاف نواب محتشم الیہ کا یہ ہے کہ پچھتر لاکھ کا اصل و سود اور سود در سود سرکار جناب عالی مین قرضہ سرکار کمپنی ہو گیا تھا اون تمسکات کو جبر صریح سمجھکر چاک کر ڈالا تھا ازین قبیل اونکی سخاوت و ہمت و انصاف کی بہت سی باتین ہندوستان مین مشہور ہین —

لڑائی روہیل کھنڈ

جب نواب فیض اللہ خان حاکم رامپور نے ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۴ء مین قضا کی نواب محمد علیخان اونکا بیٹا مسند نشین ہوا غلام محمد خان نے بسبب خصومت مذہب تشیع اختیار کرنے سے کسواسطے کہ جب مرزا وزیر علیخان کی شادی مین لکھنؤ آئے تھے جناب عالی نے اونپر بہت عنایت فرما کر اپنا بیٹا فرمایا تھا اور ہدایت دین حق کی بھی فرمائی تھی جب یہ خبر قتل سنی فرمایا کہ ہماری محبت و ہدایت حق سے ایسا خون ناحق ہوا اسکی سزا ہمپر لازم ہے اور سر جان شور صاحب گورنر جنرل بھی اس امر سے بہت آشفتہ ہوے تھے چنانچہ کمانڈر انچیف ابلکرمبل صاحب کو حکم گرفتاری غلام محمد خان ہوا اون تون چیریصاحب

رزیڈنٹ لکھنؤ تھے غرض جنابعالی مع لشکر اور کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد سے وانہ رامپور
ہوئے ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۴ء فتح بیٹر کی ہوئی جنابعالی نے احمد علیخان نواب محمد علیخان
کے بیٹے کو محل سے بلواکر مسندنشین ریاست فرمایا اگرچہ بہت صغیرالسن تھے پہلے بیبیاں خوف سے
باہر نہیں بھیجتی تھیں مگر جنابعالی کے حکم سے بھیجا بعد اسکے مراجعت فرمائی اس معرکہ کے احوال
مفصل کی کچھ ضرورت نہ تھی مشہور و معروف ہے لوگ بھی اوس وقت کے جتنے ہیں مقابلہ کس فوج
کا کس فوج سے ہوا احمد علیخان جبتک جیتے رہے اس احسان کے مرہون منت رہے اونکے
عرایض جنت آرامگاہ کے وقت تک آتے تھے فوج جناب عالی فقط صف آرا ہی ترک سواروں
کی غلطی سے یہ نوبت اول پہونچی تھی دوسری پالٹن جو پشت پیلہ تھی اوسنے آکر کام تمام کردیا
تھا کرنل برسٹن صاحب جو اس معرکہ میں مارے گئے اونکی بیبی کو بتقریب تعزیت چار ہزار
روپیہ خزانہ جناب عالی سے ملا تھا۔

مرزا جوان بخت شاہزادیکا لکھنؤ مین آنا بنارس مین رہنا

مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر رفقاے خاص سے شاہجہان آباد سے
سمت ممالک شرقیہ تشریف فرما ہوے باین خیال کہ اونکے باپ شاہ عالم بھی اپنے باپ کے
مین حیات ترقی حشمت وجاہ سمجھکر اور ارکان دولت کے خوف سے جنھون نے نمک حرامی و
بیوفائی پہ کمر باندھی تھی کئی برس تاج محل عظیم آباد مین رہکر الہ آباد مین آکر رہے تھے خلاصہ
جب شاہزادے لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے اتفاقاً وارن ہیسٹنگ بہادر بھی مہمان جنابعالی تھے
دونون سردار جلیل الشان بڑے تجمل سے استقبال کو گئے شہر کے چوک کو بہت تکلف سے
آراستہ کیا تھا جب حضور شاہزادہ پہونچے دونون سرداروں نے نذرین گذرانین جب ہاتھی پہ
سوار ہوے جناب عالی حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھے مورچھل ہاتھ مین لیا کہ یہ منصب
قدیم اونکے آبائے کرام کا تھا نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کرچ کھینچے جلو سواری مین ہوے
شاہزادہ اول کوٹھی جنرل مارٹن مین داخل ہوے جسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے بھی پہلے
آکر رہے تھے جناب عالی نے تین لاکھ کا نقد و جنس پیشکش نذر کیا ہر صبح جنابعالی اور نواب
گورنر جنرل دربار شاہی سمجھکر حاضر ہوتے تھے اور جتنا سامان اور لوازمہ جہانداری تھا

سب تکلف سرانجام کردیا شاہزادہ دن رات تعیش و عشرت ناچ رنگ مین مصروف رہتے تھے
جناب عالی ہر روز تحائف تحفہ ہر قسم کے تبفاخر بھیجا کرتے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس مدت
مہمانی مین بہت سی باتین شاہزادے کی زبان زد خلائق ہوئین جسکی تحریر مین ننگ کتاب معلوم
ہوتا ہے صاحبان فہم اسے سمجھین گے کہ جب یہ صورت سلاطین عالیہ کی ہو تو پھر کیون نہ انجام کار
ایسا ہو اصل جب مادے مین فساد ہو تو اصلاح مشکل ہے خلاصہ ہر شب طائفے ارباب نشاط کے
حاضر ہوا کرتے تھے اتفاقاً اون گلرخون مین ایک کسبی سماۃ بھگیہ بھی حاضر ہوئی اوس زمانہ
مین ناچ مین بے مثل تھی مطبوع طبع اقدس ہوئی اور مستفید خدمت بھی ہر روز اوسکا جذبہ
عشق بڑھنے لگا جناب عالی کو اسکا پرچہ گذرا اوسکی ممانعت ہوئی ایک تو یہ کہ اوسکا ناچ خود
جناب عالی کو بھی پسند تھا دوسرے ہمیشہ مکنون خاطر یہ رہتا تھا کہ کوئی کسبی کسی کے گھر مین
نہ پڑنے پائے مبادا اگر یہ بھی داخل محل ہوئی تو میر الطف جاتا رہیگا چنانچہ اسی صورت سے
سماۃ سالارو کسبی خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا کے گھر مین پڑی اور صاحب اولاد بھی
ہو چکی جب جناب عالی کو یہ معلوم ہوا حکم ہوا کہ اونکے گھر سے نکال لاؤ بڑے مرزا سپاہی باغیرت
تھے مستعد مرگ ہوئے مرزا حسن رضا خان کی شفاعت سے بچے کہ وہ صاحب اولاد ہو چکی ہے یہ شخص
مارا جائیگا حضور کو بڑی بدنامی ہوگی غرض اس ممانعت سے شعلہ عشق زیادہ تر شاہزادے کا مشتعل
ہوا رات کو ڈولی مین سوار ہو کر جانے لگا اون دنون چکلہ ارباب نشاط دولت گنج قریب ولتخانہ
تھا جب اسکا پرچہ لگا حکم ہوا ہر کاتب دور دور اہتمام کیا کرین مبادا کسی صورت سے کچھ خلاف
واقع ہو جب شاہزادے نے یہ حال دیکھا اب طاقت صبر بھی طاق ہوئی مفارقت محبوبہ سے بہت
شاق ہوئی عشق بہت بدبلا ہے از خود رفتہ ہوگئے چارہ اسکے سوا کوئی نہ دیکھا کہ اب نواب گورنر
جنرل سے کہا چاہیے آخر ایک دن مضطر ہو کر فرمایا کہ مجھے تمسے کچھ کہنا ہے بخلوت نواب گورنر جنرل
نے عرض کی کہ کل حضور ارشاد فرمائین تو بہتر ہے

نواب محتشم الیہ نے بہت دور دراز سمجھے صاحبان کونسل سے مشورہ کیا بہ تنقیح تمام یہ تجویز ہوا
کہ اگر شاہزادہ عالم از راہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی کمک چاہے تو دو کمپنی ہمراہ رکاب
کرنا چاہیے اور اگر طلب روپیہ ہو تو اسقدر دینا چاہیے اور اگر احیاناً گرفتاری نواب چاہیے تو اسکا

جواب صاف دینا چاہیے خلاصہ وہ کہ دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بھائی سے تم
بھگیا کو دلوا دو نواب گورنر جنرل آداب بجا لائے رخصت ہوئے جناب عالی سے ارشاد کیا ہمیں معلوم نہیں
وہ کیا چیز ہے جسکے لیے ہمسے کہلوایا ہے غالب ہے کہ آپ بھی نپا شاہزادہ سمجھکر دریغ نفرمائیگا جناب عالی یہ سنکر
بمقتضائے تہذیب چپ رہے پھر فرمایا وہ ایک کسبی بازاری ہے جسپر حضور عاشق ہوئے ہیں میں نے پہلے
اوسے منع کیا تھا اب جو انھوں نے آپسے سفارش چاہی ہے بہت اچھا بس یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل
نے حجاب سے سر جھکا لیا اور دل میں اونکی لیاقت پر بہت افسوس کیا رخصت ہوے —

جناب عالی نے بپاس خاطر نواب گورنر جنرل بسواری ہاتھی بھگیا کو شاہزادے کے محل میں بھیجدیا شاہزادے
نے اوسے خطاب نواب جہان آبادی دیا اوسی سے مرزا عالی قدر شاہزادے پیدا ہوے یہ اپنی ماں کی جہت سے
شیعہ ہوئے اوسکی صبح جناب عالی نے جاکر از راہ آداب شاہی نذر بھجوائی بعد چند روز کے اسی مرقلیل پر قناعت
کرکے قیام بنارس اختیار کیا عزم بالجزم ممالک شرقیہ فسخ کیا اپنی عیش و عشرت میں رہنے لگے ۲۵ ہزار روپیہ
ماہواری پیشکش سرکار جناب عالی سے مقرر ہوا معرفت صاحب رزیڈنٹ ملتے رہے چنانچہ بروقت تقسیم ممالک
محروسہ پیشکش بھی مجرا ہوئی بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے دلی سے رونق افروز
لکھنو ہوے لیکن جناب عالی بسبب جواہرات سابقہ کے (بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ) ہونگے بہت مکدر
خاطر ہو رہے تھے اجازت داخلہ شہر کی ندی اس جہت سے شاہزادے ناکہ شہر تکیہ بوعلی شاہ کے قریب ایک باغ میں
کئی مہینے تک رہے بعد اسکے لارڈ کارنوالس بہادر تشریف لائے اونکی سفارش سے چھ ہزار ماہواری مقرر ہوئی
داخل شہر ہوکر بنگلہ مرزا خلیل میں جو قریب کوٹھی رزیڈنٹی تھا کنارہ دریا قیام کیا پھر فرحی کوٹھی جنرل مارٹن
کی مول لی لیکن اس قلیل پر تا مدت عمر کمال عسرت سے بسر کرتے رہے بسبب کثرت ازواج و اولاد و اخراجات
شاہانہ اور اپنی بے غفلت سے کہتے ہیں کہ وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر از بسکہ صاحب رائے و اولوالعزم
ستھے مکنون خاطر یہ بھی ہوا تھا کہ اگر کوئی شاہزادہ بلکہ بادشاہ ہندوستان صاحب لیاقت ہاتھ آجاے جو مستحق
سلطنت ہو تو مثل ولایت امریکا ہم اوسے سلطنت پر بٹھا کر وہی صورت کریں اور ہم مطیع و فرمانبردار رہ کر
موافق قانون منضبطہ انتظام سلطنت کریں اور حکومت لندن سے علیحدہ ہو جائیں عجب یہ کیفیت و ماہیت
خاص شاہزادون کی دیکھی اپنے خیال و تصور میں بہت تاسف کرتے تھے چنانچہ خنیار روپیہ ہندوستان
سے لے گئے تھے سب عدالت شاہی کی روبکاری اور وکلا میں خرچ ہوا اسکا احوال تفصیلی اکثر

کتب تواریخ انگریزی مین ہے اور اکثر صاحبان عالیشان سے بھی بتواتر سنا ہے۔
پھر جناب عالی نے اعانت و امداد اہالیان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی لڑائی مرہٹہ دکن وغیرہ
مین کی فوج بھیجی جسکے افسر جنرل مارٹن عبدالرحمن خان قندھاری رسالدار وغیرہ تھے یہ سبب بھی
زیادہ تر موجب وثوق اتحاد و دوستی دولتین عالیتین ہوا۔

تعمیر امام باڑہ و شادی مرزا وزیر علیخان و نہر نجف اشرف وغیرہ

بناے تعمیر عمارات و دولتخانہ موافق مرضی جناب عالی بوضع ہندوستانی ہوئی اور اوس زمانے
مین رواج بھی کوٹھی انگریزی کا نہ تھا یہ ترقی کوٹھی انگریزی جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین
ہوئی ورنہ پہلے کوئی سڑک کے نام سے بھی واقف نہ تھا لیکن فقط امام باڑہ یادگار زمانہ مدت
دس برس مین کفایت اللہ معمار شاہجہان آباد کی تجویز سے بنا اور مکان باؤلی وغیرہ جو بطریق تعمیر
ہندوستان بنا جسمین پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اس عمارت عالیشان کے صاحبان عالیشان
بھی مشتاق ہوتے ہین خصوصاً صناعین مگر افسوس یہ ہے کہ ایسی عمارت عالیشان نے مقام چھپا نہ پایا
کاشکے مقام باولی والے مکان کی جگہ تعمیر پاتا کوئی سبب گاپل دریاے گومتی جسکی کوٹھیان دریا
مین راجہ نولراے نے گلوائی تھین مگر بے اصول پار دریا کے چبوترہ بنا ہوا تھی مقام دونون کنار
چہ کا باندھنا چاہیے تھا مکان باولی مین اکثر شاہزادے دلی بنارس کے فروکش ہوتے تھے
اب امام باڑہ قلعہ حصن حصین مکان باولی کا گدام میگزین سرکار رہا یہ بھی ایک صورت انقلاب ہے
سنہ ۱۱۹۹ھ مطابق سنہ ۱۷۸۵ع مین تعمیر ہوے۔

سنہ ۱۲ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع شادی مرزا وزیر علیخان کی ہوئی جسمین تیس لاکھ روپیہ
صرف ہوا جتنے صاحبان عالیشان اور امراے عالی قدر دور و نزدیک کے شریک ہوے تھے
صحبت مجلس عیش باغ و چارباغ ہوئی اس خاندان مین اس تکلف کی کسیکی شادی نہین ہوئی اور
نہ اسقدر روپیہ صرف ہوا اب اسکا احوال مثل کہانی خیالی کے ہے لوگ کہتے ہین کہ شاہجہان آباد
مین بھی دو شادیان یادگار زمانہ ہوئین ایک نواب شجاع الدولہ بہادر کی دوسری
جوگل کشور کی مرزا وزیر علیخان کی شادی کا شمہ یہ ہے کہ پانسو چوگھڑا فقط چاندی کا تھا
حضرت خلد منزل نے فرح بخش مین شہر کے دونون طرف قصر فلک و قصر ملک بنوایا تھا

بجا

مجتہد العصر قبلہ و کعبہ مولوی سید دلدار علی

Syed Dildar Ali

High Priest

ظفر الدولہ نے کوٹھے سے بھی چاندی کے گدھے دیے تھے ۔

امر عجیب غریب جو سراسر باعث حسنات اخرویکا ہوا وہ یہ ہے کہ ارض اقدس نجف اشرف مین ہمیشہ سے قحط آب رہتا تھا زائرین کو وقت زواری بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک روپیہ کو مشک آب بکتی تھی ایک نہر ۱۲ فرسخ دریائے فرات سے جسکے ۲۴ کوس ہوتے ہین قدیمی جسکا چشمۂ فیض آجتک جاری ہو کئی برس تک بند ہوگئی تھی کسی حاکم کو یہان کے خیال نہ آیا اکثر وہان کے مجتہدین نے لکھا یا مجتہد جو اخذ زر دنیا کے واسطے یہان آئے اسکے واسطے بھی سرکار مین عرض حال کیا مگر کچھ موثر نہوا اس خیال سے بھی کہ خود لکھا جائینگے اس امر خیر کے محرک نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان ہوے کہ معرفت عمدۃ التجار حاجی محمد طہرانی مشہور حاجی کربلائی تاجر نامی کلکتہ ۵ لاکھ روپیہ اور تحائف واسطے پاشاہ بغداد کے گئے اسکے بھی بہت سے معجزات ثقات نے بیان کیے ہین اب قدرت خدا سے بسبب بخشش دریاے فرات نہر از خود جاری مثل دریا کے ہوگئی ہو زائرین مسجد کوفہ سے کشتی پہ سوار ہوکر نجف اشرف سے ارض اقدس کربلا و حلہ سفید تک باطمینان چلے جاتے ہین اسکا لطف زائرین کو ہوتا ہو کہ نصف شب تک جبتک در مقدس روضہ اسو رہوسکے صحن مبارک مین پکارتے ہین یا ابا المعدیہ یا ابا المعدیہ یہ نقارخانہ آصفی تا قیام روضہ جاری رہیگا ۔

دوسرا امر حسنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ مین مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اسقدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جو از راہ علم واقف تھے طریقۂ ہدایت پند وعظ و جماعت نماز علی رؤس الاشہاد نہ کہہ سکتے تھے ہر چند اپنے ایمان مین کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خان کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اوسی زمانے مین مرزا جوان بخت شاہزادے بھی مہمان جناب عالی تھے کس واسطے کہ وہ سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت مین جناب عالی بھی شریک ہوسے جناب غفران مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات و تحصیل کتب فقہ امامیہ و اجازت جہاد جناب میر سید علی صاحب طباطبائی لیکر آئے تھے صالحین و مقدسین جو اوس زمانے مین صاحب احتیاط مشہور تھے اونکی صلاح و مشورے سے جناب غفران مآب کا

جانا بھی عتبات عالیات کا ہوا تھا نظر باحتیاط امامت نماز اپنی گوارا نہ کی انکے واسطے تجویز کی تھی ہو گر نہ جناب غفران مآب مرزا حسن رضا خان کے بیٹے کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشواو مقتدائے مومنین ہوئے چنانچہ انکے فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوئے جنکی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل ناواقف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق ہدایت پائی اور رواج درس تدریس و تصانیف ہونے لگا اور بدستخط احکام مسائل اثنا عشریہ جاری ہوئے بعد غفران مآب کے جناب رضوان مآب مسند نشین جمعہ جماعت ہوئے جناب سید العلماء عرف میرن صاحب مرحوم درس تدریس و تصنیف کتب مین سے زیادہ نامور ہوے جناب میر سید علی مرحوم شرف زیارت عتبات عالیات مین مقیم ہوئے وہین فوت ہوئے سید مہدی مرحوم جو تھے بیٹے عین شباب مین مر گئے کامل تھے اب زمانہ بزرگان دین سے خالی ہوا صاحبزادہ ہائے جناب میرن صاحب مرحوم اور سید بندہ حسین جو مسند اجتہاد پر ہین بہر حال غنیمت ہین اسکے بعد معلوم نہین کیا ہو صاحبان فرنگی محل جتنے بزرگ تھے کامل تھے درس تدریس مین فریقین نے اونسے تعلیم پائی اب ہان بھی میدان خالی ہے گورنمنٹ سے آٹھ سو روپیہ ہواری نواحقان مجتہدین کو ملتا ہے آپس کے اتفاق کی صورت بھی ظاہر ہے۔

اخراج راجہ جھاؤلال

بظاہر وہ امر عظیم جو باعث ہلاکت جناب عالی ہوا مقتضائے وفور غیرت بنا چاری اختیار حکومت اخراج مہاراجہ جھاؤلال جسے اپنا خیر خواہ نمک حلال دلی سب طرح سے جانتے تھے ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء بعلت خطوط طلب زمان شاہ بادشاہ کابل و سازش سیندھیہ پٹیل و نواب محمد علیخان حاکم آرکاٹ مندراج و حکام راجپوتانہ وغیرہ سے ہوا اسکا اصل قصہ بھی بہت بڑا ہے کہ کون کون اسکا بانی تھا اور کیونکر یہ راز مخفی حکام عالیشان پر کھل گیا نواب شمس الدولہ ڈھاکہ بھی اس الزام سے گرفتار ہوئے اور کئی اشخاص اسکی گواہی مین سے گئے مثل مرزا ابراہیم خان و مرزا ابو القاسم خان وغیرہ خلاصہ بعد ثبوت اسناد خطوط مرسلہ و روبکاری ہائے بالکرام محرر خطوط صاحب رزیڈنٹ نے از راہ مصلحت بزبان شیرین جناب عالی سے کہا کہ دشمن سرکار جناب عالی ہمارا دشمن و دوست حضور ہمارا دوست کسواسطے کہ یہ امر

ابتداسے داخل عہدنامہ سرکارین منضبط ہوچکا ہی جناب عالی نے اسکی تصدیق فرمائی عرض کی جھاؤلال و رلئے بالکت ام نے چاہا کہ سلر سرخیرخواہی سرکار جناب عالی کرین اور ہماری ہراسر خیرخواہی جس سے ہماری بنیاد ریاست ہندوستان مین خلل پڑتا ہے خطوط اونکے شاہد حال ہین لہذا حضور ایسے شخص کو ہمارے سپرد کرین کہ وہ ہمارے ملک مین جاکر سے ہم باعزت کھینگے آیندہ اورون کے واسطے موجب عبرت ہوگا جناب عالی نے معقول ہوکر اسے قبول فرمایا اور ظاہر کردی کہ پارہ و علاج باقی نہ رہا تھا جسے فرماتے سراسر مجبور ہوے۔

خلاصہ مہاراجہ جھاؤلال بحکم سرکارین باعزت مع مال اسباب نقد و جنس اور عزیز و اقارب متوسل ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے اور بحکم گورنمنٹ مقیم عظیم آباد ہوے لیکن جب تک جیتے رہے حکام عالیشان بڑی عزت سے پیش آتے رہے جانتے تھے کہ بڑا خیرخواہ اور نمک حلال اپنے آقا کا تھا ہے صاف صاف جو گذرا تھا کہدیا کسی طرحکا فریب نہ کیا اوسدن بھی شہر مین بڑا تلاطم رہا تھا ہر محلے مین ایک ہنگامہ برپا تھا خصوصًا جس محلے سے ملازمین ساتھ جایا چاہتے تھے اور اسکو مقام تحیر بھی تھا کہ موجب بےبسی سرکار رہوا اوسکے ایسے خیرخواہ کا اس بدنامی سے جانا تیسرے جنکے عزیز و اقارب سے مفارقت ہوئی تھی انکا انتقال ۱۲۲۶ھ ہجری عہد دولت خلد مکان مین ہوا۔

غرض جناب عالی نے مہاراج کے جانے سے بمقتضائے غیرت و بے اختیاری و مجبوری ایسا غم و غصہ کھایا کہ عوارض روحانی مین مبتلا ہوے اور خود اسباب عارضہ مہلک کے اختیار کیے کہ جسمین اطبائے حاذق مجبور ہوجائین مستسقی ہوے چنانچہ ایک دن حکیم شفائی خان سے پوچھا وہ کونسا عارضہ خاص ہی جسمین حکیم لاعلاج ہوجاے عرض کی کھانا کھانے کے بعد نہانا اور اسکی مداومت کرنا جناب عالی نے ہرروز بعد خاصۂ طعام کے نہانا دریا کا اختیار کیا اور یہ ہیرت باتھ اوٹھایا یہی وجہ تھی اس پار نہایا کرتے تھے اوس پار دریا کے ہاتھی کی لڑائی ہوا کرتی تھی اور صحبت خاص مین اکثر فرماتے تھے مجھے جینا خود منظور نہین آخر مستسقی ہوگئے حکیم شفائی خان تاسف کرتے تھے کہ جناب عالی خود یہ امر اختیار کرینگے۔

پھر بھی نیابت سرفرازالدولہ و دیوانی راجہ ٹکیت راے و صوبہ تفضل حسین خان علامہ

بعد نیابت نواب مختارالدولہ و محمد ایلچ خان و رشید ستی نواب امیرالدولہ حیدر بیگ خان
سرانجام کاروبار سرکار نا اہلون کے اختیار مین ہوا باعث خرابی سرکار ہوا اور مداخل مخارج
جزیات صاحبان عالیشان پر کھل گیا ابتدا اسکی یہ ہوئی کہ امیر کے تقرب خاص ہونے سے
ملازم اپنی حد سے گذر جاتا ہے یہی باعث اوسکی خرابی کا ہوتا ہے اس سلطنت خاص مین ابتدا
سے یونہین سب دیکھتے آئے ہین تا آخر سلطنت بس مہاراجہ جھاؤ لال کو بھی تقرب خاص
جناب عالی سے ایسا غرور ہو گیا تھا کہ مرزا حسن رضا خان کے سلام کرنے مین بھی کراہت کرتے
تھے یعنے ننگ سمجھتے تھے اور مہاراجہ ٹکیت راے سے بھی عداوت قلبی اس راہ سے کہ یہ بدخواہ سرکار
ہے اور خائن ہے انسے مرزا سے موافقت بہت تھی بعد چند روز کے ایسی صورت ہوئی کہ وہ موافقت
مبدل بعداوت ہو گئی اسکا قصہ بھی چند در چند ہے خلاصہ ایک دن ٹکیت راے نے فرد حساب
پچھتر لاکھ روپے کی جناب عالی کو باقیات اقساط قرضۂ سرکار کمپنی مع سود مہاجنان شہر
گذرانی جناب عالی زمان نواب امیرالدولہ مین کبھی اس دردسری و دماغ سوزی حساب سے
آشنا تھے مبلغ خطیر کے ملاحظہ سے برہم ہوکے مہاراجہ جھاؤ لال سے فرمایا تم اسے سمجھ لو
اونھون نے تامل کیا کہ یہ امر متعلق دیوان سے ہے مجھے دخل دینا چاہیے اسپر بہت خفا
ہوکے فرمایا تمھین ہمارے نمک کا پاس نہین اوسوقت مہاراج نے وہ فرد حساب
راے بالک رام اور راجہ بچھراج کو دی اونھون نے مہاجنون سے حساب کیا بعد تنقیح
گیارہ لاکھ نکالے جب اسکا ملاحظہ ہوا راجہ ٹکیت راے کی خیانت اور مرزا کی غفلت اور
مہاراجہ جھاؤ لال کی امانت و دیانت و خیرخواہی ثابت ہوئی اور اپنی خود غفلت پر تاسف
فرمایا کہ اس لاکھون کے غبن سے ہم خود اہلکارون کے اعتماد پر غافل رہے اور مہاراجہ
کی نیابت منظور خاطر ہوئی راجہ ٹکیت راے نے جب یہ حال دیکھا کہ میری آبروریزی ہوجائیگی
مرزا حسن رضا خان کے پاس اپنے عفو جرائم کیواسطے چلے آئے اتفاقاً مرزا اوسوقت بعد
نماز کے امام باڑے مین روبرو ضریح زیارت پڑھ رہے تھے پانؤن پر گر پڑے عرض کی

Maharajah Tikat Roy

نواب تفضل حسین خان علامہ
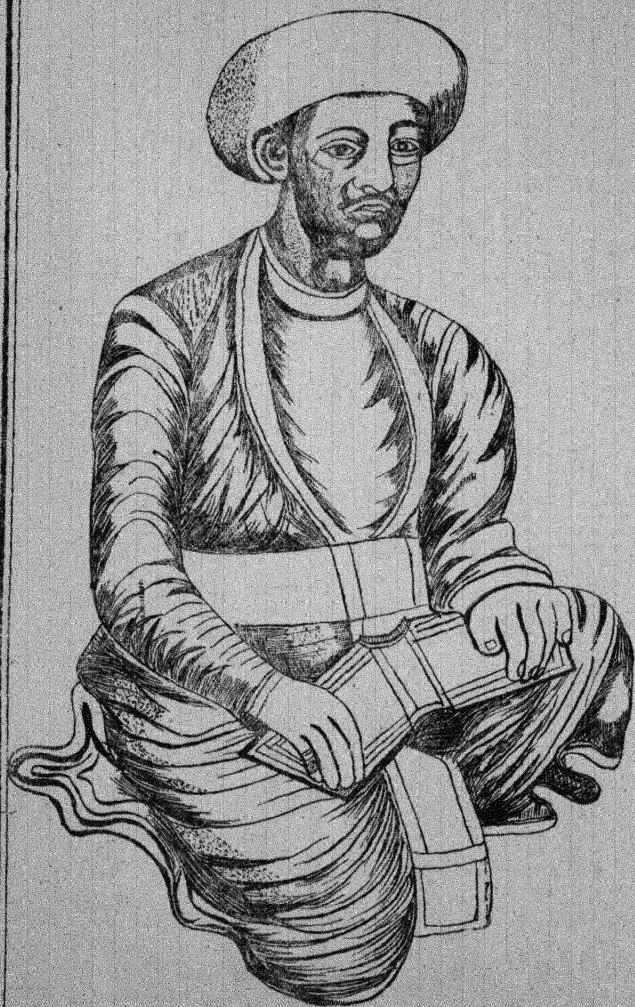
Nawab Tafuzzul Husain Khan

اب میری عزت آپکے اختیار مین ہی مرزا صاحب مومن کامل تھے رحم دلی پر کام فرمایا
انجام کار خیانت سرکار کو نہ سمجھے کہ ایسے خائن سرکار کے ساتھ مین بھی شمول ہو جاؤنگا صریح
کے سامنے ہاتھ اوٹھایا کہ اگر نیب مین رہونگا تم بدستور میرے نائب ہو گے خاطر جمع
رکھو تمھارے سوا دوسرے کی نیابت قبول نکرونگا چنانچہ مرزا نے چیری صاحب رزیڈنٹ کو
سمجھایا کہ آپ سمجھا کر جناب عالی سے خلعت دیوانی ٹکیت رائے اور بخشیگری فخر الدین احمد خان
عرف مرزا جعفر کو دلوا دیجیے اتفاقاً دفعتہً چٹھی سر جان شور صاحب گورنر جنرل رزیڈنٹ کے
نام آئی کہ تم بنارس جاؤ لمسڈن صاحب بنارس سے تمھاری جگہ مامور ہوے یہ دونون کام سہے
اسکے بعد ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۷ء مین خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنو ہوے بعد ملاقات
مقدمہ نیابت پیش ہوا۔

ایکدن جنابعالی خود مرزا کے سمجھانے کو تشریف لائے اور کمال عطوفت سے فرمایا
بھائی مرزا ہماری ایک بات کو مان لو جھاؤلال کو اپنا نائب دیو یہ تمھاری طاعت سے کبھی باہر
نہو گا وگرنہ تمھین اختیار رہا اوسی وقت موقوف کر دینا مین ضامن ہوتا ہون مرزا کو معلوم نہین کیا
خام خیال بد اقبالی سے سما گیا تھا عرض کی غلام ٹکیت راے سے قسم کھا چکا ہی بس نام
ٹکیت راے سنتے ہی بنظر غضب فرمایا پرلے گھر یہ اتنی حکومت یہ فرما کر سوار ہو گئے نیب و نائب
دونون معطل ہوے۔

اب مختصر احوال خان علامہ تفضل حسین خان کا یہ ہی کہ جب نواب امیر الدولہ کلکتے
گئے تھے یہ جنرل پامر صاحب کے نوکر تھے اون دونون مولوی و منشی کی اس زمانے کی
بہ نسبت زیادہ قدر و منزلت تھی انھین سب طرح سے فہمیدہ کارگزار سمجھکر اپنے ساتھ لے آئے
جناب عالی سے عفو جرائم ماعتیہ آمادہ کر کے بعہدہ وکالت کلکتہ روانہ کیا تھا کسواسطے کہ یہ استاد
و اتالیق نواب یمین الدولہ بہادر کے تھے اسی جہت سے نواب گورنر جنرل کے ساتھ آئے تھے
مرزا جعفر نسبتی بھائی مرزا کے تھے اور خان علامہ کے شاگرد رشید اس سبب سے فی الحقیقت
محرک نیابت مرزا ہوے تھے جب خان علامہ نے گورنر جنرل کی طرف سے مرزا کی نیابت کیواسطے
عرض کیا فرمایا لاٹ صاحب سے کہو پہلے آپ کسی نیب کو تجویز کیجیے مین نے اونکے کہنے سے

اپنے ایسے خیر خواہ نمک حلال کو نکال دیا اب بغیر میری خوشی لازم ہی سخن اگر یہ امر ہمیشہ کے خلاف وضع
ہوا مین کربلائے معلّٰے چلا جاؤنگا لاٹ صاحب امور خانگی سمجھ کے خاموش ہوے خان علّامہ
بھی سفارش سے باز رہے۔

ارباب شناس منصب نیابت کو تجویز کرنے لگے پہلے تجویز الماس علیخان ہوئی جناب عالی بھی
راضی ہوے کہ خانہ زاد صاحب مقدور و بہادر بھی ہی اتفاقاً لارڈ صاحب نے تحریر لاٹ
کارنوال کو دیکھا کہ الماس علیخان بڑا خائن ہی متدین نہین زنہار کبھی اسکے واسطے تجویز
نیابت نہو لاٹ صاحب نے جناب عالی کو یہ تحریر بھیجی کہ جب کوئی اس عہدۂ جلیلہ پہ نہ ٹھہرا
جناب عالی نے لاٹ صاحب سے فرمایا سوائے تفضل حسین خان دوسرا کوئی خیال مین نہین آتا
لاٹ صاحب نے جواب دیا وہ مرد ملا ہی اپنے مطالب حکمت کتاب سلطنت اقلیم سے بہتر سمجھتا ہی
فرمایا آپ انکو میرے پاس بھیجدیجیے مرزا صاحب خبر نامنظوری الماس علیخان سنکر خوش تھے
کہ اب میرے سوا کوئی اور نہوگا خان علامہ کو طلب کیا ہی لاٹ صاحب میری سفارش کر چکے
ہین غالب ہی میری طلب ہو اپنے گھر مین مستعد ہو بیٹھے رفقاے خاص بھی شادان و فرحان حاضر
صحبت ہوے اہل شہر کو یہ مظنہ ہوا کہ اب خان علامہ جناب عالی کے پاس گئے ہین غالب ہی کہ
مرزا کے لینے کو آئین کوچہ و بازار و بام پر آکر بیٹھے خان علامہ حاضر ہوے جناب عالی نے
کمال شفقت سے ہاتھ انکی گردن مین ڈال کے فرمایا اب میری حرمت تمہارے ہاتھ ہی اگر
ہمارا پاس نمک ہی انکار نکرنا فرمایا خلعت لاؤ سرفراز ہوے خان علامہ ہاتھی پہ سوار دولتخانہ
سے باہر برآمد ہوے مرزا جو منتظر اس مژدۂ غیبی کے مستعد بیٹھے ہوے تھے مستغرق
حیرت ہوے اہل شہر جو منتظر اس تماشے کے جا بجا بیٹھے ہوے تھے آپس مین طعنہ زن
ہوے کہ واہ خوب وکالت مرزا کی کرکے اپنا کام کیا ہر ایک اپنے الفاظ مصطلحات سے
گویا ہوا انکی زبان کو کون روکے اور اصل حقیقت حال سے ناواقف ہر طرف سے
طعن و تشنیع کا مینھ برس رہا تھا اسی طرح بھٹکتے اپنے گھر پہونچے اکرام اللہ خان انکے
چچا کے بیٹے مرزا کے پاس آکر عذر خواہی کرنے لگے کہ بھائی صاحب کسی طرح نہ مانتے تھے
جناب عالی نے بجبر سرفراز کیا حکم حاکم سمجھکر اسے قبول کیا مرزا نے غصے مین آکر نام کشمیری

وغیرہ سے موسوم کیا رفقاے خاص جو بانکے تھے اونھون نے آوازے کسنا شروع کیا اکرام اللہ خان کو صحن طوکرنا مشکل پڑا مرزا جعفر سے بھی مرزا کو بہت ناگوار گذرا کہ انھون نے رعایت اوستادی ادا کی حق علاء رحمی سے ہاتھ اوٹھایا جب یہ حال دیکھا کہ اس حاشیہ سے اصل تمن غنیمت ہر خان علامہ نے انھین بخشیگری فوج دی مت نیابت مجموع تو بیٹے رہی کوئی کام نیکنامی کا نہوا بلکہ بدنامی شور صاحب کا کہنا صادق آیا کہ وہ مردملا ہوا اب دو ملا اور شریک ہوسے ایک مرزا جعفر دوسرے مولوی علی کبیر دو ملا کی مثل مشہور ہے ایک ورثہ ھا اسپنے نزدیک بہت دیانت وامانت سے کارگزاری کی جب مرگئے نو لاکھ روپیہ کہاں سے پیدا ہوا تھا اور جاگیر تو حق خدمت تھی اکرام اللہ خان نے تین لاکھ روپیہ مشرقی مین کہانسے پیدا کیا تھا بعد انتقال ۲ لاکھ تجمل حسین خان اونکے بیٹے تین لاکھ ابتہاج النسا اونکی بیٹی کو ملے سبحان اللہ۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر نے تو تنقیح جاگیر جب شرکاے حقدار خان علامہ جنکا وظیفہ اصل جاگیر تھا دہندی شروع کی انصاف سے ہر ایک کا حق دلوایا بیس ہزار روپیہ سال منجملہ جاگیر مقرر کردیا وہی خزانہ سرکار سے بحساب ماہواری ملتا ہے مگر تجمل حسین خان کا ایک احتشام امیرانہ جاری رہا اب زمانہ اونکے لڑکون کا ہے۔

اخراجات اہلکاران جناب عالی ۳۶ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ نواب امیر الدولہ ۲۲ لاکھ مہاراجہ ٹکیت راے ۱۴ لاکھ مرزا حسن رضا خان اسپر اپنی فضول خرچی سے تنگ ہوتے تھے قصد کربلاے معلے کرتے تھے جنابعالی قرض ادا کرکے فرماتے تھے انشاء اللہ تعالی ہمارے ساتھ چلنا اور اکثر یہ بھی تنبیہ فرماتے تھے نواب امیر الدولہ سے میری غفلت پر نجانا اگر مین خود مداخل ومخارج پر متوجہ ہونگا سب برسرحساب ہوجائینگے یہ بات اہلکارونکے اعتماد اور اپنی سیر چشمی وہمت عالی کی راہ سے تھی اور ہر ایک کے اہلکار کا خرچ ہزارون سالانہ کا تھا اور خرچ فوج سرکار علاوہ اسکے سواے برکت کے کچھ عقل مین نہین آتا مگر اہلکار سابق بھی مقبول سرکار مین تھے۔

انتقال جناب عالی

خلاصہ اوسی مرض الموت استسقا سے جناب عالی نے روز پنجشنبہ ۳ بجے دن کو ۲۸ شہر ربیع الاول ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء ماہ ستمبر بدی ماہ کوار سنہ ۱۲۰۵ بعد ۱۵ برس سن کے انتقال کیا پہر رات گئے اپنے امام باڑے مین دفن ہوے کفن مرزا حسن رضا خان کے گھر سے ملا کسواسطے کہ کوٹھے حسب دستور سب مقفل ہوگئے تھے ہر گھر سے صدا ے شیون بلند تھی ایک نکتہ بیوفائی مال دنیا کا یہ ہو کہ ایسے حاکم کو گھر سے کفن نہ ملا جنازہ بڑی دھوم دھام تجمل سے اوٹھایا سب گریہ کنان ساتھ تھے اونکے رحم و سخاوت و حلم کو یاد کرتے تھے ثقات کربلاے معلے نقل کرتے ہین کہ اوسی شب جناب میر رشید علی صاحب طباطبائی مجتہد نے خواب مین دیکھا کہ ایک جنازہ بڑے تجمل و روشنی سے داخل کربلا ہوا جب پوچھا کہا آصف الدولہ وزیر ہند صبح کو جناب سید نے حاضرین سے بیان کیا بعد ۲ مہینے کے خطوط سے احوال معلوم ہوا مطابق پایا فاعتبروا یا اولی الابصار ارشاد جناب امیر علیہ السلام الایا ایہا المغرور تب من غیر تاخیر فان الموت قد یاتی و لا حسرت قارونا مادۂ تاریخ (غریب) ۱۲۱۲ھ تاریخ ملا محمد خطامی ششتری (لہ ہنا روح و ریحان و جنات النعیم)

ایضاً تاریخ ہندی

ایک ہزار آٹھ سو سمت کا پرمان
ربیع الاول اٹھائیس ورجمعہ بدھیان
سن بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان
شدہی پریوا کوار کی جب آصف تجو پران

صاحبان رزیڈنٹ میجر پیلیر صاحب جان برسٹو صاحب جو پہلے خصومت امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہوگئے تھے پھر آئے تھے ڈلٹن صاحب جان برسٹو صاحب جان چیری صاحب جنھون نے کوٹھی رزیڈنٹی قدیم تعمیر کی تھی لمسڈن صاحب۔

نائب نواب مختار الدولہ بخشی محمد ایلچ خان نواب سرفراز الدولہ تحویلدار تفضل حسین خان

اس عہد دولت مین فوج اسی ہزار تلنگہ و نجیب سوار تیس ہزار بمواجب مختلف و غیر منضبط و اہل توپخانہ و شاگرد پیشہ وغیرہ ملازم سرکار و جمع ملک بدستور سوا انفاق انتظام ہندوستان اب وہی ملک منقسم بریلی گورکھپور وغیرہ جو گورنمنٹ پاس سے

نسبت زمان سابق فرق زمین و آسمان ہے—

خرچ جیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہوار سی باورچی خانہ ۱۷ سو روپیہ یومیہ کا جسمین ظروف نقلی دو سو روپیہ کے آتے تھے قریب دو ہزار ہاتھی جسمین سے سات سو کشتی کے کئی ہزار گھوڑا اصطبل دولتخانہ یعنی گنج چار باغ ولایتی اور جنگل کے عربی اون دنون کمیاب تھے اور اسباب کوٹھون کا لکھا روپیہ کا اوس زمانے مین البتہ خرچ محلات کمیاب تھا نواب عالیہ و رحیاب عالیہ کا اخراجات اونکی جاگیر سے تھے وہ مقیم فیض آباد تھین—

اوقات شبانہ روز جناب عالی دو ساعت رات رہے خواب سے بیدار ہو کر پہلے قرآن شریف دو رکوع پڑھتے تھے ملا محمد اوستاد سنتے تھے اوسکے بعد نماز صبح اور صحن مین خاک پر بیٹھکر سجدۂ شکر اور کلمات اپنی عاجزی و غربت کے درگاہ خدا مین بہت بخشوع و خضوع فرماتے تھے کہ اعضاے رئیسہ پر جو میرا جسم پایئن ناقص ہے یہ رتبہ عنایت فرمایا اگر کسی غریب کے گھر پیدا ہوتا کونسی محنت و مشقت کر سکتا یہ سب معرفت تھی اوسکے بعد سوار ہوچہ یا پالکی جھالردار یا ہاتھی پر ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم چڑھتے تھے عیش باغ چار باغ ہوا خوری کا معمول تھا اور کوچہ و بازار شہر شغل فیل جنگی یا سہ پہر کو بارہ دری چوک مین تینگ بازی ۹ بجے دربار باقی اوقات لہو و لعب میں ا نہ رہتا تھا آرام خاص باہر دولتخانہ مین نواب بہو صاحبہ سے کبھی موافقت نہ ہی جیسا دستور زمانہ ہوتا ہے بجاے اخبار زبانی ہرکارہ ہاے خبر جو نیدہ سے تھی تحریر پرچہ اور حکم تھا کہ ہم کسی حال مین ہون خبر کو تم بلا واسطہ چلے آیا کرو اس سبب وارد غہ اخبار کا البتہ فائدہ نہوتا تھا جیسا رائے رتن چند یا اور لوگون کو اخبار سے فائدہ ہوا اکثر مستغیث عرضی سواری مین دیتے تھے بلا واسطہ از روے انصاف اوسی وقت حکم قطعی ہوتا تھا خصوصاً جب اہلکار کی بد خواہی کی پسل وسیل اوسی وقت غضب نازل ہوتا تھا ایسے ہی حکم قطعی سے اہلکار کی جان قالب سے نکلجاتی تھی اور نہ کسیکی شفاعت سنی جاتی تھی چنانچہ ایسے ہزارون حکایات مشہور ہین—

بعد انتقال جناب عالی کی قبر پر بھی بڑی رونق رہی ہر پنجشنبہ مجلس کا ہوتا ملا محمد سار و نفہ خوان عشرۂ محرم مین بھی امام باڑہ مین بڑی طیاری رہتی تھی مگر نہ اوسقدر جو اونکے زمانے میں

۲۰ برس تلک رہی خود شریک مجلس ہوتے تھے روحی دروازہ کے دوکاندار صبح کو اپنی دکان
سے اونکے نام نامی کے نہین کھولتے تھے یا شادی مین اپنے بیٹی بیٹے کے پہلے نذر امام باڑہ مین قبر
پر نہ لائین اس فساد لکھنؤ مین امام باڑہ کیا قلعہ حصن حصین سرکار کے ہاتھ آیا کسی کی خونریزی نہ ہوئی
بلکہ اسی کے وسیلے سے شہدون نے قلعہ مچھی بھون کو لے لیا یہ بات اور کسی قبر پر نہوئی حسین آباد
امام باڑہ نجف مین معرکہ لڑائی کا رہا عیان را چہ بیان —

نقل عہدنامۂ نواب آصف الدولہ و نواب گورنر جنرل بہادر

عہدنامجات فیمابین نواب صاحب الاجاہ چارلس ارل کارن والس صاحب بہادر سسب
آف ڈی کارٹر مشیر خاص حضور سلطان انگلستان زبدہ نوئیان عظیم الشان گورنر جنرل سپہ لار افواج
بادشاہی کمپنی متعلقہ کشور ہند طرف مدار المہام عمدۃ التجار سرکار کمپنی انگریز بہادر اور وزیر الممالک
ہندوستان آصف جاہ نواب آصف الدولہ یحیی علیخان بہادر ہزبر جنگ —

جب حضور نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر عرضیان تاجران آمد و رفت
ممالک قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر اور سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کی متضمن نقصان اور
تکالیف جو باعث لوٹنے محصول و سر رشتہ تحصیل محصول مال سوداگری کے اونھین ہوتا تھا
متواتر گذرین لہذا واسطے رفع خلشہاے مذکورہ اور رفاہ رعایا کے نواب گورنر جنرل نے سرکار
کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر نے دفعات ذیل کو منقح کیا جو ہمیشہ مطابق
اوسکے جانبین سے عمل مین آئیگا اور نسلاً بعد نسل قائم و مستحکم رہیگا —

دفعہ اول نواب صاحب الاجاہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب صاحب وزیر الممالک بہادر
متعہدین عہود کو آپ اور رعایا اور متوسلان یا اور اشخاص پاہر قوم اور ملک سے ہو کسی
درخواست کو معاف نکرینگے —

دفعہ دوم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ بوقت روانگی اجناس اپنے ملک سے
سمت سرحد ملک کمپنی انگریز بہادر دستک پروانجات متضمن تفصیل اور تعداد و نرخ اجناس پر
جسپر محصول رفتنی اپنے ملک کا لینا ہو مہر و دستخط اپنے اہلکارونسے دلوائین اور نواب
گورنر جنرل چارلس ارل کارن والس بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جسوقت اجناس ملک

سرکار کمپنی انگریز بہادر سے یعنی صوبجات بنگالہ بہار اور نیز ضلع بنارس سمت سرحد سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر سے جائیگا دستک پروانجات متضمن تفصیل و تعداد نرخ اجناس پر جسپر محصول قیمتی
اپنے ملک کا لیا ہو مہر و دستخط اہلکاردن اپنے کے دلوادینگے —

دفعہ سوم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی اپنے سرحد ملک کی
سمت سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہو وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک
سوائے سرکار کمپنی انگریز بہادر لیجائیگی اور نواب گورنر جنرل بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس
آمدنی سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی سمت حد نواب وزیر الممالک سے ہوگی وجہ محصول
اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک واسطہ نواب وزیر الممالک کے لیجائیگی —

دربابت وانگی مال سوداگرون کے جو دریاے گومتی اور گھاگرہ اور راہ خشکی سے ہو —

دفعہ چہارم جو مال سوداگری ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر قیمتی ہوگا محصول ایک مکانات مفصلۂ ذیل مین دیا جائیگا یعنی اگر راہ دریاے
گنگ سے جائیگا اوسکا محصول پھولپور مین دیا جائیگا اور اگر راہ گومتی سے جائیگا اوسکا
محصول گڈھ مبارک پور مین دیا جائیگا اور اگر راہ گھاگرہ سے ہو دوہری گھاٹ
دیا جائیگا اور اگر راہ خشکی سے جاے اوسکا محصول کیورہی یا میدنی گنج یا چاند پرتاب پور
مین یا مئو یا مہاراج گنج مین دیا جاویگا اور اگر راہ سرکار گورکھپور سے جاے محصول دریاے
گنڈک یا مکورکپور یا مجبلولی یا چلوتارہی مین دیا جاے اور بیوپاری یا کوئی اور شخص جسکے مال
سوداگری حوالہ ہو ان مقامات مرقوم الصدر مین سے محصول شرح دفعات ذیل داخل کرکے
دستک روانہ مہر کچہری تحصیلدار سے محصول پائیگا اوسے دستک روانہ مال مذکور بلا اخذ اور نواب
کے یا کسی طرح کی مزاحمت حدود نواب وزیر الممالک بہادر مین کیجائیگی مال سوداگری پر جو ملک
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر جہاں راہ تری خواہ خشکی سے
لیا جائیگا اوسکا محصول ایک چوکیات مقررہ سے ضلع بنارس مین اور صوبہ بہار مین لیا جائیگا اور
دستک روانگی بمضمون مرقوم الصدر مین دیجائیگی اور نواب صاحبان مغز اتجاس شرط پسکہ نام
چوکیات نواحداث کے ایک دوسرے کو اطلاع دین —

دفعہ پنجم درباب اجناس بانات وآہن وغیرہ او رتانبا سیسا اور اجناس آہنی ومسی و سربی وطلائی ونقرئی اور ابریشم بھی اور تھانہائے ریشمی اور تھانہائے مخلوط ریشم وسوت رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فی صد اڑھائی روپیہ بموجب نرخ مندرجۂ دستک روانگی سرکار کمپنی انگریز بہادر نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا۔

دفعہ ششم باب دستک روانگی نمک مین نمک رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فی صد پانچ روپیہ موافق نرخ دستک روانگی نوشتہ کے ایک چوکیات مقرری مین ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین نواب وزیر الممالک کو دیا جائیگا۔

دفعہ ہفتم بابت روئی مین روئی چالون یا جیدرنگر یا امراوتی یا ناگپور یا اور ملک متعلقہ دکھن سے اگر براہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے ہو کر ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگی محصول بحساب فی صد مقرری چھ روپیہ فی من کہ سیر ۶ ۵ روپیہ سکہ کا ہو سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیا جائیگا اور دستک روانگی بعدم مزاحمت کی سرحد ملک نواب وزیر الممالک بہادر تک مقام تحصیل محصول سے دیا جائیگا اور جسوقت روئی مذکور سرحد ضلع بنارس مین پہونچے گی محصول بحساب فیصد اڑھائی روپیہ موافق قیمت مرقوم اسقدر دینا ہوگا اور درصورتیکہ راہ عمل بنارس سے نجائیگی بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین محصول بحساب فیصد ہ نرخ مذکور کے دیا جائیگا۔

دفعہ ہشتم تھانہائے سوتی ریشمی مخلوط ریشم وسوت رفتنی ملک نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر محصول بحساب فی صد اڑھائی روپیہ فورًا بنرخ مندرجۂ دستک روانگی سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا اور جبکہ مال مذکور ضلع بنارس سے آئیگا محصول مذکور ایک مقامات مقرری ضلع مذکور مین لیا جائیگا اور بروقت پہونچنے صوبۂ بہار مین اہلکاران تحصیل محصول دستک روانگی بلا محصول مشتمل بر واگذاشت ہر چہار صوبجات بنگالہ بہار اڑیسہ دینگے اور درصورتیکہ مال مذکور ضلع بنارس سے

باہر ہوکر صوبجات مذکور مین آئیگا اوسکا محصول فیصد اڑھائی روپیہ از روی قیمت مرقوم الصدر چوکی اول صوبہ بہار مین تحصیل کیا جائیگا۔

دفعہ ششم تتمہ مال سوداگری پر جو دفعات مرقوم الصدر مین مندرج نہین ہو اگر بلک متعلقہ نواب صاحبان متعہدان معزالیہما سے جائیگا محصول بحساب فیصدہ موافق نرخ مرقومہ دستک وانگی ملک فتنی دیا جائیگا یعنی اگر مال مذکور ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین جائیگا اہلکاران نواب وزیر الممالک بہادر محصول بدستور ایک مقامات مذکور دفعہ سوم مین لینگے اور اگر مال مذکور ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگا محصول بحساب فیصد اڑھائی روپیہ چوکی اول ضلع بنارس مین اور چوکی اول صوبہ بہار مین بھی اڑھائی روپیہ دیا جائیگا اور مال مذکور عمل ضلع بنارس سے باہر ہوکر صوبجات بہار یا بنگالہ یا اوڑیسہ مین آئیگا محصول فی صدہ دو چوکی اول بہار مین دیا جائیگا۔

دفعہ دہم مال جو صوبجات بنگالہ بہار یا اوڑیسہ سے اضلاع بنارس مین سمت ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر جاوے اور محصول آمدنی بموجب نرخ اور سررشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیکر اگر کسی گنجیات یا بازار متعلقہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر بھیجا جاوے محصول معمولی اوس گنج اور بازار کا اوسپر لیا جائیگا لیکن اگر خریدار مال مذکور نے اوس ارادے سے لیا ہو کہ نواب وزیر الممالک بہادر کے ملک سے باہر لیجا کر بیچے اور ملک نواب وزیر الممالک بہادر مین نہ بیچے کسی طرح محصول گنج اور بازار کا نہ لیا جائیگا کارپردازان اوس گنج کی پشت دستک پر واسطے اوسکی پہ دستخط اپنے کرکے جاری کرینگے اور حوالہ مشتری کرینگے کہ مال مذکور سرحد ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے بلا مواخذہ باہر لیجاوے اگر اجیاتا اوس مال کو خریدار بعوض کیواسطے ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین کسی گنج یا بازار مین بیچے محصول فروخت موافق معمول اوس گنج یا بازار کے دیگا اور یہی طریق اوس مال کے واسطے ہوگا جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ملک مین جائیگا محصول آمدنی بموجب نرخ سررشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر سرکار کمپنی انگریز بہادر سے دیا جائیگا اور اگر کسی گنج یا بازار سے سرکار کمپنی انگریز بہادر مین

لیا جائیگا محصول اوس گنج کا اوس مال پر بموجب تفصیل شرائط مرقوم الصدر تحصیل کیا جائیگا اور حساب نرخ معمولی سے زیادہ نہ لیا جائیگا اور یہ جو مہتر ضلعے سرکارین نرخ قدیم اضافہ نہ لیا جائیگا۔

دفعہ یازدہم اگر کوئی اجارہ دار یا زمیندار یا تحصیلدار مال یا جاگیردار یا اور اہل معافی زمین سے مال پر جو ملک سرکار مین جاے بموجب نرخ کے جو دفعات مرقوم الصدر مین لکھا ہے محصول دستک روانگی سے لیوے تو بحجت لینے محصول کے واسطے تقصیر اول کے فی روپیہ بیس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور سزا دوسری کیواسطے فی روپیہ چالیس روپیہ لیا جائیگا اور تقصیر تیسری کے واسطے اگر وہ شخص اجارہ دار یا تحصیلدار مال ہے تو فیصدی دس روپیہ لیکر عہدے سے موقوف کیا جائیگا اور فی روپیہ سو روپیہ جرمانہ بھی لیا جائیگا اور بصورتیکہ وہ جاگیردار یا زمیندار یا معافی دار زمین ہو زمین متعلقہ اوسکی ضبط ہوگی اور کوئی تحصیلدار محصول وجہ محصول کی مال مذکور پر نرخ دفعات مرقوم الصدر سے بڑھائیگا اوسکی سزا تقصیر اول فی روپیہ دس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور خدمت سے موقوف ہوگا اور مظلومون کی دو روپیہ زیادہ سررشتہ سے دیا ہو جرمانہ مذکور سے واپس ہوجائیگا اور شنوائی اوسکی جس قدر جرمانہ حق معاوضہ مظلومون سے مناسب جانین دونون سرکار کو اختیار ہے۔

دفعہ دوازدہم اگر کوئی شخص بعدم دینے محصول کے قصد کرے لہذا اقرار دیا یا کہ سوداگر جسنے محصول دیا اور دستک روانگی اور کسی مقام تحصیل سے قصد آگے جانیکا کرے محصول وچند اوس سے لیا جائیگا اور نواب صاحبان متعددان سفر ایسا اقرار کرتے ہین کہ حکم نامہ مشتمل تاکید پر دینے محصول کے اور لینے دستک اور پروانجات کے موافق مضمون تحصیل الصدر کے مقدمات سے جو کی مقرری ہے بنام بیپاریان ممالک قلمرو جاری کرینگے لیکن مضمون دفعہ ۸ محصول بازار و گنج جو بموجب تفصیل نرخ دفعہ دوئین کے ہی بروقت پہونچنے اجناس کے گنج تحصیل کیا جائیگا۔

دفعہ سیزدہم باب مقرر محصول اون اجناس پر جو ایک کے ملک مین پیدا ہوکر اوسی ملک میں خرچ ہوتی ہو اور اجناس اپنے ملک کی رفتنی اور آمدنی پر بھی دوسرے ملک سے

جو عمل نواب صاحبان متعہدان معز الیہما مین ہوتی ہو سوائے روئی آمدنی وکمن وغیرہ کے اور رفتنی
ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو نواب وزیر الممالک بہادر اوسکا محصول بمضمون دفعہ ساتوین کے
لینگے اوسکا اختیار دونون سرکار کو اپنے ملک مین ہے۔

دفعہ چہاردہم درصورت مناقشہ فیما بین تجار ملک طرفین مین از روے دستور العمل و قوانین
ملک سکن مدعا علیہ قضایاے مذکور انفصال پاوینگے اور درصورتیکہ مدعا علیہ سکنہ ملک کمپنی انگریز
بہادر سے ہو تو اختیار مدعی کو ہے کہ اپنا دعوی معرفت وکیل نواب وزیر الممالک بہادر جو حضور
نواب گورنر بہادر مین حاضر رہتا ہے ظاہر کرے اور نواب گورنر جنرل بہادر واسطے تجویز
اور انفصال دعوی مذکور کے عدالت دیوانی اوس ضلع مین جو مقام متنازع فیہ یا سکونت گاہ
مدعا علیہ ہے سپرد کرین اور اس طریقے سے درصورتیکہ مدعا علیہ سکنائے ملک سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر سے ہو با خبار مدعی کے ہے اپنا دعوی معرفت اوس صاحب کے جو نواب گورنر
جنرل بہادر کیطرف سے نواب وزیر الممالک کے حضور مین حاضر رہتا ہے اظہار کرے نواب
وزیر الممالک بہادر کو اختیار ہے کہ مقدمہ مذکور اپنے اہلکارون مین سے کسی متدین کے تفویض کرین
اور نواب صاحبان معز الیہما اقرار کرتے ہین کہ اگر عملہ سائر اور زمینداران وغیرہ جو شخص کہ ممالک
متعلقہ ایک دوسرے کے رہنے والون مین سے ہو اور کسی جہت سے تاخیر اور بیوپاریون پر خلاف
اس عہدنامے کے عمل کرے پس جس شخص نے تعدی کی ہوگی اختیار اوس شخص کو ہے کہ بموجب سرشتہ
مرقوم الصدر احوال اپنا ظاہر کرے۔

دفعہ پانزدہم یہ عہدنامہ ملک روہیلکھنڈ عرف کٹیہر سے کسی طرح تعلق نہین رکھتا اور نواب
وزیر الممالک بہادر تحصیل محصول مین بموجب سرشتۂ قدیم یا دریاب اضافہ یا تخفیف در وجہ محصول
علاقہ ملک لینے مین حسب مزاج اختیار رکھتے ہین۔

دفعہ شانزدہم نواب وزیر الممالک نے واسطے تامل کرنے ضلع فرخ آباد کے
اس عہدنامے سے نواب مظفر جنگ کو راضی کیا کہ اگرچہ واسطے موقوف کرنے تحصیل
محصول کے علیحدہ روئی آمدنی ملک دکمن وغیرہ ہر سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر اور مال
سوداگری آمدنی یہ جو ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے نقصان نواب مظفر جنگ بہادر کو

شامل عہدنامہ مذکور کیا چٹھی اوس علاقے کی اس عہدنامہ ملک نواب مظفر جنگ بہادر بہ شمول ملک نواب وزیر الممالک بہادر منظور ہو۔

تاریخ یکم ستمبر ۱۷۸۸ء مطابق ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۲ ہجری تک قبول ہوسکے اگر منعقد اور ہوگیا طرفین سے یہ عہدنامہ جاری اور کام آسکا دسوین شوال سنہ ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۷۸۹ء۔

نواب میرزا وزیر علیخان

VAZEER ALI KHAN

مسند نشینی مرزا وزیر علیخان مستعار بی ثبات

جب جناب عالی نے نواب گورنر جنرل سرجان شور صاحب بہادر اور صاحب رزیڈنٹ سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا نام نامی ارشاد فرمایا تھا بطیب خاطر قبول و منظور کیا تھا اگر کسی طرحکا دغدغہ ہوتا یا وسوسہ سماعی تو سکوت کرتے یا بالمشافہہ بیان کرتے مگر یہ کہ موقوف بروقت رکھا جسطرح حضرت خلد منزل نے بتصریح جنرل لو صاحب سے فرمایا حضرت جنت مکان سے جنرل موصوف نے باب مصطفے علیخان مین پوچھا یہ بھی اکثر خواص کو معلوم ہو گرنہ اولاد اکبر وہی تھے خلاصہ تہنیت نامہ مبارکباد مسند نشینی نواب گورنر جنرل نے جو بھیجا سرکار شاہی مین موجود تھا۔

غرض بعد انتقال جناب عالی جب لمسڈن صاحب رزیڈنٹ واسطے انتظام کے مع نہالن ولتخانے کو آتے تھے فوج سرکار دو رویہ دولتخانے سے حسن باغ مچھی بھون تک کھڑی ہوئی تھی روکا فرمایا کہ ہم واسطے بندوبست کے جاتے ہین افسران فوج نے کہا مگر یہ فوج کسی غنیم کی ہو تفضل حسین خان نے عرض حال بہو بیگم صاحبہ سے کیا محرم علیخان اور جواہر علیخان نواب ناظر آئے اور صاحب رزیڈنٹ کو لیگئے جناب عالیہ نے پیام بھیجا کہ اسوقت میری نظر مین جہان تیرہ و تار ہی تم وارث اس ریاست کے ہو جسے مناسب سمجھو مسند نشین کرو مرزا جنگلی مرزا مینڈھو وغیرہ کچھ سمجھکر با اسلحہ آئے تھے میر محمد علی وغیرہ حاضرین کہتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ نے پکار کے ارشاد کیا کون مسند نشین ہوگا سوا اوسکے جسے وہ خود کر گیا ہی یہ سُنکے صاحبان ارادہ بجاے خود رہگئے۔

مرزا وزیر علیخان پنج محلہ مین اپنے مکتب سے حسب الطلب نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے بوچے مین سوار پہلے آچکے تھے ننگے سر گریبان دریدہ پائین نعش مرحوم کھڑے رو رہے تھے جواہر علی خان نے اوسوقت حسب الحکم بیگم صاحبہ دوشالہ سبز جو پلنگ مرحوم پر پڑا تھا اوسے انکی گردن مین ڈالدیا باہر آئے حکم شلک توپ و منادی شہر ہوا حاضر الوقت عزیز و اقربا ملازمین نے نذر دی بھائی بھتیجے نا امید ہو ہوم خیالی صاحب رزیڈنٹ کے کلام سے مایوس ہو کر پھر گئے جناب عالیہ جو مالک مختار تھین کچھ امتیاز حق و باطل نکیا

معمول صاحب رزیڈنٹ پر رکھا یہ ریاست خداداد بہ منت و مشقت شخص غیر کو ہو گئی صاحبان انصاف نے مصلحت وقت سمجھکر سکوت کیا کچھ مدہ خلعت نکی کسواسطے کہ غیر مستحق سے ریاست لے لینا فورا سے الزام و حیلہ سے ممکن ہی اور مستحق کو غیر مستحق سے لیکر دینا وہ محکوم اور احسانمند ہو جاتا ہی اسکا احوال اپنے مقام پر آجائیگا غرض وزسوم موافق معمول اہلکاران دو تنخواہ سرکار بمراتب خلعت ہوے —

کردار نا ہموار مرزا وزیر علیخان و برہمی ریاست چندروزہ

پانچ مہینے کئی دن کی مدت ریاست مین جو چلن مرزا وزیر علیخان نے اختیار کیا بالکل خلاف داب دستور و روش ریاست تھا اونکے مصاحب خاص ہر ایک انتخاب زمانہ تھے اصل بدمعاش کوتاہ اندیش جمع ہوے تھے اگر ان سب کے حرکات ناشائستہ اور لغویات باطل کو لکھین تو فضول ہی محمد اکبر بادشاہ دہلی بارہ برس کے سن مین تخت نشین ہوا مگر ارکان دولت کو دیکھیے کون کون منتخب زمانہ تھا نواب خان خانان ابو الفضل فیضی بیربل ٹوڈرمل موجد حساب وغیرہ تھے ارکان دولت کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ جب رکن مضبوط و مستقل ہو تو عمارت عالیشان بھی مستحکم ہوتی ہی اور جہان ایسے ارکان جمع ہون تو پھر قیام عمارت کہان سے ہو خلاصہ جب ارکان دولت نے یہ حال دیکھا ہر شخص اپنی آبرو اور مال سے خائف ہو گیا الاعوام سیاہ و جاہل انجام کار فقط شجاعت و سخاوت اور نام نامی جناب عالی جانکر گرویدہ تھے خصوصًا ارباب نشاط اور یہ سب کے سب غافل یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید سے تھے اب فی الجملہ سُنیے بعض حرکات ناشائستہ کو ایک دن چار اماہیان صاحبات محل سے جو بنام نامی جناب عالی تعین پسند کر کے اپنے تصرف مین لائے اور تصرف جناب عالی کا حال معلوم تھا اسکا چرچا زبان زد خلایق ہوا نواب ناظر اور بعض قدیم نمکخوار نے عرض کیا کون سُنتا تھا پس مختصر یہ ہی کہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان جو انکا محسن مسند نشینی کا ہوا تھا ایسے حرکات لاطائل و ہر روز طلب اشیاے بیش قیمت اور کمیاب اور اوسکے تامل کے دینے سے اور طلب اماہی صاحبات محل سے بہت عاجز آیا تھا اور اوسکی عدم رسی کے سمجھانے سے اور بسبب خفا ہونے بے محل کے خوف اپنی آبرو کا

ہوگیا تھا ایک دن کسی بہت عمدہ چیز کو طلب کیا اونھون نے اوسکے بھیجنے مین تامل کیا برہم ہوکر فرمایا پکڑ لاؤ مین اوس نمکحرام کی آج ناک کاٹ ڈالونگا نواب ناظر خائف و ترسان ہوکر وقت ٹھیک دوپہر تھا مفرسوا اسکے کچھ خیال مین نہ آیا بسرعت تمام خان علامہ کے پاس چلے آئے پانون پر گر پڑے کہ آج عزت و جان کسی صورت سے نہین بچتی خانصاحب نے اوسی وقت اپنی بارہ دری کے کوٹھے پر بھیجدیا میر منظر کمیدان اور کئی شخص معتمد حفاظت کو کردیے مرزا وزیر علیخان غنل در آتش غضب ہوکر ہاتھی کے پاٹھے پر سوار ہو خود بولتے ہوے داخل خانہ خان ہوکر فرمایا اوس نمک حرام کو لاؤ عرض کی آپ کے سر کی قسم یہان نہین ہے جب ہرکارہ اخبار کا مقابلہ ہوا عرض کی تعجب ہے کہ حضور کو غلام کی قسم کا اعتبار نہین اس تین روپے کے پاجی کے کہنے کا اعتماد ہے یہ سنکے اوسی غصے مین پھر آئے خان علامہ اپنی عقل و حکمت عملی کے نزدیک ایسے طفل جاہل و نادان کی باعث فروغ و اختیار کلی سمجھے ہوے تھے مگر اس فتنۂ خوابیدہ سے غافل تھے۔

بعد اسکے خان علامہ نے نواب ناظر کو زنانے میانے مین سوار کر معیت محمد اسحاق خان منشی بخشی آر صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا صاحب موصوف نے بعد دریافت حقیقت حال مرزا خلیل کے بنگلے مین بھیجدیا ہرکارے نے جب یہ خبر پہونچائی مرزا وزیر علیخان نا عاقبت اندیش اوسی طرح پر غضب صاحب رزیڈنٹ کے پاس چلے گئے صاحب موصوف نے پہلے بہت بہ آشتی و دلجوئی سمجھایا کہ وہ خانہ زاد سرکار ہے کہان جائیگا آپ کے عتاب سے بخوف آبرو چھپ رہا ہے جب رفع ملال خاطر ہوگا حاضر ہوگا جب اسپر بھی بدرشتی اصرار کیا فرمایا یہ ہمارا گھر نہین بلکہ سرکار کمپنی کا گھر ہے اگر ہم بپاس خاطر اوسے اسی وقت حوالہ کردین اور پھر ہماری سرکار سے اسکی بازپرس ہم سے ہو تو ہم کیا کرینگے یہ امانت حضور ہمارے پاس ہے جبتک حکم صدر ہمین پہونچے یہ سنکر مایوس ہوکر چلے آئے اب فقاے خاص نے سبکو نمکحرام ٹھہرایا کہ وہ ہین وہ ہین خصوصاً جتنے اہلکار قدیم ہین سب بدخواہ حضور ہین اور خیرخواہ و متوسل انگریز بہادر ہر ایک نمکحرام کے نام پر چوبرنگ بھی تلوار کا ہونے لگا کہ مین اوس دب اکبر نمکحرام پر تلوار مارتا ہون۔

گرفتاری مرزا وزیر علی خان

القصہ جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو یہ اخبار متوحش متواتر پہونچے تحریرات
صاحب رزیڈنٹ اور تفضل خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد عظیم برپا ہو اسواسطے کہ سب
فوج حاکم وقت سے موافق ہے اصلاح کرنا ضرور ہے کلکتے سے بنارس تک بدریا تشریف لائے
وہان سے انداہ خشکی جونپور چاندپیسے ہوکر داخل لکھنؤ ہوئے مرزا وزیر علیخان حسب دستور
چاندہ و پرتاب گڈھ تک بڑی دھوم دھام سے استقبال کو گئے نواب گورنر جنرل کے
ساتھ ایک کتب فوج تھی راہ مین رعایا زمیندار وغیرہ کو دعا گو مرزا وزیر علیخان پایا اور اپنی
سرکار کے خلاف اس جہت سے فوج کو راہ مین قدغن تھا کہ کسی زمیندار یا رعایا سے قصور بھی
ہوجاے تو مال دنیا ہا و ارادہ مین فساد ہوجاے اور بالاتفاق سب سے طعن و تشنیع نمک حرامون
اور خان علامہ پر سنی —

غرض بعد تعارفات معمولی ارکان دولت جو بانی مبانی بیچ کنی اس ریاست مستعار کے
ہوے تھے نواب گورنر جنرل سے سب نے مشروحاً عرض حال کیا فرمایا ظاہر یہ امر بہت
دشوار ہے اور کیونکر بہ پیرایہ ثبوت و تحقق ہوجاے کہ وزیر علیخان نطفۂ نواب سے نہین ہے کسواسطے
کہ جسے خود جناب عالی نے اوسکے ثبوت کا اقرار کیا ہے اور ہماری اجازت سے اوسے اپنا قائم مقام
کیا ہو نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحبہ سے خاص محل جناب عالی
سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا اظہار دیا کہ فقط برہان علی خان نطفۂ نواب
سے ہوا تھا وہ صغر سنی مین مرگیا باقی اور اولاد و نام نامی امارت اور نواب بہو صاحبہ نے
پس چلمن سے خود کہا کہ کبھی تسلط نواب جیسا کہ شوہر دنیا کا ہوتا ہے نہین ہوا ان دو
گواہون سے تحقیق ہوچکا بعد اسکے نواب گورنر جنرل نے اپنی رفع بدنامی کو ایک محضر
استشہاد لکھا جسپر حسب ارکان دولت عزیز و اقربا وضیع و شریف مہر کرین کہ حجت و
سند کامل ہوجاے —

بعد اسکے نواب گورنر جنرل بحیلۂ تبدیل آب ہوا مع فوج کوٹھی بی بی پور مین تشریف
لے گئے اس خیال سے کہ فوج سب موافق ہے اگر شہر مین صورت فساد ہوئی مبادا

رعایاے بیگناہ کا خون ناحق ہو جاے غرض جب نواب محتشم الیہ مقیم خیام ہوے عوام مین یہ
خبر مشہور ہوئی کہ نواب گورنر جنرل خفا ہو کر چلے گئے ہین چار و ناچار مرزا وزیر علی خان
اور سب ارکان دولت مع نواب عالیہ و جناب عالیہ تشریف لے گئین ادھر بھی فوج کثیر جان نثاری
پر موجود تھی اوس زمانے مین مردم سپاہ کو البتہ بہت تمیز تھی اپنے تئین جان نثاران ریاست
سمجھتے تھے۔

نواب گورنر جنرل نے ازراہ مصلحت وقت و بخاطر مرزا وزیر علی خان خلعت نیابت
نواب سرفراز الدولہ کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت راے کو دیا بظاہر دلجوئی نواب ورخان علامہ
سے نیابت بھی موقوف کی بعد اسکے ان دونون سے فرمایا کہ تم نمک خوار و خیر خواہ قدیم
اس ریاست کے ہو چاہیے کہ تم بھی غیر مستحق کو نہ چاہو گے کہ سرکار مین تمھارا موجب
وثوق نیکنامی و خیر خواہی ہوگا دونون نے بدل منظور کیا اور عرض کی کہ ہم بہر صورت تابع فرمان
ہین فی الحقیقت اس سرکار کے حافظ و حامی و حق شناس آپ ہین پھر محضر انھین نے لایا کہ سب
وضیع و شریف شہر کی اسپر ابطال نبوت مرزا وزیر علیخان اور استحقاق مسند نشینی نواب یمین الدولہ
سعادت علیخان بہادر مندرج ہو کسواسطے کہ یہ اولاد اکبر نواب شجاع الدولہ بہادر مستحق وزارت
آبائی کے ہین۔

ایک دن نواب گورنر جنرل نے دربار عام کیا جتنے امرا و اقربا و ارکان دولت تھے حاضر
ہوے حکیم میر احمد علیخان وغیرہ متوسلین مرزا جعفر و سرفراز الدولہ کہتے تھے کہ ہمارا خیمہ سامنے
دروازہ کوٹھی کے تھا دربار مین بڑا بندوبست تھا فوج گورا و ہندوستانی احاطہ کوٹھی مین وروبہ
آراستہ کھڑی ہوئی تھی جو داخل دروازہ ہوتا تھا پھر دروازہ بند ہو جاتا تھا کہ ہجوم عام
نہ آنے پائے نواب گورنر جنرل درجہ اول کوٹھی بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے درجہ
دوم مین سب اہل دربار تھے صاحب سکرٹر اعظم نے وہ محضر پیش کیا کہ باتفاق سب نے سیر
مہر کرین ہر ایک نے موافق اپنی منزلت کے عذر سارہ پیش کیا جب مہرین نواب عالیہ اور
جناب عالیہ اور نواب بہو صاحبہ و نواب ناظر محمد تحسین علیخان و محمد آفرین علیخان و نواب اشرف علیخان
و خان علامہ کی دیکھین مجبور ہو کے سب نے مہر کی صبح سے ۳ بجے تک مرحلہ طے ہوا رخصت ہوے

باہر نکلے ہر ایک سر گریبان ہوکے اپنے خیمے کو چلا گیا۔

بعد اسکے وزیر علیخان کی طلب ہوئی بڑے تزک سواری سے داخل کمرہ ہوے صاحب سکرٹر نے وہ محضر دکھا کر کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ ہمارا اسمین کچھ قصور نہین لیکن ازبسکہ ہم حامی وحافظ اس ریاست کے ہین چاہتے ہین کہ حق مستحق ریاست کو ملے غیر مستحق نہو اور سواے اس امر خاص کے آپ بہرحال ہمسے مطمئن ہین اس سے زیادہ آپ کا حفظ مراتب ملحوظ رکھینگے اور ہر حال مین آپ کے حامی و محافظ رہینگے اور جو مال و اسباب آپ کا ذاتی ہے اوسکا کوئی مانع نہوگا اور آپکا اس شہر مین رہنا بھی مناسب نہین بنارس مین باطمینان فارغ البال ہو کر رہیے ۲ لاکھ روپیہ سالانہ بواسطۂ صاحب رزیڈنٹ ملا کریگا مرزا وزیر علی خان یہ سنکر آبدیدہ ہو رخصت ہوے سیدھے بہو بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے عرض کی مجھے آپسے فقط اتنی شکایت ہے کہ بالفرض مین نواب آصف الدولہ کا بیٹا نہ تھا اونکا غلام تو تھا آپ کی اطاعت کوئی مجھسے زیادہ نکریگا جناب عالیہ ازبسکہ عاشق اپنے بیٹے کے نام کی تھین رونے لگین فرمایا کہ اگر فقط میری مہر سے تمھین مسند نشینی ملے موجود ہے بعد اسکے وزیر علی خان اپنے خیمے مین آئے بیگم صاحبہ سے بھی سبب ناگواری یہ ہوا تھا کہ نواب ناظر جواہر علیخان نے انکی محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وزیر علیخان کسی بوبو کی بے پالک کو اپنی خدمت مین لائے تھے بیگم صاحبہ کو بہت ناگوار گذرا تھا وزیر علیخان کی جھنجھلا کے نواب ناظر نے محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی۔

نواب گورنر جنرل کو پھر خبر پہونچی کہ وزیر علیخان کے پاس ہزارہا جان نثار سرفروش جمع ہوے ہین ایسا نہو سوار ہوکر شہر مین چلے جائین پھر بہت مشکل پڑے گی اس جہت سے دوبارہ طلب فرمایا جب سوار ہوے ڈنکہ سواری کی خود ممانعت کی عبد الرحمن خان رسالدار قندھاری نے گستاخانہ عرض کیا ہم جان نثار حاضر ہین حضور اسوقت نہ جائین دغا ہے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان جو مقرب خاص تھے عرض کی بلکہ نہ جانے مین بنا کام بگڑ جائیگا رسالدار نے عرض کی ہم اپنے حق نمک سے ادا ہو گئے اوسی وقت سیدھے مع رسالہ خالصپور چلے گئے وزیر علیخان جب داخل کمرہ ہوے سکرٹر نے فرمایا اب حضور کا یہین تشریف رکھنا

مناسب ہو گورونے آکر پہرے مین کرلیا گارد تلنگہ نے جو باہر پھاٹک کے تھا اہتمام کرکے
جلوس سواری کو ہٹادیا دفعتہ لشکر مین غل ہوا نواب قید ہوگئے ایک چوبدار نے پھاٹک پر آکے
پکار کے کہا نواب صاحب کا پلنگ لاؤ بس اس صدائے صور اسرافیلی سے لشکر مین ایک تلاطم ہوا اور
انگریزی پہرے ناکہ شہر تک پہیل گئے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان بظاہر مصاحب
وقت بداور وضعداری سے بھی حاضر رہے اور باطن مین گو نیادہ سرکار تھے سرکار بھی انسے
مطمئن تھی اگر کسی طرح کا کھٹکا ہوتا تو کاہیکو رہ سکتے اسی خیرخواہی سرکار انگریزی سے اور نمک حرامی
اپنی سرکار سے نواب گورنر جنرل نے بمضمون واحدان چارون یار غار یعنی نواب اشرف علیخان نواب
قاسم علیخان محمد تحسین علیخان محمد آفرین علیخان کو چٹھیان عنایت فرمائین کہ یہ چار اشخاص مشخصہ
خیرخواہ کمپنی ہین حفاظت انکے جان ومال وعزت کی سرکار کو لازم ہے جب سے یہ لوگ خیرخواہ کمپنی
کے نام سے مشہور ہوے انمین سے تین کا پنشن سرکار عالیہ سے جاری ہوا سوا سے
پنشن محمد آفرین علیخان کے خواہ ناموافقت اہلکاران شاہی یا نافہمی متوسلین خان
موصوف سے رہ گیا۔

غرض وہ شب بھی عجب اضطراب پریشانی مین تمام لشکر پر گذری مگر نواب گورنر جنرل
نے کس خوبی سے انتظام کیا کہ باوجود اس کثرت فوج اور ناموافق ہونے حاکم وقت سے
کسی نے سر نہ ہلایا مرزا ابراہیم بیگ داروغہ توپخانہ اس ہنگامے مین سرفروشی پر موجود تھے
عبدالرحمن خان قندھاری وغیرہ نے محضر پر مہر نکی عذر کیا کہ ہم سپاہی ہین جو حاکم
ریاست ہو ہم اوسکی اطاعت کرین ہماری مہر سے کیا کام نکلیگا انھین کے بھروسے پر
مرزا جنگلی صاحبزادے نواب شجاع الدولہ نے امیدوار منصب وزارت ہو کر بہو بیگم صاحبہ
کے پاس حاضر ہو کے اپنا مطلب عرض کیا تھا کہ آپ بھی شریک ہون تو میرے واسطے
سند مستحکم ہوجاے مگر وہ راضی نہوئین یہ بھی اپنے ارادے سے باز رہے اسی وجہ سے
نواب یمین الدولہ بہادر نے پہلے مرزا ابراہیم بیگ سے توپخانہ لیکر انتظام الدولہ مظفر علیخان
کو دیا اور بمقابل عبدالرحمن خان کے شیخ مسعود کو رسالدار کیا پندرہ سو سوار انکے ساتھ تھے
گرچہ نمکخوار قدیم معرکہ بکسر مین انکے بزرگ کام آئے ہین مگر یہ لیاقت وقابلیت موعسہ دہلیہ کی

رکھتے تھے بڑے مسرف مال مردم خور خانہ جنگی انکے گھر پہونچی رسالہ نکل گیا مگر تین سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ تاحین حیات سرکار سے ملا کی مرزا جنگلی اور مرزا مینڈھو دونون بھائی اسی اولوالعزمی کی جہت سے لکھنؤ سے عظیم آباد جا کر رہے خلاصہ صبح ہوتے ہی لشکر سے جتنے ارکان دولت اہلکار تھے تاکتکیہ بوعلی شاہ پر استقبال نواب یمین الدولہ کے لیے گئے فقط فوج انگریزی رہگئی —

فساد مرزا وزیر علیخان بنارس مین چیری صاحب کا مارا جانا وزیر علیخان کا بھاگنا

بعد ہفتہ عشرے کے حسب الحکم نواب گورنر جنرل مرزا وزیر علی خان مع اپنے مال و اسباب و جواہر بیش قیمت اور ہاتھی گھوڑے اور رفقا و متوسلین و ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے و داخل بنارس ہوکر درگاکنڈ مین مقیم ہوے جسمین نواب یمین الدولہ بہادر رہتے تھے بڑی عزت و احتشام سے چند روز تک رہے بعد اسکے اپنے خیال خام سے چاہا کہ فتنہ خوابیدہ کو پھر بیدار کرین دراپنی گوشہ نشینی عافیت و عزت و دولت خداداد کو غنیمت نہ سمجھا اور مخزبان خاص بھی اوسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ تھے باخفا راجہ علی بہادر بندیل کھنڈ گسائین ہمت بہادر مہاراجہ سیندھیہ و راجہ جو گرد و پیش تھے سب سے اپنی کمک کی درخواست کی اور ایک تاریخ ٹھہرائی کہ فلان تاریخ یہ ہنگامہ فساد برپا ہو اور کئی ہزار گنوار سہ بندی بھی نوکر رکھا اور ایک عرضی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بھیجی اسکی تحریر مین نواب شمس الدولہ ڈھاکہ اور بہت سے لوگ گرفتار ہوے پلٹن جو سکروری کی چھاؤنی مین تھی اوسے بھی موافق کر لیا اوسکے افسرون نے بھی اقرار کیا کہ ہم بارھہ آسمانی مار کے تمھارے شریک ہوجاینگے غرض اپنے نزدیک خوب گرم مصالحہ جمع کیا البتہ اگر سب طرف سے یہ عمارات یاد آورد جمع ہوجاتین تو ہنگامہ چندروزہ ہوجاتا —

جب گورنر جنرل بہادر کو ایسے اخبار متوحش پہونچے کہ یہ ارادہ فاسد اپنے خیال خام سے کیا چاہتے ہین اس ہمارے سمجھانے سے بھی بو وزارت دماغ سے نہین گئی جان چیری صاحب رزیڈنٹ کو حکم قطعی پہونچا کہ بہر صورت وزیر علیخان کو جلد روانہ کلکتہ کرو صاحب موصوف نے پہلے کمال عطوفت سے سمجھایا کہ حسب الحکم نواب گورنر جنرل جسطرح آپ لکھنؤ سے بنارس آئے

اب آپ کلکتے تشریف لیجائیے تو بہتر ہے ورنہ اسکے خلاف مین سراسر باعث خرابی کا ہوگا وزیر علیخان نے اپنے ناقہمون سے مشورہ کیا بالاتفاق سبھون نے جواب دیا کہ کلکتے مین قید فرنگ ہے یہ سامان نوابی رفیق و رفقا کوئی نہ پاوینگے پھر اس قید سے مرجانا بہتر ہے ہم جان نثار تو شریک حال ہین—

اس محضر پر بھی وزیر علیخان کی تشفی نہوئی اگر خیال کرتے کہ سچ ہے مستحق ریاست نہین ہون نواب آصف الدولہ نے اپنی خوشی خاطر سے مجھے مسند نشین کیا تھا اگر کچھ ایمان سے لگاؤ ہوتا تو کیا عجب ہے کچھ سمجھتے اسپ جہالت پر سوار تھے کا ہیکو فہم درست ہوتا خلاصہ یہ ہے تاریخ نہم ۹ جنوری ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۴ھ چیری صاحب نے وزیر علیخان کو بلوا کر بہتر سمجھایا جب نہ مانا صاحب نے سخت جواب دیا انھون نے برغضب ہوکے ولایتی تلوار کمر سے کھینچکر ماری صاحب اوٹھ کھڑے ہوے چاہا کہ کوٹھی کے کوٹھے پر چلے جائین پیچھے کرسی رکھی تھی اوجھلکر گرے دوسری تلوار پڑی کام تمام ہوگیا میم صاحبہ کوٹھے پر گئین زینے کا دروازہ بند کرلیا جان سے بچین تلنگے سلامی کو باہر جمع ہوے تھے بھاگ کر جابجا چھپ رہے وزیر علی خان کرنل پرنٹ صاحب کی کوٹھی مین گئے اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینے کی جالی سے تمنچے سے کئی آدمیون کو زخمی کیا وزیر علیخان پھر وہان سے شہر کو چلے اس عرصہ مین شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا دفعتہً منادی بھی ہوئی بدمعاشان و ملازم شہر سب طرف سے دوڑ پڑے لوٹ شروع کردی مرزا منظفر بخت عرف مرزا جمعہ منجھلے بیٹے مرزا جوان بخت شاہزادے کے اپنی نافہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخان کو اپنی خواہش مین سمجھالیا یہ بمنزلت وزارت آبائی مورچھل ہلانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوے اس خیال خام سے کہ اگر بن پڑی تو ہم بادشاہ تم وزیر بنے بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلان کئی ساعت رہا گوار زمیندار کچھ رعایاے شہر بطمع لوٹ شریک ہاے ہو رہی جبتک چھوٹے کلکتے فوج مع توپخانہ آپہونچی زیر چھیرہ توپ سبکو رکھ لیا ادھر مقابلے مین ایک کمپنی تلنگون کی ایک تمن نجیب یا ایک چھوٹا گروہ توپ کا میدان سے ہٹکر ایک باغ مین پناہ لی جب ٹھان بھی پاؤن نہ ٹھہر سکے سیدھی راہ اپنے گھر کی لی وزیر علیخان نے اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا

اسی میدان مصاف مین ٹوٹ کر مرجائیے شاہزادۂ عالم پناہ نے دیکھا کہ میری جان مفت
جائیگی سمجھایا کہ بھائی جان یہ لڑائی ہر بنتی بھی ہی بگڑ بھی جاتی ہی جوانی وجہالت پر کام نچاہیے
گھر چلو وہان پہونچکر انتظام کرینگے سبحان اللّٰہ ؎ توکار زمین را نکو ساختی + جب پھرے
شاہزادہ بہادر تو اپنے محل مین داخل ہوے ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت +
وزیر علیخان حالت سراسیمگی مین جو کچھ سردست فقط جواہر واشرفی لیکر گیا وہ جان نثار ون سے
جنمین مرزائی بیگ کالیے میر عزت بہادر علی وغیرہ تھے (یہ زبانی بہادر علی کے لکھا) سوار گھوڑ دوپہر
غلط گذرہ آئے وہان کا راجہ نادر شاہ تھا اوسنے کنار گھاگرا دریا پہونچا کر پھر آیا پار اوترے
گورکھپور کے جنگل مین خائف وترسان پھرتے رہے راجہ معتوب سرکار ہوا ارادہ مین دلدل مین
پھنس گیا تھا بہزار خرابی رستا پھینک کر نکالا اوس جنگل مین میداروں کی گوہار سے چند روز
تک ہنگامہ برپا رکھا —

جب یہ میدان مصاف غازیان نامرد سے صاف ہوا نواب علی اکبر خان طبا طبائی
متوسل گورنمنٹ اور مرزا پانچہ کوتوال شہر نے ایک پلٹن اور دو توپوں سے بند وبست
شہر کیا چھرے مارنا شروع کیے عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہوگئی تھی کافور ہوگئی شہر
مین امن وامان ہوئی بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ بہادر کو حکم سرکار ہوا حضور اپنے قدم مبارک
سے فرخ آباد کو آباد کرین تو بہتر ہی وہ وہان گئے اب تحقیقات وزیر علیخان مین بہت سے
دھرے جائینگے —

وزیر علیخان صحرا نورد نے چاہا کہ ترائی نیپال مین خاک چھاننے سے کیا حاصل
بٹول سے نیپال چلے جائیے لیکن نجا سکے اودھ کے جنگل ورملک ترائی مین کئی برس تک
پھرتے رہے لوٹ مار پر اوقات رہی زر نقد کہان تھا جواہرات کا خریدار کون ہوتا جسکی قسمت
کا تھا اوسکے پاس رہا جب ہمراہی فاقہ مست مرنے لگے جمعیت پریشان ہوگئی فوج انگریزی
اور جناب عالی نے پیچھا نچھوڑا تمندھاری رسالے کے سوار کہتے تھے کہ ہمنے
پاس نمک نواب آصف الدولہ کیا اکثر جنگل مین وزیر علیخان کو طرح دی اس ہنگامے سے
زر تحصیل عمال ملک مین البتہ فتور رہا پامالی زراعت کی جہت سے جب صاحب رزیڈنٹ

متقاضی تنصیف ملک کے ہوتے تھے جناب عالی ہنگامہ وزیر علی کو پیش کرتے تھے —

جب وزیر علیخان اس بادیہ پیمائی سے تھکے کچھ بن نہ پڑا اور نہ کہین پناہ ملی نہ کہین جا سکے ترک لباس کیا فقیر بنے تاکہ اس صورت سے کوئی پہچان نہ سکے فیض آباد آئے یونس کی سرا مین اوترے شیخ بہادر علی نقل کرتا تھا کہ ایک رات جنگل مین ہم چلے جاتے تھے وزیر علیخان ولایتی گھوڑے مصاحب نام پر سوار تھے اتفاقاً ہمنے دیکھا کہ گھوڑے کے پچھلے پانون مین ایک پتلی رسی لٹکتی جاتی ہے ہمنے عرض کیا باگ روک کر گھوڑے سے اوتر پڑے وہین گھوڑا بھی گر پڑا اور دیکھا کہ کسی شاخ درخت سے جہان گھوڑا بھڑکے چلا ہے اوس شاخ سے گھوڑے کے پیٹ سے آنت نکلکر لٹکتی جاتی ہے وزیر علی خان نے کہا مصاحب تمنے بھی ہمین دغا دی وہ تین مرتبہ سر اوٹھا کر آخر سر ٹیک کر مر گیا دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے جتنا اسباب تھا سب اوسی پر رہا —

پھر وزیر علیخان لکھنؤ آئے چوک مین ہرن کی سرا مین اوترے ایکدن فقیر بیراگی بن بھبوت بدن مین ملے ایک ہاتھ مین طوطی کا پنجرہ لیے قبر نواب شجاع الدولہ پر گئے مگر تعجب یہ ہے کہ اونکو کسی نے مطلق نہ پہچانا یا شاید اوس زمانے مین کوئی گو ہندہ نہ تھا کچھ سمجھ مین نہین آتا بعد اسکے بیشری گھاٹ گومتی اوتر بحبور ہو کر الہ آباد سے جمنا اوتر سیدھی جے نگر کی راہ لی اونکا خیال ہے کہ شاہ کابل تک پہونچکر اونسے مدد لیجیے اور رجواڑون کے راجاؤن کو شریک کر کے پھر تا با ہیجیے مگر دام اجل سے غافل تھے —

خانہ زاد خان ایک شخص دلی کے ذات شریفون مین سے تھے وہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کو دلی کے قلعہ سے اپنی حکمت عملی سے نکال لائے تھے جب وزیر علی خان کا ہنگامہ برپا ہوا شاہزادے سے عرض کیا کہ غلام نے اپنی حسن رسائی سے ساری فوج جناب عالی کو موافق کر لیا ہے بسم اللہ حضور جلوس فرمائین آپکے آگے وزیر اعظم کا کیا مرتبہ ہے مگر شاہزادے نے اوسوقت عاقبت اندیشی کی تمنا خدا نے اس آفت سے بچایا خلاصہ سلطنت ہندوستان مین اکثر نافہمون اور نا عاقبت اندیشون سے ایسے فساد ہوتے رہے ہین اور پھر ستر اکبھی پہ پہنچے ہین —

اسی عرصے مین ایک شخص مجہول الاحوال وہ سرا وزیرعلیخان پیدا ہوا ایک نشد و رشد اُسنے بھی بدمعاش اور گوار جمع کرکے ممالک محروسہ مین لوٹ مار شروع کی سرکار سے اوسکا بھی قرار واقعی تدارک و استیصال کیا گیا۔

گرفتار ہونا وزیر علی خان کا جی نگر مین

منشی مرزا باقر بیگ منشی رزیڈنٹی لکھنؤ جو کرنل کالنس صاحب ورجان منشن صاحب کے ساتھ وہ کہتے تھے کہ مین کرنل کالنس صاحب کے ساتھ تھا انھین کی پلٹن وزیر علیخان کے تعاقب مین جاتی تھی خلاصہ کرنل صاحب نے راجہ کو بطمع زر سرخ راضی کیا راجہ نے پہلے وزیر علی خان کو نمایش کی کہ اگر آپ کے خاطر خواہ ہمارے واسطے سے سرکار سے تصفیہ ہوجاے تو غالب ہے اس خاک چھاننے اور بیابان مرگ ہونے اور صحرا نوردی سے بہتر ہوا ور ایک گوشۂ عافیت مین بحفاظت سرکار بیٹھے رہیے تو کیا قباحت ہے اور انکے رفیقان سفر کو بھی نشیب فراز سے سمجھایا کہ تم سب کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہوے اور اگر کہین گرفتار ہوگئے تو مرتبۂ دارکشی حاصل ہوگا مین صاحب کے منشی کو بلواتا ہون تو آپ خود اوسنے بالمشافہہ گفتگو کرلین وزیر علیخان اجل گرفتہ راضی ہوے رفقاے خاص نے بھی سمجھا یا کہ راجہ کی صلاح نیک ہے۔

غرض ایکدن منشی مذکور باخفائی چہرہ اپنے ساتھ لیگئے تلنگون کو سمجھا دیا کہ تم کمین مین رہو جب میری آواز بلند ہو دفعتہً آکر اونکو پکڑ لینا غرض وزیر علیخان تنہا چلے آئے خلوت ہوئی راجہ منشی کا مقابلہ کرکے آپ اوٹھ گیا وزیر علیخان پر غضب ہوکر چلّا چلّا کے شکایت سرکار کہنے لگے انکی کمر مین خود ایک قرولی تھی مگر منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا کہ بجز گفتگوے نرم گفتگوے سخت نکرسکے آخر اس چلّانے سے حلق خشک ہوگیا پانی پینے کو مانگا منشی نے مُراحی ہاتھ مین دیدی جب مُراحی مُنھ سے لگاکر پانی پینے لگے منشی برابر بیٹھے تھے جھپ قرولی کمر سے گھسیٹ لی تلنگے اسی تاک مین تھے دفعتہً دوڑ پڑے گرفتار کرلیا اوسی وقت فوج مین داخل کیا وہان سے منزل بمنزل کانپور آئے یہان سے بسواری بجرہ بڑی حفاظت سے کلکتے کے قلعہ مین پہونچا دیا اصحاب غار نے جب یہ حال دیکھا اپنی اپنی

جان لیکر ہر طرف بھاگ گئے کہ مبادا ہم بھی گرفتار بلا ہو جائین اسباب جو کچھ وزیر علیخان کا تھا ضبط سرکار ہوا جب اونکی تلاشی کی قلمدان مین کئی خط متوسلین سرکار کے پائے ازانجملہ ایک خط نواب شمس الدولہ چھوٹے بھائی ناظم جہانگیر نگر ڈھاکہ داماد نواب مبارک الدولہ ناظم بنگالہ کا نکلا اسی جہت سے وہ مدت تک کلکتے مین قید رہے سوپریم کورٹ مین روبکاری کو جایا کیے مرزا براہیم خان مرزا ابو القاسم خان دونون بھائی لکھنؤ سے اونکی گواہی مین گئے کلکتے مین مقید رہے کئی مہینے مین نجات پائی نواب شمس الدولہ بھی بڑی مشکل سے اور صرف کثیر سے چھوٹے کئی شخص جو قید ہوے اکثر پھانسی دیے گئے بہت سے دریا بشور گئے نواب ناظم الدولہ بیٹے نواب عجائب الملک ہندوستان کے فقط دوستی شمس الدولہ مین ہر سے گئے یعنے اونکے کہنے سے عرضی شاہ کابل کو اپنے ہاتھ سے لکھی تھی انھین قید مین سات روپیہ خرچ باورچی خانہ ملا کرتے تھے اسکے سوا اور اخراجات ضروری بھی ملتا تھا آخر اسی قید مین مر گئے ـ

بعد گرفتاری وزیر علیخان رفقاے خاص بھاگے مفقود الخبر ہوے حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین مرزا دارث علیخان تباہ و پریشان حال لکھنؤ آکر حضرت عباس علیہ السلام کی درگاہ مین بیٹھے لوگون نے پہچانا شہر مین شہرت ہوئی کرنل بیلی صاحب نے جب یہ خبر سنی فرمایا قضا و سکو یہان لے آئی ہر چیری صاحب کے خون کی روبکاری ہوئی حقیقت مین خون انپر ثابت نہوا نجات پائی مطلق العنان ہوے دو تلوارین فقط وزیر علیخان کی پڑی تھین اور کسی کی تلوار کی نوبت نہ آئی دوسرا انکا مقابل کون تھا اوس عہد دولت مین محمد آفرین علیخان کی نیابت و اختیار کلی سرکار مین تھا انسے قدیم سے بڑی دوستی تھی انکے احسانمند بھی تھے اوس جلد مین کوتوال شہر کیا انھون نے اس جہت سے اس عہدے کو قبول کیا کہ مین جن مہاجنون کے پاس وقت روانگی لکھنؤ جواہر امانت رکھوا گیا ہون اب وسے زر و حکومت ملجائیگا اون لوگون نے بالا بالا اہلکاران سرکار سے اپنا معاملہ کر لیا یہ چند روز مین موقوف ہوے محتاج ہو کر مر گئے ـ

انتقال مرزا وزیر علیخان

مرزا وزیر علیخان تا حین حیات کلکتے کے قلعے مین رہے ایک بنگلہ مین رہتے تھے

جسکی غلام گردش مین سلاخ آہنی تھین کوئی ہندوستانی نجانے پاتا تھا فقط ڈاکٹر صاحب جایا
کرتے تھے کچھ کتابین تواریخ کی انیس تنہائی تھین مگر ورزش کے رکھے رہتے تھے
پوشاک حسب المرضی اور کھانا جیسا کہتے تھے پکتا تھا گورون کا ڈبل پہرہ رہتا تھا لارڈ ہسٹینگ
صاحب نے شاید اجازت ہواخوری کی بسواری گاڑی دی تھی مگر اجل نے ۳۶ برس کے سن مین
ماہ جون ۱۸۱۷ء مطابق ماہ شعبان ۱۲۳۲ھ عارضہ تپ وغیرہ سے انتقال کیا کاسی باغ
جہان ٹیپو سلطان کا بیٹا بھی دفن ہے مدفون ہوے مقبرہ آجتک مقفل رہتا ہے جنازے
کو اس تکلف سے اوٹھایا ایک کمپنی تلنگہ آگے ایک پیچھے تابوت پر گورون کا پہرہ بلاکپر صاحب
کوتوال شہر مہتمم تھے مرزا جعفر کربلائی بھتیجے مرزا ابراہیم بنارسی کو ضروریات مذہب کے واسطے
بلوا بھیجا تھا چند غربا ے مومنین شہر وزیر ہند سمجھکر ساتھ تھے کچھ شہر کی کسبیان اونکی
سخاوت وبیکسی یاد کرکے اپنے اپنے دروازون پر کھڑی ہوکے روتی تھین وقت غسل
گورے علیحدہ نہین ہوتے تھے مرزا جعفر نے کہا اب ہم گھر جاتے ہین صاحب نے حکم دیا گورے قنات
کے باہر کھڑے رہین بعد دفن کے چند روز تک گارد رہا چھوٹا مقبرہ بنوادیا مدت نصوبی ۴ ماہ ۵ یوم
اوس عہد مین صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ لمسڈن صاحب بنارس مین جان چیری صاحب مقتول نائب تفضل حسین خان تھے

لوح قبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ
چو سوے خلد برین رفت زین سرای غرور
زدیم غوطہ بدریاے فکر تا آریم
بدست گوہر تاریخ فوت آن مغفور
بگوشم آمدہ ناگہ بشور وشیون وشین
نوای وای دریغا زمین وانس وطیور
۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء
ازکتاب ایشیاٹک صاحب جنرل کلکتہ

[illegible]

اول

احوال نواب قاسم علیخان

فی الحقیقت نواب قاسم علیخان نے بڑی وضعداری و ایمان سے کام کیا اور اپنے
اپنے ابناے روزگار مین نیکنام رہے کہ جب محضر ابطال ثبوت مرزا وزیر علیخان نواب گورنر جنرل
نے اپنے رفع الزام سرکار کیواسطے ازراہ اتمام حجت امرا و ارکان دولت سے پیش کیا جب
نوبت مہر نواب قاسم علیخان پہونچی انھون نے عذر واجبی کیا کہ مین اپنی مہر نکرونگا کسواسطے
کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر نے مجھسے ارشاد کیا کہ تم ہمارے عزیز ہو محضر وزیر علی خان پر
اپنی مہر کرو پہلے مین نے اونسے عذر کیا لیکن جب مین نے اپنی پھوپھی یعنے اونکی والدہ ماجدہ
سے عرض کیا فرمایا حسین مرزا امانی کی خوشی ہو تم اپنی مہر کردو اب دوسری مہر اوسکے ابطال
پر کیونکر کرون اسی طرح عبد الرحمان خان رسالدار قندھاری محمد آفرین علی خان
مرزا ابراہیم بیگ توپخانہ نے عذر کیا کہ ہم ملازم اس ریاست کے ہین جو وارث ہو اوسکی
اطاعت کرین خلاصہ جب وزیر علیخان کوٹھی مین قید ہوے نواب قاسم علیخان شریک حال
رہے اور پھر گھر نہ گئے جب وہ انکے ساتھ بنارس جانے لگے اپنے عیال کو وہین بلوا کے رخصت
کیا وزیر علیخان انھین صاحب لیاقت امیر معتمد جانکر چیری صاحب کے پاس اپنا سفیر مقرر کرکے
بھیجتے تھے اور انکا بہت حفظ مراتب کرتے تھے جب حکم نواب گورنر جنرل کلکتے جانے کا آیا
وزیر علیخان نے عذرات بار د پیش کیے وجہ اسکی یہ تھی کہ اپنی نافہمی سے خیال خام رجعت
ریاست کا رکھتے تھے اسی جہت سے موشگافی کرچکے تھے دوسرے انکے قرب ہونے
سے نواب سعادت علیخان بہادر کو بھی انکی بیباکی سے بڑا اندیشہ رہتا تھا خلاصہ ایک دن
چیری صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا کہ اگر وزیر علیخان پانچ رقم جواہر بیش بہا جو اونکے
پاس ہین ہمین دین تو ہم سرکار سے اوسکی عوض خاطر خواہ پنشن مقرر کرادین وزیر علیخان نے
نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اوسی وقت ایک کشتی مین وہ پانچ رقم جواہر مطلوبہ کو اپنے
سامنے رکھا اور کہا مین اسے تمھارے ہاتھ صاحب کے پاس بھیجدونگا بشرطیکہ میرا
جانا کلکتے نہو صاحب اسے موقوف کردین جب سفیر باتمیز نے صاحب سے درخواست شرطیہ
کی جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہین کرسکتے جب قاسم علیخان نے

تبلیغ رسالت کیا وزیر علی خان نے اوسی وقت اونکے سامنے ہاون دستے سے کچلوا ڈالا
قاسم علیخان یہ حال دیکھکے بہت افسردہ ہوے اور کہا اب ہم آپسے رخصت ہوتے
کبھی حاضر نہونگے اور آپ بہر حال اپنی نافہمی سے برباد و خراب ہوے اور اس سے زیادہ
ہو جاییگا اور اوسی وقت صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا ہم آپ سے ازراہ دولتخواہی
کہتے ہین کہ اس طفل نادان و خود غلط سے بہت ہوشیار رہیے گا لیکن واسطے بہر حال ہمارے
کہ ہم کسی طرف کے نرہے انکی رفاقت مین مفت برباد ہوے نہ لکھنؤ جا سکے نہ یہان
رہنے کے قابل ہے امیدوار ہون کہ آپ ایک چٹھی لمسڈن صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو فقط
میری حفظ آبرو کیواسطے لکھدیجیے کہ اپنے گھر مین باعزت و بسلامت بیٹھا رہون صاحب نے
بہت دلجوئی و تشفی کی اور کہا آپ بہر صورت خاطر جمع رکھین ہم چٹھی بھی دیتے ہین اور سرکار
سے تمھین تین ہزار روپیہ ماہواری ملیگا انھون نے کہا کہ اگر میری پرورش سرکار
کو منظور ہے تو دو اور بھی خیرخواہ سرکار ہین اسی طرح اونکی بھی پرورش فرمایئے ایک نواب
اشرف علیخان دوسرے محمد آفرین علیخان بڑے صاحب نے ہزار روپیہ ماہواری محمد آفرین علیخان
کے مع میر خدا بخش اور دو ہزار ماہواری نواب اشرف علیخان کیواسطے لکھدیئے جب نواب
قاسم علیخان لکھنؤ آئے لمسڈن صاحب سے ملاقات کی صاحب نے بڑی خاطر کی اور کہا آپ باطمینان
تمام اپنے گھر رہیے محمد آفرین علیخان نے وہ تنخواہ قبول نکی اور کہا مجھے جناب عالی سے بالکل
بگڑ جائیگی نواب نے کہا تم تو نہین مگر تمھارے میر خدا بخش کی مٹی خراب ہوگی چنانچہ نواب معتمد الدولہ
کی نیابت مین اونکی وہی صورت ہوئی نواب اشرف علیخان نے اوس تنخواہ کو قبول کیا بعد اونکے
مرنے کے تنخواہ اونکے بیٹون مرزا عباس اور روشن الدولہ پہ جاری رہی جب روشن الدولہ
مصاحب حضرت خلد مکان کے ہوے اپنی نمایش خیرخواہی اور یکسو ہونے کو محض خوشنودی
بادشاہ سمجھکر اپنی تنخواہ ہزار روپیہ ماہواری خزانۂ بادشاہ سے لینے لگے یہی خرابی اونکی
تنخواہ مین ہوئی مگر مرزا عباس بزمانہ دانشمندی خزانہ رزیڈنٹی سے لیا کیے وہی پنشن بعد وفات
اونکی بی بی کو ملتی رہی —

جب جناب عالی نے نواب قاسم علیخان کا احوال سنا یاد فرمایا بدستور قدیم نواب آصف الدولہ

مقرب خاص ہوئے ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے مقام جھیٹ سے گذرے نواب قاسم علیخان
ہمراہ تھے فرمایا یہ جھیٹ بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ہمنے تمھاری مقرر کی اور اوسی وقت نپسل سے
سند بدستخط خاص عنایت فرمائی نواب قاسم علیخان نے بڑے صاحب کو وہ تحریر پنسلی دکھائی اور
بہت شکریہ ادا کیا اب انھیں خدا کے فضل سے چار ہزار ماہواری ملنے لگے بڑے صاحب نے
چٹھی چیری صاحب کی اور دستخط جنابعالی کے نواب گورنر جنرل کو روانہ کیے نواب قاسم علیخان نے
پھر عرض کی کہ ہمارے آدمی کو خزانہ جنابعالی سے تنخواہ لانے مین دقت پڑتی ہے امیدوار ہون آپکے
خزانے سے ملا کرے صاحب نے یہ بھی منظور کیا چنانچہ پہلی تنخواہ انھین کے خزانہ رزیڈنٹی سے مقرر ہوئی
اوسکے بعد نواب محبت خان کی تنخواہ کا سرشتہ نکلا۔

ایکدن نواب قاسم علیخان حاضر حضور جنابعالی تھے انشاء اللہ خان شاعر مصاحب خاص مگر
مضحک طبع جنابعالی تھے خوشنودی طبع جنابعالی سمجھکر بعض کلمات شوخی استہزا سے کہنے لگے
انھون نے برہم ہوکر مردانہ وار جواب دیا کہ تم جسکے نوکر ہو ہم اوسکے عزیز ہین شل ور واتکے ہماری
نسبت ایسا کہنا نہ چاہیے اور ہمارا قدرشناس اور پہچاننے والا مر گیا یعنی نواب آصف الدولہ یہ کہکر
گھبرا کر چلے آئے پھر دربار نہ گئے جنابعالی نے بھی کچھ اسکی تلافی و دلجوئی نہ کی مگر دربار بڑے صاحب مین
ہر ہفتہ جایا کرتے تھے۔

جب نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آباد مین بیمار ہوئین نواب قاسم علیخان اپنی پھوپھی کی عیادت کو گئے
جناب صوفہ نے فرمایا صلۂ رحمی سے جسطرح اکبر علیخان اصغر علیخان کو ہزار ہزار روپیہ ماہواری
دونون کو دیا کرتی ہون تمھین بھی دیا کرونگی اب سب ملکے پانچہزار ماہواری ملنے لگے چندروز
فیض آباد مین رہے ایکدن مرزا محمد تقی خان سے انسے کچھ بے لطفی ہوئی باجازت بیگم صاحبہ لکھنؤ
چلے آئے کرنل بیلی صاحب سے عرض کیا دنیا مین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین مین چاہتا ہون
میری تنخواہ سے دو سو روپے ماہواری خرچ امام باڑہ علحدہ ہوکے اوسکی تولیت میرے بڑے
بیٹے مرزا حسین علیخان کے نام سے ہوکر اونکی مُہر سے ملا کرے معرفت خواجہ محسن مرزا رفیق
قدیم ہو بیلی صاحب نے اسے قبول کیا وہی تنخواہ خرچ امام باڑہ مرزا مہدی علیخان اونکے بڑے بیٹے
کو آجتک ملتی ہے اب سکا اونھین اختیار ہے۔

ایکدن مرغ کی پالی نواب فتح علیخان کے گھر مین تھی سب امرا شوقین تماشائی جمع تھے
اتفاقاً نواب فتح علیخان کا مرغباز عین شرکت بازی مین جسطرح یہ لوگ جاہل بے ادب کلمات بے ربط
بے معنی اپنی تیزی زبان سے کہہ بیٹھتے ہین کوئی کلمہ سخت نسبت نواب قاسم علیخان کے کہہ بیٹھا
میرن نامے انکا خاص بردار کھڑا ہوا تھا اوسکو ناگوار سمجھ کے ازراہ نمک حلالی ایک چھری اوسے
دوڑکے ماری کام تمام کردیا اور خود بھاگ کر چلا صحبت بازی درہم وبرہم ہوئی ایک ہنگامہ برپا
ہوا سرکار کی روندسے اوسکا پیچھا کیا جب وہ چھری کھینچے نواب قاسم علیخان کے دروازے پر
پہونچا انکے ملازم برج باسی اپنی لین مین تھے وہ اونکے پاس جاکر چھپا برج باسی سرکاری
روندسے مستعد جنگ ہوے کہ ہم اسے نہ دینگے جب جناب عالی کو یہ پرچہ اخبار گذرا حکم کیا
دو کمپنی تلنگہ خاص پلٹن سے اور ایک توپ جائے خونی کو پکڑ لائے اگر کوئی مقابلہ کرے
اوڑا دو نواب قاسم علیخان مضطر ہوکر بیلی صاحب کے پاس گئے کہ آج ہم بیعزت بھی ہوے
مارے بھی جائینگے بحقیقت گذری صاحب نے مرزا جعفر کو جناب عالی کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے
متوسل سے [illegible]داری کیا چاہتے ہین اگر یہ منظور ہے ہم بھی کمپنی و توپ چھاونی سے بلواتے ہین اور
قاسم علیخان کو بہت تشفی کرکے رخصت کیا بعد چند دقیقے کے خود جناب عالی تنہا گھوڑے پر
سوار بیلی صاحب کے پاس چلے آئے فرمایا یہ مقدمہ خون ہے آپ اسمین دخل نہ دیجیے انھون نے
خونی کو اپنے گھر بٹھا رکھا ہے صاحب نے کہا ہم آپکے خونی کو کل بھیجدینگے آج نہین جناب عالی
کبیدہ خاطر چلے آئے ایسے ہی امور خلاف قانون حمایت بیجا صاحب رزیڈنٹ کی خودرائی سے
ہوے جو باعث الزام وبدنامی گورنمنٹ کا ہوا صاحب نے اوسی وقت نواب قاسم علیخان کو
بلواکے کہا آپ اس خونی کو مع برجباسی در دولت پر بھیجدیجیے ورنہ ہم گرفتار کرکے اسکو بھیجدینگے
دوسرے دن صبح کو ایک چپراسی رزیڈنٹی خونی کا ہاتھ باندھے پہلے رزیڈنٹی مین لے آیا
پھر در دولت پر بھیجدیا جناب عالی نے مولوی مدن صاحب عدالت کے سپرد کیا کہ اسکے
فتوے قتل قصاص بموجب شرع شریف کے ہو نواب قاسم علیخان نے خواجہ محسن اپنے رفیق کے
ہاتھ دس تورے زر سفید کے جناب مولوی صاحب کو تواضع کیے کہ اسے قتل سے بچائیگا مولوی
صاحب نے ورق شریعت اولٹ کے وہی کہا کہ مجھپر گواہوں اور زخمی کے اظہار سے خون ثابت نہین ہوتا

ہرچند جناب عالی نے اونکے بھائی مولوی سعدن اپنے اوستاد سے کہا وہ دو ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے
مگر کچھ نہوا ان جناب مولوی صاحب کی ازراہ احتیاط شک نماز بہت مشہور ہے جماعت اپنی نماز پڑھکر چلی گئی یہ
ابھی تک نیت باندھتے رہگئے اسی طرح غسل دریا جب کنارے پر نہانے لگے وہ پانی نجس ہوا آگے
بڑھے اسی طرح بڑھتے چلے گئے اس ودی مین حضرت کو کچھ شک نگذرا۔
بعد کئی دن کے بیلی صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا اب وہ توپ اور کمپنی چھاونی کو چلی جائے
اب تمہارے گھر کی حفاظت ہو چکی انھون نے کہا مین چاہتا ہون ایک توپ چار گولہ انداز میرے گھر
رہا کرے پر رہا کرے اونکی تنخواہ مین دیا کرونگا صاحب نے بپاس خاطر اوسے بھی قبول کیا یہ بھی سراسر
خلاف حکم جناب عالی ہوا جب یہ ہنگامہ فساد لکھنؤ مین ہوا اور انتظام شہر قبل از داخلہ حرامان سرکار
ہونے لگا میجر کارنگی صاحب آئے اوس توپ کو لیگئے نواب کے بیٹون نے کپتان ہنیر صاحب سے کہا فرمایا
ہمارے حکم سے یہ صورت ہوئی ہے اس ہنگامے کی جہت سے منظور ہے کہ مین آلات حرب نہ ہے بعد رفع
ہنگامہ حکم مناسب پایا جائیگا۔
جب حضرت خلد مکان سریر آرائے سلطنت ہوئے نواب قاسم علیخان بھی اکثر دربار شاہی مین
جانے لگے مرزا حسین علیخان بڑے بیٹے اور مرزا احمد علیخان دوسرے بیٹے کی ملازمت کروائی
ہزار روپیہ ماہواری دونون کی مقرر چلے پانی پر کرسی نشینون مین بیٹھتے تھے اسی سلطنت مین
قاسم علیخان نے ۵۴ برس کے سن مین انتقال کیا گیارہ بیٹے سات بیٹیان وارث شرعیہ ہین کئی لاکھ
روپیہ کا اسباب تقسیم تحفہ و کمبار تھا اس متروکہ کی جہت سے بھائیون مین نا اتفاقی ہوئی ہر ایک
نے سرغنہ ہوکے کوٹھے لوٹنے کا ارادہ کیا ہر ایک کے پاس شہر کے بدمعاش جمع ہوگئے خداوند
کہنے لگے مرزا علیخان نے معرفت بڑے مرزا کے نواب معتمد الدولہ سے ملازمت کی اور کچھ اسباب تحفہ
تقسیم رقم جواہر بھی جو بسر تحفہ آیا تھا دیا تب یہ لوٹ کا حال دیکھا مرزا پناہ علی بیگ کیل بیگم صاحبہ
مرحومہ نے سرکاری پہرہ سے کوٹھون پر طالیقہ کر دیا اور سب اسباب کا نیلام ہوا سوائے بھائیون
کے کوئی غیر سے اور تقسیم تنخواہ کی یہ صورت ہوئی ہزار روپیہ بابت جاگیر حیثیت معینہ جنت آرامگاہ
وہ مرزا علیخان پر مقرر ہوئی سوائے دو سو روپیہ ماہواری تولیت امام باڑہ چنانچہ جب حسین علیخان
مرگئے وہی ہزار روپیہ اونکی تنخواہ کے اونکے دونون بیٹون مرزا مہدی علیخان مرزا محمد علی خان لیا ہے

تقسیم ہوئی اور زر معینہ امام باڑہ سے اب فقط اسی روپیہ ماہواری سرکار سے بوجود وضع ہوکر ایک سو بیس روپیہ صدی علیخان کو ملتے رہے امام باڑے مین مجلس کرتے ہین چار ہزار کی تقسیم حسب سہم شرعی بیٹیون بیٹیون ازواج پر ہوئی بس چند روز کے عرصے مین سب متروکہ صاحبزادون نے اپنے ٹھاٹھ نوابی دکھا کر عیش و عشرت لغویات مین اڑا دیا اب فقط اوقات تنخواہ پر بسر ہوتی تھی الامرزا حسین علیخان نے تا حین حیات بہت سلیقے سے ۔ کھا چیف کمشنر بہادر نے مرزا رضا علیخان کو از روے استحقاق ہو بیگم صاحبہ کے مقبرہ کی داروغگی مین انھین مقرر کیا تھا بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے مرزا محمد تقی خان حضور عالم کے ساتھ روانہ عتبات عالیات ہوکے تھے راہ مین انتقال کیا نواب معتمد الدولہ نے مرزا علیخان کو نظر بحسن سلوک بادشاہ کے مصاحبان رعیت مین داخل کیا تھا جب ریاست سے موقوف ہوکے دو ہزار روپیہ منہائی ہوگئے اولاد قاسم علیخان مرحوم نے بعد عملداری سرکار فرمان جاگیر حیثیت سرکار مین بگرد دعوی ہزار روپیہ کا کیا تھا بسبب مرور ایام شنوائی نہوئی —

بعد رفع ہنگامہ جب کپتان ہٹ فیلس صاحب ملٹری سکرٹری نے بموجب حکم سرکار تحقیقات ابتدائے اجرائے وثیقہ و پنشن ہر ایک کیا تو قاسم علیخان کے وثیقہ دینے مین تامل کیا تھا کسواسطے کہ یہ تنخواہ ضمانت اور امانت سے خارج ہوئی تھی اونکی اولاد قدیم لوگون سے دریافت کرکے اظہار کیا کہ ہماری تنخواہ کی سند چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کی ہے جب لمسڈن صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے مع تحریر و دستخط جنت آرامگاہ بابت جاگیر حیثیت روانہ صدر کیا تھا اسکی تحقیقات صدر کلکتہ سے ہو جاے چنانچہ کئی مہینے کسیکو تنخواہ نہ ملی جب صدر سے بملاحظہ تحریر حکم آیا سبکو بدستور ملنے لگی —

مسند نشینی جناب عالی متعالی اشرف الوزرا اعظم الامرا نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر ناظم الملک مبارز جنگ

خلاصہ جب جناب عالی وزیر الممالک بہادر صوبہ کٹھیر بریلی سے حسب الطلب نواب آصف الدولہ جسطرح مذکور ہو چکا لکھنؤ تشریف لائے نواب آصف الدولہ کو بہ نسبت اور بھائیون کے انکا بہت لحاظ و پاس خاطر رہا بلکہ جب نواب غازی الدین حیدر نے بنیاد منزل قریب سعادت گنج کے

مرزا سعادت علیخان نواب یمین الدولہ بہادر

Saidut ali Khan

پیدا ہوے بطیب خاطر دلی منظور تھا کہ بیری فرزندی مین دین تاکہ مین پرورش کرون اور اپنا جانشین کرون لیکن جنابعالی نے اپنے فہم و فراست سے نمانا بدل خود متمنی ہورہے تھے عذرات بار در فرمائے انکے دربار کا حال اور اہلکارون کی شان و شوکت و ترقی جاہ و فضول خرچی اور غفلت اور عدم توجہی خود نواب کی دیکھکر کنارہ کش ہوکے قیام بنارس بہتر سمجھکر رخصت روانہ ہوے فی الحقیقت اگر یہ جانشین ہوتے تو نوبت غیرمستحق کی کیونکر ہوتی تدبیر و تقدیر دونون خلاف ہوئین عاقبت اندیشی سے سبکو غفلت ہوگئی تھی اہلکاران سرکار کو باعث مزید مسرت ہوا اونکا جانا اپنے واسطے بہت خوب سمجھے کہ اگر انکا اختیار ریاست مین ہوگا یہ ہمارے اخراجات کہان سے ہونگے ۔

خلاصہ جنابعالی کو نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر اور لارڈ کارن والس صاحب بہادر سے طریق رسل و رسائل سے تھا بلکہ بریلی سے جو نواب آصف الدولہ کی طلب ورضا صاحب رزیڈنٹ کی تحریر سے چلے آئے تھے اس حکم پذیری سے بہت خوش ہوے تھے جب کوئی امر اضطرار خاطر کا لکھتے تھے اوسکے جواب باصواب سے موجب تسکین خاطر مبارک ہوتا تھا چنانچہ جنابعالی اس مرحلہ عظیم کیواسطے کلکتے تشریف فرما ہوے تھے مشروحاً مکنون خاطر بابت ریاست مین بیان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ محافظ اس ریاست کی ہو چاہیے کہ غیرمستحق اوسکا سزاوار نہو صاحبان کونسل نے جواب باصواب بدعاے ریاست یہ دیا کہ تامین حیات اپنے بھائی کے یہ بھی تمام متوقع اپنی ریاست آبائی کے رہیے اور اسی مواجب معینہ پر قناعت فرمائیے انشاء اللہ تعالی بروقت مناسب جسقدر ممکن ہوگا حق حقدار کے دلوانے مین قصور نہ کیا جاویگا یہان نواب آصف الدولہ نے نبوت اپنی مرزا وزیر علیخان کا بالمشافہہ نواب گورنر جنرل سے بیان فرمایا تھا کیا امر مشکل تھا جیسا اظہار حضرت خلد منزل اور حضرت جنت مکان سے بابت منا جان اور مصطفے علیخان سنا تھا کیونکر خلاف سمجھتے حالانکہ دونون غلط معلوم ہوے بعد تحقیقات کے ۔

الغرض جبتک جنابعالی کلکتے مین رہے صاحبان عالیشان نے لوازمہ مہمانداری بہت تکلف سے کیا اور احترام سواری یہ رہا کہ کیسکی سواری انسے سبقت نہ کرے چنانچہ

جب کوئی صاحب نا وابستگی سے سبقت کر جاتا بے تکلف چابک کھاتا تھا انکے ملازمین شہر مین ہتھیار
باندھے پھرتے تھے انپر کسی طرح کی سماعت نالش نہوتی تھی اور مقدمہ بازی خندق و دروازہ
قلعہ کلکتہ سبکو معلوم ہے جب گھوڑا جنابعالی نے خود اپنی سواری سے خندق کو پھندایا جنرل
قلعہ نے اپنی نادانی سے شرط قلعہ کی کی تھی جاننا تھا غیر ممکن ہے اوسوقت بہت سے صاحب
جمع تھے جنابعالی نے دعوی قلعہ کیا بعد تنقیح جواب ملا کہ ملک غیر پہ شرط نا جائز ہے مگر بخاطر
جناب عالی یہ دروازہ ملک جنابعالی ہوکر متعلق ہے چنانچہ حضرت خلد مکان نے بپاس خاطر
لارڈ مایرا اس دروازے کو کھلوا دیا تھا دوسرے بپاس خاطر جنابعالی عشرہ محرم مین شراب بازار
کلکتہ مین نہین بکتی تھی غرض بعد اسکے جنابعالی باطمینان بنارس مین آئے او منتظر امر تقدیری
کے رہے —

جب وزیر علیخان مسند نشین ہوے جنابعالی کو اپنے باپ ریاست مین کمال تحیر ہوا آخر
اسی فکر سے شوش و متردد ہوکر بسواری بجرہ پھر قصد کلکتہ کیا کہ نواب گورنر جنرل سے مطالبہ
ایفاے وعدہ کیا چاہیے اس عرصہ مین جنابعالی کے یاوری اقبال سے یہان از خود
ورق ریاست درہم و برہم ہوگیا تفضل حسین خان اور وزیر علیخان سے بگڑی خان علامہ نے
ایک خط دوستانہ مولوی سدن استاد جناب عالی کو لکھکر ڈاک مین روانہ کیا
کہ اسواسطے کہ مولوی صاحب استاد و مشیر ہین اس مضمون کے حالات اور حالات جبلی سے
خوب واقف ہون اگرچہ آموختہ و تعلیم یافتہ میرا ہے مگر ہن استاد خود میدانم مین مطمئن نہین اگر
تم کوئی صورت اطمینان بعہد و میثاق نکالو تو کیا عجب ہے رجعت ریاست اپنے حق مرکز پر
قرار پا جائے —

القصہ بجرۂ جنابعالی کا لنگر اوسدن مقام راج محل مین تھا کہ چار گھڑی رات سے گئے
ہرکارۂ ڈاک نے وہ خط مولوی سدن کو دیا مولوی صاحب اوسے مژدۂ غیبی سمجھکر
اوسی وقت شادان و فرحان جنابعالی کے بجرے مین گئے شاگرد و استاد مین مزاح
بھی ہوتی تھی کمال خیرخواہی اور بہت اغماض سے وہ خط گذرانا جنابعالی بسرت دلی سے
گلے لپٹ گئے اور بہت کچھ ارشاد فرمایا اوسکا جواب باصواب لکھکر بھجوایا اور صبح کو

بنارس پھرے جب بنارس مین چیری صاحب سے ملاقات ہوئی اونھون نے جنابعالی سے جو نواب گورنر جنرل سرجان شور صاحب آپ سے عہد و میثاق امور میثاق امور جدید مین فرمائین گے اوسے قبول منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالی نے دستخط فرمائے مجبور ہوکر اسکے سوا کوئی چارہ ندیکھا اگر انکار کرتے خیال اور بھائیون کا بھی تھا ایک مرزا جنگلی صاحب لکھنؤ مین موجود اس عرصے مین بہو بیگم صاحبہ کا بھی شقہ خاص پہونچا دوسری رات کو جناب عالی ڈاک مین دانہ کانپور ہوے جس شام کو کانپور پہونچے اوسی دن وزیر علیخان یہان گرفتار ہوے اوسکی صبح کو ناگہ شہر پر پہونچے ۔

الغرض ۲۱ - ماہ جنوری ۱۷۹۸ع مطابق ۳ شعبان روز شنبہ ۱۲۱۲ھ روز بسنت تولد حضرت امام حسین علیہ السلام پہلے کچھ رات رہے جتنے ارکان دولت عزیز و اقارب تھے مع جلوس سواری تاکہ تکیہ بودعلی شاہ تک استقبال کو گئے سبھون نے سلام کیا جنابعالی ہاتھی پر سوار شہر چوک بڑی دھوم دھام سے خیرات کرتے ہوے پہلے سنہرے برج مین جناب عالیہ کی نذر کو گئے ہو رو عنایات مادری کے جو جامے زرد بسنتی پہنے تھے خلعت مادری پہنے داخل دولتخانہ ہوے مسند نشین ہوے ارکان دولت نے نذرین دین شلک سلامی شادی شہر ہوئی بحساب اہل نجوم ساعت شمس مین جلوس فرمایا اوسدن سن شریف مابین ساٹھ سال تھا سال بھر تک عیش و عشرت مین رہے کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب منافق سے خبر نہوے مگر سبکو سمجھتے رہے اور اونکی فکر سے غافل نرہے یہ جلسہ عیش و عشرت نشاط باغ مملوکہ راجہ ٹکیت راے مین اکثر ہوتا تھا صبح کو ہوا کھانے اوسی نواح مین تشریف لیجاتے تھے بلکہ پہلے مکنون خاطر شہر جدید کا آباد کرنا یہان منظور رکھا مگر دریا کے ہونے سے تامل فرمایا یا نہر جدید کا لانا خیال مین نہ آیا ۔

ثقات یہ کہتے ہین کہ جنابعالی نے بعد نذر جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک قصور ہوگیا ہے در باب تحریر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی مداخلت سے وہ ہٹ سکتا ہے مجھسے مجبوری ہوا ہے آپکو یہ کہنا چاہیے کہ یہ ریاست میرے خاوند اور میرے بیٹے کی ہے مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے دوسرے کو نہین ہے جواہر علیخان نواب ناظر نے بیگم صاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپ سے بگڑ جائیگی اور یہ مرزا سعادت علی ہین انکا حال آپ خوب جانتی ہین جناب عالی مجبور ہوے

خلاصہ بعد سال بھر کے متوجہ انتظام و ولتسرا ہوئے ہر کارخانے کے کاغذ کو ملاحظہ فرماکے جیسا مناسب حال سمجھے اوسی طرح جاری رکھا مگر بہت سلیقے سے جو شایان امارت تھا ازبسکہ بسبب زیر علیخان سب کا حال بطون خیرخواہی و بدخواہی کا کشف ہو چکا تھا ہر ایک کو حکمت عملی اور روہم عنایت سے سرانجام کیا۔

چنانچہ پہلے خان علامہ تفضل حسین خان اپنے اُستاد کامل کو بسررشتۂ سفارت قدیم روانہ کلکتہ فرمایا اور خط سند کو ارشاد کیا تمسے پہلے معرفت صاحب رزیڈنٹ حضور نواب گورنر جنرل پہونچیگا کہ نسبت زمان سابق تمسے بہت عزت و احترام سے پیش آئینگے خان علامہ اس مضمون ریاضی کو کچھ نہ سمجھے اور نہ کوئی عذر کر سکے مگر باطمینان وثوق خیرخواہی صاحبان عالیشان پر نظر کرکے منزلت آخرت اختیار کی بعد قیام چند روز و عدم رسی سند ناکام حالت یاس مین پھرے کہ فی الحقیقۃ میرا حق اوستادی ادا ہوا جیسا مین جانتا تھا حکام نے معقول کیا کہ خان صاحب آپ پہلے نہ سمجھے کہ یہ مقدمہ خانگی ہے ہم جناب عالی سے سفارش بھی نہین کر سکتے غرض ناکام وہان سے پھرے ازبسکہ صاحب غیرت و صاحب فکر تھے غم و غصہ سے تپ محرق ہوئی جب ہزاری باغ مین پہونچے ۱۲۱۰ ہجری مطابق ۱۷۹۹ء مین انتقال کیا سلام اللہ خان چچا زاد بھائی ساتھ تھے وہین دفن کیا جب لکھنؤ مین پہونچے تجمل حسین خان اونکے بیٹے کو خلعت ماتم پرسی ملا دربار مین جایا کرتے تھے بعد کئی برس کے کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین بعلت خط جعل کئی کمپنی تلنگہ نے انکا گھر گھیر لیا جا بجا پہرے بیٹھ گئے اکرام اللہ خان نے جاکر مرزا جعفر سے سب احوال کہا بہت منت سماجت کی کہ اب جناب عالی سے بسبب کدورت ماضیہ جان و مال عزت نہ بچیگی اب یہ عزت آپکے اختیار ہے مرزا جعفر نے حق اوستادی سمجھ کے اوسی وقت بیلی صاحب سے مشروحاً بیان کیا جناب عالی سے کچھ کہلا بھیجا پہرے اوٹھ گئے اوس دن سے ایک چپراسی رزیڈنٹی انکے گھر پر رہنے لگا جاگیر چالیس ہزار روپے سال کی جاری رہی تجمل حسین خان دربار رزیڈنٹ مین فقط جایا کیے دربار جناب عالی موقوف ہو گیا مگر اونھون نے تا حین حیات بخوبی بسر اوقات کی۔

نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان پر بڑی عنایت فرمائی تقرب خاص بڑھا مگر تنبیہ

تنبیہ

باطنی شروع ہوگئی یہ ہوتے بہت تھے جنابعالی زبردستی انکو اپنی خواصی مین بٹھانے لگے انکے
اوس جسم کی گنجایش اوس تنگ خواصی انگریزی مین کب ہوتی تھی دوسرے ایک ہاتھ مین
چھتری لیے ہین اور ایک ہاتھ مین مورچھل ہلاوین پھر آپ کیونکر درست بیٹھ سکین اس حسن خدمت سے
انکا دم ناک مین ہوگیا جب شور صاحب تشریف لائے انکی نیابت مین سفارش کی فرمایا پچیس ہزار
روپیہ ماہواری نخین ملین گے بے شرط نیابت کسواسطے کہ یہ جاہل محض ہین آپ بھی انصاف کیجیے
جب مدار المہام امی محض ہو تو امورات ملکی ومالی کیونکر انجام پائینگے نواب معز الیہ معقول ہوے
مرزا صاحب نے اپنی نافہمی سے درماہہ گوارا نہ کیا گھر بیٹھے صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا
کرتے تھے محمد الماس علیخان اپنی علو ہمت سے ہزار روپیہ یومیہ مدد خرچ کو بھجوایا کرتے تھے
یکمشت ندیتے تھے کہ فضول خرچ ہین فی الجملہ انکی فاقہ شکنی ہوجاتی تھی کئی سو روپیہ روز کا خرچ
باورچیخانہ تھا جتنے ملازمین تھے سب شریک دسترخوان ہوتے تھے جب بہت تنگ ہوگئے بڑے صاحب
سے اپنی تنخواہ کو کہا جواب پایا کہ تمنے ہمارے کہنے کو پہلے نمانا اب جنابعالی فرماتے ہین آٹھ ہزار
روپیہ ماہواری دونگا اور ہم جبریہ سفارش نہین کرسکتے مرزا یہ سنکر بہت رہم وبرہم ہوے جو جی مین
آیا اپنا حسن خدمت زبان ناصیہ کا بیان کرکے چلے آئے پھر جیتے جی دربار رزیڈنٹی نگئے آخر اسی تعطل و
خانہ نشینی مین صدمات روحانی سے ۱۲۱۶ھ ۱۸۰۱ء مین مرگئے اپنے امام باڑے مین
دفن ہوے اب بعد اس معرکہ لکھنؤ کے قبر کا نشان بھی نرہا داخل دھس قلعہ مچھی بھون سب
میدان ہوگیا اور نہ وہ مسجد رہی جسمین ستر اسّی برس تک نماز جماعت مومنین پڑھی گئی
جب مرزا کے قرضخواہون نے سرکار مین داد بیداد کی حکم نیلام متروکہ ہوا کئی لاکھ کے قرضدار
تھے حصہ رسدی ملا۔

غلام رضا خان انکے سگے بھائی بہت پریشان حال تھے بسفارش کرنل بیلی صاحب کلکتے
گئے اڈمنسٹن صاحب سکرٹر اعظم تھے جو مربی صاحب موصوف کے تھے اونسے اپنا عرض حال
کیا نواب گورنر جنرل نے لحاظ بقدامت وناکامی مرزائے مرحوم کمال رحم دلی سے ہزار روپیہ
ماہواری مقرر فرمائے جب وہ مرگئے احمد رضا خان اونکے بیٹے کو بڑی جد وجہد سے سرکار
سے کچھ پنشن مقرر ہوگئی اب وہ بھی مرگئے بعد اس ہنگامۂ فساد کے پنشن انکی تا دوام حیات

عیال کو کاہیکو ملیگی۔
دیوان مہاراجہ ٹکیت راے کا حال امانت و دیانت زمان آصفی سے کھل چکا تھا وہ مرزا سے پہلے مرچکے تھے بسبب قرضخواہون کے اونکے متروکہ کا بھی نیلام ہوا ایکوانی وین اور دیبی دین اونکے دو بھتیجے تھے نالایق محض بعد چند روز کے املاک شہر بھی ضبط سرکار ہوئی مہاراج نے اپنی ثروت مین شرفا و نجبا رفیق پرورمی مین خیر و مبرات سے ٹرا نام پیدا کیا تمام ممالک محروسہ مین کوئی مقام ایسا نہین جہان انھون نے امام باڑہ مسجد دہرہ سرکے چاہ پل دریا نہ بنوایا ہو۔
نواب اشرف علیخان خسر مرزا وزیر علیخان منجملہ خیرخواہان سرکار کمپنی سے تھے انھون نے جناب عالی کی بہت اطاعت کی ہمیشہ حاضر حضور رہے مقرب خاص تھے پچاس لاکھ روپیکا انکا گھر تھا انکے بڑے بیٹے شرف الدولہ مرزا محمد عباس داماد نواب آصف الدولہ کے چھوٹے مرزا محمد حسین خان عرف مرزا ننھو حضرت خلد مکان نے انکو خطاب نواب روشن الدولہ بہادر دیا تھا مرزا بہادر علیخان مرزا اشرف الدین علیخان یہ بھی اونکے بیٹے مختلف البطن تھے یہ چار بھائی دربار جنت آرامگاہ و حضرت خلد مکان مین ٹری عزت سے رہے جناب عالی کے عہد دولت مین نواب اشرف علیخان مرگئے آغا ابوطالب خان کے امام باڑے مین دفن ہوے چالیس لاکھ روپیہ کا سب نقد و جنس تھا اولاد و ازواج نے بجہت تقسیم ترکہ جناب عالی سے نالش کی ارشاد کیا موافق سہم شرعیہ تقسیم کیا جاے مرزا جعفر نے کرنل بیلی صاحب کو سمجھا کر وہ تقسیم شرعیہ نہونے دی سعرفت فضل علیخان کے اپنی خاطر جمع کرکے طیبہ بیگم خاص محل مرحوم کے گھر مین سب نقد و جنس مستغرق کردیا اس عرصے مین جنت آرامگاہ نے بھی انتقال کیا ورنہ اسی طرح اولاد و ازواج مرحوم کی محروم اپنے حق سے نرہتے جب طیبہ بیگم و نواب ہیضہ سے حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین مرگیئن وہ سب متروکہ مرزا محمد عباس و مرزا محمد حسین نے آپسمین برابر تقسیم کرلیا روشن الدولہ نے سب صرف کیا مگر مرزا عباس نے بہت سلیقہ و ہوشیاری و عیاشی سے صرف کیا۔
نواب قاسم علیخان جب بنارس سے آئے چند روز تک انکی بھی مصاحبت بہت گرم رہی

یہ مرزا حسن رضا خان سے بھی زیادہ موٹے تھے اکثر جناب عالی کی سواری مین بھی ساتھ ہوتے تھے
جب جناب عالی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے یہ کونسے گھوڑے پر اس جسامت سے سوار ہوتے اکثر
جناب عالی پیادہ چلتے تھے انسے باتین کرتے ہوے انکو دو قدم چلنا دشوار ہوتا تھا آخر یہ بھی تنگ
ہو کر گھر بیٹھے باقی احوال انکا مشروحاً گذر چکا ہے۔

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے جتنے کوٹھے پنج محلہ وغیرہ اور کارخانجات مع نظارت صاحبات
محلات لکھنؤ و فیض آباد تھے سب بدستور رہے بعد مرور چند سال مفصل معلوم نہین کیا سبب مورد
عتاب کے ہوے آخر رزیڈنٹی کرنل بیلی صاحب ونکی حمایت کرنے سے موافق چٹھی شور صاحب کے
اور انکی سرکشی اور مرزا جعفر کی بلہ کشی کرنے سے خوب بگڑی کوٹھے پنج محلہ مین جتنے تھے سپرد اہتمام
مرزا غازی الدین حیدر خلف اکبر کے ہوے نظارت محلات سپرد نواب شمس الدولہ ہوئی جب
محمد تحسین علیخان مر گئے اونکا متروکہ جسقدر دستیاب ہوسکا سرکار جناب عالی مین گیا تنخواہ
وثیقہ دائمی موافق اونکی وصیت کے ۸ سو کئی روپیہ کئی آنہ ماہواری کا بحمایت رزیڈنٹ اونکے
ملازمین متوسلین پر جاری ہے۔

محمد آفرین علیخان کی مصاحبت تا حین حیات جناب عالی بدستور رہی بلکہ بواسطہ نواب
قاسم علیخان جیسا بیان ہو چکا سرکار کمپنی سے تنخواہ ملتی مگر خیر خواہ رہے وہی چٹھی شور صاحب
کی انکے کام آئی نواب معتمد الدولہ کچھ نکر سکے باعزت گھر بیٹھے رہے ہان میر خدا بخش مرحوم پر جو
کچھ ہونا تھا ہوا وجہ خصوصیت یہ ہوئی کہ جب معتمد الدولہ نیابت اول سے معزول ہوکے
خانہ نشین و معتوب جناب عالی ہوے تھے قرضخواہون نے اپنے قرضے کی داد بیداد کی
تھی میر خدا بخش نے وہ عرضیان سرکار مین دین حکم قرقی و نیلام کا ہوا میر خدا بخش شریک
نیلام ہوے تھے یہ وجہ عداوت کی ہوگئی تھی بلکہ محمد آفرین علیخان نے کچھ سمجھکر انھین منع کیا
تھا کہ تمھین کیا ضرور تھا شریک ہونا جب محمد آفرین علیخان نے انتقال کیا متروکہ نقد و
جنس کئی لاکھ کا ضبط سرکار ہوا یہ دوسرا جاگیر تھی میر خدا بخش نے بڑے صاحب سے
عرض کی کہ ہماری تنخواہ وثیقہ بھی مثل محمد تحسین علیخان کے خزانۂ رزیڈنٹی سے ملا کرے
معتمد الدولہ نے چاہا خزانے جناب عالی سے ملا کرے اس تردد مین ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے

بڑے صاحب نواب سے موافق تھے کچھ زیادہ تاکید نہ کی ورنہ جاری ہو جاتی کئی برس تک میر خدابخش دربار رزیڈنٹی کرتے رہے روز ڈالی بڑے صاحب چھوٹے صاحب کیواسطے بھیجا کیے آخر مر گئے —

خرچ باورچیخانہ اور دواب یومیہ کا کاغذ جب ملاحظہ فرمایا امور زاید و فضول و تصرفات خیانت کو سرحساب کھا دو باورچیخانے رہے ایک غلام علیخان کے پاس دوسرا محمد روشن کے اہتمام میں اور ایک خوانچہ اطعمۂ خاص حسب معمول پہلے محمد تحسین علیخان کے متعلق رہا اور خرچ چلے پانی اسپر ایک انگریزی ملازم تھا —

تقسیم خدمات اہلکاران سرکار کی یہ صورت ہوئی نواب احمد علیخان شمس الدولہ بہادر مرشد زادہ آفاق عدم جرنل فوج و نیابت بمشورۂ نواب گورنر جنرل نواب محمد علیخان نصیر الدولہ بہادر دیوان نواب جعفر علیخان عماد الدولہ بہادر کو اخبار ملکی بعد چند روز کے انسے جب رست نہوا دوسرا شخص ہوا رائے رتن چند کو اخبار ڈیوڑھیات اور کوٹ گشتی شہر پورنچند کو اخبار خفیہ بعد انکے مرنے کے لالہ صاحب رام اور رام جیسکھ رائے کو سررشتہ و اصلباقی عمال رائے مجلس رائے کو بخشیگری تقسیم تنخواہ اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دیوانخانہ انکی بہن داخل محلات تھیں مرزا اشرف علی کو اہتمام سواری اوسکے بعد انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اہتمام ہوا تھا خزانہ عامرہ خاص و ملکی و مہر خاص سپرد ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان معتمد و امین خاص سمجھکر جاگیر نواب گنج ایک لاکھ کئی ہزار کی فقط نواب خاص محل کیواسطے باقی ہر مرشد زادی کے پاس اونکی مان رہتی تھی پانسو روپیہ ہواری اونکی تنخواہ سے ملتا تھا سوائے دو تین کے جنکی اولاد نہ تھی —

عہدنامہ فیمابین نواب گورنر جنرل بہادر و جناب عالی بہ تنصیف ممالک محروسہ وغیرہ

جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے عہدنامہ جدید جناب عالی سے ہوا تنصیف ملک کی شرط تھی جب بعد مسند نشینی کے اسکا تقاضا ہوا عذر رفع ہنگامۂ وزیر علی پیش کیا گیا چار برس اسپر بھی گذرے اسکی صورت یہ تھی کہ بعد معرکہ بکسر فیمابین دولتین عالیین قرارداد یہ تھا کہ آمدنی ملک سے ۶۔ انی تنخواہ دو کنپ کانپور و فرخ آباد دیجاتی تھی انتظام ممالک محروسہ بمشورۂ صوابدید سرکارین کسواسطے کہ اگر منتظم و ناتجربہ کار ہونگے نقصان سرکارین ہوگا

پس اگر انصاف کیجیے تو امور جزئی وکلی مین شارکت سرکار تھی ان وجوہات سے جنابعالی بمجبوری
تنصیف ملک پر راضی ہوئے گھر کے اتفاق کا حال ظاہر تھا سمجھے کہ بقیہ ملک بلا شرکت ہوگا وہ بھی
نہوا تدریج مداخلت بڑھتی گئی ۔

خلاصہ سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۱۶ ہجری نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی صاحب بہادر رونق افروز
لکھنؤ ہوے بعد تعارفات معمولی طرفین تنصیف ملک مین یہ رقومات مجرا لیگئی ۲۵ ہزار تنخواہ
شاہزادہ ہاے بنارس لاکھ روپیہ سالانہ اولاد حافظ رحمت خان روہیلہ ۱۲ لاکھ سالانہ
نواب نامر جنگ اولاد نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نو لاکھ معافی دار وجاگیردار و یومیہ دار
ملک مفوضہ جنکو اتبک جاری ہے بعض کی ضبط سرکاری بھی ہوگئی لاکھ روپیہ قصبۂ مچھریٹہ جاگیر
نواب مدار الدولہ پچاس ہزار جاگیر الماس علیخان چالیس ہزار جاگیر تفضل حسین خان تنخواہ
نواب اشرف علیخان وغیرہ اور تنخواہ دو کنپ مذکورہ یہ سب مجرا لیکر نصف ملک تفویض حکام
انگلشیہ ہوا جسکی جمع ایک کروڑ پینتیس لاکھ روپے ہوتے ہین پس اس صورت مین سواے
حکومت کے نقصان ایک حبہ کا نہوا کسواسطے کہ ۶-انی ملک سے جاتی تھی ورسود اقساط اسکے
سوا ہوجاتا تھا عوض نقدی کے ملک یا اور ۲ انی مین یہ رقومات مذکورہ ہے عقلا کے نزدیک تھے اوسی قدر
ملک ہے جو عہد دولت نواب آصف الدولہ مین تھا بلکہ جاگیر بہو بیگم صاحبہ گونڈہ وچہرات اب بڑھگئی
اور علاقہ کھیری گڈھ کروڑ روپے کے سود مین زیادہ ہوا عوام کو البتہ تاسف ہوتا ہے اور اہل حساب
اور حرکت عقلی کو اکثر نہین پہونچتے اسپر بھی بلطائف الحیل چار برس تک ٹالا آخر جب کچھ نہوسکا مجبور
ہوے چنانچہ ایک دن کرنل اسکاٹ صاحب رزیڈنٹ نے تنگ ہوکر مولوی سبحان وکیل
جنابعالی سے کہا اور اپنی کرچ نکال کر میز پر رکھدی کہ اسکا جواب لاؤ مولوی نے کہا اسکا
جواب بعد معرکہ یکسر ختم ہوچکا اب کسکی مجال جواب ثانی کی ہے مولوی نے جنابعالی سے مشرحاً
عرض کیا حکم ہوا کہ عمال سے کاغذ ملک طلب کرکے صاحب رزیڈنٹ کو بھیجدو بعض
اہلکاران کور نمک نے مثل الماس علیخان بخوف حاکم سے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ نہ دیا
وگرنہ اس توفیر مین ملک توفیر بچ جاتا نقصان بھی نہوتا مگر جنھون نے ازراہ نمک حلالی مثل مرزا
مہدی علیخان ناظم بریلی وغیرہ نے جمع خام کھولدی تھی اسی سبب سے دھرے گئے قید مین مرگئے

حسین علیخان اونکے شریک حال تھے تاث اولٹ دیا انکے پاس جو روپیہ تہا معلوم نہوا کیا ہوا کہان گیا۔

عہدنامہ جواب سوال فیمابین سرکارین

۱۵۔ فروری سنہ ۱۸۰۸ع مطابق ۱۵۔ شوال سنہ ۱۲۲۲ھ نواب وزیر الممالک نے فرد سوالات نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کے پاس بھیجی اور طالب منظوری سوالات ہوے نواب محتشم الیہ نے بعد غور تامل ہر ایک دفعہ سوال کا جواب بھیجا پھر جنابعالی نے ۲۲ ماہ مذکور کو دوسری فرد متضمن تجویز کم وزیادہ اون جوابون کی بھیجی چنانچہ ۲۴۔ ماہ مسطور مطابق ۲۔ شوال عند الملاقات فیمابین نواب گورنر جنرل و جنابعالی باب سوالات اصلی اور اوسکی تجویز کم وزیادہ مین تفصیلاً گفتگو ہوئی آخر بنا یہ ٹھہری کہ بعض دفعات فرد سوالات مرقومہ سے بالکل قلم انداز کیجائین اور جواب دفعہ سوم حسب تجویز جناب عالی قرار پائے اور یہ امر بھی طے ہوا کہ ایک شخص انصرام کاروبار کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ شہزادہ دوم مرزا احمد علیخان نواب شمس الدولہ بہادر اس عہدہ خاص پر بحیثیت نائب مقرر ہوے اور نواب گورنر جنرل نے کیفیت اون اصول مناسب فیمابین دولتین اور قواعد اور ضوابط کی جو زعم نواب محتشم الیہ مین حسب حال دونون سرکارون کے تعمیل اور ترویج اسم ورویہ از روے عہدنامہ مورخہ دسوین ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۱ع مطابق ۱۲۱۶ھ منہج و متفرع ہو بموجب اوسکی تعمیل مین آوے صلاحاً اظہار فرمائے لہذا بنظر رفع اشتباہ مقدمات سوال و جواب جو از روے نوشت وخواند و مطارحات مذبور عمل مین آئے اور اقرار پاچکے تھے اور نواب گورنر نے کیفیت فیصلۂ مقدمات مذبور اس وثیقے مین قلمبند فرمائی اوسپر اپنی مُہر اور دستخط کیے اور اڈمنسٹن صاحب بہادر سکرٹر اعظم جو واسطے فہمایش فیمابین بموجب حکم نواب گورنر جنرل اس وثیقے پر اپنے دستخط کیے۔

سوال وصول زرہاے واجبی عمال وغیرہ سے بطور سابق کسی کی حمایت وطرفداری سے کوئی نکرے بلکہ ممد و معاون سرکار ہو اگر وہان کے صاحب کو کسی امر مین ممانعت حضور منظور ہو تو حضور مین اظہار کرین اسواسطے کہ غیر واجبی اصلا منظور حضور نہین یا اثبات حقیت

اپنی کرسے سمجھا دیا جائیگا یا وہ حضور کو سمجھا دینگے اس صورت مین موافق اونکی مرضی کے کیا جائیگا اور کسی پر اختلاف یہا بین بھی ظاہر نہوگا —

جواب یہ بات مستحسن و بجا ہی موافق مندرجہ عمل مین آئیگی حضور سے جسطرح اوسکا دریافت کرنا واسطے ثبوت حقیقت کے ضرور ہی اسناد و دلائل سے ثبوت حقیقت وغیرہ صاحب رزیڈنٹ سے اطلاع کر کے اثبات کیا جاویگا —

سوال سررشتہ عدالت جسمین اصلا اپنی نفسانیت منظور نہین ہی فقط اجراے احکام شرعی و اداے حقوق و ضمانت نفس و احوال عباد کیواسطے مقرر کیے گئے لازم کہ سب رجوع بعدالت کرین اور اگر کوئی رجوع عدالت سے انحراف کرے تو اہالی سرکار اوسکے ارجاع عدالت مین ممد و معاون رہین —

جواب یہ بات مقتضیات دانائی سے بہت موقع و بجا ہی —

سوال جناب والدہ صاحبہ قبلہ کو اپنا بزرگ جانتا ہون انکا پاس و ادب عزت و احترام بہرصورت مجھے منظور ہی انکی محصل و آمدنی جاگیر اور سب جاگیرداروں سے مجھے سروکار نہین ہی لیکن اجراے احکام عدالت و انفصال قضایا و داد خواہی مظلوم و اقامت حدود و قصاص وغیرہ امور متعلقہ عدالت شہر لکھنؤ و فیض آباد اور سب جاگیرات بدستور تمامی ملک متعلق سرکار میری طرف سے ہوگا یہ امور رئیس سے متعلق ہین اسواسطے کہ بوجہے من الوجوہ ظلم و ستم نہ پہونچے انکے اہلکار اصلا اوسمین دخل نکرین کہ شرکت حکومت مین نہو جاے اور یہ موجب اونکی بزرگی کا ہی جو منظور رہو مجھسے کہلا بھیجین اوسکا بخوبی سرانجام اپنے اہلکاروں سے کرادونگا اور حال یہ گذرا کہ فیض آباد مین اونکی جاگیر مین اکثر کشت و خون ہوے اور جو سرکار سے لکھا اور کہا گیا اوسپر اصلا اعتنا نکی اور بھائی صاحب قبلہ کے عہد دولت مین انفصال قضایاے جاگیرات متعلق سرکار تھا یہ مقدمات مؤید ریاست ہین —

جواب اجراے احکام عدالت جاگیر جناب عالیہ مین چاہیے کہ اختیار جناب عالی مین ہو اور اہلکار جناب عالیہ کو بھی چاہیے کہ وہان کی عدالت مین رجوع کرین اور اقامت اور اجراے اختیار محکمات عدالت مین اہالیان سرکار کمپنی ممد و معاون ہونگے —

سوال از راہ شفقت و محبت داراب علیخان کو بلوا کر حکم دیدیجیے کہ سوائے جاگیر کے املاک و اراضی بازار باغات وغیرہ املاک ہر اہلکاران جناب موصوفہ نے جہت و سند چار برس سے قبض و تصرف کیے ہین اور اسپر اعتقاد دوستان گرامی قدر جان لمسڈن صاحب بہادر اور اونکے منشی مولوی غلام قادر خان اور اور آدمی مثل الماس علیخان داراب علیخان گواہ و شاہد مطلع و آگاہ ہین اور آگے جناب والدہ صاحبہ بھی اسپر اقرار کر چکی ہین اور سب اہلکار مثل جبیکہ رلے وغیرہ جانتے ہین اور اونکا کاغذ موجود ہے اور یہ موجب نقصان کثیر سرکار ہے تو ظاہر ہے اب سرکار کو تاب تحمل نقصان نہین رہی اوسے چھوڑ دین اور جو محاصل تحصیل لیا ہے پھیر دین تا منع نقصان سرکار ہو یہ بات موافق اونکے قرارداد کے ہے۔

جواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ہے کہ سب مقدمات روبکاری فیما بین جناب عالی و جناب عالیہ غور و تامل سے سمجھکر تصفیہ امور فیما بین از رشتے آئین و انصاف بر سبیل دوام کرین۔

سوال از راہ شفقت چند احکام نواب صاحب مہربان مستظہار مخلصان آنریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر لکھدین ایک یہ کہ قراری ملک سرکار کو اصلا اپنے پاس نہ دین اگر سرکار طلب کرے بھیجدین و گرنہ اپنے پاس سے نکال دین۔

جواب سب مجرم طرفین سے مفوض ہونگے لیکن رعایا دونون سرکار جو متہم جرائم مستوجب قتل و قصاص کے نہون اونھین اجازت ہوگی کہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے ملک مین جا دین اگر چاہین ملک دوسرے مین رہین۔

سوال دوسرے یہ کہ ہر شخص متوسلان سرکار سے جو درخواست اجارہ لینے کی منجملہ جائداد کے کرے اوس سے لکھوا لیا جاوے اگر باقیدار سرکار ہوگا کام نپاویگا اور اگر نہوگا پاویگا اور بعض عمال سرکار جنکی ملک جائداد بحال رہی ہے اور نذر سرکار اونکے ذمے باقی ہے اونکے ذمہ کا روپیہ اپنے حساب مین مجرا لیجیے یا اونھین سپرد سرکار کیجیے کہ زر واقعی اونسے لیکر رخصت کر دیا جائیگا اور بعد فراغت سرکار سے ہر قسم کا معاملہ اونسے منظور ہو کیا جاوے۔

جواب جو باقیات بالفعل ہے تا آیندہ واجب الطلب سرکار جناب عالی ہو انفصال اوسکا جس میعاد مین طول نکھیچے عمل مین آئیگا قرار داد اوسکا باقیداروں سے لیا جاے اور عمل سرکار جنابعالی سے بالفعل کسیکے ملک مین جائداد علاقہ نہین ہی —

تیسرے یہ کہ اکثر باغات املاک سرکار سے ملک مین جسکی جائداد مین فوج انگریزی کو دی گئی ہی واقع ہین اور تحصیل ملکی سے تعلق نہین چنانچہ بنارس مین اتبک املاک سرکار تصرف سرکار مین باقی ہی ازراہ شفقت حکم دیجیے کہ املاک سرکار کو جو جائداد ملک ہی چھوڑ دین کہ تصرف سرکار مین رہے اور تفصیل املاک باغات جو جائداد مین ہین لکھکر دیجائیگی —

جواب املاک وغیرہ از قبیل مندرجہ اس دفعہ کے جواز آن سرکار جنابعالی ہین اور تصدیق اسکی کیفیت کی گورنر بہادر پر واضح ہوا لیتہ سپرد اہلکاران جناب عالی ہوگی —

چوتھے یہ کہ محالات جائداد فوج انگریزی مین محض بپاس خاطر کہ نواب صاحب موصوف سے آنے سے فرور جانکر بتبعیت ومرضی و اتباع حکم سمجھکر دی گئی جتنے مساجد و مقابر و امام باڑے جائداد ملک مین ہین تباکید مزید حکم دیا جاے کہ کوئی اونھین مسمار و ویران وخراب نکرے —

جواب بموجب مضمون اس دفعہ کے حکم دیا جائیگا —

سوال پہونچانے مبلغ کا بابت گھاٹون الہ آباد کے سرکار مین قرار تھا چار برس گذرے اور مکرر یہان کے صاحب سے کہا اور لکھا گیا اتبک نہین ملا موجب نقصان مبلغ خطیر سرکا ہوا حکم دیا جاے کہ موافق قرار داد کے ملے —

جواب درباب سمجھا دینے حساب تحصیل گھاٹون الہ آباد کے حکم دیا جائیگا —

سوال عہدنامہ وغیرہ کے بھیجنے کو فرمایا تھا اتبک نہین بھیجا یاد کر کے بھیجنا چاہیے —

جواب عہدنامہ بھیجدیا جائیگا —

سوال حضور نے تجویز کیا ہی کہ دوسرا بیٹا یعنے احمد علیخان بہادر عہدہ اہلکاری مین واسطے اجراے امورات متعلقہ سرکار سے مقرر ہو —

جواب یہ بات نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ومقبول ہو چکی ہی کہ نواب احمد علیخان بہادر اہلکار جناب عالی ہون —

اب یہ مقام غور و فکر ہے کہ بڑے بیٹے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر تھے وہ کیون نہ اہلکار و نائب مقرر ہوئے پسر دومی کیون ہوئے اور سرکار نے بعد انتقال کیون اونھین مسند نشین کیا انھین نہ کیا کس وجہ سے مناسب جانا پڑا ایسا ہوتا یہ کیا وہ نجانتے تھے بس اتنا کافی ہے کہ اونسے عملہ سرکار ہندوستانی جو مشیر صاحب رزیڈنٹ تھا اور زبان صاحبزادگی سے چاشت نور ہو رہا تھا یہ وجہ ہوئی اور یہ مطمئن تھے کہ جسطرح جین حیات مین کار فرما ہون بعد بھی یونہین مستحق ریاست ہونگا دوسرے یہ کہ تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہو چکا ہون اس جہت سے کیون اپنا نقصان عبث کرتے اور اونکو تردد و شک اپنے ہونے مین تھا اس جہت سے موافقت کی تھی کہ بروقت کام آئیگی۔

سوال اشفاق نواب گورنر جنرل سے توقع ہے کہ یہان کے رزیڈنٹ کو اپنے روبرو جمیع ان سب مراتب کو واسطے تعمیل کے سمجھا کے فرماوین اور تقید کیجاے کہ بعد آپ کی تشریف فرمانیکے جب وانگی حضور کو منظور کسی طرح سے حرج و توقف نہو اور مہیاے اسباب مین حضور کے ساتھ شریک رہین۔

جواب موافق استدعاے جناب عالی اس مقدمے مین ۲۴ - فروری ۱۸۰۲ء مطابق ۲۰ - شہر شوال ۱۲۱۶ ہجری سب مراتب و تاکیدات ضروری روبرو کے جناب عالی صاحب رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنی زبان سے سمجھا کر کہدیے ہین۔

اب تحریر اصول تناسب فیمابین دو ولتین اور قواعد و ضوابط کی تعمیل و ترویج رسم و رہ دونون سرکار کی جو حسب حال ایک دوسرے کے بموجب اوسکے مرعی ہو بر سبیل اجمال بیان کیے جاتے ہین۔

از روے مضمون عہدنامہ فیمابین دونون سرکار کمپنی انگریز بہادر و سرکار جناب عالی معروضہ دہم ماہ نومبر ۱۸۰۱ء چاہیے کہ حکومت سرکار جناب عالی درمیان ممالک مقبوضہ منظم الیہ مقرر و مستقل ہو اور باہتمام اہلکار اور نوکران جناب عالی اجرا پاوے اسواسطے کہ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے کفالت استقرار و استعمال اختیار جناب عالی کی درمیان ممالک مذبور اپنے ذمے لی ہے چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر جادۂ تعمیل اس قرارداد سے

کبھی انحراف نہ کرینگے اور جناب عالی متعالی نے اقرار فرمایا ہو کہ بقیۂ ملک سرکار مین ایسا سررشتہ بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنہ و رعایا اوس سے بخوبی ہو مقرر اور اجرا فرمائینگے ورویۂ و سررشتہ بندوبست باہتمام عملہ و فعلہ جناب عالی اور بذریعۂ اختیار جناب عالی مقرر و معین ہوگا اور جناب عالی نے ایسا اقرار فرمایا ہو کہ ہمیشہ اعلی سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مستشیر ہو کر موافق صلاح اعلی سرکار موصوف ہمیشہ عمل مین آئیگا پس اقرار جناب عالی اس وتیرہ پر ہو کہ جناب عالی تقریر سررشتہ مین ایسے بندوبست درمیان ممالک مقبوضہ اپنے بلکہ جمیع امور ریاست متعلقۂ ریاست واری مین اور اجراے اختیار مستقلہ اپنے مین استصواب اعلی سرکار کمپنی بہادر سے ہوگا اور موافق صلاح اعلی سرکار موصوف کاربند فرما ہونگے اور اسکی صلاح اعلی سرکار موصوف کیطرف سے ہمیشہ برسبیل دوستانہ موافق قواعد محرمیت و اتفاق و لوازم مراتب طرفین سے عمل مین آئیگا اور مقدمات عظیمہ جو اظہار مراتب مافی الضمیر نواب گورنر جنرل بہادر خدمت جناب عالی مین بلا واسطہ غیر ضرور و ممکن ہو نواب گورنر جنرل بہادر مدارج صوابدید و صلاح دہی سرکار انگریز بہادر کیطرف سے بلا واسطہ دوسرے کے خواہ بالمشافہہ خواہ بذریعہ اپنے مکاتبات کے اطلاع جناب عالی سے کرینگے لیکن واضح ہو کہ صاحب جانشین بلدۂ لکھنؤ اپنے عہدہ مین بمنزلۂ قائم مقام سرکار انگریز بہادر مقرر و معین ہین اور سب امور مین واسطہ مستمرہ سوال و جواب فیما بین دولتین متصور ہین اس صورت مین صاحب موصوف امور رسمیہ مین مراتب صلاح و صوابدید سرکار انگریز بہادر کو نواب گورنر جنرل کیطرف سے خدمت جناب عالی مین گزارش کرینگے اور جسوقت اور بروقت گزارش ایسے امور صلاح و صوابدید کا اتفاق پڑیگا جناب عالی اوسے بمنزلۂ کلام بروقت نواب گورنر جنرل تصور فرمائین اور جب نوبت صلاح دہی صاحب موصوف کا اتفاق ہو صاحب موصوف حتی الامکان مراتب صلاح و صوابدید کو از روے احکام کلکتہ یا ایماے محض نواب صاحب ممدوح کو بعرض اظہار کرین اور طریق صاحب موصوف جو لوازمہ صلاح دہی ہو بکمال موافقت ویکدلی عمل مین لاوین حتی الوسع اسلوب کامون مین جناب عالی سے موافق و متفق رہین اور جو تدبیرین موافق صلاح و صوابدید سرکار انگریز بہادر سے

قرار پاوے تعمیل و ترویج مین اوسکی فقط از رُوئے اختیار اور باہتمام اہلکاران جناب عالی
بصدق باطن اور باتفاق جناب عالی مساعی جمیلہ کرینا ور ادن مقدمات مین جو مستوجب
اعانت سرکار انگریز بہادر یا ملک فوج انگریزی ہو امداد و اعانت حسب ضرورت وقت پر
عمل مین آئینگے پس صاحب رزیڈنٹ کو چاہیے کہ سب حالات مین حفظ مراتب عزت و شان
و شوکت و پاس خاطر و حسن سلوک نسبت جنابعالی بدرجۂ کمال لاوین اور سب مقدمات
مین موافقت یکدل جناب عالی سے رہے اور صاحب موصوف کو نہ چاہیے کہ بے مشورۂ
جنابعالی اہلکاران جنابعالی سے امور ممالک مقبوضۂ جنابعالی مین عمل کرین اور جس امر مین فیمابین
جنابعالی و صاحب رزیڈنٹ کے اتفاق نہ پڑے جبتک نقشۂ تدبیر قرار نہ پاوے صاحب
موصوف کو نہ چاہیے کہ اصلا سبقت اوسکے اصلاح کی دوسرے سے کرین بلحاظ قواعد مذکور اور
نواب گورنر جنرل بہادر کو ترصد کلی ہے کہ جنابعالی مطابق اصلاح و گذارشہاے صاحب موصوف
کے مجوزکار فرمائی کرینگے پس اب کوئی مقدمہ جو شکل رکھتا ہو فیمابین دونون سرکار کے باقی
نہین رہا نواب ممدوح کو جاے واثق ہے کہ آیندہ اجراے کاروبار مین کسی طرحکی رنجش ظہور
مین نہ آئیگی —

دفعۂ اول نواب وزیر الممالک نے منجملۂ ملک مقبوضۂ خود محالات مفصلۂ ذیل کو
مع حق التحصیل جمع مبلغ ایک کرور پینتیس لاکھ روپیہ سکۂ حالی لکھنؤ کے وجہ اخراجات قدیم
و جدید مین فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے مقرر ہے
اور وجوہات مصارف بیگمات اور مرشد زادہ ہاے مقام بنارس ور مشاہرہ ہاے متعلقۂ
فرخ آباد بسبیل دوام و استقلال اہالی سرکار انگریز بہادر تفویض کیا گیا ہے

جمع .... ایک کرور [illegible]

تفصیل چکلۂ کوڑا و کترا و چکلۂ اٹاوہ [illegible]

رسید و غیرہ .... [illegible]

فرخ آباد و غیرہ .... [illegible]

کھیری گڈھ و غیرہ .... دو لک [illegible]

اعظم گڈھ وغیرہ . . . . سے لک ملعـ لما للعـ ۷۰ر

گورکھپور بٹول وغیرہ . . . . صہ لک للعـ اہا للعـ ۸ر

گورکھپور . . . . صہ لک للعـ اہا صـ ـ

بٹول . . . . للعـ

صوبہ الہ آباد وغیرہ . . . . لعہ لک للعـ سما صـ ــر

چکلہ بریلی و آصف آباد کلوری . . . . للعـ لک اسا صـ للار

نواب گنج بریلی وغیرہ . . . . لک لعـ مار عللعـ

مائل وغیرہ سوائے تعلقۂ ارول . . . . لک مـ سار صـ

عہد و میثاق جو فیما بین دونون سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر و نواب وزیر الممالک ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ کے درباب تفویض بعض محالات ملک متعلقہ مین نواب وزیر الممالک موصوف نے بتصرف اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر بہ سبیل دوام و استقلال بہ ادائے اقساط قدیم و حال جو ذمہ نواب وزیر الممالک بہادر واجب الادا ہین بتوثیق و استحکام تمام موثق و استحکام کیا۔

اس شرح سے کہ بموجب عہدنامہ سابق جو فیما بین دونون سرکار بحفاظت ممالک محروسہ نواب وزیر الممالک بہادر تعاجمیع معاندین بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہی اور جناب وزیر الممالک بہادر نے واسطے عہدہ برائی اس ذمہ داری کے اہل ریاست کمپنی کے ساتھ مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ دادنی مقرر کیے ہین اور ادائے اخراجات فوج بھی جو تعداد مشروحًا عہدنامۂ مذکورہ زائد ہو جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے ضرور جانی گئی ہی نواب صاحب موصوف نے عہدنامۂ مرقومہ مین اپنے ذمے لیے ہین چنانچہ درینولا مستحسن و مناسب یہ ہوا کہ اخراجات مذکورہ اوس طور سے مقرر ہوئین ہون کہ سن بعد حرف کم و بیشی درمیان نہ آوے اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کی طرف سے بروقت بسبیل دوام و استقلال اطمینان کلی ہو لہذا آنریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر

اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر بحسب اختیار دہی نواب معظم الیہ کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ نے بذات خود اور اپنے وارثوں کیطرف سے بھی نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن اس عہدنامے کو متضمن تفویض بعضے محالات ملک متعلقۂ سرکار کو اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بہ سبیل دوام واستقلال بمعاوضہ ومبادلہ اقساط قدیم مقدمہ اور جمیع اخراجات بابت محافظت ملک محالات مرقومہ جس وضع کہ لغایت ۱۲۰۸ فصلی متعہد عمال سرکار رہا ہی تفویض اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کے کیا ثانی الحال مواخذۂ دیہات واراضی جو پیشتر سالہا سال سے داخل یا خارج عملدرآمد چلے آئے مسموع ومقبول نہوگا۔

دفعۂ دوم اقساط قدیم بموجب دفعہ عہدنامہ ۱۷۹۸ء یکہزار ہفتصد نود وہشت سال سے ذمۂ نواب وزیر الممالک مقرر ومشروط حفاظت ملک پر ہرا ب وسکی جائداد اور جائداد اخراجات جدید فوج سرکار سے دیے گئے کسی وجہ سے اخراجات فوج بابت حفاظت ملک وغیرہ ذمۂ نواب صاحب معظم الیہ متعلق نرہیگی اور واسطے محافظت ممالک محروسۂ اودھ وغیرہ خواہ مفوضۂ سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ بقیۂ ملک مقبوضۂ جنابعالی متعالی مین اگر ضرورت فوج پڑے اوسکے اخراجات ذمۂ نواب صاحب ممدوح تعلق نرکھین گے۔

دفعہ سوم حفاظت بقیۂ ملک سرکار جمیع معاندان بیرونی واندرونی سے اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لی ہر بشرطیکہ تعلق افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار رہین جہان اہالی سرکار کمپنی مناسب جانین اختیار اہالی موصوف مین رہینگی اور نواب وزیر الممالک بہادر چار پلٹن تلنگا ایک پلٹن نجیب پیادے اور میواتی کی اور دو ہزار سوار اور تین سو گولہ انداز نوکر رکھکر بقیہ فوج برطرف کردینگے مگر پیادے سہ بندی نجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑے سے سوار ونجیب ہمراہی عمال کیواسطے ضرورت پڑیگی نوکر رکھ لینگے۔

دفعہ چہارم فوج انگریزی بقدر ضرورت مع لوازمۂ توپخانہ خدمت جنابعالی متعالی مین حاضر رہیگی۔

دفعہ پنجم جبتک کہ مقصد اصلی و مطالب اقعی دفعہ اول و دوم و سوم و چہارم اس عہدنامے کا بوجہ احسن منکشف ہووے اور دقیقہ دقایق سے مہمل و مشتبہ نرہے بیان کیا جاتا ہے کہ تفویض اس ملک عوضی کی بالکل اقساط قدیم وجدید پر اخراجات حفاظت ملک جناب عالی کے ہے سن بعد کمپنی انگریز بہادر خواہ وجہ اجتماع فوج مین واسطے مقابلہ و مدافعہ دشمنان بیرونی کے خواہ بابت پہونچانے فوج کے واسطے تدارک ہنگامہ پردازان اندرون ملک نواب موصوف کے یا وجہ اقامت فوج انگریزی تعیناتی حضور مین خواہ تبدیل چھاؤنی افواج انگریزی مین خواہ بابت کمی تحصیل محالات مقبوضہ بوقوع آفت سماوی ارضی یا بسبب فساد جنگ وغیرہ اون محالات مین اور اور اخراجات بوجہ من الوجوہ دعوی اور مطالبہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین نکرینگے ۔

دفعہ ششم محالات جو بطبق مضمون اس عہدنامے کے تفویض کمپنی انگریز بہادر ہون بالکل اقتدار و اختیار سرکار کمپنی اور اہتمام اہالی سرکار موصوف مین رہینگے اور بعد تفویض جائداد کمپنی انگریز بہادر مین جسقدر ملک کہ سرکار مین باقی رہیگا اوسکی بقا بر سبیل دوام و استقلال سرکار جناب وزیر الممالک بہادر مین نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ضمانت سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر مین اور اختیار جنابعالی متعالی اوس بقیہ ملک مین رہیگا جنابعالی متعالی اقرار کرتے ہین کہ بقیہ ملک اپنی سرکار مین سررشتہ بند و بست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنا و رعایا ایسا تجویز کیا جاے باہتمام عملہ و فعلہ اپنے مین مقرر اور جاری کرینگے اور جنابعالی بھی بقیہ ملک سرکار مین موافق صلاح و مشورہ دہی اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہمیشہ عمل مین لائینگے ۔

دفعہ ہفتم مکانات و محالات درجہ اول اس عہدنامے کے ابتداے سنہ ۱۲۰۹ فصلی مطابق ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ ع سپرد اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہونگے اور تا دخلت اہالی سرکار کمپنی محالات مقبوضہ جناب عالی متعالی مین موافق زر اقساط و اخراجات بابت فوج جدید سرکار سے پہونچائینگے اور اہالی سرکار کمپنی موصوف بعد مداخلت کے دعوی زر اقساط اخراجات فوج جدید سرکار جنابعالی سے نکرینگے ۔

دفعہ ہشتم دستور العمل واسطے اجرائے امور تجارت کے بصلاح ہمدیگر جو موجب مفید ممالک دونون سرکارہی بلا تعرض جاری رہیگا یعنی کشتیان آمد و رفت دریائے گنگ یا اور دریا جو فیما بین سرحد دونون سرکارکے ہون مزاحمت بعلت محصول ہوئی اور سوا اخذ محصول کشتیون مرقومہ سے بوجہ لگان بے آنکہ مال کو بارادۂ فروخت کشتی سے اوتارین طرفین مین نہ لیا جائیگا یا مقرر محصول اجناس فروختنی اپنے ملک پر اور آمدنی ملک دوسرے مین اوسیقدر جو زیادہ محصول مروجہ حال سے نہو باختیار و اقتدار دونون سرکار کے ہوگا اور یہ بھی اقرار پایا ہی کہ درخواست معافی محصول اجناس خریدہ بقیہ ملک جناب عالی بابت مصارف افواج کمپنی انگریز بہادر متعینہ ملک مقبوضہ بوجہ معمولات بعد سپردگی ملک عمل مین نہ آئیگی۔

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ سابق بتوثیق و استحکام مبانی محبت و اتحاد فیما بین دونون سرکار بحال برقرار رہینگے اور دفعات اس عہدنامے کی بھی اوسکی مبطل نہین ہین بحال و برقرار رہینگے اور مرتسم و منضبط دونون سرکار کے رہینگے۔

دفعہ دہم یہ عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دوسری شہر رجب ۱۲۱۶ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۰۱ع بلدۂ لکھنؤ مین لکھا گیا آنریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامے بزبان انگریزی و فارسی مہر و دستخط اپنے سے حوالہ جناب عالی متعالی کی ہی اور جناب عالی متعالی نے بھی اوسکی ایک نقل فارسی انگریزی مزین اپنی مہر و دستخط سے صاحبان موصوفین کے حوالہ کی اور صاحبان مرقومین اقرار کرتے ہین کہ شرائط اس عہدنامے کے ۳۰ دن کے عرصے مین مزین بدستخط و مہر نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر حاصل کرکے حوالۂ جناب عالی متعالی کرینگے اور عہدنامۂ مہری اور دستخطی پھیر لینگے اور عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دسوین ماہ نومبر ۱۸۰۱ع مطابق ۲۔ ماہ رجب ۱۲۱۶ہجری بتوسط آنریبل ہنری ولزلی صاحب اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر بموجب اختیار کے جو طرف نواب گورنر جنرل بہادر سے صاحبان موصوف کو دیا گیا نواب وزیر الممالک بہادر سے بلدۂ لکھنؤ مین لکھا گیا۔

اگرچہ ضرورت تحریر ایسے عہدنامجات کی کتاب مین نہ تھی کسواسطے کہ ہر دفتر ضلع مین

موجود ہین لیکن بخیال عبرت الناظرین مشاہدۂ آغاز و انجام کے واسطے مندرج کتاب کیا ۔

بنائے کربلائی تال کٹورہ مملوکۂ محمد الماس علیخان حسب الحکم جناب عالی

ابتدائے جلوس مین کئی برس تک جنابعالی واسطے تفریح طبع کے نشاط باغ مملوکۂ راجہ
ٹکیت راے مین رونق افروز ہو کر عیش و عشرت فرمایا کرتے تھے اور اہل شہر تعزیہ وزعاشورہ کو
تالاب سپہ پر یا مقام پڑاو میں دفن کیا کرتے تھے ایکدن وقت صبح سواری باغ انتبال کٹورہ
سے گذری اوسوقت نسیم سحری کا چلنا طیور خوش آہنگ کا آپسمین چہکنا ہر شاخ درخت پر
فصل بہار مین سب کے مطبوع ہوا جنابعالی نے نواب قاسم علیخان سے فرمایا اگر ایسے مقام پر
اہل شہر تعزیہ دفن کیا کرین تو بہتر اوس سے ہے یہان صحرائیت زیادہ ہے سمجھونے باتفاق عرض
کیا سبحان اللہ حضور نے کیا خوب جگہ تجویز فرمائی ہے واقعی عجب مقام تفریح و دلچسپ ہے پس
بموجب ارشاد کے پہلے نواب قاسم علیخان نے ایک چھوٹا حصار گرد جنگلہ چوبی کا بنوا کر وسط
چبوترہ مین بہت سے تبرکات مشاہد مقدسہ دفن کیے چنانچہ ابتدا مین تعزیہ چہلم جو بہت کم
اوٹھتے تھے اوسی کے صحن مین دفن ہوتے تھے اور اکثر نواب قاسم علیخان اپنی مجالس
نذری وہین کرتے تھے خود مرثیہ پڑھتے تھے مومنین کو مجلس مین پلاؤ بھی تقسیم کرتے تھے دیہات
قریب شہر کے عملداری محمد الماس علیخان مین تھے حسب الحکم جنابعالی پچاس بیگھہ پختہ زمین کا حصار
کیا گیا ایک قبہ خاص علیحدہ کیا دالان بہت بڑا دو درجہ شرق سے غرب تک شاید سو گز ہو بنوایا
وسط دالان مین تعزیہ منبر واسطے مجلس کے اور پہلو کے درجۂ اول عورات کے واسطے دوسرا
مردون کے واسطے بنادیا حاجی سیتا دار وغۂ عمارت تھے انکو حکم ہوا کہ تم بنواؤ انھون نے
میان سے عرض کی کہ مین بھی تعزیہ دار ہون ایک احاطہ اسمین سے میرے واسطے عنایت ہو
چنانچہ دوسرا احاطہ شامل احاطۂ اول کا اونھون نے بنوایا مٹی جو ایک جگہ سے لیکر گرد کی دیوار
وغیرہ بنی وہ تالاب ہوگیا اوسکا نام تال کٹورہ رکھا میان حیدر بخش چیلہ میان نے کتارہ تالاب
بڑا کمرہ بنوایا اب تو چندی ہر مہینے کی ہونے لگی ہزارہا آدمی زن و مرد جمع ہونے لگے مجالس
ہونے لگین دفن مومنین بھی شروع ہوا حاجی سیتا بھی پہلے مومنین للہ دفن کیا کرتے تھے
جب زمانہ دوسرا ہوا اونکی اولاد کا وسیلۂ رزق ہوگیا پہلے تو چندی کالے پہاڑ دن پر کنا شہر

تاکہ بود علی شاہ پر ہوتی تھی گرومان بالکل کیفیت میلہ ہوتی تھی بیان کیفیت دین ؤ دنیا دونون ہونے لگی بنائے تعزیہ چہلم اس شہر مین نہ تھی عزاداری عشرۂ محرم تا سوم اوسکے بعد کچھ نہین بندہ علیخان رفیق محمد آفرین علیخان تھے تربت اپنے گھر مین چہلم تک رکھتے تھے اوسکے بعد باخفا دفن کردیتے تھے جس سال جناب عالی مسند نشین ہوے خان مذکور نے میان سے کہا اگر آپ حضور سے اجازت چہلم لے دیجیے تو مین چہلم کو تعزیہ علانیہ وٹھاؤن جب وںھون نے اجازت لی حکم ہوا چہلم کے تعزیہ اوٹھانیکا دوسرے سال شیخ احسان نے تعزیہ اوٹھایا شہر مین اسکی بڑی دھوم ہوئی اوسکے بعد بتدریج ترقی ہونے لگی پھر حضرت خلد منزل کے عہد دولت سے چہلم عشرے سے زیادہ آجتک ہوتا جاتا ہی کئی برس تک نواب ممتاز الدولہ نے تعزیہ چہلم بڑے تکلف سے اوٹھایا اوسکے بعد ترقی و احتشام تعزیہ کاغذی اور میر محمد زکی مرثیہ خوان پر خاتمہ ہوا۔

برخاست چھاؤنی پٹالن انگریزی واسطرف دریا سے اور منڈیاؤن مین چھاؤنی ہونا اور بناے شہر جدید کوٹھی

آگے چھاؤنی پٹالن انگریزی کی پار دریا کے مقابل دولتخانہ تھی جہان فوجدار خان کی املاک عالیشان بنی ہوئی تھی اور دریا پر پل کشتیون کا رہتا تھا ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے پار تشریف لیچلے اتفاقاً برگیڈیر صاحب کا بنگلہ کنار پل تھا وہ بہت بدمزاج مشہور تھا اکثر راہرو جو پل سے جاتے تھے اذیت پاتے تھے تلنگہ جو پہرے پر تھا اوسنے سواری کے ڈنکے کو منع کیا کہ صاحب کو درد سر ہی غل نہ مچاؤ جناب عالی ازراہ مصلحت ساکت وخاموش پھر آئے داخل دولتخانہ ہوے اور ایک پرچہ پیام متضمن شکایت توہین جلوس سواری خلاف منزلت بہت شد و مد سے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا اور ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو اسی مضمون خاص سے بھیجا اور چار کمپنی تلنگہ روز جلوس مسند نشینی سے خاص دولتخانے مین کوٹھون پر متعین ہی کہ آیا یہ میری بھی حفاظت کیواسطے ہین یا فقط کوٹھون پر حسب المرضی جناب عالی جواب آیا صدر سے کہ فی الحقیقت قصور صاحب کمان افسر کا ہی ہماری فوج کے قریب رہنے سے اگر حضور کو تکلیف ہوتی ہی دوسرا مقام چھاؤنی کو تجویز فرمائیے اور پھر جہان

بیٹھے رہیں اوسمین نہیں سکتے کوٹھون کی حفاظت کو رہین نہ ات خاص کیواسطے نہیں ہین —

جب سے چھاؤنی قریب قصبہ منڈیاؤن مقرر ہوئی جہان نہ پانی کی نہ تھی سوا ے ریگ دشت کے بعد اسکے وہ چھاؤنی سب سے زیادہ آباد ہوگئی بعد اس ہنگامۂ فساد کے چھاؤنی کنپ محمد باغ مین ہوئی جیسا مناسب سمجھے —

غرض جناب عالی روز مسند نشینی سے ۵ برس تک دولتخانے مین رہے اور اکثر جب جی گھبراتا تھا نشاط باغ یا پسند باغ مین تشریف لیجایا کرتے تھے کچھ مکان بوضع انگریزی بھی تعمیر فرمائے معرفت راجہ مہرا کوٹھی کلان کنارہ دریا ملحق بدولتخانہ تعمیر فرمائی دو منزلی ہے اور سرداب بھی بنوایا جسمین سات سو دروازہ لگایا تھا مگر ناتمام رہگئی بسبب قیام فرح بخش وغیرہ کے اور یہ کوٹھی آخر کو بے اسباب ہوگئی اب تک گر بکر خاک مین ملگئی اور جب حالت بیخودی مین ہوتے تھے اکثر موسم گرما مین خاص مکان کے کوٹھے پر شبکو استراحت فرماتے تھے گرد کوٹھی خس کی ٹٹی تھی ایک شب خواب مین دیکھا کہ ایک شہید مرد جنکی قبر آج تک زیر درخت املی ہے کہتے ہین کہ ہم تمھین شراب کو منع نہین کرتے اگر تم کسی اور مقام مین پیا کرو بہتر ہے کسواسطے کہ ہمین یہان کی آمد و رفت مین تکلیف ہوتی ہے صبح کو خود جناب عالی نے اپنے مقربون سے بیان فرمایا دوسری شب وہی حالت بیخودی مین اوسے خواب خیال سمجھکر تھوڑی سی شراب بجاے گلاب ونکی قبر پر بھی چھڑکوائی جب آرام کیا کسی نے پلنگ کو گز بھر زمین سے بلند کرکے اولٹ دیا جناب عالی اوسکے نیچے دب گئے اور چلا کے پکارنے لگے یا حضرت عباسؑ مجھے بچائیے تر کسوا پہرے پر تھا اور خواص دوڑے پلنگ کو سیدھا کیا جناب عالی نکلے بس اوسکی صبح سرطان پیدا ہوا اوسکی شدت سے نوبت بہلاکت پہونچی یہان تک کہ کئی مرتبہ کہ شہر مین خبر غلط مشہور ہوگئی جناب عالی اوسی حالت سے تامجان پر سوار باہر برآمد ہوے کہ باعث تشفی رعایا ہو بیت ؎ در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ✦ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✦ یہ اسرار خدا ہین عقل کو کیا دخل ہے خلاصہ پہلے علاج ڈاکٹر انگریزی سے بہت خائف تھے پھر ڈاکٹر لا صاحب اپنے ملازم کے شریک مرزا جوزی کو بھی فرمایا ڈاکٹر نے تبدیل آب و ہوا کیواسطے نقل مکان کو عرض کیا کوٹھی جنرل مارٹین جو کنارہ دریا تھی اوسمین رونق افروز ہوے

ہمارے فضل خدا سے چند روز مین بہت بڑی کیل نکلی شفاے کلی حاصل ہوئی غسل صحت فرمایا
اس جہت سے کوٹھی کا نام فرح بخش رکھا جب وسکا نیلام ہوا چھپن ہزار کو مول لی بعد اسکے
دوسری کوٹھی جسے ٹیڑھی کوٹھی کہتے تھے اوسی مین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے رہتے تھے اوسے
بھی خریدا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ آنا قرب قیام فدوی سے باعث ترک ادب ہے حضور
گوراوڈلی صاحب کی کوٹھی مین رونق افروز رہین تو بہتر ہے وہ بھی کنارہ دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی ہے
شاہزادے وہان جا کر رہے۔

بعد غسل صحت بڑے جلوس سواری سے جناب عالی درگاہ حضرت عباس مین آئے حاضری
دسترخوان بڑے تکلف سے ہوا اوسی دن سے منہیات سے اجتناب کلی فرمایا تاحین حیات مرتکب
نہوے اور ایک خلوص عقیدت حضرت عباس علیہ السلام سے تھا دم آخر بھی وہین سے اعانت
چاہتے تھے مگر تقدیر الہی جاری ہوچکی تھی۔

خلاصہ اس خصوصیت سے طیاری درگاہ گنبد طلائی وغیرہ سے اور مکان دروازہ عالیشان
اور مکان اضلاع سے سب سامان درست ہوا جب سے پہرہ سرکار اور ایک داروغہ بھی سرکار سے
مقرر ہوا اور صندوق نقرہ و علمہاے طلا و نقرہ مع فرش و شیشہ آلات و منبر نقرہ رکھا گیا نذر نیاز بھی
زیادہ ہونے لگی مگر بانی مبانی درگاہ کو یہ سب نذر ملتی رہی مرزا محمد حسن قتیل نے مادہ تاریخ خوب
کہا ع این گنبد جدید بناے سعادت ست۔

جب فرح بخش کوٹھی مین رہنا منظور ہوا نواح اوسکا بہت پسند فرمایا اور کنارہ دریا ہونا بناے
مبارک منزل اور کوٹھی دلارام ہوئی اور آبادی شہر جدید منظور فرمائی مرشد زادون کو زمین
وسیع عنایت ہوئی کہ حسب لخواہ مکان بنالو اور ہر ایک کو تعمیر کا روپیہ بھی عنایت
فرمایا مرزا حسن رضا خان کی بھی کوٹھی کنارہ دریا تھی داخل سنہ وسیع ہوگئی پھر کوٹھی دلکشا مقابل
کوٹھی جنرل مارٹین زمین بلند پہ بنوائی اوسکی بڑی طیاری کی اور محمد باغ کو زمین وسیع سے
تعمیر کر کے درست بنوایا اوسمین ہرن و گھوڑیان خانہ زاد بچھیرے چھوڑے اور جتنے رسالدار
امرا ملازمین خاص سے تھے حکم ہوا تم بھی اپنے حسب لخواہ مکان بنوا کر رہو اور بارہ دری سرراہ
مقابل فرح بخش بنوائی بہت میمنت مبارک ہے جلوس شاہی بھی اوسی مین ہوا اور آجتک

دربار عام نواب گورنر جنرل وسمین ہوتا ہی بوسیدہ ہوگئی تھی سرکار سے پھر اوسکی طیاری ہوگئی
خاص بالا نار اور سڑک پہ آب پاشی دونون وقت کی مقرر ہوئی مگر نہ اس صورت انتظام سے
آبادی ہوئی جیسا اب حکام عالیشان نے درستی آراستگی اور انتظام سے کی ہی یہ کام مہندس کا
ہی علم سے تعلق رکھتا ہی اب سب عمارات عالیشان جو عہد دولت مین لاکھون روپیہ کی بہ تجویز
و پسند خاطر خود موسی باغ سے بی بی پور تک عمارت نہی مگر ایسی کوٹھی وسیع نہی جسمین ہانسو
آدمی یکجا بیٹھہ سکتے جب نواب گورنر جنرل بہادر کا جانا باقی ہوتا تھا کثرت صاحبان عالیشان سے
مینر دو سرا دونون طرف کچ لگایا جاتا تھا حضرت خلد مکان نے چاہا تھا کہ بہت بڑی وسعت کا
ایک مکان بنے مگر فقط زیر تجویز رہا اب باقیات صالحات عمارات سے کچھہ کچھہ باقی ہی باقی
سب خاک ہوگیا۔

ورود شاہزادہ مرزا عالی قدر بہادر بنارس سے

مرزا عالی قدر شاہزادے بیٹے مرزا جوان بخت بہادر کے بنارس سے مع اپنی مادر
گرامی نواب جہان آبادی جنکا ذکر نواب آصف الدولہ کے احوال مین گذرا بتقریب شادی
صاحبزادی مرزا سلیمان شکوہ تشریف لائے سرکاری ایک کمپنی بھی ساتھ تھی مرزا جام بیگ
صوبہ دار اسی کمپنی مین سے تھے بہت جوان کشیدہ قامت خوشرو تھے انکی تصویر لندن بھی
گئی تھی جب جناب عالی نے انکا مقابلہ وجاہت اپنے مرزا باقر بیگ خان رسالدار سے
کیا رسالدار کی شان و شوکت سبکی نظر مین زیادہ معلوم ہوئی تھی خلاصہ جناب عالی مع صاحب
رزیڈنٹ استقبال کو گئے شاہزادے کو اور نواب جہان آبادی کو بھی نذر دی باؤلی کے
مکان مین مہمان کیا بعد فراغ بنارس کو پھر گئے اتفاقاً وہ صاحبزادے بعد چند روز کے مر گئے
نواب جہان آبادی نے بھی انتقال کیا بعد کئی برس کے مرزا عالی قدر تنہا پھر لکھنؤ تشریف لائے
مگر نسبت پہلے مرتبہ کے وہ تعظیم و تکریم نہوئی بلکہ بعض امور خلاف بھی ایسے ہوے آخر بسلامت
پھر گئے کچھہ جناب عالی نے زاد سفر پیشکش کیا انکا مذہب تشیع تھا ان کی جہت سے کہ وہ لکھنؤ
کی تھیں۔

محمد اکبر شاہ بادشاہ شاہجہان آباد تک سی قدر انتظام باقی رہا تھا کہ کوئی شاہزادہ سلاطین سے

قلعہ کے باہر نجا سکتا تھا مگر یہ کسی حیلے سے باخفا کسی جہت سے بھاگ کر نکلے چنانچہ مرزا
سکندر شکوہ شاہزادہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے آغا شجاعت علیخان کے ساتھ باخفا
دلی سے لکھنؤ آئے باغ بڑاین کے پیچھواڑے ایک کوٹھی و باغ کسی انگریز کا تھا اوسمین بکرایہ
اوترے گردو جنگل ویرانہ محض فقط سڑک چار باغ تھی جسپر بڑے صاحب ہر روز ہوا
کھانے جاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ نے دس روپیہ روز خاصہ کے بہانے سے مقرر کر دیے
مگر انکے ساتھ دلی سے اکثر صاحب فہم آئے تھے مرزا محمد حسن قتیل شاعر میر اکبر علی وکیل
آغا شجاعت علیخان وغیرہ وہ زمانہ ریذیڈنٹی کرنل جان بیلی صاحب ہی اور دوروزہ مرزا جعفر
ہو مرزا قتیل سے مرزا جعفر اور مرزا حاجی انکے بیٹے سے دوستی بخصوصیت ہوئی انکی دواد وش
سے بعد کئی برس کے گورنمنٹ سے ہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوے مرزا سلیمان شکوہ نے
جناب عالی سے اکثر ذکر اپنے بھائی کا کیا جناب عالی نے عرض کی کہ مجھے شرف ملازمت حضور
کیا کم ہے مگر جب مرزا عالی قدر کی شادی ہوئی مرزا سکندر شکوہ بجاے اپنے بھائی کے
رونق افروز محفل تھے کسواسطے کہ موافق عرفیہ ہندوستان ہی کا باپ روپوش ہوتا ہے
بسبب حجاب کے جب جناب عالی شریک محفل ہوے شاہزادہ موصوف ازراہ اخلاق دنیا سے
پیش آئے اور راہ و رسم پیدا کیے کہ جناب عالی بہت خوش ہوے انکے بڑے بھائی کی شکایت کو
بھول گئے بلکہ چند روز مین ایسی موافقت تھی کہ مرزا سلیمان شکوہ نے بھائی کو تنبیہًا لکھا
کہ وزرا و امراسے اسطرح تعارفات کرنا باعث توہین ہمارے خاندان کا ہے اور شہرت ہے اوسکا
جواب لکھا کہ مگر عزت و توقیر وزیر اعظم گورنر جنرل سے بھی کم ہے اسکا شاہد مدعی رقعات
مرزا قتیل ہین جو طبع ہوے ہین غرض ہزار روپیہ جناب عالی نے بھی اپنی سرکار سے مقرر
کیے مگر اوس دہ ہزار روپیہ ماہواری سے اونکا سامان ضروری جیسا چاہیے سلیقے سے مرزا
شجاعت علیخان کے سبب درست ہو گیا جناب عالی بھی انکی سلامت روی اور کردار و رفتار
سے بہت خوش ہوے مرزا سلیمان شکوہ کو چھ ہزار روپیہ ماہواری کا مداخل تھا مگر فضول خرچی
صرف اخراجات کارخانجات شاہی عدم توجہی خود سے مہاجنان شہر کے قرضدار ہو جاتے تھے
جب نا دہندی ہوتی تھی جناب عالی سے فریاد کرتے تھے مرزا سکندر شکوہ نے اسی پیشکش سے

اس باغ کوٹھی کو خریدا امام باڑہ کوٹھی باہتمام مگلوڈ صاحب مہندس ملازم جناب عالی بنوائی اکثر بیچ کو جناب عالی بھی دیکھنے کو تشریف لاتے تھے باتفاق تعمیر کوٹھی ہوئی تھی اور اکثر روپیہ بھی اوسکی تعمیر کو بھیجتے تھے اکثر سفر مین انھین کو تکلیف دیتے تھے دس ہزار خرچ سفر کو بھیجتے تھے مرزا عباس شکوہ اپنے بیٹے کو دلی سے بلوا بھیجا اور جو کچھ سرکار شاہی سے مقرر تھا وہ جاری کروایا تعزیہ داری ٹبرستہ تکلف سے امام باڑے مین ہوتی تھی حضرت خلد مکان کے زمانے مین انتقال کیا اپنے امام باڑے مین دفن ہوے گورنمنٹ سے جو ہزار روپے مقرر تھے بعد وضع چہارم باقی ساتھ سات سو مرزا عباس شکوہ کو ملنے لگے مشاہرہ شاہی کی یہ صورت ہوئی کہ مرزا عباس شکوہ جبتک قلعۂ دلی مین تھے مذہب تشیع تھا اکثر عشرۂ محرم مین اور شاہزادون سے خلاف مذہب کی بحث سے قصہ ہو جاتا تھا لکھنؤ مین بعد انتقال اپنے باپ کے مذہب تسنن اختیار کیا بلکہ تصوف پر میلان ہوا خلفا وارث علی کے مرید ہوے لباس فقرا پہنا اتفاقاً عشرۂ محرم مین ۸ تاریخ نواب معتمد الدولہ کی مجلس مین تشریف لیگئے موافق معمول کے مجلس مین تبرا ہوا بہت ناگوار گذرا مجلس سے اوٹھکر چلے آئے نواب کو تعجب ہوا کہ باپ ایسا تھا بیٹے ایسے لوگون نے حقیقت حال بیان کی نواب نے باستعجاب تمام بادشاہ سے عرض حال کیا وہ ہزار روپے سرکار شاہی سے موقوف ہوگئے۔

حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین مرزا عباس شکوہ کی بی بی نے بسبب نا موافقت کے مرزا حیدر شکوہ نالش دعوی مہر کیا املاک مستغرق مہر ہوئی ۲۷ یا ۲۸ ہزار روپیہ کو نواب امین الدولہ نے اوسے مول لیا شاہزادے ٹیپو خان کے مکان مین اوٹھ گئے امین الدولہ نے کئی لاکھ صرف کرکے بازار وغیرہ بنوایا اوسکا نام امین آباد رکھا اونکے عہد وزارت مین بحکومت بھی آبادی نہو سکی اونکے بعد انتقال جبسے عملداری سرکار ہوئی مثل چوک شہر زیادہ آباد اور محاصل کرائے دوکان بہت بڑھ گیا ہے اونکی اولاد کو ملتا ہے قریب چھاؤنی اور صاحبان عالیشان کی کوٹھیون کے بننے سے باعث آبادی ہوا ہے۔

پھر خیا بعالی کے عہد دولت مین ایک دفعہ مرزا جمعہ شاہزادے جنکا احوال مرزا وزیر علیخان کے احوال مین گذرا فرخ آباد سے تشریف لائے باولی کے مکان مین چند روز تک مہمان رہکر پھر چلے گئے۔

مرزا مظفر بخت شاہزادے بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے ایک دفعہ اپنی اولوالعزمی و طمع دنیا سمجھکر لکھنؤ سے باہر نکلے لکھنؤ کے جو لوگ پریشان حال و معطل تھے ساتھ ہوے قاضی اختر تخلص نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ بجوائے تک گئے کچھ حاصل ہوا نہ اوسقدر قلبنا خیال و پاس اجاؤن کو شاہزادون کے نام کا تھا جب ناکام لکھنؤ پھر آئے سیلی بیگم منجملہ بی بی ہاے جرنل مارٹن سے نکاح کیا اونھین کی نیشن مین بسر اوقات رہی بعد گوری بی بی کے مرنے کے اونھین کے مکان مین رہتے تھے۔

ورود مرزا جہانگیر شاہزادۂ دہلی

محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی مرزا جہانگیر شاہزادہ کو بہت چاہتے تھے کہ محبت پدری سے حالت تعشق تھی اس جہت سے جو اونسے حرکت خلاف منزلت شاہی یا صحبت بد کی جہت سے سرزد ہوتی تھی اوسے ازراہ محبت عفو فرما کر درد دلی سے سمجھاتے رہتے تھے جب تاثیر صحبت غیر جنس سے اونکے حرکات ناشایستہ بڑھے سیٹن صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی مین ہر صبح حاضر ہوتے تھے اونکی نسبت بھی حرفہاے خلاف و نامعقول کہنے لگے اونکو دیکھ کے ملازم لو لو ہر کہا کرتے تھے آخر تنگ ہو کر صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہزادے سے حرکات خلاف منزلت شاہی سرزد ہوتے ہین مبادا انسے کوئی ایسا امر خلاف ہو جسکی اصلاح بہت دشوار و موجب توہین ہو لہذا اگر صاحب عالم بہادر چندے بطریق تفرج مثل حضرت جد اعلی عملداری مملکت شرقیہ مین رہین غالب ہے کہ اصلاح حال ہو جاسے بادشاہ نے پھر اونھین سمجھایا اونکی مفارقت بہت شاق تھی چندے تامل فرمایا مگر لارڈ لاٹ کب سنتا ہے خلاصہ انھین الفاظ رکیک یعنے لو لو سنتے سنتے ایکدن شاہزادہ بہادر نقار خانے پر کھڑے تھے طپنچہ ہاتھ مین تھا مار بیٹھے صاحب دربار سے باہر نکلتے تھے گولی کنارہ ٹوپی سے ہو کر نکل گئی اوسوقت صاحب ہین کھڑے ہو گئے توپ منگوا کر

سر دروازہ نقارخانہ سے دیوان عام تک توپ مارتے چلے گئے بادشاہ نے سب ملازمین کو
حکم قطعی فرمایا کہ ہر شخص اپنے مقام پر مثل تصویر کھڑا رہے جس طرح سے صاحب آتے ہین
آنے دو صاحب عالم بہادر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے بادشاہ کے پاس جا کر پہنچے صاحب
رزیڈنٹ تنہا کشتی پر سوار ہو حاضر حضور شاہی ہوے عرض کی آپ حضرت صاحب عالم کو
ہمارے سپرد فرمائین بادشاہ نے شاہزادے کا ہاتھ اونکے ہاتھ مین دے کر فرمایا انھین تعلیم
و تربیت کے واسطے تمھارے سپرد کرتا ہون صاحب والا انھین اپنے ساتھ قلعہ کے باہر لیکر
چلے آئے —

اوس دن شاہزادہ باہر شہر کے رہا دو چار دن مین سامان ضروری شاہانہ درست کر کے
روانہ عملداری سرکار ہوے ہزار آدمی کی جمعیت لشکر اور سامان ہاتھی گھوڑا وغیرہ سب
درست ہو گیا ناگاہ خیال مین آیا کہ پہلے لکھنؤ مین وزیر اعظم کے پاس چلیے اور وہان کا عیش و
نشاط دیکھیے جو مشہور آفاق ہے اہل صحبت جو اس طریق کے جمع ہو گئے تھے وہ بھی غنیمت سمجھے
کس واسطے کہ لکھنؤ پر سب زہر کھائے ہوئے تھے بادشاہ نے وقت وداع کہلا بھیجا تھا کہ اگر لکھنؤ
جانے کا اتفاق ہو تو وزیر اعظم کا بہت پاس خاطر رکھنا کس واسطے کہ ہمیشہ سے قریب منزلت دولت کی
اس سلطنت مین رہی ہے —

غرض جناب عالی نے خبر آمد آمد شاہزادہ داخلۂ لکھنؤ کی سنی بہت خوش ہوے اور مزید عزت
و تفاخر سمجھ کر مع صاحب رزیڈنٹ کرنل جان بیلی صاحب مرزا سلیمان شکوہ مرزا اسکندر شکوہ
شاہزادے بڑی دھوم دھام سے ناکۂ شہر تک استقبال کو گئے اور شہر مین چوک کی بڑی طیاری
کی کوچہ و بازار و بام تماشائیون سے بھر گیا جناب عالی نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی عرض
کی آج حضور کی بدولت منصب آبائی قدیم خواصی نشینی بعد ایک مدت العمر کے پھر حاصل ہو گئی شاہزادے
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو جانب چپ بٹھا لیا برج سعادت مین قران السعدین ظاہر ہوا نظر خاص و عام
مین بھی جلوہ افروزی ہوئی شہر مین ایثار زر کرتے ہوے داخل فرح بخش ہوے شلک
سلامی توپ ہوئی لباس شاہزادہ انگریزی سر پر لینی کالی ٹوپی ترکمانی ولایتی
زیب کمر شیا پیچوان حقہ فیلبان ہاتھی کے ماتھے پر رکھے اوسکا پیچ شاہزادے کے

تھے مین ہر طرف ہجوم عام کو دیکھتے ہوئے بعد چاے پانی کے کشتیان نذر کی دین چار گھوڑے کی گاڑی اوسی پہ سوار ہوکر پسند باغ مین داخل ہوئے دوسو روپیہ کا خاصہ طعام معین ہوا شیخ امام بخش وکیل الماس علیخان مروسن صاحب لیاقت مہتمم بجا آوری خدمت مقرر ہوے —

دوسرے دن جناب عالی مع صاحب رزیڈنٹ اور مرشدزادے و امراکے حاضر ہوے بعد چاے پانی کے سب کی نذرین بمراتب گذرین جب وقت خلعت آیا شیخ امام بخش نے ازراہ طعن مرزا جعفر سے کہا وزیر اعظم کو خلعت معمولی وزارت ہوگا صاحب رزیڈنٹ کے واسطے آپنے کونسا خلعت تجویز کیا ہی یہ سُنکر لاجواب ہوے جناب عالی کو پارچہ خلعت ہونے لگا ہر پارچہ پہ جناب عالی آداب گاہ پر جاکر آداب بجا لاتے تھے نذر دیتے تھے افسوس ہر اوسدن تک خاندان تیموریہ کا یہ مرتبہ تھا ظاہر حال سب آداب شاہی باقی رہا تھا صاحب رزیڈنٹ کا بھی خطاب اوسی سلطنت سے ملتا تھا عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھی خطاب زمان لارڈ ہیر اسے سب موقوف ہوگیا غرض جب نوبت خلعت صاحب رزیڈنٹ پہونچی فقط دو شالہ و رومال کا حکم ہوا جناب عالی نے عرض کیا پانچ پارچہ عنایت فرمایئے صاحب نے ناد انستگی سے چاہا کہ مثل وزیر اعظم مین بھی ہر پارچہ خلعت پہ نذر دیکر آداب گاہ پر آداب بجا لاؤن خواص شاہی نے کہا کہ یہ مختص رتبہ وزیر اعظم کا ہی تمھارا یہ مرتبہ نہین ہی یہ سُنتے ہی کیسا انفعال صاحب کو ہوا اور اپنے آج کے آنے پہ بہت شرمندہ ہوے —

غرض جناب عالی ہر روز ہر قسم کے ہدایا و تحائف بطیب خاطر بھیجتے تھے اور ہمہ تن مصروف تھے اور بدل منظور تھا کہ انکی ایسی خدمت سب طرح سے کیجیے کہ باعث خوشی دلی بادشاہ ہو بلکہ رفع کدورتہاے ماضیہ ہو اور بادشاہ کے بھی متواتر شقے شاہزادے کو آتے تھے کہ خبردار کوئی امر خلاف وزیر نکرنا شاہزادہ عالم یہ کب ایسی بات سُنتے تھے اشرف علیخان ایک شخص ستار خوب بجاتا تھا اوسے اپنا وزیر اعظم کیا تھا اوسے جناب عالی کی خبر کو بھیجتے تھے جناب عالی انکی آمد سنکر ٹہلتے تھے یہ سلام علیک ہمسری کہتے تھے

بہت ناگوار ہوتا تھا شاہزادے ہر صبح کو گھوڑے پر سوار گلی کوچون مین بے تحاشا دوڑا تے
جاتے تھے اکثر عورتین مرد کچل جاتے تھے تحاس مین پہونچکر ایک ن گھوڑا چھپٹنے لگے
دسترخوان پر عجیب صحبت ہوتی تھی ایک دن شیخ امام بخش نے انتظام کر کے عرض کیا
بہت خوش ہوے ارباب نشاط حاضر رہتے تھے غرض ہر شب عید و صبح نوروز تھی
جنابعالی کو پرچہ اخبار جب ایسے گذرتے تھے افسوس کہکر رہجاتے تھے قصہ مختصر شاہزادہ
عالم ایک کسبی مسماۃ دامڑی جو ناچ مین بہت نامور تھی اوسپر عاشق ہوے اور اوسے داخل
محل کیا اپنے عم نامدار مرزا جوان بخت کا ورثہ پایا جب یہ صورت ہوئی جنابعالی نے بڑے
صاحب سے کہلا بھیجا کہ اطوار شاہزادے کے شاہجہان آباد سے بھی یہان زیادہ ہوتے
ہین ہم پاس آداب شاہی سے مجبور ہین ایسا نہو انکی کسی حرکت سے عبث عبث باعث ندامت
و حجاب بادشاہ سے ہو مناسب ہے کہ اب صاحب عالم بہادر مملکت سرکار مین سیر و سیاحت
کرین تو بہتر ہے صاحب رزیڈنٹ پیشتر سے خار کھائے تھے حکم قطعی کہلا بھیجا اوسی دن پردہ
شب مین سوار ہوکر الہ آباد چلے گئے سلطان خسرو کے باغ مین مقیم ہوے یہان کوئی
خبر بھی نہوا بلکہ سبکو غنیمت ہوا عافیت سبکی تنگ ہوگئی تھی پانچہزار روپے ماہواری
گورنمنٹ سے خرچ کو ملتے تھے ازبسکہ بادشاہ اور نواب ممتاز محل انکی محبت پدری و مادری
حد سے زیادہ تھی برضامندی صاحب رزیڈنٹ پھر دلی تشریف لے گئے بعد قیام چند روز
کے اوس سے زیادہ حرکات خلاف شروع ہوے آخر ماں باپ نے لاچار ہوکر پھر صاحب
رزیڈنٹ سے کہا کہ انکے حرکات جنون اوس سے زیادہ بڑھتے جاتے ہین ہمارے واسطے
موجب توہین ہوچکا ہے یہ کچھ متنبہ نہوے مبادا پھر کوئی ایسی حرکت کرینگے لہذا مناسب حال
انکا رہنا تمھاری عملداری مین بہتر ہے بڑے صاحب نے عرض کی کہ سیٹن صاحب کے
اختیار سے صاحب کی مراجعت دلی کو ہوئی مگر اب اگر ہمارے حکم و تجویز سے جائین گے
مراجعت نہوسکیگی اس جہت سے پھر الہ آباد آئے دائم الخمر رہتے تھے آخر اسی بیخودی مین
ایکدن ہنستے ہنستے دنیا سے سفر کر گئے جنازہ روانہ دلی ہوا جب داخل شہر ہوا جلوس شاہی
ساتھ ہوا ملازمین شاہی اور تمام مردم شہر وضیع و شریف ساتھ تھے شہنا نوازون نے

یہ شعر اپنے مضامین مین شروع کیا ؎ سر ویمینا تو تنہا میری + سخت بہیری کہ بے ما میری + اسپر
بیخودیسی سب روتے تھے کہ حسب حال تھا تین دن تک ان بانے کھانا نہ کھایا حجرۂ خلوت سے باہر
نہ نکلے آخر ٹب صاحب نے آکر بہت سمجھایا اور کلمات صبر عرض کیے بدستور پھر دربار ہونے لگا —

لشکر دھورہرہ جانا جناب عالی کا کرنل بیلی صاحب کا نیچہ شیر سے بچنا سفر کا موقوف ہونا

نواب آصف الدولہ بہادر ہر سال دو سفر شکار کیواسطے کیا کرتے تھے اور بہرایچ کے
میلے مین بھی اکثر اتفاق ہوتا تھا فی الحقیقت عجب سیر و تماشے کا سفر ہوتا تھا ہر مقام منزل پر
معلوم ہوتا تھا کہ ثانی لکھنؤ شہر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص ایک سفر سے دوسرے کا دن گنا کرتا تھا
ہزارہا مزدور اسی سفر پر قرض لیتے تھے دوکاندار اہل پیشہ اپنی فلاح سمجھتے تھے چنانچہ جب
سفر نبول کیا نوسے کہار بوجہ سواری کو ہاتھون ہاتھ لیگیا وہان کے راجہ نے استقبال کیا
تحائف کو بھی گذرانے اوسے خلعت دیا فی کوٹ مین ایک بارہ دری بنوائی وہ اب تک
یادگار ہے جہان جناب عالیہ ومرزا برجیس قدر بعد فساد ہنگامہ باجازت راجہ مقیم ہوے
اس سفر مین بھی صرف لکھا روپیہ کا ہوتا تھا اسی صورت سے جناب عالی بھی ایک دفعہ موسم
بہار مین شکار کو تشریف فرماتے تھے ازبسکہ بندوق لگانے مین قادر انداز تھے زیادہ
شکار کا لطف اوٹھاتا تھا اور انتظام لشکر بھی بہت خوب ہوتا تھا ہزار اہل شہر کے خوشباش
وبیفکرے بھی کسی حیلہ سے ہمراہ لشکر ہوتے تھے کچھ رات رہے سوار ہوتے تھے کئی سو فانوس
کی روشنی جلو سواری مین لشکر مین جابجا اذان صبح کا ہونا وہ کم کم تارون کی روشنی آسمان پر
جھونکے نسیم سحر کے چلنا دوسری طرف سے گشت شہنا نوازون کا نغمائے سحرگاہی سے جانوران
صحرائی کا چہچہہ خوش الحانی سے کرنا باعث ولولہ ہر شخص ہوتا تھا خوانچہ والے میوا کھانا ہر قسم کے
لیے ہوے پکارتے پھرتے تھے فی الحقیقت عجب لطف ہوتا تھا اور اس سفر سے زیادہ تر
فائدہ سرکار یہ تھا کہ اکثر مظلوم رعایا جو عمال کے ظلم سے نالان وشاکی ہوتی تھی فریاد کو پہونچتی
تھی تعلقدار بھی حساب سربستہ تھے اور ملک کی آبادی وغیرآبادی وزمین کا بے کشت رہنے کا سبب
معلوم ہو جاتا تھا میان عیشی شاعر نے قصیدۂ فارسی اسی سفر کا لکھا ہے مشتاقین نے دیکھا ہے

خلاصہ جبکہ بعض خیام مقام ہریرہ مین تھے صبح کو شیر صحرائی اسیر حلقہ کمند ہاتھیون کے ہوگیا
کئی سو کا حلقہ ہوتا تھا شیر گھبرا کے مقابل ہاتھی بڑے صاحب کے نکلا جست کرکے ہاتھی کی سونڈ
سے لپٹا فیلبان نے جسارت سے گجباگ ماری ہاتھی نے ٹھوکر کھائی اوسکے جھونک سے
صاحب انگریزی حوضے سے شیر کے سامنے گرپڑے چاہتا تھا دبا بیٹھے دفعتہً جنابعالی نے
اس سبکی سے گولی ماری کہ شیر گر پڑا صاحب وٹھہ کھڑے ہوے ہر طرف سے غلغلہ واہ واہ بلند
ہوا صاحب مع صاحبان عالیشان شکر گذار رہے کہ حضور نے اسوقت پنجۂ اجل سے صاحب کو
بچایا ناخن شیر سے صاحب کی تپلون مین تھوڑا خراش ہوگیا تھا پالکی خس مین سوار ہوکے اپنے خیمے
مین آئے سمجھے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ آج مفت مین اپنا شکار رہوگیا تھا اور
اسمین جنابعالی کے بڑے ملزم رہتے یہ احوال سفر کی رپورٹ گئی معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ پھر
سوائے سفر آخرت کے سفر شکار نصیب ہوا۔

ایک سبب اور بھی مشہور ہے کہ ایکدن جنابعالی نے آٹھ شیر مارے نوین کی تلاش مین تھے
دوپہر ہوگئی دھوپ اور گرمی کی شدت سے جنابعالی پھر آئے اتفاقاً گوئندے نے بیلی صاحب سے
خبر کی اونھون نے بے اطلاع جنابعالی شاید انکے خیمے کے قریب نکلا تھا کسواسطے کہ صاحب کا خیمہ مع
پلٹن لشکر سے تھوڑے فاصلے پر ہوتا تھا یا اور کوئی سبب ہو شیر کو مار لیا وگرنہ نوشیروان کے نام
سے مشہور تھے تیراسے گھاٹ پر خیمہ تھا پھر آئے شکار کو نہ گئے واللہ اعلم۔

مکنون خاطر جنابعالی درباب استحکام ریاست

ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ عقلمند کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا آگے اسباب ظاہری
یا امور تقدیر سے بگڑ جائے اوسکا قصور تدبیر نہین جنابعالی سب کے نزدیک صاحب عقل و
دانش تھے اونکا فعل حکمت سے خالی نہتھا اگرچہ باخود اختیار ریاست نرکھتے مجبور تھے علاج
وصوابدید دوسری بھی تھی چنانچہ جب بنارس سے تشریف لائے مسند نشین ہوکے پانچ
یا چھ لاکھ خزانے مین بذات خود لاے تھے فقط اپنے حسن سلیقہ و انتظام خرچ سے
جمع کیا تھا یہان خزانے مین نواب آصف الدولہ و مرزا وزیر علیخان کی فضول خرچی سے
کیا تھا بس اتنی مدت وزارت مین بعد صرف اخراجات معینہ دس یا بارہ کرور روپیہ خزانے مین

جمع کیا تھا کسواسطے کہ نوے لاکھ روپیے سال کا خرچ تھا ملک سے ایک کرور چودہ یا پندرہ لاکھ سے زیادہ
وصول نہین ہوا فی الحقیقۃ اپنی خوش سلیقگی سے اتنا روپیہ جمع کیا تھا اسپر بھی تعمیر مکانات شہر جدید
اور ملازمین اور مرشدزادون کو جو تعمیر مکان کو عنایت فرمائے لاکھون خرچ ہوے کچھ عقل سے
باہر حساب خرچ ہی یا برکت خداداد کہیے اوس عہد دولت مین ملازم جدید کے واسطے کوئی جائداد
قوتی تجویز نہین ہوتی تھی اگر ضبطی مال راجہ مہراو نواب شمس الدولہ بہادر یا نصیر الدولہ بہادر و
میان الماس وغیرہ کی امانت نہ ہوتی تو شاید کچھ زیادہ جمع ہوتا چنانچہ نواب غازی الدین حیدر نے
بعد مسند نشینی اسکا دعوی دونون بھائیون سے چاہا مگر نواب گورنر جنرل بہادر کی صلاح اور اپنی
سیر چشمی سے باز رہے اوسی کرور روپے کے نقد و جنس سے نواب شمس الدولہ نے بنارس و
کلکتہ مین جا کر صرف کیا ہر صاحبزادے کو چھ لاکھ کے نوٹ خرید کر دیے جس سے آجتک اونکی
اولاد بنارس اور بغداد مین بسر اوقات کر رہی ہے اور اخراجات جناب عالی و تنخواہ سب مرشدزادون کی
بیش قرار اور صاحبان عالیشان جو مصاحب تھے ہزارون روپے تھے اور جو صاحب کمال یا
اہل سپاہ وغیرہ دکن سے یا کوئی صاحب لیاقت یا عالی خاندان تباہ و پریشان ہو کر آیا اور
چند روز سلام کیا یا ازروے پرچہ اخبار یا کسی کے وسیلے سے بعد دریافت حقیقت حال اوسکی
پرورش ہو جاتی تھی شہر سے ناکام نہین جاتا تھا سواے نواب خاص محل کے کوئی دوسرا محل
ممتاز نتھا جسکا خرچ یا جاگیر ہوتی جسطرح آخر سلطنت مین حال ہوا اور غرض جناب عالی کی رو پے سے
یہ تھی کہ مین نوٹ گورنمنٹ مول لیکر سود لیا کرونگا یا کسیکا وثیقہ مقرر بواسطۂ گورنمنٹ کرونگا
اور نہ اس سے لشکرکشی کا ارادہ تھا خلاصہ ثقات یا جو محرم راز تھے کہتے تھے کہ مجموع ممالک
مفوضہ و مقبوضہ و مفتوحہ جو متعلق تعہد سرکار کمپنی ہے اسکا تعہد سی سالہ سرکار شاہی سے لے لونگا
اور اقساط پیشگی داخل سرکار کرونگا اور فوج انگریزی اور صاحبان نظامت بدستور بحال رہینگے
اور امر جدید بمشورہ اپنے اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ہوا کریگا اور ایک سفیر صاحب لیاقت
مثل صاحب رزیڈنٹ حاضر حضور نواب گورنر جنرل بہادر رہیگا اس مشورۂ خاص سے فقط
جنرل مکلوڈ صاحب و اکٹرلا صاحب وغیرہ مصاحبان ہمراز واقف تھے یا بعض اہلکاران معتمدین
سرکار اور ارباب ایسا احوال سبکے نزدیک زٹل یا مضمون خیالی ہے الغرض سہ اولٹی ہو گئین سب

تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ بلکہ رہا سہا سب کام تمام کیا۔

ضبط اوقات جناب عالی

جناب عالی قبل از طلوع آفتاب محلسرا سے برآمد ہوتے تھے از بسکہ شہسوار یکتا تھے گھوڑے سے تعشق تھا وکمن عرب ورجنگل کے تال میل سے گھر کے خانہ زاد گھوڑے گھوڑیان ایسی پیدا کین کر اس صورت وسیرت وغربت کے مقام اصل مین بھی کسی نے ندیکھی ہونگی اوسوقت لباس انگریزی زیب کمر ولایتی ڈاب چرم سے ٹوپی مغلی سیاہ مخملی پہلے سلام مرشدزادون داماد یا اُمرا ے خاص کا ہوتا تھا مگر نواب شمس الدولہ ونصیر الدولہ بہادر ابلکار تھے سلام کر کے اپنے گھر کا دربار کرتے تھے اکثر ہوا خوری تا دلکشا یا پار دریا یا موسی باغ تک بعد دو ساعت کے مراجعت فرما کے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے جلوس سواری مع ڈنکہ سب آگے ہوتا تھا اور سب بھی اپنے اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور جب گھوڑے پر ہوتے تھے فقط دو خاص بردار یا دو چوبدار دہنے بائین تھوڑے فاصلے پر ہوتے تھے یا مرزا کریم بیگ یا محمد غلامی خانہ زادان حضوری پر سوار لباس انگریزی سے آگے ہوتے تھے یا چند کتے شکاری یا بازدار وغیرہ کچھ فاصلے سے پیش ودہلو مین مصاحبان خاص صاحب ہوتے تھے راہ مین اکثر مسافر یا دادخواہ عرضی استغاثہ دیتے تھے ایک دفعہ ایک سپاہی نے عرضی روزگار کی دی تھی اتفاقاً اوسنے تلوار اپنی کمر کے پٹکے مین کھولی تھی جب سلام کو جھکا تلوار میان سے نکل پڑی پکڑا گیا بیقصوری اوسکی ثابت ہوئی چھوڑ دیا جب سے بیس سوار وبیس چپراسی اہتمام سواری کو انتظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد ہوئے اشرف الدولہ رمضان علی خان مرزا اشرف علی بھی ہوتے تھے اکثر نسل نگاہداشت سواران جدید کی در دولت پر پہونچکر ملاحظہ فرماتے تھے یا نواب شمس الدولہ بہادر جنرل بھی کبھی نواب نصیر الدولہ بہادر بھی حسب الحکم تعمیل کرتے تھے ہر روز چوکی مین بائیس ۲۲ سو آدمی ہر فرقے کا حاضر رہتا تھا ازانجملہ دو سو کئی سوار بھی ہوتے تھے بس جب سارسواری صبح ہوچکا امرا یا معززین در دولت سے رخصت ہوتے تھے نو بجے چاے پانی ہوتا تھا کرسی نشین امراے مقربان خاص مثل صمصام الدولہ مرزا امجو اور مرزا محمد تقی خان شاعر ہندی بے مثل بیٹے نواب مرزا علیخان کے پہلو مین یا روبرو

صاحبان مقرب خاص اول ہگلوڈ صاحب اکتر لا صاحب وغیرہ پس کرسی خاص میر انشاء اللہ خان
طوطی ہزار داستان ہندوستان میر ابو القاسم خان بیٹے میر مدن سپہ سالار فوج کے نواب
سراج الدولہ بنگالہ مجرئی معززین خواجہ سرا وغیرہ اوسوقت باریاب سلام ہوتے تھے سامنے
عرض بیگی کھڑا رہکر سبکو بدفعات سلام کراتا تھا باہر برآمدے مین بانڈ انگریزی بجتا تھا جناب عالی
جس سے مخاطب ہوے گفتگو سے عاقلانہ باوقار ہوتی تھی ہر شنبہ کو صاحب زیڈنٹ کی
صحبت چاے پانی ہوتی تھی جتنے صاحب چھاؤنی کے ساتھ آتے تھے پالکی پر سوار زیر کوٹھی
اوترتے تھے ہر ایک کا حقہ پیچوان بھی ہوتا تھا حقہ کی آواز سے کمرہ گونج جاتا تھا بعد چاے پانی خلوت
خاص ایک کمرے مین ہوتی تھی وہان کوئی نہین ہوتا تھا سوا جنابعالی اور بڑے صاحب کے بالمشافہہ
طرفین سے جو گفتگو ہو سہ شنبہ کو جنابعالی کا چاے پانی بڑیصاحب کی کوٹھی یا خیمے مین ہوتا تھا
کسواسطے کہ دوسری کوٹھی عنیافت کی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین نہی ادر بڑا پھاٹک
بیلی گارد کا بنا اور راہ آمد و رفت جو مابین کوٹھی رزیڈنٹی بند ہو گئی تھی بعد دس بجے کے برخاست
چاے پانی ہوتا تھا ۔

تیسرا دربار وقت خاصہ مقربان یا اردلی خاص اور کبھی نواب جلال الدولہ مہدی علیخان
بارکن الدولہ نواب محمد حسن خان صغیر السن تھے شریک خاصہ ہوتے تھے بعد گیارہ بجے کے برخاست
ہوکر محلسرا مین تشریف لیجا کے کوچ پر استراحت فرما کر حقہ میل فرماتے تھے ۔

چوتھا دربار ۱۲ بجے وقت ملاحظہ کاغذ ہوتا تھا نواب نصیر الدولہ بہادر لفافہ کاغذ بند میز
پر رکھکر چلے آتے تھے نواب شمس الدولہ بہادر لفافہ رکھکر علیحدہ کمرے مین تا اختتام ملاحظہ
کاغذ حاضر رہتے تھے نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان راجہ دیا کرشن رائے رتن چند صاحب
اخبار رائے صاحب رام اخبار نویس خفیہ منشی رونق علیخان منشی دانش علیخان اور معززین
منشی اپنا اپنا لفافہ میز پر رکھکر ہر ایک اپنے مقام پر علیحدہ بیٹھتے تھے جسے بضرورت تحقیق
طلب فرمایا حاضر ہوا جنابعالی نے جب لفافے کو ملاحظہ فرمایا دستخط کر کے میز پر یا پہلو سے
میز مین پھینک دیا سامنے کہار ناخواندہ حاضر رہتے تھے جس کاغذ کو طشت آب مین ڈال دیا
کہار نے خوب ملکر کنارے رکھا اتفاقاً ایک شخص اسی کاغذ کے وقت نوکر ہوا عرض کیا

ہین ناخواندہ ہون جناب عالی نے ایک فرد کا نمذ پڑھکر پھینک دی اوس سے کہا اوٹھا لا
اوسنے فرد کو دیکھکر پیشانی سیدھی فرد دی تصور مند نوکری سے موقوف ہوا غرض ہر ہر کاغذ
سب کو اغذات کو ملاحظہ فرما کر بے اعانت دوسرے کے دستخط فرماتے تھے جب برخاست ہوتی
تھی چار متصدی حاضر ہو کر سب کاغذ جمع کرکے جنکے نام دستخط ہوتے تھے جدا کرکے ہر دفتر
مین اوسی وقت بھجوا دیتے تھے اور اوسی دن دفتر اجرا سے سب احکام جاری ہوتے تھے
ایسی ملاحظۂ کاغذ کی جہت سے فتور بصارت ہو گیا تھا اور جاڑے کے موسم مین دن چھوٹا ہوتا ہر
جو کاغذ رہجاتا تھا رات کو ملاحظہ ہوتا تھا اور پرچہ اخبار بلا قید گذرتا تھا مہر خاص کیوقت ظفر الدولہ
کپتان فتح علیخان حاضر ہو کر سامنے حضور کے مہر کرکے پھر صندوقچہ مہر لیجاتے تھے پرچہ پیام یا
محبت نامہ بڑے صاحب کا پہلے مرزا جعفر حضور مین لایا کرتے تھے جب ایکدن جناب عالی نے ازراہ عتاب فرمایا
کہ کرنل بیلی میرے سامنے بات نہین کرسکتا یہ جو کرتے ہو تم ہو پھر منشی میر حیدر بھانجے منشی علی نقی خان
کے اون دونون جوان خوشنوس تھے بصلاح مرزا جعفر جایا کرتے تھے جواب تحریرات کا اوسی دن
جاتا تھا ادھر سے مولوی صدرالدین واسطۂ رسالت تھے یہان سے جواب بعد خوب تنقیح و تحقیق
و مشورہ جایا کرتا تھا ۔

وقت شام جناب عالی سواری گاڑی و اسپ سے کوچوان راس اپنے ہاتھ مین لیے جلوس
سواری ترک سواران سالہ راجہ بختاور سنگھ اردلی خاص یا کبھی تامجان پر سوار ہو کر تشریف فرما
ہوتے تھے کبھی کسی گنج کی طرف جا کر نرخ غلہ خود پوچھتے تھے بخیال پرورش رعایا لقمال بھی فرتے
رہتے تھے سال بھر مین دو ضیافتین صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین ہوتی تھین سرکار کی طرف سے
ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری بڑے دن کو آمین ساٹھ ستر ہزار روپیہ صرف ہوتا تھا
و رکشتیان علی قدر حال مرشد زادون داماد کو ملتی تھین امرا کو ہار گوٹے کے اور عطر
لارڈ ہارڈنگ صاحب کے حکم سے یہ سب موقوف ہوا فقط آتشبازی روشنی سرکار شاہی سے ہوا
کرتی تھی ۔

انتظام ممالک محروسہ جناب عالی

اکثر علاقجات سرکار سے عمال کو امانی دیے جاتے تھے کسیکو علاقہ چار یا پانچ لاکھ سے

زیادہ کا نہو تا تھا اس وجہ سے کہ صاحب قوت نہو جائین اور تھوڑے علاقے کا بندوبست
ہندوستانیون سے ہو سکتا ہو اور زیادہ علاقہ دینے سے احتمال روپے کے رہجانے کا ہوتا
ہو سوائے نظامت نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کر وہ سب طرحسے سرکار کے معتمد تھے
اور اپنے محاصل ملک کو چھپاتے نہ تھے اسی جہت سے خیرخواہی اور اعتماد اونکا ثابت ہوا تھا
اور اسکے سوا ملک کے امانی ہونے سے موجب خوشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بھی تھا اور بندوبست
بھی تھوڑے علاقے کا بخوبی ہو سکتا ہی خلاصہ بہت کم علاقہ اجارہ دیا جاتا تھا بہت شرط و
شروط پر کہ کسی طرحسے روپیہ سرکار کا علاقے مین رہ نجاے اور باعث بربادی نہو بلکہ
عمال سے اقرارنامہ لیا جاتا تھا کہ جس حیثیت آبادی سے علاقہ دیا گیا ہو اگر بروقت چھوٹنے کے
کچھ فرق ہوگا قید شدید ہوگی اور جرمانہ سنگین لیا جائیگا چنانچہ اکثر عمال مستاجر قید مین مر گئے اونکا
گھر ضبط ہوا —

فوج کی یہ صورت تھی کہ جس علاقے مین بقدر ضرورت اور معمول قدیم متعین رہتی تھی عامل کو
برطرفی و بحالی کا اختیار نہ تھا اور بروقت ضرورت جب کوئی تعلقدار از راہ سرکشی لڑتا
تھا اور فوج کمک کو جاتی تھی اور فوج انگریزی بھی حسب قانون شریک لڑائی ہوتی تھی و عمال
بغیر حکم سرکار کسی تعلقدار سے نہین لڑسکتے تھے کس واسطے کہ وہ مختار سب امور کے نہ تھے
سرکار بیدار مغز تھی جب کسی تعلقدار اور عامل سے معاملہ فیصلہ سال تمام مین کچھ تکرار
ہوتی تھی اور تعلقدار فیصلہ مجوزہ عامل قبول نہین کرتا تھا عامل پہلے سرکار مین عرض حال
کرتا تھا سرکار سے حکمنامہ جہت دریافت عدم قبول معاملہ مشخصہ جاری ہوتا تھا اگر
تعلقدار نے از راہ رعیت گری معاملہ مجوزہ عامل جو مقبول سرکار ہو چکا تھا قبول کیا بہتر
وگرنہ درصورت سرتابی استیصال کیا جاتا تھا اور اگر عامل از راہ نفسانیت ارادہ جبر صریح
نسبت تعلقدار کے کرتا تھا بعد تنقیح ان سب امور کے عامل کو سرکار سے صاف ممانعت ہوتی
تھی کہ ہرگز زیادہ طلبی نکرو بلکہ سرکار سے خود بموجب جمع سنواتی فیصلہ تجویز ہو جاتا تھا کہ
عامل اور تعلقدار کو کوئی عذر باقی نرہے خلاصہ ان سب امور کا اہلی سرکار کو خیال رہتا تھا
باعث آبادی ممالک محروسہ ہوتے تھے اور جتنے امور مالی و ملکی اور فوجی اور رعایاے شہر

حتی الوسع آنکھ سے دیکھکر اور کان سے سنکر حکم مناسب پایا جاتا تھا اور اہلکار بے اطلاع جناب عالی کوئی
امر بجا نہین لا سکتے تھے جیسا کہ حکام مابعد کے عہد دولت مین جو اہلکارون کے اختیار کلی ہونے سے اوس
غفلت سرکار سے رفتہ رفتہ باعث خرابی و بدنامی و رشکایت سرکار انگریز بہادر ہوگا —

بنای وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد و حمایت و مداخلت صاحب رزیڈنٹ ہر امر مین جو باعث کمال ناگواری دلی جناب عالی ہوا

خلاصہ جناب عالی نے جو کچھ کہ اس مدت ریاست مین بذات خود کیا کیا عرق ریزی و
جد و جہد کی ظاہر ہے خصوص اپنے بے اختیار ہونے مین قبلنا کہ صاحب اختیار سے نہو سکا اگرچہ
نواب گورنر جنرل نے اختیار سیاہ و سفید گھر کا دیا تھا اس عہد دولت مین سوال جواب
سرکارین تحریر پرچہ پیام پر موقوف تھا مقدمات یا اظہار احوال مین اور محبت نامہ مختص ہوتا تھا
اور سرکارین کو حصول مقصود مطابق قوانین منضبطہ منظور و ملحوظ رہتا تھا اس جہت سے تحریر
مین فی الجملہ ایک حجاب حفظ مراتب رہتا تھا اور اندیشہ خلاف قانون جانبین کو تھا
لمسڈن صاحب کرنل سکاٹ صاحب کرنل کالنس صاحب کرنل جان بیلی صاحب سے جیسا کہ
چاہیے کہ موافقت کبھی نرہی ہمیشہ چلی گئی چلی گئی بیلی صاحب کے مدت قیام نو برس مین جو گذرا
ظاہر ہے کہ ہر امر جزو و کل مین بہت سے امور خلاف صاحب کی خود رائی سینہ زوری سے عمل مین
آئے اس خلاف سے بہت تنگ و ناگوار طبع ہوئے تھے یہ سبب آتش افروزی گھر کے بھیدیون کا
تھا تفصیل ان سب مقدمات کو ایک کتاب مختص چاہیے تھی اگر سرکار شاہی مین کوئی بیدار مغز ہوتا
طرفین کی تحریرات کو جمع کر لیتا کھل جاتا چنانچہ بکنگھم صاحب صاحب اخبار کلکتہ نے اپنے
کاغذ اور ری انٹل اب ڈرودر مین ان سب خرابیون کا حال اور عملہ رزیڈنٹ و حکم صاحب کا
خوب لکھا ہے جنھون نے اوس کتاب کو دیکھا ہے جانتے ہین جس سے سراسر الزام کرنل
و حق بجانب جناب عالی یہی وجہ تھی کہ اونکی حمایت سے بہت سے اصحاب لیمین اصحاب شمال
ہوگئے حق مرکز سے تجاوز کر گیا لوگون نے خط مستقیم سے راہ خط منحنی اختیار کی بہنام نامی
خیر خواہان کمپنی اپنا مزید تفاخر سمجھے مثل حمایت نواب ناظر محمد تحسین علیخان اگرچہ چھپی سفارش

شور صاحب تھی مگر گفتگو توامر داجبی مین ہی اونکے درپے ذلت کے نہ تھے یا حیدر بخش چیلہ محمد الماس علیخان مع اپنے نقد و جنس بہرہ انگریزی لیکر گورے اپنے وطن مین جاکر رہا یا خانہ زاد خان مرزا جان متبنائے الماس علیخان اوسکے گھر پہ پہرہ انگریزی رہتا تھا و اصلات ملک سے بچا دیا خاتمہ وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کا ہوتا اور بہت سے مقدمات گذرے جو علی الرغم جناب عالی ہوے اور یہ سب موقوف بروقت ہوتے اگر قضا چھوڑتی چنانچہ اسکا شاہد مدعا ارشاد اول اجلاس لارڈ مایرا صاحب بہادر ہے کہ کرنل صاحب نے دربار عام مین جب متوسلین و خیر خواہان کمپنی جمع ہوے عرض کی یہ سب خیر خواہان سرکار دولتمدار ہین عجب حرف انصاف فرمایا کہ کس ذریعہ حسن خدمت اپنے سے آیا بروقت ضرورت سرکار کو روپیہ دیا ہے یا بروقت لڑائی فوج سے کمک کی ہے یا باعث تصفیہ کسی مقدمۂ عظیم کے ہوے ہین ہمارے نزدیک یہ سب مور جناب عالی سے ہماری سرکار کیواسطے تھے ہین یہ لوگ اپنی حفاظت جان و مال اور عزت بچانیکو ہماری سرکار کے ظل حمایت مین آئے ہین بلکہ باعث ہماری مداخلت بیجا کے ہوتے ہین —

الغرض بناے وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کی یہ صورت ہوئی کہ جب ارابعلیخان لکھنؤ مین آئے مہمان مرزا جعفر ہوے بہت تکلف سے ضیافت کی اور بمشورۂ کرنل بہادر صورت معاملہ وثیقہ ٹھہرا کر پہلے نواب قاسم علیخان کو فیض آباد بھیجا اونھون نے بیگم صاحبہ سے مشرد گا عرض کیا کہ اپنی کچھ بسراوقات اور اپنے بال بچون و متوسلین و نمک پروردگان قدیم کی بھی کچھ فکر کی ہے یا نواب سعادت علیخان سے آپ مطمئن ہین معلوم نہین ان سب کا کیا حال ہوگا اور بعد آپکے کسکے دروازے جائینگے اور کون انکی حمایت و سرپرستی کرکے روٹی دے گا فرمایا مجھے بھی شب و روز انھین کی فکر رہتی ہے اب جیسی تمھاری صلاح وقت ہو عرض کیا مناسب یہ ہے کہ آپ کرنل بیلی صاحب کو بلواکر اپنا وصی و ضامن و حامی کیجیے اوس سرکار سے زیادہ کون امین و معتمد ہے اور یہ سب اپنا نقد و جنس دیکر اوسکے زر منافع سے وثیقہ دائمی ان سبکو واسطے بحمایت و بضمانت کر جائیے چنانچہ حسب الطلب کرنل صاحب فیض آباد گئے اور سب مدارج وثیقے کے طے ہوے اسکے ہونے سے عملہ اور اہلکاران سرکار

بہت بھلا ہوا چنانچہ مرزا جعفر کی بیٹی کے بھی سو روپے مقرر ہوئے اور نواب علیخان نے بخوف جناب عالی باخفا ہند وہان مہاجنون کی سو لک روپیہ روانہ کلکتہ کیا بعد اسکے اسکا حال جناب عالی پہ کھلا ۔

نقل وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد

این وثیقہ ایست بطریق ودیعت نامہ از جناب حضور جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم عرف بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ نواب اسحاق خان مرحوم زوجۂ نواب شجاع الدولہ والدۂ ماجدہ نواب آصف الدولہ با اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ کفالت و حمایت و حفاظت ما بدولت مع جمیع متعلقان و لواحقان بر ذمت ہمت اہالیان موصوف ثابت و متحقق ست وہمیشہ بعمل آمدہ وخواہد آمد بدین وجہ کہ تا ایام حیات ما بدولت بر جمیع علاقۂ جاگیرات و مکانات و مال و اسباب خود قابض و متصرف بودہ نوعیکہ صلاح وقت مقتضا خواہد نمود بہ پرورش و پرداخت عزیزان و برادرزادگان و لواحقان و خواجہ سرایان و متبنان و کنیزکان سرکار خواہیم نمود لیکن چون ہمچنان مستعار و اعتمادی نیست لہذا نظر بر عاقبت اندیشی و مآل کار در حالت صحت ذات و ثبات عقل و حواس خود تمام مال و اسباب و اثاث البیت خود از نقد و جنس آنچہ بالیقین در ملکیت اینجانبہ است و مقدار آن در فرد علیحدہ مہری اینجانب مفصل معلوم خواہد شد مع دیگر ہر چہ در نیوقت لغایت وقت ارتحال از دار فانی بخزانہ سرکار جمع شدہ باشد بطریق ودیعت و امانت با اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر دادم و سپردم و اختیار کامل در باب تصرف دران با اہالی سرکار موصوف مفوض و مسلم فرمودیم بہ نظر و توقع آنکہ اہالی سرکار موصوف نظر بر رابطہ اتحاد و اخلاص قدیم قسمیکہ کفالت و اعانت امور سرکار اینجانب کردہ اند ہمان قسم بعد ما بدولت نیز کفیل و حامی ہمہ مقدمات عزیزان و برادرزادگان و لواحقان و خواجہ سرایان و متبنان ما بدولت بودہ باشند و نیز بجہت برای مدد معاش عزیزان و برادرزادگان و خواجہ سرایان و لواحقان و متبنان ما بدولت اسم باسم از رقم جاگیر و دیگر نقدی منجملہ منفعت مال سرکار بموجب فرد علیحدہ مفصل مقرر فرمودیم نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن خالداً و مخلداً بحال و برقرار دارند تا آنہا اوقات گذاری نمودہ محتاج نشوند و اہالی سرکار موصوف ہمیشہ ہمین منظور نظر دارند کہ کسی بر آنہا ظلم و تعدی نسازد و حویلیات و

و باغات و گنجیات و دکاکین وجوہ محرقہ وغیرہ کہ در ایام حیات ما بدولت در تحت و تصرف
آنہا ست مدام در قبضۂ تصرف شان و وارثان شان نسلاً بعد نسل باشد و احدی از ان بوجہی
من الوجوہ تعرض و مزاحمت نکند و رفعت و نظامت پناہ عزیز القدر محمد داراب علیخان و
دیگر اہلکاران و خواجہ سرایان و لواحقان و ملازمان ما بدولت کہ با مور مالی و ملکی مامور خدمات
بودہ اند چون ہر یک حساب کتاب قرار واقع موافق رسم و آئین سرکار عالیہ بما بدولت
فہمانیدہ دادہ اند تا حین حیات خود خواہیم فہمیدثانی الحال بعد ما بدولت باحدے نمیرسد
کہ مواخذۂ حساب و کتاب با آنہا کند اگر احیاناً کسے بوجہی من الوجوہ از راہ تعرض و اذیت
رسانی کند اہالی سرکار موصوف او را باز دارند مگر بموجب حکم وثیقۂ اینجانب ہر قدر مال و
اسباب از نقد و جنس کہ در فرد علیحدہ مہری مندرج گردیدہ و دیگر ہر قدر مال و اسباب
از نقد و جنس کہ ازین وقت ارتحال بخزانہ ما بدولت جمع شدہ باشد با ہالی سرکار موصوف
تشان بدہند و نیز اہالی سرکار موصوف منجملۂ اموال سرکار عالیہ مبلغ سہ لک روپیہ سکہ
برائے طیاری و تعمیر مقبرہ و یک لک روپیہ سکہ جہت نذر کربلائے معلی و نجف اشرف و
دیگر امکنۂ شریفہ برآوردہ معرفت محمد داراب علیخان ناظر کہ بحلیۂ امانت و دیانت آراستہ است
بہر دو جا صرف نماید و بنا بر اخراجات مقبرۂ مذکور مجمع مبلغ دہ ہزار روپیہ و یہات از پرگنۂ
پیچھم راٹھ مقرر نمائید کہ آمدنی آن بمصارف مساکین و مومنین و مقبرۂ مذکورہ در آمدہ باشد
و آنہا بآرام تمام و آسایش مانند تا موجب ثواب باشد و از تنخواہ ہمہ عزیزان و برادر زادگان
و خواجہ سرایان و کنیزگان و متبنان سرکار مقدسہ از محاصل جاگیر یا منافع مال سرکار عالیہ
بمحمد داراب علیخان دادہ باشند تا موصی الیہ بہر یک تقسیم کردہ باشد و گفتہ و نوشتۂ خان موصوف
در بارۂ آنہا پذیرا نمودہ باشند و بعد اجرائے جمیع وجوہ مرقوم الصدر ہر چہ مال و اسباب از نقد
و جنس سرکار عالیہ باقی ماند اختیار کامل آن بدست اہالی سرکار موصوف فرمودیم کہ ہر چہ
بخواہند و بہر کہ بخواہند بدہند و بکنند مگر چون بعضے اقربا و عزیزان ما بدولت کہ اسامی آنہا
در فرد علیحدہ مندرج جہت التمغا وجوہ تنخواہ از جای دیگر دارند و در وجوہ تنخواہ مذکور بعد
وفات کسان مذکور احتمال متوفی یا کم و بیشی خلاف معمول سرکار اینجانب ست درین صورت

اعلیٰ سرکار موصوف نظر بر بلند نامی خود و ما بدولت واجب ست کہ بعد از اجرائے وجہ بابت
شاہرۂ محمد دارا بیگ علیخان و عزیزان وغیرہ اسامی مندرجۂ فرد علیحدہ و دادن مبالغ طیاری
مقبرہ و نذر کربلائے معلی و نجف اشرف از منافع مبالغ امانت مصدر الذکر کہ سال بسال حصول
خواہد شد و دران اعلیٰ سرکار موصوف بتصرف مختار خواہند بود کسانی را کہ از عزیزان ما بدولت
از طرف وجہ معاش پریشان حال ملاحظہ فرمایند وجہی فراخور حال آنہا مقرر سازند کہ اوقات
خود را بسر برند تحریر فی التاریخ بست و ششم شہر رجب ۱۲۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰ فصلی ۔
مطابق ۱۸۳۲ء امۃ الزہرا بیگم محمد دارا بیگ علیخان بوبو سدہ بیگن
بنت مؤتمن الدولہ محمد اسحاق خان

بتفصیل درماہہ عزیزان و اقربا و خواجہ سرایان و متوسلان و ملازمان و متبنان و غلامان
سرکار جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم بنت محمد اسحاق خان مرحوم مع دیگر اخراجات ضروریہ کہ اجرائے
آن نسلاً بعد نسل از اصل و منافع مالی سرکار خود مندرجۂ وثیقہ سند مہری مرقوم بست و ششم
رجب ۱۲۴۸ ہجری حوالہ اعلیٰ سرکار کمپنی انگریز بہادر منظور و مرکوز شدہ و علاوہ ہر آنچہ از
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر شامل جاگیر و تنخواہ خاص محل و تنخواہ ڈیوڑھیات نواب
مرزا علیخان و نواب سالار جنگ مرحوم ان و مرزا قاسم علیخان و اکبر علیخان و اصغر علی خان
از قدیم الایام معمول و مقرر ست واجب [illegible] جمع

بی لطف النسا وغیرہ		مرزا حیدر	مولا بیگم
[illegible] نفر [illegible]		[illegible]	[illegible]
مشار الیہا	مرزا محمد تقی خان	نواب مرزا	نواب بی بی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
فاطمہ بیگم	مرزا شاہ میر خان	عباس مرزا	نادر مرزا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
صاحب مرزا	حضرت بیگم	نواب بہادر	صغری بیگم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

میان ذوالفقار   میان فرحت   میان شوکت   سیدی محبوب کلان
سه   سه   سه   سه

میان حسنو   میان تسکین   قنبر عقلمند   میان عنبر
سه   سه   سه   سه

میان نسیم   نیک روز   بلال   لطافت
سه   سه   سه   سه

سیدی محبوب خرد   سلطان علیخان   سلطان کلان   مرجان کلان
سه   ما   سه   سه

خواصان   مردمان چوکی پہره
۵ نفر اعـ   ۱۲ نفر   ۵ ما

دفعه   دفعه   مرجان خورد   امام علی   بنده علی   جعفر علی
۸ نفر   ۴ نفر
فی سه لما   فی صه اعـ   ہدایت علی   بنده علی   سیدی حسن   پناه علی وکیل
منشی سبحان علی   میر تراب   بی بی خیر النسا   خدیجة النسا   مرزا کوچک حکیم —
ما   ما   لعه   لعه   ۱۲ صه

بنائے طیاری مقبره منجمله متروکه باہتمام داراب علیخان   سی لک
بنائے نذر کربلائے معلی و نجف اشرف منجملۂ متروکه معرفت داراب علیخان   یک لک
بنائے اخراجات مقبرۂ دیہات بجمع مبلغ ده ہزار روپیه از پرگنه پچھم راث مقرر شوند تا آمدنی آن سال بسال داراب علیخان گرفته بمصارف مومنین و مسافرین و قرآن خوان مقبره در آورده باشد —

تنخواه محلات برادر صاحبان نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ طوریکه از نواب آصف الدوله مغفور تا این وقت جاری بوده است و ہمیشه یافته اند ہمان طور ہمیشه یافته باشند و ہرگاه از حسن سعی صاحبان موصوف تنخواه مذکور نسلاً بعد نسل جاری نموده اہالی سرکار موصوف بر مضمون وثیقه عمل نمایند یعنی در جبر فراخور حال ہر یک از تقبیه منفعت مال سرکار محاصل مقرر سازند

تنخواہ مرزا قاسم علیخان بہادر قسمیکہ در عہد برخوردار نواب آصف الدولہ بہادر مغفور تا اینوقت اجرا بودہ است بہمین طور ہمیشہ جاری بودہ بمرزائے مذبور رسیدہ باشد و اہالی سرکار کمپنی انگریز بپاس خاطر ما بدولت اعانت و امداد امورات بمرزائے مذکور نمودہ باشند ہمینی باعث خوشی خاطر ما بدولت خواہد بود ہرگاہ از حسن سعی و کفالت اہالی سرکار موصوف وجہ تنخواہ مذکور نسلاً بعد نسل جاری شود اہالی سرکار موصوف بمضمون وثیقہ عمل فرمایند یعنی وجہ فراخور حال ہر یک از اولاد و احفاد مرزای مذکور محاصل جاگیر یا از تقبیہ منفعت مال سرکار مقرر سازند۔

تنخواہ خاص محل از محاصل گونڈہ بموجب فرد تفصیل علیحدہ بدستور جاری باشد و بمردم محل مذکور رسیدہ باشد و ہرگاہ تنخواہ لطف النسا بیگم و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر مع فرزندان ایشان از جائداد محال مذکور نسلاً بعد نسل جاری بودہ اہالی سرکار موصوف و راہہ این سہ کس موافق مضمون وثیقہ فرمایند یعنی تنخواہ ہر سہ کس مذبور از محاصل جاگیر یا از تقبیہ منفعت مال سرکار مقرر و معین فرمایند۔

تنخواہ فرزندان و متعلقان مرزا جعفر از سابق مقرر بودہ است بعد ما بدولت بر ہمان قسم برقرار و بحال باشد و اگر نباشد اہالی سرکار موصوف بمضمون وثیقہ عمل فرمایند یعنی وجہ فراخور حال ہر یک از محاصل جاگیر یا از تقبیہ منفعت مال سرکار مقرر سازند۔

انچہ ظفر الدولہ عوض جاگیر خود در ماہہ می یابند بہمان قسم در ماہہ فرزندان و متعلقان مرحوم موصوف ہمیشہ یافتہ باشند و اگر نیابند اہالی سرکار موصوف بمضمون وثیقہ عمل فرمایند و وجہ فراخور حال ہر یک از محاصل جاگیر یا از تقبیہ منفعت مال سرکار مقرر سازند۔

امۃ الزہرا بیگم تحریر فی التاریخ بست و ششم رجب ۱۲۲۸ ہجری امۃ الزہرا بیگم

تنخواہ خاص محل از علاقہ محال گونڈہ وثیقہ ضمانت کہ از سرکار شاہی بعرض وصول مے آید [illegible]

بموجب وثیقہ یک لک [illegible]

محمد داراب علیخان بوبو سد[illegible]

آغا تقی خان لطف النسا بیگم آغا غیاث آغا نصیر لطف النسا بیگم مرزا حیدر مرزا مجو

[illegible]

خیرالنسا　مرزا جعفر حکیم　لواحقان مرزا علی　مرزا جعفر　بندی بیگم　آمنہ بیگم

سہ　ۂاللعہ　ۂ؎　اماصہ　اماصہ

بگیمی صاحبہ　توکل صاحبہ　انجی خانم　انجمن النسا　ستارا خانم　عمدہ بیگم

ۂ　ماصہ　ما　ما　ۂعہ

سیتی بیگم　سنگی بیگم　حسنی بیگم　والدہ حسین علیخان　لواحقان بی بی شاد　قبالمان مرزا جعفر

ما　ما　ما　صہ　ما　سما

بیگم صاحبہ　فاطمہ بیگم　امامی بیگم　فاطمہ بیگم　حسن علیخان　پسران حسن علیخان　مرزا گھسیٹا

الصہ　ماصہ　ما　عا　ما　مارصہ

مرزا بندو　محمد علیخان　مرزا ابو طالب　آغا بزرگ محمد حسین　مرزا حسام الدین حیدر　محرم علیخان

ما　ما　مارصہ　مار عہ　عا　ما

مرزا ابراہیم　عباس قلیخان　میان بسنت　میان نوروز　میان نکہت　مرزا حیدر علی

مارصہ　مار عہ　عہ　عہ　عہ　سے

مرزا ستار علی　ہرسکھ راے متصدی　مرزا برہان علی موذن　میر مرتضی حکیم

عہ　معہ　معہ　للعہ

خواص پورہ　امۃ الزہرا بیگم

عہ شہر　بنت

ماچہ للعہ اماللعہ　موتمن الدولہ محمد اسحاق خان

نقل تعہدنامہ از طرف نواب مستطاب معلی القاب شرف الامرا لارڈ مائرا گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ موسومہ نواب بہو بیگم صاحبہ ظلہا تحریریہ بست و نہم ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ء مطابق چہارم ذیقعدہ ۱۲۲۸ ہجری مقام فورٹ ولیم —

چون نواب بہو بیگم صاحبہ معظمہ محترمہ والدہ ماجدہ نواب آصف الدولہ مرحوم مبرور از روے وثیقہ مہری خود بگواہی گواہان معتمد ارادہ حوالہ نمودن ہمگی اموال منقولہ خود را بدست اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر جہت آنکہ اہالی ممدوح وجہ معاش اقارب و متوسلان بیگم صاحبہ نظمہ بتعداد و عنوان مندرجہ کاغذ علیحدہ مہری موسومی ایشاں بگواہی گواہان مذکورہ مقررہ نمایند و ہم بجاے

مصارف دیگر مندرجۂ کواغذ مذبورہ اظہار خود ملا اند و نیز فرد تفصیلی مہری خود مشتملبر تعداد و قدر مال از قبیل نقود و جواہر و نشان مکانات آن بدست شہامت مرتبت وعوالی مرتبت ابہت و عالی منزلت عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ صاحب جانشین مقام لکھنؤ فرمودہ اند درین صورت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا لارڈ مایرا گورنر جنرل بہادر از تقسیم اموال مذکورہ را بطوریکہ در کاغذ مذبور مصدع است بحال و برقرار داشتہ بکفالت سرکار انگریز بہادر گرفتند اقرار مینمایند کہ ہرگاہ مال مذکور بدست تصرف سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہد آمد ایماء و اشارات بیگم صاحبۂ معظمہ در بارۂ اقربا و متوسلان ایشان و دیگر امور مندرجۂ کواغذ مسطورہ ہرچہ برین سرکار موقوف و منحصر است ہمگی بر وجہ قرار واقعی بعمل خواہد آمد و نیز اقرار و اعتراف انمعنی مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارۂ مقرر گردانیدن چند موضع پرگنہ سمیم راٹ بقدر جمع مبلغ دہ ہزار روپیہ سالانہ بر سبیل دوام بنام محمد داراب علیخان بروفق خواہش بیگم صاحبہ معظمہ از سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مساعی جمیلہ خواہند نمود و علاوۂ آن نواب صاحب ممدوح اقرار مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارۂ اقربا و متوسلان سرکار بیگم صاحبہ معظمہ لازمۂ حمایت و سرپرستی تبقدیم خواہند رسانید و وجہ معاش آنہا با آنہا و اولاد و احفاد آنہا نسلاً بعد نسل بطوریکہ تحریر بیگم صاحبہ شدہ است بحال و برقرار خواہد داشت ۲۹ ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ء عیسوی مطابق ۴ شہر ذیقعدہ ۱۲۲۸ھ ہجری مقام فورٹ ولیم تحریر یافت۔

خلاصہ مطلب کتاب لکھنا چاہیے یہ حوال فقط سلسلۂ کتاب کیواسطے مندرج ہوا جو لوگ کہ ماواقعف محض ہیں جبتک کہ سررشتہ سلسلہ ہر احوال کا نہوگا کیونکر او نہیں جزو کل معلوم ہوگا۔

غرض جناب عالیہ ایسی بہت سی حسرتیں دنیا سے لے گئے۔ من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔ مثل ضبطی مال بہو بیگم صاحبہ وغیرہ۔

بموجب تحریر کتاب وثیقہ انگریزی طبع کلکتہ بنائے وثیقہ بیگم صاحبہ ۱۸۰۸ء انتقال ۱۸۱۵ء متروکۂ مرحومہ مجموع ۷۰ لاکھ ۱۰ لاکھ ۶۰ لاکھ ۔۔ ۶۰ لاکھ وثیقہ انگریزی ۱۰ لاکھ ۵۰ لاکھ ۵۰۰۰ وثیقہ برای مرزا علیخان و سالار جنگ و بہلے سہ پسر شان ماہواری و لطف النسا بیگم و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر و اولاد شان ماہواری ۔۔۔۔۔

چنانچہ جناب عالی لشکر سلطانپور مین تشریف رکھتے تھے وہان پرچہ اخبار سے علالت مزاج جناب
موصوفہ معلوم ہوئی اس خیال سے کہ بہت ضعیف ہو رہی ہین مبادا انتقال کر جائین بہت جلد
داخل فیض آباد ہوے حاضر حضور ہوکر نذر گذرانی سات مرتبہ تصدق ہوکر اپنی آنکھین کف پاسے
ملنے لگے کہ غلام کو انھین قدمون کے دیکھنے کی تمنا تھی اور بدل منظور تھا ورم پا دیکھنا تھا
بیگم صاحبہ نے کچھ مطلب دلی سمجھکر خواص سے فرمایا دوشالہ میرے پانون سے ہٹالے اُسکے
بعد ملبوس خاص خلعت عنایت فرمایا جناب عالی کے انتقال کے ایک برس بعد جناب موصوفہ نے
انتقال کیا اسیطرح جتنے امور خلاف قانون و خلاف مزاج کرنل بیلی صاحب سے سرزد ہوے
تھے ایک سو چودہ قصور بقید تاریخ و مقدمہ قلمبند فرمائے تھے اور یہ سب لالارڈ ہسٹینگ صاحب
بہادر کی رونق افروزی پر تھا مگر تقدیر نے نہ چاہا اجل نے فرصت ندی ع سلے بسا آرزو
کہ خاک شدہ —

خلاصہ جناب عالی کے شہر سے کوئی شخص بغیر چھٹی نکاسی کے شہر سے باہر نجا سکتا تھا منشی
محمد بخش کو یہ خدمت تھی اور مسافر دس روپے سے زیادہ روپیہ نہ لیجا سکتا تھا بعض اہلکار نے
اچار کے گھڑون مین اشرفیان بھر کر بیس بھنگی بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تاکے پکڑی گئین جب کسیکی
نہ ٹھہرین اور کسی نے خوف سے اظہار نہ کیا ضبط سرکار ہوئین سلے بتن صاحب جنانے مرادآباد
اپنے گھر بھیجنے کا قصد کیا تھا فی الحقیقت اہل وثائق کے ہونے اور انکی حمایت سے سرکار مین
مین سبب فساد کے ہوے اگر حاکم اعلی منصف و کسیکا حق واجبی واجبی تلف نکرتا تو کوئی
ایسا نہ کرتا یہی سبب ہوا کہ آخر صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس نے از روے انصاف اس
سلسلۂ حمایت کو برہم کیا فقط طریقۂ قرض مؤبد جاری رکھا وارثان سلطنت نے اسے ہی غنیمت
سمجھکر لاکھون روپے فی الحقیقت ایسی سرکار عالیشان کے مقابل دوسرا کون ایسا مہاجن تھا جسکے
اعتماد پر روپیہ دیتے —

غرض توضیح ان حکایات اور افسانون کی جو نو برس کی مدت رزیڈنٹی مین ہوئی کہانتک
بیان کیجاے ہر صاحب فہم کو ایک تحیر رہتا تھا کہ دیکھیے انجام کار ان سب مقدمات کا کیا
ہوتا ہے اس عرصے مین یاوری اقبال جناب عالی سے گورا وذلی صاحب مصاحب و

مقرب خاص جناب عالی ان سب مقدمات سرکاری مین سے خوشیا قسمت ہو چکے تھے برخصت روانہ ولایت ہوے اور بدل منظور یہ ہوا کہ ولایت ست درستی مقدمات جنابعالی ہوجاے تو باعث سرخروئی و نیکنامی و خیرخواہی کا ہوگا اوسکی صورت یہ نکالی کہ لارڈ مایرا صاحب رفیق خاص شاہزادہ جارج چہارم ہین اور بسبب مقربی کے اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سب رہن کرچکے ہین اگر ایسے برے وقت مین جنابعالی انپر بے منت ایک احسان فرمائینگے تو یقین غالب ہوکہ یہ جب منصب گورنری بنگالہ پر منصوب ہوکر جاینگے تو حصول مقصود جناب عالی خاطرخواہ ہوگا چنانچہ جب اس مضمون خاص کی چٹھی جناب عالی کو آئی اوسکا جواب باصواب بحیلہ طلب تحائف ولایت چپا الکھ روپیہ بھیجے اور اوسی کے ضمن تین لاکھ روپیہ لپ آہنی کو بظاہر روانہ کیے لارڈ موصوف اس حرکت دوستانہ پر منت پذیر و ممنون احسان ہوے اور گورا و ذلی صاحب کے اظہار سے سب کیفیت اطوار صاحب رزیڈنٹ خوب ظاہر ہوئی مگر موقوف بر وقت رکھا۔

القصہ جب جارج چہارم سریرآرای سلطنت ہوے لارڈ مایرا گورنر جنرل بہادر بنگالہ ہوکر روانہ کلکتہ ہوے مندراج سے محبت نامہ بکمال خلوص جناب عالی کو بھیجا حالانکہ دستور تہنیت نامہ بعد ورود کلکتہ کے تھا اوسمین تشفی مقدمات جنابعالی بکنایہ مندرج تھی جب حسب سرشتہ کرنل بیلی صاحب نے وہ محبت نامہ جنابعالی کو بھیجا یا فی کمرۂ خلوت مین دیا جنابعالی نے اوسمین دکھایا صاحب نے کلمات ظاہری قبال و تہنیت کے ادا کیے مگر جان قالب سے نکل گئی جنابعالی بھی باوجود حلم و بردباری کے متحمل اس مژدۂ غیبی و بار مسرت کے نہو سکے اور اپنی صحبت خاص مین اکثر کلمات پاداش نمک حرامان فرمانے لگے چنانچہ ایک دفعہ مرزا ابوطالب خان کی بی بی نے عرضی شکایت کی کہ مرزا جعفر کا میرا ہمسایہ ہے اسکے مزدوران عمارت سے ہر روز پردہ کرنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے فرمایا صبر کرو چند روز مین یہ مکان تمہارا ہوجائیگا۔

جب کرنل بیلی صاحب نے یہ کیفیت خاص مرزا جعفر سے بیان کی دونون کو یاس کلی سے اپنے کوس لمن الملکی مین ہوے آخر خائف و ترسان اپنی جان و مال و عزت سے ہوکر

متجسس قضائے متعلق و مبرم ہونے جسطرح زمان خلق خاص و عام سے جاری ہوا اسکے
قرائن کالشمس فی النہار تھے مگر وارثان ریاست اپنا ہونا غنیمت سمجھے پھر کون بازخواست
کرنے والا تھا —

انتقال جناب عالی متعالی

کئی مہینے پیشتر سے بسبب کثرت ملاحظہ کواغذ ملکی و مالی وغیرہ کے ضعف بصارت
ہوگیا تھا اور خلل نزول پایا جاتا تھا اکثر کحال نامی شہر کے طلب ہوے چنانچہ آغا میر
کحال بہت مشہور تھے دو سو روپیہ درماہہ کے ملازم ہوے شہرہ بھی ہر قسم کا تلاش کیا گیا مگر
صورت اصلاح نزول نہو سکی لیکن کاروبار سلطانی بدستور رہا کیا ضبط تھا کسی پر ثابت نہ ہوا
ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کہتے تھے کہ ایک دن فقط مجھپر ثابت ہوگیا تھا —

خلاصہ ۲۳ تاریخ شہر رجب روز دوشنبہ ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۸۱۴ع چار گھڑی دن
سے موافق معمول سواری تامجان خواص جدیدہ سے برآمد ہوے سڑک شہتوت تک جاکر خاص
بازار سے بارہ دری سر راہ مین رونق افروز ہوے مدار جی نامے گوسیئے کا لڑکا تھا اوسے
خاص بازار سے لیتے آئے تھے گانے لگا پچاس روپیہ اوسے عنایت ہوا چار گھڑی رات
گئے خاصہ طلب کیا پلنگ پر بیٹھے پالک کا ساگ خشکے کے ساتھ نوش فرمایا بعد اسکے کئی
پھلکے بھی نوش کیے بعد ایک ساعت کے معمول یخنی کا تھا اور خاصۂ طعام ہمیشہ قاب
غوریمین نوش فرمایا کرتے تھے مشہور ہیکہ غوریمین اثر زہر کا جلد ظاہر ہو جاتا ہے مگر اس جام
اجل سے غافل تھے جواہر علیخان داروغہ آبدار خانہ بڈھن خان آبدار کے ہاتھ سے گلاس
یخنی کا لیکر حضور کو دیا نوش فرمایا بڈھن خان جب لشکر تاج الدین حسین خان مین سلطانپور
گیا بہت پریشان حال تھا احسان حسین خان سے کہنے لگا کہ ہینے کا لاگر گٹ اوس یخنی
مین دیا تھا پانچہزار روپیہ ملا تھا مگر نہ وہ روپیہ رہا نہ آل نہ اولاد رہی ہم محتاج ہو کر در بدر
پھرتے ہین اسکے سوا بعض اور زہر بیان کرتے ہین واللہ اعلم جب تحقیق از روے
انصاف ہوتا تو کھلتا غرض بعد نوش فرمانے کے ایک ساعت تک پہلو کے تکیے زیر بغل
رکھکر ساکت و خاموش رہے پھر چوکی پر رفع احتیاج کو گئے دیر تک بیٹھے رہے بخوبی اورار

ہوا پھر پلنگ پر آکر لیٹے حاضرین خواص کو ایسے حال کے دیکھنے سے تحیر ہوا بعد تھوڑی دیر کے
گھبرا کے اوٹھے پیٹ پر ہاتھ پھیر کے فرمانے لگے یا حضرت عباس علیہ السلام میری اسوقت
مین مدد کرو مجھے ابکی بچا لو بعد اوسکے چار سرہانے کے تکیون پہ سر رکھین ایک خواص نے
اپنی گود مین سر لے لیا فرمایا تکمہ کرتے کا کھولدے وہ کھولنے لگا اتنے مین سرقا بو سے
جاتا رہا بلغم غلیظ گلے مین اور منھ مین آگرا انکا کچھ فرمایا مگر وہ الفاظ کسیکی سمجھ مین نہ آئے جو اہر نے
اپنی دو انگلیان منہ مین ڈالکر لختہ بلغم کو نکالا دوبارہ جرأت نہ کر سکا پہلے او نگلیان بمشکل سے
نکلی تھین پس روح نے اوج سعادت پر پرواز کیا خواص نے دہائی رضائی اوڑھا دی حاضرین
کو سکتا ہو گیا اوسوقت ۹ بجے تھے نواب شرف الدولہ رمضان علیخان بڑے معتمد جناب عالی
تھے پیادہ دوڑ کر کرنل بیلی صاحب کو خبر دی یہی وجہ اونکی خیر خواہی سرکار کی ہوئی لارڈ مایرا
صاحب نے بہت سفارش کی تھی اسکے سوا کوئی اور خیر خواہی نہین کی اور نہ سنی آغا میر غالب جنگ
یا محمد غلامی اردلی نے نواب غازی الدین حیدر سے خبر کی غرض سن شریف ۷۰ یا ۷۲ کا وقت
ارتحال تھا۔

القصہ روز سہ شنبہ قریب دوپہر دریا مین نزد فرح بخش خیمے مین غسل دیا کہتے ہین زبانی
غسال کے کہ میت کے منھ سے خون جاری رہا جنازے کو بڑی دھوم سے اوٹھایا مرشد زادے
داماد امرا اقربا ملازمین ساتھ تھے اکثر روتے تھے اور بکثرت خلائق سے سڑک پہ بڑا کہرام تھا
مقام تحیر یہ تھا کہ اجل نے دفعتہً کام تمام کیا خاص ملنذار مین بڑے مرشد زادے نواب
غازی الدین حیدر کے مکان مین دفن کیا وہان فقط ایک بنگلہ بنا ہوا تھا اور سب احاطہ وسیع معلوم
ہوا اسی خیال سے تعمیر کسی اور مکان کی نہ کی تھی بلکہ ایک دن جب نواب غازی الدین حیدر نے
باب تعمیر مکان مین عرض کیا فرمایا یہ سب تمھارے مکان ہین کسی اور کے نہین کئی لاکھ روپے
مین بھی نہ طیار ہوا حضرت فردوس منزل کے زمانے مین تمام ہوا کلس طلائی بھی نصب ہوا
تاریخ وفات۔ آہ شد گنج سعادت در زمین ٭ دستور جہان بجنت آمد ٭ ہاتف
بگفت آہ شدہ لکھنؤ خراب۔

صاحبان رزیڈنٹ اول لمسڈن صاحب دوم کرنل سکاٹ صاحب انکے وقت مین

تقسیم ملک ہوئی سوم کرنل کالنس صاحب ہو ۵ شنۂ ۱ء مین عارضہ نقرس سے
مر گئے اونکی قبر متصل باغ پڑاین ہے انکے سوا کوئی رزیڈینٹ لکھنؤ مین نہین مرا اور
چہارم سوا کرنل بیلی صاحب کے نو برس تک نہین رہا رزیڈنٹ ہو کر اسکے
ساتھ بانڈے سے حضرات لکھنؤ تشریف لائے جو حالت یاس مین
آوارہ وطن ہوے تھے انکی جہت سے ریاست مین کھوتپال رہا ۱۸۱۵ء ع
روانہ ولایت ہوے بہت سے تحائف ہندوستان اورکتب ہر قسم کی
لے گئے عربی فارسی مین صاحب استعداد تھے گوری بی بی جب جنرل مارٹن نے
ایک لڑکی مسماۃ عمدہ پالی تھی اوسے اپنے رسوخ سے کرنل صاحب کو دیا تھا بعد
کئی برس کے وہ مر گئی اوسکا مقبرہ بھی کرنل صاحب نے عقب مقبرہ کرنل
کالنس صاحب کے بنوادیا تھا زر سرکار سے باہتمام داروغہ مہتمم کارورزیڈنٹ
سرکار کی طرف سے رہتا تھا اکثر جب چار باغ سے ہوا کھاکر پھرتے تھے جایا
کرتے تھے اوسکے سر کی چوٹی بالون کی اپنے وفور محبت سے کاٹ کر زنجیرہ
اپنے گلے مین پہنے رہتے تھے انکے بعد اسٹریچی صاحب گوالیار سے آئے
نائب و جانشین جناب عالی نواب شمس الدولہ احمد علیخان بہادر اور جرنل
فوج بھی تھے ۔

نواب نصیر الدولہ محمد علیخان مالک دفتر دیوانی ۔
اہلکاران معتمد سرکار نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان ۔
دفتر واصلباقی بعد جیسکھ راے کے راجہ دیاکرشن بہادر ۔
راے رتن چند اخبار گوٹ گشتی و ڈیوڑھیات وغیرہ ۔
راے صاحب رام اخبار خفیہ ۔
راے مجلس راے بخشی تقسیم تنخواہ ونگاہداشت نو ملازم ۔
اسی طرح جتنے اہلکار تھے سب منتخب معتمد سرکار تھے ۔

بعد تنصیف ملک بقیہ ممالک محروسہ ایک کرور ۳۵ لاکھ ۷۴ ہزار ۹ سو ۴۰

محاصل ملک ایک کرور ۵ ا سے زیادہ ہوا۔

فوج جو بعد برطرفی کے رکھی ۳۲ پالن نجیب تلنگہ سوائے سہ بندی علاقجات۔

ہر فصل ۵ ہزار سوار کمی ہزار شاگرد پیشہ دو سو ترک سوار خاص سواری راجہ بختاور سنگھ کا رسالہ۔

جمع خزانۂ عامرہ درین مدت مسندنشینی چودہ کرور روپیہ ہمچنین زبانی غلط العوام اس نصف ملک کی تقسیم سے اس قدر خزانہ جمع ہوا تھا اگر وہ سرا نصف بھی رہتا غالب ہی کہ اس سے زیادہ جمع ہوتا۔

مدت ریاست ۱۶ برس کامل ااشہر ۱۲ یوم

حقیقت حال ظفرالدولہ کپتان فتح علیخان بہادر کی یہ ہی

کہ ضلع بنارس مین مقیم تھے انکی پرورش نواب سعادت علی خان بہادر نے مثل اپنے فرزندون کے کی تھی اور تعلیم تربیت جس طرح چاہیے فرمائی تھی اور مالک و مختار جمیع کاروبار کا کیا تھا خصوصًا خزانۂ عامرہ سپرد کیا تھا اور انکی امانت اور دیانت سے بہت راضی اور مطمئن تھے جب جوان ہوے سنگی بیگم صاحبہ بڑی بہن جناب عالی نے ایک لڑکی توم مغل یا کشمیری جسکی مان مرگئی تھی باپ داروغہ تھا اوسکو اونھون نے پرورش کیا تھا کسو اسطے کہ وہ بے اولاد تھین جناب عالی سے کہا مین چاہتی ہون اسکی شادی تمھارے بڑے بیٹے سے کرون فرمایا یہ نواب ہی جب دوسری بی بی کرے گا میرے تمھارے باعث رنجش ہوگا بہتر یہ ہی کہ تم فتح علی کے ساتھ کرو کہ یہ بھی بمنزلۂ میرے بیٹے کے ہی غرض انکی شادی بنارس مین ہوئی انکا اعتماد دن بدن بڑھنے لگا اور کارفرمائی بھی سپرد ہونے لگی خطاب خانی بھی ملا جب جناب عالی مسندنشین وزارت ہوے انکی بڑی بیٹی اوسی سال پیدا ہوئی اوسکا تولد مین سبھجے چنانچہ جب لکھنؤ مین مرزا آغا جان داروغۂ توپخانہ و فراشخانہ کے بیٹے مرزا محمد حسن کی

ظفر الدولہ منتظم الملک کپتان فتح علیخان بہادر ہیبت جنگ

Captain Futteh Ali Khan

مجد الدولہ بہادر

خلف کپتان فتح علیخان بہادر ہیبت جنگ

Mujdoodoulah

انکی بیٹی سے نسبت ٹھہری مرزا آغا جان کو اس نسبت مین تامل تھا جناب عالی نے فرمایا کہ وہ میری بیٹی ہو مرزا آغا جان اسی شادی کی حسرت مین مر گئے بعد اونکے مرنے کے نواب خاص محل نے حسب الحکم جناب عالی اپنے محل مین شادی کی اور سب رسوم محل مین ہوے مرزا محمد حسن کو اس وصلت کی جہت سے سو روپیہ ماہوار ہی لمتا رہا جب حضرت خلد منزل ہوے پھر داروغگی توپخانہ آبائی ہوئی بہت چین سے بسر اوقات کی قدیم حویلی پدری سبحان علیخان کے ہاتھ بک گئی تھی اوسکے برابر کئی مکان لیکر اوس سے زیادہ املاک بنوائی اب وہ بھی مر گئے گھر کے مکان مین دفن کیا کئی برس پیشتر بی بی کو اوسی مکان مین دفن کیا تھا اب اونکا بیٹا صاحب اختیار ہو دوسری بی بی سے —

خلاصہ جب جناب بہو بیگم صاحبہ کا شقہ طلب بہ تہنیت مسند نشینی جناب عالی کو پہونچا سواے فتح علیخان کے کسی سے یہ راز مخفی ارشاد نہ کیا اور فرمایا ہم آج رات کو ڈاک مین روانہ لکھنؤ ہونگے مسند نشین وزارت ہونگے جب ہم تمھین بلوائین گے چلے آنا ہمارا اسباب ضروری سب پالکی مین درست کردو اونھون نے اپنے سلیقے سے کچھ روپے اشرفی پوشاک خاص ناشتہ سفری رکھدیا رات کو بحیلۂ خاصۂ طعام ایک مکان مین تشریف لائے وہان سے پالکی مین سوار ہو مروانہ منزل مقصود ہوے ہمراہ رکاب دو خواص اپنی قوت تیز روی سے ساتھ ہوے اتفاقاً قریب الہ آباد بانس پالکی کا ٹوٹ گیا جناب عالی مضطر ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے خواص نے سبب پوچھا فرمایا یہ صورت ہوئی اوسنے عرض کی حضور یہ پالکی کسنے درست کی تھی فرمایا تجھ سے کیا کہانی کہون پھر اوسنے گستاخانہ پوچھا فرمایا فتح علی نے عرض کی غلام کا سبب تکرار یہی تھا غرض جب اوسنے پالکی مین تلاش کی ہر ضرورت کو دیکھا موجود ہو روپیہ لیکر دوڑا کسی گانون کی طرف آخر وہان سے ایک پالکی لے آیا ٹوٹی پالکی کو دہین چھوڑا جب نا گہ بود علی شاہ پر پہونچے

سپاہیون نے روکا جناب عالی لباس انگریزی پہنے تھے رات بھی تھی شکل صاحب لوگون کے ڈانٹے سپاہی نے عرض کی صاحب ہم تمھین نہ روکتے مگر حکم یہ ہے کہ جب سعادت علی خان کو دیکھنا گولی مارنا جب صبح ہوئی جلوس سواری پہونچا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو داخل شہر ہوے۔

بعد اسکے فتح علی خان کو بنارس سے طلب فرمایا مع اسباب محمولہ کشتی کرکے دریاے گومتی سے دولتخانے پہونچے خلعت ملا ایک پشاپن پلنگ دے کر خطاب کپتانی پایا اور خزانۂ عامرہ دیا اور سوا اسکے دو اور شخص بھی مقرر ہوے اور دستور خزانے کا یہ تھا کہ ایک چھوٹی بہی مداخل کی جناب عالی کے پاس رہتی تھی اور انھین ثالث بالخیر کی تحویل مین روپیہ داخل ہوا کرتا تھا اور کسی دفتر مین اسکا حساب نہ لکھا جاتا تھا اتفاقاً بعد مرور ایام وہ دونون آدمی خزانے کے مرگئے انھین کا اختیار رہا۔

جناب عالی کوٹھی موسی باغ مین تھے ایک پرچہ اخبار گذرا کہ خزانہ مین نقب معلوم ہوتی ہے بمجرد اسکے سُننے کے اضطراب سے پیچ حقہ پیوان کا ہاتھ سے گر پڑا اوسی وقت سوار ہوکر نقب کو ملاحظہ فرما کر بند کردیا مگر اشرفی روپیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کس قدر گیا اور کب سے جاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ ایک سپاہی جو متعین خزانہ تھا اوسنے حکمت سے سیندھ دی تھی اشرفی روپیہ اپنے لوٹے مین بھر کر بحیلۂ رفع حاجت باہر جایا کرتا تھا جب افشاے راز ہوا بھاگ کر بنارس پہونچا عیش و عشرت کرنے لگا اور مشہور کیا مین بیٹا نواب سعادت علی خان کا ہون خفا ہو کر چلا آیا ہون جب یہ خبر لکھنؤ پہونچی سرکار نے وہان کے صاحب کو لکھا

قید ہوکر لکھنؤ آیا بعد روبکاری کے جب چوری ثابت ہوئی جیلخانے گیا
وہین مرگیا۔

غرض زبانی کپتان مفتاح الدولہ بہادر ابتدائے حال ظفر الدولہ
یہ تھا پھر اونکی ترقی جاہ وحشم مع اونکی اولاد کے ہر سلطنت مین زیادہ ہوئی مشہور
ہے کہ انکے وہ تین بھائی انکی شہرت سنکر ایک دفعہ لکھنؤ آئے اونسے ملاقات
نہ کی کچھ دیکر رخصت کردیا مگر انکی بہن بھی بنارس مین تھی اوسکا اکثر باخفا
آیا کرتا تھا یہ خرچ اوسے بھیجا کرتے تھے گر یہ حال بھی کسی پر نہ کھلا
اگر یہ سب خوبیاں وصفات ذاتی اونھین تک رہین اولاد مین
وہ صورت نہ رہی۔

مسند نشینی نواب غازی الدین حیدر خان بہادر مرشد زادہ آفاق در ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۴ع

خلاصہ احوال مسند نشینی جناب عالی متعالی یہ ہے کہ جب جنت آرامگاہ
نے قضائے مشہورہ سے انتقال کیا اشرف الدولہ رمضان علی خان
جو بڑے معتمد تھے پیادہ پا دوڑے رزیڈنٹی مین کرنل بیلی صاحب کو
اس مژدۂ غیبی سے آگاہ کیا صاحب نے ایک چٹھی صاحب کمان افسر
چھاؤنی منڈیاؤن کو طلب پلٹن کی شتر سوار کو دی ایک چپراسی
طلب مرزا جعفر کو بھیجا اور خود مع ڈاکٹر ولسن کپتان فارچن تیس تلنگے
بیلی گارد کے جو ہر وقت طیار رہتے تھے لیکر داخل بارہ دری ہوئے
در دولت پر پہرہ دکر دیا کہ کوئی بے ہماری اجازت داخل نہو یہ اہتمام فقط
نواب شمس الدولہ کے واسطے تھا جنھین مستحق ریاست جانتے تھے چنانچہ
نواب دروازے پر آکر ہاتھی پہ کھڑے رہے محمد غلامی اردلی نے نواب

غازی الدین حیدر سے خبر کی نواب وسی وقت لباس خاص سے شمشیر ولایتی
زیب کمر نواب خاص محل کے چھتے سے داخل بارہ دری ہوے آغا میر ہاتھی
پرچڑھکر بارہ دری مین آئے کرنل صاحب سرھانے پلنگ کے کھڑے ہوے
ایک خواص سے رضائی کومنہ سے ہٹوادیا ڈاکٹر صاحب نے پہلے نبض دیکھی اوسکے
بعد گلے مین تسمہ باندھکر نشتر شقیقہ مین ایک طرف سے چبھولی دوسری
طرف سے ایک قطرہ خون نکلکر رہگیا یقین انتقال ہوا یہ بھی اعتراض صاحبان
فہم ہر کہ جب سکتا ہو تسمہ گلے مین باندھتے ہین کہ رہا سہا دم جو باقی بھی ہو
نکلجاے واہ —

کرنل صاحب نے ہٹکر صاحبون سے نام نواب شمس الدولہ کا لیا
آغا میر نے مضطرب ہوکر مرزا حاجی کی طرف اونھون نے مرزا جعفر کی طرف
اشارہ کیا کہ یہی ہر اسی وقت کے واسطے ہمنے کشتکاری ایک مدت سے
کی ہر وجہ اسکی یہ ہر کہ جب جنت آرامگاہ نے سب کوٹھے پنج محلہ
کے اہتمام جناب عالی مین دیے اور خود اونکی طرف متوجہ ہونے لگے انھین
بھی امید قوی اپنے واسطے پیدا ہوئی وگرنہ اسکے پیشتر انھین یقین اپنا
نہ تھا اس جہت سے علی نقی خان میر منشی اور مرزا حاجی سے بہت خصوصیت
پیدا کی تھی شب کو خلوت مین دونون جگہ جایا کرتے تھے اور تحائف لاتے تھے
انکا بھی اوسمین حصہ تھا غرض مرزا جعفر نے کرنل بیلی صاحب سے کہا مجھے کچھ
عرض کرنا ہر صاحب نے کچھ اعتنا نہ کی پھر عرض کی جواب دیا ہم سمجھا جو
آپ کا مطلب ہر وہ مرد مجنون ہر اوسوقت مرزا نے بدرشتی کہا کہ ایک
بات سن لیجیے آیندہ آپ کو اختیار ہر فی الحقیقت انکے حرکات
صاحبزادگی مجنونانہ بہت مشہور ہین ہرکارۂ اخبار جو انکی ڈیوڑھی پر مقرر تھا
اوسکو ایسا مارا کہ مرگیا جنت آرامگاہ نے عتاب کیا یہ خفا ہوکر امام باڑۂ نواب
آصف الدولہ مین جاکر کئی مہینے رہے محمد آفرین علیخان نے تقصیر معاف کروائی

نواب غازی الدین حیدر بہادر سنہ ۱۲۳۵ ہجری سے حضرت شاہ زمن

Ghazioodin Hyder

سب بھائیون کے ساتھ درگاہ حضرت عباس گئے شراب خمر سے بھی توبہ کی مگر اوسکی عوض بنگ اختیار کی پھر نواب معتمد الدولہ نے اپنی نیابت مین انکی غفلت مین اپنا نفع سمجھکر یہہ مرتکب کیا یعنے حضرت عباس علوی تھے مین نبی فاطمہ ہون اسکا مواخذہ مُنہ غلام ہر داہ سبحان اللہ۔

خلاصہ مرزا نے کہا کہ حسب قانون سرکار ابن اکبر اولاد میراث ریاست پاتا ہی اگر شرط جنون مقبول صدر نہوگی تو جس طرح سرکار کو منصوبی مین اختیار ہی اوسی طرح عزل مین یہ سنکے خاموش ہوے فرمایا ہم تھوڑا صبر کرکے اسکا جواب دینگے یہ کہکے مقام خلوت مین مع دونون صاحب کے گئے اور بعد شورہ کے جنابعالی سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ کو مسند وزارت آبائی مبارک ہو جب صبح ہوئی کمرہ فرح بخش مین تخت بے سامان تھا جسپر جلوس کرکے نذر لی جاتی تھی مسندنشین ہوے سب بھائی جو زیر بارہ دری سڑک پر بیٹھے تھے اور امرا نذر کو بلائے گئے نواب شمس الدولہ سے کرنل صاحب نے کہا آپ کے بڑے بھائی ہین پہلے آپ کو نذر دینا مناسب ہر اس کہنے سے مظنہ ریاست کو اونسے دور کیا سبھون نے بمراتب نذر دی رخصت ہوے شلک چلی منادی شہر ہوئی پلٹن جو چھاونی سے آئی تھی جابجا اوسکے پہرے ہوگئے صاحب رخصت ہوے جنابعالی محلسرا مین کمرہ ہینگا بیگ مین تشریف لیگئے تبدل پوشاک کیا مرزا حاجی حاضر حضور رہے سن شریف تقریباً پچاس برس یا کچھ زیادہ تھا۔

مقدمہ تفویض نیابت و ترقی جاہ چند روزہ مرزا حاجی و مرزا جعفر

الغرض شہر مین ورود مرزا حاجی مرزا جعفر ہوا ان صاحبون کو یقین واثق ہوگیا تھا کہ خلعت نیابت سوائے ہمارے کسیکو نہوگا کسواسطے کہ بعد انقلاب نیابت تفضل حسین خان جسطرح حالت یاس مین شہر سے باہر جاکر کامیاب ہوے اور پھر اوس سے زیادہ صاحب اقبال ہوکر لکھنؤ آئے اور باخفا خلوص صاحب مسند سے بھی ہوگیا تھا

بہت نازان اپنی حسن تدبیر پر تھے کہ ہمنے قلابے زمین و آسمان کے اسی دن کیواسطے ملائے ہین اسکے سوا صاحب رزیڈنٹ پر ہمارا اعتماد کلی ہر اگر احیانًا جناب عالی کو کچھ تامل ہوگا صاحب رزیڈنٹ سمجھا دینگے مگر یہ خبر نہ تھی کہ جنکے بھروسے پر ہین اونھین اپنے راضی نامہ لینے کی مشکل پڑے گی دوسرے نواب گورنر جنرل کی خبر آمد آمد مشتہر ہو رہی تھی روساے شہر نے اور بیکارون نے اور اہل تعارف نے ہجوم کیا اور مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر پر دربار عام و خاص ہونے لگا اور مرزا حاجی صبح سے دربار جاتے تھے چار چھ گھڑی رات گئے گھر آتے تھے نصف شب تک گھر کے دربار سے فراغت ہوتی تھی اور نخوت و غرور حد سے زیادہ بڑھا بڑے صاحب کے وسیلے سے ہاتھ اوٹھایا اس خیال سے کہ جناب عالی کو میری طرف سے شک رہیگا یکسو ہونا بہتر ہر بس یہ سبب ہوا کہ کرنل صاحب انکے یکسو ہونے سے برہم ہوے انکے واسطے کچھ نہ لکھ گئے ورنہ ظلم معتمد الدولہ سے اپنے گھر مین پانچ برس تک کیون قید اسطرح سے رہتے۔

خلاصہ جناب عالی نے انسے ارشاد کیا کہ مرزا حاجی تمھین نیابت دینے مین مجھے کچھ عذر نہین بنظر حسن خدمت سابق تمسے مطمئن ہون مگر تمھارے باپ کو ندونگا یہ سنکر مرزا حاجی تو مایوس ہوے اور سخت تردد ہوا کہ باپ میرے مدت سے اسی کے متمنی رہے ہین اگر مین خلعت نیابت لونگا وہ کب راضی ہونگے بلکہ عاق پدر ہو جاؤنگا دوسرے کو ہوگا وہ کب میری ترقی چاہے گا بلکہ میری حضوری اوسے ناگوار گذرے گی اودھر کرنل صاحب سے قطع امید ہو چکی ہر غرض ایسے تفکرات مین غلطان و پیچان رہے بظاہر اپنی مصاحبت مستعارہ کو غنیمت سمجھکر خاموش رہے اور منتظر تشریف آوری نواب گورنر جنرل ہوے مرزا جعفر اسی انقلاب و جوہات تفکرات چند در چند سے بہت غم و غصہ کھا کر آخر بسبب سن شیخوخت کے مسلول و مدقوق ہوے اسی علالت مزاج سے کانپور کرنل صاحب کے ساتھ گئے حکیم آغا صاحب معالج تھے منع کیا کہ یہ سفر تمھارے واسطے سقر پیدا کریگا نہ جاؤ وا امید موہوم کب دل سے جاتی تھی جب وہان سے پھرے ایسے علیل ہوئے کہ بستر

بیماری سے اوٹھنا مشکل ہوا دربار رزیڈنٹی موقوف ہوگیا آخر ناکام جہان سے اوٹھ گئے —
اب تقدیر نے دوسرا رنگ دکھایا منشی علی نقی خان میر منشی جو روبرٹ فروغ مرزا جعفر اسکے
پر جلتے تھے انکی عدم حاضری دربار سے اونکی بن پڑی کسواسطے کہ سارے شہر کی رجوعات مرزا جعفر
و مرزا حاجی کے گھر تھی آغا میر انکے بھی پاس جایا کرتے تھے اس خیال سے کہ شاید کہ ہمین منصبہ
برآرد پر و بال مگر موافق اپنے حوصلۂ عزت کے متمنی خدمات داروغگی وغیرہ کے تھے نہ نیابت
یہانتک سائی وہم وخیال کی بھی نہ تھی اودھر کرنل صاحب کو تردد اپنے حصول راضی نامہ
کا تھا جب سستی دربار مرزا حاجی دیکھی میر منشی سے گرویدہ ہوے وہ یہی سمجھے کہ انھین جناب عالی
کے مزاج مین مداخلت کلی ہے اونکے محرم راز معتمد بھی ہین یہ مرحلہ بھی کیا عجب ہے کہ انھین سے
طے ہو جاے چنانچہ ایک دن انسے کہنے لگے میان لڑکے کس فکر مین رہتے ہو کہا [illegible]
فضل و کرم کہنے لگے اگر تم راضی نامہ بڑے صاحب کو دلوا دو اور ان چارون مصاحب خاص
کی صحبت برہم ہو تو کیا عجب ہے یہ عہدۂ جلیلہ نیابت اس حسن خدمت سے ملجاے آغا میر اس
مژدۂ غیبی سے شادی مرگ ہوگئے اور منشی جی سے ایسی خوشامد و رسوخ پیدا کیا کہ اونھین اپنا
باپ کیا اس عرصہ مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب بہادر داخلۂ کانپور کی
مشہور ہوئی کرنل مکلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب ڈی تنگ صاحب وغیرہ چار مصاحبان خاص
و محرم راز جنت آرامگاہ نے بمقتضاے حق نمک حلالی و ولی نعمی خلف الصدق جنت آرامگاہ
سمجھکر احوال زمان ماضیہ سب نشیب و فراز سے سمجھا دیا تھا کہ اگر آپ کرنل بیلی صاحب کو راضی نامہ
نہ دینگے اور مستقل و ثابت قدم رہینگے تو آپ نواب گورنر جنرل بہادر از راہ کمال انصاف
تہ دل سے انکے حق بجانب سمجھکر سب معاملات درست کر دینگے اور مبادلہ مافیہ جنت آرامگاہ
بسہولت ہو جائیگا اور کرنل صاحب کی ایسی صورت ہوگی کہ پھر کوئی صاحب رزیڈنٹ ایسی
جرأت اور مداخلت بیجا نکریگا اور نمک حرامان سرکار کی سزا آپکے اختیار مین ہوگی آئندہ
پھر کوئی ایسی نمک حرامی کا مرتکب نہوگا چنانچہ اسی خصوصیت خلوص سے ان مصاحبان خاص
کی منزلت بڑھگئی تھی جناب عالی کے ساتھ شام کو اوسی گاڑی مین مقابل بیٹھتے تھے کرنل
صاحب کو بڑا کھٹکا اپنے باب مین ہوگیا تھا مضطرب تھے —

مختصر یہ ہے کہ آغا میر کو فی الحقیقت بسبب قدامت اور محرم راز ہونے جناب عالی کے مزاج
مین بڑی مداخلت تھی اور اپنے مژدۂ غیبی سے شادی مرگ ہوئے تھے ایکدن خلوت مین
جنابعالی کے قدمون پر گرکر رونے لگے کہ افسوس اس غلام نمکخوار کی سالہا سال کی محنت
جانفشانی سب خاک مین ملی جاتی ہے حضور ان مصاحبان خاص کے بھروسے پر غافل ہین مطمئن
ہین آپ کو بعلت جنون جو اول کلام کرنل بیلی صاحب کا تھا وہی پیش آیا کہ اس ریاست آبائی
سے محروم کرکے نواب شمس الدولہ کو منصوب کردین کہ وہ پیشتر سے بموجب حکم وتجویز نواب گورنر
جنرل بموجب درخواست جنت آرامگاہ بعہدۂ نیابت مامور ہوچکے ہین اور اجراے کاروبار
ریاست سب ونہین سے ہوتا رہا اور اگر جنت آرامگاہ آپ کیواسطے درخواست کرتے تو یہی
صورت ہوتی غلام اپنے حق نمک سے ادا ہوا آیندہ حضور کو اختیار ہے اور بعد اس تصفیہ خاص کے
جو تجویز ان صاحبون کے ہو رہا ہے پھر کوئی صاحب رزیڈنٹ آپ سے مطمئن نہوگا جنابعالی ازبسکہ
اپنا بڑا معتمد وخیرخواہ سمجھتے تھے اس خبر سے متزلزل ہوے اور جرأت حق کو دل سے دور کرکے
اُنسے صلاح پوچھنے لگے عرض کی کہ اگر صاحب رزیڈنٹ کے راضی نامہ دینے مین باعث خیرخواہی
ان صاحبون کے تامل ہوگا بہت سی خرابیان اس ریاست مین درپیش ہوا کرینگی اور سطالبہ
مقدمات ماضیہ کا جیسا جنت آرامگاہ سے ہوتا ویسا آپ سے نہوسکیگا لہذا حضور اپنے عہد دولت
کو غنیمت سمجھین تو بہتر ہے —

غرض جنابعالی نے اسکو صلاح نیک سمجھکر وہ جو کچھ مصاحبون نے سمجھایا تھا اوس سے ہاتھ اُٹھایا
نواب گورنر جنرل بہادر جب داخل کانپور ہوے جنابعالی بڑی دھوم دھام وجمعیت لشکر
سے تشریف فرما ہوے قدیمی فوج اور شاگرد پیشہ تھا سبکی وردی پر تکلف ملی گئی راجہ ممالک
محروسہ کے بھی اپنی فوج کذائی سے ساتھ تھے وہان گرانٹ صاحب کے بنگلے مین نواب
گورنر جنرل تھے حسب معمول چاے پانی وضیافت اور ایک دن گورنر جنرل نے خود سامنے
کمپنو کی بذات خود قواعد دکھائی کسواسطے کہ کمانڈر انچیف بھی خود تھے بعد ہفتہ عشرہ
کے مراجعت فرمائی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل بعد چار مقام راہ کے داخل شہر ہوے
شہر کی آراستگی بہت ہوئی تھی سارا شہر کوچہ وبام بازار مین بھرا ہوا تھا ایک ہفتہ تک

نواب معتمد ولہ آغا میر

Moutmoodoulah

یہاں بھی طریق مہمانی وضیافت جیسا چاہیے ہوا بعد اسکے حسب سررشتہ کرنل صاحب کو
راضی نامہ ملا نواب گورنر جنرل روانہ بریلی راہ خیر آباد سے ہوئے صاحبان مصاحبان خاص
جو بانی مبانی مقدمات ماضیہ جنت آرامگاہ کے ہوئے تھے حضور نواب گورنر جنرل جاکر
انجیل اوٹھا کر بری الذمہ ہوئے اور بسلامت لکھنؤ سے چلے گئے اور ہر ایک عہدہ گورنمنٹ
پر مامور ہوا مگر نواب گورنر جنرل پر اونکی خیر خواہی و بے قصوری اور خوف جنابعالی کھل گیا
اور کردار ورفتار کرنل بیلی صاحب بخوبی منکشف ہوگیا جب بعد سیر و سیاحت ممالک غربی
وغیرہ فرخ آباد مین مقیم ہوئے ۱۸۱۵ع مطابق ۱۲۳۰ھ کرنل صاحب کو موقوف کیا
اسٹریچی صاحب رزیڈنٹ گو الیار جو جنرل مارکم صاحب کے ساتھ کابل ایران گئے تھے
اونھین رزیڈنٹ کیا جب وہ داخل لکھنؤ ہوئے کرنل صاحب بسواری بجرہ ہاے سرکاری
دریاے گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئے وہان سے سیدھے ولایت چلے گئے بہت سا اسباب
تحفۂ ہندوستان خصوصاً کتب قلمی خط ولایت وغیرہ لیگئے کہ صاحب استعداد عربی و فارسی
تھے انسے پیشتر اڈمنسٹن صاحب ممبر اول کونسل مربی خاص ولایت جاچکے تھے اس جہت سے
زیادہ موجب فسردگی خاطر تھا مثل مشہور ہے مربی بیار و مربا بخور + مگر صاحبان عالیشان پر
بھی انکے کردار کھل گئے تھے ۔

لیکن باوصف دینے راضی نامہ کے نواب گورنر جنرل نے بہت سے امور ریاست کے
خاطر خواہ درست کر دیے یعنی امور خانگی مین اختیار کلی دیا اور جس امر کی درخواست کی اوسے
بطیب خاطر قبول کیا اگرچہ بحسب ظاہر ثمرات جنت آرامگاہ کی بدولت ہوئے تھے اور سب
جانتے ہین کہ جیسا نواب گورنر جنرل لارڈ کارن والس اور لارڈ مایرا صاحب کو اس خاندان
عالیشان سے خود مراتب و منزلت کا پاس لحاظ رہا دوسرے نے نہین کیا اور وارن ہسٹنگ
صاحب بہادر تو سارے ہندوستان کے شفیق تھے بشرطیکہ یہان بھی کوئی اوس
لیاقت کا ہوتا ۔

تفویض نیابت بآغا میر

خلاصہ باب نیابت مین مرزا حاجی اپنے باپ کی بدولت اس عہدۂ جلیلہ سے

محروم رہے چندروز تک گرمجوشی مصاحبت مین رہی جب آغا میر کو خلعت نیابت ہوا مایوس
ہوکر خانہ نشین ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان اگرچہ مخصوصین جنت آرامگاہ تھے
یقین تھا کہ جب نواب شمس الدولہ ہونگے مین اونکا خواہ مخواہ نائب ہونگا اگر کچھ بھی دغدغہ
ہوتا تو وہ بھی بہت سی خاک اوڑاتے اور بہت کچھ خرچ بھی کرتے سلسلۂ عملۂ کلکتہ سے بھی تھا
اور بخوف جناب عالی عملۂ رزیڈنٹی سے موافقت نہ کی غرض ہر شخص اہلکار قدیم متمنی اسی
عہدے کا تھا اور بعض اولاد نائبان قدیم بھی مترصد اسی کے تھے لیکن جنابعالی سے کے
اختیار کلی ہونے سے سب کے وضو ٹھنڈے ہوگئے اس راز نہانی سے کوئی واقف
نہ تھا جب جناب عالی سے نواب گورنر جنرل سے باب نیابت مین گفتگو ہوئی فرمایا
کہ اس امر مین اعتماد حق قدامت کا ہونا مقدم ہی لہذا میرا معتمد خاص آغا میر سے
زیادہ کوئی نہین اور امور ریاست کے جب اسباب جمع ہوتے ہین ناواقف واقف
ہو جاتا ہی اور مین خود متوجہ رہونگا اور سب عملہ قدیم ہی نواب گورنر جنرل نے اسے
قبول کیا۔

دوسرے دن جنابعالی نے خلعت نیابت آغا میر کو دیا خطاب نواب معتمد الدولہ مختار الملک
سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ ملاحسب سررشتہ اوسی وقت نواب گورنر جنرل کی نذر کو گئے وہان سے
بھی وہی خلعت ہاتھی پالکی عنایت ہوا پھر جنابعالی کے پاس نذر کو آئے یہ امر باعث ملال خاطر
ہوا لیکن کیا فائدہ وقت ہاتھ سے جاچکا تھا سبحان اللہ سالہاے دراز سے کون اُمیدوار تھا
اور کسکو بے منت و بے مشقت ملگیا۔

بعد ہفتہ عشرہ کے نواب گورنر جنرل راہ خیرآباد سے بریلی تشریف لے گئے اور بظاہر
درستی امور خانگی مین کچھ دخل نہین دیا کسواسطے کہ جنابعالی اپنے ممالک محروسہ و امورات
خانگی مین مختار ہین مگر مقدمات عظیمہ مین صلاح و صوابدید صاحب رزیڈنٹ کی البتہ احتیاج
ہی کسواسطے کہ یہ امر قدیم سے ہوتا چلا آیا ہی خزانہ جنت آرامگاہ سے دو کروڑ روپے گئے
کروڑ روپیہ عوض تنخواہ متوسلین و خیرخواہان سرکار کمپنی انگریز بہادر اور کروڑ کے سود مین
علاقہ کھیری گڈھ اور زمین ترائی ملک نیپال جو ممالک محروسہ کے ڈانڈے سے شامل ہے

۱۵۱

اور علاقہ ہنڈیہ جو مابین الہ آباد و کانپور کے آباد تھا اور زمیندار وہان کی آمد و رفت کشتیون مین بعلت محصول نقصان کرتے تھے اوسکے عوض نواب گنج کنارہ دریاے گھاگرہ دیا۔

القصہ نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے اس عمدۂ جلیلہ پر منصوب ہوے مفلوک شہر جو حالت افلاس مین انسے کسی طرح کا تعارف رکھتے تھے مثل مور و ملخ ہجوم لاے نواب ازبسکہ عالی ہمت سیر چشم خلقی و دوست پرور تھے ہر شخص کو علی قدر حال خدمات عالیات پر مامور کیا چنانچہ عرائض ملکی میر آلہی بخش ابن عم کے تفویض کیے یہ پہلے نواب حسین الدین خان کے ملازم پندرہ روپیہ پاتے تھے اونکی خواصی مین بیٹھتے تھے میر اسد خاص محل کے بھانجے کو کوٹھے پنج محلہ کے اور بھیجا تھا کو اپنا دیوان کیا میر اسد علی دوست قدیم کو داروغۂ عدالت اپیل دیوانی و فوجداری کیا یہ چھاپہ اخبار مرزا غلام محمد خان کو دیا انسے تعارف بریلی سے ہو گیا تھا جب جناب عالی نے قبل از جلوس گینڈے لینے کو بھیجا تھا راجہ دیا کرشن کو بھی اوسی زمانہ مین خلعت دفتر اصطباق ہوا تھا ہاتھی پالکی سے انسے تعارف منشی علی نقی خان کے زمانے سے ہو گیا تھا بلکہ انسے کہتے تھے کہ مین نے خلعت نیابت فقط تمہارے بھروسے پر لیا ہے کسواسطے کہ مین کاروبار ملکی و مالی سے ناواقف ہون اور خود جناب عالی نے بھی اسی باب مین سفارش فرمائی تھی فقیر محمد خان نواب امیر خان کے لشکر سے تازہ وارد تھے سپاہی سمجھکر تین سو روپیہ کی اسامی میر علی پناہ بنارسی کی دیکر رسالدار کیا تاج الدین حسین خان کا انکا ہمسایہ تھا اونھون نے اپنا گھر نذر کیا بعد اسکے رفتہ رفتہ انکا قرب و منزلت بڑھا سبحان علی خان اور یہ دونون مقرب خاص ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کو اپنا ہم پلہ و مدعی سمجھکر باجازت جناب عالی نظامت خیرآباد و محمدی پر روانہ کیا وہ بھی اسی خطہ پاک کے تھے چلتے چلتے اپنی حکمت عملی سے ایک پیچ بو گئے جناب عالی مناسب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کے سامنے مرشدزادہ آفاق نواب نصیر الدین حیدر خان کو اپنا نائب کیجیے دوسرا شخص بغیر انکا نائب ہو چنانچہ یہی بنیاد اصل اصول ریاست کی ہو گئی۔

تحریر سوال و جواب جناب عالی و نواب گورنر جنرل بہادر

بند ملفوفہ خط نواب گورنر جنرل بہادر مرقومہ ۲۲ - جون ۱۸۱۵ عیسوی
مطابق ۱۳ - رجب ۱۲۳۰ ہجری

سوال جنابعالی باوجود اسقدر دلیری و خاطرداری اور منظوری پرورش اور سلوک کے احوال نصیر الدولہ بہادر کا البتہ صاحب ہنر بان ہندوستان عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ سے واضح رائے عالی ہوا ہوگا اور شہامت وعوالی مرتبت بسالت وعوالی منزلت خان برخوردار معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ احوال برادر موصوف کا اور اورون کا مفصل گزارش کرینگے انکے واسطے ایک طریق قرار پاوے کہ اطاعت و فرمانبرداری مین اور خلاف مرضی کوئی امر سرزد نہو۔

جواب نواب گورنر جنرل ظہور مراتب انحراف و ترک ادب جنابعالی کے بھائیون کی طرف سے ناگزیر موجب تاسف و باعث کدورت و ناخوشی خاطر کا بنسبت اونکے ہوگا یقین جانیے کہ وہ ہمیشہ کرنے سے ایسے سلوک کے بلاشک و شبہہ معرض زجر و عتاب مین شایانہ کے گرفتار ہونگے چنانچہ آگے بھی لکھا ہے کہ میرے نزدیک جنابعالی نسبت اپنے بھائیون کے اختیار کلی رکھتے ہین اور اب بھی لکھا جاتا ہے کہ جنابعالی یقین تصور فرماوین کہ اہالی اس سرکار کے نزدیک اختیار و اقتدار اس باب مین ہر آئنہ باداب جناب ممدوح تعلق رکھتا ہے بھائی اور اقربای جنابعالی جو راہ مستقیم اطاعت و رضاجوئی جناب ممدوح سے منحرف ہوکر راہ تمرد و عدول حکمی اختیار کرین اور اگر جنابعالی لوازم تادیب و تفہیم جو اونکے جرم کیواسطے قرین مصلحت و سختی ہو عمل مین آوے اہالی اس سرکار کے اوسمین حرف و حکایات نکرینگے فی الحقیقۃ اہالی اس سرکار کے اور صاحب ربار جانشین لکھنؤ کو پہونچتا ہے کہ ایسے مقدمے مین ذکر و مذکور لاوین لیکن اوس حالت مین کہ غماز او ر در انداز بارادہ منغص و مکدر کرنے مزاج جنابعالی کے کسی بھائیون اور اہل خاندان کی طرف سے باتین بے اصل باظہارات فضول و مبالغہ عمل مین لائین ایسے حال مین البتہ خود جنابعالی مترصد اس امر کے ہونگے کہ صاحب جانشین موصوف اون باتون سے اطلاع و خبر آپکو کرین کہ وہ مکر و حیلہ در اندازون پر پہونچکر تفحص و تحقیق حال کرین۔

سوال

سوال شمس الدولہ بہادر بنارس میں شکٹ وانی اور تدبیروں میں مشغول رہتے ہیں سد باب اونکی تدبیرون کا ہو اور خان برخوردار موصوف اس خصوص مین مفصل گذارش کرینگے اور اس باب مین آپ ایسے کرم فرماسے دلجمعی اور اطمینان حاصل ہو۔

جواب نواب شمس الدولہ بہادر جتنی فکر و سازش یا اور حرکات ناشائستہ نسبت جناب عالی کرین گے اہالی سرکار ہرگز اوس باب مین حمایت و التفات نکرینگے بلکہ برعکس اوسکے اوس طرح سے جتنا کہ صاف و صریح پیرایہ عتاب و امتناع کیا جائیگا غرضکہ جناب عالی اس باب مین اہالی سرکار ممدوح سے ہر آئینہ مین جمیع الوجوہ اطمینان و خاطر جمع رکھین۔

سوال مین وارث نقد و جنس اندوختہ دادی صاحبہ قبلہ و کعبہ مدظلہا کا ہون اور راوسکے لواحقون کی خبرگیری منظور رکھی ہے لہذا الطاف و انصاف سے آپ کے امید وار ہون کہ میری حق تلفی نہو اور جو کچھ کہ اونسے منظور ہوا ہے معلوم ہو اور اس مقدمہ مین تحسین علیخان متوفی کے توجہات نہو۔

جواب البتہ جو قرارداد فیما بین اہالی اس سرکار کے اور جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ کے حین حیات نواب مغفرت مآب والد ماجد جناب عالی قبل از لینے عہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر مجھسے عمل مین آیا فراباد خاطر مبارک جناب ممدوح ہوگا اور یہین اس لحاظ سے معناً کہ پیشتر سے وعدہ اس سرکار سے ہوچکا ہے اور اسکا بھی معین ہون کہ ایفائے مستلزمات راسخ القولی جناب عالیہ کے ساتھ ہو اور کسی طرحکا اتلاف و نقصان حقوق رئیس ملک اودھ اوس سے متصور نہین اس صورت مین آئین اور ایفائے عہدنامہ مذکور اہالی اس سرکار پر واجب و منحتم ہے لہذا جناب عالی کو اس باب مین اطمینان کلی ہے کہ بعد سبیل و سرانجام اوس وجہ کے واسطے تقدیم وصایائے معظم الیہا کے موافق مضمون عہدنامہ مزبور فرد ہے جتنا نقد و جنس مملوکہ جناب عالیہ باقی رہیگا بے کم و کاست خزانۂ جناب عالی مین داخل ہوگا اور خصوص جاگیرات جناب عالیہ مین کردہ البتہ موافق معمول بعد جناب معظم الیہا کے شمول ملک سرکار رئیس اودھ کے ہونگے اور مکرر اسکے ذکر کی کچھ احتیاج نہین ہے کہ اس سرکار کی کسی طرح کی اوسمین مداخلت نہو گی۔

سوال ازبسکہ چھوٹون کو بزرگون سے ہر قسم کی چشمداشت ہوتی ہی بمقتضاے اوسکے جو کچھ کہ بات کھیریگڈہ باخذ و نقصان زرِ منافع درخواست عرض کیا ہی یقین پذیرائی ہی اگر ملک نیپال سے کیا ہی اور متصل ہمارے ممالک محروسہ کے ہو عنایت فرمایئے بعید الطاف بزرگانہ سے نہوگا اور خان برخوردار موصوف اس خصوص مین التماس کرینگے —

جواب خصوص خواہش خاطر جنابعالی مین نسبت کھیری گڈہ اور قریب ملک سرحد اودھ جو گورکھپور سے تصرف اولیاے اس دولت مین آیا نیازمند اوسکے واسطے بصدق دل خواہان اور متمنی ہی انشاء اللہ تعالی جسوقت ہنگامہ و شورش کھیریگڈہ کا دفع ہوگا اور فیما بین گورکھپور اور اس سرکار سے تصفیہ اور مصالحہ ہوگا نیازمند بکمال طیب خاطر تامل و تدبیر مقدمۂ مذکور مین کرونگا اور تمناے واثق اور یقین صادق ہی کہ ایسا بندوبست صورت استقرار پائیگا کہ وہ بجمیع وجوہ موجب خرسندی اور حسب خواہش آپکے ہوگا تاریخ بست و دوم ماہ جون ۱۸۱۵ع مطابق ۱۳ — رجب ۱۲۳۰ھ —

نقل خط نواب گورنر جنرل بہادر

باسم مبارک نعمت الدولہ رفیع الملک مرزا غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ دام اقبالہ مرقوم ۱۲ — نومبر ۱۸۱۵ع عیسوی مطابق ۲۷ — ماہ ذیقعدہ ۱۲۳۰ھ ہجری —

نواب صاحب والا قدر عالیشان مصدر لطف و احسان قدر افزاے نیازمندان کرمفرماے بیکران دام اقبالہ بعد تقدیم مراسم نیازمندی و آرزومندی اوراک گرامی ہوا صلت کثیر الافادت ایضاح خاطر اطہر باد کہ الطاف نامہ تفقد شمامہ مشعر مراتب مسروری و اطمینان خاطر اشفاق مظاہر مرجوعہ فرط محبت و اخلاص نیازمندی ہی بذات ستودہ صفات اور پہونچنا بند مطالب کا نیازمند کو دیکھکر اسکا جواب مہر اور اپنے دستخط سے آپکی خدمت منزلت مین بھیجا ہی اور اوس مراتب شفقت دیکھنے سے مسرور و معزز ہوا اور مضمون مندرجہ سے مشروحاً اطلاع ہوئی اور مطالب جو آپ کے الطاف نامہ مزبور مین تھے نیازمند نے اونمین بغور و تامل دیکھا چنانچہ اوسکا جواب موافق ایماے اوس والا قدر کے اپنی مہر و دستخط سے اپنے خط مین آپکے ملاحظے کے واسطے بھیجا ہی پہونچیگا اور یقین ہی کہ ہر آئنہ موجب اطمینان و جمعیت خاطر توجہ ذخائر کا ہوگا اور مجاہے کر نیازمند کو ہمیشہ متمنی دریافت مژدۂ صحت و سلامت مزاج و ملاح جانکر الطاف نامجات

توجہ آیات سے مسرور و معزز فرماتے رہیے۔ ایام بہجت و شادمانی بکام باد۔

نقل بند سوال و جواب خط

سوال قبنا ملک محروسہ جو وقت انتقال والد مرحوم تک اونکے قبضے مین تھا بطور وراثت مسند نشینی آپکی مجھے پہونچا اوسمین اختیار واقتدار موافق معمول والد مرحوم کے بحال برقرار رہے اور کوئی گانوٗن اوس پرگنہ اوسکا کسی تقریب و تبدل سے میرے قبضۂ اختیار سے خارج نہو اور نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن برقرار رہے۔

جواب نیاز مند کو سوائے اسکے کہ نواب وزیر الممالک کو حالت او مرتبہ بہ نسبت الملی سرکار کمپنی انگریز بہادر کے بہم پہونچے بلاشک وریب مقتضیات حق و انصاف سے ہو لہذا نصب العین الملی ممدوح ہر کوئی اور امر مرکوز اور منظور نہین بنائً علیہ حاصل سب روپے سرکار کا اور تدبیرین نیازمند کی البتہ یہی ہونگے کہ حکومت و ریاست نوابصاحب ممدوح کو اعتبار و استحکام بہم پہونچے جو ہر آئنہ موجب اطمینان و دلجمعی آپ کے اس خصوص مین ہو۔

سوال نواب صاحب مشفق مہربان کرمفرمائے مخلصان گورنر جنرل لارڈ منٹو صاحب بہادر نے نقشۂ انتظام ملک کیواسطے والد ماجد مرحوم کو لکھا تھا لیکن والد مغفور نے باوجود اقرار اس باب مین اپنے حین حیات جاری نکیا تھا مخلص بے ریا نے نظر بر اقرار نوابصاحب موصوف اور وعدہ والد مغفور کا اوسکے اجرا کیواسطے اپنے عہد مین بصوابدید صاحب مہربان دوستان عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بلی صاحب بہادر رسالان جنگ جاری کرکے اسنار پرگنات مامور کیے اور اوسکی منظوری اس نقشۂ امتحان سے اس صورت سے کی کہ ناکردہ کار بے سلیقہ و نالائق جو ہین اونکے جگہ برادر مقرر ہووین اور سند تحصیلداری دیگر بصوابدید صاحب موصوف آخر سال تک امتحان کیا جائیگا اگر اس نقشہ سے رفاہ اور فلاح رعایا اور افزایش مال سرکار اور سہولت وصول زر اور امن خلائق اور بلند نامی سرکار ہوگی اسے گرہ بند اور مستمر کریگا والا جسمین درستی ان امور کی متصور ہوگی عمل کیا جاویگا۔

جواب ممکن نہین کہ تحریر و امتحان ایک سال سے یہ بات متحقق ہوجاے کہ نقشۂ انتظام

مجوزہ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر مفید مقصود ہے یا نہین اس واسطے کہ مدار نقشہ مذکور کا بندوبست سہ سالہ ہر چند بعد دریافت احوال ملک وُنکے از روے تحقیقات عمل مین آئیگا بس نیازمند کے نزدیک انسب یہ ہر کہ نوابصاحب ممدوح نقشۂ مجوزہ مذکور کو عمل مین منظور ہر معزی الیہ جسطرح سے جاری فرمایا ہر بخوبی جاری فرمایئے یا دوسرا نقشہ تجویز فرما کر میرے پاس بلا توقف بھیج دیجیے اور بر تقدیر اول صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطے گذارش تفصیل نقشۂ مذکور اور تصریح جمیع جزیات بلا توقف خدمت معزی الیہ مین وہ اہلکار جو بالفعل مقرر ہوے ہین اور حاضر دست ہین اور بر تقدیر ثانی مکلف خدمت ہوتا ہر کہ اپنا نقشۂ مجوزہ جسقدر کہ جلد ہو میرے پاس بھیج دیجیے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہر بہر صورت آرزو اور تمناے دلی نیازمند یہی ہر کہ بندوبست واسطے بہترین مصالح امور ریاست نواب صاحب ممدوح کے ایسا ضرور اور منظور ہر کہ باسترضاے کلی معزی الیہ اور مطابق شرائط مندرجۂ عہدنامہ یعنے اہلکاران سرکار عالی کے ذریعے سے حسن تمشیت قبول کرے اور ہرگز منظور نہین کہ اہالی سرکار کی نسبت باختیار نواب صاحب ممدوح اور تجویزمین امنا وغیرہ کارپردازان سرکار جنابعالی کی مداخلت کرین مگر عرض یہی حق اور اختیار ضرور رہی اونھین باقی رہیگا کہ جب عدم قابلیت کسی شخص معزز عہدہ کی نسبت بے سلیقگی یا اوسکی خیانت کے متحقق ہو وجود عدم صلاح اوسکے تقرر کا آپ کی خدمت مین اظہار کرین اور غرض نیازمند کی یہ ہر کہ حکومت و ریاست ممدوح شمول اعتبار و استحکام روسے ایام پر آشکارا اور جلوہ گر ہو جاے پس امر متعلق امناے محالات تجویز راے زرین نواب صاحب ممدوح کا نظر خلائق مین کھل جائیگا اور ہرگز موجب غلط فہمی لوگونکا اس باب مین نہوگا اور فحواے کلام نواب صاحب ممدوح سے معلوم ہوتا ہر کہ آپکی خواہش یہ ہر کہ تمامی ممالک محروسہ کو برخلاف نقشۂ مستاجری تعلق تحصیل مالی کرین اہالی اس سرکار کے اس باب مین اوس سے زیادہ صلاح دہی عمل مین نہین آئی تھی کس واسطے کہ انھون نے تجویز اور استقرار جزئیات نقشہ مجوزہ اس سرکار کو موقوف رکھا نواب سولے معظم الیہ پر باتفاق صاحب رزیڈنٹ بہادر پر رکھا تھا اوس عنوان سے جو ہر آئینہ موجب رضا اور خوشنودی آپ کی خاطر عاطر کا ہوگا

چنانچہ اوسکا ذکر مضامین خط نیاز مندسے جو موسومہ والد ماجد مغفور نواب صاحب ممدوح محررہ ۲۵ ماہ مارچ ۱۸۱۴ء مطابق ۲ شہر ربیع الاول ۱۲۲۹ ہجری تھا بالتخصیص عمل مین آیا ہی اور جس وضع سے اصلاح جزئیات نقشہ تحصیل مالی قرار باوے ہونا اوسکا ضرور اور ناگزیر ہی پس ہرگز کسی کے وہم و خیال مین بھی نہ آسکیگا کہ تقرر اوسکا آپکی تجویز سے نہین ہوا اور مداخلت دوسرے کی ہوئی ۔

خط جنابعالی اب نقشہ انتظام ملک موافق تجویز نواب صاحب ممدوح منظور رہا اور یہ اصلاح تمام ممالک محروسہ کی ہوئی پس ہر ضلع مین رہنا ضلعدار کا بمنزلہ کلکٹر کے ہی اس حیثیت اور حقیقت سے ہوکر عبرت اور اوسکی ہیبت سبب زمینداروں پرگنات اوس ضلع پر ہوکر در صورت تمرد تنبیہ و تدارک انکا اپنی جمعیت ہمراہی سے کرے یا بروقت ہر پرگنے مین فوج انگریزی کی تکلیف لازم ہو اگر عہدہ برائی اپنی جمعیت ہمراہی سے نکرسکے تو ناگزیر فوج انگریزی استمداد کرے پس اس صورت مین اجازت ہو کہ انتظام ہر ضلع کیواسطے بقدر ضرورت فوج نوکر رکھکر سرکوبی متمردون کی کرے ۔

جواب تجربہ ملک باصلاح ہر آینہ نقشہ مجوزہ اس سرکار کا جو خدمت والد مغفور نواب صاحب ممدوح نے لکھ بھیجا تھا موافق ہی لہذا سب طرف سے قبول و مستحسن آپ کی رائے سے ہوا اور ہونا ضلعدارون کا اس حیثیت سے جو شایان اونکی قدر و منزلت کے ہو بہت مناسب ہی لیکن نواب صاحب ممدوح کو ظاہر ہی کہ فوج جو سرکار عالی مین نوکر ہو مقدار اوسکی از روے عہدنامہ جو مقرر اور معین ہی یقین ہی کہ اوس سے بڑھ نجاے اور سہ بندی پیادون کی جس قدر کہ تحصیل مال کیواسطے مطلوب ہو البتہ ضلعداران مذکور نوکر رکھین گے اور فوج انگریزی ہمیشہ احکام واجبہ نواب صاحب ممدوح مین مستعد اور آمادہ رہیگی لیکن گفتگو جو بعض اوقات درباب ماموری فوج اس سرکار کی واسطے اعانت از تحصیل کے ہوئی بغاوت اور سرکشی زمینداران متمرد سے نسبت اپنے رئیس پر یعنے نواب صاحب ممدوح مطلق تعلق نہین رکھے کسواسطے کہ جو لوگ جادۂ اطاعت سرکار سے پانون بڑھائین تنبیہ و تدارک فوج مذکور پہ لازم ہی اور قید و شرط جو باب ماموری فوج مذکور مین ہوسے امداد و اعانت عامل مستاجری

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اونکی سے زمیندار اور رعایاے مظلوم جان سے تنگ ہوکر چارہ سواے معاملہ کے تعلق تھے اور اعانت اور امداد اون ظالمون کی مشرف ظلم دست درازی مین اونکی موجب بدنامی اور ہتک سرکار کی ہوتی اور ہمیشہ کمال شاق و ناگوار خاطر اعلی ممدوح کے ہوتا اور جو لوگ مرتکب ایسے حرکات کے ہونگے اونکی حمایت اور کمک ریاست سرکار سے ممکن نہین کہ عمل مین آئے لیکن جیسا از روے تقرر اور اجراے نقشہ مستحسان کو انتظار اسباب کا اعلی ممدوح سے حاصل ہوکہ طلب فوج جہت تقویت اور تائید احکام عمال و مستاجران ستم پیشہ کے زیادہ طلب عمل مین آئیگی اور نواب صاحب ممدوح یقین تصور فرمائین کہ فوج مذکور واسطے تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست واجبیہ موصی الیہ کیواسطے بلاتوقف تقدیم اعانت واقعی مین حاضر و مستعد ہوگی۔

سوال عدالت مین مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع مین ایک فاضل عملہ ضروری سے ضلعداران ضلع کے پاس رہیگا تا قضایاے ضلع اوسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہوا کرین اور کسیکو متخاصمین سے شک ہوگا رجوع عدالت لکھنؤ مین کرے کہ اپیل ہوگا اور اگر پھر شک ہوگا وہ فاضل تنقیح جو حاضر حضور رہینگے وہان رجوع کرے کہ بمنزلۂ صدر اپیل ہوگا۔

جواب ارادہ نواب صاحب ممدوح کا اب مقرر کرنے نقشۂ عدالت مین حسب سررشتہ معینہ اور قانون کے بہت مستحسن اور بجا متصور ہوا اور ازبسکہ یہ امر بہت نازک اور پوشیدہ ہے ممکن نہین کہ نیازمند اوس تفصیل اور تصریح مراتب اپنی راے پر اس خصوص مین بالفعل کرے لیکن جسوقت نواب صاحب ممدوح جزئیات نقشۂ مجوزہ اپنے سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو مفصلاً اطلاع دینگے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اوسوقت البتہ فائدے نقشۂ مذکور کے قیاس و تصور مین آسکینگے اور یہ مقدمہ وہ ہے کہ غالبًا نواب صاحب ممدوح اس باب مین خواہان استصلاح اور استصواب کے نیازمند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور بکمال صفاے باطن موافق اظہار اپنی راے کے کریگا اور یقین ہے کہ نواب صاحب ممدوح اظہار مزبور کو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر جو حسن دلائل سے معروف ہے اور تعلق خاطر نیازمند کو بہبود سرکار عالی مین تصور فرمائینگے اور یہ امر مزبور مقدمۂ پولس سے بھی متعلق ہے

نیازمند چاہتا ہی کہ اس تقریب سے اطلاع دہی اسباب کی بھی کرے کہ توجہ و استقامت معظم الیہ کا
تجویز فرمانے اوسکے نقشے مین جو مفید و موثر ہو ممالک محروسہ مین آپکے مصروف ہو چنانچہ صاحب
موصوف اسباب مین بگزارش جزئیات اوسکی عالی خدمت مین مستعد و آمادہ ہونگے اور اس ضمن مین
نیازمند بذکر صورت نقشہ حالیہ پولس مین متعلقہ محالات اس سرکار کے جو سرکار سامی سے ملحق ہین رجوع
کرتا ہی کہ باوجود عمل مین لانے اوس بندوبست کے جو باتفاق اعلی اس سرکار اور والد مغفور نواب صاحب
ممدوح کے قرار پایا تھا چور اور غارتگر ملک سرکار اگر محالات مذبور مین چوری غارتگری کی اور مال
مسروقہ پھر ملک سرکار عالی مین پناہ لیگئے نیازمند اس باب مین صاحب ممدوح کو ایا کریگا کہ خدمت
عالی مین گزارش کریں اور سپر متوجہ و مصروف ہون ۔

سوال اگر کوئی شخص اقربا اور متوسلین یا ملازمین یا رعایا یا مخلص سے آپکی حضور مین کلکتہ نالش کرے
اوس صورت مین تھوڑے سے بھی التفات اور شنوائی نالش سے موجب تخفیف اور سبکی مخلص کا ہی اور
باعث حوصلہ اور زونکا اور تصدیع آپکی امید کہ بجبر دا وسکے سننے کے بھی جواب ہو کر اپنے ملک مین جا کر
رجوع کرے اور در صورت اصرار بدرشتی بدر کیے جائین تا بوجہ وقار مخلص کا بحال رہے اور ابواب فساد
بند ہو جائین کہ یہان تین درجے عدالت کے مقرر ہوے ہین باوجود اسکے یہان سے جانا دلیل
خواہش بے واجبی ہی ۔

جواب نیازمند اقبال منظوری مین اسکے کچھ عذر و تامل نہ کرسکیگا مگر صرف حق مین اون لوگون کے
جو کفالت سرکار مین ہین ورایفاے قول و اقرار انکا لازم ہی ۔

سوال ازانجا کہ خیرات و مبرات موجب برکات و سرسبزی ریاست اور رضاے خالق اور نیکنامی
خلق اللہ ہی منظور ہوا جو عہد عمو صاحب قبلہ مرحوم مین معافی ہوتی تھی اور عہد والد مغفور
مین سنون سے مسدود ہی اوسمین تحقیقات کرکے جو قابل گذاشت ہو معاف کیجاے بلکہ
اپنی طرف سے خبرگیری مسکینون اور محتاجون اور ارباب علم و فضل و زہد و تقوی کیواسطے بقدر
کفاف سعین ہوگا تا فارغ البال ہو کر ازدیاد عمر و دولت کے بقا مین مشغول ہون آپ سے
اطلاع کی گئی ۔

جواب اس خصوص مین فحواے کلام نواب صاحب ممدوح سے مفہوم ہوتا ہی ہر آینہ مقصد آپکا

مقتضیات انصاف پروری و والاہمتی معظم الیہ سے متصور ہو حقیقت حال نیازمندان ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ نواب آصف الدولہ مرحوم نے اراضی واسطے مصارف بعضے لوگون کے تا خیرات و مبرات
مین دی تھی اور جب نواب صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا یقین ہی کہ اوس مرحوم کو حق خارج کرنے
اراضی مذکور کا تھا بس ضبط ہونا وجہ معاش روزینہ دارون کا البتہ جاے شکایت ہی اس صورت
مین واگذاشت اور بحال فرمانا نواب صاحب ممدوح کا سدرمق اونکی معاش کیواسطے موجب کمال
نیکنامی اور حق پروری جناب ممدوح کا ہوگا اور یہ امر کہ خبرگیری اور اعانت مسکینون اور محتاجون
وغیرہ ارباب استحقاق کی منظور نظر فیض منظہر ہی باعث ثواب و حسنات اور زیادتی نام و نشان
آپ کا ہوگا —

سوال جناب عمو صاحب اور والد ماجد مرحوم واسطے سیر شکار کے جب منظور ہوتا تھا تشریف
لیجاتے تھے مخلص بھی بدستور معمول بزرگان کے ارادہ کریگا اطلاعاً لکھا گیا کہ ناگوار خاطر شریف
اور موافق معمول فوج سرکاری بقدر احتیاج ساتھ ہو —

جواب اس باب مین نواب صاحب ممدوح کو سب طرحسے اختیار ہی اور فوج اس سرکار کی البتہ بطور
معمول آپکے ہمراہ حاضر رہیگی —

سوال جب نیازمند نے جواب مرقومۃ الصدر کے جو تعین خاطر تھے اونسے اطمینان
اور دلجمعی نوابصاحب ممدوح کی ہوئی ہوگی عمل مین لایا اب تذکرہ بعض امور کا جسکا اظہار
مافی الضمیر اپنے آپکی خدمت مین منظور ہی کرتا ہون خصوص حکیم مہدی علیخان مین گمان
نیازمند مین جو ناگزیر رویہ اور رفتار اور آداب خان مشار الیہ سے کیا از روے حالات
سابق اور کیا واردات اور واقعات سے جو بالفعل ظاہر ہوے آپ پر واضح ہین اگرچہ کیفیت
وجوہ قویہ بھی مدنظر صلاح و خیرخواہی سرکار مین مقتضی صلاح دہی اوسکی ہوئی کہ نوابصاحب
ممدوح نے جانا خان مشار الیہ کا دربار عالی سے اور روانہ ہونا ضلع علاقہ مین
اونکی اور کبھی لکھنؤ کو نہ پھرین حکم فرمایا عالی خدمت سے مخفی نہین ہی اور جسوقت نوابصاحب
ممدوح بصلاح دہی اہالی اس سرکار کے کماحقہ متوجہ اور مصروف ہوکر بامضاے صدق
محبت اور یکرنگی امر مذبور مین حق مشار الیہ مقرون اجابت فرمایئے تو نیازمند کو سوے اظہار

۴۰

اپنے اطمینان کے البتہ نواب صاحب ممدوح کو کسی طرحکا عذر وحیلہ مشار الیہ کا توقف وتاخیر
بجا آوری حکم مذبور مین جائز ومسموع نہوگا کوئی اور امر باقی نرہا۔

جواب مرزا رمضان علیخان نے وقت جلوس نواب صاحب ممدوح مسند ریاست پر نیک خدمت
نسبت ذات ستودہ صفات معظم الیہ کے بلکہ اس سرکار کے بھی اوسی طرح سے کی کہ بمبالغہ
اوسکی تشریح واثبات کے درجے کا اور اونکے استحقاق کا بذل تفضل وعنایات جناب معزی الیہ
مین احتیاج نہین ہے معہذا نیازمند نے حال مشار الیہ کو زمرۂ اون لوگون مین محسوب کیا جنھون نے
خدمت بزرگ نسبت سرکارین کی تھی اور شب ۲۴ ماہ نومبر سنہ حال مین سفارش مشار الیہ
کی عالی خدمت مین کی تھی یقین خاطر عاطر نواب صاحب ممدوح ہوگا کہ کسی طرحکی توقع خان مشار الیہ
کو جو غیر واجبی اور دور از قیاس ہو اہالی اس سرکار کو متصور نہوگا اور استدعا جو نیازمند نے علاوہ
شفقت اور عطوفت نواب صاحب ممدوح پر عہدہ کے خان مشار الیہ مین بوقت مسند نشینی آپکی
جسپر وہ مامور تھے چاہیے احیاناً اگر کسی اور کو اونکی خدمت پر مامور فرمائیگا تو وجہ مشاہرہ بالفعل
جو خان مشار الیہ پاتے ہین اور بدلے اون محاصل کے جو عہدہ ہاے مذبور مین پاتے تھے بحال و
برقرار رہے اور نیازمند خان مشار الیہ کو مستحق بذل انصاف اور فیاضی جناب ممدوح کا اوس
اندازے پر جو مذکور ہوا تصور کرتا ہے چنانچہ اسی واسطے دربارۂ مشار الیہ اعتماد کلی اسبات کا متصدع
اوقات خجستہ صفات ہوتا ہے کہ نیازمند جسطرح سے بصدق وخلوص سفارش خان مشار الیہ کرتا ہے آپ
بھی اسی طرح تصور فرماکے مقرون اجابت فرمائینگے۔

درباب تقرر اون اشخاص کے جو نواب صاحب ممدوح نے واسطے تمشیت امور مستمرہ اپنی
سرکار کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب نصیر الدین حیدر خان بہادر کی طرف سے اپنی نیابت مین
تعین فرمائے ہین جناب ممدوح بذریعہ استقرار اس نقشے کے البتہ محبت سے متوجہ جزئیات
ہوئے ہونگے تو سبکدوش ہونگے اور سوال وجواب بھی جمیع مقدمات متعلقہ صلاح دونون
سرکارون کے صاحب رزیڈنٹ بہادر سے مرتبہ سہولت اور آسانی اور بسبیل صفائی
و بے حجابی عمل مین آئیگی پس رجاے واثق ہے کہ اس نقشے سے راحت وآسایش فراوان بابرکات
نواب صاحب ممدوح کی اور سرور خیر و خوبی رونق و سرسبزی سرکار عالی زیادہ ہوگی اور جبتک

لوگ بزیور تقدیم لوازم دیانت و امانت مین اور خیرخواہی اپنے رئیس مین مصروف ہونگے سود و بہبود واقعی سرکار معظم الیہ کے ملحوظ اور نصب العین ہوگی اور ہر آئینہ اہالی اس سرکار کے اونھین مستحق توجہ تفقد و استحسان اور اعانت جانکر اوسکے ابدال مین ہرگز نصیب کسی رعایا اور ملازمان سرکار نواب صاحب ممدوح سے جنکا روئیہ د رفتار نوع دیگر ہو نہو سکے گا اور نواب صاحب ممدوح نے جو ملاقات کانپور مین اپنا کاغذ مطالب نیازمند کو دیکر پھیر لیا اوسے دور کرین گے لیکن بعض مقدمات جو اوسمین مندرج رہین آپکے مافی الضمیر کا دریافت کرنا موجب اطمینان خاطر جناب ممدوح ہوگا لہذا عندالملاحظہ کاغذ مذکور بعض مراتب جو خاطر نیازمند مین گذرے اور وہ کلمات جو باعث تسلی جناب معظم الیہ متصور رہین بالفعل قلم نیاز سے لکھا ہو اور اُمید قوی رکھتا ہو کہ اوسکے دریافت سے نواب صاحب ممدوح کو وجہ تازہ اطمینان اور دلجمعی کی صرف مصروفیت اس سرکار کے اہالی کی جہت لغمائے عزت و حرمت اور خیرخواہی معظم الیہ و متوجہی دل نہادی اس نیازمند کی بذات خود اور زیادتی اوس حاصل اور واصل کی ہوگی اور نیازمند بقلم یکجہتی لکھتا ہو کہ شک و شبہہ نہین اون مضامین عہدنامہ سرکار مین جو شرائط ازراہ حق و انصاف معرض بیان مین آئے تھے مقصود ہو کہ اختیار و قدرت نواب وزیر الممالک بہادر کا درمیان ملک مقبوضہ کے استقلال سے ہوگا اور قرارداد جو امر مداخلت اس سرکار کے بصلاح و مشورہ ہو نواب صاحب ممدوح کو بے واسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر کے استقرار پائے اوسنے ہرگز بنظر انصاف نہین ہوتا کہ دخل در آمد سرکار موصوف کا امور خانگی جناب معظم الیہ عمل مین آئیگا بس بہت دور ہو کہ حق نوکرون اور ملازمون اوس سرکار کے جسوقت کہ وہ اپنی رئیس سے تخالف اور انحراف کرین اور اپنے آقا کے مجبور کرنے مین امور سہل و رسمیہ مین دم مارین حمایت اور اعانت صریحہ اس سرکار سے ظاہر ہو حاشا و کلا اس قسم کی مداخلت کبھی کسی صورت سے منظور اہالی اس سرکار کے نہوگی اور نیازمند نے قبل اسکے صاف و صریح خدمت عالی مین کہلا بھیجا تھا کہ نیازمند بدل خواہان اسکا ہو کہ آپکو عزل و نصب ملازمان شاگرد پیشہ اپنی سرکار کا سب طرح سے اختیار رہے بلکہ نیازمند کو خوشی و مسرت اسکے دریافت سے ہوگی کہ جن لوگون کی طرف سے جناب ممدوح کو کسی وجہ سے

انعام

انقباض خاطر بہم پہونچے اونکو جواب دیونگا چنانچہ نیازمند نے اس بات کا اعادہ کرکے
بالفعل بذریعۂ تحریر مین کیا ہی اور خصوص بھائی اور اقربائے جناب ممدوح مین صورت حال اونکی سوائے
اوس حالت کے کہ جسمین کفالت وحمایت اہالی اس سرکار کی ہو صورت یہ ہی کہ سوائے سلے
صواب آرائے معظم الیہ کے دخل وتصرف کسی اور کا نہوگا اس باب مین نواب گورنر جنرل بہادر ہرگز
صاحب رزیڈنٹ بہادر سے از روئے اپنے عہد کے کوئی حرف وحکایت نکرینگے مگر ان دونون
حال مین جو صاحب موصوف سے بالتخصیص ایما اوس باب مین ہوا ہی یا آپ جنابعالی ترغیب خاطر سے
اقدام کرکے صاحب موصوف سے محرک سلسلۂ جنبانی ہون اور مراتب اطاعت اور انقیاد جو رئیس
بر وفق ضوابط وقواعد معمولۂ رؤسائے اسلام پر اپنے اہل خاندان کی طرف سے استحقاق اوسکا
رکھے البتہ ظہور اوسکا برادران اور اقربائے نواب صاحب ممدوح سے نسبت بذات جناب معظم الیہ
لازم وواجب ہی اور امکان نہین رکھتا کہ اہالی اس سرکار کے از روئے حق واجبی حمایت کسی کی
اونمین سے درباب عدول حکمی نسبت اونکے عمل مین لائین جنابعالی باوصف دعوئے واجبیۂ دست
اختیار کم وبیش کرنے درماہہ اپنے بھائیون کے جو لکھتے ہین کہ اونکا درماہہ کم نکرونگا ہر آئینہ یہ بات
شایان مروت اور علو ہمتی جناب ممدوح کی متصور ہی اور درباب سکوت درماہہ شمس الدولہ بہادر
کے مقام بنارس مین جو بندوبست اوسکا حسن تکمیل سے ہوا ہی موجب خوشنودی وخرسندی خاطر نیازمآثر
کے ہوا جو بر سبیل ادائے باقیات مشاہیرہ سابق نواب صاحب موصوف مین سوال ہو عند الملاقات
نیازمند جناب ممدوح سے بالمشافہہ تجویز پایا یعنے باقیات مزبور خزانۂ سرکار کمپنی سے بالفعل
دی جاتی ہی بعد اسکے جناب عالی اوس روپے کو سرکار موصوف مین عائد فرمائینگے اسپر باعث
خوشی کا ہوگا۔

خصوص مطالبۂ روپیہ مین جو نواب مغفرت مآب والد ماجد سے جنابعالی کے نواب شمس الدولہ
نواب نصیر الدولہ کو پہونچا تھا اگر جنابعالی صلاح وانصاف واستصواب استصلاح اوسکی فرمائین
تو نیازمند بالرائے اپنی اس باب مین گذارش کرسکیگا لیکن ایسے امر مین اپنی طرف سے ہرگز
سبقت رہنمائی مناسب نہین جانتا کسواسطے کہ یہ مقدمہ امور خانگی سرکار جنابعالی سے ہے اور
بادی النظر مین ظاہر ہی کہ اسکی تحقیقات کمال دشوار ہوگی کہ نواب مغفرت مآب نے

نواب صاحبون کو کونسا روپیہ وجہ مصارف سرکارین اور کونسا روپیہ بر سبیل امداد دیا تھا اور میرے تصور مین یہ آتا ہی کہ بالفرض تعداد اور مقدار روپی کی بھی جو تحقق ہو لیکن دستاویز جس سے امتیاز ان دونون کا ثابت ہو سکے موجود نہوگی اور بصورت صدق تصور نیازمند کے سوائے اپنے اقرار نواب صاحبون کے کوئی دلیل امکان نہین پس اگر جناب عالی اسطرح کرکسی طرح کی سختی اور درشتی سمجھی نجاے اور نواب صاحبان موصوف مشبہ جناب ممدوح اپنے حق مین اوس سے تصور نہ کرین صرف فرد حساب سے طلب فرمائین شاید یہی انسب ہو لیکن نیازمند جواس باب مین کہتا ہی یہ موقوف صحت احتمال پر ہی یعنے موجود نہونا دستاویزات کا سرشتہ مین ورنہ شاید قیاس نیازمند کا اوسمین نفس الامر نہو اور جناب عالی نے جو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر ارادہ اپنا باب عدم مطالبہ مبالغ مذکورہ نواب شمس الدولہ بہادر سے اظہار کیا یہ بات بمقتضاے حال اور وقت میرے نزدیک بجا و مستحسن ہی پس غالب کہ جناب عالی یہ سلوک مروت دربارۂ نواب نصیر الدولہ بہادر بھی بیشتر لازم و ضرور تصور فرمائینگے فقط —

درباب ملاقات بھائیون وغیرہ اہل خاندان نواب وزیر الممالک بہادر کے اگر رسم و آئین اوس خاندان عالیشان عظمت نشان کا یہی ہی کہ کوئی شخص ونمین سے بدون رضا اور خوشی نواب وزیر الممالک بہادر کے نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات نہ کرے نواب گورنر جنرل بہادر بھی ہرگز تخلف اس امر سے متصور نکرینگے —

درخصوص بحال رکھنے ملازمان نواب مغفور بدستور بشرط حاضر باشی ورود لتخواہی کے اونکے اس سے زیادہ بالاتر مرتبہ مستلزمات علو ہمتی و عالی مروتی سے تصور نہین ہی —

اور درباب تعداد اور اونکی صنف کے خود جناب عالی کو اختیار ہی چنانچہ نیازمند اس خصوص مین اقرار اسبات کا کہ آگے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کسی طرح کی مداخلت امور خانہ ملازمان اور شاگرد پیشہ کی اہالی اس سرکار کے طرف سے عمل مین نہ آئیگی اور خصوص چوکی اور پہرے فوج انگریزی کے جو بالفعل دولتسرا اور خزانہ وغیرہ پہ مامور ہی یہ امر مرضی مبارک جناب عالی پر موقوف ہی جسوقت چاہین حکم فرمائین کہ لوگ سرکار عالی کے اونکی جگہ معین ہون —

امور متعلقہ محلات اہل خاندان جنابعالی کہ بندوبست سے بیشتر کفالت وحمایت اس سرکار
مین آئے ہین یہان حکم خارج آپر منشی ہے اور سواے اسکے اونکے حق مین مداخلت اعلی سرکار ممدوح سے
متصور ہو گی اور جو کچھ کہ موجب ازدیاد عزت اور مرتبت اور رفاہ اور فلاح جناب عالی کے ہو
نیازمند کو بدل منظور اور خواہان ہے اور اگر مساعی نیازمند اس باب مین مشکور نہو تو اس جہت سے ہو گی
کہ نیازمند اسپر اطلاع اور آگاہی حاصل نکر سکیگا کہ کونسے امر مین ناخوشی اور انقباض خاطر مبارک ہے اور
کس امر مین موجب بیکلی اپنی کا تصور فرماتے ہین —

باب ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر مین از بسکہ اوائل مسند نشینی جناب ممدوح مین ہجوم اور
رجوع سرکار عالی مین زیادہ تھا البتہ عرض گزارش صاحب موصوف اوسوقت بہ نسبت اورا وقات
کے ضرور اور ناگزیر تھی اور بالفعل کہ وہ ضرورت باقی نہین رسم ملاقات اور آمد و شد صاحب موصوف
کی البتہ بدستور سابق جاری ہو گی یعنی جسوقت صاحب موصوف کو احتیاج گزارش ہو گی آپ سے
کہلا بھیجینگے کہ جہت شرفیابی تعین وقت سے اطلاع دین اور جسوقت جناب عالی کو منظور ہو گا
بالمشافہہ صاحب موصوف سے اطلاع فرمائینگے اور ملاقات اہلکاران جنابعالی کی صاحب موصوف
سے البتہ اکثر اوقات ضرور ہو گی اور رسم و طریق اونکا بہ طورکہ اجراے امور آگے بسہولت اور انتظام
اور بلا تکلف اور تضییع اوقات طرفین ہوتا تھا قرار پائیگا اور اعلی سرکار عالی کو سب طرح سے
یہ بات منظور ہے کہ مسند نشینی ملک اودھ اولاد نوابصاحب ممدوح کی بر سبیل وزارت لاکلام بحال و
برقرار رہے اور درصورتیکہ جنابعالی سررشتہ جانشینی سے جسطرح شرع شریف اور رسم و ضابطہ
مروجہ ملک بھی ہے نیازمند کو اطلاع دینگے البتہ اعلی اس سرکار کے تکفل سلسلۂ جانشینی مذکور مین
مستعد اور حاضر ہونگے —

الغرض نیازمند مکرر جناب ممدوح مین یہی التماس رکھتا ہے کہ جناب عالی طرف حق پرستی و
وفاشعاری و صدق محبت اور دوستی اعلی اس سرکار سے اور اونکا مصروف ہونا سود و بہبود
و خیر و خوبی واقعی سرکار عالی مین سب طرح سے معین رہین اور یہ بھی ملتمس ہوتا ہے کہ
اسی طرح شہامت و عوالی مرتبت عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ
سے بھی اعتماد و اطمینان رکھین اس واسطے کہ صاحب ممدوح من کل الوجوہ محل اعتماد نیازمند ہے

اور جب کام اُنکا موافق منشاء الطامر قوم الصدق کے جاری ہوگا امید ہے کہ جناب عالی بھی صاحب صوف کو
دوست واقعی اپنا جانینگے اور یقین کلی ہے کہ صاحب صوف سے کبھی دولتخواہی اور خیر اندیشی کے کوئی حرف
خلاف صلاح عمل مین نہ آئیگا اور سب مہمات اور امور مشکلہ مین اصلاح اور استمداد صاحب صوف سے فرمائینگے
۱۲- نومبر ۱۸۱۴ع مطابق ۲۸- ذیقعدہ ۱۲۲۹ ہجری لکھا گیا -

معلوم ہو ناظرین کتاب کو کہ نظر بآشوب انقلاب زمانہ جو اس سلطنت مین ہوے محض عبرت الناظرین
سمجھکر عہدنامجات وغیرہ مندرج کتاب ہوے کہ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے دگر نہ ع امور مملکت
خویش خسروان دانند + یہ بھی سچ ہے -

نواب معتمد الدولہ کا قید ہونا یعنی خانہ نشین ہونا پھر ترقی جاہ ناپائدار مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان وغیرہ اور سوانح شہر

نواب معتمد الدولہ بہادر ۱۲۳۰ ہجری نو مہینے تک امور نیابت اپنے طور پر کرتے رہے اس
عرصے مین جب نواب گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انتظام کلی مہمات دکن و اضلاع غربی سے اطمینان
کلی بکمال نیکنامی سے مراجعت فرمائی فرخ آباد مین نزول اجلال فرمایا اور منتظر آمد برسات رہے
کس واسطے کہ ادن دنون آمد و رفت کلکتہ موقوف بسواری بجرہ و بنیس و کشتی تھی تین مہینے کے
عرصے مین در دو کانپور ہوتا تھا لاکھا روپیہ کرایہ کا صرف ہوتا تھا درستی ریل نہوئی تھی اور کس خوبی
سے انتظام دکن ہوا کہ سب شکر گذار ہوے ایک کا خون ناحق نہوا چنانچہ نواب امیر خان جو مدت
عمر تک ہندوستان کی خاک چھانتے پھرتے رہے ایک دن چین سے نہ سوئے ۳۲ لاکھ کا ملک
ٹونک عنایت فرمایا کہ اب آرام تمام سمجھکر پاؤن دکھایا کرو ہولکر کو اونہین ملک وسی قدر دیا کریم خان
پنڈارہ وغیرہ کو گورکھپور مین شاید ۱۲ ہزار روپیہ سال کی جاگیر عطا دیہ بیباے ہندوستان تھا اور رعایاے
ملک غربی و دکن کے سب شکر گذار سرکار ہوے -

جناب عالی نے بھی بکمال خصوصیت بوجوہ چند اپنا جانا مناسب نہ جانا مرشد زادۂ آفاق
مرزا نصیر الدین خان بہادر کو مع نواب معتمد الدولہ بہادر و ارکان دولت وغیرہ جلوس احتشام سے
روانہ فرخ آباد کیا تو اب گورنر جنرل بہادر نے نوازش مہمانداری بمقتضاے محبت و کمال شفقت دلی سے فرمائی

متعلقہ صفحہ ۲۲۰ جلد اول

مرزا حاجی صاحب

Mirza Haji sahib

مرزا جعفر صاحب
Murza Juffer Sahib

اس عرصے مین حریف و خلاف جو منتظر ایسے وقت کے اپنی گھات مین بیٹھے تھے نواب کا کام تمام کیا یعنی معروضات جا و بیجا گوش گذار خاطر جناب عالی کرنا شروع کیا چنانچہ منشی محمد بخش صاحب صاحب اخبار جو سراسر خلاف نواب تھا متواتر پرچہ اخبار حضور مین گذرانے جنمین کسی طرح کا شک باقی نرہا اور بادشاہ بیگم صاحبہ خاص سنے حال مرشدزادۂ آفاق جو میان راہ سے بے اعتنائی و عدم توجہی نواب از راہ حماقت و ناعاقبت اندیشی مقربان و ملازمان خاص نواب سے سرزد ہوئی جناب عالی سے بتصریح تمام شکایت کی قصہ کوتاہ جب نواب شرفیاب ملازمت ہوے اشد عتاب سے اپنے گھر مین قید ہوے حسن علی کپتان کی کمپنی تلنگہ متعین ہوئین شہر مین دفعۃً ہنگامہ مہاجن او رقرضخواہان کا گرم ہوا متواتر عرائض نالش و استغاثہ ظلم و تعدی نواب کی اور اونکے متوسلین کی حضور مین گذرانی اور بیت سے عرائض معرفت میر خدا بخش کارندہ محمد آفرین علیخان کی گذرے اور جو لوگ سراسر خلاف نواب سے ہوگئے تھے خوب تیز و تند ہون ہرچین لگا کر بھڑکا دیا مزین و تخنا خاص ہوے کہ اسباب نواب کا ضبط کر کے نیلام کرو جس جس کا قرضہ ہو ادا کردو اس مطلبے اور نیلام مین میر خدا بخش شریک ہے محمد آفرین علیخان نے اپنی فہم و فراست سے انھین منع کیا تھا کہ تمھین ایسے مقدمے مین شریک ہونا نچاہیے تھا مبادا پھر اونکے واسطے ثروت ہو بڑے آدمیون کے مزاج کا کچھ اعتبار رہی چنانچہ یہی کلام میان کا دوبارہ ثروت نواب مین ظاہر ہوا بہر صورت دربار جناب عالی مین نواب محمد آفرین علیخان اور قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی کا پھر دورہ لامعنی ہوا —

جب فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر بکمال حسرت و ناکامی دنیا سے مرگئے جناب عالی سنے مرزا حاجی کو طلب فرمایا اور خاطر مبارک مین ابھی تک کچھ اثر حقوق حسن خدمت و قدامت باقی تھا بالکل محو نہو گیا تھا از راہ رحم دلی و کمال شفقت و عطوفت سے خلعت ماتم پرسی عنایت کیا اور فرمایا مین تمھارا باپ تو جیتا ہون دو شالہ رومال حسب معمول ملا پھر وہی مصاحبت خاص حاصل ہوئی صبح کو چار گھڑی دن چڑھے جاتے تھے چار گھڑی رات گئے گھر آتے تھے متلاشی اور بیکا روزگار روا لوگ نے ہر طرف سے ہجوم کیا —

چند روز تک فیمابین مرزا حاجی و محمد آفرین علی خان جیسا چاہیے صفائی نہ ہوئی بعد عہد و میثاق جیسا دستور امرا اور اہل دنیا کا ہے موافقت کلی ہوگئی اور دونون معروف

مہمات ملکی ومالی ہوے ممالک محروسہ کے دو ٹکڑے کیے سواے نظامت خیرآباد منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان جسمین انکا دخل وتصرف نہوسکا مگر میر حسن مسیح بطور وکالت مرزا حاجی کے پاس بخلوت آیا کرتے تھے اونہون نے بھی اپنی حکمت عملی سے موافقت ظاہری کی تھی کہ واشتہ آید بکار سمجھکر صاحب فہم تھے راجہ دیاکرشن دیوان تھے بسبب موافقت نواب معتمد الدولہ کے اپنے عہدیسے موقوف ہوکر اپنے گھر مین مقید ہوے بجاے اونکے امید راے دیوان ہوے بھوانی پرشاد بجاے راے مجلس راے بخشی مقرر ہوے —

منشی الملوک راجہ رتن سنگہ ناظم نظامت بیسواڑہ ہوے تھے اس جہت سے کہ داماد راجہ دیاکرشن کے تھے مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے اوس نظامت مین منصوب ہوے میر غلام حسین چکلہ دار نظامت سلطانپور جیٹ خفگی مرگئے مرزا محسن دوسرے بھائی مرزا حاجی کے وہان منصوب ہوے اور علاقہ سلون کا تعلقہ مرزا محمد بڑے بیٹے مرزا حاجی کو ملا جناب عالی نے بمشتر دلی یہ نظامتین انھین عنایت فرمائین ہر چند مرزا حاجی کو پہلے تامل تھا کسواسطے کہ اسکا فائدہ نفع جو کچھ ہوگا بھائیون کو ہوگا اوسے نہ مین مروت سے اونسے لونگا اور نہ وہ از خود مجھے دینگے مگر البتہ اوسکے مواخذے مین دھرا جاؤنگا اور وہ روپیہ بھی مجھے گھر سے دینا پڑیگا بلکہ احتمال اس خوف کا ہے کہ مزاج جناب عالی اس حال عنایت پر نرہے اودھر بھائیون نے تنگ کیا تھا لطعن کہ اگر اس قرب منزلت حضوری پر ہمارے کام نہ آئیگا تو پھر کب کام آئیگا اودھر جناب عالی کے اصرار سے مطمئین تھے خلاصہ آخر انجام کار وہی ہوا جو خود سمجھے تھے —

اس عرصے مین اسباب امارت جیسا چاہیے سب ٹھکے جمع ہوگئے مرزا حسن رضا خان انکے [illegible]ون کا اصطبل بابین انکے امام باڑہ نو تعمیر اور حویلی کے تھا اوسے باجازت سرکار لیکر محلسراے عالیشان موافق اپنی امارت کے بنوائی بائیس ہاتھی دو سو گھوڑے بہت خوب ہوگئے ایکدن جناب عالی کی ضیافت اپنے گھر مین کی جناب عالی تشریف لائے باہر امام باڑے کے بڑے کمرے پر چاے پانی ہوا اوسکے بعد اپنے گھر مین لے گئے سب بیبیان اور بہوؤن نے نذر دی خلعت پائے پھر ایکدن اپنے باغ جو قریب کربلا تھا اوسمین ضیافت کی اوسدن جناب عالی نے یکمال سرپرستی مندیل اپنے سر مبارک کی جو تازہ ایجاد فرمائی تھی عنایت فرمائی اوسے سر پر تیفاخر

سے کہے سرچوک عام وخاص کو اپنا قرب منزلت دکھاتے ہوے گھر آئے باغ کے واسطے زمین وسیع جانب جنوب باجازت حضور بڑھائی نسبت زمان سابق دو چند وسعت ہوگئی اور اوسے بہت آراستہ کیا کر لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تھے مگر مرزا حاجی نے سوا اوس دن کے پھر کبھی مندیل سر پر نہ رکھی تبرک سمجھا جس طرح اس زمانے مین وہ مندیل مخصوص وردی وزیر اعظم ہوگئی۔

جب جنابعالی کانپور واسطے ملاقات نواب گورنر جنرل لارڈ ہسٹینگ صاحب بہادر کے تشریف فرما ہوے تھے نواب مبارک محل صاحبہ جو بیٹی کرنل عیش صاحب کی تھین ساتھ آئے تھے دوسرا محل خاص مقابل بادشاہ بیگم صاحبہ کیا تھا انکا اہتمام بھی مرزا حاجی کے سپرد فرمایا تھا پہلے خطاب رنگ محل و دو ہزار روپیہ کا درماہہ مقرر تھا اور بہت سی اسامیان انھین کے ماتحت کر دی تھین اور انداہ وفور تعشق اکثر مجرے مین یا گاڑی مین جنابعالی کے ہم پہلو ہوتی تھین۔

غرض بہر حال زمانۂ مستعار مین دونون رکن رکین ریاست سے بہت موافق ہوا نخوت و غرور بیجا اس خاندان کا از حد بڑھا ایسے سب جانتے ہین مصنف نے اپنی خودرائی سے نہین لکھا ع شہد شاخ پر میوہ سر بر زمین + ایسے بھی سب جانتے ہین اکثر توسلین و مشیران خاص نواب معتمد الدولہ نے اپنے خوف عزت و جان سے مجبوری صنعت منافقی اختیار کی محمد آفرین علیخان کی مدار المہامی جمیع کاروبار محول و اختیار میر خدا بخش ساکن اودھ کے تھے کسو واسطے کہ بجاے فرزندون کے میان نے پرورش کیا تھا انھین اپنے مذہب تشیع کا ازراہ جہالت کمال غلو ہوا اکثر امور ابداعی اپنی شروت مین کیے جو صاحبان فہم اور علماے دین بھی اوسے اچھا نہ سمجھے بلکہ نامناسب شریعت غراے احمدی جانا۔

میر حسن علی لندنی بیٹے میر حاجی شاہ ملازم و پیش نماز محمد الماس علیخان کے پریشان ہو کر لندن گئے تھے بارہ برس تک وہان رہے صاحبون کو پڑھایا کرتے تھے اتفاقاً ایک بی بی ولایتی کو اپنی بی بی کر لائے تھے جناب عالی ازراہ قدر شناسی مشتاق ایسے سیاح اور صاحب کمال تازہ وارد کے رہتے تھے اسی بی بی کی بہت بسفارش صاحب رزیڈنٹ ملازم ہوے تین سو روپیہ درماہہ مقرر ہوا اون دنون کسی کا لندن

جانا اور پھر وہان سے جیتا پھرنا بہت تعجب تھا انکی بی بی بادشاہ بیگم صاحبہ کے محل مین بھی جاتی تھی وہان سے بھی بہت کچھ حاصل ہوتا تھا فارس صاحب جو اسکول لکھنؤ مین ہوے تھے کہتے تھے انکا عقد عیسوی میرے سامنے گرجہ لندن مین ہوا تھا اور اُس بی بی کو نہ معلوم تھا کہ میر صاحب مجرد ہین بی بی نہین رکھتے جب لکھنؤ مین آئی بعد کئی مہینے کے اوسپر کھلا کہ انکی بی بی بھی ہے برخاستہ ہوکر کیش صاحب رزیڈنٹ کی بی بی کے ساتھ ولایت گئی وہان اسکول کیا کتاب احوال رسمیات وغیرہ حالات لکھنؤ کی لکھکر دو جلد طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئی میر صاحب کو بھی تا حین حیات سو روپے کا پنشن ملتا رہا کئی دفعہ داروغہ رزیڈنٹی ہوے پھر حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین سفیر شاہی بھی ہوے آخر مرض فالج سے شہر شوال ۱۲۵۲ ہجری مطابق ۱۸۳۶ء انتقال کیا بی بی نے ولایت مین انتقال کیا۔

مرزا غلام حسین خان کربلائی چالیس برس تک عتبات عالیات مین مجاور رہے ہندوستان مین آئے فرہی مین ہوے انکے سگے بھائی مرزا محمد تقی خان مشہور باپ نواب خورد محل کے نواب معتمد الدولہ کی شروت سنکر دونون بھائی مرشدآباد سے آئے نواب بہت عزت سے پیش آئے اور چاہا کہ خدمت عالیہ پر مامور کرین مگر مرزا محمد تقی خان بمقتضاے غیرت ہندوستان نہ لی پھر کر مرشدآباد چلے گئے مرزا غلام حسین خان رہگئے مقرب خاص جناب عالی کے ہوے عدالت دیوانی فوجداری پر مامور ہوے اس جہت سے کہ مرشدآباد مین بھی عدالت نظامت نواب پر مقرر تھے نواب محمد ناصر خان جو کئی برس سے داروغہ عدالت تھے موقوف ہوے مرزا غلام حسین خان تصویر بھی خوب کھینچتے تھے۔

مفتی محمد خلیل الدین خان ساکن قصبہ کاکوری مفتی عدالت کانپور تھے جناب عالی نے قدرشناسی سے صاحب کمال عالی خاندان ذی عزت سمجھکر اپنا ملازم کیا تھا اور نوکری سرکار سے استعفا دلوا دیا تھا حاضر حضور رہتے تھے۔

اشرف الدولہ رمضان علیخان کو چند روز تک خدمت دیوانخانہ بدستور رہی بسفارش نواب گورنر جنرل و کرنل بیلی صاحب نظامت بیسواڑہ بھی اونھین دی جب بیلی صاحب

روانہ ولایت ہوے خدمت دیوانخانہ سے موقوف ہوے اور انتظام الدولہ مظفر علی خان مامور ہوے —

میر ابوالقاسم خان بیٹے میر مدّن سپہ سالار فوج نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ مصاحب مقرب جنت آرامگاہ کا تقرب زیادہ ہوا کسواسطے کہ انکی طرف سے کسیطرحکا شبہہ کسیکو نہوا تھا —

بہت سے اہل ولایت مغل بمعرفت رمضان علیخان ملازم ہوے تھے اگرچہ یکسر کا احوال اظہر من الشمس تھا بعد چند روز کے انھین ملازم فرقۂ جدید سے ایک مغل نے اپنی جورو کو مارڈالا اور اوسی طرح دست بشمشیر در دولت پر بیوقت دربار حاضر ہوا چاہتا تھا کہ روبرو جنابعالی کے چلا جاؤن دربان نے روکا خبر ہوئی جنابعالی نے برہم ہوکر سبکو برطرف کردیا فقط مرزا محمد خان نصیبی شاعر ساکن کرمانشاہان بدستور ملازم رہے اونھون نے جنت مکان کے عہد سلطنت مین انتقال کیا اپنی ولایت مین کسیکا خون کر کے آئے تھے اس جہت سے پھر نہ جاسکے یہان ہندوستانی بی بی کی تھی اولاد بھی اوس سے ہوئی تھی —

قطع نظر او تعیش عیش دنیا کے جنابعالی نے تماشاے بسنت کہ اسکے پیشتر اس تکلف و انتظام خاص سے نہوا تھا بناے تعمیر موتی محل و شاہ منزل خاص کمرہ کنار دریا اور بہت سی عمارات پسندیدہ جسکی تفصیل مین لکھا سو روپیہ صرف ہوا آتشیم انجن اور نہر میان کوٹھی فرح بخش اور بارہ دری اوسی سے پانی نہر مین آتا تھا اور باغ مین جاتا تھا سولہ گھوڑے کی قوت اس انجن مین تھی —

انتقال بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی

۲۵- محرم روز پنجشنبہ وقت زوال شمسی ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۶ء نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی مادر گرامی نواب آصف الدولہ بہادر نے انتقال کیا موافق اونکی وصیت کے ہر امر کی تعمیل ہوئی جسطرح تصریح اسکا بیان ہو چکا ہے جناب عالی نے ضبطی مال متروکہ کے واسطے مرشدزادۂ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خان کو مع نواب وشن الدولہ اور راجہ بختاور سنگہ روانہ کیا چنانچہ ایک کرور روپیہ رکابی فی ۱۴ اربع صندوقچہ جو اہرات رسمی حریفون سے بچ رہے تھے اور باقی اسباب بارتا ہری ہاتھ آیا اور جس خزانے کا

خاص و عام کو شبہہ تھا اوسمین سے کچھ نہ ملا فقط دھوکا تھا جنابعالی اسی قدر کو غنیمت سمجھے کس واسطے کہ سب مقدمات پیشتر اسکے طی ہوچکے تھے اور کسی سے پرخاش بھی کسی حیلے سے منظور نہ تھی ہان اگر جنت آرامگاہ کا زمانہ ہوتا تو غالب ہے سب کو لینے کے دینے پڑتے میر کلو مرحوم کہتے تھے کہ ایک سپاہی ملازم قدیم ایک گڑھیا سے مٹی کھودنے گیا تھا ایک چبوترہ نکلا اوسمین سے کئی لاکھ روپیہ نکلا تھا اوسکو ہزار روپیہ انعام دیا اور بیس روپے کا درماہہ مقرر کردیا تھا۔

بعد اسکے مرزا محمد تقی خان مرزا حیدر مع اپنے صاحبزادون کے مرزا محمد نصیر خان نواب اصغر علیخان اور جتنے اُمرا و اقربا ے جناب مرحومہ تھے دل مین سب متمنی لکھنؤ آنے کے اور رہنے کے تھے سب آئے شرف ملازمت حاصل کیا ہر صبح وقت دربار چاے پانی آتے تھے زمرۂ کرسی نشینان مین تھے نواب ناظر محمد داراب علیخان نے مرزا محمد تقی خان سے بمنت او رتہ دل سے عرض کیا کہ اگر آپ سب صاحب یہان تشریف رکھینگے مین سبکی غلامی مین حاضر رہونگا اور سرکار مرحومہ بھی بنی رہیگی اور آپ کا مرتبہ نوابی بھی یہان باعزت رہیگا کسی نے نہ سُنا اور نمانا لکھنؤ مین آکر لہو و لعب مرغ بازی بٹیربازی کبوتر بازی تپنگ بازی مین مشغول ہوے لکھا روپیہ شرط و شروط مین صرف کیا البتہ بظاہر موجب مزید آبادی لکھنؤ ہوگیا آخر انجام کو نواب معتمد الدولہ کی جہت سے جو پیش آیا سب جانتے ہین ملک چھپراٹ و سلون ۱۵ لاکھ کا جو جاگیر مرحومہ تھی محسوب مالک محروسہ جنابعالی ہوا گونڈہ وغیرہ جسمین تنخواہ ضمانت خاص محل اقربا و متوسلین مرحومہ تھی بدستور و بحال ہے۔

کئی برس کے بعد داراب علیخان نے انتقال کیا اونکی ضبطی تھوڑی بہت داخل سرکار ہوئی مگر اونھون نے اپنے حین حیات اپنے رفقاے قدیم پر اپنا متروکہ تقسیم کردیا تھا چنانچہ میر اکبر علی مقبل شاعر کو جنکے پاس اونکا توشہخانہ تھا تین لاکھ روپیہ دے دیا تھا وہ حین حیات تک گھر سے باہر نکلے مطمئن تھے اور اسی طرح ہر ایک کو دیا کوڑہ جو رہگیا تھا سرکار مین آیا جب داراب علی خان لکھنؤ آئے تھے وقت دربار چاے پانی آتے تھے جنابعالی اونکے آنے کی خبر سُنکر برخاست کردیتے تھے۔

داراب علیخان

اکبر علیخان بڑے بیٹے نواب امیر الدولہ کے اپنے بھائی حسین علیخان کے نفاق سے بعلت محاسبہ
ترکۂ پدری ایک مدت سے دولتخانہ مین قید تھے شرفیاب ملازمت ہوکر دربار مین رتبۂ دوم کرسی
نشینون مین آتے تھے یعنے اول وہ مخصوص تھے جو بلا قید حاضر ہوکر کرسی نشین ہوتے تھے
بعد اسکے یہ درجۂ دوم کے لوگ جاکر بیٹھتے تھے حسین علیخان بھی دربار مین آتے تھے چند
روز تک اپنی فضول خرچی اور اسراف بیجا سے پریشان حال رہتے تھے باپ کی املاک
بارہ دری وغیرہ کی انیٹین بیچکر بسر اوقات کرتے رہے تھے منشی علی نقی خان میر منشی اور کرنل بیلی
صاحب کی بڑی دوا دوش سے سرکار جناب عالی سے دو ہزار روپیہ درماہہ مقرر ہوا پانسو
اوسمین سے اور اولاد و ازواج امیر الدولہ کیواسطے پندرہ سو انکی ذات خاص کیواسطے سولے
اکبر علیخان کے مقرر ہوے پھر سرکار سے انکے واسطے بھی مواجب مقرر ہوا اگرچہ گمان متروکۂ
پدری کا سبکو تھا اور فی الحقیقة انھین کے قبضہ و تصرف مین رہا مگر نہ خود صرف کیا امین سے
طریق امانت رکھا اور پھر جہان بامانت رکھوایا نشان نہ ملا کسکی قسمت کا تھا اہل دربار و خود
جناب عالی کو بہت اعتماد اپر رہا کہ کس باپ کے بیٹے ہین بڑے منتظم و خود راے صاحب فہم ہونگے
اسی خیال سے ہر سلطنت مین پوچھے گئے مگر بے نصیب ہے سبکو معلوم ہوا کہ یہ عالم بے عمل ہین اور
بے نصیب مگر پابند شرع و ثقہ تھے وہ اپنے واسطے تھا چنانچہ عہد دولت حضرت جنت مکان مین
پیشدست نواب یمین الدولہ ہوے پہلی نیابت مین اونکے بعد کئی مہینے کے محلسرلے وزارت مین
انتقال کیا باقر علیخان اصغر علیخان وغیرہ اونکے بیٹے تھے انمین سے کوئی نامور نہوا اب سب نے
انتقال کیا۔

اوقات دربار جناب عالی تا مدت وزارت

کئی برس تک جب تک وزارت رہی ضبط اوقات و انتظام دربار اس صورت سے رہا
کہ موافق معمول جنت آرامگاہ ہر صبح جناب عالی سوار ہوتے تھے مرشد زادۂ آفاق
مرزا نصیر الدین حیدر خان نواب محسن الدولہ نواسے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان چھوٹے
بھائی جناب عالی کے کہ یہ تینون ہمسن تھے اور چار پانچ صاحبان عالیشان صاحب

مثل کیورس صاحب ہوم صاحب بصور ڈاکٹر ہنگلوڈ صاحب وغیرہ جنکی تنخواہ تین ہزار اور دو ہزار سے
کم نہ تھی اور کوٹھیان سرکاری رہنے کو اور شرف الدولہ مرزا محمد عباس بڑے بھائی
نواب روشن الدولہ کے اور اردلی محمد غلامی کریم بیگ راجہ بختاور سنگہ راجہ شیو دین سنگہ تا دلکشا
یا اکثر بار دریا کے گاڑی یا ہاتھی پر سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم بعد دو ساعت کے مراجعت
کرکے داخل کمرۂ فرح بخش ہوتے تھے کنار نہر باندا انگریزی کی سلامی ہوتی تھی جب بیٹھ چکتے تھے
پہلے تینون صاحبزادے مذکور پھر بھائی نواب نصیر الدولہ کاظم علیخان جعفر علی خان
حسین علی خان مہدی علی خان کلب علیخان وغیرہ اپنی کرسی کے پاس کھڑے ہوئے
جب اشارہ ابرو ہوا سلام کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبان عالیشان پیش رو اوسکے
بعد امرا حاضر ہوکر سلام کرکے جانب چپ بیٹھ جاتے تھے پشت پر حقہ پیچوان اور دو چنور بردار
مورچھل ہلاتے تھے پہلوے چپ مین ڈاکٹر ہنگلوڈ صاحب جنسے فارسی مین گفتگو ہوتی تھی ایک
گوشہ کمرہ مین ایک انگریز تپائی پر بیٹھکر مشک زیر بغل ہاتھ مین لے لیکر بجاتا تھا یہ آواز
بھی قابل سننے کے ہوتی تھی اور کبھی اوسی گوشے مین رجب علی فضل علی قوال
خیال گاتے تھے اور کبھی سہڑو بائی جو دکن سے آکر پانسو روپیہ ماہواری کی ملازم ہوئی تھی
صبح کے وقت نسیم سحر کے ساتھ اوسکا گانا + ای نسیم سحر آرام گہ یار کجا ست + سبکو حالت
محویت ہوجاتی تھی روبروے جناب عالی ایک آئینہ وسط میز پر رکھا جاتا تھا اوسپر ایک جھاڑ
جسکے ہر پیالے مین مسالہ دھنیا الایچی وغیرہ خوشنمائی کے واسطے رکھا جاتا تھا اور اوس آئینہ
دور میز کے کھانے پینے آپسمین بات کرنے کا احوال جناب عالی سب کا ملاحظہ فرماتے تھے
گلدستہ بوقلمون میز پر لگائے جاتے تھے اطعمۂ لذیذۂ ہندوستانی انگریزی ہر قسم کے رکھے
جاتے تھے باہر بارہ دری مین باندا انگریزی بجتا تھا بعد اسکے مجرائی جو باہر لال پردے کے
زین پوش پر اپنے بیٹھے تھے طلب ہوئے دو دو ایک ایک باری باری سامنے جاکر سلام
کرتا تھا جناب عالی کبھی ہاتھ سے کبھی مہنال حقہ سے سلام لیتے تھے کبھی انتظام الدولہ
کبھی انجم الدولہ یا راے امرت لال عرض بیگی یا شیخ فتح علی یہ بھی عرض بیگی تھے سلام کرواتے
تھے دس بجے یہ دربار برخاست ہوتا تھا جناب عالی داخل محلسرا ہوئے یہ سب رخصت ہوکر

اپنے گھر آئے نواب اصغر علیخان برابر انگریزون کے روبرو بیٹھتے تھے اور کبھی نواب قاسم علیخان
پہلوے جناب عالی مین بیٹھتے اور یہ دونون صاحب باری باری کچھ ذکر اس خوش زبانی سے
کرتے تھے کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا تھا دریا مین دونون کنارے بجرے پنس چھوٹے بڑے
اپنی اپنی آراستگی سے نشان سُرخ سُنہری روپہلی کھلے ہوے مانجھی ہر ایک پر وردی بانات
پہنے طیار رہتے تھے اور آراستگی خاص کمرے کی گرد تصاویر گورنران سابق و حال اور صاحبان
کونسل جنکے فریم طلا و مُرصع کار تھے نصب اور جھاڑ سفید الماس تراش اپنے مقام موزون پر
نصب ہوتے تھے خلاصہ یہ سب کیفیت دربار مشاہدہ ہو چکی ہے یہ مضمون خیالی ہے کسواسطے کہ یہ
مؤلف کتاب بھی قبل از روانگی عتبات عالیات ۳ برس تک ملازم ہو کر زمرۂ مجرائیون مین حاضر
ہوتا تھا روز شنبہ صاحب رزیڈنٹ جھالردار پالکی پر سوار اور باقی صاحبان اپنی اپنی پالکی پر
سوار آتے تھے جلوس سواری مین کچھ تلنگے بلم بردار نقرہ اور چوبدار نقیب بولتا ہوا ساتھ ہوتا
تھا بڑھا عُمر و دولت یا شیران بہادر زیر کوٹھی فرح بخش سواری سے اوترتے تھے جنابعالی
لب فرش آتے تھے بغلگیر ہو کر ہاتھ مین ہاتھ دیکر کرسی پر بیٹھتے تھے بڑے صاحب کا حقہ اور سب
صاحبون کا حقہ پیچوان ہوتا تھا اوسدن کرسی نشین خاص رہجاتے تھے بسبب عدم گنجایش
کمرے کے اور مُجرئی بھی باریاب سلام ہوتے تھے سہ شنبہ کو جنابعالی بڑے صاحب کی کوٹھی جاتے
تھے یہی صورت ملاقات وہان بھی ہوتی تھی بعد چاے پانی کے کمرے مین علیحدہ خلوت ہوتی تھی
جو بالمشافہہ کہنا ہوا بیان کیا جاتا تھا جب بادشاہ ہوے فقط بڑے صاحب کا حقہ رہا کسواسطے کہ
بمنزلۂ نواب گورنر جنرل بہادر تھے اور سب کا حقہ موقوف ہوا وقت رخصت جنابعالی اپنے
ہاتھ سے عطر دیتے تھے بڑے صاحب بھی اوسی صورت سے جنابعالی جب تشریف لیجاتے تھے
بسواری بوچہ وقت مراجعت گاڑی چہار اسپہ جس شب بڑا کھانا ہوتا تھا روشنی آتشبازی
بہت تکلف سے ہوتی تھی اوسدن گوٹے کا ہار سب کو ملتا تھا علی قدر جب جلسۂ شراب
بعد کھانے کے ہوتا تھا حسب دستور بڑے صاحب تعظیماً اوٹھکر شراب ہر ایک کی سلامتی کی پیتے
تھے بعد سلامتی بادشاہ لندن بادشاہ کی بھی سلامتی کی پی جاتی تھی سب کے سامنے ایک ایک بوتل
اور چھوٹا گلاس رکھا جاتا تھا۔

بعد اسکے جناب عالی داخل محلسرا ہوکر تبدیل پوشاک کرتے تھے اوسوقت اشخاص خاص مثل مرزا حاجی نواب روشن الدولہ شرف الدولہ مرزا محمد عباس مرزا علیخان علی محمد خان میر ابو القاسم خان کنار دریا زیر دیوار کرسی پر آپ بیٹھتے تھے شطرنجی پر یہ سب مصاحب وقت خاصہ طعام بھی خواص ہوتے تھے مگر ہر پنجشنبہ کو دسترخوان بارہ دری مین ہوا کرتا تھا اوسمین سب کرسی نشین ہوتے تھے سوائے انگریزون کے اور اکثر دسترخوان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین ہوتا تھا اور اکثر خود بھی زیارت کو جاتے تھے آراستگی بھی بہت خوب کی تھی جلوخانہ بہت وسیع بنوایا منظور ہوا کہ اولاد نواب محبت خان جو پہلوے درگاہ رہتے ہین یہ سب وزیر باغ جو قریب ہے اوسمین جا کر رہین اور اکثر محرم مین فساد ہوا کرتا ہے جاتا ہے اور اس جگہ عباس گنج آباد کیا جاے اولاد نواب محبت خان نے نواب معتمد الدولہ سے عرض حال کیا نواب سنے جناب عالی کو کچھ سمجھا کر اس تجویز کو برہم کر دیا۔

خلاصہ یہ ضبط انتظام دربار اور ملاحظۂ کاغذ وغیرہ لوازمات ریاست کئی برس تک بڑی شان وشوکت سے رہا جب نواب معتمد الدولہ کا تسلط تمام سب طرف سے ہوا اور جناب عالی مرتکب شرب منہیات ہوے فقط انکی فہمایش سے کہ آپنے قسم حضرت عباس کی کھائی ہے غلام نبی فاطمہ ہے اسکا مظلمہ غلام کے ذمہ ہوگا نوشجان فرمایا کیجیے بس جناب عالی بھی انکے کہنے سے غافل ہوگئے انجام کار کو نہ سمجھے اسکے بعد تغیر مزاج ایسا ہوگیا تھا کہ لوگ سلام کرنے سے خائف ہوتے تھے اور جس معتوب کو نواب نے داخل اموات عرض کر دیا جناب عالی نے کبھی راہ مین دسے دیکھکر پہچانکر بلایا اور نواب سے کہا کہ یہ تو جیتا ہے تم کہتے تھے مرگیا عرض کی کہ حضور ہم اپنی چشم بشری سے نہین دیکھ سکتے حضور کی چشم مبارک البتہ عالم ارواح کو دیکھ سکتی ہے حاضرین بھی انکے خوف سے یہی عرض کرتے تھے اس غفلت سے انکا تسلط و اختیار یوماً فیوماً ترقی پر ہوتا تھا۔

بناے تعمیر کربلاے میر خدا بخش

میر خدا بخش رفیق قدیم محمد آفرین علیخان بمنزلہ اونکے بیٹے کے مشہور تھے انھین تعصب غلو مذہب اثنا عشریہ از حد تھا مگر اوسکا رفتار وچلن اس ثروت دنیا مین بھی اس سلامت روی سے رہا

لباس دربار ہندوستانی بوضع قدیم جامہ پہنتے تھے سفید پوشش کے میانے مین سوار ہوتے
تھے سواری مین فقط ایک یا دو ہیواتی ساتھ ہوتے تھے مگر انکے گھر کا دربار مثل وزرا
کے تھا جتنے اہلکار سرکار اور متوسلین معتمد الدولہ تھے سب حاضر ہوتے تھے چنانچہ سبحان
علیخان تاج الدین حسین خان وغیرہ کا اول نمبر ہوتا تھا مگر میر صاحب سے اور نواب
معتمد الدولہ سے بسبب نیلام خانہ وعرائض نے مستغیثان شہر کے عداوت قلبی ہوگئی تھی محرم
مین تعزیہ داری بہت زور و شور و ہنگامہ الفاظ جہال سے کی تھی روز عشرہ محرم قریب
کربلا کشت و خون بھی ہوا تھا اسی جہت سے ایک پلٹن نجیب بحکم سرکار نوکر رکھی تھی جنمین
سب شیعہ مذہب بھرتی ہوئے تھے محمد الماس علیخان کی کربلائے قدیم مین ایک انکی بیٹی
خورد سال دفن ہوئی تھی اوسکے صحن مین بہت چھوٹی مسجد قناتی بنوادی تھی عشرے مین
وہین نماز و اعمال عاشورہ کیا کرتے تھے ایسے اعمال کے پڑھنے مین انھین خیال آیا کہ لکھنؤ
مین کربلائین کئی برائے نام ہین کسی نے شبیہ اصل کربلا کے مطابق نہین بنوائی مین اگر بنواؤن
تو بہت خوب ہے اگر اسی کربلا مین بنواؤن تو مال ملک غیر ہے اگر اسکے آگے میدان وسیع
مین بناؤ اچھا نہین اسی سوچ اور تصور مین باہر دروازے تک آئے قریب دروازہ ایک
باغ دیکھا اوسے پسند کیا لوگون نے کہا یہ چھاؤنی پٹالن حسن علی کپتان ہے جب دربار مین
کپتان آئے اونسے زمین اس مقام خاص کیواسطے طلب کی وہ بھی فدائے نام امام حسین علیہ السلام
تھے عرض کی حاضر ہے غرض تین بگھہ پختہ کپتان سے میر صاحب نے لی اور ۱۳ شہر رجب ۱۲۳۲ھ
سے معرفت میر صادق علی زائد بنائے تعمیر شروع ہوئی محرم تک سب طیار ہوگئی شی عجیب اور
تعمیر جدید ایمانی سمجھکر خلقت شہر جمع ہونے لگی اور نذر نیاز مجالس شروع ہوئی اکثر امرا او
شاہزادے مع عیال آکر رہے شب جمعہ و روز جمعہ کو خاص مجالس ہونے لگین میر صاحب کو
منظور ہوا کہ جناب عالی سے اسکے مصارف کیواسطے کئی گانؤن معاف کروا لیجیے اور حسینی
پٹالن کی چھاؤنی بھی اسی کے قریب ہو لپس ابھی تصورات مین اونکی ثروت کا خاتمہ
ہوا نیر اقبال نواب معتمد الدولہ جو منکسف اعمال ہوگیا تھا افق حسی سے پھر طالع ہوکر درجہ
کمال پہ آیا مگر یہ روضۂ مقدسہ الحمد للہ کہ آج تک مقبول خاص و عام ہے ہر چند اسکے

مٹانے کی بہت سی تدبیرین ہوئین مگر کچھ نہوا اور زائرین خاص کو اسکی قدر و منزلت زیادہ ہی۔

نواب معتمد الدولہ کا پھر نائب ہونا محمد آفرین علیخان کا معطل ہوکر خانہ نشین ہونا میر خدا بخش کا دھرا جانا

نواب معتمد الدولہ معتوب جناب عالی ایک برس کئی مہینے تک اپنے گھر مین قید رہے اس عرصہ مین شعلۂ عتاب طبع اقدس سے فی الجملہ گھٹا اور نواب نے اپنی جود و ہمت سے خانہ نشینی مین بہت سے طریق رہائی کے نکالے اہلکار دربار انکے دینے لینے سے بہت خوش تھے اور حاجبان عرصہ کی کم ہمتی اور خبر رسی سے دلتنگ نیش عقرب حریف جو عناد کلی و مخالفت رکھتے تھے آپسمین کہتے تھے کہ یہ فتنۂ خوابیدہ ہی اگر ایکدن یہ جب خواب غفلت سے چونکے گا پھر اسکا سلانا مشکل پڑیگا بس اسے مار آستین سمجھنا چاہیے لہذا بہتر یہ ہی کہ اسے مع عیال قلعۂ جلال آباد مین بھجوانا چاہیے بظاہر دور رکھنا اچھا ہی اگرچہ گوشۂ خاطر جناب عالی سے قریب رہو چنانچہ کئی مہینے تک گاڑی چھکڑے باربرداری کے نواب کے دروازے پر رہے اور حکم بھی متواتر قلعہ جانے کا پہونچا اسی مدت خانہ نشینی مین آغا علیخان بڑے بیٹے کا فتنہ بھی کیا درگاہ مین بڑی دھوم سے بھیجا مگر لطائف الحیل مین رہے اوسوقت کے اہلکاران کو کانپور بھیجنے کا خیال نہ آیا کہ اصل ملک سرکار سے ملک غیر مین سے چلے جاتے یہ امر معتمد الدولہ پر منحصر تھا خلاصہ ایکدن بحکم سرکار حسن علی کپتان نواب کے پاس آئے تبلیغ حکم سرکار کیا نواب خورد محل کے دروازے پر آکر کھڑے ہوے حکم سرکار سنکر کہا کہ جناب عالی سے عرض کرکہ میرا جانا مع عیال کبھی نہوگا جبتلک کہ طوق و زنجیر سادات محبوسین کے واسطے اور کئی اونٹ بے کجاوہ و محمل عورات پردہ نشین کیواسطے نہ آئینگے شام تک میرا جانا اور اگر یہ پیام نہ پہونچایا تو یہ تلوار مجھسے لو میرا سر کاٹ کر لیجاؤ مجھے یہی بڑا خلعت ملے گا کپتان یہ تقریر سنکر لرزہ باندام ہوا اور جناب عالی سے مشروحاً جاکر عرض کیا فرمایا کسنے اخراج بلد کا حکم دیا ہی اوسی وقت داروغہ غلام حسین کو حکم ہوا تم جاؤ اور اپنی آنکھ سے اونکا احوال دیکھکر مجھسے بیان کرو غلام حسین نواب سے بہت موافق تھا نواب کے پاس ہوکر خوب خون مرچین لگا تیز و تند کرکے عرض حال کیا بس اسی حسن خدمت سے غلام حسین کی ترقی

جا دونیا ہوئی ادودھر نواب نے فیض النساء سلانی اور معلمہ بادشاہ بیگم صاحبہ کو اپنا مادر مہربان
قرار دیا تھا بیگم صاحب نے جنابعالی سے کہا کہ یہ قیدہ سادات کیواسطے نہ چاہیے کچھ خوف اونکے
جدامجد کا نہین ہی اور بالفرض اگر وہ تمہارا معتوب ہی نائب مرشدزادہ ہی منیب کا تو وہ معتوب نہین ہی
لہذا اوسے حکم ہو کہ وہ اپنے منیب پاس آکر حاضر ہو غرض باجازت نواب حاضر دردولت جناب بیگم
صاحبہ ہوے مرشدزادے نے خلعت دوشالہ رومال دیا ہر روز جانے لگے شہر مین غلغلہ ہوا دہ
چھوٹے وہ چھوٹے اب انکا افیین مقرب جنابعالی کو خوف ہوا اور ہوشیار ہوگئے اوریقین اونکی
نیابت کا ہوگیا اور اپنے اوپر آفت آنیکا اور بیگم صاحبہ کو بسبب نواب مبارک محل کے مرزا حاجی
سے صورت خلاف ہوگئی مگر تعجب نواب کے فہم و فراست سے ہوتا ہی کہ اونھون نے اپنی محسنہ سے
حق خدمت کیا خوب ادا کیا تا ہم آیا—

جنابعالی نے نواب گورنر جنرل بہادر کو لکھا کہ مین نے چند روز کیواسطے ازراہ چشم نمائی
نواب کو نظربند کیا تھا اب مین اوسے بلوا کر پھر نیابت پر بحال کرتا ہون کہ وہ میرا رفیق قدیم
مزاجدان ہے حسب المقصود جواب آیا کہ آپ کو ان امور مین اختیار ہی مگر کئی مہینے مین یہ مرحلہ
بھی طی ہوا—

خلاصہ بعد اسکے نواب حاضر حضور ہوے بدستور خلعت نیابت پایا محمد آفرین علی خان د
مرزا حاجی کی مصاحبت ٹھنڈی ہوئی یہ دونون پایۂ محاسبہ مین دھرے گئے راجہ
دیاکرشن بھی قید سے چھوٹے اپنے سررشتے پر بحال ہوے ان دونون صاحبون پر لاکھون روپیہ
جوڑ کر نکالے محمد آفرین علیخان کی ساری آفت اوس ضعیف میر خدابخش پر آئی اشد مصائب
سے قید ہوے میان صاحب شورصاحب کی چٹھی سے باعزت اپنے گھر مین رہے انکا وکیل صاحب
رزیڈنٹ کے پاس حاضر ہونے لگا بعد کئی مہینے کے میان نے انتقال کیا کربلاے میر خدابخش
کے رواق مین دفن ہوے ضبطی اسباب خانہ ہوئی آٹھ لاکھ روپیہ نقد باقی اسباب خانہ جاگیر
ہر دوسرا ضبط سرکار ہوئی مرزا محمد تقی خان بسبب ملاقات قدیم باجازت جنابعالی ہر روز
خانہ نشینی مین بھی جاتے تھے اور تشییع جنازہ مین ساتھ تھے تا وقت دفن اور جبتک نواب
معتمدالدولہ کے پاس اپنی وضعداری سے نہ گئے—

راجہ بختاور سنگہ بھی جنازے کے ساتھ بحکم سرکار آئے تھے بعد دفن اہلکاران مرحوم کو مع میر خدا بخش اپنے ساتھ لیگئے میر خدا بخش کو دلکشا مقید کرکے بھیجا کئی دن تک کھچڑی بانمک عداوت سے دی افیون کھاتے تھے قرق کیا آخر بہزار خرابی بحمایت صاحب رزیڈنٹ قید سے نجات ملی صاحب کے دربار میں اکثر حاضر ہوتے تھے ڈالی میوہ تر و خشک کی ہر روز بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب کو بھیجا کرتے تھے کئی برس تک یہ صورت رہی عملۂ رزیڈنٹی کو بھی موافق کرلیا تھا لیکن مثل محمد تحسین علیخان اُنکا وثیقہ خزانہ رزیڈنٹی سے جاری نہوا فقط تنخواہ خزانہ جنابعالی سے ہوئی تھی اوسے بے ثبات سمجھکر قبول نہ کیا اپنا نقصان کیا اور جن مہاجنون کے پاس روپیہ امانت تھا کچھ ملا باقی نہ ملا اور نہ یہ اوسکی نالش کرسکے جب اعتماد الدولہ نائب ہوئے اونھین اپنا نائب کرنا منظور تھا جس صبح کو خلعت نیابت کی امید تھی رات کو انتقال کیا میان کے پہلو اپنی کربلا مین دفن ہوئے حکایت مرزا حاجی اپنے مقام پر آئیگی۔

خلاصہ نواب معتمد الدولہ کا تسلط تام ہوا اُنکا نیر اعظم اوج شرف پر طالع ہوا اہلکاران سرکار نے جسنے سرتابی کی یا انھین کسی طرحکا اوس سے شبہہ ہوا درک اسفل کو گیا کانپور یا فرخ آباد بھیجا گیا چنانچہ کلکتے مین اخبار مین چھپا کہ یہ دونون مقام رشک نیکوان ہوئے اور ضبط سے مطمئن تھے خدمات عالیات دی حاضر حضور رکھا مثل نواب روشن الدولہ صمصام الدولہ مرزا جو مرزا علیخان علی محمد خان مرزا شاہ میر خان مفتی محمد خلیل الدین خان میر ابو القاسم خان انکے سوا سب طرفسے رخنہ بندی اغیار کی سبحان علیخان تاج الدین حسین خان ممبران کونسل ہوئے نقیر محمد خان بینڈہ خان سالدارون کو سوائے رسالہ کے نظامت ملک بھی دی سب طرفسے مطمئن ہوئے اب فکر ہائے دور دراز کے خیال مین پڑے انتظام الدولہ منظفر علیخان سے بوجہ عداوت قلبی ہوگئی تھی اہتمام دیوانخانہ سے موقوف ہوکر خانہ نشین ہوئے بلکہ ایک دفعہ کسی رنڈی کی جہت سے نقصان نواب کی سرزنش سے سیتی بیگم صاحبزادی نواب شجاع الدولہ نے چند سپاہیون سے انکا گھر گھیر لیا اور چاہتی تھین اوس عورت کو انکے گھر سے نکال لیجائین یہ مع اپنے رفقا کے مستعد بمرگ ہوئے آخر کو خدا نے انکی عزت رکھی وہ خجل ہوکر چلی گئین داروغہ دیوانخانہ رائے امرت لال عرض بیگی ہوئے اوس سے نواب مطمئن تھے وہ بھی سب طرح سے قابلیت رکھتا تھا مرزا قتیل کا شاگرد رشید تھا

متعلقہ صفحہ ۲۹۰ جلد اول
راجہ امرت لال عرض بیگی

سبب بادشاہت کے ہونے کا

اگر سب احوال بادشاہ ہونے کا لکھا جاے جو صاحبان صدر ہتے اس باب خاص مین ہتو آتہ
تحریر طرفین سے ہوئی بہت طول وفضول ہو مگر مختصر حال یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل
لارڈ ماہرا صاحب بہادر شاہجہان آباد تشریف لیگئے منظور خاطر یہ ہوا کہ جب دربار محمد اکبر شاہ
مین بادشاہ مجھے کرسی عنایت فرمائین مین اس جلدو مین کچھ بادشاہ کی خدمت کرون اور دونون
بادشاہ کا مہتمم کاروبار ایک شخص کوڑا شاہ نامے تھا اوسنے اور امرا اشخاص نے بادشاہ کو رضامند
کیا تھا مگر جب بادشاہ کی مان نے بہت طعن وتشنیع کی قبول نہ کیا نواب گورنر جنرل نے کنارہ دریا
خیمے مین دربار عام کیا جتنے امرا راجہ صاحب جاگیر تھے حاضر ہوے نذرو ی نواب گورنر جنرل
فرخ آباد آئے مگر بہت ملال خاطر ہوا کہ باوجود اس ہمارے تسلط تمام ہندوستان کے کہ ہم
تاج بخش ہین جسے چاہین تخت سلطنت پر بٹھادین بادشاہ نے محض اپنے نخوت کے سبب
خود غلط سے نہ مانا۔

الغرض نواب گورنر جنرل کو یہ فکر ہوئی کہ جو ئیس ہوروئی ہندوستان مین عالیخاندان ہے
اوسے اپنی قوت حکومت سے بادشاہ اوسکے ملک کا کردیجیے کہ موجب عبرت بادشاہ ہو
اور یہ امر جدید نہین جونپور قنوج وغیرہ مین اکثر بادشاہ ملک قلیل مین گذرے ہین پس میزان
عقل مین کوئی خاندان عالیشان حسبا ونسبا سواے وزراے اودھ کے نہ ٹھہرا یعنے
انکے بزرگ ولایت ایران مین بزور شمشیر بادشاہ ہو چکے ہین کہ اولاد شاہ بداغ ترکمان
سے ہین ہر طرح سے فوقیت ہے مگر از خود محرک ہونا بدنامی ظاہری ہے چنانچہ پہلے نواب
گورنر جنرل نے از راہ کمال خلوص محبت ایک تغما دو شیر ہاتھون مین نشان لیے بھیجا کہ مثل
دستور ہماری ولایت کے آپ بھی اس تغمے کو پسند کرکے اپنی ہر چیز پر نصب کیجیے
جناب عالی نے اسے بطیب خاطر قبول کیا اور آل تغماسے خاندانی مچھلی کو اوسکے وسط
مین کیا اور پھر اجازت فہوائی چاہی کہ ہم اس تغمے کو چاہتے ہین کہ اپنے شہر کے روپے پر بھی
سکوک کرین اسکا جواب باصواب آیا کہ آپکو اپنے ممالک محروسہ مین من جمیع الوجوہ اختیار
ہے ہماری سرکار کو کسی طرح اوسمین مداخلت منظور نہین پس یہ اول بناے بادشاہت ہوئی

نواب معتمد الدولہ اور مقربان خاص کے اصرار و مرضی دلی صاحبان صدر سے بموجب تحریر سفیر سرکار یعنے مولوی محمد خلیل الدین خان واقف ہوچکے تھے متمنی بادشاہت ہوے کہ اگر جناب عالی بادشاہ ہوے تو وزیر اعظم خواہ نخواہ نواب ہین اسی باب مین نواب گورنر جنرل نے صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو لکھا کہ جناب عالی خطاب بادشاہت کے متمنی ہین اور اپنا سکہ تمغا اپنے ممالک محروسہ مین جاری کرین وہان سے بھی حسب المطلوب جواب آیا کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کسی طرح مداخلت منظور نہین وہ نہین اپنے ملک مین اختیار ہے اور ہندوستان مین آگے بھی بہت بادشاہ اپنے اپنے ملک مین ہوے ہین کچھ مقام استعجاب نہین بعد اسکے سرکار دولتمدار نے اپنی رفع بدنامی کیواسطے ایک اشتہار چھپواکر مشہور خاص و عام کیا —

ایکدن جناب عالی نے ازراہ مشورت ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان سے باب بادشاہت مین پوچھا کہ تمھارے نزدیک یہ امر کیسا ہے پہلے انھون نے عذر کیا جب اصرار زیادہ فرمایا عرض کی کہ اس خاندان کیواسطے شاہجہان آباد مین جیسا مشہور ہے حضور خوب جانتے ہین اور زیادہ مشہور ہوگا فرمایا مین تمھین صاحب فہم جانتا تھا مگر تم سنو میرے اور بھائی بھی ہین اگر وہ اس سے کمتر پر گورنمنٹ سے راضی ہوجائین تو یہ وزارت بھی مجھسے جاتی رہیگی اس جہت سے مجھے چار ونا چار قبول کرنا پڑا اور جو تم کہتے ہو ظاہر ہے مین بھی جانتا ہون —

حقیقت جلوس وزیر

از روے نوشتہ لکھنؤ پنجشنبہ ۲۱ - ماہ اکتوبر ۱۸۱۹ء از چند ماہ شہرت داشت کہ وزیر را آرزوے خطاب بادشاہت ست درصورتیکہ اجازت و حکم صاحبان عالیشان در ہیچ ممانعت درین امر نشود و این ارادہ ایشان محض از تلون مزاج و تکبر و ناعاقبت اندیشی و تصور فوائد خود و متعلقان و جانشین خود کہ پائداری و قیام خواہد بود دیگر آنکہ از قلمرو خود سواے ایشان دیگری مداخلت امر و نہی نبودہ باشد چنانچہ صاحبان عالیشان اجازت دادند کہ نواب وزیر الممالک مالک مختار ملک خود ست ہرچہ خواستہ باشد کند مارا مزاحمت نیست —

خلاصہ جان بنٹن صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ مین تھے ۱۸ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۵ھ روز شنبہ مطابق ۱۸۱۹ء یوم عید غدیر مذہب اثنا عشریہ جناب عالی نواب وزیر الممالک پایۂ وزارت

آبائے کرام سے تخت نشین بادشاہت ہوئے خطاب شاہی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا کرور روپیہ خزانہ اندوختہ جنت آرامگاہ سے طیار ہی تخت وسامان شاہی واسباب جلوس مین صرف ہوا سب عزیز واقربا ارکان دولت اہلکاران رزیڈنٹی نے خلعت فاخرہ وبیش قیمت پائے نواب معتمد الدولہ نے خطاب وزیر اعظم پایا سبحان علیخان نے سکہ شاہی گذرانا پانچہزار روپیہ انعام ملا سکہ زد بر سیم وزر از فضل رب ذوالمنن غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن روز جلوس صاحب رزیڈنٹ شریک جلوس سے لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑیا رنگ ہی سر پہ مغرق جیغہ سر پیچ گوشوارے پہنے جھالردار پالکی مین سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی پہنے تکلف سے آئے —

غرض یوماً فیوماً بخت ہمایون فال وزیر اعظم دستور معظم اوج شرف اقبال پر طالع ہوا اور خس وخاشاک اپنے دشمنون سے دربار صاف کیا اور اپنے رفیق ورفقا دخیرخواہون پر مزید لطف وعنایات از حد کی اور نواب کی سیر چشمی وجود وہمت سے تمام عملۂ رزیڈنٹی اور عملہ صدر کلکتہ بھی مالامال ہوگیا اور باطن مین نواب کی رفتار بد کو نسبت اپنے آقا کے خوب سمجھے ہوئے تھے —

بعد جلوس ایکدن میرمنشی باقر علیخان حسب الحکم صاحب رزیڈنٹ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے پاس گئے عرض کی آپکو حکم صاحب رزیڈنٹ یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر بحکم صاحبان صدر بادشاہ ہوئے لہذا آپکو مناسب یہ ہے کہ اونسے ملاقات برادرانہ کیجیے وہ خود پہلے آپ کے گھر آوینگے پہلے سبقت سلام آپ سے وہ کرینگے آپ اونکا استقبال کیجیے گا کشتیان حسب دستور بھیجے گا یہ سنکر فرمایا بہت اچھا جب وہ اونسے ملاقات کرونگا اسی طرح پیش آؤنگا جب یہ پیام صاحب رزیڈنٹ نے سنا پھر اوسی وقت میرمنشی آئے عرض کی صاحب کہتے ہین کہ آپ کے امر وکلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی از خود آپ ملاقات نکرینگے وہ کل ضرور آوینگے مناسب ہے کہ آپ اپنے باغ سے دولتسرا مین تشریف لیجایئے غرض چار و ناچار ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز شہزادے کو اس اصرار سے نہایت صدمہ ہوا مرزا کام بخش انکے بیٹے بہت ہوشیار تھے باپکو سمجھا کر ایک صورت نکالی کہ دوسرے دن حضرت شاہی مع صاحب رزیڈنٹ وارکان دولت بڑے تجمل سے تشریف لائے شہزادے کے مکان خلوت کے آگے دورویہ انکے ملازمین

صف بستہ کھڑے ہوے تھے مجبو سواری سے اوترنے کے شہزادے مکان خلوت سے برآمد ہوے باہتمام شاہی موافق معمول کے چلمن اوٹھی بادشاہ نے بسقت سلام کی شاہزادے نے ایک لمحہ تھا اوکا دوسرا صاحب رزیڈنٹ کا اپنے ہاتھ مین لیکر اور داخل کمرہ ہوکر دنگل پر بیٹھے صاحب رزیڈنٹ کرسی پر بیٹھے شاہزادے نے صاحب سے فرمایا بس ہمنے سرکار کمپنی کی خوشی کردی لیکن اب مین بہت متفکر ہون کہ محل مین ایک بی بی کی بسبب اسقاط حمل نوبت بہلاکت پہونچی ہے غالب ہے کہ تمام ہوگئی ہو یہ فرماکر اوٹھہ کھڑے ہوے کشتیان سامنے آئین بادشاہ نے ایک دوشالہ اپنے ہاتھ سے اوٹھالیا صحبت برخاست ہوئی اوسی اہتمام سے داخل مقام خاص ہوے مگر کیفیت ملاقات بے لطفی کی سب پر کھل گئی لیکن جب شادی حضرت خلد منزل سے شاہزادے کی بیٹی سے ہوئی پھر ملاقات برادرانہ بہت خصوصیت سے ہوئی زمانی مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ اسیر بلی گارد تک —

بعد تخت نشینی کے کئی مہینے تک صاحب رزیڈنٹ سے ملاقات معمولی نہوئی فقط وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ بضرورت جایا کرتے تھے اور منظور تھا کہ مثل دستور دربار بادشاہ دلی طریق صاحب رزیڈنٹ قائم مقام جانشین نواب گورنر جنرل بہادر ہوا کرے ہر ایک طرفین سے اسی باب مین تحریر رہی آخر بعد گفت وشنید بنا یہ ٹھہری کہ بروقت جلوس تخت فقط صاحب رزیڈنٹ زیر تخت کرسی نشین رہینگے باقی اور صاحبان مع ملازمین انگریز اور ہیم صاحبات جو اوسوقت آئینگے تعظیما ازراہ آداب کھڑے رہینگے اور وقت چاے پانی اور بڑے کھانے مین حقہ پیچوان صاحب رزیڈنٹ فقط رہیگا اور کوئی صاحب حقہ نہ پئیگا اکل وشرب مین بدستور رہینگے مصاحبان انگریز نذر بھی دینگے خلعت بھی پہنینگے —

سوانحات نواب وزیر الممالک بہادر

دستور معظم وزیر الممالک نواب معتمد الدولہ نے اپنی حسن تدبیر سے بعد رخنہ بندی اندرونی و بیرونی تسلط تام مزاج اقدس پر ہوا ہرچند بادشاہ اکثر اپنے مصاحبان کے آگے نواب سے ارشاد کیا کرتے تھے کہ خداوندا مین ہرگز گوارا کسیکا ظلم نہین کرتا یہ شخص بنی فاطمہ ہے اسے نعمت یا ہودیا ہے اگر کوئی امر خلاف عدل وانصاف سرزد ہو اوسکا مشغول الذمہ یہ ہے

نواب عرض کرتے تھے غلام بھی کسی پر ظلم نہین چاہتا یہ جواب معلوم نہین کس دل سے بیان کرتے
تھے بادشاہ نے فقط انکے اعتماد پر امور سلطنت کو محول کیا تھا اور بسبب کثرت استعمال
منہیات کے غلبۂ غفلت زیادہ ہوگیا تھا جب عقل زائل ہو جائیگی انسان مجبور ہو جائیگا ضبط
ہر شی کا بہتر ہوتا ہی اب شہر مین بھی کثرت جعل و فریب و جوڑ بندی نمامی صورت نفاق کھلکر ہونے لگی
اور ہر چھوٹی سرکار مین بھی یہ صورت ہونے لگی چنانچہ پہلے بناے فساد و آتش افروزی جناب
بادشاہ بیگم صاحبہ سے شروع ہوئی جو انکی محسنہ اور بانی مبانی طلب ہوئی تھین پیر فضل علی
جنھین بھائی جانتے تھے عداوت برادران یوسف پیدا ہوئی فیض النسا مغلانی بیگم صاحبہ
جسے مادر مہربان کہتے تھے اوس سے دشمنی از حد ہوئی صاحب عالم مرشد زادہ آفاق
مرزا نصیر الدین حیدر دربار شاہی سے محروم ہوے جاگیر ساون بیگم صاحبہ جو باستصواب نواب
گورنر جنرل بفرمان دی گئی تھی ضبط ہوئی سادات وہان کے جو کسی ظلم و تعدی سے سرکار مین
آکر مستغیث ہوے اونکی شنوائی نہوئی مرزا لفو کا جوان بیٹا یعنے بھتیجا بیگم صاحبہ کا فساد محرم سے
کربلا مین مارا گیا اوسکا تدارک کچھ نہوا نواب مبارک محل کی سواری مین ڈنکا ماہی مراتب جلوس
سواری کا حکم دیا دس ہزار روپیہ درماہہ مقرر کردیا اکثر ملازم بیگم صاحبہ و صاحب عالم کسی حیلہ فریب
وجعل سے قید ہوے مارے گئے یا شہر سے نکالے گئے تیسرا محل ولایتی محل ڈاکٹر شارٹ کی بیٹی کا
ہوا چوتھا ممتاز محل سرفراز محل اور بہت سی اسامیان بموجب بشیں قرار سپہر محل نواب مبارک محل
ولایتی محل ہوئین پس جسقدر ترقی عیش و عشرت ہونے لگی غفلت بڑھی نواب کی بن پڑی
مرزا فریدون بخت عرف منّا جان جب پیدا ہوے افضل محل اسامی سے اوسے بچہ
کا ذرنی مشہور کردیا اسکا قصہ منشی عبدالاحد رزیڈنٹی نے تواریخ بادشاہ بیگم مین بحکم کپتان
شکسپیر صاحب کے لکھا ہی۔

ایک امر تازہ یہ طرفہ تر ہوا کہ نواب محسن الدولہ بہادر نواسے دلّو جان بیگم صاحبہ تھے جب
مسماۃ پوتی بیگم صاحبہ نے انتقال کیا دونون نواسیان اور ایک نواسہ کہ بہت صغر سن تھے
بعد ایام چہلم اپنے گھر لاکر پرورش کیا یہ از مادر مہربان تھین انکو جدا کردیا اوسکی صورت
یہ ہوئی کہ شیخ امام بخش ناسخ شاعر ہندی بڑے مقرب ہو گئے تھے اور اکثر مقدمات کو انکو

کامل العقل و صاحب فنون سمجھکر کہلا بھیجتے تھے کہ این کار از تو آید اور انور علی بیگ آخون نواب محسن الدولہ کو انسے خصوصیت تام تھی انکو برانگیختہ کیا نواب محسن الدولہ داروغہ میر فضل علی کی اکثر شکایت نادہندی انعام اور اشیاے خرید کی کیا کرتے تھے یہ سمجھاتے تھے کہ آپ اپنے نانا سے کہکر علیحدہ ہو جایئے نواب کی تکلیف مصارف سب جاتی رہی نواب معتمد الدولہ جب نواب محسن الدولہ کی عدم التفات بیگم صاحبہ نسبت انکے بادشاہ سے عرض کرتے تھے بہت استعجاب ہوتا تھا آخر ایکدن نواب محسن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے محل مین رہنے سے تکلیف ہوتی ہے امیدوار ہون حضور کے زیر قدم رہا کرون یہ سنکر صداقت کلام کا ذہن تر نگز خاطر مبارک ہوئی نوابصاحب سے فرمایا تم انھین رکھو نواب نے نیلم والی کوٹھی قریب بیلی گارد دی جلوس سواری اور سارا سامان لوازمہ خاطر خواہ درست کر دیا بیگم صاحبہ کو انکی مفارقت کا بڑا صدمہ ہوا مجبور تھین دشمن کے ہاتھ سے ایکدن نواب محسن الدولہ نے کسی سے سات روپے کے کبوتر مول لیے تھے داروغہ میر فضل علی سے دلوائے انھون نے دو تین دن ند یے اوس شخص نے پھر تقاضا کیا نواب نے داروغہ سے کہا انھون نے جواب تلخ دیا نواب نے آخون صاحب سے یہ احوال کہا اونھون نے کہا ہم اسیواسطے آپکو سمجھاتے ہین کہ آپ کیون اتنی تکلیف اوٹھاتے ہین اپنے نانا سے عرض کیجیے کہ یہ ساری تکلیف جاتی رہیگی یہ احوال زبانی میر مغل مرحوم لکھا جو شیخ صاحب کے بڑے دوست تھے خلاصہ نواب نے چاہا اس جلدوے حسن خدمت مین شیخ صاحب سے سلوک کیجیے انھون نے اپنے استغنا سے کہا مین مرد فقیر ہون کچھ مجھے طمع دنیا نہین مگر مرزائی صاحب کو بجاے میرے جو مناسب ہو سلوک فرمائیے اس جہت سے نواب نے داروغہ نواب محسن الدولہ کیا دو سو روپے مواجب مقرر ہوا شیخ صاحب کو سو روپے خانہ نشینی مین ملتے تھے دربار ظاہری جانیکا عذر کیا تھا مگر اور حکم احکام جب ایسے مالانخیل آتے تھے اوسکی بجا آوری تہ دل سے کرتے تھے دربار سے انکار کیا ایک وجہ خاص یہ تھی کہ کل مین مقرب مرزا حاجی تھا بنظر خلائق انکے دربار جانے سے کیا ٹھہرونگا مطلب لی تو ہر صورت سے بلکہ فی الجملہ ایک وقار سے حاصل ہے۔

آخون صاحب اس حسن خدمت اور اپنی کارسازی آتش افروزی سے شادی مرگ ہو گئے تھے ایکدن نواب محسن الدولہ کی خواصی مین چلے جاتے تھے اتفاقاً نواب معتمد الدولہ ٹریصاحب کی

کوٹھی سے نکلتے تھے آخون نے کھڑے ہوکر کس بشاشت سے نواب کو سلام کیا ہاتھی چل نکلا اوسکی جھونک
سے پُشت زمین سر کے بھل ہونے غش آ گیا گھر مین آئے تین دن تک جیتے رہے اپنے ہاتھ سے ایک
سر کی ٹپی کو نوچ ڈالا تھا اسی کرب سے تمام ہوے شیخ صاحب ونکی بازدید کو گئے تھے مرزا مغل سے
کہنے لگے یہ بیچارہ دلال تھا دیکھیے ہمارا مکافات عمل کیا ہوتا ہے۔

دوسرا امر صاحب عالم کیواسطے یہ کیا کہ پہلے نسبت نواب نصیر الدولہ کی بڑی صاحبزادی سے
ٹھہری تھی اوسے بادشاہ کو کچھ سمجھا کر چھڑوا دیا نواب محسن الدولہ سے شادی ٹھہرائی اور
بجاے بیگم صاحبہ نواب مبارک محل کو اسکا اہتمام دیا دوسری نسبت نواب حسین الدین خان کی
بیٹی سے یعنے نواب ملکۂ کشور سے اوسے برہم کیا کہ یہ صاحبزادی بڑی بدنصیب ہے اپنے مان
باپ کو کھا چکی ہے بادشاہ کو بھی انکے کہنے سے وہم غالب ہوا اور اکثر ایسا ہوا ہے کسی
برہمن نے انسے کہا یہ دیوالی اسپر بھاری ہے انھون نے پادشاہ سے عرض کی آپ پر بھاری ہے
شہر مین ۲۷ کی ۲۸ کی دیوالی ہوگئی اودھر نواب نصیر الدولہ سے بیس ہزار روپے لیکر
حضرت جنت مکان سے شادی کروادی دوسری محرم کو عقد کرکے لیگئے پھر شادی صاحب عالم
کی مرزا سلیمان شکوہ کی شہزادی سے ٹھہری یہ سب پر فوق ہوئی چنانچہ حسن باغ مین محفل
شادی تھی صبح کو بادشاہ مع صاحبان عالیشان رونق افروز ہوئے شربت پلائی دی جب اس
شادی کو برہم نکرسکے صاحب عالم کی سالی کی شادی نواب وشن الدولہ کے بیٹے جرنل محمد حسین خان
سے مقرر کی رسم زلف صاحب عالم کیا ہرچند مرزا سلیمان شکوہ کو یہ کتخدائی کسی طرح منظور نہ تھی مگر
نوازش محل اور میر گلزار علی داروغہ کے سمجھانے سے صولت و جبروت معتمد الدولہ سے کچھ
بس نہ چلا۔

سب سے بالاتر ایک و امر ہوا کہ ایک دفعہ صاحب عالم بہادر نواب کی موشگافی وانی سے
بیگم صاحبہ سے خفا ہوکر مہمان خانۂ نواب محب نواب شیر جنگ کے باغ مین کوٹھی بنی تھی اوسمین
اوترے لوازمات عیش و عشرت مہمانی جیسا چاہیے بجالائے صاحب عالم بہادر بہت
خوش خرم ہوے دن رات ناچ رنگ رہتا تھا جن ارباب نشاط کے فقط مشتاق رہتے
تھے وہ سب بے منت حاضر تھین جب نواب کو کیفیت مزاج صاحب عالم بہادر کھلی اپنے اطراف بیجا

ودخفہ بندی پر بہت تاسف کرتے تھے کہ انکا بھلانا مثل اطفال نادان کے بہت سہل تھا بعد اسکے
باجازت بادشاہ چندروز حسن باغ مین جاکر رہے پھر کچھ خود بخود متنبہ ہوکر بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے
جناب موصوفہ ازبسکہ انپر والہ و شیفتہ تھین گذشتہ پر چلو ہیچکیر چپکی ہو رہین یہ سمجھین کہ میرے دشمنون کے بہکانے
سے یہ ہوا تھا۔

عاشورہ محرم مین ایک شب صاحب عالم موافق معمول نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین
زیارت کو جاتے تھے نواب نے چاہا کہ اسی حیلہ کثرت ازدحام خلائق سے کچھ چشم زخم صاحب عالم پر پہنچایے
کہ یہ سب بکھیڑا مٹ جاے اور مین بھی حق نمک شلی نعمی سے بری ہو جاؤن مرزا آغا جان داروغہ امام باڑہ
بڑے دوست میر فضل علی کے تھے کچھ قرائن سے اشخاص غیر کو دیکھکر میر فضل علی سے کہکر جلد
صاحب عالم کو سوار کروادیا اسی خصوصیت سے اور یہ فضل علی کا دوست سمجھکر مرزا آغا جان کو موقوف
کرکے جیلخانہ بھیجدیا۔

الغرض شہر شہر عرصہ عافیت تنگ ہوگئی تھی بادشاہ کے بھائیون کی جب کئی برس تک تنخواہ
نہ ملی بعض نے بمجبوری مفلسی سے جلاے وطن اختیار کیا نواب کے بعض برادران کوتاہ اندیش
نے کمال نخوت و غرور سے مظلومان شہر پر ظلم و تعدی سے کمر باندھی تھی جس محلے مین جس
متوسل کا مکان تھا اوسنے حق ہمسایہ ادا کیا تھا جسکا چاہا مکان لے لیا بطریق خیرات کچھ
دیدیا جسنے بڑے صاحب سے نالش کی اوسپر زیادہ آتش فرنگ برسائی اگر کسی ملازمین سے نے
بادشاہ کو عرضی عدم وصول تنخواہ کی دی اوسکا قبض الوصول دکھلادیا جس تاجر کا کلکتے سے مال
تجارت آیا جو پسند کیا لے لیا جب بادشاہ کو کسی مغل نے اسباب تجارت دیا لیں اوسکا روپیہ
برسون مین مشکل سے ملا ہر چند کہ اوسکے پاس چٹھی سفارش صاحب رزیڈنٹ بھی تھی مثل
آغا حسن اصفہانی ریش دراز آخر گولا گنج مین وہ مارا بھی گیا اسی جہت سے اور خوف سے
میر باقر سوداگر نے توسل حضرات کنبوہ اور اعظم علیخان سے پیدا کیا تھا عدالت العالیہ کے
مہتمم اعظم علیخان اونھون نے داروغہ و مہتمم سنگی خان کو کردیا تھا اوسنے شہر کو رشوت سے
لوٹ لیا تھا جس سے نذر نقد لیا نصف اوسکا راہ خدا مین دی وقت دیدیا نصف اپنی
شراب خواری عیاشی مین صرف کیا صحبت نواب مین جسنے مسخرگی اختیار کی اکثرون کا

موافق قسمت کے فائدہ ہوا بعض کو اوسقدر نہوا جسقدر میر بندہ علی مسخرے کو ہر توسل نواب سے ملا غرض ان حکایات ظلم و تعدی کی کہانتک تصریح کیجائے بہت سے ظالم اوسوقت کے اپنے سزاے اعمال کو پہونچے اخراج بلد ہوے شمہ یہ ہر کہ نواب نے عمارات عالیشان مین کرور روپیہ سے کم خرچ نہ کیا تھا وہ سب اونکے حین حیات مین اونکی خوشی سے محسوب سرکار ہوئی اور اقربا اور متوسلین کی ضبط سرکار ہوئی بارہ دری کی طیاری فقط عشرہ محرم مین ہو جاتی تھی چربی روغن چراغ باہر عمال سے آتا تھا شیشہ آلات وغیرہ سرکار شاہی سے کچھ انکا ذاتی بھی ہوتا تھا پھر کسی نے بارہ دری مین چراغ بھی جلتے نہ دیکھا بعد انتقال نواب جو اولاد یا خاص محل لکھنؤ مین آئین مکان کرایہ نصیب ہوا خلاصہ اس زمانہ مین صاحبان فہم کا یہ قول ہر باستعجاب کہتے ہین کہ کاشکے یہ عملداری سرکار دولتمدار اوسوقت ہو جاتی تو بہتر تھا ــــ

پھر نواب معتمد الدولہ نے ارادہ کیا کہ میر فضل علی داروغہ کو کسی اتہام سے راہ مین گرفتار کرکے قید کر لیجیے جب بیگم صاحبہ کو یہ شبہہ گذرا حکم کیا تم گھر نجاؤ ڈیوڑھی پر رہا کرو نواب نے بادشاہ سے عرض کی کہ فقط داروغہ باعث فتنہ و فساد و آتش افروزی ہوتا ہر بہتر یہ ہر کہ بیگم صاحبہ کو حکم قطعی انکی موقوفی کا ہو جاے جناب موصوفہ نے اپنا قدیم نمکخوار خیر خواہ سمجھکر انکار کیا دوسرے دن فوج شاہی سے محلسرا ے بیگم صاحبہ کو گھیر لیا توپین دروازے پر لگا دین ادھر بیگم صاحبہ کے سپاہی مستعد جنگ ہوے اتفاقاً صاحب عالم بہادر یہ ہنگامہ دیکھنے کو برآمد ہوے پر آکر کھڑے ہوے بڑے مرزا مرزا بھورا کے بیٹے نے اسی غول ہنگامہ مین بندوق چھوڑائی میر فضل علی اور ایک خواص نے جلد سامنے سے ہٹا لیا خدا نے بچا لیا ایسے نمکخوار سرکار خیر خواہ نواب ہوے تھے غرض قریب تھا کہ کشت و خون بخوبی ہو جاے آخر صاحب رزیڈنٹ جو نواب سے بہت موافق تھے اونکے سمجھانے سے ۲۴ تاریخ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۲ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳-۱ اگست سنہ ۱۸۱۶ع کپتان بیر صاحب قائم مقام اور میر منشی باقر علیخان و کمپنی تلنگہ مع کپتان ہوم صاحب واسطے تہدید و تفہیم بیگم صاحبہ آئے مرزا سلیمان جاہ و صاحب عالم اور بیگم صاحبہ کو سمجھا کر میر فضل علی اور اونکی پھوپھی فیض النسا مغلانی کو اپنی حفاظت و حمایت مین لے آئے ۱۹- محرم سنہ ۱۲۳۸ھ مطابق ۱۶- اکتوبر سنہ الیہ مین بدوائے شاہجہان آباد کیا میر فضل علیخان پھر بنارس مین آکر مہمان

مرزا ابراہیم ہوے اس خیال سے کہ شاید کوئی صورت دادخواہی کی اسن وگ صاحب کے وسیلے سے نکلے
کئی لاکھ کا گھر لٹ گیا ہی آخر بعد کئی مہینے کے مایوس ہوکر فرخ آباد مین مقیم ہوئے نواب منتظم الدولہ بہت
خلوص محبت دنیاداری سے پیش آئے اور اپنے ساتھ اُمیدوار وقت خاص کا رکھا اب فرخ آباد کثرت
صاحبان اخراج سے بھر گیا جو لکھنؤ سے نکلا سیدھا وہین پہونچا ایک مہینے تک کمپنی انگریزی ڈیوڑھی پر رہی
بعد اسکے باجازت بادشاہ برخاست کر گئی۔

میر فضل علیخان نے خصوصیت نواب سے ہمسایہ مین ولت پورکے کئی لاکھ کی عمارت عالیشان
بہت استحکام سے بنوائی تھی جسدن یہ ہنگامہ حشر برپا ہوا فوج سرکار اور رعایاے شہر نے ملکر سارا گھر
لوٹ لیا ۲ لاکھ روپئے کا نقد و جنس تھا سوا ے عمارت کے اسکو بھی وسی ن مسمار کر دیا فقط ایک مسجد کو
کچھ خدا کے ڈر سے چھوڑا اوسکے واسطے برسات کے پانی کا ڈھال کر دیا کہ خود آپسے گر جاے گھر اوسی نے
اپنا گھر بچایا۔

میان عیسی کا نواب کے بیٹون کا پکڑنا اور اونکا شہر سے نکالا جانا

میر عیسی پوتے شاہ معصوم پیرزادے بریلی کے مرد سپاہی جاہل وحشی مزاج بعد خرابی و برہمی لشکر
نواب امیر خان تباہ و پریشان حال جب لکھنؤ آئے معرفت فقیر محمد خان سالدار اور آخون زادہ
رامپور ملازمت نواب حاصل کی ہزار روپیہ درماہہ مقرر ہوا داخل زمرہ مصاحبان خاص ہو بسبب
تعیش اور و ارستہ افعال شباب جوانی سماۃ بیبا جان کسبی مملوکہ محبوبن کسبی ملکر کربلائی کو نوکر رکھا ازبسکہ
کسبیان شہر کی صاحب پیش سے خار کھاتی ہین اپنے رخسار نازک پر کھٹکنے نہین دیتین ازراہ کرشمہ و ناز
بہت سی شوخیان ازراہ بدمزاجی کرتی رہین آخر میان عاشق و معشوق صحبت خلاف گذرنے لگی کئی
مرتبہ خفا ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہی میر عیسی نے بجبر بلوا لیا نواب نے بھی ازراہ رفیق پروری اوسے ضیا منزل
بلوا دیا ہر چند لوگون نے سمجھایا کہ یہ پریان اس شہر کی ہین عمل جنات سے برہما ہین انکی پاسداری
کرنا بہتر ہو قصبات کی نہین ہین اپنے پیرون کا سایہ تھا یہ کب سنتے تھے ایکدن وہ تنگ ہو کر نواب
خاص محل کے محل مین اپنی جان بچانے کو چھپ رہی جب دو چار دن کا عرصہ گذرا انکی آتش
بلہوسی کا شعلہ تیز ہو کر اشتیاق وصال آخری ہوا میر عیسی خو کردہ اپنی عادات قدیم پر سرکشی

کرتے تھے ایسے حرکات ناشائستہ سے نواب امیر خان سے بھی جدا ہوے تھے اونھون نے بلحاظ
بیزاد گی اپنا ہم مذہب سمجھکر درگذر کیا تھا یہان بھی اوسی خیرہ سری سے ارادۂ فاسد کیا تھا کہ
نواب کو جاکر پکڑ لین روز جمعہ ایکدن مع رفقا خونخوار جرار مسلح ہوکر چلے اتفاقاً نواب اوسدن
نور بخش کوٹھی مین تھے نواب نے برآمدے سے انکے تیور بد دیکھکر حیلہ علالت مزاج سے ملاقات
کو نہ بلایا سمجھے کہ اوسی اپنی معشوقہ کیواسطے آئے ہونگے میر عیسیٰ اپنے ارادۂ فاسد سے مایوس ہوکر پھرے راہ
مین شیطان نے بہکایا کہ جاتے کہان ہو یک نشد دو شد وہان اکیلے نواب تھے یہان دولت
پورہ مین اونکے دو قرۃ العین ہین وہان تک تو چلو ہمت نامردی نہ رہا یہ سوچکر مکتب خانے مین
آئے جہان آغا علیخان سید علیخان دونون صاحبزادے مولوی کرامت علی آخون سے پڑھ رہے
تھے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر قرا ولیان دونون کے پیٹ پر رکھدین اور رفیق دونون دروازون پر
بندوقین لیکر کھڑے ہوگئے راہ آمد و شد بند کی محل مین دفعتہً شور قیامت برپا ہوگیا شہر مین ہر طرف
دھوم مچی رفیق ملازمین اقربا مسلح ہوکر پہونچے ہر امیر نے دور سے سماجت و منت کرنی شروع کی
بیبیا جان بھی محل سے نکلکر دور سے منتین کرنے لگی کون سنتا تھا نواب بھی نور بخش سے بارہ دری مین
آئے جھنجلا کر حکم کیا انکو مع دونون بیٹون کے توپ سے اوڑادو بادشاہ نے منع کیا دوپہر تک یہ ہنگامہ
برپا رہا آخر کپتان ریپر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ کمپنی لیکر آئے اپنی حمایت مین بیلی گارد اپنے
ساتھ لیگئے بیس ہزار روپیہ اونکی تنخواہ کے نواب نے بھیجے اوسمین سے ہزار روپیہ اپنی معشوقہ کو دیکر
لعنت کی پھر چھاؤنی متدیاؤن سے بحفاظت پہرہ انگریزی کانپور گئے بعد ایک مہینے کے موافق
رپوٹ رزیڈنٹ بحکم نواب گورنر جنرل قید ہوکر قلعۂ الہ آباد مین رہے جب نواب گورنر جنرل کلکتے سے
قلعۂ الہ آباد مین آئے انکی بھی نظر ثانی ہوئی انھون نے عرض کی تمھارا عیسیٰ معصوم دو تین برس سے
قید ہے بعد استفسار حال قید سے نجات پائی روانۂ حج خانۂ کعبہ ہوے جب پھر کر آئے مدفون خاک
ہندوستان ہوے —

خوبی صفات نواب

مؤرخ کو چاہیے کہ ہر شخص کے صفات جمیلہ اور خصائل رذیلہ بغیر نفسانیت کے لکھے

کسواسطے کہ عصمت صغیرہ کبیرہ خاص برگزیدگان پر ختم ہوئی اور اس جامۂ بشری اور تعلقات امور دنیوی مین جسقدر جرات جس سے ہوسکے غنیمت ہے از آنجملہ نواب معتمد الدولہ کی علو نسب رہی شرافت سیادت و حسن لیاقت اور مروت خاص اور جود و ہمت خاص اور سیر چشمی اور رفقا پروری بہت غنیمت تھی اور سخاوت جسمین ہر عیب پوش ہوتی ہے السخی حبیب اللہ آیا ہے —

ورود لارڈ کمبرمیر کمنڈر انچیف بہادر یعنی سپہ سالار فوج اور مرزا کیوان جاہ بہادر کا مع نواب معتمد الدولہ بہادر استقبال کو جانا

جب خبر آمد آمد لارڈ کمبرمیر بہادر یعنی کمنڈر انچیف ہوے شاہ عالم پناہ نے حسب دستور قدیم واسطے استقبال کے مرزا کیوان جاہ بہادر اپنے ولیعہد کو بہت عظمت شان سے جیسا کہ چاہیے مع ارکان دولت اور وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ بہادر کو اونکے ساتھ کیا چنانچہ حسب دستور رحمت گنج تک تشریف فرما ہوے لارڈ صاحب بہادر نے ملاقات اونسے اوسی عزت و توقیر سے کی جیسا ولیعہد کیواسطے ہوتا ہے پیش آئے اوسی تقریب ماضیہ سے آجتک اولاد بہادر موصوف زمرۂ شاہزادون مین شمار کیجاتی ہے چیف کمشنر بہادر یا جب دربار نواب گورنر جنرل بہادر ہوتا ہے اونکی اولاد بھی مثل اور شاہزادون کے جو خاندان شاہی مین ہین طلب ہوتے ہین اور شمار کیے جاتے ہین اور لارڈ صاحب بہادر بھی مثل شاہزادون کے بہمہ وجوہ پیش آتے ہین اگرچہ صلب سے بادشاہ نصیر الدین حیدر کے نہین ہین مگر اس سلطنت مین امور سلطنت منظوری سرکار ہمیشہ مرضی اور تجویز حاکم وقت پر منحصر رہی ہے جب جو قرب و منزلت سرکار شاہی سے ہوئی اوسی طرح گورنمنٹ عالیجاہ نے بھی جاری رکھا اور ایسا امر نواب آصف الدولہ بہادر کے بھی عہد دولت مین ہوا ہے کہ جب نواب نے سرجان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا بیٹا قرار دیا اونھون نے ارشاد نواب کو صدق سمجھکر بطیب خاطر قبول منظور کیا تھا اگر کچھ شک ہوتا اور نواب کے ارشاد کو خلاف سمجھتے تو البتہ ازراہ فہمایش مداخلت کرتے کہ ہماری سرکار کا تعلق وعین سلالۂ خاندان سرکار زمان نواب شجاع الدولہ سے رہی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہ ریاست آبائی غیر محل مین ہم گوارا کرینگے چنانچہ بعد انتقال نواب آصف الدولہ بہادر مسٹر ن صاحب رزیڈنٹ تشریف لائے مرزا جنگلی صاحبزادہ نواب

مرزا کیوان جاہ بہادر

Kayvan Jah.

نواب وزیر مرزا بہادر

Nawab Vazir Mirza

شجاع الدولہ بہادر کے بخیال حق مسند نشینی آبائی تشریف لائے تھے نواب بہو بیگم صاحبہ نے نواب ناظر محمد جواہر علیخان سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ اسوقت میری آنکھون مین جہان تاریک ہو رہا ہے جسے تم مناسب سمجھو مسند نشین کرو صاحب بہادر نے سب حاضرین کے سامنے آواز بلند ارشاد کیا کہ جسے وہ مقرر کر گیا ہے وہی ہوگا اوسوقت جناب موصوفہ نے جواب صواب شنکر نواب ناظر سے فرمایا کہ دوشالہ جو نواب مرحوم کے پلنگ پر رکھا ہے مرزا وزیر علیخان کو اوڑھا دو پس شلک سلامی توپ ہوئی ارکان دولت نے نذرین دین مرزا جنگلی مایوس ہو کے اپنے گھر آئے بعد اسکے جب مرزا وزیر علیخان سے حرکات خلاف داب ریاست ہوئے اور ارکان دولت خائف و ترسان ہوئے بنائے خلاف مسند نشینی ہوئی جب سرجان شور صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور یہ حال سب ارکان دولت سے سنا فرمایا کہ ابطال نسبت مرزا وزیر علیخان کا ہمین کیونکر یقین ہو آخر نواب بہو صاحبہ اور نواب ناظر محمد تحسین علیخان سے اسکی تحقیق اور تصدیق اور استشہاد جمیع ارکان دولت کو ٹھی بی بی پور مین ہو چکا مسند نشینی سے خارج کیا اور حق بحقدار پہونچا اسکی تصریح اپنے مقام پر آویگی خلاصہ نواب معتمد الدولہ بہادر مع مرزا کیوان جاہ بہادر داخل لکھنؤ ہوئے اور بادشاہ سے سب احوال ملاقات عرض کیا اگلی تحریر دفتر شاہی مین موجود ہے۔

خلاصہ جب لاٹ صاحب سے ملاقات ہوئی نواب نے ازراہ آداب اپنے ہاتھی کو پیچھے رکھا لاٹ صاحب نے ازراہ عطوفت فرمایا ہمارے ہاتھی کے برابر رہو فقرا و مساکین نے ہر طرف سے ہجوم کیا نواب نے دونون طرف مٹھی مشت روپیہ پھینکنا شروع کیا لاٹ صاحب نے منع کیا تامل ہوا اتفاقاً بعد چند قدم کے دو لڑا موتیون کا جو نواب کے گلے مین تھا ٹوٹ کر اوسکے موتی نواب کے دامن مین گرے نواب نے اون موتیون کو فقرا پر پھینکا لاٹ صاحب نے چاہا کہ تھوڑا ٹھہر جائین تا کہ لوگ زمین سے اونکو چن لین نواب نے عرض کی یہ موتی از خود راہ خدا مین انکی قسمت سے گر جانے دیجیے اس سے غرض نمایش اپنی جود و ہمت کی تھی۔

یہ بھی معمول تھا جب باغ جاتے تھے گھوڑے پر جو ملازم ساتھ باغ تک پہونچا اوسے اشرفی ملتی تھی موسم برسات مین اکثر صاحبات محل باغ مین کئی دن تک رہتے تھے دونون وقت

سبکو کھانا بہ تکلف ملتا تھا بازار کو بھی حکم ہوتا تھا جسکی دوکان یا خوانچہ مین جو شی باکول رہجاتی تھی خرید نواب مین جاتی تھی ایک زمانہ یہ بھی گذرا کہ مہمان جو سرائے شاہی مین تین دن سے زیادہ نہین رہنے پاتا تھا تو کیہ سوار ہوجاتا تھا طعام مہمانداری باجارہ ہوتا تھا۔

میر بندہ علی دلی کے رہنے والے انکے بزرگ عالیخاندان تھے مفلس پریشان حال ہوکر لکھنو آئے ناموس بزرگون کی دھری رہی نواب کی جود و ہمّت سے طریقہ مسخرگی اختیار کیا خود کہتے تھے کہ مین نے گیارہ برس کے عرصے مین خود نواب کے ہاتھ سے چودہ لاکھ روپیہ پایا جسمے کچھ شک ہو اوسکا حساب خرچ میرے پاس ہے اور جو اونکے متوسلین سے پایا اوسکا حساب نہین انکا صرف عیش و تعیش و ازدواج و عمارت مین کیا کچھ غربائے مومنین کو بھی دیا آخر ازدواج اورون کے پاس گئی مکان تمینی گنج مین وسعت سے تھا مرزا عالیجاہ والاجاہ نے مول لیا آخر مرگئے۔

پشمینہ عمدہ جو حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین کشمیر سے آیا پھر اوس قیمت کا نیا یا سہ گزہ رومال دوشالے پانچہزار کی قیمت کے چنانچہ نواب نے بھی بہت سے خریدے ایکدن اوسمین کا دوشالہ اوڑھے اصلاح بنواتے تھے خاص تراش بہت غور سے دیکھنے لگا نواب نے کہا تو کیا دیکھتا ہے عرض کی حضور کی بدولت غلام کو دوشالے نصیب ہوے مگر یہ ایسا ہے کہ آدمی اسے دیکھا کرے وہ دوشالہ اوسی کو عنایت کیا۔

ایکدن اوسکے ساتھ کے دوشالے کو اوڑھکر گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا تیزی کرنے لگا دوشالہ نواب سے سنبھل نسکا چھوٹے خان چابک سوار ملازم کھڑا تھا اوسے پھینک دیا اوسنے توشہ خانہ مین سپرد کیا دوسرے دن نواب نے دوشالہ اوڑھنے کو مانگا خواص نے وہی دوشالہ دیا فرمایا کہ یہ اوسی کے ساتھ کا ہے عرض کی وہی کل کا چھوٹے خان سے ملا ہے فرمایا مین نے اوسے دیا تھا یا رکھنے کو دیا تھا پھر اوسے عنایت ہوا آخر زمانے مین ایک وزیر اعظم نے اپنے رفیق محرم راز سے کہا دوشالے ٹکے کمر کے میرے ہین ایک تم لو دوسرا میرے واسطے رہنے دو اوسنے بعد استعمال کے تیس روپیہ بضرورت بیچا نواب کا دوشالہ بعد استعمال کے بارہ سو روپے کو ایک مہاجن نے مول لیا فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ہمت

اسی طرح کلو خدمتگار کی بیٹی کی شادی کو عظیم علیخان سے لاکھ روپے دلوائے اونھون نے اوسکے دینے مین کچھ تامل کیا منتظر حکم ثانی رہے پھر فرمایا اوسکے سوا کچھ تم بھی اپنے پاس سے دو اونھون نے بھی دس ہزار اپنے پاس سے دیے۔

پہلی نیابت نو مہینے کی مدت مین محمد خان خدمتگار کے پاس چالیس ہزار روپیہ جیب خاص کا تھا اوسنے عرض کی ایک پھلواری علاقہ قید ہے کہتا ہے اگر مین قید سے نجات پاؤن دس ہزار روپیہ دونگا فرمایا جو تمھارے پاس ہے اوسے پہلے لے لو پھر اوس سے لے لینا۔

کسر نفسی اپنی ایکدن یہ دکھائی تامجان پر سوار میر اسد کے مکان سے گذرے اور سب پیادہ ساتھ تھے میر اسد نے کہا حضور یہ سنگھ جی اپنی دوکان مجھے نہین دیتا دیوار میرے مکان کی کج ہوتی ہے فرمایا سنگھ جی تم اپنی دوکان کی قیمت ہمسے خاطر خواہ لو اوسنے عرض کی حضور تھوڑا توقف فرمائین تو مین عرض کرون یہکہکر وہ دوکان سے ایک دیگچی ہنسی ٹوٹی کنارے کی لاکر عرض کی یہ امانت چودہ ٹکے پر میرے پاس موجود ہے فرمایا سچ ہے اور دیگچی کو لیکر تامجان پر رکھ لیا دوکان نذر نواب کی ایک پیسہ نہ لیا اوٹھ گیا۔

منشی مسعود بخشیگری مین تھے منشی ظہور الدین اپنے بیٹے کی شادی کی عرضی کی فرمایا تو فیسرکا ستّر ہزار روپیہ تمھارے پاس ہے لو باقی لاکھ پھر لینا۔

اسی طرح میر نیاز حسین داروغہ دیوانخانہ کے بیٹے کی شادی مین لاکھ روپیہ دیا۔

شادی امیر الدولہ آغا علیخان و سید علیخان نظام الدولہ

نواب امین الدولہ آغا علیخان بڑے بیٹے نواب کی نسبت مرزا شاہ میرخان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی سے ٹھہری اونھون نے بطیب خاطر قبول و منظور کیا نواب نے اپنا عزیز سمجھکر بقرب خاص بادشاہ کیا کئی برس تک نسبت رہی بہت سے رسومات ہندوستانی مین نواب نے اپنی علو ہمت سے لکھا روپیہ صرف کیا مرزا شاہ میرخان کو طمع نفسانی زیادہ ہوئی یعنے مثل نواب روشن الدولہ نظامت کسی چکلے کی لیکر خوب گلچھرے اوڑائیے اور جسقدر زر تحصیل کیا جائے چاہیے کہ نواب کے وسیلے سے معاف ہوجائیگا نواب نے دوستانہ سمجھایا کہ آپ کے کارندے روپیہ سرکار کا کھا جائینگے آپ سے مین مروت کرونگا نقصان سرکار مین میسر ہی

بدنامی ہوگی یہ نہ سمجھے بلکہ خفا ہوئے چاہا کہ بیٹی کی نسبت چھڑالین اسی خیال مین اپنی سراسیمگی سے کنوئین مین گرا دیا نواب فوکمی بازدید کو گئے نواب صمصام الدولہ نے بہت سمجھایا کچھ خیال مین نہ لائے ایک دن باخفا مع اپنی بی بی فاطمہ بیگم اور دوسری بی بی مسماۃ آبادی کو لیکر کانپور گئے وہان سے کلکتے پہونچے بادشاہ نے انکی بیٹی کو بلوا کر نواب مبارک محل کے سپرد کیا فرمایا تم اسے اپنی بیٹی سمجھکر بیاہ کردو۔

مرزا شاہ میر خان نے نواب گورنر جنرل سے شکایت نسبت کی کی صاحب رزیڈنٹ کی تحریر سے حقیقت حال معلوم ہوچکی تھی شنوائی نہوئی مرزا شاہ میر خان اوسی اپنی وحشت مزاج سے چار ہزار روپیہ کرایۂ جہاز دیکر روانۂ لندن ہوئے وہانسے بھی ناکام ہوکر مصر مین رسے بعد کئی مہینے کے مرگئے وہین مدفون ہوئے وہ ممتوعہ آبادی بھی وہین مرگئی اوس سے ایک بیٹی کسی ترک کے ساتھ اونکے بیٹیون کے پاس آئی اوسکا بھی سرکار سے وثیقہ ہوگیا۔

جب فاطمہ بیگم صاحبہ نے یہ حال دیکھا اپنے باپ مرزا محمد تقی خان کو خط لکھا کہ اب انکا قصد لندن ہے مین نے بہت اطاعت کی اب خدا کیواسطے مجھے آکر لیجائیے نواب معتمد الدولہ نے بیس ہزار روپے خرچ کو دیے اور بادشاہ نے خط نواب گورنر جنرل کو لکھا نواب موصوف نے بہت خاطر کی اپنی بیٹی کے پاس لے گئے اونھین لے آئے مرزا شاہ میر خان اودھر روانہ ہوئے۔

نواب مبارک محل نے حسن باغ مین بہت دھوم دھام سے شادی کی لیکن مرزا شاہ میر خان کے ناگوار خاطر سے جیسا چاہیے ویسی شگفتگی خاطر سے نواب نے نکی اگرچہ بہت کچھ صرف ہوا۔

دوسری شادی نظام الدولہ سید علیخان کی نواب وشرف الدولہ کی بیٹی سے ہوئی فی الحقیقت اوس سے زیادہ تبکلف تمام ہوئی کس واسطے کہ طرفین سے مقابلہ جود و ہمت کا تھا آغا علیخان کی شادی مین کثرت مہمانی محلات معلے و امرا کا نابر وقت نہ پہونچا اور اسکا اہتمام بھی مشکل پڑا اس جہت سے نقد تورہ بندی ہوئی اقل قلیل ساٹھ روپے سے ایک سو اکاون روپیہ تک تقسیم ہوئے سوائے کشتی مصالحہ پان ڈلی الاچی تماکو کے اور وقت رخصت محلات شاہی

اور اُمرا کو کشتیان لباس سہاؤ گراوین ادنیٰ خرچ یہ ہی کہ حقیقہ مدار یہ جو ایک پیسے کو بکتا ہی پندرہ
ہزار روپیہ کا صرف ہوا اور مصالحہ وغیرہ کا انبار لکڑی کے جن بیبیون ملازمین محل کے ہاتھ سے
فقط ارباب نشاط کو جو روپیہ تقسیم ہوا بجانے حنا ہاتھ کالے ہوگئے تھے اور روشنی تھا ٹھہر
بندی اور تکلف نقارخانہ اور اوسکی روشنی قابل تماشا تھی صبح کو براتی ساتھ سب لباس سُرخ
پہنے ہوے تھے راہ مین چوک مین فقرا و مساکین کو سوا نواب کے میر روشن علی وغیرہ بھی روپیہ دونون
طرف پھینکتے تھے —

اب ایک امر جود و ہمت کا یہ ہی کہ روز برات شادی آغا علیخان نواب روشن الدولہ نے شربت
پلائی حسب دستور کی جب نوبت شربت نواب تک آئی نواب نے اپنی جیب سے اشرفیان نکالین نواب
روشن الدولہ نے عرض کی آج ہم شربت پلائی مین امتحان جود و ہمت وزیر اعظم کرتے ہین نواب نے
فرمایا ہمنے سولہ لاکھ روپیہ جو تمھاری نظامت مین باقی ہین ہمنے اس شربت پلائی مین دیے نواب
روشن الدولہ آداب بجالائے جب بادشاہ نے اندر سے پرچہ اخبار نواب سے پوچھا عرض کی حضور روشن الدولہ
نے اسی پر قناعت کی اگر کچھ تامل کرنے مین زر تحصیل دوسرے سال کا بھی دیدیتا بس اب تاثیر وقت اس
زمانے کو دیکھیے کہ جب وزیر اعظم نے عرض کی اسقدر غلام نے حضور کی بدولت ۷ لاکھ کمائے ہین حاضر
ہین فرمایا ایک لاکھ اسمین سے اپنی تعمیر عمارات کو لے لو باقی داخل خزانہ کرو —

حسن تدبیر نواب سے تقرر سفیر شاہی کلکتہ مین اور وثیقہ صاحبات محل وغیرہ

نواب نے اپنی مدت مین جو تدبیر کی یاوری اقبال سے بن پڑی ہر چند بعض مقربان خاص اپنی
حسن رسائی اور دور اندیشی پر نازان تھے لیکن نواب کو ملکہ راسخہ ہوگیا تھا اور خوش نیتی سے
اونکی زر تحصیل ممالک محروسہ کسی وزیر اعظم کے عہد دولت مین نہ آیا تھا فی الحقیقت یہ امر تعلق
بہ نیت حاکم ہوتا ہی انجملہ میر تفضل حسین خان عہدہ سفارت کلکتہ سے موقوف ہوگیا تھا
چنانچہ نواب نے پہلے دیوان ولی بیگ کو ہزار روپیہ ماہوار سے پر مقرر کرکے بحیلۂ خرید فرمایشات
کلکتہ بھیجا اور دو ہزار روپیہ ڈالی میوہ تر و خشک کے یومیہ مقرر کیے کہ صاحبان خاص کو بھیجا کرین
انھون نے بمدد اعانت عملۂ سرکار ایک مرتبہ دربار معینہ نواب گورنر جنرل مین ملازمت بھی حاصل کی

کہ یہ شاہ اودھ کیواسطے خرید فرمائشات کو آئے ہین خلعت پانچ پارچہ بنجاطر بادشاہ ملا مگر یہ ایسے عیبی تھے کہ وہان تماشا بینی و شراب خواری مین سب بھول گئے اشرف علیخان جو وزیر اعظم مرزا جہانگیر شاہزادہ کا ہوا تھا ستار خوب بجاتا تھا وہ اُنکا مقرب خاص ہوا تھا غرض کئی مہینے رہکر ناکام پھر آئے۔

بعد اسکے نواب کی یاوری اقبال سے صاحبان صدر نے باستصواب سرکارین بطیب خاطر سفارت سفیر شاہی قبول کی جس سے مزید اتحاد دولتین ظاہر ہوا چنانچہ خطوط صدر سے اسکا احوال معلوم ہوا اسکا قصہ تحریرات کا بہت طول ہے مختصر یہ ہے کہ جنت آرامگاہ چاہتے تھے کہ منشی مرزا جعفر سگے بھائی میر منشی مرزا باقر رزیڈنٹی کو بسر رشتۂ سفارت روانہ کلکتہ کرین لیکن بسبب امور درستی ریاست محول تشریف آوری نواب گورنر جنرل تھی اس جہت سے تامل کیا گیا تھا فی الحقیقت سفیر کے بننے سے مطلب برآری مقدمات سرکار کی بسہولت متصور تھی اسکے نہونے سے سرکار کی خبر رسی کرنے سے اور عدم معتمد سے بہت سی خرابیان ہوئین خلاصہ مفتی محمد خلیل الدین خان جو پیشتر سے ملازم سرکار تھے بموافقت نواب معتمد الدولہ بلکہ اونکے دوست و خیرخواہ تھے مقبول سرکار انگریزی بیس ہزار روپیہ دیکر روانۂ کلکتہ فرمایا جب صاحبان صدر سے بخوبی راہ و رسم ہوا خلعت سفارت سے سرفراز کیا کلکتے مین جھالردار پالکی ہندوستانی بہدوان سے راجہ سے منگوا کردی اور بپاس خاطر بادشاہ قبل انکے بھیجنے خط سفارت کے خلعت دیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہمنے محض نظر بحسن لیاقت اور عزت خاندانی کے منتظر خط کے نہے خلعت دیدیا۔

سفیر شاہی کے واسطے تین سو روپیہ کرایہ بابت کوٹھی کے گورنمنٹ سے مقرر ہوا اور پانچہزار ماہواری سرکار شاہی سے اور بر وقت ضرور کار جسقدر چاہین ساہ جی کی کوٹھی سے اجازت تھی اونھون نے بہت سے کام سرکارین کے اپنی خیرخواہی سے کیے ازآنجملہ جب لڑائی پیگو کی درپیش ہوئی گورنمنٹ کو ضرورت روپے کی ہوئی بادشاہ سے عرض حال کرکے ایک کرور روپیہ بطریق قرض مؤبد دلوایا رزیڈنٹی سے روپیہ کشتیون پر بار ہوکر کلکتے گیا صاحبان عالیشان رزیڈنٹی مین اوسکے جمع مبلغ خطیر کے دیکھنے کو آتے تھے دس لاکھ بحساب دو یک انھین سے بہو بیگم صاحبہ کا زر توفیر بائیس لاکھ گورنمنٹ مین جمع تھا

نواب گورنر جنرل نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ یہ مال بادشاہ ہی انھین دیدو صاحب نے اوسکے دینے مین تامل کیا کہ خلاف تحریر وثیقہ ہوتا ہی پھر حکم آیا کہ مطابق ہمارے حکم کے عمل مین لاؤ چنانچہ وہ روپیہ داخل خزانۂ شاہی ہوا۔

اسی پر بناے وثیقہ ہوئی کہ بحساب فیصدی پانچ روپیہ ملیگا اور بموافق اسی نرخ کے رہیگا تغیر نہوگا اور وثیقہ مفصلۂ بالا بعد نسل ولطنا بعد بطن بحفاظت وحمایت سرکار جاری رہیگا بظاہر بعد وثیقہ بہو بیگم صاحبہ یہ وثیقہ بھی رخنۂ ثانی ہوا بلکہ ہر سلطنت مین اسی سنت سیئہ کی ترقی ہوتی گئی اور صاحبان صدر نے بسبب ضرورت درپیش لڑائی اسے بلا اکراہ قبول کیا لیکن خوبی فہم مشیران خاص سے دو ثلث وثیقہ بعد وفات صاحبان محلات معلی بواسطہ بالیوز بغداد جو مجاورین وزائرین نجف اشرف وکربلاے معلی مقرر ہوا اوسکی تقسیم مین وہان بہت سی خرابیان ہوئین کہ علماے دین کے اختیار سے ثابت ہی اگر مثل وثیقہ حضرت فردوس منزل بقید لکھنؤ ہوتا تو شاید اس سے بہتر ہوتا یا اس روپیہ سے لکھنؤ سے زائرین وحجاج کا زاد سفر ہوا کرتا جب بھی امین کا ہونا لازم تھا۔

تفصیل وثیقہ

[illegible]

نواب مبارک محل صاحبہ ماہواری [illegible] نواب ممتاز محل صاحبہ [illegible] سلطان مریم بیگم صاحبہ [illegible] نواب سرفراز محل [illegible] ملازمان ومتعلقان مع اسامیہاے سرفراز محل [illegible] امام باڑہ نجف اشرف [illegible] نواب بیگم خاص محل نواب معتمد الدولہ [illegible] عالیہ بیگم دختر نواب [illegible] نواب معتمد الدولہ [illegible] نواب امین الدولہ آغا علیخان [illegible]۔

نقل تحریر وثیقہ

یہ وثیقہ عہد اقرار نامہ فیما بین سرکار عظمت آثار ظل سبحانی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ اور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہما درباب اوس مبلغ کے جو جناب بادشاہ فریجاہ ممدوح نے بطریق قرض سرکار کمپنی انگریز بہادر کے

پیش کیا ہی اپنے ہاتھ سے جناب بادشاہ والا جاہ معظم الیہ نے معرفت ہارڈنٹ رکٹس صاحب بہادر
جانشین دربار معلی جناب محتشم الیہ نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے بموجب ویرا ختیار کے جو
جانب سامی الجواب نواب مستطاب معلی القاب زبدۂ نوئیان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض معمور
بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامرا ولیم لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم
ممالک محروسۂ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند سے معزی الیہ کو اجلاس کونسل مین مفوض
ہی زیب توثیق پایا گیا —

دفعۂ اول جناب بادشاہ نے مبلغ ایک کرور روپیہ بطریق قرض مؤبد سرکار شوکت مدار کمپنی انگریز
بہادر کو دیا ہی نفع اوسکا پانچ لاکھ روپے سالانہ ہوتا ہی تاریخ غرۂ محرم ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست
۱۸۲۵ع سے اشخاص مرقومۃ الذیل کو بہ سبیل ماہواری دیا جائیگا اور اگر سرکار کمپنی
انگریز بہادر مین شرح منافع فیصدی پانچ روپے سے کم یا زیادہ ہو جاے منافع اوس روپیہ کا سہ صد سالانہ
پانچ روپے سے کم و بیش نہوگا —

دفعۂ دوم یہ روپیہ واسطے ہمیشہ کے قرض ہی کسی صورت سے والیان سلطنت اودھ اختیار استرداد
مبلغ مذکور نہین رکھتے اور نہ کسی طرح کی مداخلت اوس منافع مین کرینگے —

دفعۂ سوم سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہی کہ زر منافع مزبور کا دربارہ اشخاص مسطور
المتین کو بعنوان مفصلۂ ذیل ابداً مؤبداً نسلاً بعد نسل جہان رہین وہان کے سکۂ مروجہ سے
بے کم و کاست ادا کریگا —

دفعۂ چہارم سرکار انگریز ممدوح ہمیشہ کفیل عزت و آبروے مشاہرہ داروں کے اس منافع کے
اور حافظ اموال قابل مکانات اور باغات بخشیدۂ بادشاہ ذیجاہ و دام ملکہ کے یا خرید اور اونکے تعمیر کے
ہونگے ہاتھ سے حکام و متعینان سے رہیگی اور اشخاص مزبور جس شہر و دیار مین ہونگے اونھین وہین
مشاہرہ بھیجا جائیگا —

دفعۂ پنجم یہ قرارداد جناب بادشاہ اودھ نے اپنی طرف سے اور ہارڈنٹ رکٹس صاحب
بہادر نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے لکھکر صاحب ریذیڈنٹ موصوف نے اوسکی ایک
نقل انگریزی و فارسی میں اپنے مہر و دستخط سے حوالہ بادشاہ معظم الیہ کی اور مطابق اوسکے

ایک نقل مزین بمہر بادشاہ ممدوح نے اور صاحب ممدوح اقرار کرتے ہین کہ بموجب اوسکے وثیقہ مزین بمہر و دستخط نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا ریٹ آنربل ولیم پٹ لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل مین حاصل کرکے حوالہ شاہ اودھ کرینگے اور وثیقہ دستخطی و مُہری اپنا پھیر لینگے — عــــہ شہر لہ للعہ ۱۰ ار ۹ پائی انگریزی —

در ماہہ خادمان امام باڑہ نجف اشرف بموجب تفصیل علٰحدہ الماہہ ۸ ار ۹ پائی ابدالاباد یہ مشاہرہ بوساطت اوس شخص کے جسے تولیت امام باڑہ مذکور حضور بادشاہ ذیجاہ تفویض کرینگے دیا جائیگا اور تغیر و تبدل اسامی عملۂ مذکور بموجب کہنے صاحب تولیت کے منظور ہوگا —

نواب عفت مآب مبارک محل صاحبہ عــــہ ماہوار ہی حین حیات تک راہنہ کو جناب عفت مآب کو پہونچیگا اور مابعد کیواسطے ہر شخص اور ہر امر کیواسطے جو وصیت کرینگی بقدر ایک ثلث مشاہرہ تک قبول کیا جائیگا اور دو ثلث باقی مشاہرہ دیا نسبت کی مقدار وصیت ایک ثلث سے زیادہ دونون ثلث رہین یا وصیت نکرین ورسب مشاہرہ باقی رہے نصف نجف اشرف اور نصف کربلاے معلی مجتہد اور مجاور آستان کو ابداً موبداً پہونچایا جائیگا کہ اوسکا ثواب عائد حال فرخندہ مآل جناب بادشاہ ہو —

سلطان مریم بیگم بموجب عنوان مفصلہ ذیل مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ کا اور مشاہرہ سلطان مریم بیگم صاحبہ کا بھی حین حیات تک پہونچا کریگا اور مابعد کے واسطے اوسی طریق سے عمل مین آئیگا —

ممتاز محل صاحبہ سرفراز محل صاحبہ بشرح صدر ملازمان اور اسامی سرفراز محل بموجب تفصیل علٰحدہ نسلاً بعد نسل دیا جائیگا اور مشاہرہ فوتی لاوارث شامل نجف اشرف اور کربلاے معلے کیا جائیگا —

نواب معتمد الدولہ بہادر یہ مشاہرہ ہمیشہ نواب موصوف کو نسلاً بعد نسل جاری رہیگا اور مابعد کیواسطے جو نواب موصوف بیٹے اور بیٹیون اور جورؤون اور اپنے متوسل کیواسطے وصیت کرینگے بموجب سہم بموجب وصیت کے نسلاً بعد نسل دیا جائیگا اور احیاناً اتفاق وصیت نہو مشاہرہ ورثہ شرعی کو اونکے حسب تقسیم میراث بموجب مذہب اثنا عشریہ نسلاً بعد نسل

دیا جائیگا اور دو ماہرہ جو واسطے بی بی اور ایک بیٹی کے اونکی حسب تفصیل ذیل پر بابت منافع اوس روپیے کے جو مقرر کیا نسلاً بعد نسل وہ بھی جدا جاری رہیگا اور آئمہ نواب موصوف اونکے واسطے مشاہرہ سے وصیت کرنے والون کو جدا نسلاً بعد نسل دیا جائیگا اور اسیطرح اگر اتفاق وصیت نہ پڑے ان تینون شخصون کو بھی موافق حصہ شرعی میراث اس مشاہرہ نواب مذکور سے بھی حصہ نسلاً بعد نسل دیا جائیگا —

نواب بیگم اہلخانہ نواب معتمد الدولہ بہادر ا ــــ ماہواری حین حیات تک انکو ملیگا اور بعد انتقال کے ورثہ شرعی کو اونکے بموجب تقسیم میراث حسب مذہب اثنا عشریہ نسلاً بعد نسل بھیجا جائیگا نواب عالیہ بیگم بیٹی نواب موصوف الــ ماہواری بشرح صدر امین الدولہ بیٹے نواب موصوف ا ــــ ماہواری بشرح صدر تحریر غرہ محرم ۱۲۴۱ ہجری مطابق ۱۷- اگست ۱۸۲۵ء —

زبن نوئیان عظیم الشان مشیر خاص
معمور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ۱۸۲۳ء

اس وثیقہ پر یارون کا حاشیہ بھی بعض سرکارین لگایا گیا مثل وثیقہ نواب مبارک محل یعنے وصیت نامہ مُہری بیگم صاحبہ کلکتہ سے آیا صاحب رزیڈنٹ کے پاس چنانچہ رکٹس صاحب نے خلاف سررشتہ سمجھکر چاہا کہ بعد تحقیقات بیگم صاحبہ سے دریافت کرکے جاری کرین کہ اپنی معرفت ہماری روانہ صدر کیون نہ کیا مہندر نراین خزانچی صاحب پر معتمد تھا اوسنے بموافقت اپنے کہ پیشتر سے موافق ہوچکا تھا اوسنے صاحب کو سمجھایا کہ آپ بموجب حکم صدر کے تعمیل کیجیے اب تحقیقات سے آپکو کیا حاصل ہوگا سوائے دردسر کے معتمدین بیگم صاحبہ یہ کہتے ہین کہ وصیت نامہ مصنوعی سے اکثر حقدارون کے حق تلف ہوگئے بیگم صاحبہ لاعلم رہین مولوی علی حسن بلگرامی جو موجد اس تحریر مصنوعی کے ہوئے تھے اونکی تنخواہ سو روپیہ کی اسی ثلث وصیت سے بموافقت عملۂ گورنمنٹ علیحدہ ہوگئی واللہ اعلم —

مولوی غلیل الدین خان سفیر کلکتہ کو بادشاہ نے چھ ہزار روپیہ سال کی جاگیر مع فرمان عنایت کی تھی جب اعتماد الدولہ نائب ہوے ضبط سرکار ہوئی حضرت فردوس منزل نے انھین مہتمم عدالت کیا تھا شرف الدولہ کی ناموافقت سے خانہ نشین ہوے پھر حضرت جنت مکان نے پانسو روپیہ درماہہ کیا صدر امانت دی پھر اخبار ملکی ملا حضور عالم کے عہد دولت مین تخفیف مین آئے جب عملداری سرکار ہوئی چیف کمشنر نے سب انکا احوال حسن خدمت کا لکھا نواب گورنر جنرل نے بعد دریافت حقیقت حال سو روپیہ کا پنشن بادام حیات اور بعد انتقال ایک پشت تک برقرار رہیگا چنانچہ مولوی صاحب نے بعمر چہتر یا پچھتر برس کی عمر مین ۲۴- اکتوبر ۱۸۶۴ء مطابق بست و یکم جمادی الاول ۱۲۸۱ھ روز دوشنبہ انتقال کیا —

انتقال حضرت شاہ زمن

حضرت شاہ زمن جواد و کریم النفس و صاحب معرفت نسبت بخدا رکھتے تھے یہ صفات ذاتی نواب آصف الدولہ مرحوم کو یا اس خاندان مین انپر ختم تھے جبتک اپنے ہوش و عقل مین رہے لیکن از بسکہ متحمل مشقت انتظام سلطنت کے نہوسکے رتق و فتق مہمات سلطنت کو اعتماد کلی سمجھکر اور بی بی فاطمہ جانکو سپرد نواب کیا تھا اور تقریباً نصف اندوختہ جمع خزانہ جنت آرامگاہ تعمیر موتی محل شاہ منزل نہر باین فرح بخش و بارہ دری امام باڑہ نجف اشرف و تماشاے بسنت و جلوس شاہی وغیرہ مین صرف کیا سواے آمدنی ممالک محروسہ یا جسقدر تھوڑا بہت آپ بھی جمع کیا تھا یہ سب صرف ہوا نواب نے اپنی کاربر آری سمجھکر عمداً بادشاہ کو غافل کردیا تھا حالانکہ بادشاہ کے ظاہری قوی بہت زبردست تھے جوان کشیدہ قامت پانچ چار برس کے عرصہ مین کثرت مشروبات بحیسابے ضعیف و تحلیل ہوگئے تھے اسی غفلت سے جتنے داب دستور قدیم تھے سب درہم برہم ہوگئے تھے بادشاہ ایجاد ہر امر مین اور خوش سلیقگی اور آراستگی کوٹھی انگریزی مین بے مثل تھے بدپرہیز تھے حکیم ملازمین کیا کرین آخر مبتلاے مرض اسہال ہوئے بادشاہ بیگم مع اپنی نواسیون کے دیکھنے کو تشریف لیگئین کوئی بات نہ کی دوشالہ اپنے موتھ پر لیلیا آخر کمرۂ خاص موتی محل مین پچھلے پہر شب شنبہ ۲۷- ربیع الاول ۱۲۵۳ھ روز دیوالی مطابق ۱۸- اکتوبر ۱۸۳۷ء روح پرفتوح ریاض جنت کو گئی پیدایش ۱۲۱۷ھ اس حساب سے ۵۶ برس سے زیادہ نہ تھے اور کئی مہینے پیشتر سے مشروبات

سنہیات سے اجتناب کلی کیا تھا وقت عصر امام باڑہ نجف اشرف مین دفن ہوے جنازہ بڑے جلوس سے
اوٹھا فوج ارکان دولت عزیز و اقربا ساتھ تھے منٹ گن یعنے بعد دقیقہ کے توپ انگریزی موافق دستور
انگریزی بتعداد سن چلتی رہی۔

صاحبان رزیڈنٹ ا کرنل جان بیلی صاحب بہادر ۲ - سٹریچی صاحب بہادر ۳ جنرل ریپر صاحب بہادر ۴ جان ہنٹن صاحب بہادر ۵ مارڈنٹ رکٹس صاحب بہادر

نائب وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ **دیوان** راجہ دیاکرشن مہاراجہ نول کرشن افتخار الدولہ
سیوارام جو مسلمان ہوکر روانہ کربلاے معلے ہوے بعد مجاورت چند سال ۱۱ ربیع الاول ۱۲۸۴ ہجری
مطابق ۱۸۶۷ع انتقال کیا۔

اہلیان مستعار قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی نواب ناظر محمد آفرین علیخان۔

تقسیم ممالک محروسہ حضرت خلد مکان اہلکاران مجموع ۔۔۔ لاکھ ایک کرور متعلق مرزا حاجی ۔۔۔ لاکھ
متعلق محمد آفرین علیخان ۔۔۔ لاکھ متعلق نظامت منتظم الدولہ ۔۔۔ لاکھ ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان
سے لک محمود آباد ۔۔۔ لاکھ ۔۔ دیہات لکھنؤ وغیرہ ۔۔۔ لاکھ ۔

سواے محصول پرمٹ و سایر گنجیات و چھاپہ و عدالت و چبوترہ و جرمانہ وغیرہ۔

تعداد فوج سات ہزار سوار مع ترکسوار جلوس سواری اکتالیس پلٹن تلنگہ و نجیب سواے ہر سہ
توپخانہ آمدنی ممالک محروسہ بسبب افزایش ایک کرور اسی لاکھ بسبب جاگیر بیگم صاحبہ محسوب ملک محروسہ
ہوئی۔ مدت سلطنت مع وزارت ۱۳ سال ۸ مہینے ۵ دن۔

احوال نواب شمس الدولہ بہادر مرشدزادہ جنت آرامگاہ

نواب شمس الدولہ مرزا احمد علیخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ مرتبہ دینداری ورع و تقوی و صلاحیت مزاج
مین برکت صحبت حکیم مرزا ظفر علیخان بہتر اپنے بھائیون سے تھے بسبب ثقاہت کبھی انگریزی پوشاک مثل
بھائیون کے نہین پہنی اور مکان قدیم حسن باغ بوضع ہندوستانی رہا کوئی کمرہ انگریزی کبھی نہ بنوایا اور
ہر جمعیت ملکی و مالی تا حین حیات جنت آرامگاہ انھین پاس رہی ور انصرام کاروبار نیابت باجازت و
تجویز نواب گورنر جنرل بہادر بموجب درخواست جنت آرامگاہ کرتے رہے کسواسطے کہ نیابت انکی نواب

محتشم الیہ نے بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کی تھی اس سبب سے نواب کو یقین واثق تھا کہ ہر وقت خاص مین مسند نشین وزارت ہونگا اس جہت سے تدبیر ظاہری دنیا سازی سے بموافقت عملۂ رزیڈنٹی سے کی جیسا پیشتر اسکے بیان کیا گیا اور اس مرگ ناگہانی سے متحیر تھا اور جتنے امور ریاست تھے محول نواب گورنر جنرل کے آنے پر تھے در دولت پر جب آئے داخل بارہ دری نہو سکے کرنل بیلی صاحب نے پہرے کو حکم دیا تھا کہ بغیر ہمارے حکم کے کوئی نہ آنے پائے چنانچہ جب مسند نشین ہو چکے سب بھائیون کو طلب کیا انسے پہلے نذر دوائی نواب بردمانع ہو کر دیلتترا مین آئے فخر الدین احمد خان مرزا جعفر نے کس بشاشت سے تہنیت مبارکباد سے نذر دی یعنے فقط ہماری عرق ریزی سے اور شفقت دراز سے حق بمرکز قائم ہوا اور دلمین اپنے بہت خوش تھے کہ خلعت نیابت ہمارا منتظر ہے تقدیر نہستی تھی کہ تمھارا خلعت آخرت موجود ہے اسی تمنا مین قضا سے ناکام گئے ۔

غرض جب خبر داخلۂ لارڈ ماپرا صاحب کانپور سے آچکی جنابعالی بڑے جلوس سواری سے بعد نماز جمعہ سوار ہوے اوسکے بعد نواب شمس الدولہ بکمال تکلف جلوس سواری سے سوار ہوئے جب کانپور سے مراجعت کی جنابعالی نے باب نیابت مین فرمایا کہ جس طرح حین حیات جنت آرامگاہ مین مصروف و متوجہ انصرام کاروبار ریاست رہتے تھے اوسی طرح اپنے عہدۂ قدیم پر قائم رہین مجھے بطیب خاطر منظور ہے ایسا قوت بازو شریک حق ریاست دوسرا انسے زیادہ کون ہوگا اور مین بہر حال انکی پاسداری و رعایت ملحوظ خاطر رکھونگا نواب گورنر جنرل نے بھی اسے بہت مستحسن جانا تھا بلکہ دوستانہ بھی سمجھایا تھا مگر نواب کو وسوسہ ہاے تازہ مضمون خیالی ایسے ذہن نشین ہوے تھے نہ مانا عذرات بار دبیان کیے اور یہ امر بھی بغیر تالیف کے نہوا تھا مگر بیوقت آخر مایوس ہو کر مثل جنت آرامگاہ قیام بنارس اپنے واسطے بہتر سمجھا اور قیام لکھنؤ نامناسب جانا جب تسلط تام نواب معتمد الدولہ اور غفلت رئیس کی سنتے تھے اپنی صحبت مین فرماتے تھے اپنی غلط فہمی کو اور تاسف کرتے تھے کہ مین یہ بچانتا تھا ہر چند اس امید موہوم مین بھی اپنی خودرائی سے بہت کچھ صرف کیا دلالون کا فائدہ ہوا ہندوستان اسی نفسانیت و طمع خام دنیا سے خراب ہوتا چلا آیا ہے ۔

روانگی نواب سمت بنارس

غرض جسدن نواب روانۂ بنارس ہوے پہلے حاضر حضور جنابعالی ہوے نذر دی خلعت فاخرہ رخصت ملا وہان سے قبر جنت آرامگاہ پر فاتحہ پڑھکر سوار ہوے کثرت لشکر و ملازمین ہمراہ رکاب ستھے پانچ کمپنی انگریزی حفاظت راہ کو ساتھ تھی اور اس جانے مین بھی ۷ لاکھ روپیہ صرف کیا تھا جب اجازت جنابعالی سے ملی تھی کسواسطے اور بھائی مثل نواب جلال الدولہ مہدی علیخان حسین علیخان باخفا لکھنؤ سے نکلے ہین چنانچہ ایکدفعہ کلب علیخان تبدیل لباس کرکے نکلے تھے گنگا کے گھاٹ سے بذلت پکڑ آئے تھے اور دو کرور روپیہ کے نقد و جنس سے روانہ ہوے تھے اوسمین ضبطی مال راجہ جھرہ بھی انھین کے پاس تھی جب اوسکے واسطے عرض کرتے تھے جنت آرامگاہ فرماتے تھے اپنے پاس رہنے دو یہ نہ فرمایا کہ تم لے لو جنابعالی نے اپنی سیرچشمی اور نواب گورنر جنرل بہادر کے سمجھانے سے اوسکے دعوے سے ہاتھ اوٹھایا تھا اس سفر مین نقصان بہت ہوا بائیس کشتی بار اسباب کی مرزا صاحب علی داروغہ دریاے گومتی سے روانہ ہوئی تھی لوگون نے پردون مین تھیلی اشرفیون کی بجاے روپے کے پائی تھی۔

غرض جب داخل بنارس ہوے رئیس اور رعایاے شہر انکا جاہ و حشم دیکھکر بہت خوش ہوے کہ ایسے رئیس نامدار صاحب مقدور کے رہنے سے باعث مزید آبادی شہر ہوگا اور فی الجملہ رفاہ غرباے شہر بھی متصور ہے لیکن نواب نے از راہ تخفیف جتنے ملازمین خاص و عام مع شاگرد پیشہ یعنے جو لکھنؤ کے تھے برطرف کردیا سوائے حکیم مرزا ظفر علیخان اور حاجی مرزا بہادر علی کے سمجھے کہ ان سب کا اپنے پاس رکھنا گویا ہر شخص اخبار نویس لکھنؤ ہے اور مصارف لابدیات مین بھی جزرسی کی الاضیافت و مہمانی صاحبان عالیشان آیندہ و روندہ مین یا اونکی خرید اسباب مین بہت اپنا نقصان کیا ناموری سے بھی اور بحیلۂ امید موہوم بھی سرکار جنابعالی سے اپنی تنخواہ سے پچیس ہزار ماہواری کے طالب رہے جو جنت آرامگاہ قیام بنارس مین پاتے تھے مگر ساڑھے سترہ ہزار معمولی برقرار رہے۔

بعد قیام کئی برس کے عظیم آباد تشریف لیگئے نواب مبارک الدولہ نواب جنگلی کے بیٹے سے اپنی بیٹی مسماۃ مغل صاحبہ کی شادی کی دوسری بیٹی بڑی لانی بیگم کی شادی شوکت الدولہ

مرزا سید و صاحب کے بیٹے سے بنارس مین کی ہر مہینے مین ہزار روپے سادات و مومنین کو معرفت حکیم مرزا ظفر علیخان کے تقسیم کرتے تھے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ گسٹس بروگ صاحب بہادر رزیڈنٹ سے کچھ صورت خلاف ہوئی قصد روانگی کلکتہ کیا کئی مہینے تک کرایہ بجرے اور کشتیون کا دیا خود بھی کئی دن تک بجرے مین جا کر رہے آخر منشی غلام قادر خان ملازم قدیم گورنمنٹ اکثر امور عظیمہ مین انفصال کو جایا کرتے تھے صاحب رزیڈنٹ کیطرف سے سمجھانے کو گئے بعد بہت سے نشیب و فراز فہمایش کے سفر سے باز رکھا بہت زیر باری ہوئی ۔

روانگی نواب سمت کلکتہ بعزم زیارت و منع کرنا نواب گورنر جنرل کا

کئی برس تک نواب بعزم بالجزم عتبات عالیات کربلائے معلےٰ نواب گورنر جنرل سے طالب رخصت ہوے آخر اجازت بہر صورت ہوئی بنارس سے مع صاحبزادہا اور جناب بیگم صاحبہ ملازمین و متوسلین کمال شان و شوکت سے بسواری پنس و بجرہ و کشتی روانہ کلکتہ ہوے اور اسباب جو فضول تھا اوسکا نیلام کئی مہینے پیشتر سے کردیا تھا نواب گورنر جنرل نے ابتداے روانگی بنارس سے تا ورود کلکتہ جتنا لوازمہ مہمانی اس خاندان عالیشان کا تھا بحفظ مراتب کیا تھا اور جا بجا شہر مین حکام کو حکم رسد رسانی و حفاظت راہ کا پہونچایا تھا اور ہر شہر اور چھاؤنی مین گیارہ توپ سلامی کی چلتی تھی اور صبح و شام نواب کی بھی توپ چلتی تھی مگر زیر چندر نگر فراسیس انکا لنگان ہوا سارجن آکر منع کرگیا توپ کو جب مرشد آباد مین لنگان ہوا تھا وہان کے نبدگان عالی متمنی ملاقات ہوے تھے مگر نذر ندونگا نواب نے جواب دیا سبحان اللہ نواب مبارک الدولہ نے نواب امیر الدولہ ہمارے نائب کو نذر دی تھی کسوجہ سے اب عذر ہے اس جہت سے ملاقات نہوئی ۔

جب ہوگلی مین لنگان ہوا اشتر لنگ صاحب بہادر سکرتر اعظم مع کئی صاحبان نواب گورنر جنرل بہادر کے استقبال کو آئے بہت عزت و احترام سے داخل کلکتہ ہوے منادی شہر مین ہوئی کہ نواب مہمان سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ہین انکے ملازمین حکم عدالت و احکام قوانین سے بری ہین صاحب پولس انکے سپاہیون سے مزاحمت اسلحہ نکرے کئی کوٹھیان کرایہ کی لین بھوبازار مین اوتمین اوترے ۔

دوسرے دن نواب مع صاحبزادہ ناظم الدولہ اقبال الدولہ امین الدولہ بہادر نواب گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے حسب دستور نواب کو کشتیان لباس فاخرہ وعمدہ کی دین ناظم الدولہ کو تلوار رولاتیہی باقی صاحبزادون کو الماس کی انگوٹھی و ساعت طلائی اور بپاس خاطر بادشاہ اوسی دن رخصت کیا اور عتبات کے جانے مین فرمایا ملک عراق مین سلطنت غیر ہے ہماری سرکار کو چند ان مداخلت نہین اور آپکا ارادہ وہان جانے کا ہے ہمین خوف یہ ہے کہ مبادا وہان کوئی امر خلاف آپکے سرزد ہو اور ہمسے اوسکی حمایت نہو سکے اس صورت مین ہمارے واسطے سراسر بدنامی ورسوا موجب شبکی کا ہوگا اگر بلا زمین اپنا نائب الزیارت کسیکو بھیجین تو غالب ہے خلاف مذہب ملت کے بھی آپ کے نہوگا۔

ظاہر اسیقدر تاکید نواب معظم الیہ کا مزاحمت سفر مین یہ تھا کہ حضرت خلد مکان نے نواب معتمد الدولہ کے سمجھانے سے محبت نامہ اس باب خاص مین بھیجا تھا کہ نواب شمس الدولہ کا کلکتہ جانا اور وہان رہنا اور عتبات جانا بے اجازت ومرضی ہمارے ہوا ہے یہ باعث برہمی اور بے اعتنائی ہماری سلطنت اور موجب توحش رعایا متصور ہے اگر آپ برادر عزیز کو جلد رخصت فرمائیے تو باعث اطمینان اور مزید اتحاد وخلوص محبت ہوگا ہم نہین چاہتے کہ وہ ملک غیر مین جاکر بود وباش اختیار کرین۔

نواب گورنر جنرل نے اوسکا جواب بھیجا کہ نواب شمس الدولہ آپکے بھائی ہمارے مہمان ہوے اس جہت سے بہرحال تعارفات ظاہری لابدی سرکار کو منظور رہے لیکن محض بپاس خاطر آپکے سمجھے اوسی دن سمجھا کر رخصت کیا۔

حضرت بیگم صاحبہ خاص محل اور مرزا عباس اونکے بھائی کو جو مشیر وصلاح کار تھے بہت ناگوار ہوا کہ ہمنے لکھا روپیہ اپنا برباد کیا نہ دین کے ہوے نہ دنیا کے اگر بعد چند روز قیام اس شہر کے جاتے تو مضایقہ نہ تھا بہرحال اب فکر یہان کے قیام کے موافق قانون نکالا چاہیے بی بی کالون تاجر کی ہندوستانی بیگم صاحبہ کے پاس آتی تھی اوسنے اپنے صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا وہ اوسی وقت جرنیلی ڈاکٹر قلعہ کو نواب کے پاس لے آیا ڈاکٹر نے نبض ورزبان نواب کی دیکھکر چیٹھی اس مضمون کی لکھدی کہ ہمنے احوال مزاج نواب دریافت کیا لہذا ہماری تشخیص مین یہ ہے کہ

اگر نواب جلد مراجعت بنارس سے کرجائینگے کچھ عجب نہین کہ کسی مرض مزمنہ مہلکہ مین بسبب ضعف قوے گرفتار ہوجائین اور باعث انکی ہلاکت کا ہو نواب نے وہ سارٹیفکٹ ڈاکٹر کا بلف اپنے محبت نامے صاحب سکرٹر کے پاس بھیجدیا اور یہ بھی مندرج کیا کہ اگر ہمارا قیام نواب گورنر جنرل کو حصار کلکتہ مین منظور نہو ہم بیرون احاطہ چندروز کے واسطے مکان لیکر رہین انشاء اللہ بعد رفع خستگی راہ ہم روانہ بنارس ہوجاینگے۔

خلاصہ دو گھنٹے کے عرصہ مین حسب تکلف قانون مروجہ یہ سب مرحلہ طی ہوا بیس ہزار روپیہ اسمین صرف ہوا سکرٹر صاحب نے نواب گورنر جنرل کو سمجھا دیا چنانچہ ایک بڑی کوٹھی موچی کھولے مین پہلے بکرایہ لی پھر اوسے ستر ہزار کو مول لیا کلکتہ خوب مقام تجارت ہر شی کا ہے۔

انتقال نواب ناظم الدولہ و نواب شمس الدولہ و مرزا عباس اور مراجعت بیگم صاحبہ بنارس کو

کئی مہینے کے بعد نواب ناظم الدولہ بڑے بیٹے نواب کے بہت صاحب حسن و جمال فیاض سب سے زیادہ رفیق پرور تھے بسبب تعیش شباب جوانی و امارت عارضہ جوانی مین گرفتار تھے کلکتے مین پرستان سمجھکر پریون سے ہمکنار ہوتے تھے اس جہت سے مادہ فاسد نے عود کیا تھا اور فساد غذا سے بیوقت بھی اکثر ہوتا تھا دفعتہ درد گردہ مین مبتلا ہوے ڈاکٹر صاحب نے تکمید بوتل کو کہا لیکن کچھ فائدہ نہوا فصد کو نامناسب جانا آخر اسی شدت مرض سے انتقال کیا ماں باپ پر اس مرگ ناگہانی سے بڑا صدمہ عظیم ہوا جہان نظر مین تیرہ و تار ہوگیا دوسری کوٹھی جو اوسی کوٹھی کے برابر تھی دفن کیا اوسے بھی مول لیا تھا۔

اوسی سال نواب شمس الدولہ بھی متحمل درد جگر نہو سکے مستسقی ہوکر انتقال کیا اوسی کوٹھی مین پہلو اپنے صاحبزادے کے دفن ہوے بیگم صاحبہ کو عجب صدمہ روحانی ہوا نواب نے اپنی حیات مین اقبال الدولہ کی شادی ٹیپو سلطان کی پوتی سے کی تھی جب صاحب سکرٹر سے گفتگو بابت نخواہ کامل کے ہوئی جواب پایا کہ اب کچھ کم ہوکر ملیگی بیگم صاحبہ نے قبول نکیا ہر چند صاحب سکرٹر نے سمجھایا نہ مانا اس برہمی کے باعث فقط مرزا عباس ہوے اس مدت قیام مین لکھا روپیہ صرف ہوا و لالون کا بھلا ہوگیا۔

اتفاقاً بعد کئی مہینے کے عارضہ دنبل سے مرزا عباس بھی مرگئے پھر و خاک کلکتہ ہوے

مالک زمین نے جھگڑا کیا آخر قبر سے نکالکر دوسری جگہ دفن کیا آخر بعد ان سب مصیبت اور خرابیون کے بیگم صاحبہ پریشان ہوکر بنارس پھر آئین حکیم مرزا ظفر علیخان مرزا عباس سے برہم ہوکر نواب کے حین حیات مین لکھنؤ چلے آئے تھے ۔

بیگم صاحبہ کا لکھنؤ آنا پھر جانا بنارس کو انتقال کرنا سرکار شاہی سے تنخواہ کا ہونا

جب حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوے بادشاہ بیگم صاحبہ کو عزیز و اقربا کی بدل پرورش اور پاس خاطر ملحوظ رہتا تھا اس خیال سے کہ نواب معتمد الدولہ کے تسلط سے اقربائے شاہی کے واسطے بہت سی صورت خلاف ہوئی تھی اوسکے عوض سب سے حق صلہ رحمی بجالائین ازآنجملہ حضرت بیگم صاحبہ نے جب عرضی تہنیت جلوس و نذر بھیجی شقہ خاص بکمال محبت بھیجکر بلوایا بیگم صاحبہ مع اپنے صاحبزادون کے تشریف لائین حسن باغ مکان قدیم مین اوترین اور بادشاہ اور بیگم صاحبہ نے بہت انکی پاسداری کی صاحبزادے بھی وقت دربار جایا کرتے تھے اور بعد انتقال نواب معتمد الدولہ کا کئی مہینے تک یہ معمول رہا کہ جتنے اقربائے قریبہ تھے جنسے بیگم صاحبہ کو پردہ نہ تھا ہر صبح پہلے محل مین بیگم صاحبہ کے سلام کو جاتے تھے اتفاقاً اونھین دنون راجہ اودت نراین بنارس بھی شہر مین آئے تھے پہلے زمان نواب معتمد الدولہ مین بھی آئے تھے انکی نذر دینے مین تامل کیا تھا حالانکہ اونکے بزرگ مہا راجہ چیت سنگھ دیوان وقت وزارت کے نذر دیچکے تھے اور اس زمانہ مین نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم سے اس سبب سے بادشاہ سے ملازمت نہوئی پھر گئے تھے اب زمانہ نواب اعتماد الدولہ کا ہوا شرفیاب ملازمت ہوے خلعت فاخرہ پایا خلاصہ بسفارش اعتماد الدولہ بموجب درخواست راجہ بادشاہ نے بیگم صاحبہ یعنے اپنی چچی سے فرمایا آپ اپنے قدیم مکان حسن باغ مین تشریف رکھیے بنارس مین رہنا بیکار ہے اور وہان کی سب املاک مجھے دیجیے آپکا مشاہرہ بھی ہوجائیگا بیگم صاحبہ نے قبول نکیا کسواسطے کہ وہان کی املاک مین صرف کثیر ہوا تھا اور زمین رمنہ وغیرہ سے محاصل بھی تھا آخر بددماغ ہوکر مع صاحبزادون کے پھر گئین بعد کئی مہینے کے انتقال کیا ۔

بعد اسکے بیٹون نے ترکہ مادری آپسمین تقسیم کرلیا اور نواب شمس الدولہ نے کلکتے مین ہر بیٹے [illegible] روپیہ کے نوٹ سرکاری خرید کردیے تھے وہی آج تک اونکی بقاے بسر اوقات

امارت ہی اگرچہ بعض اولاد ناظم الدولہ محتاج نان شبینہ ہی کچھ لکھنؤ مین خیرات جو سرکار سے مقرر ہوئی ہی کچھ اونکو بھی برعایت سفارش ملتا ہی اور سرکار شاہی سے فقط تینون صاحبزادون کے واسطے دو ہزار چار سو روپیہ کا مواجب ملتا ہی معرفت صاحب رزیڈنٹ اب شاید گورنمنٹ سے ملتا ہو —

نواب اقبال الدولہ کا لندن جانا وہان سے قیام بغداد اور بالاجمال احوال امین الدولہ و مبارز الدولہ

بعد انتقال حضرت خلد منزل جب مقدمۂ منا جان و بادشاہ بیگم صاحبہ تمام ہوا اور سلطان الزمان محمد علی شاہ تخت نشین ہوے نواب اقبال الدولہ تیسرے بیٹے نواب شمس الدولہ کے پاس چھ یا سات لاکھ روپیہ مجموع تھا بڑی کفایت و جزرسی سے جمع کیا تھا محض بخیال امید موہوم بے سمجھے اپنی اولوالعزمی سے ارادہ لندن کا کیا ایک میجر صاحب بھی شریک شورا ہو گئے تھے اونکو اپنے وطن جانا انکی معیت سے مفید ہوا کچھ سبز باغ دکھایا کہ آپ پارلیمنٹ مین ادعاے ریاست پیش کیجیے مستحق ریاست آپ ہین کہ آپکا باپ نائب کاروبار ریاست تھا خلاصہ اس تمناے دلی سے پہلے کلکتے گئے نواب گورنر جنرل سے ملاقات ہوئی اقبال فرنگ ایک کتاب تصنیف کی تھی جسمین تعریف گورنر جنرل اور ممبران کونسل اور خوبی انتظام ممالک محروسۂ سرکار کمپنی لکھی تھی چھپوا کر کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو دی اوسمین دوسرے صفحہ مین ترجمۂ انگریزی بھی تھا روانہ لندن ہوے —

اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ نواب اقبال الدولہ مع اصحاب قلیل لندن پہونچے اکثر صاحبان جلیل الشان سے ملاقات ہوئی ایک عرضی درباب سلطنت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو دی کہ میرے باپ نواب شمس الدولہ تھے مین اونکا بڑا بیٹا ہون ازروے استحقاق اور آپکے انصاف سے مین سزاوار ریاست اودھ ہون بعد تنقیح جواب شافی یہ ملا کہ تمھارا بڑا بھائی امین الدولہ بنارس مین ہی پہلی بسم اللہ غلط اور باب ریاست مین جیسا ہمنے مناسب وقت سمجھا کیا یہ احوال اخبار کلکتہ مین بھی چھپا —

غرض نواب اقبال الدولہ بعد صرف بیجا و سیر و سیاحت لندن شہر پارس ملک فرانس ہو کر

مصر سے مشرف بخانۂ کعبہ ہوے دنیا کو وہین چھوڑا راہ دین اختیار کی بغداد مین آکر مقیم ہوے کنار دریا عمارت عالیشان بنوائی ہر اکثر پنجشنبہ کو زیارت کاظمین کو جاتے ہین اکثر اقربا ورو سا سے لکھنؤ وہان جاتے ہین مہمان اونکے ہوتے رہین پاشا بغداد بالیوز کمال عزت و احترام سے پیش آتا ہی بجکوست وہان رہتے ہین بنارس سے بی بی کو بلوا بھیجا تھا ایک حکیم کو داروغہ کرکے چھوڑ گئے تھے بو شہر سے بی بی کو آکر لے گئے بصرے مین کنار فرات حکیم جی کا بندوق سے باہتمام شکار کیا مرزا جلال الدین حیدر انکا بیٹا بہت صاحب لیاقت تھا عارضۂ چیچک سے مرگیا بڑے تجمل سے جنازے کو اوٹھایا پاشا اور بالیوز اور اُمرا تشییع جنازہ مین تھے نواب تبدیل ہوا کو حمام علی کو گئے ہوے تھے شہر حلب مین چار منزل بغداد سے ہر اس حادثۂ جانکاہ سے بڑا صدمہ رہ جاتی ہوا کہ نام و نشان ہٹ گیا بعد اسکے خاص محل نے بھی انتقال کیا پھر آج تک کوئی اولاد نہین سنی نقد و جنس جتنا تھا اوسے گورنمنٹ کو لکھدیا وصیت کا احوال نہین سنا بعد اس انقلاب ہندوستان کے پھر تشریف فرماے لندن ہوے سنتے ہین کہ سرکار سے دو ہزار پانسو ماہواری مقرر ہوگیا ہی مختصر سرکار ہین اور تقسیم دو ثلث نواب مبارک محل وغیرہ کی انھین کے اختیار سے ہوتی ہی البتہ نسبت اور شکے اونکے بہت سے صفات ہوگئے ہین مگر کیا فائدہ یہان سے تو بنیاد سلطنت بیخ و بن سے جاتی رہی۔

نواب یمین الدولہ انکے بڑے بھائی مع اولاد ناظم الدولہ مقیم بنارس ہین جب وانھون نے نامنظوری سرکار کا احوال نسبت اقبال الدولہ سنا اپنے بچانے پر افسوس کرتے تھے اب اونھون نے بھی انتقال کیا۔

نواب مبارز الدولہ عرف آغا صاحب چھوٹے بھائی بعد انتقال اپنی مان کے لکھنؤ آئے کچھ لکھنؤ کے ذات شریف ملازم تھے ایک کوٹھی جنرل مارٹن کی کوٹھی کے قریب کنار نہر مول لی کچھ در تعیش کھولا لاکھ روپے کا ایک نوٹ نقد ق سرکیا جسکے بیچنے سے کچھ نفع ملازمین کو بھی ہوا بعد اسکے متنبہ ہوکر اپنی خبرداری کی اور سوائے گاہ گاہ ملاقات صاحب رزیڈنٹ کے سب سے ملاقات ترک کی اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ مین خدا نے بچایا روانہ

کلکتہ گئے وہانسے مشرف بزیارت عتبات عالیات ہوئے جب مراجعت کرکے بمبئی پہونچے انتقال کیا ایک بی بی خاص محل نواب احمد علیخان کی بیٹی نواسی جنت آرامگاہ کی لکھنؤ مین تھی اونکے پاس اونکا بیٹا مختلف البطن تھا ایک بی بی غیر طبعی ساتھ تھی اوسنے دعوی مہر سرکار مین کیا اونکے نوٹ گورنمنٹ اودسے ملے بموجب وصیت مرحوم جب یہ بی بی داخل بنارس ہوئی ایک ورنڈی مغفور کی تھی اوسے زہر دیا ولیم صاحب بی بی کے سگے بھائی نے بطمع دنیا اپنی بہن کو زہر دیا نقد و جنس کئی لاکھ روپیہ کا عدالت دیوانی مین قرق ہوا بی بی نے دعوی مہر کیا ہو دیکھا چاہیے کسے ملتا ہو وہ بھی لکھنؤ مین مرگئین پھر نہین تسنا کیا ہوا روپیہ کے امین تھے اپنے حین حیات مین کیون نہ کیا و گرنہ اسی صورت سے برباد غیر مستحق کو پہونچتا ہو۔

مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ

مختصر احوال مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر شاہزادہ دویمی حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی یہ ہو کہ یہ اپنے باپ کے زمان سلطنت مین بوقت یورش لشکر کشی اکثر سپہ سالار لشکر ہو کر جایا کرتے تھے چنانچہ مرزا محمد شفیع خان نے بھی اپنی امیر الامرائی مین بعد رحلت نواب نجف خان کے اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کیا تھا جب محمد بیگ خان ہمدانی سے مقابلہ کیا تھا اور غلام قادر روہیلے نے بھی پہلے اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور خود خلعت امیر الامرائی لیکر اونکی خواصی مین بیٹھکر اپنے گھر لاکر قید کیا۔

حقیقت حال غلام قادر یہ ہو کہ پہلے اسنے منظور علیخان نواب ناظر کو موافق کرکے شرف ملازمت پادشاہ اور بندوبست قلعۂ مبارک چاہا پادشاہ نے نواب ناظر سے ارشاد کیا کہ مین نے اسکے باپ کو مارڈالا ہے اسکا اس طرح آنا اچھا نہین عرض کی حضور مطمئن رہین کیا اوسکی مجال ہو جو نظر بد سے حضرت کو دیکھ سکے غرض جب وہ داخل قلعہ ہوا اپنا بندوبست اور انتظام بخوبی کرکے حاضر حضور بادشاہ ہوا اور گستاخانہ کہا کہ اب تم تخت شاہی سے اوٹھو پادشاہ نے بچشم پر غضب فرمایا ای ملعون تو مجھے نہین اوٹھا سکتا ہان مگر کوئی میرا ہم چشم آوے تو کیا مضایقہ غرض یہ جاکر بیدار بخت احمد شاہ بادشاہ کے بیٹے کو لایا اور اونھین

تخت پر بٹھا دیا بادشاہ تخت سے اوتر کر مسند پر بیٹھے بعد اسکے اوسنے قید کرکے نومحلے بھیجدیا اوسکے بعد اوسنے حسب الحکم بیدار بخت اکثر شاہزادون کی آنکھ مین سلائی نمد سے گرم کرکے پھروادی جب نوبت بادشاہ پہونچی پہلے انکی ایک آنکھ چھری سے نکال ڈالی بادشاہ نے اوسے مان کی گالی دی اوسنے دوسری آنکھ بھی نکال لی کہتے ہین کہ بعد جلوس تخت نشینی کسی کحال نے بادشاہ کے حدقہ چشم کو اس تکلف دخوبی سے بنایا تھا کہ غیر شخص کو امتیاز مطلق چشم کور کا نہوتا تھا۔

الغرض مرزا سلیمان شکوہ نے اوسی قید مین اپنے خواص شکرو کو عامل فرید آباد کے پاس بھیجا وہ مہاجی سیندھیہ کیطرف سے وہان کا عامل تھا کہ وہ مشروحاً احوال کورنمکی غلام قادر اور خرابی سلطنت مہاراج کو لکھے عامل نے عذر کیا کہ اگر شاہزادہ شقہ خاص اس باب مین عنایت کرین تو مین البتہ وہ شقہ مہاراج کو بھیج سکتا ہون اور بے سند مین نہین لکھ سکتا شاہزادے نے جب یہ سنا محمد مراد جو غلام قادر کیطرف سے انپر متعین تھا اوسے موافق کرکے کاغذ و دوات و قلم طلب فرمایا وہ مرد بہشتی اپنی مشاک مین چھپا کرلے آیا شاہزادے نے شقہ خاص دستخطی مہاجی سیندھیہ کو متضمن ظلم و ستم لکھکر اوسی خواص کو مع شقہ عامل کے پاس بھیجا جب شقہ مہاجی کے پاس پہونچا اوسی وقت ملہار راؤ راجہ ہمت بہادر راجہ علی بہادر کو مع فوج قاہرہ تسخیر شاہجہان آباد اور استیصال غلام قادر کو یلغار روانہ کیا۔

جب فوج پہونچی محاصرہ قلعہ کیا طرفین سے توپ چلنے لگی فوج غلام قادر نے ایک کوٹھا باروت اور گولہ کا گولکر چاہا باہر لیجائے اتفاقاً کسی سپاہی کی بندوق کے توڑ یکا گل وہان گرا کوٹھا ہوائے آسمانی ہوگیا پتھر اور آدمی جو قریب تھے مثل پتنگون کے آسمان مین اوڑتے رہے یہ پہلا شگون بد اقبالی ہوا آخر بعد کئی دن کے محاصرے کے غلام قادر قلعہ سے بھاگ کر پار دریا جاکر مع لشکر رہا اور مرزا اکبر شاہ اور مرزا احمد سلیمان شکوہ اور کئی شاہزادون کو مقید اپنے ساتھ لیگیا۔

فوج جسنے محاصرہ قلعہ کیا تھا بجاے خود متحیر تھی کہ کیونکر داخل قلعہ ہو ہر طرف سے دروازے بند تھے عورات محل نے گھبرا کر مرزا کام بخش پنجسالہ چھوٹے بیٹے مرزا محمد سلیمان شکوہ کو

فصیل پر چڑھا کر فوج کو پکارا کہ قلعہ مین کوئی نہین ہی تم چلے آؤ فوج نے گولہ کھڑکی پھاٹک پر مارا داخل قلعہ ہوئی محلات مین ہر طرف شور قیامت برپا تھا ہر طرف سے صدائے وادویلا و واغیاثا بلند تھی اُمرائے مرہٹہ اور افسران فوج نے پہلے تجسس کیا کہ اگر کوئی شاہزادہ اولاد شاہ عالم سے ملے تو ہم اوسے اپنا سپہ سالار لشکر مقرر کرین چنانچہ اسی شاہزادے کو اپنا سپہ سالار لشکر اور نو محلہ مین بادشاہ کے پاس بھیجا جہان نابینا کیا تھا اوسوقت تک وہ نہین آب طعام کچھ ندیا تھا بیہوش غش مین پڑے تھے فقط قوت بادشاہت سے جیتے رہے تھے اور اتنی طاقت اونہین نہ تھی کہ زبان سے پانی پینے کو مانگ سکین لوگ اشارے سے سمجھکے کپڑا پانی سے تر اونکے حلق مین قطرے پانی کے پنچوڑے زبان تر ہوئی فی الجملہ حرکت بات کی ہوئی فرمایا مرزا اکبر شاہ کو بادشاہ کردو لیکن اُمرائے مرہٹہ اسپر راضی نہوے بادشاہ کو اوسی حال سے جس پلنگ پر تھے دیوان خاص مین اوٹھا لائے اور تخت پر بٹھایا توپ سلامی کی چلی سب آداب لوازمات سلطنت بدستور جاری ہوے گویا از سر نو سلطنت قائم ہوئی اور اسی جلوس سند وزارت اور خطاب عالیجاہ مہاجی سیندھیہ کو عنایت فرمایا چنانچہ خود فرماتے ہین ؎ مادھوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من است + آصف الدولہ وانگریز کہ دلسوز من اند + چہ عجب گر بنماید مددگار ئی + غرض تا حین حیات بادشاہ مرزا محمد اکبر بادشاہ کا رفرما ولیعہدی و صاحب دستخط رہے تعجب ہی کہ اس شدت سختی و مصیبت بے کھانے اور پانی کے جیتے رہے۔

الغرض سب اُمرائے مرہٹہ شاہ عالم کو تخت پر بٹھا کر رخصت ہوے بادشاہ محمد اکبر شاہ سے فرمایا تم جاکر بیدار بخت کا سر لاؤ جب یہ نو محلے مین گئے دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہین حکم دیا انکا سر کاٹ لو پھر اونکے دوسرے بھائی کا بھی سر کاٹ کر دونون سر بادشاہ کے سامنے لائے فرمایا وہین نو محلے مین گڑوا دو بعد اسکے فوج قاہرہ پار دریا کے اتری اور طرفین سے توپ چلنے لگی کسواسطے کہ غلام قادر مع فوج پار دریا کے پڑا ہوا تھا آخر ہر طرف سے فوج کو گھیر لیا رسد غلہ بند کی بعد کئی دن کے جب فوج فاقہ سے مرنے لگی میرٹھ کو بھاگی فوج نے تعاقب کیا نائرہ جدال و قتال گرم ہوا لیکن اُمرائے مرہٹہ کو فکر شاہزادون کے لینے کی پڑی کہ قبضہٗ دشمن سے کسی حکمت سے نکالین کسواسطے کہ وقت رخصت بادشاہ نے

تاکید فرمایا تھا کہ خبردار لڑائی مین مرزا محمد اکبر شاہ کو کسی طرح کا آسیب پہونچنے پائے اسواسطے غلام قادر سے بحیلہ صلح وعفو جرائم کے اقرار سے شاہزادون کو لے لینا اوسکے بعد معرکہ آرائی شروع کرنا غلام قادر نے بامید موہوم عفو جرائم سب شاہزادون کو حوالہ کیا الا محمد سلیمان شکوہ کو نہ چھوڑا چنانچہ جب محمد اکبر شاہ داخل فوج مرہٹہ ہوچکے طرفین سے پھر توپ چلنے لگی آخر فوج روہیلہ کو شکست ہوئی سپاہ ہر طرف بھاگی غلام قادر بھی بھاگا اتفاقاً اسکے گھوڑے کے پیٹ مین گولا لگا گھوڑا ولایتی تھا چار قدم چلکر گر پڑا غلام قادر پیادہ ہوکر بھاگا لاکن اصل اصول جو جواہرات عمدہ تھا اوسکی کمر مین تھا جب کسی بستی مین پہونچا اتفاقاً ایک سقہ اودھر سے چلا آتا تھا اسکا پرسان حال ہوا اسنے سب اپنی کیفیت بیان کی اوسنے کہا حضور میرا گھر حاضر ہی بہت حفاظت سے آپ رہینگے یہ اسکے گھر گیا اوسنے ایک کوٹھری مین بٹھا کر قفل کردیا سپاہ مرہٹہ اسکی تلاش مین ہر طرف پھر رہی تھی اوسنے کہا اگر مین بتا دون کیا دوگے سبھون نے بہت کچھ دینے کا اقرار کیا آخر وہ بہشتی فوج کو اپنے گھر لیگیا قفل کھولکر غلام قادر کو دکھا دیا اور کہا یہ وہی حرامزادہ ہی جسنے میرے باپ کو بیگناہ مار ڈالا ہی فوج نے اوسے لوہے کی سلاخون کے پنجرے مین بند کیا چھکڑے پر رکھکر بادشاہ کے سامنے لے آئے کہ یہ نمک حرام حاضر ہی فرمایا تمھین اختیار ہی فوج ہر روز اسکا ایک بند اعضا کاٹ کر تشہیر کیا کرتی تھی جب خود ایک مضغہ رہگیا ہاتھی کے پانون مین رسّی مین باندھکر تشہیر کیا جہنم واصل ہوا ایسا بھی انتقام دنیا مین بہت جلد کم ہوتا ہی۔

جب فوج روہیلہ بھاگی مرزا محمد سلیمان شکوہ تن تنہا میدان قتال مین تماشائے قدرت کاملہ خدا کو بتحیر دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً راجہ ہمت بہادر مثل ہمائے اقبال پہونچے انھین پالکی پر سوار کرکے لائے مرزا محمد اکبر شاہ کے ہاتھی پر سوار کردیا اور بعد فتح داخل قلعہ مبارک ہوے۔

بعد اس معرکہ اور سانحہ عجیب کے دوسرے برس مرزا محمد سلیمان شکوہ کو ازبسکہ تکلیف لا بد یات ازحد ہونے لگی اور بعد اس کے بھی دغا تنگری کے سلطنت بھی برائے نام باقی رہی خانہ زاد وداروغہ وخواصان بادشاہی شاہزادون سے سوالق دیرانہ ہوسکا اور ارادہ وہان سے

ہجرت کا کیا چنانچہ اونھون نے کئی گوجر نوکر رکھے اور ایک گھوڑا سواری کا اُنکے ساتھ کرکے پار دریا
کے اُتار دیا شاہزادے شب تاریک مین کمند ڈال کے اُس فصیل بلند قلعہ سے اوترے ایک گوجر
کی پیٹھ پر سوار پار دریا کے آئے اور اُس گھوڑے پر سوار ہو تیس کوس تک یلغار چلے آئے
پہلے داخل رامپور ہوئے فیض اللہ خان رئیس رامپور نے سُنکر استقبال کیا بعد شرف ملازمت
خیمہ مین اوتارا اور موافق اپنے مقدور کے پیشکش کیا جس سے فی الجملہ سامان بے سامانی شاہزادہ
درست ہوگیا بعد اسکے مراد آباد ہوکر بعد طی منازل داخل صوبہ اودھ ہوکر فتح گنج لکھنؤ سے
تین کوس پر خیمہ کیا جب نواب آصف الدولہ کو خبر پہونچی اپنے حاضر ہونے کا عذر کیا اس جہت
سے کہ مرزا جوان بخت بڑے بیٹے شاہ عالم کے لکھنؤ مین بعض حرکات خلاف سے اُنکا قیام شہر مین
مصلحت نجانا تھا آخر بصلاح نواب گورنر جنرل وارن ہسٹینگ صاحب بہادر قیام بنارس جا کر کیا تھا
نواب نے بسبب اپنی نا راضگی کے چاہا کہ وجہ معینہ شاہزادہ موصوف کو موقوف کر دین لیکن نواب
معظم الیہ جو وقت داخلہ لکھنؤ شریک استقبال اور معین ہوے تھے ہر چند نواب نے عذر کیا
کہ وجہ معینہ بشرط قیام لکھنؤ تھی ورگرنہ اسی طرح شاہزادے دلی سے آیا کرین سے
ہر ایک کے پیشکش مین یہ تمام میر المحاصل ممالک محروسہ دعوت و پیشکش مین صرف
صرف ہو جائیگا نواب محتشم الیہ نے سمجھایا کہ اُنکا آپ کے شہر مین آنا اور یہان سے جانا
میری صلاح سے ہوا ہے مناسب حال نہین اور خلاف آپ کی ہمت کے ہے آیندہ جب ایسا
اتفاق ہو آپ سمجھ لیجیے گا اس جہت سے نواب کو رونق افروزی مرزا محمد سلیمان شکوہ مین
تامل ہوگیا تھا۔

غرض تین مہینے تک فتح گنج مین بجمعیت پانچہزار سوار و پیدل شاگرد پیشہ وغیرہ مقیم خیام رہے
اور نواب یہی عذر کرتے رہے کہ فدوی خلاف عہدنامہ جو سرکار انگریزی سے ہوا ہے بے صلاح
نواب گورنر جنرل حاضر حضور نہین ہو سکتا آخر اکرام اللہ خان بھائی تفضل حسین خان نائب کے
جو شریک مصلحت شاہزادہ ممدوح تھے اونھون نے خان موصوف کو موافق کرکے نواب ہیٹ رنر
جنرل کارن وال صاحب بہادر سے سمجھا کر اجازت ملاقات دلوائی نواب نے فتح گنج جا کر
استقبال کیا شاہزادے ہاتھی پر سوار ہوے نواب حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھکر

مورچھل ہلاتے ہوے بڑے تجمل سے داخل شہر ہوے ٹیڑھی کوٹھی نو تعمیر جنرل مارٹن مین اُترے چھ ہزار روپیہ ماہواری معرفت باورچیخانہ سرکار جناب عالی سے مقرر ہوے جب نواب سعادت علیخان مسند نشین ہوے اور دولتخانۂ قدیم کو چھوڑ کر فرح بخش جنرل موصوف کو مول لیکر رہنا اختیار کیا اور منظور آبادی شہر جدید ہوئی ہمسایہ شاہزادے کو خلاف داب شاہی سمجھکر کوٹھی نجشی اہل صاحب کنار دریا ہمسایۂ رزیڈنٹی بمعاوضۂ ٹیڑھی کوٹھی شاہزادے کے رہنے کو دی۔

خلاصہ شاہزادۂ ممدوح ۱۲۰۵ ہجری مطابق ۱۷۹۰ء عہد دولت نواب آصف الدولہ سے کہ وہ زمان گورنری لارڈ کارن وال بہادر تھا تا سنہ جلوس نصیر الدین حیدر شاہ زمان کمال اعزاز و احترام سے لکھنؤ مین رہے نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان بہادر ۱۲۳۲ ہجری تک بطریق وزارت حسب دستور وزیر اعظم قدیم پیش آیا کیے شاہزادے کو نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے جب غازی الدین حیدر خان بہادر باستصواب حکم صاحبان صدر الاقدر تخت نشین ہوکے بادشاہ ہوے شاہزادۂ ممدوح سے طالب ملاقات مساوی برادرانہ ہوے شاہزادے نے منظور نکیا آخر بحکم صدر جان منٹن صاحب رزیڈنٹ نے میر منشی باقر علیخان کو شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ سابق ازین والیان اودھ وزیر تھے باداب وزارت حضور مین حاضر ہوکر نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے اب بحکم صدر بادشاہ ہوے حضور اونسے ملاقات مساوی فرمائیں اور تواضع و تکریم طرفین سے مساوی عمل مین آئے شاہزادے نے جواب دیا بہت اچھا اگر مین ملاقات کرونگا اوسی طریق سے پیش آؤنگا منشی نے تبلیغ رسالت کیا اور پھر آکر عرض کی فدوی کو حکم قطعی صدر سے آیا ہے کل شاہ اودھ اور فدوی ملاقات حضور کو آئینگے اور حضور کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کبھی ملاقات نہ ہوگی۔

غرض شاہزادے کو یہ امر ناگزیر بہت ناگوار خاطر ہوا افسردہ ہوے باغ مین تھے اوسی دن دولتسرا آئے صبح کو شاہ اودھ مع رزیڈنٹ بڑے احتشام سے آئے مرزا کام بخش اُنکے بیٹے بہت ہوشیار و صاحب فہم تھے شاہزادے کو ایک کمرہ سرراہ مین بٹھایا چلمن چھوڑ دی باہر دو رویہ ملازمین دست بستہ کھڑے ہوے جب شاہ اودھ تاج شاہی سر پر لباس شاہی

پہنچے مع امرا و ارکان دولت روبرو مکان خاص تشریف لائے یکبار نواب ناظر نے چلمن اوٹھائی
حسب دستور شاہی پکارا اہل دربار خبردار ہو جاؤ حضور برآمد ہوتے ہین شاہ اودھ نے موافق
اپنی عادت قدیم ایک ذرا خم ہو کے سلام کیا وہ ہاتھ خود اوٹھا اودھر چوبدار اپنے دستور سے
پکارا کہ صاحب عالم و عالم پناہ سلامت شاہزادے نے جواب سلام شاہ اودھ کو مثل
طریقۂ اسلام دیا فقط یہ کیا کہ دہنے ہاتھ مین شاہ اودھ کا ہاتھ بائین مین رزیڈنٹ کا ہاتھ لیکر اپنے
مکان دیوان خاص مین ایک فرش مخمل پر شاہ اودھ کو اپنے پہلو بٹھا کر صاحب رزیڈنٹ سے فرمایا کہ جو
خوشی سرکار کمپنی کی تھی ہوچکی اب مختار محل قریب مرگ ہو رہی ہین اونسے حالت سکرات مین
چھوڑ کر آیا ہون اسوقت دنیا میری نظر مین تیرہ و تار ہے اس جہت سے فرصت نہین انشاء اللہ پھر
ملاقات ہوگی یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیان منگوائین شاہ اودھ نے ایک رومال شالی کشتی
سے اوٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا پھر اوسی طرح اوسی مکان خاص تک آکر رخصت کیا خود اوسی طریق
شاہی سے داخل ہوئے۔

شاہ اودھ اس طریق ملاقات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے کہ میرے طور پر نہ ہوئی فقط نذر و
خلعت مین فرق ہوا باقی سب طریق شاہی قدیم بدستور رہا پھر اوس دن سے نصیر الدین حیدر
کی شادی تک صورت ملاقات نہوئی جب شاہ اودھ کے مکنون خاطر یہ ہوا کہ اب مین بادشاہ
ہوا ہون چاہیے کہ میرے بیٹے کی شادی خاندان تیموریہ مین قرار پاوے جناب فیض مآب معتمد الدولہ
کو حکم دیا کہ بہر صورت مرزا محمد سلیمان شکوہ کو راضی کیا چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے
بیٹے سے کرین نواب معتمد الدولہ نے رفیق الدولہ میر گلزار علیخان مختار کار شاہزادہ کو بہ طمع دنیا
راضی کیا مختار نے نوازش محل خاص محل شاہزادہ کو موافق کیا جسے مداخلت مزاج بہت
تھی اونسے شاہزادے کو بہر صورت راضی کیا چنانچہ اس حسن سعی بیرونی و اندرونی سے شادی
قرار پائی بڑی دھوم اور تکلف شاہانہ بہر امر مین ہوا کہ موجب کمال مسرت و خوشی شاہ اودھ کا
ہوا سات ہزار ماہواری ہزار بوقت شادی اور پانچہزار بہنگام ملاقات مساوی اضافہ ہوگئے
مجموع بارہ ہزار پیشکش شاہزادے کو مقرر ہوئے جب نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے اسی سال
جلوس مین شاہزادے سے ناموافقت ہوئی اسکا سبب یہ ہوا کہ سرفراز محل شاہزادہ موصوف نے

ایک لڑکی ماہ خان کلانوت کی لیکے اپنی فرزندی مین مثل بیٹی کے پرورش کی تھی جب وہ جوان ہوئی ہم مرتبہ بیگمات ہوکے مشہور صاحبزادی شاہزادہ ہوئی اوسکا نام قمر چہرہ تھا جب نصیر الدین حیدر نے شہرہ اوسکے حسن و جمال کا سنا اوسکی خواستگاری کو اعتماد الدولہ میر فضل علیخان کو شاہزادے کے پاس بھیجا کہ اگر حضرت اوسکا نکاح مجھسے کرین تو مین پانچہزار ماہواری سوائے وجہ معینہ سابق پیشکش کرونگا شاہزادے نے موجب بدنامی سمجھکر قبول نہ کیا بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا آخر ایک دن شاہزادے کے محلات اپنے باغ جاتے تھے ایک کٹنی کو محل مین کسی حیلہ سے بھیجدیا تھا عین سواری مین وہ کٹنی اوس لڑکی کو پینس مین سوار کرکے نواب سلطان محل خاص محل بادشاہ کے محل مین لے گئی جب شاہزادے کو یہ خبر ہوئی اوسیوقت رزیڈنٹ سے یہ ماجرا کہلا بھیجا صاحب نے بادشاہ سے اطلاع کی کہ یہ امر سراسر موجب بدنامی و فساد کا ہے اوس اسامی کو ابھی سوار کرکے بھجوا دیجیے بادشاہ سے کچھ بن نہ پڑا اوسی وقت اوسے سوار کروا دیا اور صاحب سے کہلا بھیجا کہ یہ بھی اتہام ہے وہ سلطان بہو کی ملاقات کو محل مین آئی تھی شاہزادے نے بموجب ایماے صاحب خواجہ سرا اور سپاہی بھیجکر اوسے بلوا لیا اور پانوؤن مین بیڑی ڈالکر قید کیا ۔

الغرض اس امر سے شاہزادے کو لکھنؤ مین رہنا بہت شاق و ناگوار گذرا آخر کرنل کارن صاحب بمقام کاس گنج کو چلا بھیجا کسواسطے کہ اونکی پوتی شاہزادے کے بیٹے سے منسوب تھی اونکی صلاح و مشورے سے اونھین ساتھ لیکر کاس گنج جا کر بسے کہ عملداری سرکار ہے اب وہ پانچہزار جو غازی الدین حیدر نے عوض ملاقات مساوی مقرر کیے تھے موقوف ہوکے سات ہزار ماہواری چھ ہزار توسط انگریزی قدیم ہزار روپے جو ہر وقت داخل عہدنامہ ہوئے تھے خزانہ سرکار سے ملنے لگے ۔

غرض وہ قمر چہرہ جو قید تھی کرنل صاحب کے بیٹے کے ساتھ بھاگ گئی اور یہ پہنچی شاہزادے کو یہ امر اوس سے بھی زیادہ ناگوار گذرا کاس گنج سے اکبر آباد مین رہنا اختیار کیا تا دم حیات وہین رہے آخر شہر ذیقعدہ ۱۲۵۳ ہجری یوم سلخ روز یکشنبہ مطابق فروری ۱۸۳۷ء انتقال کیا مقام سکندرہ مین مقبرہ محمد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جو شہر سے تین کوس ہے دفن ہوئے کل اس جلیسا خان

شاہزادے کے بیٹون مین بڑے مرزا مظفر بہادر تھے ایک مرتبہ اپنی اولوالعزمی سے لکھنؤ سے ملک اجھوتانہ مین گئے قاضی محمد صادق خان تخلص اختر نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ اکثر شرفائے لکھنؤ بھی ساتھ تھے بہت سے ہاتھ پانون مارے کچھ کچھ ہر راجہ سے پیشکش ملا اب کئی برس کے سرگردان ہوکر پھر آئے رفقائے سفر اپنی تلاش معاش کو ہر طرف چلے گئے آخر مرزا محمد سلیمان شکوہ نے سو روپے مواجب ونکے واسطے مقرر کردیا خانہ نشین ہوے جو ان خوشرو تھے سیلی بیگم منجملہ ازواج جنرل مارٹن اوسے عقد شرعیہ کیا بعد انتقال گوری بی بی جنرل اوسی مکان مین تا حین حیات رہے جب دونون مرگئے مکان زمین بلند پر تھا کسی وکیل نے نیلام مین مول لیا۔

دوسرے بیٹے شاہزادے کے مرزا کام بخش مدت عمر تک مہتمم کاروبار اپنے باپ کے رہے شاہزادے فقط اپنی عیش و عشرت و کثرت ازواج مین رہتے تھے سیاہ و سفید کے یہ مالک تھے جب مرگئے امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم مین دفن ہوے انکے بیٹے چار تھے مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ دو اور تھے یہ دونون مشرف بزیارت کربلائے معلی ہوے طہران مین شاہ ایران کے پاس رہے مرزا حیدر شکوہ بھی صاحب عزم تھے جب بعد انتقال مرزا محمد سلیمان شکوہ اکبر آباد سے لکھنؤ آئے بسفارش جنرل لو صاحب و میر منشی التفات حسین خان مجموع ہزار روپیہ ماہواری متعلقان مرحوم کو سرکار حضرت فردوس منزل سے مقرر ہوئی اوسمین سے چھ سو مرزا حیدر شکوہ لیتے تھے چار سو اور سب پر تقسیم کرتے تھے اس چھ سو مین انکی بھی بعسرت گذرتی تھی انھون نے زمین امام باڑہ آغا باقر خان کو سرکار سے لے لیا تھا کس واسطے کہ وہ کھد کر داخل حصار قلعۂ مچھی بھون ہوگیا تھا اس جہت سے کہ اونکے باپ وہان دفن تھے پھر اپنی بی بی کو حوض امام باڑہ مین دفن کیا کہ وہی جگہ قبور سے خالی تھی اس امام باڑے مین غاصبون نے اپنی بدنفسی سے پرانی قبور کو خالص کرکے اوسپر حسب مرضی اپنی لیسکر دفن کرتے تھے وجہ غصبی کی یہ ہے کہ آغا باقر خان عمو آغا اسمعیل خان والد در جنگ کے تھے نواب شجاع الدولہ کے عہد دولت مین سالدار پانچہزار سوار کے تھے مگر عبد الرحمان خان تمندار بھی پہلے انھین کے رسالے مین تھے اس جہت سے کہ وہ ولایت اصفہان کے تھے یہ تمندار اسکے

آغا باقر خان آغا اسمٰعیل کے کارفرما تھے انکی شادی مرزا حسن علی کی بیٹی سے ہوئی تھی خنکی املاک وسیع خاص فرنگی محل مین تھی آغا اسمٰعیل نے عموے کہا تم قریب مسافرخانہ ایک امام بارہ بنواؤ میان چوڑی والیان رہتی تھین اونسے بہت سے مکان لیکر امام باڑہ بنا اوس زمانہ مین سوائے آغا ابو طالب خان کے امام باڑہ کے دوسرا امام باڑہ شہر مین نہ تھا آغا اسمٰعیل کو نواب شجاع الدولہ نے کالپی کا عامل کیا تھا اس سبب سے کہ یہ صاحب سالہا مین سرکش انسے دبین گے آغا باقر خان جب لکھنؤ سے گئے وہان تہریہ مین اونھین زہر دیا وہین قریب سرائے کالپی دفن ہین آغا محمد شریف اونکے بیٹے صغر السن تھے اشرف النسا خانم انکی مان خائف ہوکر گھر سے باہر نہین جانے دیتی تھین آغا باقر خان جبتک جیتے رہے انھین اپنا زادہ سمجھا کیے مجلس بطور اہل ایران امام باڑہ مین ہوتی تھی سب معاینہ جمع ہوتے تھے آغا محمد شریف کو بھی اپنی نمود کیواسطے مجلس مین اپنے ساتھ لاتے تھے نذر نیاز امام باڑہ کی جمعہ کو اشرف النسا خانم کو آتی تھی مومنین بڑے آدمی امام باڑہ سمجھکر دفن ہونے لگے صاحب مقدور تھے اپنی حیات تک کچھ بابت دفن نہ لیا جب وہ مرگئے آغا فتح علی اونکے بیٹے مفلس بھی ہوگئے بہت کچھ قبر پر لینے لگے اونکے معتبیٔ ہوے پھر تو دروازہ لینے کا کھل گیا اور حرمت و احترام امام باڑہ کا جانے لگا آخر انجام یہ ہوا کہ داخل حصار قلعہ ہوا مرزا حیدر شکوہ نے اپنی تجویز سے ایک بنگلہ ٹین کا بنوا کر نصب کردیا اور اونکے باپ مان دفن تھے اس جہت سے لیا مرزا حیدر شکوہ اس ہنگامہ فساد مین بیلی گارد مین بحفاظت سرکار رہے جب نجات پائی گورنمنٹ مین اپنی عسرت حال اور اطاعت حکم سرکار کے خطوط لارڈ کارن وال بہادر سرکار مین پیش کیا چیف کمشنر نے ولایت بھیجا وہانسے پانسو روپے اور اضافہ ہوے وہ سب پہلے اوس ہزار روپے قدیم تقسیم ہوا مرزا حیدر شکوہ عازم عتبات عالیات ہوے بعد اسکے روانہ مشہد مقدس ہوے آخر ماہ صفر سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ع انتقال کیا ایک صاحبزادہ پہلے عتبات گیا تھا دوسرا اور ایک صاحبزادی بھی اونکے پیچھے روانہ کربلا ہوئی بڑے صاحبزادے جواد نکے مرزا ابو سعید مشہور تھے داماد سراج الدولہ ہین قرضدار بہت تھے معاش کے برے تھے وہ زمین امام باڑہ بھی اور مکان جو مثل خرابہ قریب مفتی گنج تھا مہاجن کے قرضہ مین نیلام ہوگیا اب وہ سراج الدولہ کی حویلی مین رہتے ہین اس تقسیم رسدی مین اونھین بھی

بھی

شاہ زمان نصیر الدین حیدر بہادر
Nuseeroodeen Hyder
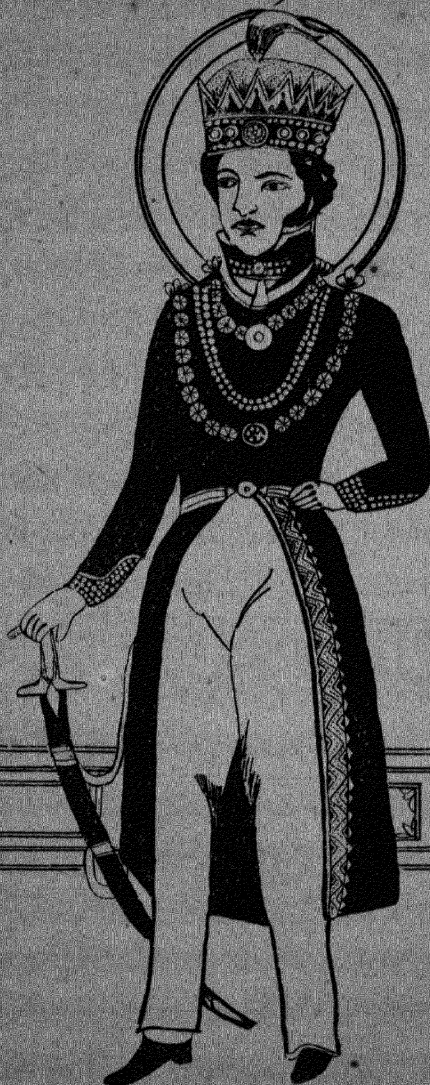
ملتا ہی مرزا حیدر شکوہ جیتے ہوتے صاحب اختیار ہوتے اب سبکو سرکار سے بحساب ملتا ہی
مرزا ہمایون شکوہ بھی مر گئے یہ احوال امام باڑہ جو اس مؤلف نے لکھا جسقدر اپنے بزرگون سے
سُنا مندرج کیا بغیر نفسانیت جو اوس وقت کا قدیم ہوگا اُسے یہ سب حقیقت معلوم ہوگی یہی وجہ
اسکے مقبول ہونے کی ہوئی کہ خون ناحق ہوا اب اسکا ثواب مقتول کے واسطے عذاب
جس طرف ہو۔

آغا محمد شریف بیٹے آغا محمد اسمعیل کے ناخلف ہو تماش بین تھے املاک فرنگی محل مین ماٹیس
حویلی ساٹھ دوکان ایک محلسرا اور بارہ دری میلر نہ تھی ان سبکا کرایہ بہت کچھ آتا تھا چلن سے چلتے
بخوبی بسر اوقات ہوتی مان جبتک جیتی رہی مطیع رہے وہ اگلے زمانے کی بیبیون مین تھی آغا باقر خان نے
خواستگاری کی کہ تم جوان بیوہ ہوئی ہو ہرگز قبول نہ کیا بہت باعزت و باعصمت بسر کی بھائی اور
بہنین مختلف البطن اور بھی تھین سبکو رضامند رکھا جب مر گئین اپنے بھائی مرزا حیدر علی یک چشم کے
امام باڑے مین اپنے باپ کے پہلو مین دفن ہوئین آغا محمد شریف نے اپنی مان کے مہر مین سب املاک
اپنے نانا کی از روئے عدالت لی باقی سب اولاد کو محروم کیا آخر بعد سب حویلیون کے محلسرا اور بارہ دری
کو مرزا جعفر کے ہاتھ بیچا محتاج ہو کر مر گئے اوسی امام باڑے مین دفن ہوئے اب وہ سب املاک
داخل سڑک شارع عام ہوگئی ہر ہے نام اللہ کا۔

جلوس ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ سلطان عادل نوشیروان زمان
حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی

آمدم بر مطلب کتاب الغرض جب حضرت خلد مکان نے موتی محل جو اب ملک [illegible] راجہ
دگبجے سنگھ صاحب بہادر کی سی ایس آئی ستارۂ ہند ممبر کونسل گورنری ہی اوسکے خاص کمرہ لب
دریا مین شب کو انتقال کیا نواب معتمد الدولہ مارڈنٹ رکس رزیڈنٹ میجر آمیل پیچ برگیڈیر میجر
کچھ تلنگے بیلی گارد سے لیکے آئے اپنے دروازے پہ پہرہ کیا کہ کوئی بے اجازت داخل
نہو صبح کو ۷ بجے بادشاہ بیگم صاحبہ مع صاحب عالم بہادر پنس مین سوار رینے کے شیر دروازے
سے داخل ہوئین اسکے پیشتر بھی دو مرتبہ حالت بیماری مین عیادت کو آئی تھین

بیہوش تھے خواجہ سرانے پکار کر عرض کی حضور بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین آنکھ کھولکر فرمایا دوشالہ مونھ پر الدو پھر اوسنے عرض کی حضور کی دونون نواسیان بھی آئی ہین اونھین نظر حسرت دیکھکر پھر کسی سے بات نکی بیہوش ہوگئے۔

اوسوقت دربار مین اشخاص مشخصہ اور اہلکار حاضر تھے موافق دستور قدیم رزیڈنٹ نے چاہا کہ عہدنامۂ قدیم پیچھ حاشیہ اور ہو مگر نواب معتمد الدولہ نے میر میدان ہو کر اس امر خاص مین بہت گفتگو کی کہ خلاف اس عہدنامۂ قدیم کے ایک حرف کم و زیادہ نہ کیا جائیگا سبب اسکا یہ تھا کہ بادشاہ پر میری خیرخواہی دلسوزی نمک حلالی ثابت ہو کر شاید رفع ملال ما فی نیہ ہو جاے دوسرا سبب یہ تھا کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی کلکتہ مین حاضر حضور نواب گورنر جنرل تھے اونھون نے بروقت اپنی روانگی کے نواب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو آپ عہدنامہ قدیم پر مستقل رہیے گا کوئی امر جدید ہونے دیجیے گا مین اسکی گفتگو گورنر جنرل سے بخوبی کرونگا پس کیا عجب تھا کہ اگر نواب سکوت کرتے تو مداخلت عہدنامہ فردوس منزل کی اوسی وقت پیش کی جاتی فردوس منزل بھی سکوت کرتے امر جدید کا تو کچھ عجب تھا مگر اونھین تو خوف یہ تھا کہ اگر مین انکار کرونگا جعفر علیخان میرے بھائی موجود ہین اسی نفسانیت نے سب کو خراب کیا اگر اتفاق ہوتا امر جدید کب ہوتا۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے حاضرین سے ارشاد کیا بادشاہ نے انتقال کیا اور صاحب عالم بہادر اپنے حق وراثت آبائی پر جلوس فرماتے ہین لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اونکی اطاعت و فرمانبرداری اور نمک حلالی مین بدل مصروف رہو اور جناب بیگم صاحبہ نے پس پردہ آکر فرمایا اسوقت جو آپ فرمائین ہم اوسکی تعمیل کرسکتے ہین بعد ایک ساعت جلوس کے ہمارے اختیار سے باہر ہو جائیگا جواب دیا کہ مرزا کو اختیار ہے یعنے بادشاہ کو پس اگر اوسوقت بیگم صاحبہ باب جاگیر سلون مین کہتین بہت استحکام سے اوسکی صورت ہوتی اور یہ خرابیان جو پیش آئین کاہیکو ہوتین خلاصہ جب صاحب رزیڈنٹ صاحب عالم کا ہاتھ پکڑ کر بوجہ حضرت خلد مکان مین سوار کرنے لگے اوسے نظر حسرت دیکھکر چیخ مار کر روئے صاحب رزیڈنٹ نے فرمایا کہ یہ امر ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہے اسوقت کچھ آپ اور خیال نہ فرمائیے وہان سے بارہ دری مین

رمنہ سے تشریف لائے جہان تخت شاہی تھا اور صاحب مع میجر صاحب گنجی پر چینی بازار ہو کر آئے
پلٹن انگریزی جو چھاؤنی سے بندوبست کو آئی تھی دروازے پر کھڑی رہی اوسکے بعد فرح بخش
مین آکر جا بجا پہرے ہو گئے بادشاہ نے حسب دستور خیمۂ سبز مین دو رکعت نماز پڑھی پھر وہان سے
عبائے خاص بر دوش تخت شاہی پر جلوس فرمایا صاحب رزیڈنٹ نے تاج اپنے ہاتھ سے دوسرا
ہاتھ مجتہد العصر نے تبرکاً لگا کر زیب فرق مبارک کیا ۹ ساعت ۵ دقیقہ نصف شب سے گذرے
تھے ساعت مریخ روز شنبہ ۲۷ - ربیع الاول ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۱۸ - اکتوبر ۱۸۲۷ء تھی ایک
شخص نے قبلہ رو کھڑے ہو کر اذان دی اقربائے شاہی ارکان دولت نے بمراتب نذر دی توپ سلامی
کی چلی سامنے شادی مبارک کی دھوم مچی منادی شہر ہوئی تیسرے دن جو پلٹن بندوبست کو
حسب دستور آئی تھی انعام پاکر رخصت ہوئی -

تیسرے دن جب سیوم ہو چکا حسب دستور نواب معتمد الدولہ مہاراجہ میوہ رام اور بعض اہلکار خاص
کو خلعت بحالی ہوا ممالک محروسہ مین فرمان شاہی جاری ہوئے پنجشنبہ کو موافق معمول بڑی دھوم
دھام جلوس شاہی سے حضرت عباس کی درگاہ مین آئے چوک کو بہت آراستہ دکانون کو رنگین کیا تھا
کوٹھون پر جا بجا نوبت اور کسبیان ناچ کو بیٹھی تھین فقرا و مساکین کو ہر طرف روپیہ پھینکا راہ مین جسنے
عرضی دی لی نواب معتمد الدولہ خواصی مین تھے درگاہ مین حاضری دسترخوان نذر تبکلف ہوا پھر
وہانسے داخل فرح بخش ہوئے سامان عیش و عشرت ہر طرح سے آراستہ کیا بادشاہ کا باپ جو مرجائے ایسی ہی
خوشی چاہیے غریب کا باپ مرجائیگا رونا پیٹنا ہوگا + **سکہ شاہی** بہ ہر سکہ شاہی زدہ ز لطف
آلہ + سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ + دوسرا سکہ از راہ غلو مذہب اثنا عشریہ نائب مہدی
نصیر الدین حیدر بادشاہ -

تعیش حضرت شاہ زمان اور عروج صاحبات محلات معلی و مزید عنایت بر نواب

حضرت شاہ زمان پچیس (۲۵) برس کے سن شباب عالم جوانی مین سریر آرائے سلطنت ہوئے پھر
کیونکر مصروف و مشغول عیش و عشرت زندگی نہوتے کسواسطے کہ حضرت خلد مکان کے ضبط اور
خوف نواب معتمد الدولہ سے ہمیشہ نظر بند رہتے تھے اب میان بیٹے کوتوال اب ڈر کاہے کا

اور مشیر خاص و راہلکار ایسے انتخاب زمانہ جمع ہوے خلاصہ ایک سو کئی طائفے ارباب نشاط جو سرآمد
چکلہ تھے ملازم ہوے نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی دورہ دورہ ہوا مرزا کیوان جاہ
محمد علیخان بہادر بیٹے نواب ملکہ زمانیہ کے بنام نامی بادشاہ مشہور ہوے اور نواب سلطان
عالیہ جنکا ددد • مرزا فریدون بخت شاہجان نے پیا تھا بادشاہ کے بیٹے مشہور ہوے انکی
شادی نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان کے بیٹے نواب ممتاز الدولہ بہادر سے ہوئی
عنایت باغ مکان محمد آفرین علیخان رہنے کو ملا نواب ملکہ زمانیہ کی جاگیر ہر برس پر دو اچھے لاکھ
روپیہ کی عنایت ہوئی نواب فتح علیخان وارث علیخان دونون بھائی بنارس سے پریشان ہوکر
آئے تھے نواب موصوفہ کے بھائی مشہور ہوے اونکی نظامت جاگیر کی دی چار برس تک
یہ دونون ناظم رہے لاکھون روپیہ زر تحصیل سے اپنی عیش و عشرت دنیا مین صرف کیا کچھ
ہاتھ اوٹھا کر سرکار موصوفہ مین بھی بھیجدیا قاسم خان سگے بھائی رستم کے داروغہ ڈیوڑھی ہوکے
پانسو روپیہ دریاہہ ہوا ماما پیاری فیلبانی جسنے نواب سلطان عالیہ کو حالت شیرخوارگی مین پرورش
کیا تھا وہ خاص محلدار ہوئی اوسکا بھی ایک ٹھکانہ ہوا ایکدن سب قرابتے قریۂ شاہی بادشاہ کے
حکم سے نواب ملکہ زمانیہ کو نذر دینے آئے سبھونے طوعاً و کرہاً نذر دی مگر جب نواب نصیر الدولہ کی نوبت
آئی نواب ناظر میمنت علیخان کہتے تھے کہ انکی دونون آنکھون سے مسلسل اشک جاری تھے قدرت
خدا کو دیکھتے تھے پھر اوسی خدا نے ایکدن یہ دکھایا کہ جب خود بادشاہ ہوے نواب ملکہ زمانیہ کو
اپنی سمدھن سمجھکر متواتر بلایا تہ کار سمجھکر یہ بھی نگئین ہمیشہ عذر علالت کہلا بھیجا تغرس تشا رو تذل
من تشاء فی الحقیقت نواب ملکہ زمانیہ نے اپنی جود و ہمت سے سبکو نہال کردیا اونکی سیر چشمی و
خوش نیتی سب بیگمات پر فوق کر گئی مگر تاحین حیات متمنی اولاد بادشاہ سے رہین اسی نیت سے
ہر نوچندی پنجشنبہ ماہ کو درگاہ جاتی تھین دس ہزار روپیہ ستر خوان نذر و نیاز و انعام جلوس مین
صرف ہوتا تھا۔

دوسرا محل معرفت بخش علیخان والٹر کی چھوٹی بیٹی کا ہوا اوسے خطاب مخدرۂ علیا ملا
میان گنج رسول آباد اوناؤ چھے لاکھ کی جاگیر ملی بخش علیخان انکے باپ مشہور ہوے
خلعت فاخرہ نواب ہوے ناظم جاگیر و داروغہ ڈیوڑھی ہوکے اپنی عالی ظرفی سے بڑا جاہ و حشم دیکھا

تیسرا محل نواب خورشید محل ساکن حسن پور بند ہوا صاحبات محل ہوا پھر اونھین ایک دن اپنا تاج شاہی فرق مبارک سے اونکے سر پر رکھدیا خطاب نواب تاج محل عنایت ہوا مرزا حسین بیگ سوارون مین نوکر تھے انکے باپ مشہور ہوے انکی ماں کی سفارش سے نواب گنج اوسیقدر انکی بھی جاگیر ہوئی داروغہ ڈیوڑھی ہوئے انکی نئی امارت سپاہگری کے ساتھ ہوئی۔

جناب بیگم صاحبہ کی جاگیر سلون نولاکھ کی جو معتمد الدولہ نے ضبط سرکار کی تھی اپنی عداوت سے پھر بدستور سابق جاری ہوئی۔

چوتھا محل نواب بادشاہ محل ہوا اسکا ذکر بعد اسکے بیان ہوگا مگر بے جاگیر۔

پھر نور محل صاحبہ نواب صاحبہ محل ہوئین فقط مواجب بیش قرار۔

لالہ رام پرشاد رفیق خاص افتخار الدولہ نے کئی لاساپان صاحب حسن و جمال بتبرا ارباب نشاط سے ہزار روپیہ خرچ کرکے جمع کی تھین اون سبکو طلب کرکے داخل محل کیا عیش محل خطاب دیا اسکے سوا کرم بخش کسبی وغیرہ جو نمود کی تھین داخل محل ہوئین اسکی تفصیل کیا بیان کیجائے گھوسے میان وغیرہ جو رفیق خاص معتمد الدولہ تھے جبتک وہ قید ہوے مصاحب بادشاہ رہے۔

خلاصہ ہر صاحبات محل کے اقربا و متوسلین نو دولت سے جو نان شبینہ کو محتاج تھے جنھین سفید کپڑے چمڑے کی جوتی میسر تھی ہر محلہ مین جسمین ہر ایک ایک جھوپڑے کچی حویلی مین رہتا تھا ایک قیامت برپا ہوئی تھی پہلے ہر ایک نے اپنا حق ہمسایہ ادا کیا تھا مکان لیکر موافق اپنے مقدور کے عمارات عالیشان بنوانی شروع کی تھی اہلکار اور ارکان دولت اپنی آبرو کو ادنسے ڈرنے لگے اور ہر محکمہ عدالت مین اگر کوئی متوسل کسی محل کا دھر آگیا سفارش سے بسلامت اپنے گھر پہونچا جناب بیگم صاحبہ کے عزیز و اقارب ملازم جو قہر معتمد الدولہ سے کسیطرح محفوظ رہے تھے ہر ایک فراغ و پرداخور ہوا۔

فیض النسا مغلانی مقرب خاص بیگم صاحبہ اور میر افضل علیخان داروغہ جو خوف نواب سے مبشر الدولہ مرزا فدا حسین خان کی فقط حکمت عملی سے زمان تصوبی نواب مین کئی مہینے پیشتر سے

داخل محل ہو چکی تھین ہرچند نواب نے اونکی گرفتاری کی بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی بن نہ پڑی اور
اونکی حفاظت کے بانی مبانی فقط مرزا موصوف ہوے کسواسطے کہ نواب کو انپر اعتماد
تھا حالانکہ یہ بھتیجے بیگم صاحبہ کے تھے اسی طرح میر فضل علیخان بھی رات کے وقت چھاونی
منڈیاٶن سے بیکے پل سے ہو سوارون کے ساتھ جو صاحب لوگون کو ناکہ سے چھاونی
بحفاظت پہونچاتے تھے اس دھوکے سے داخل ڈیوڑھی بیگم صاحبہ نے حبشیون کا پہرہ
اونکی حفاظت کیواسطے کر دیا پس ان دونون کا اقبال اور ادبار معتمد الدولہ ظاہر ہوا شہر مین خبر عام
ہو گئی جب بادشاہ کے تعیش کی یہ صورت صاحب رزیڈنٹ نے دیکھی ایکدن محض از راہ دولتخواہی
و دلسوزی بادشاہ کو خلوت مین تہ دل سے سمجھایا کہ یہ اسباب تعیش جو مکنون خاطر ہوے ہین انکا
انجام اچھا نہین بلکہ سراسر خرابی اور ربہی اور موجب بدنامی سلطنت ہونگے اور آپ سے ضبط شرب
منہیات کا نہو سکے گا جب سرکار مین غفلت ہو گی اہلکارون سے امانت و دیانت دیجا آوری احکام
بصداقت نہو گی ہمارے فرقہ کو جو از راہ حکمت یا موافق عادت قدیم استعمال مشروبات و تعیش کا ہوتا ہے
ایک ضبط ربط اور خوف حاکم بالا سے رہتا ہے اور اگر مطلق العنان ہو جائین تو پھر کسی کام کے نہین
پس جو شخص پابند ایسے انتظام کا نہو اوسے مشکل ہے فرمایا جب تمسا ہمارا ایسا دوست ہو اور خیر خواہ
تو کیا باک ہے —

خلاصہ بظاہر نواب معتمد الدولہ پر ایسی عنایت فرمائی کہ انھین ہیئت یر کی ہوشیاری عیاری
بھول گئی بلکہ ہوس دنیا زیادہ بڑھی یہ دہ غفلت کا پڑتا چلا اور بیگم صاحبہ کی بھی عنایت ہوئی تقریباً
ستر لاکھ روپے کا جواہر ہر قسم کا عنایت فرمایا اور الماس باغ بھی مملوکہ محمد الماس علی خان
عنایت فرمایا اور مخاطب بخطاب نواب بھائی ہوے ایکدن جناب خانصاحب نے نواب سے خلوت مین
عرض کیا کہ ایسے وفور عنایت شاہی سے مقام خوف کا بھی احتمال ہو سکتا ہے اور دنیا دام
فریب ہے ہرچند صافی نامہ حضرت خلد مکان کا ہے لیکن مواخذہ حال البتہ باقی ہے آل اندیشی ضرور
ہے فرمایا تمھاری فہم و فراست سے ایسا تصور بعید ہے اگر مزید عنایت فی الحقیقت ہے
تو دیدہ و دانستہ اپنے نفع کو چھوڑنا نہ چاہیے اور اگر از راہ فریب ہے تو اسی سے انکا مقابلہ
آسان ہو جائیگا —

ایکدن صاحب رزیڈنٹ نے جو حقیقت مین دوست نواب کے تھے کمال دلسوزی سے سمجھایا کہ ہمارے نزدیک تمھارا کنارہ کش ہونا بہتر معلوم ہوتا ہی اور یہ سب عنایت شاہی کو دام فریب سمجھو نواب نے اونکی موافقت پر بھروسا کیا اپنی طمع نفسانی سے ہاتھ نہ اوٹھایا کرور روپیہ کی جسکی املاک شہر مین دو کرور روپیہ کا نقد و جنس کا گھر پچیس ہزار ماہواری حفاظت گورنمنٹ واہ پھر دنیا کو نہ چھوڑے —

لارڈ کمبرمیر صاحب بہادر کا آنا نواب کا قید ہونا اور سوانحات شہر

الغرض جب لارڈ کمبرمیر کانپور سے عازم لکھنو ہوے حسب دستور نواب معتمد الدولہ مرزا کیوان جاہ بہادر مع ارکان دولت رحمت گنج تک استقبال کو تشریف فرما ہوے ناکہ تک جاکر بادشاہ نے استقبال کیا طرفین سے حسب دستور معمول ضیافت ہوئی ایکدن نواب نے محض دریافت استمزاج بادشاہ باب نیابت مین صاحب بہادر سے بے صاحب رزیڈنٹ تخلیہ کروا دیا بادشاہ نے مشورہ خاص عزل نواب مین اور خوف حمایت نواب صاحب رزیڈنٹ سے فرمایا کہ اگر مین گرفتار کرونگا احتمال اپنی سبکی و توہین کا ہی مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے کس واسطے کہ افسران فوج اوسکے موافق ہین جرنل بہادر نے فرمایا کمال دلجوئی سے کہ آپ کو ہر صورت اختیار ہی ہم رزیڈنٹ کو سمجھا دینگے کہ میرے بعد جانے کے جو بادشاہ تمسے کہین اوسکی تعمیل کرنا —

جب لارڈ صاحب وانہ مہم قلعہ بھرتپور ہوے روز شنبہ پہلے صحبت چاے پانی ہوئی اسکے بعد تخلیہ مین بادشاہ نے صاحب رزیڈنٹ سے کہا کہ مین نواب کو موقوف کیا چاہتا ہون اس تکبر ام سے بہت تنگ ہون اور میر فضل علی کو نائب کہ یہ بیگم صاحبہ کا ملازم قدیم اور معتمد ہی صاحب نے کہا وہ آپکا نوکر ہی بہر حال آپکو اختیار ہی اور اگر ہم گرفتار کرینگے اونکی کفالت و حمایت و حفاظت ہمپر لازم ہوجائیگی کہ اونکا وثیقہ ہی پھر فرمایا افسران فوج موافق ہین احتمال کشت خون کا ہی مبادا مجھے بدنامی ہو لہذا مناسب ہی کہ تم اوسے گرفتار کروا دو میری غرض یہ ہی کہ عہدے سے موقوف ہوکر میرے شہر سے نکلجاے + جواب دیا بعد ہمارے جانے کے کسی حیلہ پیام سے ہمارے پاس بھیجدیجیے گا صاحب رزیڈنٹ نے میجر اسمعیل پیچ کو حکم دیا

کہ دو کمپنی بدلی جو آج آئی ہین اونھین زیر کوٹھی ضیافت طیار رکھا چند روز اسکے پیشتر بادشاہ بیگم صاحبہ و ظفر الدولہ سے تخلیہ ہوتا تھا کچھ راز نہانی کھلتا نہ تھا مگر قرینے سے سب جانتے تھے کہ یہ کونسل خاص عزل نواب مین ہوتی ہے خلاصہ وسدن فور عنایت کا خاتمہ تھا بعد اسکے جب محلسرا مین تشریف لیگئے ارشاد کیا نواب بھائی تم ابھی صاحب رزیڈنٹ کے پاس جاکر کہو جو ہمنے کہا تھا اوسکا جواب نگاہ ہے رخصت ہوے چند قدم چلے تھے پھر یاد فرماکر ایک گلوری پان کی اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی نواب نے اشرفیان نذر کی گذرانین آداب بجالائے اوسوقت تک نواب کو کسی طرحکا کھٹکا نتھا جب باہر جلو خانے مین سوار ہونے لگے سبحان علی خان وغیرہ خیرخواہون نے احوال انتظام رزیڈنٹی بیان کیا یہ سنکر کچھ ملتفت نہوئے جب قریب بیلی گارد پہونچے ہرکارہ اخبار جو رزیڈنٹی مین خبر کو رہتے تھے عرض کیا کوٹھی ضیافت کے نیچے خلاف معمول دو کمپنی بدلی کی طیار کھڑی ہین اونھین بچشم غضب دیکھا جانتے تھے کہ اگر کوئی امر خلاف ہوتا صاحب مجھسے کہدیتے سچ ہے لوگون کا یہ خیال خام تھا اگر قلعۂ آہنی مین ہوتے نہ بچتے اور بظاہر نواب نے اپنی عافیت کیواسطے افسران فوج وغیرہ کو اپنا کر رکھا تھا کہ انسے دشمن کو خوف تو ہوگا یہ دغدغہ البتہ ہوا باقی کیا مجال تھی خلاف حکم رزیڈنٹ کرسکتے چنانچہ صاحب نے پیشتر قید کرنے کے میر منشی سید غلام حسین کو فقیر محمد خان رسالدار کے پاس بھیجا کہ ہم نواب کو قید کرتے ہین اگر کسی سوار نے تمھارے گھوڑے پر زین باندھا مجرم سرکار تم ہوگے فقیر محمد خان اوسوقت مرغ کی بازیکی جوڑ دیکھ رہے تھے چپکے گھر مین چلے گئے اسیطرح میندو خان رسالدار کو حکم نافذ پہونچا چپراسی نے کوتوال کو بھی یہی حکم پہونچایا کہ خبردار انتظام شہر سے اگر کسی طرحکا فساد ہوا مجرم سرکار ہوگے۔

خلاصہ جب نواب بڑے کمرے مین جاکر بیٹھے بڑے صاحب دوسرے کمرے سے آئے فرمایا تمھین بادشاہ نے عہدۂ نیابت سے موقوف کیا عرض کی میرا کیا قصور فرمایا نوکری آقا کی خوشی و مرضی پر موقوف ہے عرض بسماجت کی کہ میرا وسیلہ سواے دامن دولت کے نہین ہے بہرصورت مین آپ کا تابع فرمان ہون فرمایا اگر تم ساکت و خاموش رہوگے

البتہ ہماری سرکار تمھاری حمایت کریگی اور اگر کسی طرحکا فساد برپا کروگے ہرگز نکرے گی یہ
کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے میجر صاحب مع گارد داخل کمرہ ہوئے نواب سے ولایتی کمر اور انگوٹھیان
ہاتھ سے لیکر باہر آکر جلوس سواری کو احاطہ سے باہر نکالکر ہاتھی سواری کو مانگا نواب کو
پہلو مین بٹھاکر چلے ایک کمپنی اہتمام آگے ایک پیچھے تھی فقط شہر مین غلغلہ برپا ہوا ہزار ہا کوچہ
و بازار کوٹھے بھر گئے اور زبان طعن و تشنیع ہر ایک سے جاری ہوئی خواہ بالفاظ ذلت خواہ بالفاظ
زبان شرفا۔

اوسوقت بادشاہ اپنے خلجان خاطر سے بخوف اسکے کیا خبر آتی ہو بارہ دری سے سر راہ مین
ٹہلنے لگے حکیم مرزا علیخان نے گستاخانہ عرض کیا ایک تنفس خانہ زاد کے واسطے اس قدر تردد
فرمایا میرا کوئی نہین اس عرصے مین ہرکارہ ریذیڈنٹی نے مثل باد صرصر حاضر ہوکر عرض کیا
نمکحرام قید ہوگیا یہ سنکر محل مین تشریف لے گئے محل مین ہر طرف تہنیت مبارکباد کی دھوم مچی اور
در دولت پر مبارکباد کی نوبت ایک طرف شہنا نواز نے غل مچانا شروع کیا نذر نیاز محل مین
ہونے لگی۔

خلاصہ جب نواب بیلی گارد کے پھاٹک سے نکلے چپ و راست سے بوچھار خلقت شہر سے
پڑ رہی تھی دولت پورے تک پہونچنا مشکل ہوا تھا نواب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے میر
سیف علی رفیق خاص فقط ہاتھی کے نیچے جھول پکڑے چلے جاتے تھے کہ حضور وہ نمک حرام
حق فراموش اسوقت کہان ہین جنھون نے حضور کی بدولت لکھا نوشجان کیے نواب انگشت
شہادت سے منع کرتے تھے غرض کئی گھنٹے مین یہ مسافت راہ طے ہوئی داخل اپنی بارہ دری مین
ہوئے خود کھڑے ہوکر جابجا انگریزی پہرے مقرر کردیے میجر صاحب افسران کمپنی کو چھوڑکر
چھاؤنی چلے گئے چار کمپنی بادشاہ کی متعین ہوئین سارے گھر کو اندر باہر ہر طرف سے گھیر لیا
رات کو پچاس سوار کی روند گرد املاک کے پھرتی تھی ناکجات شہر پر بہ انتظام و نسق و تلاشی و
تحقیقات مسافران آیند و روند پہرے ہونے لگی ایام بسنت اور ہولی کے تھے تلنگے کبیر
کہہ کہکر غل مچاتے تھے فحش نسبت ناموس نواب بکتے تھے نواب بالاخانہ کے کمرہ سر راہ مین
رہتے تھے سنتے سنتے ناک مین دم آگیا تھا شربت کے گھونٹ کیطرح پیکر رہجاتے تھے بعد کئی دن کے

صاحب کمان افسر سے کہا یہ پہرہ جو زیر کمرہ ہے اسکے غل و فحش سے بہت تنگ آیا ہون صاحب نے بتاکید اوسے غل مچانے سے منع کیا۔

شہر کے قرضخواہون نے بلوۂ عام دروازہ پر کیا اور اپنی قیمت اسباب اور اُجرت مزدوری سالہا سال کی دادخواہ ہوے کہ اہلکاران ظالم اور ہر کارخانے کے داروغہ نے کسی کو ایک کوڑی نہدی تھی اور نواب سے لیکر آپ کھا گئے تھے اور بعض اقربانے اسطرح جسکا مال چاہا لے لیا تھا مگر نواب نے سب کو ادا کیا کسواسطے کہ اکثرون نے بڑے صاحب کو بھی عرضیان دی تھین اس خوف بدنامی سے ہر ایک کو ادا کیا شہر مین بہت سے رئیس ہر محلے مین بعلت امانت نواب دھرے گئے خاکروب کے ٹوکرون مین کیسۂ زر سفید و سرخ پکڑے گئے اکثر تو دولت و سفارش محلات سے بچ بھی گئے۔

راجہ امرت لال داروغہ دیوانخانہ نے جب نواب کی خبر قید سنی گھبراکر باہر نکلے کہ بسلامت اپنے گھر پہونچ جاؤن ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان نے دیکھکر کہا جلد اسے گرفتار کرلو راجہ غالب جنگ کے حوالے ہوے اوسنے اپنے محبس مین بہزار سختی رکھا راجہ کا گھر ضبط ہوکر سب نقد و جنس داخل سرکار ہوا اوسکے دو بیٹون کو قید کیا اور ہر روز تقاضا نقد روپے کا ہوتا تھا کہ لاؤ آخر اوسنے تنگ ہوکر کہا مجھے گھر تک جانے دو تو جسقدر رہی سب حاضر کرون غرض اس حیلے سے مقید گھر آئے ایک حجرے مین جاکر گنگاجل اپنے اوپر چھڑک کر بمقتضائے غیرت یہ امر بہت مشکل ہے کہ تلوار سے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کر مرگیا شہر مین ایک غلغلہ ہوا خلاصہ اس عہد دولت مین عجیب غریب صورت سے انقلاب ہے جو فقیر محتاج تھے امیر اور جو امیر تھے فقیر سے بدتر ہوگئے راجہ امرت لال کے مرجانے سے باقی اور ونپر تخفیف عذاب ہوگئی کئی مہینے تک شہر مین ایک تزلزل انقلاب تھا عملۂ شاہی جو نئے برپا ہوے تھے اونکا بہت بھلا ہوا۔

نیابت میر فضل علیخان اور ترقی جاہ اُمرائے نو دولت

میر فضل علی جب پہلے دہلی سے لکھنؤ آئے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے ہاتھی پر نوکر ہوے یہ انکا عہدہ آبائی تھا کسواسطے کہ بادشاہ کا فیلبان صاحب منصب ہوتا ہے اور سوائے سید کے اور قوم فیلبانی نہین کرسکتا ناسخ شاعر ہندی نے اسی لحن سے انکی تاریخ دفات مین بہی بربی ہست دھت داخل کیا ہے

بعد کئی برس کے بسفارش پھوپھی اپنی سماۃ فیض النسا سغلانی کے ملازم سرکار جناب بیگم صاحبہ ہوے پھر
رفتہ رفتہ داروغہ ڈیوڑھی ہوے ثروت دُنیا و عزت بخوبی حاصل ہوئی بعد اسکے جب شہر سے نکالے
گئے مقیم فرخ آباد ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کے پاس یہ سب جمع ہوتے گئے تھے
نواب سے بہت سی خصوصیت و یکجہتی و نیاز ہوگئی تھی میر فضل علی جب باخفا داخل لکھنو ہوے
وہ بوکالت نیابت منتظم الدولہ اپنی خصوصیت کی جہت سے آئے تھے آپنا اونھیں خیال بھی
نہ تھا مگر تقدیر نے اور رنگ دکھایا نواب منتظم الدولہ بھی انسے مطمئن تھے فرخ آباد سے
کانپور مین مرزا حاجی کے بنگلے مین آترے و منتظم طلب شقہ شاہی تھے یہان میر فضل علی نائب
ہوگئے بادشاہ ہر امر مین مطیع جناب بیگم صاحبہ تھے اونکے سمجھانے سے راضی
ہوے بڑے صاحب سے فرما چکے تھے جسوقت معتمد الدولہ قید ہوے انھین خلعت
وزارت عنایت فرمایا نواب اعتماد الدولہ بہادر خطاب ہوا حسب دستور بڑے صاحب کو نذر
دینے کو گئے ۔

اون دنون ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کا بادشاہ اور بیگم صاحبہ سے بڑا تقرب تھا بلکہ
جناب موصوفہ کو منظور تھا کہ شخص غیر کی نیابت سے ہمین بہت تکلیف و رنج ہوتا ہے سب سے بہتر
یہ ہے کہ ظفر الدولہ کو اس عہدے پر مامور کرین انسے زیادہ کون ہمارا خیر خواہ اور معتمد ہوگا
یہ بمنزلہ فرزند سلطنت ہین اور آجتک انسے کسی طرح کا خدشہ نہین گذرا بلکہ یہ نیکنام ہے ہین
لیکن جب رزیڈنٹ سے اسمین استشارہ کیا نظر بخانہ زادی قبول نہ کیا حالانکہ اس سرکار
مین ایسے نائب گذرے ہین مثل محمد ایلچ خان وغیرہ اس جہت سے اعتماد الدولہ کی قسمت نے
یاوری کی ۔

ظفر الدولہ کے تقرب خاص سے انکے تینون بیٹے تینون داماد حاضر حضور رہتے تھے
ایکدن بادشاہ نے ارشاد کیا تم اپنی اولاد کو خطاب و رخدمات عالیہ سے کیون معزز نہین کرتے
یہ مرد جہان دیدہ عاقبت اندیش تربیت یافتہ جنت آرامگاہ تھے عرض کی انکو مرتبہ خانہ زادگی
کیا کم ہے ایسا نہو کہ وفور عنایت سے یہ اپنے احاطۂ غلامی سے باہر ہو جائین اوسوقت اس
پیر غلام و نمک پروردۂ قدیم کو باعث حجاب و شرمساری ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے اونھون نے

با عتبار دُنیا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تئین بری کیا بعد چند روز کے وہی ہوا جو عرض کیا تھا۔

غرض بادشاہ نے بیٹے بیٹی کو خطاب اقبال الدولہ و خلعت جرنیلی فوج اور تقرب خاص حضوری دوسرے کو مجد الدولہ صاحب سالہ کیا تیسرے کو مکرم الدولہ پالن بائیسی میر افضل علی و میر احمد مرحوم بڑے داماد آغا حسن عرف مرزا حسنو کو توپخانہ جو اونکے باپ مرزا آغا جان مرحوم تھا دوسرے محمد میر موافق اونکی درخواست کے عدالت دیوانی و فوجداری پیل تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ اور پلٹن تجنیب کی۔

منشی غلام مرتضی روضہ خوان جنت آرا بیگم کے مقبرے مین دس روپیہ قرآن خوانی مین پاتے تھے ازبسکہ ظریف الطبع اور پیشۂ مصاحبت اُمرائے زمانہ مین مشاق تھے اپنے تعارف روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوے پھر اپنی چرب زبانی سے اور نمایش اپنی غفلت سے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی مین پڑے شراب پینے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا مالا مال ہو گئے رستم نگر مین عمارت عالیشان بنوائی پس چند روز مین کچھ ترلا آپ بھی مر گئے اب اس عہد دولت مین اہلکار منتخب روزگار جمع ہوتے تھے۔

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب رزیڈنٹ منظور نہین کرتے اپنے نزدیک متدین مین دیندار وضعدار صاحب لیاقت بنام نامی نواب میر الدولہ حیدر بیگ خان کا بیٹا سمجھکر اکبر علیخان کو داخل کاروبار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ مثل اوروں کے سرکار انگریزی سے بری ہین مگر خان موصوف سستی تقدیر کم گوئی کم رفتاری جزرسی ذاتی سے اکثر سلطنت مین پوچھے گئے سرسبز نہوے پژمردہ ٹھٹھر کر رہ گئے بادشاہ کے نزدیک بھی مجہول مطلق ٹھہرے جو محرک انکی جوہر شناسی کے ہوے تھے اونکے نزدیک بھی عالم بے عمل ہوے اکثر صورت توہین خلاف شان بھی ہوئی خصوصاً آغا مرزا کو کلتاش شاہی کی جہت سے انکا علم و تدبر دبا رہی مانع ہوئی اوسکی سفاکی و مردم آزاری سے سارا شہر عاجز تھا اوسکی فریاد کوئی نہ سنتا تھا حتی کہ نواب منتظم الدولہ بھی

مجبور تھے کئی مہینے تک اکبر علیخان کچھ کچھ کار فرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نیابت مشہور ہوئی تھی
مثل ہر غلیظ کہ بظاہر خوب سیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جاتا رہا جب نواب منتظم الدولہ آئے
یہ خانہ نشین ہوے۔

بادشاہ کو نواب معتمد الدولہ کا استیصال منظور تھا کہ کسی نائب کی جہت سے جیسا منظور ہو
ہو جاے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار ناکردہ کار نا واقف اسپر غافل اپنی عیش و عشرت مین سرشار رہا
ہوشیار ہین تو اخذ زر جسطرح سے ہاتھ لگے پھر کونسی صورت نکلے بادشاہ نے رزیڈنٹ سے
کہا مین فقط اتنا چاہتا ہون پھر اسکے خلاف بہت کچھ چاہنے لگے پہلے خود صاحب
اختیار تھے پھر کیون از خود بے اختیاری اختیار کی واہ خلاصہ بعض مشیران سلطنت
کی تجویز یہ ہوئی کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینۂ کلکتہ جو دست خاص و رساختہ
و پرداختہ معتمد الدولہ ہین او نھین شقہ سے طلب کیا جاے وہ بے شبہہ گورنمنٹ مین
اونکے مقدمے سے غافل نہونگے چنانچہ بموجب شقہ شاہی خان موصوف آئے خلعت سرفرازی
پایا فرمایا کہ اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور
ہے اور حکم کورٹ آف ڈائرکٹرس سن چکا ہون کہ نواب کو عملداری سرکار مین بسلامت
پہونچا دو پھر کیا ضرور ہے مین عبث عبث بدنام ہون عرض کی ابھی اسقدر بعد مسافت سے
آیا ہون ابھی پھر جاؤن باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چند روز توقف کرکے یہ عذر کرکے
بیٹھ رہے۔

بادشاہ نے چند روز تک مثل بازی اطفال عدالت نوشیروانی بھی دکھائی خود اجلاس فرما
کے روبکاری سنکر حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہوکر اسکا نشان نرہا جیسے منتخب مقرب خاص
ہندوستانی جمع ہوے تھے ویسے انگریز کئی لڑکے انگریزون کے بلباس تکلف انگریزی مثل پیج
لندن شاہی یعنی خواص و ریسیٹ نامی قوم فرینچ حجام مقرب خاص لاکھون روپے کے اسباب کی
خرید اوسکی معرفت ہوئی کئی برس مین پانچ یا چھ لاکھ کماکر رسید ھا اپنی ولایت چلا گیا کئی
ولایتی بیبیان ملازم ہوئین و محل مین بھی جاتی تھین بال بناتی تھین خلاصہ صاحبان صدر بھی ایسے
اخبار موحش و نامناسب سنتے سنتے تنگ آ گئے تھے جانتے تھے کہ یہ سلطنت بازیچۂ طفلان ہے

اس عرصے مین راجہ رامدیال بچہ بینی رام مشہور سیپاری والہ کو تقرب خاص ہوا اخلاص جیسے جلد تقرب ہوا جلد ستیاناس ہوا پھر رفتہ رفتہ سفیر تبلیغ رسالت شاہی صاحب زیڈنٹ کے ہوے انکا بھی ایک زمانہ مثل خواب پریشان ہوا دربار مثل وزیر اعظم ہونے لگا اور جتنے شہر کے مفتری جلسا زچاشت خور تھے سب جمع ہوے راجہ صاحب کے حکایات دربار صاحب زیڈنٹ جو حالت اضطرار اور بے اختیاری سے سرزد ہوے خاص و عام پر کھلے یہ سب حالات رکن رکین سلطنت صاحب زیڈنٹ حسب سر رشتہ صاحبان صدر کو تحریر کرتے تھے جب ایسے بازاری ناکردہ کار غیر لیاقت داخل محیط شورہ سلطنت ہون ور ہر ایک اپنی منفعت کو مقدم سمجھے اور درپے تذلیل دوسرے کے ہو اور نازان و مغرور اپنے تقرب مستعار پر ہو اور عیش دنیا سے بھی خالی نہو پھر کس دانائے روزگار سے اصلاح سلطنت ہو سکے اور کون صورت انتقام معتمد الدولہ کس طریق سے نکالے پس چند روز مین راجہ صاحب کا بھی جہاجنی ٹاٹ اولٹا اپنے گھر مین مقید ہوے انکے حواشی بھی بہت جلد اپنی حالت اصلی پر آگئے حکیم ظفر علیخان کلکتے مین نواب چیت پور کے وکیل تھے دو سو روپیہ ماہوار ملتا تھا وکالت سے صاحبان دفتر گورنمنٹ سے تعارف تھا بعد سفارت منشی عاشق علیخان راجہ صاحب نے فقط نام سنکر مامور بسفارت شاہی کیا تھا خلاصہ بعد سفارت مولوی خلیل الدین خان جو صاحب بسفارش مامور ہوے نہ وہ عزت گورنمنٹ سے پائی نہ کوئی کام سرکار کے حسب دلخواہ کیا حکیم صاحب کی جب تنخواہ چڑھ گئی تھی ناکام رہکر لکھنؤ آئے یہان راجہ صاحب قید ہو چکے تھے بعد چند روز کے سپرد خاک لکھنؤ ہوے —

اس سلطنت کی اودھیٹر بن مین کرنل لاکٹ صاحب بہادر بھرت پور سے قائم مقام رکٹس صاحب تشریف لائے یکایک رکٹس صاحب کو بھی ایکدن پیشتر احوال تشریف آوری معلوم ہوا بادشاہ سے اوسی دن ملاقات رخصتی کی جو گزارش کرنا تھا کر دیا اور خود دریاے گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے مہندر نراین جو خزانچی اور ۲ انکا صاحب از تھا اوسے استعفا دلوا کر لے گئے فقط میر منشی سید غلام حسین جانشی اجل گرفتہ رہگئے جنرل صاحب داماد رکٹس صاحب کمان افسر چھاؤنی منڈیاؤن تھے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب یا بائیس گھوڑے ولایتی

جو سواری اور گاڑی کے تھے بادشاہ کی نذر کیے نیلام نہ کیا جو اسباب فضول تھا اوسکا اونکے بعد
نیلام ہوا اونکا اکثر اپنے اہل دربار خصوصاً میر بندہ علیخان برادر رفری میسن بیگا ستھے فقط ملاقات
کو اکثر آتے تھے اونکے ساتھ سلوک کیا میر صاحب جو سر دفتر تھے اونھین دیا اور اکثر ونکو تھوڑا
بہت دیا اہلکار سرکار کرنل صاحب کے تشریف لانے سے بہت خوش ہوے کہ انکی برخاست
لکھنؤ سے جب اسسٹنٹ تھے کدورت معتمد الدولہ سے ہوئی تھی رکٹس صاحب معتمد الدولہ سے بہت
موافق تھے اب ایسی کوئی صورت استیصال کی نکلیگی معتمد الدولہ کو بھی البتہ صاحب کیطرف سے
بخیال غبار سابق کچھ کھٹکا ہوا تھا مگر اقبال نے یاوری کی بادشاہ سے خلاف مزاج اسنے
موافقت ہوگئی کرنل صاحب نے میر منشی کو تحقیقات بعض امور کو طلب کیا یہ برخصت اپنے
وطن مین تھے حالت اضطرار مین معلوم نہین کس اظہار کا خوف غالب ہوا کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے
کہ تمنچہ مارکے مر گئے آئین انکی بیہودہ دری نہوئی وگرنہ افشاء حال سے البتہ سرکار تک خرابی پہونچتی
اور بہت سے صاحبان نامی دھرے جاتے کرنل صاحب آشناے زبان عربی بھی تھے شاگرد شیخ
احمد عرب یمنی صاحب کی سفارش سے مقرب بادشاہ ہوے تھے اونھون نے مطبع سلطانی بھی کیا
تھا اکثر کتب طبع ہوئے نواب معتمد الدولہ نے صاحب کا دوست اپنے خلاف سمجھکر روزگار سے
موقوف کرکے کانپور نکال دیا تھا۔

کرنل صاحب کئی دن تک بہت موافق رہے گاڑی بادشاہ نے سواری کو متعین کردی تھی
جب رنگ دربار سلطانی کا یہ دیکھا اور اہلکار ایسے صاحب لیاقت دیکھے بہت افسوس کیا اور خفا ہوکر
گاڑی کو مسترد کیا کوچوان کو ایک اشرفی انعام دیا اور گھوڑے نے سواری کو صبح و شام سرکار سے
آتے تھے اونھین بھی موقوف کردیا اب طرفین سے امور ناگواری شروع ہوے۔

نواب اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوے انکی غربت سلیم الطبع
مروت رفیق پروری مین کچھ شبہہ نہین شکر خدا بجا لائے اور اپنی حالت غربت کو بھولے ہر ایک
اپنے دوست آشنا کو جہانتک ہوسکا خدمت کی بعض کو افسران پلٹن منتخب کیا چنانچہ مرزا
آغا خان داروغہ کورخانہ شاہی فقط انکی دوستی کی جہت سے بظلم معتمد الدولہ چند برس قید
رہے پہلے کالے جیلخانے مین رہے کئی برس قلعہ چنار مین قید رہے جسدن انھین خلعت نیابت ہوا

اوسی دن جلوس سواری بھیجکر بلوایا بادشاہ سے خلعت سرفرازی بحالی روزگار قدیم ہوئے اور داروغگی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ہوئی کسواسطے کہ شہ امام باڑہ بھی انھین کے اختیار و اہتمام مین تھا۔

سبحان علیخان جو میر کونسل معتمد الدولہ ہمراز مقرب خاص تھے کسی طریق دنیا سے انکے بھی پاس پہونچے داخل شورہ ہوے اقبال الدولہ اور مقربان بادشاہ جو انکے خلاف تھے بادشاہ سے عرض کرنا شروع کیا نواب کے پاس بھیجی ہی سب اصحاب غبار رفتنہ پرداز زمانہ جو معتمد الدولہ کے پاس تھے جمع ہوے ہین فی الحقیقت خان پیر نے جو صلاح نیک کے یاد دی تھے صدر سے بادشاہ کو جواب باصواب باب استقلال نیابت مین آیا۔

میر حسن علی لندنی معتمد الدولہ کی جہت سے بلائے گئے تھے مقیم فرخ آباد ہوے تھے نواب سے وہان انسے خصوصیت ہو گئی تھی مسافر لندن زوج بی بی ولایتی انگریزی دان سمجھکر بلوایا داروغگی کارفرمائی رزیڈنٹی دی انکی بی بی میر صاحب سے برہم ہوکر رکٹس صاحب کے ساتھ راہی لندن ہوئی تھی وجہ برہمی کی یہ تھی کہ بی بی کو میر صاحب کے عالم تجرید کا یقین تھا حالانکہ لکھنؤ مین انکی بی بی پہلی تھی۔

نواب نے منشی عاشق علیخان کو معاملہ فہم مقدمات انگریزی سمجھکر بسفارت کلکتہ بجاے مولوی محمد خلیل الدین خان چھ لاکھ روپے استیصال معتمد الدولہ کیواسطے دیکر روانہ کلکتہ کیا نواب منتظم الدولہ سے بھی انھین توسل قدیم تھا وہ بھی انسے کام لیا کرتے تھے سبحان علیخان بھی انسے خوب واقف تھے بلکہ انکے بھجوانے کے زیادہ تر محرک ہوے تھے اسواسطے کہ انسے صورت منفعت بھی متصور تھی نواب منتظم الدولہ نے پہلے دوستانہ اعتماد الدولہ کو سمجھایا تھا کہ اگر تم سفیر سابق محمد خلیل الدین خان کو موقوف کرکے انھین بھجواوگے دیکھو بڑی خرابیان پڑینگی بلکہ تمھارے مقدمات ابتر ہو جائینگے کسواسطے کہ صاحبان صدر کے نزدیک انکا اعتماد کلی اور وثوق امانت و دیانت ثابت ہے مجھے اسکا احوال خوب معلوم ہے کہ نواب معتمد الدولہ نے درباب امانت جو اونکے اختیار مین تھی لکھا مگر اونھون نے بسبب اپنی صداقت و ایمان کے نمانا آگے تمھین اختیار ہے۔

غرض نواب نے تما ماہ ۲۔جنوری ۱۸۲۸ء مطابق ۱۲۴۳ھ بارہ پارچہ کا خلعت دیکر روانہ کلکتہ کیا ۱۲۔فروری کو وہان پہونچے منشی جی کے ساتھ عطاء اللہ خان کشمیری اور کئی اشخاص مستعفد انہا نفع سمجھکر گئے تھے محمد خلیل الدین خان کو فرمان عزل دیا انھون نے کچھ کم تین لاکھ روپیہ امانت سرکار جو واسطے ضروریات کے انکے پاس جمع تھا دیکر اسکی رسید انسے لی۔

منشی نے فرمان خصوصی گورنمنٹ مین پیش کیا حسب سررشتہ منظور ہوا مگر دو امر صاحب سکرٹر نے انسے کہے ایک تو تحریر سرکار شل دستور سابق بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ہو گی دوسرے خلعت مین پالکی جھالردار کلکتے مین نہین ہونہ ملیگی حالانکہ سفیر اول کے واسطے راجہ بردوان سے منگوا کر دی تھی۔

بہرحال کئی مہینے تک متواتر احکام شاہی جب طلب مین گئے ایک کا سر انجام نہوا اور نہ صاحبان مدرسے صورت اعتماد نکلی جب مایوس ہوے وہان کے قانون دانون سے رجوع کی انھون نے حسب سررشتہ دو لاکھ کا تمسک انسے لکھوا لیا اور مقدمہ کو لیت و لعل مین رکھا جب منشی تنگ ہو کر متقاضی لینے انفصال مقدمہ کے ہوے انھون نے زر تمسک انسے طلب کیا اور مستعد نالش سوپریم کورٹ ہوے اسوقت منشی نے گھبرا کر محمد خلیل الدین خان ہم وطن سے رجوع کی بہزار خرابی نصف زر تمسک پر تصفیہ پایا عطاء اللہ خان نے اپنے حق السعی مین پچاس ہزار اسلیے بیس ہزار واسطہ لکھنؤ دیکر آئے تھے اس عرصے مین سرکار شاہی سے انکی نارسائی اور عدم حصول مطلب کی متواتر شکایت سرکار مین گئی اور منظور ہوا کہ انپر بعلت زر امانت سرکار سوپریم کورٹ مین نالش ہوجائے جب منشی جی کو یہ خبر پہونچی مضطر ہوکر مع بقیۂ زر امانت سرکار عظیم آباد چلے آئے نالش دگر فتاری عدالت سے بچے مگر پردہ دری بہت ہو گئی لطیفہ یہ ہے کہ بادشاہ نے محبت نامۂ نواب گورنر جنرل کو انکی گرفتاری کا بھیجا جواب آیا کہ ہمین بہت تعجب ہوتا ہے تحریر حال ایسے امور سے اور بہت بعید ہے کہ ہم ایلچی شاہی کو گرفتار کرین یہ امر ابتدا سے مفہوم ہوا ہے جب ایسے اہلکار ہونگے ایسا ہی ہوگا۔

نواب منتظم الدولہ کانپور مین منتظر طلب شقۂ شاہی تھے پہلے یہ خیال تھا کہ اعتماد الدولہ میری وکالت کرینگے یہ خبر نہ تھی کہ خود ہو جائینگے بہرکیف شقۂ طلب صحیب لکھنؤ آئے

شرف ملازمت حاصل ہوئی رنگ اہلکاران راکین سلطنت اور ترقی صاحبات محلات معلی اور
ہر ایک کا ہر ایک سے خلاف ہونا اور غفلت دیکھکر بہت حیران ہوے ہوکر ع من ورپے خیالیم و
فلک در پے خیال ✽ اور اپنے دشمنون کا تقرب آپ سے دیکھکر چارہ کچھ نہ دیکھا سوا اسکے کہ پھر
مراجعت کر جائین ورنہ ان سب کے ساتھ میری بات و اعتماد جو گورنمنٹ مین ہر جاتا رہیگا
اور یہ سب مثل حباب بر آب بہت جلد ہوجائینگے ہر چند نواب نے بسماجت کہا کہ امر نیابت
بحکم بیگم صاحبہ و بادشاہ ہوگیا مین اسکا عذر کیا کرون مگر میری نیابت مین کار فرمائی کیجیے
اور مجھے اسی طرح سمجھیے منتظم الدولہ کب قبول کرتے تھے اور یہ مانع تھا کہ اُنکے نائب ہوکر
رہتے صاحب رزیڈنٹ سے ملاقات کرکے فرخ آباد پھر چلے گئے اور خدا پر توکل کرکے باُمید
انشاء اللہ رہے۔

خلاصہ مجموع یہ اس اساس رجعت یاوری اقبال معتمد الدولہ ہوئی جاگتے اور ہوشیار جاگتے
اور سوتے مین بڑا فرق ہے غنی و جز رس سے بڑا تفاوت ہر پہلے معتمد الدولہ باز پرس شاہی سے خائف
ہوکر بدل متمنی تھے کہ فقط اپنی جان و عزت سے اس شہر سے چلا جاؤن جو اہلکاران کا یہ حال
دیکھا وہ روپیہ جواہر جو عطیۂ شاہی ہوا تھا اُسے اپنا سپر جان و مال کیا ہر طرح سے راہ نجات از خود
پیدا ہوتی چلی چنانچہ انکی سخاوت ارکان دولت کی تنگ چشمی ان سب کے دشمن جانی اُنکے
دوست نہانی ہوگئے ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود ✽ یہی کام آیا۔

بھیجنا گھوڑے کا بہدیہ بادشاہ حضور شاہ جمجاہ لندن سے

سبب اس ہدیے کے آنے کا یہ ہوا کہ مولوی خلیل الدین خان سفیر نے اپنی سفارت مین
بہت سے کار نمایان خیرخواہی سرکارین کے کیے جو موجب مزید خیرخواہی سرکار شاہی ہوا
ازانجملہ حضرت خلد مکان کو باخفا لکھا کہ اگر آپ سے اور شاہ جمجاہ لندن سے راہ و رسم
ارسال ہدایا اور تحریر محبت نامہ ہوجائے غالب ہو کہ بہت سی مطلب براری دلی بے منت
و بسہولت متصور ہو سکے گی اور حکام کو بھی اس وسیلے سے لحاظ و پاس آپکا رہیگا مگر اس
ہدیہ کے ساتھ ایک فرمان اس مضمون کا بنام فدوی آوے کہ زنہار اسکا افشا کسی سے نہو

دالاجرم ہوگئے چنانچہ خلد مکان نے اسے مستحسن سمجھکر ایک مسہری طلائی بہت پر تکلف اور
لکھنؤ کی مغرق گرگابی اور ایک تلوار ولایتی جسے نواب آصف الدولہ مرحوم نے پچاس ہزار
روپیہ کو خریدا تھا اُسکا قبضہ مرصع کار ڈاب کر بہت بھاری و معقول اسباب تحفہ اور بیشی تلوار کی
جسمین ہزار ہا کا جواہر نصب کیا تھا مع محبت نامۂ شاہی باخفا کلکتہ بھیجا وہان سے باخفا
معرفت تاجران نامی کلکتہ روانۂ ولایت ہوا بسلامت بادشاہ تک گذرا اُدسے ہدیۂ
بے تکلف و بے منت سمجھکر قبول کیا اور جواب محبت نامہ بکمال تہذیب از آداب و
القاب عبارت شوقیہ عنایت ہوا اور آخر مضمون یہ تھا کہ تم سب طرح سے اپنے ممالک محروسہ
مین مالک مختار رہو اور ایک گھوڑا ولایتی خانہ زادان شاہی سے جسکی قیمت ولایت مین
کئی ہزار روپیہ کی تھی مع زین طلائی داغی مغرق جوڑی تپنچہ قبور کار طلا اور کئی بندوق ساز
طلا اور کئی گھڑیان مع زنجیر جواہر نگار مجموع مالیت سب لاکھ روپے کی معرفت نواب
گورنر جنرل بہادر کلکتے سے پہونچا اُسوقت حسب الحکم نواب محتشم الیہ ہارن ٹن صاحب بہادر
ممبر اول سوپریم کونسل نے محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی سے کہا یہ کام فقط تمھارا ہے خان
موصوف نے اپنے بچاؤ کیواسطے وہ شقۂ شاہی دکھایا کہ مین اس تحریر اخفا سے آپ سے
عرض نہ کر سکتا بعد اسکے حکم ہوا کہ یہ ہدیہ معرفت رزیڈنٹ بادشاہ کو پہونچے گا تم بھی اسکے
استقلال ورسلامی کو لکھنؤ جاؤ اور سرکار سے بھی تحریر جائیگی ۔

اتفاقاً ہدیۂ عالی اُسوقت پہونچا کہ حضرت خلد مکان انتقال کر چکے تھے معتمد الدولہ
ملقب باعتماد الدولہ منسوب تھے نواب گورنر جنرل نے پھر اس ہدیہ کے واسطے ولایت لکھا
حکم آیا اُسکے جانشین کو بھیجدو چنانچہ رکٹس صاحب گھوڑا مع ہدیہ بڑے تکلف سے لائے
سلامی توپ کی ہوئی میرمنشی غلام حسین فرمان شاہی کشتی نقرہ مین سر پر رکھے لائے ارکان
دولت نے نذر دی بادشاہ اپنا مزید اقبال و احترام سمجھکر بہت خوش ہوئے اور اصلی
حقیقت جو تھی اس سے ناواقف تھے کہتے ہین کہ ایک دفعہ نواب آصف الدولہ نے معلوم
نہین کیا تھا ایک عرضی بھیجی تھی اُسکا فقط جواب حسب منزلت و نمارت آیا تھا بس ارکان
دولت نے اپنی نافہمی سے تجویز کیا کہ یہان سے بھی ہدیہ بھیجنا چاہیے اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا ۔

انتقال نواب اعتماد الدولہ اور معزولی جنرل اقبال الدولہ وغیرہ

جب محبت نامہ منظوری نیابت نواب اعتماد الدولہ نواب گورنر جنرل نے ۱۵ ایس مئی ۱۸۲۹ء مطابق سی ام شہر شوال ۱۲۴۴ ہجری آیا سو جب کمال قوت اور انکے دشمنون کے باعث تنزل اور ادبار کا ہوا فی الحقیقۃ نواب فقط اپنی یاوری اقبال سے ایسے آشوب اجتماع ارکان دولت مین مخالف پایۂ وزارت پر قائم رہے انکی کریم النفس حلیم الطبع صاف باطن فیض پروری قدر شناسی مین کچھ شبہہ نہین ہرچند نواب معتمد الدولہ کی عداوت سے بہت سا بخارات دیرینہ جمع ہوا تھا مگر اپنی حکومت و اختیار مین انھین دل سے بھلانا بہتر سمجھے اور مقربان خاص جو خلاف سے متواتر بادشاہ سے عرض کی کہ یہ نمکحرام سے ملگئے ہین نواب معتمد الدولہ نے جب انکی نیک نہادی دیکھی چاہا کہ چھ لاکھ روپے انکی خانہ بربادی و غارتگری کا دون مگر انھون نے اپنی علو ہمت سے قبول نہ کیا دونون نے ہمت پر کام فرمایا وہ زمانہ بھی سخاوت کا تھا زمان آخر نہ تھا ایک شب اعظم علیخان معتمد الدولہ سے چھپکر اپنے بچاؤ کیواسطے معرفت شیخ خیراتی زردوز معتمد نواب کے حاضر ہوے نذر دی متمنی رفاقت ہوے مگر نواب نے قبول نہ کیا کہ تمھارے خلاف اور باعث بدنامی اور میرے واسطے بھی نامناسب ہے دنیا سے تمھین مین ملیگا اور نہ مجھے اور بہر حال مجھسے مطمئن رہو اور رخصت کیا۔

اس مدت قلیل وزارت مین باوجود بیدخلی اور معطلی کے دشمنون کے ہاتھ سے نواب کو کرور روپیہ کا محاصل ہوا چنانچہ پچیس لاکھ روپیہ معرفت اپنے منشی کے روانۂ دلی کیا اور جب بائیس لاکھ توفیر وثیقہ بہو بیگم صاحبہ بادشاہ کو از روے حقیقت تجویز نواب گورنر جنرل ملا وہ نواب کو عنایت کیا اس حساب سے گیارہ لاکھ تم لو ۹ لاکھ استیصال معتمد الدولہ ایک اور صاحب معلوم کو مرحمت فرمایئے چنانچہ اسی شخص معلوم نے بادشاہ سے کہا کہ جبتک محمد خلیل الدین خان کلکتے سے لکھنؤ نہ آئینگے میری تلوار نہ کاٹ سکیگی اسی جہت سے انھین طلب فرمایا تاج الدین حسین خان کنبوہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے لاکھ روپئے نواب کو دیے اور بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ نواب نے اسقدر روپیہ جمع کیا ہے بادشاہ نے نواب سے پوچھا عرض کی غلام نے یہ سب تصدق حضرت سے پیدا کیا بادشاہ اس صداقت سے

بہت خوش ہوے اور اپنی علو ہمت شاہی و رہبدہ فیض سے پھر کبھی اسکا ذکر بھی نہ کیا برخلاف دوسری سلطنت کے نواب کا دیوان خاص اشرف آباد مین رہتا تھا سات لاکھ اُسے حاصل ہوا تھا اب اُسکے گھر کا بھی نام و نشان نہ رہا معلوم نہین وہ روپیہ کہان گیا اور کیا ہوا۔

جب اغیار کے کہنے سُننے سے نواب کیطرف سے بادشاہ کو تکدر خاطر اقدس ہوا موجب رفاہ اغیار ہوا خوب ملائی چکھی چنانچہ ایکدن نواب وقت عصر حاضر حضور بادشاہ تھے شاہ منزل مین سب ارکان دولت بھی حاضر تھے اتفاقاً ڈُرشٹ انگریز قوم حجام مقرب بادشاہ مخمور نشۂ شراب سے حرکات مسخرگی اپنی بیخودی سے بادشاہ کے سامنے کر رہا تھا بادشاہ نے اقبال الدولہ انجم الدولہ سے ارشاد کیا تم بھی ہنسو عرض کی یہ بیخودی سے ہے ہمین گالی دے بیٹھیگا پھر نواب سے ارشاد کیا اُنھون نے کچھ اُسے چھیڑا یہ بھی جواب سخت دے بیٹھا بعد اسکے بادشاہ کنار دریا سوار ہونے کو تشریف لے چلے مقربان خاص بھی چلے ڈُرسٹ نے پہلے دست درازی انجم الدولہ اقبال الدولہ کے شملے پر کی دونون نے گھڑکا بعد اسکے اُسنے نواب کی پگڑی پر ہاتھ بڑھایا نواب نے سر اپنا پیچھے ہٹایا اس سرکے نکلنے سے پگڑی گر پڑی خدمتگار نے چاہا کہ انتظام الدولہ سے تلوار لیکر اُسے مارے اُنھون نے اُسے ڈانٹا اور آپ بڑھکر بادشاہ سے یہ کیفیت عرض کی بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو چکے تھے نواب سامنے آئے گستاخانہ عرض کیا خدا تمھارے دربار مین کسی مرد آدمی کو نہ لائے یہ لونڈون کا دربار ہو گیا ہی بادشاہ نے باکراہ منھ پھیر کر فیلبان سے اشارہ کیا واخل فرح بخش ہوے نظر بہ احتیاط انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر یہ احوال کہلا بھیجا میر حسن علی لندنی سفیر تھے اُسنے نہ فرمایا کہ یہ بسفارش نواب ہین نواب رہم و برہم جناب بیگم صاحبہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہو کر یہ حال توہین عرض کرکے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے مکان مین رہتے تھے چلے آئے اور بدل عہدۂ وزارت سے ہاتھ اوٹھایا صبح کو بادشاہ نے راجہ رام دیال کو بھیجکر طلب فرمایا نہ گئے پھر انتظام الدولہ کو بھیجا نہ آئے بعد اسکے آپ تشریف لائے ہاتھی پر سوار ڈیوڑھی پہ کھڑے رہے انتظام الدولہ پھر گئے نواب کو سمجھا کر لے آئے سلام کیا

بادشاہ نے اپنی خواہی مین بٹھا فرح بخش مین لائے خلعت کو حکم ہوا عرض کی کوئی امر خیر خواہی
نہین ہوا جسکے صلے مین مستحق سرفرازی ہوتا مگر بدلے اس حرکت ناشائستہ کے منظور خاطر اقدس
ہی غلام کو روزگار منظور نہین یہ عرض کرکے چلے آئے صبر کرکے بیٹھ رہے بیگم صاحبہ کی بھی
ڈیوڑھی سے آمد و رفت بہت کم کردی اس توہین و خانہ نشینی نواب سے چندے اہلکاران
جرنیلی خوب چمکے راجہ رام دیال کا بھی ٹاٹ مہاجنی الٹ گیا۔

جب یہ کیفیت دربار شاہی کی ہوئی بڑے صاحب نے کمال دلسوزی سے بادشاہ کو
دوستانہ سمجھایا کہ ایسی توہین و بدخلقی وزیر منصوب سے خرابی سراسر آپ کی سلطنت کی ہوتی ہے
مناسب ہے کہ جسکا کام ہو اسی سے لینا بہتر ہے اور مداخلت ناکردہ کارون کی اچھی نہین
اور صدر سے بھی یہی تحریر آئی کہ تمھارے کام تمھارے ہاتھ سے خراب ہوے جاتے ہین
بادشاہ بھی کچھ متنبہ ہوے مگر کیا فائدہ پیمانہ وزارت لبریز ہو چکا تھا آخر اسی الم و حمانی سے
نواب نے ۱۹ تاریخ ماہ شوال ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء انتقال کیا غیرت دار کی جب روح پر
صدمۂ عظیم لا علاج پہونچتا ہے پھر نہین بچتا بموجب اپنی وصیت کے ایوان کربلاے میر خدا بخش
مرحوم مین دفن ہوے انکا ترکہ تینون بیٹیون پر تقسیم ہوا دو بیٹیان دلی مین تھین مسماۃ امراؤ بیگم
حاجی بیگم ایک چھوٹی بیٹی مختلف البطن مسماۃ جعفری بیگم مقیم شمس آباد مین ہے لکھنؤ مین انکی شادی
میر محمد علی کے ساتھ ہوئی دیہات زمینداری و کوٹھی نیل تجارت ہے ایک سرکار رہی ان کے
کارندے بڑے ایماندار ہین اور آن دونون بیٹیون پر بڑی مصیبت پڑی اس فساد مین
لکھا روپیہ کا گھر لٹ گیا بلکہ اب جعفری بیگم کے محتاج ہو گئے ہین باپ کی قبر پر بھی فی الجملہ
ایک صورت ہے۔

بعد کئی مہینے کے ایسی باد صرصر چلی کہ ورق جرنیلی بھی باد ہوائی ہو کر اڑ گیا بادشاہ کو
جنرل بہادر سے ایک سوء ظن ہوا سچ ہے نزدیکان را بیشتر بود حیرانی دریا سے کنارے
رہنے مین صورت نجات و عافیت ہے دربار سے موقوف ہوے بہت سی باتین صورت
توہین کی ہوئین انکا لکھنا فضول ہے اب وہ قول ظفر الدولہ بہادر جو بادشاہ سے
عرض کیا صادق آیا خلاصہ اسی طرح رفتہ رفتہ یہ جتنا گوڑا اور ہاربین جمع ہو گیا تھا

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان

Hakim Mehdi Ali Khan.

سب بادہ صرصر آ گیا مجموع سلطنت مدت دس برس مین پانچ برس برابر نواب روشن الدولہ سے باقی پانچ برس مین یہ رنگا رنگ زمانہ صبح سے شام تک نہ تھے اور شام سے صبح تک نشان نتھا جتنا جلد برپا ہوئے آتنے جلد مٹ گئے —

نواب منتظم الدولہ کا وزیر ہونا میڈک صاحب کا آنا معتمد الدولہ کا بسلامت جانا

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان عجب صاحب اقبال صاحب فہم و فراست دیندار تھے ہندوستانی اُمراے اس سلطنت مین دوسرا نہین ہوا جسکی تعریف حکام عالیشان بھی کرتے ہین بس انھین تک آنکے گھر کا خاتمہ بھی ہوا ابتداے خاندان تو معلوم ہو خلاصہ عداوت نواب معتمد الدولہ سے اتنی نظامت خیرآباد سے قبل از پہونچنے دوسرے ناظم کے کس حسن تدبیر سے ممالک محروسۂ شاہی سے شاہ جہانپور عملداری سرکار مین اسباب نقد و ملازمین بسلامت پہونچے فوج شاہی کی گرفتاری سے بچے ورنہ کیا عجب تھا بعلت تنخواہ فوج یا اور کسی حیلہ سے قید ہو جاتے اسکے سوا اپنی عاقبت اندیشی سے کئی مہینے پیشتر سے جتنا اسباب تھا سب عملداری سرکار مین بھیج چکے تھے اخبار نویس سرکار کو موافق کر لیا تھا اور جب نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب بہادر لکھنؤ سے شیر کے شکار کو بھرائچ تشریف لائے منتظم الدولہ بعد مارڈالنے امر سنگہ قانون گو کے اس نظامت پر بھی مامور ہوے تھے مشہور ہے کہ آسی کا زر خطیر انکے ہاتھ آیا تھا اخبار نویس کو موافق کر کے اسمین سے ایک کوڑی بھی سرکار مین نہ آئی اسباب فضول اگر نیلام ہوا تھا غرض شقۂ خاص رباب سدرسانی اور انتظام و اہتمام نواب محتشم الیہ کو پہونچا نواب معتمد الدولہ نے چاہا کہ انسے کسی طرح کا سامان نہو سکیگا نارسا ہونگے شکایت نواب گورنر جنرل آئیگی اسوقت انکا معزول کرنا سہل ہوگا محاسبہ مین دھر جائینگے مگر منتظم الدولہ بھی معصوم تھے دلی کو دلی پہچانتا ہے اسی اندیشۂ خیال سے تین لاکھ روپیہ اسباب عمدہ جسقدر لکھنؤ مین مل سکا منگوا کر بازار اپنے لشکر کا آراستہ کر دیا اور کہا جسقدر نہ بکیگا مین لے لونگا اور فوج سوار و پیادہ توپخانہ کو وردی سے آراستہ کیا اور مدت شکار تک ہمراہ رکاب رہے صاحبان عالیشان اور جملہ عمائد کو خوب موافق ہر طرح سے کر لیا اور بے منت اپنا عرض حال بھی کیا کہ مین حالت ضیق و بے ثباتی مین ہون منصوب کے ہاتھ سے نواب محتشم الیہ نے کمال

قدرشناسی و شفقت سے انھین تقویت و حفاظت جان و مال کی عنایت فرمائی اور محبت نامہ
بادشاہ کو انکی حسن خدمت کا بھیجا ؏ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔
جب منتظم الدولہ شاہجہانپور پہونچے ایک مہینے تک محلسرا سے باہر نہ آئے جبتک جواب
عرضی مرسلہ نواب گورنر جنرل کلکتے سے نہ آیا اُسکے بعد بڑے تزک سواری سے حکّام کی
ملاقات کو اور باعزّت باطمینان رہنے لگے عشرہ محرم مین سیاہ پوشی موافق مذہب کے
برپا کی مجالس کیے بہت تکلف سے وہان کے رئیسون سے خلاف صورت فساد ہوئی
اس جہت سے برخاستہ خاطر ہوکر فرخ آباد مین وکوٹھی خریدی وہان جاکر رہے بڑی عزت
و حشمت سے کہ موجب رشک بنائے روزگار تھا عملداری سرکار مین انکی توپ سلامی چلتی
تھی گھر پہ نوبت بجتی تھی جو صاحب عالیشان اُدھر سے اضلاع مغرب یا کوہ پر جاتا تھا
خواہ نخواہ انکا مہمان ہوتا تھا کربلائی محمد مردہ لاتیی انکا متوسل تھا ۲۲ لاکھ روپیہ دیکر
کلکتے مین تجارت کو بھیجا انکی بدولت وہ فخر التجار ہوے شاہ نے خطاب دیا فتح علی شاہ
قاچار کو انکی معرفت کچھ ہدیہ تحفہ بھجوایا تھا شاہ نے ایک گھوڑا مشہور نسل کُہلا وغیرہ مع شقہ
خاص بھیجا پھر اُنھون نے اپنی ناموری سمجھکر ایران مین کسی جگہ پل بنوا دیا بس یہ لیاقت
ناموری کس وزیرزادہ نے پیدا کی تھی لیکن باوصف اس ثروت و اقتدار و عزت
دنیا کے روز و شب باُمید وزارت لکھنؤ رہتے تھے اور ہر طرح کی فکر و جستجو سے غافل نہ تھے
ہزارہا روپیہ کا صرف اسمین بیجا نہ سمجھے تھے کئی شخص لکھنؤ مین انکے اخبار نویس تھے خصوصًا
مرزا وصی علیخان کہ ہر روز اخبار دربار و کردار اہلکار لکھتے تھے انکے معتمدین خانہ کہتے تھے کہ مدت
اُمید مین اُنھون نے کئی لاکھ روپیہ فکر حصول وزارت مین صرف کیا تھا جب اہلکارون کی نافہمی
خورد و برد سنتے تھے تاسف کرکے رہجاتے تھے کہ افسوس ان ناکردہ کارون کی جہت سے کیسی
خرابی اُس گھر کی ہورہی ہے انکے بڑے بھائی مرزا مہدی علیخان باپ نواب منور الدولہ کے انمین
صفات ذاتی انسے بہت زیادہ تھے اکثر سمجھاتے تھے کہ تمھین اس خیال خام لکھنؤ سے کیا
فائدہ شکر خدا کرو اپنے گوشۂ عافیت مین بحمایت سرکار کس عزت سے بیٹھے ہو سے ہو اسکا جواب
دیتے تھے کہ جس گھر کی بدولت ہمارا ایسا گھر بنا ہے وہ گھر اب بگڑا جاتا ہے۔

خلاصہ جب بادشاہ اپنے خودکردہ اہلکارون سے تنگ ہوے جانا کہ انسے کسی طرح مقابلہ
معتمد الدولہ و درستی اصلاح مقدمات سلطنت نہوسکیگی اپنا نفع اور عیش دُنیا مقدم سمجھتے ہین
اب نواب منتظم الدولہ کو انتقام معاندین سلطنت کیواسطے بُلانا چاہیے کہ انتظام ملکی و مالی کرین
اسکی یہ صورت ہوئی کہ میان رجب علی قوّال صاحب کمال خیال علم موسیقی مقرب بادشاہ سے تھے
اُنھون نے عرضی نواب اپنے پردہ قانون سے خلوت مین گذرانی مزین بدستخط خاص ہوئی نظر
باصلاح سلطنت کہ مرد مسن جہاندیدہ مستغنی تعلیم یافتہ جنّت آرامگاہ مقبول سرکارین انسے
بہتر کون ہو فرمان شاہی روانہ ہوا نواب ۱۷- جمادی الثانی ۱۲۴۶ ہجری مطابق ۴- نومبر
سنہ ۱۸۳۰ع داخل لکھنؤ ہوے شرف ملازمت خلعت وزارت پایا خطاب حضور جنّت آرامگاہ عنایت
ہوا جو کسی وزیر کو نہ ملا تھا منور الدولہ احمد علیخان کو خلعت جرنیلی ڈیڑھی کوٹھی کچہری وزارت کے
دوسری کوٹھی اُس سے ملحق باہتمام راجہ بختاور سنگھ بائیس دن مین بخوبی طیار ہو کر آراستہ
ہوئی نواب میان رجب علی کی اِس دستکاری سے بہت خوش ہوے اکثر اپنے دربار مین کہتے
تھے مین اس شخص کا احسانمند ہون لیکن سوائے شیرین زبانی کے زر نقد سے وعدہ وفا نہوا انکی نیل
مقصود سے بلکہ چند روز مین یہ اُنسے مخالف ہونے لگے تھے بموجب حکم نواب پہلے انکے پاس حاضر ہو کر
پھر باریاب سلطانی ہوتے تھے بلے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان نواب معتمد الدولہ یہ سُنکے کہتے تھے
اگر رجب علی میری یہ خدمت کرتا مین لاکھ روپیہ دیتا سچ ہے انکی ہمّت سے کچھ دور نہ تھا وجہ اسکی یہ
تھی کہ نواب نے جتنے مقرب بادشاہ تھے مثل ممن محمد بخش خواص وغیرہ ان سبکو اپنی قوت جبروتی
سے بہزار ذلت دربار سے نکلوا دیا تھا رجب علی کو نشۂ تقرب حد سے تھا اس جہت سے
کھٹکا رہتا تھا —

غرض نواب متوجہ انتظام سلطنت ہوے اور حکم صاحبان صدر دربار ہائی معتمد الدولہ اور
بحفاظت بسلامت سرکار عملداری سرکار مین جانا معلوم ہو چکا تھا بادشاہ سے پہلے عرض کیا تھا
کہ یہ بنیاد ابتدا سے بگڑی ہوئی ہے اسکی اصلاح اور انکا استیصال جیسا منظور ہے اب مشکل ہے مگر جتنا
ممکن ہوگا قصور نہوگا اپنے حسن تدبیر سے —

نواب کو خصومت معتمد الدولہ سے مہاراج اقتدار الدولہ دیوان سے موافقت نہوئی اگرچہ

انھون نے نواب کو نذر دی چندے بدستور رہے آخر معطل ہو کر خانہ نشین ہوے گھر پہ پہرے گئے اٹھ لاکھ کا محاسبہ نکالا اور مہاراجہ بالکرشن کو دیوان کیا انسے بہت راضی رہے تاج الدین حسین خان کو فرقۂ خاص سے منتخب کر کے اپنا مقرب محرم راز بنا کر سفارت رزیڈنٹی پر مامور کیا انھون نے خواجہ امامی خان اپنے رفیق قدیم کو اپنا پیشدست کیا۔

پہلے نواب ان کامون پر متوجہ ہوے جو باعث نیکنامی اور موجب خوشنودی حکام صدر تھے چنانچہ اپنی حکمت عملی سے بنائے دارالشفاء انگریزی و ہندوستانی کی ڈاکٹر اسٹیونسن کو اختیار انگریزی مرزا علی اکبر شہ، حاجی غوغائی کو ہندوستانی۔

دوسرا چھاپہ خانہ سلطانی لیتھوگرافک یعنی پتھر کا ارچر صاحب کو دیا پانسو روپیہ درماہہ کر کے۔

تیسرے لوہے کی پل کی تیاری کی جو زمان جنت آرامگاہ سے رمنہ میں پڑا ہوا تھا سنکلیر صاحب کے اہتمام مین دیا جنھین معتمد الدولہ نے حضرت فردوس منزل کی موافقت کی جہت سے نکلوا دیا تھا مگر نہ بنا کچھ نقصان سرکار ہو کر رہگیا وجہ یہ تھی کہ یہ کام مہندس یعنی انجنیر کا ہے نواب کیا جانتے تھے۔

چوتھے نہر جدید کا اہتمام گنگا سے لانا اٹھائیس کوس کے فاصلے سے راجہ بختاور سنگھ کو دیا ٹرکٹ صاحب نجا زنادانستگی سے اسکے کھدوانے پر مامور ہوے ٭ کاریگر بہ نسبت نجار ہی ٭ وہ کیا جانین کام مہندس کا کسواسطے کہ زمین لکھنو گنگا سے ۳ فٹ بلند ہے پستی سے بلندی پہ پانی کا جاری کرنا مشکل ہے دوسرے چاہیے کہ کنارے دونون طرف کے ماہی پشت ہون تا کہ نہر کا پانی صاف معلوم ہو اور پانی شکل کردی ہے اس طرح کے کنارون کو نہ کاٹیگا انھون نے کنارے سیدھے رکھے پانی خواہ نخواہ کاٹیگا یہ وجہ اسکے نقص کی ہوئی دوسرے چھ لاکھ روپیہ راجہ کا اسپر صرف ہوا نواب صاحب نے مجرا نہ دیا راجہ نے کہا مین نے موافق اپنے اعتقاد کے گنگا جی کے نذر کیا اٹھائیس ہزار بیگہ زمین زراعت گئی اور مقام پناہ دزد اور درندون کے ہو گئے جب میجر ڈیڈسن صاحب آئے انھون نے بڑا افسوس کیا اسکے نقص پہ بادشاہ کو بھی منظور تھا کہ اسکی تکمیل ہو جاے مگر نہوئی کئی برس تک انھین تنخواہ ملی سرکار کا نقصان ہوا۔

ایک غریب خانہ بنوایا جسمین اپاہج لولے لنگڑے اندھے زن و مرد رہا کرین سرکار سے پرورش رہے بلکہ اس خرچ کا نوٹ ہزار روپے ماہواری کا بضمانت رزیڈنٹ کر دیا۔

افتخار الدولہ مہاراجہ میوارام

Maharajah Mava Ram

اسکول انگریزی طلبا اور مشتاق زبان انگریزی کے واسطے باہتمام رزیڈنٹ کیا۔
سب سے امر عمدہ یہ کیا کہ رمنہ موتی محل مین سدخانہ سلطانی بنوایا کپتان ہربرٹ صاحب اُسکے مہتمم ہوئے مولوی سمعیل سرگروہ طلبا ہوے ہندوستان مین ایسا رسدخانہ کہان تھا۔
اس عرصہ مین خبر آمد میڈک صاحب بعہدۂ رزیڈنٹی گرم ہوئی یہ صاحب از بسکہ عالی دماغ صاحب منش تھے کانپور سے بڑے جلوس اہتمام سے داخل ہوے بیس مقام کانپور مین سے شاگرد پیشہ کی وردی طیاری وغیرہ سامان مین کانپور سے لکھنؤ تک چار جگہ خیمہ و سامان ضروری پر تکلف سرکار شاہی سے ہوا جب کانپور سے سوار ہوے حکم شلک سلامی توپ پایا اپنے جلوس سواری مین دو ترپ ترک سوارون کے لائے التفات حسین کو بسفارش لیتے آئے میر منشی کیا مرزا احسن علی بیگ کو عہدۂ نظارت دیا انھین مرزا سلیمان شکوہ سے لیا کہ جو شخص آداب دربار شاہی سے واقف ہو۔
خلاصہ نواب منتظم الدولہ نے رحمت گنج تک استقبال کیا بادشاہ نے شہر کے ناکہ تک پیشوائی دھوم سے داخل شہر ہوے طرفین سے طریق ضیافت شب و روز ہوا صاحب بہادر متاہل تھے اس سبب سے زرد کوٹھی ڈاکٹر صاحب کو عیش منزل قرار دیا اسی خدمت عیش سے اکثرون کا رسوخ و فائدہ بھی ہوا سواری دربار شاہی مین بڑے جلوس سے جاتی تھی۔
کرنل گارڈن صاحب مستوفی سرکار کمپنی صاحب بہادر کے درہم باپ تھے قبل از داخلۂ صاحب ممدوح لکھنؤ آئے تھے نواب نے اُنسے بڑا رسوخ پیدا کیا تھا اُنکے ملازمین رسالۂ قدیم کو علاقہ دیا تھا اُنکی بی بی بیگم صاحبہ بیٹی کسی نواب گجرات کی تھی حسن باغ رہنے کو دیا مومنہ تھی بڑی دھوم سے تعزیہ داری عشرۂ محرم مین کی تاج الدین حسین خان مہتمم مجلس ہوے صحنت طعام بہت تکلف سے مرثیہ خوانون کو خلعت دوشالے روپے فراخور حال دیے مگر ان سب خصوصیات حسن خدمات پر منتظم الدولہ اور صاحب سے موافقت نہوئی یہان تک کہ ممانعت صاحب سے نواب کا حقہ پیچوان احاطۂ کوٹھی مین نہ آوے سواری مین چھاتہ نہ لگا دین نواب نے صاحب سے کہا آپ رزیڈنٹ ہین مین نے حقہ لارڈ کمبرمیر صاحب کے سامنے پیا ہے کہا حاکم وقت کو اپنے وقت کا اختیار ہے اسی طرح سے امور خلاف ہوتے چلے گئے اس حقہ کی تلافی نواب نے

کانپور مین کی کہ جب میڈک صاحب لارڈ منٹیک صاحب کی طرف سے بادشاہ کے لینے کو آئے اتفاقاً
اُسوقت بادشاہ خواب راحت مین تھے نواب سر پر ٹوپی دیے حقّہ پیچوان شغل سے تھے اہتمام
کرتے تھے اُسی صورت سے صاحب سے ملاقات کی اُنھین بھی اپنے ساتھ پھرانے لگے جب بادشاہ
پاس جانے لگے مندیل سر پر رکھی حقّہ ہاتھ سے چھوڑا اپنی شان وشوکت دکھائی مگر یہ سب
مزید اقبال معتمد الدولہ ہوے —

خلاصہ بعد کئی مہینے کے مقدمہ معتمد الدولہ کی یہ صورت ہوئی کہ بائیس لاکھ روپیہ جو بابت
ضمانت تنخواہ وغیرہ خزانۂ رزیڈنٹی مین جمع تھا اور مجموع املاک جسکی تعمیر مین ایک کرور سے زیادہ
صرف ہوا تھا دس لاکھ کے محسوب کرکے مجموع بتیس لاکھ پر فیصلہ ہوا باقی دعوی ستر لاکھ کا خارج
ہوا کسواسطے کہ دو مہینے تیرہ دن کا محاسبۂ اخذہ چاہیے تھا باقی پیشتر کا راضی نامہ حضرت خلد
مکان کا انکے پاس تھا پادشاہ کا بڑے صاحب سے خلاف ہونا معتمد الدولہ سے موافق ہونا کام آیا
معتمد الدولہ نے اسکے سوا بہت کچھ خرچ کیا اپنی جان ومال کو بچایا باقی املاک متوسلین واقربا
نواب خالصہ سرکار ہوئی مثل املاک اعظم علیخان میر اسد وغیرہ —

بہرحال نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے لاکھون خرچ کرکے باعزّت بسلامت
بحفاظت فوج سرکار مع نقد وجنس وکرور روپیہ مع عیال اقربا متوسلین ملازمین لکھنؤ سے روانہ
کانپور ہوے بعد سب کے خود روانہ ہوے جوہی کے میدان مین چند روز خیمہ مین رہے بعد اُسکے
گرانٹ صاحب کا بنگلہ بائیس ہزار کو نیلام مین خریدا تھا اُٹھ گئے پھر بہت سے بنگلے گرد وپیش
کے مول لیے متوسلین نے بنگلے لیے ایک شہر جدید انکی جہت سے آباد ہوگیا جب تک جیتے
رہے ماہواری پچاس ہزار روپیہ کا خرچ رہا میر اسد خود کہتے تھے کہ چھبیس ہزار ماہواری
کی تنخواہ میرے ہاتھ سے تقسیم ہوتی تھی جتنے صاحب کنپ تھے سب سے ملاقات ومہمانی
ہوا کرتی تھی حکّام کے پاس آپ بھی اکثر جایا کرتے تھے جو صاحب ہوا کھانے پہاڑ پر جایا کرتا
تھا خیمہ ہاتھی چھکڑے ساتھ جایا کرتے تھے خوراک انکی سرکار نواب سے ہوتی تھی خلاصہ
انکے رہنے سے آبادی کانپور کی زیادہ ہوگئی لوگ اپنی نادانی وبیخبری سے کہتے رہتے کہ جناب
خانصاحب سر کلید عقل نواب تھے فقط محرم راز نواب تھے البتہ چنانچہ جب خانصاحب متوسل نواب

اعتماد الدولہ ہوے نواب نے ایام قید مین ایک خط بہت طول عبارت کا جو انھین لکھا جن صاحبون کی نظر سے گذرا ہو خوب جانتے ہین ابتدا سے انتہا تک جو عمل مین آیا آسے کس الزام داجبی سے تحریر کیا ایسی تحریر کا داخل کتاب کرنا خلاف تہذیب تھا ملرن مگر ان صاحبون کے اقبال مین کچھ شک نہین ور فی الحقیقۃ خوبی صفات ذاتی تھا ان مین کچھ شک نہین مگر رفتار و کردار موافق طینت نواب کے بمجبوری اختیار کیے تھے ہزارہا روپیہ خرچ ذاتی تھا دوسرا کون دیتا پہلے نواب منتظم الدولہ کے مقرب خاص تھے پھر نواب کے خاتمہ نواب روشن الدولہ پہ ہوا —

نواب منتظم الدولہ نے چاہا کہ اپنی حکمت عملی سے راہ مین عملداری شاہی مین بہ بیندار قافلہ نواب کو لوٹ لین اتفاقاً یہ خبر رزیڈنٹ کو پہونچی نواب سے کہا بکمال خشم و غیظ کہ جبتک عیال نواب کانپور پہونچین تم ہمارے پاس حاضر رہو جواب یا مجھپر کسی نے اتہام کیا ہو اگر ایسا گمان ہو مجھے اجازت دیجیے کہ مین اسکا جا کر بند و بست کردن اور آپکے الزام سے بچون جب یہ عرض کیا رخصت ہوے اسکا سدباب کیا مگر وار خالی گیا —

غرض جب صبح کو عیال نواب داخل کانپور ہوے ساری خلقت شہر کوچہ و بام پہ سر راہ جمع تھی بظاہر فرق اتنا تھا کہ جنکو نواب نے شہر سے نکالا انکے ساتھ پہرے سرکاری تھے انکے ساتھ پہرہ انگریزی صاحب معرفت کے نزدیک صورت انتقام دنیا ایک اللہ عزیز ذو انتقام —

بعد اسکے نواب بعد نصف شب محل سے برآمد ہوکر اپنی عمارات عالیشان کو کس نظر حسرت سے دیکھکر چہار طرف اپنی ثروت امارت مستعار حکومت دنیا کے دون کو یاد کرکے کہنے لگے حقا کہ تو ہی منتقم حقیقی دنیا و آخرت ہے معلوم نہین مین نے اپنی حکومت مین کس دل دردمند کو دکھایا کہ اسوقت سارا شہر سوتا ہے چین سے اپنے گھر مین اور مین اپنے وطن مالوف سے آوارہ وطن ہوتا ہون فاعتبروا یا اولوا الابصار یہ کہکر تنس مین سوار ہوے پہرے انگریزی ساتھ ہوے جب کانپور گورا بارک سے گذرے ہاتھی پر سوار تھے بارک سے گورے پیچھے بیبیان نکلکر مثل فقرا ٹوپی اتار کر سوال کرنے لگے نواب نے دونون طرف اشرفیان پھینکین لطیفہ یہ ہے کہ

کہ اگر نواب فتہً نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد پیمان معزولی وزارت طی ہوچکا تھا خواہ نخواہ پھر لکھنؤ مین آتے یہ زبانی ثقات ہی خبر بازار نہین واہ واہ –

وثائق صاحبات محل اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ

حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت مین حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی فارغ نہوے سال بھر کے عرصے مین ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و عشرت اور نذر و نیاز ائمہ معصومین علیہم السلام اور رسومات نو احداث ابداعی و عزاداری محرم و ایام چہلم و طیاری ایام بارہ بارہ امام علیہ السلام اور ان سبکی آراستگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور فرمایشات شاہی اور اخراجات محلات معلی مین جسقدر زر اندوختہ جنت آرامگاہ کس سلیقہ اور حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلد مکان سے بچ رہا تھا سوا آمدنی ممالک محروسہ وہ سب صرف ہوچکا تھا یہان تک کہ بگمان دفینہ خزانۂ عامرہ مین جاروب کشی بھی ہوئی پس مقابل ان اخراجات لاطائل کے اگر گنج قارون بھی ہوتا تمام ہوجاتا جب قلت روپے کی ہوئی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ دفینہ کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف بیجا سمجھکر بہادر موصوف نے کہین دفینہ کردیا ہوگا ازراہ خیر خواہی ہمسے دریغ کرتے ہین کسواسطے کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کرور روپیہ سے کم نہ تھا اور کرور روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کرور کئی لاکھ کا ملک پس یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرماکے ایک دن جب بہت تنگ ہوے درست حجام انگریز کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین بہت بری طرح سے پیش آؤنگا بہادر موصوف اس کلام نامناسب کے کب عادی تھے بمجبوری مستعد مرگ پر ہوکر جواب دیا کہ یہ سلوک اس شخص سے کیجیے گا جسے کل آپ جیتا پائیگا یہ کہکر اپنے گھر مین گئے سودۂ الماس یا انگوٹھی اُسی کی اپنے پاس رکھ لی کہ بروقت لیسے کھاجاؤنگا مگر قضا نہ تھی اور صداقت نمک حلالی سینہ سپر ہوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھمکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہو حضرت جنت مکان اور ملکہ آفاق کو بھی ایسا خیال خام دفینہ کا تھا اس خیال سے کہ حضرت فردوس منزل کو ڈیڑھی کوٹھی سے کچھ کم پچاس لاکھ بچا بچایا دیا تھا اس جہت سے یقین تھا کہ کہین پوشیدہ کیا ہوگا پس چاہا کہ انکا گھر ضبط کرین پہرے پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف سے نے

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہا تھا کہ تم دربار مین رہنا مین جانتا ہون کہ میرے
گھر پر پہرے آئینگے کسواسطے کہ اگر تم گھر مین رہوگے بادشاہ تک نہ پہونچ سکوگے اتفاقاً جنرل کانفیلڈ
صاحب بالاخانہ رزیڈنسی پر وقت صبح ٹہل رہے تھے انکے گھر پر شور وغل دیکھکر چپراسی سے
پوچھا عرض کی ظفر الدولہ مر گئے اُنکے گھر پر پہرے بادشاہ نے بھیجے ہین اُسی وقت بادشاہ
سے کہلا بھیجا کہ جو تمھارے گھر کا قدیم خیرخواہ نمک حلال ہو اُسکے عیال کی سزا ایسی ہی یہ سنکر
کہلا بھیجا ہمنے اُنکے گھر کے انتظام کو پہرے بھیجے ہین بس اس خوف سے انکا گھر ضبط ہونے
سے بچ گیا حالانکہ مدت عمر تک یہ کبھی صاحب رزیڈنٹ سے واقف نہوے تھے مگر انکو سب
احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت مین یہ یکتا ہے۔

غرض پہلے وثیقہ نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی چودہ ہزار ماہواری کا
ہوا دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب مخدرۂ علیا کی چھ ہزار ماہواری کا سوائے جاگیرات اسکا
بیان فرد تفصیل مین آئیگا جو تھے بادشاہ محل کے بانی مبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب
منتظم الدولہ ہوے انھین اپنی بیٹی کیا آقا محمد انکی مان کے آشنا کو اپنا مقرب کیا وہ اس محل کے
پدر مصنوعی ہوے انکا بھی چند روز شہر مین فرفشع بے اصل ہوگیا چار لاکھ کے نوٹ اس محل کو وثیقہ
کے واسطے عنایت ہوے باقی اور نہ ملنے پائے تھے کہ رغبت شاہی کم ہوگئی دوسرے محل کا ستارہ چمکا
جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فردوس منزل نے باشتی وہ نوٹ لیکر دو ہزار ماہواری کی
تنخواہ مقرر کردی تھی بعد چند روز کے جب وہ مر گئین تنخواہ ضبط سرکار ہوئی انکی مادر گرامی تباہ
و پریشان رہی والد ماجد راہی کربلاے معلیٰ ہوے کئی برس کی مجاورت کے بعد
وہین انتقال کیا۔

جواہرات بیش بہا اسباب تحفہ جوہر محل کو عنایت ہوا اسکا حساب نہین ظفر الدولہ اکثر
اپنی صحبت مین کہتے تھے کہ اگر نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم اور نواب قدسیہ محل جیتی رہتین
ان دونون کے اخراجات سے غالب ہے کہ سلطنت اودھ بک جاتی فضلنا بعضکم علی بعض
بسم اللہ بیگم زن غریب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتون مین نوکر تھی دفعتہً میل کلی شاہی
اس جانب ہوا انکی ترقی جاہ و حشمت سب سے بڑھکر ہوئی اور انہین پر خاتمہ محلات بھی ہوا

انکا خطاب مخدرۂ زبان مہد عظمیٰ ملقبین وران ملکۂ آفاق قدسیہ سلطان بانو بیگم صاحبہ اس سرکار عالیہ مین شرفا و نجبائے شہر مرد و زن بہت ہوا جب فراغ و رحال نوکر ہوئے ہر ایک کو ہر سلسلے سے موافق اپنی قسمت کے حد سے زیادہ ہوا آتو جی جو بی بی چند روز مان سنگہ سیدانی کی تعین بہت ہوشیار و جہاندیدہ محل میں اسکا اختیار کلی ہوا قادر علیخان اسکا چیلہ تھا داروغہ ڈیوڑھی ہوا مرزا حسین بیگ جسطرح پہلے نواب تاج محل کے باپ مشہور ہوئے تھے اس زمانہ مین انکے باپ بآجان مشہور ہوے نواب مظفر الدولہ خطاب ملا انکے غرور و نخوت اور بانکپن کی کچھ انتہا نتھی بہادر علیخان نواب ناظر ہوئے جب تاج الدین حسین خان اور انسے فساد ہوا یاقوت علیخان ہوئے ان سب کے متوسلین اور اہلکارون کا بڑا زور و شور ہوا اگر ان سبکی سرگذشت و حقیقت حال لکھی جاے ایک کتاب ہو جاے بیگم صاحبہ کے سرکار خانہ مین لوٹیرے جمع ہوئے تھے خوب لوٹتے تھے مگر جسطرح ہر ایک کا نشو و نما ہوا اسی طرح ایک ہوا کے جھونکے سے جڑ پیڑ سے اکھڑ جاتے تھے فی الحقیقتہ بادشاہ کو محل موصوفہ سے ایک حالت تعشق و بیخودی ہوگئی تھی انکا وثیقہ بھی سب سے زیادہ منظور تھا چنانچہ بیس لاکھ داخل خزانہ رزیڈنٹی ہو چکے تھے اور بیس ہزار ماہواری کا وثیقہ منظور تھا اس عرصہ مین اجل نے امان ندی وہ روپیہ سرکار مین پھر آیا کچھ کم چار برس کے عرصہ مین چار کرور روپیے سے زیادہ خرچ ہوا تھا۔

میڈک صاحب کا لکھنؤ سے جانا جنرل لو صاحب کا آنا

القصہ جب صحبت نواب منتظم الدولہ صاحب رزیڈنٹ بہت بے لطفی سے گذری اور دلپر تخریب و گرفت ایک دوسرے کے ہوے اس عرصہ مین نواب گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنگ بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے نواب نے اپنی حسن رسائی سے موافقت دنیا کپتان بنسن صاحب وغیرہ مصاحبان نواب محتشم الیہ سے پیدا کی اور حقیقت حال اور عدم التفات صاحب رزیڈنٹ اور نفسانیت انکی نسبت نواب بخوبی کھل گئی مناسب وقت سمجھکر تبدیلی صاحب ممدوح مکنون خاطر ہوئی صاحب موصوف بھی بہت عالیدماغ نازک مزاج ایام شباب مین تھے اپنا رہنا خلاف مزاج سمجھکر شدت گرمی مین خس کی ٹٹیس مین اخیر آباد سے ڈاک مین روانہ ہوے شملے پہونچے نواب گورنر جنرل مقدمات لکھنؤ اور اصل حقیقت سے واقف ہو چکے تھے صاحب کو

رزیڈنٹی نیپال پر مقرر کیا چنانچہ بعد برسات صاحب بہادر کانپور سے سیدھے نیپال تشریف لے گئے بعد کئی مہینے کے برخاستہ خاطر ہو چکے تھے بعد ناموافقت آب و ہوا روانہ کیمپ ہوئے جب وہان سے پھر کر آئے دوسرے گورنر جنرل صاحب بہادر کے سکریٹر اعظم ہوئے۔

کرنل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ گوالیار تھے حسب الحکم نواب گورنر جنرل لکھنؤ تشریف لائے پہلے کوٹھی دلکشا مین اترے اسکی صبح بادشاہ نے استقبال ہوافق معمول کیا تعارف قدیم طرفین سے تھے صاحب ممدوح مرد سپاہی تھے تکلفات ظاہری جسطرح میڈک صاحب نے اپنی نمایش شان و شوکت کو کیا تھا انھون نے اُسے موقوف کرکے قبل ازین جو لکھنؤ ان باغ خاص مین ممانعت کردی تھی بعد اسکے یہی دستور معینہ ہر صاحب رزیڈنٹ کے داخلہ کا رہا۔

معزولی نواب منتظم الدولہ اور فرخ آباد جانا

نواب منتظم الدولہ اگرچہ گرم و سرد و نشیب و فراز زمانہ حالت غربت اور امارت دونون دیکھ چکے تھے اور اس مدت قلیل اپنی منصوبی مین بہت سے امور سلطنت کے اصلاح اور رونق اور بلندنامی کچھ خزانہ بھی جمع کردیا تھا لیکن ازبسکہ سن شیخوخت سے حرارت طبعی درجۂ اعتدال سے بڑھ گئی تھی اپنے غرور حشمت و جاہ اور بیباکی سے الفاظ نامناسب نسبت صاجبات محلات عالیہ اور جناب بادشاہ بیگم صاحبہ زبان سے جاری ہونے لگے بظاہر خصومت اعتماد الدولہ ہوگئی تھی اور اپنے غرور ثروت سے کسی سے آشتی و موافقت بھی نہ ہوئی اور نہ کی اور سب سے زیادہ نواب ملکہ زمانیہ سے ناموافقت ہوئی خصوصًا رفتار و کردار وارث علی خان اور فتح علی خان سے سوائے بادشاہ محل سے کہ انھین خود برپا کیا تھا اس جہت سے سب کے سب درپے تخریب ہوے کسواسطے کہ ہر ایک کی جاگیر بادشاہ کو سمجھا کر ضبط کی تھی پس جب ایسے امور نسبت صاجبات محلات سرزد ہوے نواب گورنر جنرل کو بھی باعث استعجاب ہوا چنانچہ صاحب رزیڈنٹ کو بصراحت تصریح سے تحریر فرمایا تھا کہ نواب نے صاجبات محل کو کیون اس قدر ناراض کیا اور سب سے امر عمدہ یہ تخیلہ مین آیا اور اپنی قدر و منزلت پر قناعت نہ کرکے امور عالیہ سلطنت اُنکے دماغ مین سماگئی اُسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے فقط انکی تحریک سے بالمشافہہ جنرل لو صاحب سے بیان کیا ابطال نبوت مرزا فریدون بخت عرف منّا جان کو

ہر چند جنرل صاحب نے اسمین بہت سی جرح کی اور باطن مین فہمایش دوستانہ تھی بادشاہ سنے
بادشاہ بیگم صاحبہ اور آنکے دباؤ سے اپنا سکوت کیا پس حسب سررشتہ بہ تحقیق و تصدیق خود
بادشاہ صدر رپورٹ ہوا اسکا جواب صافی بھی آچکا اس سے غرض باطنی نواب تھی کہ جسطرح
نواب آصف الدولہ مرحوم نے بٹیا مرزا وزیر علیخان کو اپنے نام نامی سے اظہار کیا تھا اور
صاحبان صدر نے منظور و مقبول کیا تھا اگر استصواب سرکار ین عالیین سے متبنا علی احمد خان
پسر محمد علیخان میرے پوتے کی بھی قبول ہو جاے تو بطریق سہل بے منت انتقال سلطنت میرے
خاندان مین ممکن ہوگا دوسری درخواست مستاجری تمام ممالک محروسہ کی بست سالہ صدر مین
کی تھی صاحبان صدر نے منظور نہ کیا یہ ارادہ جنت آرامگاہ مستاجری ممالک محروسہ سرکار کمپنی کا تھا
وہ نہوا انھون نے اسی ارادے سے ازراہ قناعت درخواست خود ملک اودھ کی کی تھی اس سخن
کو جو لوگ جانتے ہین جانتے ہین چنانچہ بعد معزولی نواب منتظم الدولہ بادشاہ نے غزل نواب
مین بہت سی شکایت نواب گورنر جنرل کو لکھی جنمین اس امر کی بہت شکر گزاری مندرج فرمائی
تھی کہ مین نادان عدم منظوری مستاجری ممالک محروسہ کا اپنے ہون وگرنہ انکی حکمت عملی سے
یہ ملک قلیل بھی میرے قبضۂ اختیار سے جا چکا ہوتا خلاصہ صاحبان اولوالعزم سے وقوع ایسے امور کا
مقام تعجب نہین ہے ایسے بہت سے انقلاب شاہجہان آباد مین ہوے ہین اگر واسطہ صاحبان
عالیشان نہوتا تو اس سے زیادہ یہان ہوتا

غرض جو لوگ اپنی گھات مین منتظر ایسے وقت کے ہو رہے تھے اور نواب کے محرم راز
اس تہ کار سے خوب واقف تھے بادشاہ کو انکے اسرار نہانی سے آگاہ کیا اور اپنی خیرخواہی
ظاہر کی ان اسباب سے مسند وزارت جھٹ پٹ الٹ گئی پہلے بادشاہ نے ایسے روپوشی
اختیار کی اور احکام خلاف نواب شروع کیے ازانجملہ ایک دن نقالان بیباک نے باشارہ
بادشاہ اکثر نقلین بطور مضحکہ و مسخرگی روبرو بادشاہ شروع کین ایک دن بادشاہ نے
بہت خوشی سے دوشالے کا حکم نقالون کے دینے کا نواب سے فرمایا انھون نے بہت کم
قیمت دیا انھون نے جھلا کے ان دوشالے کو بادشاہ کے سامنے رکھکر آپس مین کہنے
لگے کہ یہ ترک ہے اس جہت سے اسپر کلمہ لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے دوسرے نے کہا

مگر محمد رسول اللہ نہین لکھا جواب پایا کہ یہ حضرت کے زمانے سے پیشتر کا ہی بادشاہ بہت خوش خوش ہوے اور آستے بدلکر نواب سے بہت بھاری وشالہ دلوایا خلاصہ ایسے امور سے نواب کی موجب شکستہ دلی کا ہونے لگا اور معتمدین نواب چوتھے اُنھون نے صفت منافقی و نمامی اختیار کی تھی چنانچہ ایکدن چاے پانی دلکشا مین تھا بعد انفراغ بادشاہ صاحب زینت ایک گاڑی مین مثل قران السعدین بیچ شرف مین طالع ہوکر چلے اُسوقت تخلیہ مین با نشافہ کچھ عزل نواب مین منظور خاطر تھا بیان فرمایا گویا اجازت فہوائی بخیال اُنکی سفارش جنرل لو صاحب بھی باطن مین اُنکی سخت گوئی سے تنگ رہتے تھے ۔

دوسرے دن رات کو نواب ڈیڑھی کوٹھی مین دفعتہً محصور سپاہ سلطانی ہوگئے اسی وقت دونون خوانین سبحان علیخان و تاج الدین حسین خان حاضر حضور خاقانی ہوکر دولتخواہی نمک سلطانی اپنی شیرین زبانی سے عرض کرنے لگے مطابق اُسکے احکام سلطانی جاری ہونے لگے ۔

اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ جب ادبار آتا ہی پہلے عقل زائل ہوجاتی ہی جب اکثر امور بادشاہ سے خلاف طریق شاہی و عدل گستری وغفلت و نافہمی سے سرزد ہونے لگے جنرل لو صاحب نے اخبار موحش سنکر معرفت تاج الدین حسین خان سفیر شاہی ایک پرچہ لکھکر بھیجا جسمین بہت سے کلمات سوء ادب نسبت بادشاہ خلاف قانون مندرج تھے کہ ہمین تمھاری اس فہم و فراست و عقل و دانش سے بہت تعجب ہوتا ہی کہ تمسا عقیل و فہیم و مقرب و مدار المہام بادشاہ ہو اور بادشاہ کو ایسے امور ناشایستہ سے سمجھا کر باز نرکھے شاید تم اسکے مآل کار و انجام کو نہین جانتے اگر یہی صورت رہی تو تم مفت بدنام ہوجاؤگے ہم از راہ دوستی تمھین سمجھاتے ہین جب یہ تحریر نواب کو آئی اسی وقت ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے صاحب کو لکھا کہ آپ کا ارشاد سراسر بجا ہی مگر مین ہر طرح سے مجبور ہون ہر طرح کے نشیب و فراز دنیا سے بادشاہ کو سمجھایا اور امورات نامناسب کا انسداد چاہا بادشاہ اپنے کردار ناشائستہ سے ہرگز باز نہین آتے مین کیا کرون فی الحقیقۃ ایسا شخص قابل سلطنت کے نہین ہوتا یہ لکھکر جناب خان کو اپنا محرم راز سمجھکر دیا کہ اسے صاحب کو دکھا کر پھر میرے پاس لے آؤ

خان والاشان ایسا وقت سند کا مِل خدا سے چاہتے تھے اُسی وقت اپنے گھر سے ایک ڈولی
ترتانہ مین سوار ہو کر حاضر حضور شاہی وہ رقعۂ خاص دکھایا اور اپنا رسوخ و خیرخواہی ثابت
کی پس یہ صورت غضب سلطانی کی نواب کے واسطے ہوئی خان والاشان اس کو وہ کنی
اور عرق ریزی کو اپنا وسیلہ عہدۂ وزارت سمجھے تھے اسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ
نے اُس تحریر جنرل لو صاحب کو اور کلمات سوء ادب نسبت اپنے دیکھکر لوگون کے سمجھانے
سے اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا کہ مین اسے روانہ صدر کرونگا صاحب نے خان سے کہا کہ
ہماری تحریر کو کسی حیلے سے ہمارے پاس لے آؤ جب بادشاہ سے خان نے طلب کی فرمایا کہ
لیجاؤ مگر پھر لے آنا خبردار جب صاحب کے پاس تحریر آئی پھاڑ ڈالی الّا خان نے بادشاہ سے
عرض حال کیا بس یہ سنتے ہی آتش غضب سلطانی مشتعل ہوئی کلمات سخت ارشاد فرمائے پھر
بہادر علیخان نواب ناظر نواب قدسیہ محل سے خاص ر دولت پہ بہت کچھ ہوا آنا اینکہ پگڑی سر سے
اتار ہی گئی آخر کو حکم شہر بدری کا ہوا کانپور گئے اس صورت سے دونوں طرف سے گئے
اسکے سوا دونون خوانین مین جیسی موافقت تھی بعض اسباب سے اُس سے ناموافقت ہوگئی
خان بزرگ نے بادشاہ سے عرض کر دیا تھا کہ ہماری خاص قوم کو حضرت کبھی ارادہ ایسے
عہدۂ جلیلہ کا نفرمائیے گا ـ

نواب منورالدولہ جنرل تھے ہر وقت حاضر حضور رہتے تھے اکثر اُنسے فرماتے تھے کہ
تمہارے باپ نے میرا ناک مین دم کر دیا ہے منورالدولہ جب منتظم الدولہ سے کہتے تھے کہ آپکی
طرف سے بادشاہ بہت بدگمان ہوگئے ہین خدا خیر کرے اب غافل نرہنا چاہیے اسکا جواب
دیتے تھے کہ تم لڑکے ہو اگر بادشاہ مجھے وزارت سے موقوف کر دینگے اُنکی سلطنت بھی مٹ جائیگی
بس انھین باتون سے بادشاہ کا انتقال سلطنت ثابت ہوتا ہے مگر اجل نے بادشاہ کی جلد
پردہ پوشی کر دی وگرنہ انجام کار کی پہلے سے تدبیر ہو چکی تھی ـ

خلاصہ وہ صبح روز زوال نواب عجیب غریب تھی کہ بنگلہ خسنخانہ مین نواب تن تنہا
ولایتی آگے رکھے مسند پر بیٹھے تھے اور ہر گھونٹ پیچوان سے آہ سوزان درد جگر سے
نکال رہے تھے بہادر الدولہ مرزا ابوطالب خان انہی مشوش و متوحش منورالدولہ مسلح

اونچی بنے بیٹھے تھے رتھ خاص بعد ازان نے مقام پر مسلح صاحبات محل محلسرا مین سراسیمہ پریشان حال گویا بندی خانہ مین تھے چوبدار سلطانی دمبدم احکام بادشاہ لاتے تھے نواب بآواز بلند بغضب جواب دیتے تھے بس سبکو یقین ہوگیا تھا کہ بے کشت و خون یہان سے صورت نجات نہین معلوم ہوتی اس عرصے مین نواب منور الدولہ نے آکر عرض کی کہ آپ کیون یہان بیٹھے غم و غصہ کھا رہے ہین زنانی سواریان جاتی ہین آپ بھی پردۂ عصمت مین سوار ہوجایئے اسی صورت سے نواب بسلامت اپنے دولتخانہ پر چلے آئے بہت تعجب ہے نواب کے فہم و فراست سے کہ بادشاہ سے ایسے مطمئن ہوگئے تھے کہ اپنا گھر چھوڑکر انکا گھر آباد کیا تھا۔

نواب کے گھر پر مفسدون کے بہکانے سے ازراہ تذلیل شہر کے مہاجن قرضخواہ وغیرہ نے ہجوم کیا اور جانتے تھے کہ بعلت زر قرضہ نسبت خلاف پیش آئین اور الفاظ رکیک و فحش اپنی زبان سے غل و شور مچا کر کہہ رہے تھے لیکن اگر دشمن قوی ہو تو نگہبان اس سے زیادہ قوی ہوتا ہے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نواب بسلامت اپنے گھر پہونچے ان سب حشرات الارض نے در دولت پر از راہ دادخواہی ہجوم کیا اسوقت رزیڈنٹ نے بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ نواب خیرخواہ اور متوسل سرکارین اور نمکخوار قدیم سرکار عالی اور صاحب عزت و قدر و منزلت ہے اور سرکار کا مطالبہ واجبی ہو اسکا ذمہ نیازمند کا ہے عوام اہل بازار کو ممانعت ہوجاے کہ اسطرح کے تقاضاے سخت سے ہاتھ اٹھائین غرض بعد از خرابی بصرہ جو کچھ برا بھلا سننا تھا سنکر نجات ملی اسپر بھی مفسدین حاسدین منافقین نے نواب سے تین لاکھ روپیہ جعل و چرب زبانی سے دھمکا کر لیے اور آپسمین سدی تقسیم کیے جب صورت نجات پائی لیکن جب نواب فرخ آباد جانے لگے کہتے گئے خدا چاہے تو ہم بھی دو چند اسکا لینگے چنانچہ جب پھر آئے دو چند سب سے لیا۔

بعد ایک مہینے کے فرخ آباد پہونچے مگر باوصف ان سب خرابی اور ذلتون کے دنیا کے دون سے ہاتھ نہ اٹھایا پھر متر صد وزارت رہے اور بدستور سابق صرف اخراجات ہرطرح سے کرنے لگے چنانچہ ایک عجیب نقل برمحل حسب حال طمع دنیا یہ ہے کہ نواب گذری کئی برس تک

فرخ آباد میں جو حاجی یا زائرین آتے اور کربلا سے معلی ہوتا تھا خواہ نخواہ وہان ہو جاتا تھا سے سے نواب بلوا کر ہر ایک کو بقدر حال دیا کرتے تھے اتفاقاً حکیم رشید یوسف کی بی بی کے ساتھ ایک ضعیفہ بھی گئی تھی اُسے بھی زر دار اپنے ساتھ نواب کے گھر لے گئے سب کو نواب اپنے ہاتھ سے جو کچھ دینے لگے اُس ضعیفہ کو بھی پچاس روپیہ دینے لگے کہنے لگی میں کیا کرونگی جب لکھنؤ سے چلی تھی پانچ ٹکے پیسے میرے آنچل میں بندھے تھے وہ ابتک کھوں بندھے ہیں جس خدا نے یہانتک پہونچایا پھر کیا کربلا تک نہ پہونچا ئیگا نواب نے متنبہ ہو کر اپنا منہ اُس سے پھیر کر رفقا سے کہا آفرین ہمت پر اس ن پیر کی ٹرے ہمارے حال پر کیا نفس امارہ شوم ہمارا ہے۔

نیابت نواب روشن الدولہ و انتقال نواب قدسیہ محل و بادشاہ بیگم صاحبہ سے بادشاہ کا ناراض ہونا

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان بہادر عرف مرزا منجھو بیٹے نواب شرف علیخان کے بعد انتقال حضرت خلد مکان اپنی فضول خرچی اور فی الجملہ جود و ہمت سے پریشان حال خانہ نشین تھے اور بعسرت بسر کرتے تھے اور دربار شاہی میں بسبب خصومت معتمد الدولہ اور اُنکے خیر خواہ و قرابتی کے ہونے سے نجاتے تھے ہر چند راجہ بختاور سنگھ اپنی ہمت سے کچھ خدمت کرتا تھا اور بادشاہ سے کسی کی جرأت انکے واسطے نہوسکتی تھی ہر چند اُنھون نے بھی معتمد الدولہ سے اکثر سمجھا کر کہا تھا کہ اسقدر بے اعتنائی صاحب عالم سے مناسب حال نہیں اسکا انجام کیا آپ نہیں جانتے وہ کہتے تھے کہ وہ مجھ سے کبھی بدل صاف نہ ہونگے جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی علو ہمت و نیکنامی سمجھکر انھیں بلوا بھیجا اور پانسو روپیہ درماہہ مقرر کر دیا کہ تم میرے پاس آیا کرو بلکہ بدل منظور تھا کہ بادشاہ سے انکی صفائی کروا کر بدستور سابق بطریق مصاحبت مثل منور الدولہ یہ بھی حاضر رہا کریں مجھے انتظام کاروبار سے فرصت ملا ئیگی البتہ یہ پیشۂ مصاحبت میں منور الدولہ سے زیادہ تھے غرض ان کی ساعدت تقدیر سے جب منتظم الدولہ موقوف ہوے بادشاہ نے خان پیر سے باب وزارت میں پوچھا عرض کی کہ غلام کے نزدیک اس پایۂ عظیم وزارت کا کوئی متحمل نہوسکیگا

نواب روشن الدولہ بہادر

Rowshunoodowlah

سواے روشن الدولہ کے اسکا سبب ظاہر تھا کہ بانی مبانی عزل منتظم الدولہ اخوی مقامی
ہوے تھے جسطرح بیان کیا گیا روشن الدولہ کا جیسا حال ہی ہم خوب جانتے ہین پس ہمارے
سوا دوسرا کون انکے کاروبار کرسکیگا اسکے سوا دوسری تحریک پردۂ عصمت سے ہوئی جناب
بادشاہ بیگم صاحبہ نے معرفت امامی بیگم مادر گرامی حسین علیخان اور نواب قدسیہ محل صاحبہ نے
بسبب سفارش آتوجی مختار اور عقل کل محل موصوفہ نے چنانچہ پہلے امتحاناً استمزاج بادشاہ کیواسطے
یک عرضی روشن الدولہ کی وقت شب خلوت مین بادشاہ کو گذرانی بعد ملاحظہ بادشاہ نے
اپنے ہاتھ سے روشنی شمع مین جلا دیا یہ سمجھین کہ خاموشی نیم رضا ہی بعد اسکے خلوت مین بسواری
زنانہ حاضر حضور ہوے یہ زمانہ آخر منتظم الدولہ ہی روشن الدولہ بھی خائف و ترسان حاضر
ہوے تھے۔

خلاصہ جب اسطرح سے اسباب جمع ہوے اور اقبال نے بھی یاوری کی روشن الدولہ نے
اپنی جود و ہمت سے اندرون و بیرونی کو راضی اور موافق کرلیا حاضر ہوے فقط خلعت
سرفرازی پایا تلافی غبارات دیرینہ کی ہوئی کئی مہینے تک احکام عظام بجالاتے رہے آخر
ہم شہر جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ مطابق نومبر ۱۸۳۲ء خلعت سرفرازی سے بوزارت سرفراز
ہوے حسب دستور جنرل لو صاحب کے پاس نذر کو گئے کمال دردِ دل سے فرمایا ہمین بہت تعجب ہی
کہ تمنے وزراے ماضیہ کا حال بخوبی دیکھا ہی اور پھر دیدہ و دانستہ اس عہدۂ مستعار کو
اختیار کیا ہی عرض کی ترک کیا نہ کرتا اب میرا حال خانہ نشینی مین حد سے گذر چکا تھا نہ سرکار سے
کچھ مقرر تھا نہ مالِ دنیا میرے پاس رہا تھا اور نہ کسی سے قرض مل سکتا تھا بہر صورت
سامنا موت کا تھا مین نے اس خیال سے اختیار کیا کہ اب نواب وزیر اعظم مشہور ہوکر مرنے
تو بہتر ہی۔

غرض رفتہ رفتہ نواب کا اختیار کلی ہوا اور خوانین صغیر و کبیر کنبوہ محیط دائرہ وزارت ہوے
اور دربار شاہی کی وہی صورت ہوئی جو زمان معتمد الدولہ مین تھی اور حضرات کنبوہ کا گھر مورد
صحبت خاص و عام ہوا اور ان سب کے اخراجات خیر و خیرات و رفیق پروری و عیش و نیکی بھی از تھے
نواب خود کردہ اور تعلیم یافتہ عادی اپنے امورات ماضیہ کے تھے وہی رفتار و کردار سب ہونے لگے

تاج الدین حسین خان لکھنؤ سے چار لاکھ روپیہ نقد کانپور لائے اپنی املاک مین رہے
ازبسکہ آنکے بھی دماغ مین بوے وزارت کا کچھ اثر خام ہو چلا تھا اکثر صاحبان عالیشان سے
ملاقات بھی تھی وہ سب روپیہ مہمانی دعوت و فرمایشات حکام عظام از راہ خوشامد بامید موہوم
اور صرف عزاداری جناب سید الشہدا ؑ مین بھی تمام ہوا اور پھر فرخ آباد جاکر نواب منتظم الدولہ سے
اپنی صفائی کرکے خلعت سرفرازی لیکر چلے آئے یہ کام انھین صاحبون سے
بن پڑا ہے —

سبب انتقال نواب قدسیہ محل صاحبہ مختصر یہ ہے کہ حضرت شاہ زمان کو باوجود حالت تعشق و
بیخودی کے انکی عیاری و کید عظیم سے موافق قرآن کے راجہ غالب جنگ مہتمم دیوان عام
کے کہنے سننے سے کچھ کچھ مظنۂ فاسد مرکز خاطر اقدس ہونے لگا اور مقدمۂ حمل مصنوعی قرین
صدق ہو گیا اور بہت سی پردہ دری ہونے لگی اس جہت سے بے اعتنائی ظاہری
شروع ہوئی چنانچہ بعد انقضاے ایام چہلم امام بیگم صاحبہ بنابر تفریح طبع موسم برسات مین کوٹھی
دلکشا مین تشریف لے گئین اسکے بعد قضا نے بادشاہ باغ مین اپنا مہمان کیا چار دن تک
وہان بھی افسردگی رہی طرفین کا غنچۂ دل نہ کھلا ایک رات بادشاہ از راہ چشم نمائی باہر
بارہ دری مین خواب راحت فرماکے صبح کو بیگم صاحبہ کے پاس تشریف لائے زبان ہزار شکوہ
شکایت سے کھلی کہ میری شرط اول محکمات سے بجاے بائے بسم اللہ ہی تھی جسے حضرت نے
منسوخ کیا مین نے عرض کیا تھا کہ اگر اسکے خلاف ہوگا یہ صورت صحف ہستی سے مٹ جائیگی
معلوم ہوا کہ حضرت کی خوشی اسی مین ہے فرمایا ہمنے ایسا کسیکو ثابت قدم نہین دیکھا عرض
کی اب حضرت دیکھ لینگے غرض ان باتون سے کبیدہ خاطر ہو کر بادشاہ باہر تشریف لائے
بیگم صاحبہ ازبسکہ سخن پرور و غیور نازک مزاج تھین پسی ہوئی سنکھیا جو کئی مہینے پیشتر سے
اپنے روز بد کے واسطے زیب ہیکل گلو کر رکھا تھا نوشجان فرمایا اسپر آب شورۂ لیمون کا
شربت مرگ سمجھکر پیا اسکے بعد چند دانہ بھونے بھٹے کے کھائے دفعۃً قے خونی آئی اوسمین
کئی ٹکڑے کلیجے کے تھے بمجرد اسکے ایک قیامت برپا ہوئی بادشاہ گھبرا کے تشریف لائے
بمجرد دیکھنے بادشاہ کے بیگم صاحبہ نے اشک حسرت و یاس کے برسائے بادشاہ نے فرمایا

اے بانوے بادشا آخر تمنے اپنا کام تمام کیا غرض کی جو کہتی تھی وہی دکھایا یہ کہکر رونے لگین
حضرت زیادہ بیقرار ہوے آخر گھبرا کر بے صبری سے چکروالی کوٹھی چھنیٹ تشریف لے گئے
اُسی وقت لباس سیاہ پہنا اور ترک لذّات وراحت وآرام کیا سب ارکان دولت بھی سیاہ پوش
ہوے دوسرا محرم مصنوعی ہوا۔

نواب روشن الدولہ حکیم مرزا علیخان اور اطبائے حاذق جمع ہوے ہزارون تدبیرین کین
مگر جان نہ بچی ۱۵ - ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ مطابق ۲۱ - اگست ۱۸۳۴ء چوبیس[۲۴]
برس کے سن مین انتقال کیا رات کو جنازہ بڑی دھوم وجلوس شاہی سے اُٹھا ارکان
دولت اقربائے شاہی سب سیاہ پوش تھے ملازمین سب خاک بسر تھے باغ جو نمونہ بہشت تھا
ماتم سرا ہو گیا تھا کربلائے نوتعمیر مین برابر مقام سائر شہدا دفن کیا چہلم تک سب سیاہ پوش
رہے روز سوم بادشاہ مع جنرل لو صاحب بخاطر بادشاہ کربلا تشریف لے گئے مگر صاحب
باہر رواق مین رہے اندر حرم مین ضریح کے پاس نہ گئے پھر روز چہلم فقط بادشاہ تشریف
لے گئے قبر پر فاتحہ پڑھکر بہت رویا کیے باہر خیمہ مین آکر تبدیل لباس فرماکر محلسرا دوسری مین
جو پہلوے بارہ دری تھی تشریف لائے جتنا کارخانجات وعملہ تھا سب بدستور رہا جب
صبح کو بادشاہ بیدار ہو کر بیٹھتے تھے عورات ملازمین مرحومہ حاضر ہوتی تھین اُتوجی کچھ باتین دل
بہلانے کی کرتی تھین بادشاہ اپنی صحبت ہمدمی یاد کرکے دم بخود رہکر باہر تشریف لاتے تھے
غرض صدمۂ عظیم لاحق ہو گیا تھا۔

جناب بادشاہ بیگم صاحبہ کا احوال بالاجمال یہ ہے کہ جب بیقراری اور لباس سیاہ کا حال
بمقتضائے جوشش محبت مادری بیتاب ہو کر بے لباس سیاہ تشریف لے گئین کلمات
تشفی وماتم پرسی کے ارشاد فرمائے کہ خدا تجھ دولہ کو سلامت رکھے ایسی سو عروس تو تیری
خدمت مین آئینگی بادشاہ ان باتون سے نمک بر جراحت ہوے اور شکایت عدم
سیاہ پوشی کی فرمائی کہ اگر آپ کو مجھ سے محبت دلی ہوتی میری شریک ماتم ہوتین مگر آپ کو
وفات میر فضل علی کا صدمہ کم ہوا تھا اسکا جواب دیا کہ مین لباس ماتم فقط عزاداری جناب
سید الشہدا علیہ السلام کو پہنتی ہون نہ غیر کے واسطے مین خوب جانتی ہون کہ معاندین سلطنت نے

تمھین مجھسے منحرف کردیا ہے ان باتون سے بیگم صاحبہ کبیدہ خاطر ہلی آئین پس شروع بنائے
خلاف یہ ہوئی حریف اور مخربون نے اسپر بھی لون مرچین لگاکر تیز کرنا شروع کیا آخر حکم قطعی
شاہی ہوا کہ بیگم صاحبہ مکان ملحق بیت السلطنت سے الماس باغ مین جاکر رہین بیگم صاحبہ نے
جواب دیا کہ یہ عطیہ میرے شوہر کا ہے تمھارا عطیہ ہوتا تو مین خالی کردیتی پھر بادشاہ نے کہلا بھیجا
کہ پچیس ہزار درماہہ لیجیے اور جس مکان کو پسند کیجیے وہان جاکر رہیے اسکا جواب دیا کہ جاگیر سلون
میرے شوہر کی دی ہوئی ہے وہ مجھے ملے مین اٹھ جاؤن آخر بادشاہ نے جنرل لو صاحب کو
واسطۂ تصفیہ کیا کہ بیگم صاحبہ مع نقد وجنس یہان سے اٹھ جائین اور تنخواہ انکے واسطے
آپ تجویز کرین مین مقرر کردون صاحب نے جواب دیا یہ امر خانگی ہے ہمین سوائے امور سلطنت کے
حکم مداخلت کا نہین۔

بعد اسکے حکم شاہی سے مزدور رنڈی مرد جتنے عمارت کے تھے کوٹھے پر چڑھکر کلمات فحش
آواز بلند نسبت جناب موصوفہ کہنے لگے جناب نے سبکو حکم دیا کہ زنہار کوئی ادھر سے جواب
نہ دے اسکے بعد ہڈیان پر از کثافت محل مین پھینکنی شروع کین بیگم صاحبہ مجبوری درگاہ بارہ امام
مین جاکر رہین اور دن رات تلاوت قرآن و عبادت خدا مین مشغول رہتی تھین لونڈیان کثافت کو
پانی سے دھو ڈالتی تھین بعد اسکے حسب الحکم شاہی غلام یحییٰ خان ظفر الدولہ سمجھانے کو آئے کہ
پچیس ہزار درماہہ لیجیے اٹھ جائیے فرمایا مجھے تمھارے کہنے پر اعتبار نہین اگر صاحب
رزیڈنٹ اسکے واسطہ ہون اور میری جاگیر مجھے ملے تو البتہ اٹھ جاؤن جب یہ صورت
ہوئی اور زبان طعن و تشنیع خلائق حد سے گذری کہ بادشاہ نے خوب حق مادری ادا کیا
بادشاہ برہم ہوکر دولتخانۂ قدیم مین تشریف لے گئے کہ جبتک بیگم صاحبہ نجاستگی مین فرح بخش
مین نہ آؤنگا۔

اتفاقاً جنرل لو صاحب بضرورت ملاقات لارڈ کوڈش بنٹنک کو کلکتے جانے لگے بادشاہ
نے اسی باب خاص مین محبت نامہ صاحب جانشین کو دیا کہ حسب مرضی میرے تصفیہ ہوجائے
وہان سے بھی وہی جواب آیا عدم مداخلت کا جو صاحب نے کہا تھا بعد اسکے بادشاہ نے
تنگ ہوکر غالب جنگ و شیو دین سنگھ کو حکم قطعی دیا کہ بہر صورت تم کسی طرح کا لحاظ نہ کرنا

ہمارے حکم کو مقدم سمجھکر مکان خالی کروا دو چلے انھون نے گیارہ ملازمین بیگم صاحبہ کو مع کشن چند مودی کے قید کرکے ٹیڑھی کوٹھی بھیجدیا۔

۲۰- ذیحجہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۵- اپریل ۱۸۳۵ء سپاہ شاہی نے مکان بیگم صاحبہ کو گھیر لیا پانی بند کیا بیگم صاحبہ نے ڈیوڑھی کے خاص برداروں کو حکم طیاری دیا اور دو پلٹن نجیب جنکی تنخواہ محترم و محتشم دونون خواجہ سرا تنخواہ لیکر نمک حرامی سے کھایا کرتے تھے اسکا نشان بھی نہ تھا سپاہ شاہ نے سیڑھیان دیوار باغ متصل محل بیگم صاحبہ لگاکر بیلداروں سے محل کا کھدوانا شروع کیا اسوقت لونڈیون اور عورات محل نے باہر نکل ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیے سپاہ ٹھہر نہ سکی بھاگی راجہ اور امام علی چیلہ سلطانی مجروح ہوا بیگم صاحبہ باہر سے پھر داخل محل ہوئین پھر راجہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ اب تم سب بیباکانہ محلسرا مین چلے جاؤ اتفاقاً کسی نے ڈیوڑھی سے بندوق ماری بس دفعتہً طرفین سے گولی چلنے لگی چار حبشنین بیگم صاحبہ کی اپنے حق نمک سے ادا ہوئین ظالم سنگھ صوبہ دار اور ایک سپاہی فوج شاہی سے اور ایک مسافر راہ مین مارا گیا اور جو لوگ محل پر چڑھ گئے تھے مجروح ہوے اور کئی آدمی اور لونڈیان بیگم صاحبہ کی ماری گئین اس جنگ خانگی سے شہر مین ایک تلاطم ہوگیا بازارین دکانین بند ہوگئین ایک توپ بھی ڈیوڑھی پر لگائی گئی تھی بیگم صاحبہ بھو کی پیاسی نصرت باغ کی طرف سے درگاہ بارہ امام مین آئین راجہ سے امان چاہی ملازمین شاہی نے نعش مقتولین کو دریا مین بہا دیا نواب روشن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کی بیگم صاحبہ امان لیکر الماس باغ جایا چاہتی ہین چنانچہ میانے گاڑی رتھ ڈولی پنیس حسب الحکم روانہ ہوے کوتوال شہر کو حکم ہوا کہ الماس باغ رسد پہونچاؤ بیگم صاحبہ ۳ بجے دن کو مع منا جان اور نو اہین ملازمین سے سوار ہوکر باغ مین تشریف لے گئین عورات زخمی بھی ساتھ تھین مادھو سنگھ مع سوار اور دو کمپنی تلنگہ اور دولجیت سنگھ ہمراہ سواری تھے عورات پیاس سے بیتاب ہوکر راہ مین پانی مانگتی تھین دو ساعت گئے رات کو باغ مین سب قافلہ پہونچا وہان نہ روشنی نہ فرش سا لہا سال سے جسمین چراغ نہ جلا ہو مثل خرابۂ زندان ہو رہا تھا بیگم صاحبہ مع منا جان بے آب و طعام تمام رات سنگھپال مین رہین اور سب عورات کو اسی حال سے صبح ہوئی بعد بیگم صاحب کے تشریف لیجانے کے

حسب الحکم ظفر الدولہ نے جاکر جتنے کوٹھے تھے سب متقفل کر دیے پھر جھاڑو پر بار کر کے جتنا نقد و جنس تھا ہمراہ ملازمین بیگم صاحبہ باغ میں پہونچا دیا اس اسباب کے لیجانے میں بہت سا گھر والوں کے ہاتھ سے بھی تلف ہوا۔

جناب بیگم صاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات بدستور میں مشغول ہوئیں اور باغ جو مثل خرابہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف گلزار ہو گیا غربا ہے مرثیہ خوان ذاکرین نے بہجوم ہر وسیلے سے نوکر ہونے کا کیا قریب آٹھ نو ہزار کے سپاہی نوکر ہوئے انھیں کی ردیاں ملین صبح و شام قواعد ہونے لگی جنرل فوج میاں امام بخش سقے ہوئے نواب ناظر ہیمنٹ علیخان تھے انکے رنقا اور دسترخوان بہت وسیع تھا باغ کے باہر دوکانوں سے بازار آباد ہو گیا تھا۔

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف کردو بیگم صاحبہ نے جواب دیا میں اس جنگل میں رہتی ہوں اگر سپاہ حفاظت نہو گی لٹ جاؤں گی پھر شہر میں منادی ہوئی کہ جو بیگم صاحبہ کی نوکری کو جائیگا مجرم سرکار ہوگا اور فوج شاہی بھی جاکر مقابل باغ پڑی بیگم صاحبہ کی بھی فوج نے نالے پر انکے مقابل اپنے مورچے لگائے جب خبر موحش جنرل لو صاحب نے سنی خود مع جمیس پاٹن صاحب میر منشی سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لے گئے جب کثرت فوج بچشم دیکھی چار و ناچار مداخلت کرنی پڑی میر منشی کو فہمایش کے واسطے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجیے بقدر ضرورت رکھ لیجیے اور جو صاحب رزیڈنٹ درما ہہ مقرر فرمائیں اسے قبول فرمائیے اور اگر نہ مانیے گا دو کمپنی انگریزی آکر بند و بست کرینگی پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی نہوگی بیگم صاحبہ نے رو رو کر اپنا سارا دکھڑا بیان کیا کہ مخربان سلطنت میرے درپے تذلیل ہوے اور بادشاہ نے دیکھو کیا خوب حق پرورش میرا ادا کیا مجھے ابتدا سے اپنا تصفیہ بواسطہ صاحب رزیڈنٹ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو تنخواہ فوج کو دیکر برطرف کروں اور میری جاگیر سلطان عطیہ میرے شوہر کی مجھے ملجاے وہاں جاکر رہوں خلاصہ بعد قیل و قال صاحب رزیڈنٹ نے بحکم صدر لاکھ روپیہ برطرفی فوج کے خزانۂ شاہی سے بھجوائے اور

پندرہ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا اور پانسو سپاہی چوکی پہرے کی اجازت دی چنانچہ امداد علی اور خدا بخش چوبدار رزیڈنٹی بطرفی فوج پر مامور ہوے بیگم صاحبہ نے بظاہر سب کی تنخواہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے نوکر ہو اپنے گھر بیٹھے رہو تنخواہ پہونچ جائیگی یہ تجویز محض اس خیال سے کہ روز بروز میرے کام آئینگے اور صاحب رزیڈنٹ نے ملازمین شاہی کو حکم قطعی دیا کہ کوئی ملازم بیگم صاحبہ کا مزاحم حال نہو پھر بیگم صاحبہ نے معرفت مرزا علیخان اپنے وکیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ مجھے ادھیجوا دو صاحب نے طوعاً و کرہاً لاکھ روپیہ بھیجنے کا اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجانا اُسی رات بادشاہ کا انتقال ہوگیا انا للہ۔

بادشاہ اس مدت قیام باغ مین بیگم صاحبہ کے پاس حالت بیخودی مین پہر رات رہے تشریف لے گئے بیگم صاحبہ نے دربان شکوہ وشکایت کی کھولی بادشاہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر آئے مفسدون نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور بیگم صاحبہ سے پھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام ہوجائیگا لاچار ہوکر بعض خواص محل سے بطمع زر موافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی سنکر بادشاہ سے عرض کیا کرین۔

عروسی آخری بادشاہ

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قدسیہ محل عجب طرح کا ہوگیا تھا کہ ہر وقت پریشان اور تصور مین آس یوسف جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کاشکے کوئی ہم شبیہ اُسکی ملجاے اور مشابہ اُسی شکل و شمائل کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الجملہ تسکین خاطر ہوجاتی اور یہ شعلۂ فراق کچھ بجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کے واسطے شہر مین خاک اڑانے لگے۔

پہلے بادشاہ کے خیال مین آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دولہ کی جورو ہے راضی ہو تو اُسمین کہان تک عادت وخواص سگی بہن کے نہونگے اس امر مین بہت سے دلالون نے ہاتھ پانون مارے مگر اس زن باوفا نے ہرگز مفارقت اپنے شوہر کی قبول نہ کی یہان تک کہ اُسکے شوہر کو ازراہ تنبیہ شہر سے نکال دیا میان گنج بھیجا فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق اُسکی حفاظت و سمجھانے کو ساتھ ہوے کہ کہین بھاگ نجائین مگر کئی مہینے سے

جناب میر شید علی صاحب مرحوم سگے بھائی مجتہد العصر کے نواب کی طرف سے سمجھانے کو تشریف
لے گئے بہزار جد و جہد اجتہاد نواب دولہ سے خلع دلوایا اس عرق ریزی دینی سے جناب شید
مورد عنایات خاقانی ہوئے نواب نے بادشاہ سے عرض کیا اس عقدۂ مالاینحل کا کھولنا انھین کا
کام تھا وہ زن باوفا بند زندان رہی مگر راضی نہوئی بعد اسکے اپنی خوش نیتی او ثابت قدمی
سے بھاگ کر کانپور مین اپنے شوہر سے جا ملی —

اس عرصے مین صاحب حسن و جمال نظر اقدس سے گذرے انمین بعض عزیز مصر سے بھی
تھے انکی بھی خریداری نہوئی آخر بہزار تجسس و تلاش نواب دشمن الدولہ نے بحر خار مین اپنی
غواصی سے دُرشہوار نکالا یعنی سراج الدولہ بٹیا باقر علیخان کا جو انکی سگی بہن وہ انکا داماد
بھی تھا بادشاہ کو بھی پردۂ عصمت سے دکھایا جنرل کی ماں نواب کی بی بی کی بڑی معاحب
بادشاہ ہوئی انھین بہن فرماتے تھے —

جب چار مہینے کئی دن گذرے یہ مدت عدت شرطیہ اسطے عورت کے سُنتے تھے شاید
یہ وعدۂ معینہ شاہی ہو عملۂ بیگم صاحبہ مرحومہ کو حکم برطرفی ہوا تنخواہ سب کو ملگئی مگر آقوجی
آقا در علیخان داروغہ وغیرہ صاحب پول تھے لے دیکر نواب کی حمایت سے بچ رہے رہین
بیگم صاحبہ کی بہن صاحب بڑے بیٹے مرحومہ کو لیکر اپنے مکان مملوکہ داروغہ غلام حسین میں
گئین یہ بٹیا مرحومہ کا یادگار شوہر قدیم مسمے میر حیدر کا تھا اور دوسرا چھوٹا بٹیا جو طفولیت مین
مرحومہ کی ماں کے پاس رہتا تھا عین خروج مین مرگیا میر خدا بخش مرحوم کی کربلا مین واق
جانب جنوب وضۂ مقدسہ مین دفن ہوا وہ بہت صاحب نصیب تھا اسکے بعد یہ سب آفتین
سماوی آنے لگین —

خلاصہ نواب نے سب سامان نوعروسی شاہی طیار کیا نواب مبارک محل بجاے بیگم صاحبہ
بندہ رضا خان کے سمجھانے سے مہمان محل نواب ہوئین رسم حنابندی موافق رسم زمانہ ہوا
جب روز تولد جناب امیر علیہ السلام ۱۳ - رجب ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۵ء برات ہوئی محفل
شاہانہ آراستہ ہوئی اقربا ے شاہی ارکان دولت سب حاضر تھے جزنل لو صاحب مع صاحبان
عالیشان و خوانین معظمۂ انگلشیہ شریک محفل تھین صاحب بہادر نے کمال خصوصیت سے بہ نیت

خالص فرق مبارک پر سونے کا اور پھولون کا سہرا باندھا حضرت نے اپنے دست مبارک
سے ایک گلوری پان سخرق بورق پلیٹ مین رکھکر عنایت فرمائی صاحب نے بہت مبالغے سے
لیکر نوشجان فرمائی خلاصہ یہ صحبت بھی یادگار پیر وجوان ہوئی بعد اسکے بادشاہ سہرا باندھے
داخل محلسرا ہوے دلھن کے پاس بیٹھے جتنے رسوم عرفیہ شادی کے ہین بفضل خدا سے سب
ادا ہوے بلکہ اس خصوصیت سے پہلی شادی مین نہوے ہون بعد رسومات مع عروس داخل
دولتخانہ قدیم نواب آصف الدولہ ہوے توپ سلامی کی چلی خطاب عروس نواب بادشاہ جہان
ممتاز الدہر ہوا۔

بعد چند روز کے یہ بساط عیش مستعار بھی برہم ہوئی کسواسطے کہ بادشاہ شوخ وشنگ
عاشقانہ معشوقانہ دلربا بانو کے عادی اور طالب تھے وہ گھریلو شرفا کی صاحبزادیون مین نایاب
اور مرحومہ اسکی نسبت جہاندیدہ زمانہ یہ نادیدہ پھر کیونکر رغبت ہوتی اسکے سوا نادر عروس
کی ذنانت وتنگ چشمی امور رکیک عادی اپنے سمدھیانہ عرفیہ کی یہ سب موجب انتشار و
توحش خاطر ہمایون کا ہوا انکو سراسر خلاف شان وشوکت شاہی سمجھے غرض بہر صورت یہ شگوفہ
غنچہ تازہ کھل کر ٹھٹھر کر رہگیا مختصر سبب کراہت وناگواری وعدم عروج ترقی کا یہ ہوا کہ بادشاہ
نے کئی لاکھ روپیے اور بینتالیس بدریان دوشالہ ورومال وجامہ وار اور تھان لباس
گرانا وغیرہ اپنی ناموری سمجھکر بیگم صاحبہ کو عنایت فرمائین کہ تم بادشاہ کی بی بی ہوئی ہو اپنے
عزیز واقربا متوسلین واہل محلہ کو تقسیم کرو وہ بھی کیا یاد کرینگے دلھن نری صاحبزادی تھی
مان کو اختیار تھا انھون نے اپنی ذنانت طبع سے صرف بیجا سمجھکر بدستور رہنے دیا کسیکو
تقسیم نہ کیا صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوے اسکی تقسیم کو پوچھا بیگم صاحبہ کی مان نے اپنی گرستی
سے جواب دیا کہ ہم تمھارا گھر بنانے کو آئے ہین یا مثل اورون کے لٹانے کو بس یہ سنتے ہی
نعل درآتش ہوے اٹھکر چلے عروس نے دامن بادشاہ پکڑا فرمایا تو کنگلی ہو گیا کسیکو دیگی
باہر تشریف لائے راجہ غالب جنگ مہتمم دیوان عام سے فرمایا راجہ جیتنے اس نئے محل کا
خطاب کنگلا محل دیا راجہ نے اسی خطاب سے باواز بلند ایک چوبدار سے کہا جاؤ کنگلے محل
سے حضرت کا تاج لے آؤ جب سے مشہور خاص وعام یہ خطاب ہے چند روز وہ عروس رہین

اب وہ خود عبادت خدا مین رہتی ہین اور متمنی زیارت کربلاے معلی مین رہتی ہین سرکار سے پندرہ سو روپیہ مہینا ملتا ہے سراج الدولہ جانی ہین انھین سب طرحکا اختیار ہے —

جانا کرنل فو بوا صاحب و فرنل صاحب و مولوی محمد اسمعیل کا لندن کو بسفارت مع ہدایاے شاہ جمجاہ جارج چہارم

اصل بناے ہدایاے شاہی کی یہ ہوئی کہ حضرت خلد مکان کو بعض دولتخواہ عاقبت اندیش مقبول و معتمد سرکار ہینے صلاح نیک یہ عرض کی کہ اگر کچھ ہدیہ شاہ جمجاہ جارج چہارم کو معرفت تجار نامی کلکتہ باخفا لندن جاے اور ایک کوٹھی سلطانی بطریق تجارت معرفت انھین تجار کے مقرر ہو جسمین پچاس لاکھ روپیہ سرکار کا جمع رہے اور دو جہاز بنام شاہی خرید ہوکر فقط آمد و رفت ولایت کیا کرین اور ہر قسم کا اسباب انگریزی اور فرمایشات مصرف سرکار لایا کرین بعد مصرف سرکار باقی اسباب کا نیلام ہو جایا کرے پس اس صورت سے چندے کاروبار شہرت پائیگا صاحبان تجار بھی مطمئن ہو جائینگے اور باعث وثوق اعتماد بھی ہوگا اس پردے مین جو غرض باطنی ہوگی کسی پر نہ کھلے گی کسواسطے جو صاحب عہدۂ جلیلہ پر ہندوستان مین آتا ہے محتاج اپنی ٹرفی یعنی گماشتہ کا ہوتا ہے اس سبب سے اکثر امور سرکار بسہولت ہو جایا کرینگے چنانچہ یہ امر بہت مطبوع خاطر اقدس ہوا اس جہت سے کچھ تحائف جسطرح پیشتر بیان کیا گیا باخفا معرفت تجار ولایت حضور شاہ جمجاہ لندن گذرے اسکے عوض ایک گھوڑا خانہ زاد اون شاہی سے جوڑی تینچہ قبور کار طلائی بندوقین بحکم شاہ کلکتے پہونچین یہان حضرت شاہ زمان سریر آراے سلطنت ہو چکے تھے بس اسی بناے خاص پر مشیران خاص کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہان سے بھی سفیر انگریزی و ہندوستانی مع ہدایاے گران بہا جو فراخور شاہان ہو جاے بڑا نام ہوگا اور پھر یہی صورت قائم رہیگی تو حصول مطالب بھی غالب ہے باسانی ظہور مین آئیگی مگر اصل تہ کار نہ سمجھے اور ایک قرینے سے کیا بلکہ مشیران سابق نے ازراہ دولتخواہی یہ بھی عرض کیا تھا کہ سفیر قوم فرنس سے نہ بھیجیگا اور نہ اسقدر ہدیہ گران بہا لیکن بظاہر بار منت ہو جائیگا کسواسطے کہ پہلے ہدیہ کا بھیجنا باخفا نواب گورنر جنرل کے ناگوار خاطر ہو چکا ہے مگر مشیران حال سے قول سیت کا کا لمیت سمجھے آخر وہی ہوا —

بہرحال تقریباً تیس لاکھ روپئے کا سب طرحکا اسباب تحفہ نایاب بلکہ کمیاب زنانہ و مردانہ ہندوستانی طیار ہوکر پہلے کوٹھی فرح بخش مین آراستہ ہوکر رکھا گیا اُسکے دیکھنے کو جنرل لو صاحب مع صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ آئین بعد اسکے کرنل ڈبوا صاحب فرص مصاحبان خاص سے فیل صاحب مولوی اسمعیل صاحب سفیر ہندوستانی تجویز ہوے مولویصاحب کو خطاب علماے علام ملا اور فرمایشات ظاہری ایک مہتمم کالج جس سے ترقی رصدخانہ سلطانی اور عمل علم ہیئت کا ہندوستان مین رواج پاوے اور کتب علمی ور دو گھوڑے خانہ زادان شاہی سے دو ہاتھی کے پاٹھے یہ تجویز جنرل لو صاحب کسواسطے کہ ٹرا ہاتھی ولایت مین تھا اور دو گینڈے اِن سب کی جھولین مغرق نہایت تکلف تھیں اور سائیس اور فیلبان کی بھی وردی بہت بھاری مغرق ایک گینڈا کلکتے مین جہاز پر چڑھنے مین پانی مین گرکر مرگیا پھر دوسرا پندرہ ہزار روپیہ کا مول لیا مع الخیر روانہ ہوا —

نواب گورنر جنرل بموجب تحریر رزیڈنٹ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس کو مشرحاً لکھ چکے تھے کہ یہ ہدیۂ گران بہا مع سفیران شاہی بے استصواب ہمارے روانہ ولایت ہوا ہی پس یہ لکھنا بے اعتنائی سے نواب محتشم الیہ کا خلاف مطلوب ہوا چنانچہ راہ کیپ گوڈ ہوپ ہو قدیم لندن سے پہونچا پہلے بجہت محصول پہ ہٹ مین روکا گیا جب اُن سے نجات پائی سرکار مین اطلاع ہوئی ممبران کورٹ مذکور نے کہا کہ ہدیۂ دوستانہ کم قیمت ہو اور درحقیقت راہ خلوص و اخلاص بیش بہا چاہیے اسقدر تحایف لینا بار منت ہی احتمال اسکے تلافی کا بھی ہی لہٰذا اسکا استرداد مناسب ہی لیکن جب سفیر شاہی نے وزیر اعظم سلطنت سے منت عرض کیا بعد نصف شب جب آمد و رفت گاڑیون کی کم ہوئی سفیر شاہی بوساطت وزیر اعظم مع ہدیۂ حیوانات حاضر حضور شاہ ہوے وردی سب کی دیکھکر بہت خوش ہوے اور التماس سفیر شاہی در باب پھیر لیجانے حیوانات کے بجہت مسافت دور و دراز و سفر دریا منظور ہوئی حکم ہوا انھین لیلو اور سفیر شاہی بے غلت رخصت ہوے عبث عبث نقصان الملوک اور موجب توہین ہوا اسکے سوا آپسمین سفیرون مین خوب چوتی چلی اور بعض امور سفیر ہندوستانی سے جو انکی بی بی ڈف صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے تھے ایسے خلاف سرزد ہوے کہ باعث مضحکہ ولایت ہوا صاحبان اخبار نے بہت رنگین کرکے چھاپا —

خلاصہ کرنل ڈبو اصاحب تو سیدھے اپنی ولایت پہونچے بی بی ڈف شپر خاک لندن ہوئی
فریل صاحب مع ڈاکٹر اوشاتیر صاحب مہتمم کالج کچھ کتب علمی لیکر سفیر با تمیر روانہ ہند وستان
ہوئے منجملہ ہدایاے لندن مولوی صاحب ایک بی بی صاحب حسن جمال تیفا خر لیتے آئے کسواسطے
کہ ایسے تحایف بازاری و ہلن لمسکتے ہین معلوم نہین لکھنؤ پہونچکر نذر حضرت سے گذرتا اسکی کیا
صورت ہوتی کسواسطے کہ اکثر بی بی ولایت ملازم بادشاہ تعین بغرض جب لوی صاحب بمبئی پہونچے
ہنوز دولت محبوبہ جدیدہ سے آغوش گرم نہوئی تھی کہ خاک بمبئی مین چین سے پانون پھیلا کر
سو رہے میم صاحبہ ولایت کو پھر گئین ڈاکٹر کلکتہ پہونچے اتفاقاً یہان بادشاہ نے انتقال کیا
محمد علی شاہ سریر آرای سلطنت ہوے جب جنرل لو صاحب نے بادشاہ سے عرض حال کیا حکم ہوا
ڈاکٹر صاحب کو سولے تنخواہ دو ہزار روپیہ زاد راہ دیکر رخصت کیجیے کتب کا کلکتے مین نیلام ہوا
اسباب جب لآباد پہونچا اکرم الدولہ جاکر لے آئے ۶ بن درچہ چیالیم و فلک رچہ خیال + وہ جتنے
خیال خام ہوے تھے سب ہٹ گئے ـ

افزونی ملال خاطر بادشاہ و انتقال

حضرت شاہ زمان کثرت مخارج و قلت مداخل اور رکن رکین سلطنت وزیر اعظم سے بوجوہات
چند در چند کبیدہ خاطر رہنے لگے یہان تک تنگ ہوے کہ درپے انتقام ہوے اور اکثر ارشاد
کلام بادشاہ سے نتیجے بہت خلاف پائے جاتے تھے اور خاطر مبارک مین بہت سے وسوسے
خطور کر گئے تھے جسطرح اکثر اُمرا کو خدشہ گذرتا ہے اس جہت سے کئی مہینے سے آب و طعام
غیر معتمدین کے ہاتھ سے نوش نہ فرماتے تھے بلکہ احتیاطاً خاصہ روبرو پکتا تھا کسواسطے
کہ مقدمہ جنت آرا انکا وجیسا مشہور ہے بگوش ہوش یاد تھا اور بعد وفات ناگہانی نواب
قدسیہ محل عیش و آرام دنیا جیسا جی چاہتا تھا جاتا رہا تھا اور اس شادی منحوسہ کو اپنے
واسطے بہت بد یمن سمجھتے تھے اُدھر صاحبان عزت اپنے حفظ جان و مال کے واسطے اپنی
گھات سے غافل نہ تھے اور ان سب توہمات پر مشروبات اور آب خاصہ محول نواب پر تھا
وہ بھی جانتے تھے جب ہماری عزت پہ بنجائیگی ہم بھی قصور نکرینگے اکثر مقربان محل عرض
کرتے تھے کہ حضرت کیون اسقدر تکلیف اُٹھاتے ہین گویا ہمارے زعم مین آپ پر منکشف

ہوچکا ہی یہ خدمت کسی معتمد کے سپرد فرمایئے ارشاد کرتے تھے دشمن کو اپنے سے اطمینان کرنا بہتر ہی تاکہ حجت باقی نرہے —

سبب ظاہری علالت مزاج ضعف قوت سقوط اشتہا عارضۂ شباب جوانی تھا اکثر الفاظ گویا الہام غیبی سے ارشاد فرماتے تھے سامعین حاضرین کو باعث تحیر ہوتا تھا کہ لوگ دربارِ ہماری ہلاکت کے ہو رہے ہین اناجی دایہ مہربانو و نون مہربان دھنیا اور ڈھلوی یہ خدمتگزار تھین ایک رفیق احسان حسین خان کہتے تھے کہ ایک رات چار گھڑی رات گئے بادشاہ پیادہ فیروزہ گھوڑے کی باگ ہاتھ مین لیے نواب کی کوٹھی مین چلے آئے پہلے آمد آمد سے جتنے حاضر تھے سب جا بجا چھپ گئے تھے مین بھی کنوئین کی پیڑی مین چھپ گیا نواب نے دروازے پر جا کر نذر دکھائی فرمایا مین نہین جانتا مین نے کیا کسیکا کیا ہی جس سے لوگ میرے درپے ہلاکت ہوتے ہین ہر چند نواب خائف و ترسان کلمات تشفی عرض کرتے جاتے تھے بادشاہ وہی کلمات مکرر فرمائے جاتے تھے اسے سب حاضرین سنتے تھے اسی حال سے مع گھوڑے تسینے سے کوٹھی مین تشریف لے گئے وہان سامان جشن آراستہ تھا مُند رکسبی ارو غہ ارباب نشاط حاضر ہوئی بادشاہ کو بہلا لیا —

اسی طرح ۲۴ — ذیحجہ کو جس رات خاتمہ صحبت غیر معمولی ہوتا تھا اور پھر بعد طعام چہلم صحبت شروع ہوتی تھی ورا س مدت ایام مصائب مین حضرت جمیع منہیات اپنی تائبی سے باز رہتے تھے یہ بھی ایک عجیب امر ہی غرض جب طلب زمین و لاتیی بیبیون کو رخصت کیا فرمایا اب شب میسر ہوگا ورنہ تم ہمکو دیکھو گی بیبیان دعا دینے لگین گر متعجب و متحیر تھین فاربس صاحب نے جب اس عاصی سے بیان کیا مین نے کہا یہ گویا ایک ندائے غیبی ہی اکثر مومنین کی زبان پر جاری ہو جاتا ہی چنانچہ جب وز وفات صاحب سے ملاقات ہوئی کہنے لگے وہی ہوا جو تم کہتے تھے —

غرض کئی مہینے سے دربار عام بھی موقوف تھا فقط صاحب رزیڈنٹ سے بضرورت ملاقات ہوتی تھی مشروبات منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے اطبائے حاذق نے جو نواب سے موافق تھے متواتر عرض کیا حیلہ ہائے شرعی بھی بیان کیے مگر بادشاہ نے اپنے اعتقاد صحیحہ سے جواب صاف دیا کہ لاشفائی الحرام ہی یہ بھی چال معتمد الدولہ کی چلتے تھے مگر د چلی

خلاصہ روز جمعہ کو پوشاک بدلی بظاہر اُس دن سب طرح سے اچھے تھے شام کو نواب افضل النسا خانم نواب کے گھر سے کنٹر مین آب تربز لائی اُسے نوش فرمایا بعد اُسکے کریلے دایہ مہربان لائی تھین اُسے بھی کھایا کچھ رات گئے آرام کیا بعد اسکے بیدار ہوے فرمایا مجھے قشعریرہ معلوم ہوتا ہے رضائی اُڑھادی نواب و حکیم مرزا علیخان دیکھکر پہلے چلے گئے تھے بعد دو ساعت کے حالت بیہوشی رہی لبس روح نے مفارقت کی پہلے حاضرین ساکت رہے شبہے سے اُسکے بعد مہری نے نواب سے خبر کی وہ جنرل لو صاحب کو لیکر محل مین آئی بادشاہ کو دیکھا جب یقین ہوا باہر آئے محل مین شور قیامت برپا ہوا ۔ ۳ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ روز جمعہ مطابق ۲۰ جولائی ۱۸۳۷ء چار گھڑی رات گئے انتقال کیا ۴ تاریخ ربیع الثانی روز شنبہ بعد دوپہر ایکی کربلاے تو نعمیر مین دفن ہوے پہلے تجویز امام باڑہ نجف پہلوے حضرت خلد مکان ہوئی حاضرین نے عرض کیا کہ حین حیات اپنے باپ سے کب موافقت تھی اس جہت سے کربلا تجویز ہوئی راجہ بختاور سنگھ نے چاہا کہ مقام ضریح مین قبر کھودین مگر مرزا محمد علی داروغہ کربلا و تعمیر تھے اُنھون نے موافق اصل نقشہ کے رکھی تھی راجہ سے کہا پہلے میرا سر کاٹ لو جب قبر کھودنا اُسکے بعد راجہ نے پشت ضریح کہ وہ مسجد ہے وہان قبر کھودی اور بدتر ہوا کہ مقام ضریح پر جگہ حضرت امام حسینؑ ہے وہ خانۂ خدا واد کسی نے اسکا خیال نہ کیا اقربا ملازمین ارکان دولت تشییع جنازہ مین تھے ۔۔

صاحبان صدر بادشاہ کے حرکات نامناسب سنتے سنتے تنگ آ گئے تھے صاحب رزیڈنٹ نے دوستانہ اکثر سمجھایا دن بدن خرابی بڑھتی چلی گئی اُدھر ارکان دولت اسی طرح کے جمع ہوے اصلاح پہ کون لاتا انھین اسباب سے کچھ عجب تھا کہ حین حیات بادشاہ مین انتقال سلطنت کسی پر ہوجاتا اس عرصہ مین اجل نے پردہ پوشی کردی اور خود بادشاہ کو بھی یہ توہم ہوگیا تھا افسوس یہ ہے کہ یہ شباب جوانی اور یہ سلطنت اور یہ حال بادشاہ پچیس برس کے سن مین تخت نشین ہوے تینتیس برس مین انتقال فرمایا بظاہر اہل دربار قضاے معلق و قضاے مبرم مین کچھ کچھ کہتے ہین العلم عند اللہ اسکا ثابت کرنیوالا کون ما بعد اُسے اپنا ہونا غنیمت ہوتا ہے واہ ۔۔

صاحبان رزیڈنٹ مارڈنٹ رکٹس صاحب طامس میڈک صاحب جنرل لو صاحب بہادر

نائب نواب معتمد الدولہ ۲ شہر ۱۳ یوم منتظم الدولہ اعتماد الدولہ وغیرہ چندروز نواب روشن الدولہ ۵ سال — فوج برطرفی ۴ ہزار سوار ۲۷ پلٹن تلنگہ ونجیب توپخانہ باقی شاگرد پیشہ تاریخ وفات از فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق — دہ سال پنجروز حکومت نمودہ شاہ —

نقل وثیقہ صاحبات محل

وثیقہ عہد ومیثاق جو فیما بین حضور اقدس اعلیٰ جناب بادشاہ اودھ ور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہما معرفت ہارڈنٹ رکٹس صاحب بہادر لکھنؤ کے باب مین اس مبلغ کے جو بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض سپرد کیا ہی — ۸ دفعین —

دفعہ پہلی مبلغ باسٹھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ سکہ لکھنؤ جو جناب بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض دیے ہین جناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر کے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے لیے ہین —

دفعہ دوسری زر اصل مذبور بہ منافع بشرح فیصد پانچ روپیہ بموجب اقساط ماہی ماہبما انگریزی خزانہ رزیڈنٹی دار السلطنت لکھنؤ سے ملا کریگا —

دفعہ تیسری جمع منافع زر اصل مذبور تین لاکھ بارہ ہزار روپیے سالانہ ہوتا ہی یہ مبلغ منافع چار قسط مساوی حسب مقدار معینہ پر ہر ایک یکسان بفصلہ ذیل مادام حیات سال بسال جو مین دیگر رسید مُہری آنسے لیجاویگی —

[illegible]

نواب ملکہ زمانیہ	نواب تاج محل	نواب مختارہ علیا	سلطان عالیہ ہمشیرہ صاحب عالم بہادر
[illegible] ماہواری	[illegible] ماہواری	[illegible]	[illegible] ماہواری
سالانہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دفعہ چوتھی جبکہ کوئی مشاہرہ داران مذکور سے وارث یا ورثہ چھوڑ کر مرجاے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہی کہ وجہ مشاہرہ متوفی مذبور ورثہ مذکور کو بدستور دیا کرین یا زر اصل اسکے وجہ مشاہرہ سے موافق شرح مذکور الصدر کے دیا جاے —

دفعہ پانچوین اگر اجیاناً کوئی شخص مشاہرہ دارون سے یا مابعد اسکے اسکا فرزند و پسر دوسے

جناب بادشاہ ممدوح لاوارث مرجاے اُس حالت مین وجہ مشاہرہ مذبور اختیار جناب شاہ اودھ ہو گی —

دفعہ چھٹی اگر کوئی شخص مشاہرہ داروں سے قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر مین رہے تو صاحب رزیڈنٹ لکھنو کو اُسکا مشاہرہ معینہ وہین پہونچادین —

دفعہ ساتوین مشاہرہ داران مذکور اور بعد اُنکی اولاد جو پہلی بعد اُنکے مرنے کے مشاہرہ پائیگی ہمیشہ مستحق تلطف اور محبت خاص کیجانب سرکار کمپنی انگریز بہادر رہیگی اور صاحب رزیڈنٹ اُس عصر کے لازم ہوگا کہ ہمیشہ نسبت اُنکے شرائط تکریم و تعظیم اور جس امر کی ضرورت پڑے لوازم سعی و امداد اُنکے بارہ مین مرعی رکھین —

دفعہ آٹھوین صاحب رزیڈنٹ بجناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ اور ارباب اولی الالباب کونسل کو درخواست عنایت وثیقہ بمضمون مذکور الصدر مزین مہر و دستخط سے جناب ممدوح کے کرکے اور وثیقہ مذبورہ لیکر بجناب بادشاہ اودھ حوالہ کرینگے تحریر فی التاریخ غرہ مارچ ۱۸۲۵ء مطابق ۲۴ شعبان المعظم ۱۲۴۴ھ —

زبدۂ نوئینان بارگاہ عظیم الشان مشیر خاص
حضور فیض گنجور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ ولیم کونڈش بنٹنک گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر متعلق کشور ہند ۱۸۳۱ء عیسوی

جلوس و ساعت نجومی مرزا رفیع الدین فریدون بخت عرف محمد مہدی منّا جان

جب حضرت خلد منزل نے حین حیات مین ابطال نبوت مرزا رفیع الدین فریدون بخت عرف
محمد مہدی منّا جان بالمشافہہ جنرل لو صاحب سے فرمایا اور جس طرح سے سوال کیا اُسکا جواب دیا
صاحب نے حسب سررشتہ صدر کو رپورٹ کردیا اور جب حال علالت مزاج اقدس حد سے افزون
دیکھا اُسکا حال لکھا کہ اگر قضاے الٰہی سے ایسا اتفاق ہو ہم متردّد ہین کسے مستحق وراثت
سمجھکر تخت نشین کرین جواب آیا کہ اکبر اولاد نواب سعادت علیخان کو تخت نشین کردینا اس جہت
سے صاحب کے نزدیک سواے مرشد زادۂ آفاق نواب نصیر الدولہ بہادر کوئی اور میرزا ان فہم مین
نہ جچا اگرچہ بظاہر از روے وراثت جدّی نواب محسن الدولہ بہادر بھی اسکے سزاوار تھے شاید
مناسب وقت نہ سمجھے اگر اس کیفیت کو صدر لکھتے تو کیا عجب تھا از روے انصاف استحقاق
وراثت ممکن تھا بلکہ ایک صاحب جلیل القدر نے رزیڈنٹ سے اسی امر خاص مین پوچھا کہ تم شاخ
قریب کو چھوڑ کر بعید پر کیون گئے جواب پایا کہ ایک عالم شباب نصیر الدین حیدر ہمارے دوسری
کو کیا کم ہوا تھا کہ دوسرے اہل شباب کو تجویز کرتے اس جہت سے ہمنے دیدہ و دانستہ مرد مسن
گرم و سرد جہان دیدہ کو تجویز کیا یہ امور سلطنت ہین مورخ کو اسمین چون و چرا نچاہیے چنانچہ
ایکدن جنرل لو صاحب بملاقات حضرت خلد منزل سے پھرے ظفر الدولہ کے حجرے مین چلے آئے
آدمیون کی بھیڑ کو ہٹا دیا فرمایا ہمین صدر سے حکم آیا ہے کہ بابت وراثت مین تم قدیم جو لوگ ہین
اُنسے بھی پوچھو ہمارے نزدیک تمسے زیادہ قدیم اور خیرخواہ سرکار کون ہے انھون نے عرض
کی کہ میرے نزدیک اولاد نواب سعادت علیخان مین سب طرح سے ترجیح نواب نصیر الدولہ کو
ہے کسواسطے کہ وہ اپنے باپ کے بھی وقت مین کاروبار ریاست کرچکے ہین اسی وجہ سے ظفر الدولہ
نے وقت جلوس منّا جان اپنے حجرے سے باہر قدم نہین رکھا تھا محمد علی شاہ بھی انھین ایسا ہی
سمجھتے تھے انکی ساری اولاد کے چودہ ہزار ماہواری کی تنخواہ کردی تھی از انجملہ مفتاح الدولہ
کی بھی پانسو کی تنخواہ تھی جواب وہ نان شبینہ کو محتاج ہوگئے ہین اور لطف یہ ہے کہ سرکار ین سے
اپنے حق سے محروم رہے —

الغرض نواب روشن الدولہ جنرل لوڈ اکٹر اسٹیونسن جیمیس پاٹن صاحب اسسٹنٹ

اول کے پہرے بلی گارد سے لیکر داخل سرا ہوے پہلے نعش پر گئے ڈاکٹر صاحب نے رفع شک کو
نشتر بھی دیا یقین مرگ ہوا اسوقت اناجی نواب روشن الدولہ کا نام لیکر حالت بیخودی مین
پیٹنے رونے لگی کہ تمھارے آب تیغ زبین شربت مرگ تھا انھون نے جواب دیا کہ تمھارے کرنیلے
مین کچھ تھا اسی عداوت سے انکا گھر ضبط سرکار ہوا بعد اسکے نواب اور ظفر الدولہ کو حفاظت
وحراست کوٹھون شاہی کی فرماکر اور جابجا پہرے بٹھا کر جمیس پاٹن صاحب کو دروازہ
نقارخانہ پر چھوڑکر رزیڈنسی مین پھر آئے اور بہت تاکید سے فرمایا کہ بے ہماری اجازت کوئی
داخل فرح بخش نہو اور چھٹی پلٹن کے واسطے چھاؤنی مین لکھا اور خدابخش جمعدار کو الماس
باغ بیگم صاحبہ کے پاس بھیجا کہ بادشاہ نے انتقال کیا آپ کسی طرح اپنے مقام سے حرکت
نہ کیجیے گا جیسا مناسب ہی ہمین عمل مین لاوینگے اور شکسپیر صاحب اسسٹنٹ دوم کو مع میر منشی
سید التفات حسین خان مع قطعہ تحریر عہدنامہ جدید واسطے مُہر کے نواب نصیر الدولہ فارس الملک
محمد علیخان بہادر سپہدار جنگ کے پاس بھیجا —

دس بجے رات کو پہلے علیجان داماد شیخ شبن وکیل تحسین علیخان جنھین خطاب قمر الدولہ ملا تھا
ظہیر الدولہ مولوی غلام یحییٰ خان سفیر شاہی سے حقیقت حال سنکر پیادہ پا مثل بادصرصر حاضر در
دولت ہوے اور عظیم اللہ خان کو خواب غفلت سے جگا کر یہ مژدۂ جاوید سنایا کہ شکسپیر صاحب مع
میر منشی نواب کے استقبال کو آتے ہین پھر یہ خبر ہوئی کہ احسان حسین خان بیٹے سبحان علیخان کے
آتے ہین انکے دبدبہ سے علیجان دوسرے کمرے مین چھپ رہے فرزند رشید خان نے نذر تہنیت
نواب کی طرف سے گذرانی اور اپنی چرب زبانی سے عرض کی کہ یہ سلطنت حضرت کو مبارک ہو
بشرطیکہ وزارت نواب اور کارفرمائی ہمسے دولتخواہون کی قبول ہو تامل ارشاد کیا انشاء اللہ پھر
وہ رخصت ہوکر گئے —

جب کپتان موصوف اور میر منشی نے تہنیت تخت نشینی عرض کی وہ عہدنامہ جدید مُہر کو گذرانا
خاص محل سے مُہر طلب ہوئی بطیب خاطر بلا اکراہ بے اندیشہ ہوکر بلکہ غنیمت سمجھکر مُہر ثبت کی مع
فرزند ارجمند مرزا امجد علیخان بہادر اور دونون اُنکے صاحبزادے اور عظیم اللہ خان میر امام علی
پیر بخش کو کلتاخن صاحب کے ساتھ کمرۂ فرح بخش مین آکر بیٹھے جنرل لو صاحب زینے تک

پہنچانے

استقبال کرکے لیگئے کلمات تہنیت فرمانے لگے پھر فرمایا آپ دوسرے کمرے میں استراحت فرمایئے جبتک ہم جاکر تخت کو آراستہ کرین۔

اس عرصہ مین خدابخش جمعدار نے صاحب سے عرض کی کہ بیگم صاحبہ کا قصد مصمم چلے آنیکا ہوچکا ہے مرزا علیخان وکیل بیگم صاحبہ حاضر تھے فرمایا تم جلد جاکر بیگم صاحبہ کو منع کردو کہ آپ ایسا ارادہ نہ کیجیے اور نواب سے فرمایا تم اسکا انتظام کرو عرض کی مین نے انتظام الدولہ مظفر علیخان اور راجہ بخاور سنگھ کو اسی بندوبست کو بھیجا ہے شاید وہ دوسری راہ سے گئے ہون مرزا علیخان نے بیگم صاحبہ سے عرض کی بتاکید تمام صاحب نے فرمایا ہے آپکا جانا مناسب نہین اور اگر یہی منظور ہے تو آپ صاحب کی کوٹھی مین چلیے اسوقت سواری مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کے مکان کے برابر آپہونچی تھی امام بخش سقہ پہلوے سواری مین تھا عرض کی یہ وکیل ہین انھین کا یہ تخم بویا ہوا ہے وکیل بیچارہ بھی مضطر ہوکر پھر آیا۔

فی الحقیقت بیگم صاحبہ کسی طرح سے راضی نہ تھین کہ مین خلاف حکم صاحب کرون لیکن امام بخش سقہ کے بہکانے اور منا جان کی ضد سے مجبور ہوئین اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب جمعدار نے حکم بڑے صاحب کا سنایا بیگم صاحبہ بارہ امام کی درگاہ مین بیٹھی ہوئی تھین یہ خبر سنکر چپکی ہو رہین کہ دفعتہ منا جان نے آکر عرض کی بسم اللہ جناب سوار ہون فرمایا آغا خیر ہے یہ حرکت طفلانہ اچھی نہین بڑے صاحب نے کس تاکید سے مجھے منع کیا مین اسکے خلاف کرون سراسر میری خرابی ہوگی عرض کی بس آپ خود نہین چاہتین کہ ورثہ باپ کا مین پاؤن بہت تعجب ہے ماہرے سقہ نے پکارکر عرض کی حضور یہ ممانعت لفظی ہے جب حضور چلکر تخت پر بٹھا دینگی کوئی دم نہ مارسکیگا اب تامل نہ فرمایئے بیگم صاحبہ نے گھبراکر استخارہ دیکھا تین بار منع آیا فرمایا آغا اب کسی طرح میرا جانا اچھا نہین اسنے گستاخی سے ہاتھ پکڑکر اٹھایا کہ ایسے کار خیر اور حق مین احتیاج استخارہ کیا ہے خدا پر توکل کرکے چلیے مجبور ہوئین دروازے تک آتے آتے متواتر شگون بد پیش آئے بیگم صاحبہ منع کرتی گئین نہ مانا۔

خلاصہ قریب پہر رات رہے یہ قافلہ تقریباً دو ہزار سپاہی شاگرد پیشہ ملازمین ہمراہ ہوکر مع موہن سنگھ و لالتا پرشاد افسر راجپوت جلوس سواری سے بڑی دھوم دھام

راہ مین شور و غل مچاتے ہوے چلے راہ مین حسن باغ سے نواب سلطان بہو کو بھی اپنے ساتھ لیا
جب اس ہنگامہ سے غل مچاتے در دولت پر آئے پھاٹک آہنی بند تھا جسمین پاٹن صاحب کی پہرہ لنا
سے موجود تھے منع کیا پھر صاحب نے خدا بخش جمعدار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ آپ پھر جائیے الماس باغ کو
بیگم صاحبہ نے اسوقت بھی ارادہ مراجعت کیا مگر منّا جان اور سقّہ خدا سے پھرا ہوا تھا کہب
ماتا تھا ہاتھی سے پھاٹک کو گرا کر اسی طوم طراق سے داخل ہوے پہرے کے تلنگون نے
سامنا کیا یورش کی طرفین سے بندوق کے کندے خوب چلے سرب ون سنگھ چپراسی
اور لکھن سنگھ سردار دونون پاٹن صاحب کی پہرہ پر ہوگئے اور صاحب بھی ستون کے آڑ
مین ہو جاتے تھے یہ دونون بیہوش ہو گئے صاحب کے کچھ زخم آنکھ پر آیا اگر یہ دونون نہوتے تو
البتہ ساری آفت انھین پر آتی اتنے مین سواری بیگم صاحبہ کی پہلے محلسرا مین گئی وہان ردہپٹ
کے جلد بارہ دری مین زیر تخت پالکی رکھی گئی قریب صبح صادق منّا جان تخت پر بیٹھے سامنے
ناچ ہونے لگا انگریزی باجہ نے مبارکباد شروع کی شہنا نواز نے دھوم مچائی گرد تخت کے
کچھ راہگیر تماشا بین راہ سے ساتھ ہو لیے تھے کچھ ارکان دولت کا اپنی ناواقفیت سے
ہجوم ہو گیا تھا بعض نے نذر بھی دی تھی ظفر الدولہ اپنے حجرے سے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے
تھے ایک دالان مین دسترخوان آراستہ تھا فاقہ کش ہمراہی کھانے پر گرے ہوے تھے
امام بخش سقّہ حکمرانی کر رہا تھا جا بجا پہرے بھیج رہا تھا۔

جرنل لو صاحب نے جب یہ ہنگامہ دیکھا نہر پر زیر درخت آکر کھڑے ہوے نواب روشن الدولہ
سے فرمایا کہ تم وزیر اعظم ہو جا کر بیگم صاحبہ کو سمجھاؤ جب نواب زیر بارہ دری آئے بنیا کون نے
پکڑ لیا نسبت خلاف پیش آئے شملہ فرق مبارک سے سبک سمجھکر اتار لیا کمر سے کسی نے
گھڑی نکال لی الفاظ نامناسب کہنے لگے مگر اس گرفتاری مین بھی نواب مستقل رہے انپر
جبر کرتے جاتے تھے ایک نے چاہا بندوق سے مار ڈالین قادر بخش جمعدار نے بچایا اور
کہا ای نامرد کوئی سردار کو مارتا ہی نواب نے پھر اُسے تمندار کیا سبحان علی خان اپنی
نصرت جبلی سے اُس ہجوم عام مین پگڑی سر سے پھینک کیسا شملہ رکھ جلد باہر نکلے پینس
بند کر کے دعاذی کی برکت سے گھر بسلامت پہونچے مظفر حسین خان کچھ رفقاے بڑے صاحب کے

سواروں کی لین مین چلے جاتے تھے جنرل صاحب قلعہ سپاہ مین گھرے ہوے تھے شملہ سر سے
گھڑی کمرے سے لی تھی ایک طرف افضل النسا خانم مہری کا سر منڈ رہا تھا ادھر کمرے مین
نواب نصیر الدولہ بہادر اور ہمراہ رکاب کا سامنا ملک الموت سے ہو رہا تھا کمرے کے شیشے
کے دروازے ہر طرف سے بند تھے حبشی اور سپاہی تلوارین کھینچے باہر کھڑے چاہتے تھے
دروازے توڑ کر داخل ہون اور نشان سعادت کو مٹا دین ہر دم ارادہ خام کرکے رہ جاتے
تھے ادھر حالت یاس مین اسیر گھبراے ہوے تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا اور کلمات یاس سے اپنے
آنے پر تاسف کر رہے تھے ہر ایک منھ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا غلام یحییٰ خان وکیل
سلطنت بھاگ کر فرح بخش کے برآمدے سے نیچے کودے دونون زانو مین خوب چوٹ لگی
بہزار خرابی بحیرہ سرکار مین جا کر چھپے۔

اس عرصے مین بیگم صاحبہ نے مرزا علیخان وکیل کو بڑے صاحب کے پاس بھیجا کہ میرے
پاس لے آؤ صاحب موصوف میر منشی تن تنہا چوب دستی ہاتھ مین لیے بیگم صاحبہ کے پاس آکر سمجھایا
بہت کچھ کہ آپ کا پھر جانا مناسب ہے میر منشی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا صاحب سے کہا بس فہمایش
ہو چکی اب یہ وقت یہان ٹھہرنے کا نہین جلد صاحب اتر آئے اور وکیل کو اپنے ساتھ لے آئے
بعض بیباک الفاظ رکیک سنانے لگے آخر ایک نے گولی ماری صاحب کے گوش ہوش سے
چلی گئی ایک شخص نے تلوار اٹھائی وکیل نے منع کیا اگر صاحب تمام ہو جاتے تو پھر نہ بارہ دری نہ
فرح بخش کا نشان زمین پر رہتا معلوم نہین پھر کونسی صورت ہوتی بہزار خرابی وہان سے نکلکر پھر
نہر پر زیر درخت آکر کھڑے ہوے اور کپتان ہیگنس ملازم شاہی کپتنی تلنگہ دو ضرب توپ سے
زیر بارہ دری آکر جمے اتفاقاً مصطفیٰ خان رسالدار قندھاری سامنے سے آتے تھے جنرل صاحب
نے بلا کر کہا تم جا کر بیگم صاحبہ سے کہو ۱۵ منٹ کی ہم نے مہلت دی آپ ہمارے پاس چلی آئیے
ورنہ توپ کا نشانہ سمجھیے رسالدار نے وکیل سے عرض کی بیگم صاحبہ راضی ہوئین اور مصطفیٰ خان
نے پکار کر کہا کہ صاحب نے ۱۵ منٹ کی مہلت دی ہے ایک شخص نے پہلوے سخت سے پکار کر
کہا خانصاحب وہ مدت غالب ہے قریب تمامی کے ہو آپ پھر جائیے زیادہ مہلت لے آئیے
اور بڑے صاحب کو اپنے ساتھ یہان لے آئیے بس یہ کہتے تھے کہ دفعتہ کپتان ہیگنس نے

بموجب حکم صاحب رزیڈنٹ توپ ماری رسالدار نے دفعتاً منا جان کو اپنی گودی مین لیکر
تخت سے اُتار لیا اور خود اجل گرفتہ وہین کھڑے رہے اور قبل از فیر توپ جب حقا سے
بارہ دری نے دیکھا آپسمین کہنے لگے یہ توپین شلک سلامی کو آئی ہین منا جان کمر مین لاتھی
لگائے چھوٹی بندوق لیے ہر طرف پر غضب دیکھ رہا تھا حکم کیا بارہ دری کے پردے جو
پائین باغ کی طرف ہین اونچا باندھو یا چھوڑ دو توپ کے چلے کہ بارہ دری رشک چاند ماری
ہوئی اور دھوان سمت کر اندھیرا ہو گیا تلنگے باہر سے سیڑھیان لگا کر چڑھ آئے سبکو زیر باڑھ
دھر لیا پھر تو مجروح پر مجروح مقتول پر مقتول ہر طرف گر رہا تھا مصطفےٰ خان زیر تخت حق نمک
ادا کر گئے موہن سنگہ لاٹھی بردار راجپوت بیگم صاحبہ کے کام آئے دولہ نورا بھانڈ کا بیٹیا سامنے
ناچ رہا تھا نشانۂ اجل ہوا بہت سے سپاہی بیگم صاحبہ کے جان سے گئے بارہ دری کے
دونون طرف زینون سے سیل خون جاری تھا سرکار کے دو تلنگے زخمی ہوئے ایک مارا گیا
بیگم صاحبہ اسوقت ہینس سے نکل آئین برگیڈیر جانسن صاحب کے حوالدار نے اپنی کمر کے جال سے
منا جان کا بازو باندھ لیا کسی نے سر سے تاج لے لیا بہزار ذلت کشان کشان ہجوم خلائق سے پیادہ
تلنگون کے بیچ مین اہتمام کرتے ہوئے چلے راجہ بختاور سنگہ نے اسی کشاکش مین محض اپنی نمائش
رسوخ اور خیر خواہی سے منا جان کے سر مین ایک دھول ماری یہ حرکت ناشائستہ بے محل سب پر
ناگوار گذری ہینرشی کہتے تھے مین جب راجہ کو دیکھتا ہون وہ وقت مجھے یاد آتا ہے اشراف سے
ایسی حرکت نہین ہوتی حالانکہ راجہ بھی اشراف تھا غرض پیچھے منا جان کے ہینس بیگم صاحبہ کی
احاطۂ رزیڈنٹی زرد کوٹھی ڈاکٹر صاحب مین اُتاری گرد پہرے ہو گئے زیور جواہر وغیرہ جو بیگم صاحبہ
کی پٹاری مین ہینس مین تھا جاتا رہا سلطان بہو بیگم صاحبہ گھبرا کر ہینس سے باہر نکل پڑی تھین
بارہ دری کے پردیسے شل گیند کے نیچے چلی آئین ایک شخص نے اپنی گودی مین اُتار لیا پھر
ہینس مین سوار ہوئین بموجب حکم صاحب بسلامت اپنے حسن باغ مین چلی آئین تخت شاہی کے
نگینہ جواہر تیغ چاندی کے تلنگون نے سنگین سے توڑ کر توسدان بھر لیے جتنا شیشہ آلات
بارہ دری مین تھا چھترون سے چور ہو کر فرش ہو گیا زخمی مقتول کی نعش کو کھینچکر دریا مین بہا دیا
اہل اخبار انگریزی نے خصوصاً آگرہ اخبار مین شل ٹانڈی اڈیٹر نے مفصل حال سکا لکھا ہے

تلنگون نے چاندی کے تخت کے پتر توڑکر اکثر کمیت مین گاڑ دیے تھے جب آپسمین جھگڑا کرنے لگے
ضبط سرکار ہوا۔

جب بارہ دری مین یہ ہنگامہ محشر برپا ہوا سپاہی جو محیط کمرہ فرح بخش تھے چاہا کہ دروازہ
توڑکر داخل ہوکر شیرین سلطنت کو خون شہادت مین غروب کرین دورسے جرنل لوصاحب دوڑکر
آئے فرمایا یہ ہنگام ابھی تک باقی ہین توپ جلد لاؤ یہ سنتے ہی سب بھاگے جرنل صاحب نے
بادشاہ کے پاس جاکر تہنیت سلطنت فرمائی کہ یہ سلطنت خداداد حضور کو مبارک ہو کانٹا جو گلشن
سلطنت مین آپڑا تھا ہم دولتخواہون کے تردد سے جڑسے اکھاڑ ڈالا گیا اب یہ دونون لونڈی
غلام حاضر ہین جو انکے حق مین ارشاد ہو فرمایا تمھاری حفاظت مین رہین۔

انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اسی وقت حکم ہوا الماس باغ جاکر طالیقہ بیگم صاحبہ کرین
مظفر حسین خان بھی ساتھ گئے وہان سب کوٹھون کو مقفل کردیا جب باہر آئے ہیمنت علیخان
نواب ناظر کو قید کرکے پیچھے مظفر حسین خان نے اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا پھر انھین کی قید مین سے
بآرام شاید جنت مکان کے عہد دولت مین قید سے چھوٹے محتاج ہوکر مرگئے مظفر حسین خان
نے اپنے حق دوستی سے قصور نہ کیا بیگم صاحبہ کے وقت مین انکا بھی دسترخوان وسیع تھا مرغ
اور گھوڑے کا شوق بہت تھا۔

الغرض جب بیگم صاحبہ منا جان اس ذلت سے داخل کوٹھی ہوئے منا جان کے بازو مین
ریزہ جھاڑ لگا تھا زخمی ہوکر خون آستین مین بھر گیا تھا ہر شخص تماشائے قدرت کاملہ کر رہا تھا
پانی پینے کو مانگا شقہ حاضر ہوا انھون نے اپنے کف دست سے پیا بیگم صاحبہ بھی بہت پیاسی
ہوئین ستو خان چپراسی پانی کوسے آبخورے مین لایا دیا دینے لگا بیگم صاحبہ نے جانا ہمارے
حال پر روتا ہے انگوٹھی الماس کی اپنے ہاتھ سے آبخورے مین ڈالدی وہ کہتا تھا مین نے
پانسو روپیہ کو اُسے بیچا۔

جب دو دن اس حال سے گذرے اور فرج کانپور سے ہر پانچ کوس پر ٹھہری بعد نصف
شب بیگم صاحبہ افضل محل منا جان اور بواجی خواص وہنیس مین سوار ہوئین دو کمپنی تلنگہ
آگے اور پیچھے اور ترک سواریع افسر جرنل لوصاحب افسرون کو تاکید سمجھاتے ہوئے لے گئے

جاکر شہر سے پہونچا کر پھر آئے اُسی شام ڈاک مین کانپور پہونچے کوٹھی پرمٹ مین اُتارا سب
طرف سے دروازے بند فقط ایک دروازہ کھلا ہوا کھانیکو آٹا دال مٹی کے باسن دیے
بیگم صاحبہ نے کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا ایک سپاہی حسب الحکم جناب قیمہ گوشت میتھی کا
ساگ لایا اور بہت سا عذر کیا بیگم صاحبہ نے اُسے بھی کچھ دیا —

دو ہفتہ تک یہی صورت رہی بعد اسکے جنرل صاحب نے کئی لونڈیان بعض خواص ملازمین
کچھ اسباب ضروری سرکار شاہی سے لیکر بھیجا وہان سے پانچ کمپنی تلنگہ ساتھ ہوئین قلعۂ
چنار گڈھ مین پہونچایا رات کو یہ قافلہ پار دریا کے داخل قلعہ ہوا اُس وقت سب نے رو پیٹ کر
حشر برپا کیا جو سواری سے اُترا پیٹنے لگا چار گھڑی تک یہی حشر رہا بعد اسکے صاحب قلعہ آئے
بیگم صاحبہ کو بہت سے کلمات تشفی کہے اور سبکو دلاسا دیکر خاموش کیا اور کہا اکثر بادشاہون
پر ایسی مصیبت گذری ہے بہرحال صبر بہتر ہے —

جب نواب گورنر جنرل کلکتہ سے قلعہ مین تشریف لائے بیگم صاحبہ نے پیام بھیجا کہ ہم اس
موسم گرما مین حرارت فصل اور حرارت قلعۂ سنگی سے بن اجل مرتے ہین اگر تمھارے مجرم ہین
ہمین قتل کر ڈالو تو اس سے قید سے بہتر سمجھین نواب محتشم الیہ نے ازراہ رحم دلی فرمایا باہر
قلعہ سے چھاؤنی مین جاکر رہین پہرہ سرکاری رہیگا بعد اسکے سرکار شاہی سے معرفت
رزیڈنٹ سولہ سو ماہواری بیگم صاحبہ کے واسطے آٹھ سو ماہواری منا جان کے مقرر ہوئے
فی الجملہ اس سے سامان مایحتاج کچھ درست ہوگیا اس عرصے مین بعض ملازمین خاص اور اقربائے
قریبہ بھی شریک نان خشک ہوئے انمین سے بعض فہمیدہ تھے اُنھون نے چاہا کہ فرمان جہانگیر
سلون جو بدستخط نواب گورنر جنرل ہے پیش کرین مگر بیگم صاحبہ کے مزاج کی کیفیت متلون رہی
اور صلاح کار بھی ویسے ہی جمع ہوگئے کچھ نہ بن پڑا اور ہرگز کبھی نہوتا فقیر کے مارے کو کون
جلا سکتا ہے —

منا جان کے وہی حرکات مثل حوالہ جات شروع ہوئے مرتکب شرب منہیات ہوئے
آخر الامر تاریخ ۲۲ شہر محرم ۱۲۶۲ھ مطابق جنوری ۱۸۴۶ء دفعتہً مرگ مفاجات سے مرگئے وہین
مدفون ہوئے —

حضرت سلطان زمان محمد علی شاہ

Mohommed Ali Shah

بعد اسکے جناب بیگم صاحبہ ایسے مصائب اور آلام روحانی اُٹھا کر ۳ صفر ۱۲۶۳ ہجری مطابق
۱۸۴۷ء اس دار حسرت و محن سے گذرین وہین مدفون ہوئین اب فقط سرکار شاہی سے تین سو
روپیہ ماہواری ملتا ہے تین بیٹے مناجان کے ایک افضل محل انکی مان ہین بڑا بیٹا جلال الدین حیدر
سردار محل سے تا یدہ سیدہ ہی بیگم صاحبہ کے ساتھ گئی تھی دوسرا محل خوش محل جو لکھنؤ سے بموجب
اجازت جنرل لو صاحب لونڈیون کے شامل گئی تھی اُس سے دو بیٹے غازی الدین حیدر و نصیر الدین حیدر
تجویز بیگم صاحبہ سے یہ نام رکھے تھے جلال الدین حیدر نے اپنی مان پر شدیدا لظلم و لتق کیا میر نجان
داروغہ کو بد ظنہ ہو کر نکال دیا—

جب بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا حضرت جنت مکان نے مولوی نہال الدین خان وکیل کو ضبطی
مال بیگم صاحبہ کو بھیجا کہ باقی کو مع نقد و جنس و م دلاسا دیکر لے آؤ افضل محل نہ مانتی پھر امین
کے سمجھانے سے روانہ ہوئی جب نانک شہر پر پہونچی حضرت سلطان عالم کا حکم پہونچا کہ عیال
مناجان کو پھر چنار گڈھ پہونچا دو ابتک ہین سب بستے ہین نقد و جنس خاک تھا جو ملتا بلکہ اکثر
مقام الماس باغ مین بھی کھودے گئے خاک نکلی فاعتبروا یا اولی الابصار اس معرکۂ خاص
مین فیض النسا مغلانی بیگم صاحبہ مقرب خاص اتفاقاً بضرورت رخصت لیکر جا چکی تھین خدا نے
بچایا بہر حال شریک مصیبت ہوتین جب لکھنؤ آئین لاکھ روپیے اُنسے بھی حضرت فردوس منزل
نے لیے جب جان بچی پچاس ہزار روپیے حضرت خلد مکان کے اہلکار لے چکے تھے شل دلجمیت سنگہ
اور غالب جنگ پس انھین یقین ہوا کہ اگر لکھنؤ مین ہونگی جان انسے نہ بچیگی ہر سال گویا مجھے
سالگرہ دینی پڑیگی اس جہت سے وہ شمش آباد مین جا کر رہتی ہین انتقال کیا حضرت جنت مکان کے
عہد دولت مین انکی نعش لکھنؤ آئی کربلاے میر خدا بخش مرحوم مین بموجب اپنی وصیت کے
ایوان روضۂ مقدسہ مین ہم پہلوے اعتماد الدولہ دفن ہوئین—

جلوس ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ مرشد زادۂ جنت آرامگاہ کے

تکمل عہد نامۂ جدید بو فیما بین شاہ اودھ محمد علی شاہ اور سرکار کمپنی انگریز بہادر

۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء عہد و میثاق جو اتبک فیما بین سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر
اور جناب بادشاہ اودھ واقع ہی بموجب اُس کے اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے
حفاظت ملک اودھ کی سب معاندان درونی و بیرونی کی اپنے ذمہ لی ہی اور جناب
بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ فوج بتعداد معینہ تھوڑیسی ملازم رکھین اور اتبک اعلی
سرکار موصوف نے صداقت و بے شعاری سے کلیہ ایفاے عہد اپنا کیا ہی لیکن جناب
بادشاہ اودھ سے ہمیشہ فسخ اقرار ہوا اسواسطے کہ اتبک فوج کثیر خرچ بہت سے سرکار موصوف
مین ملازم ہی اور از روے امتحان ظاہر ہوا کہ عمل آوری جمیع مراتب مندرجہ عہد نامہ موثقہ
بدشواری تمام ہوتی ہی اس جہت سے واجب و لازم متحتم ہوا کہ اب عہد نامہ جدید مرتب ہو کر
فیما بین مشترک عہد نامہ سابق بحال رہے اور سرسبزی اور انتفاع سرکارین اُس سے سہلاً
حاصل ہو اسی واسطے مستحسن و مناسب متصور ہوتا ہی کہ عہد نامہ سابق جو درباب جمعیت فوج سرکار
اودھ کے واسطے مقرر ہی تھوڑا اصلاح کیا جاے بشرطیکہ فوج بتعداد مناسب بکمی اخراجات تحت
تعلیم اور انتظام انگریزی مین نوکر رکھی جاے جسکی جہت سے فوائد سلطنت ہندوستان عموماً
اور حفاظت احترام بادشاہ خصوصاً ظاہر ہوا اور فوج مستعد و ہوشیار رہوا اور بموجب دفعۂ چھٹی
عہد نامہ مورخہ ۱۲۱۶ھ کے ضرور و متحتم ہی کہ جناب بادشاہ اودھ ہموارہ موافق صلاح و مشورہ ہی
اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اپنے بقیہ ملک مین ایسا سررشتہ بندوبست باہتمام اپنے
عملہ اور فعلہ کے اجرا اور مقرر فرماوینگے کہ موجب رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال سکنہ رعایا
کی اُس سے بخوبی ہو لیکن کسی طرح کی تدبیر در صورت غفلت و سہل انگاری سے اقرار واثق
و مستحکم سے اُسمین مندرج نہین ہی کسواسطے کہ فسخ ایسے اقرار سنگین اور ظہور غفلت سے
امر خاص سے جو والی ملک اودھ کو زنہار نہین پہونچتا ہی جانب والیان پیشین اودھ
متواتر ہوئی جو شہرت پذیر ہی یہان تک کہ اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو بھی
اُسکی بدنامی پہونچتی ہی کہ وعدہ اپنا بنا بر رفاہ اور حفاظت خانمان رعایا سے سکنہ
ملک اودھ کے واسطے وفا نہ کیا اسی واسطے واجب و لازم ہوا کہ جو ستقم دفعۂ ششم عہد نامہ
مذکور مین تھے درست کیے ہین لہذا کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت لکھنؤ نے

نواب معلی القاب اشرف الامرا ریٹ آنربل لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان کی طرف سے باجلاس کونسل اور جناب ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ نے بذات خود بشرائط مفصلہ الذیل کو مضبوط و موثق کیا۔

دفعہ اول اب دفعہ سوم کے مرقومہ عہدنامہ مرقوم دہم نومبر سنہ ۱۸۰۱ء منسوخ ہوئی جناب بادشاہ اودھ کو اختیار ہی کہ فوج بقدر ضرورت واسطے انتظام اپنے ملک کے نوکر رکھیں لیکن جناب ممدوح اقرار فرماتے ہین کہ جسوقت اہالی سرکار انگریزی کو دریافت ہو کہ بسبب مصارف سنگین نسبت مداخل ملک اودھ کے یا کسی اور وجہ سے فوج زیادہ حد سے ہو اسوقت تخفیف اس فوج کی بقدر مناسب عمل مین آوے۔

دفعہ دوم سرکار کمپنی انگریز بہادر مثل سابق حفاظت ملک اودھ کا جملہ دشمنان اندرونی کا اقرار کرتی ہی لیکن جناب بادشاہ اودھ کو واجب و لازم ہوگا کہ جملہ فوج مذکور سے تھوڑی واسطے انضباط حکومت کے اپنی قلمرو ملک مین منتظم و مترتب رکھین۔

دفعہ سوم جناب بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ وہ فوج جو بموجب دفعہ دوم عہدنامہ کے اتبک مرتب و منتظم ہوگی دو رجمنٹ سوار اور پانچ رجمنٹ سپاہی اور دو کمپنی انگریز بہادر اور کتنے گولہ اندازون سے کم نہوگی اور تنخواہ کسی کی واسطے سہ وقت بندوبست شائستہ عمل مین آیگی اور اقرار بھیجنے افسران انگریزی کا جناب بادشاہ اودھ اقرار آنکے نوکر رکھنے کا تعداد کافی واسطے انتظام اور ترتیب انکے دوام کے واسطے کرتے ہین۔

دفعہ چہارم اہالی فوج ملکی کی چھاؤنی دراتمام ملک اودھ مین جہان مناسب وقت معلوم ہوگا مامور و متعین ہیگی اور جناب بادشاہ اودھ باتصواب صاحب رزیڈنٹ بہادر جسوقت ضرورت فوج ہوگی کام لینگے لیکن بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ یہ فوج واسطے کار معمولی تحصیل ملک کے مامور نہ ہوگی۔

دفعہ پنجم واسطے ترمیم دفعہ ششم عہدنامہ مورخہ سنہ ۱۸۰۱ء کے مقرر ہوتا ہی کہ جناب بادشاہ اودھ فوراً باشتراک صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطے درستی منجملہ امور پولس اور انضباط کے سررشتہ عدالت اور تکمیل قلمرو اودھ کے واسطے دل سے مصروف ہونگے اور خدانخواستہ اگر

اصلاح وہی سرکار کمپنی انگریز بہادر صاحب زیڈنٹ بہادر کے ساتھ عمل نہ کرینگے اور بد انتظامی اور
ظلم فاحش جسوقت کہ قلمرو اودھ مین علی الترتیب ہوگا جسمین مخاطرہ بر کمال دغا ہو تو سرکار کمپنی
انگریز بہادر کو اختیار ہوگا واسطے بندوبست تمام ملک کے یا تھوڑے سے ملک اودھ سے اہل
سرکار اپنے تئین تھوڑے سے کہ جو مناسب و ضرورت جانین امور معین کرین اس صورمین
بعد مجرائی تمامی مصارف کے جو کچھ روپیہ باقی رہیگا داخل خزانہ بادشاہ ہوگا ۔

دفعہ ششم یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ اگر نواب مستطاب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ درصورت
تعمیل شرائط مندرجہ دفعہ ششم اس عہدنامہ کے جس ملک کو لینا ہو واسطے بحال درستی قوانین
اور دستورات ملک اودھ کے جسقدر ممکن ہوگا ساعی رہینگے انتظام استرداد ملک مذکور جناب
بادشاہ اودھ مین جیسا مناسب معلوم ہو تو بسہولت ہووے ۔

دفعہ ہفتم سب شرائط و میثاق جو عہدنامجات سابق مین فیما بین سرکارین لکھے گئے خلاف
مضامین اس عہدنامہ کے ہین باستحکام تمام قائم و برقرار رہینگے فقط ۔

اس تحریر عہدنامۂ جدید سرکار دولتمدار کو بعض نمک حلال و خیرخواہ قدیم سلطنت نے چاہا
کہ اسے نہونے دین عہدنامۂ قدیم تعمیل کو کیا کم ہے اور نواب روشن الدولہ کو محض اپنی دلسوزی سے
انجام کار سمجھکر سمجھایا بلکہ بالمشافہہ بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ ہم از روے قانون منضبطہ سے
ایسے برہم کرسکتے ہین بشرطیکہ حضور مستقل رہیں اور اسے اشتہاءً اپنی بدنامی سمجھکے قبول نہ کرین مگر
بادشاہ کو اپنا ہونا غنیمت ہوا تھا لطف یہ ہے کہ اپنی صفائے خاطر سے جنرل لو صاحب سے بھی
فرما دیا تھا اور تا حین حیات آنکے اچھا نندرستے تھے واہ ۔

یہ عہدنامے فقط تزئین کتاب کو لکھے گئے عہدنامہ وہ ہے جسمین طرفین سے خلاف نہو اگر ایک
طرف سے بھی خلاف ہوگا ۔

وہ عہدنامہ کہان مگر اوفی بعہدی اوفی بعہدکم ہم اپنے عہد کو وفا کرین تم اپنے عہد کو ۔

الغرض آمدم برمطلب کتاب جب جنرل لو صاحب اس ہنگامۂ طفلانہ سے مطمئن ہوے
حکم صفائی بارہ دری دیا لاشین مثل خس و خاشاک دریا مین بہائی گئین جنکے وارث جا پہونچے
اپنے گھر لیجا کر دفن کیا اسوقت ظفر الدولہ اپنے حجرے سے اٹھکر کشتی سے تا ہاتہ

مع تاج شاہی لے آئے آتے زیب فرق فرماکے فرح بخش سے تخت رواں پر سوار ہو داخل
بارہ دری ہوئے آگے روشن چوکی بجتی جاتی تھی ارکان دولت جلوے سواری مین پیادہ
جرنل لو صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج شاہی فرق مبارک پر رکھا ۸ بجے تخت شاہی پر جلوس
فرمایا ساعت مشتری روز شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء عیسوی جرنل لو صاحب
اور جانسن صاحب برگیڈیر زیر تخت کرسی پر بیٹھے شاہزادے بھائی ارکان دولت زیر تخت
نذر دینے لگے نواب روشن الدولہ اٹھا لیتے تھے سامنے ناچ ہونے لگا شلک سلامی چلی
منادی شہر ہوئی مبارکباد کی دھوم مچی صاحبان عالیشان و خواتین انگلشیہ ہم پہلوے
تخت دوسرے دالان مین کھڑے رہے بعد ایک ساعت کے تخت رواں پر سوار ہو
داخل محلسرا ہوئے نواب روشن الدولہ بدستور مدار المہامی مین مصروف ہوئے فرمان
جلوس عمال و افسران فوج کو گئے دبیر الدولہ منشی الملوک راجہ رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ
امیر الانشاے سرکار شاہی نے سکہ جلوس گذرانا ؎ بجود و کرم سکہ زد در جہان ٭ محمد علی
بادشاہ زمان ٭ شعرا کے نزدیک دو لفظ تجنیس ہین کوئی نہ سمجھا داد بعد اسکے جناب
خلافت مآب نے مرزا امجد علیخان بہادر خلف ارشد کو خطاب ثریا جاہ بعد منظوری ولیعہدی کا
صدر عنایت فرمایا چنانچہ ۴ جمادی الثانی سنہ الیہ ۱۵ اکتوبر سنہ الیہ خلعت عہدہ
جلیلہ سے سرفراز ہوئے بیٹون اور دامادون کو خطاب شاہی ملے ۲۱ ربیع الثانی مطابق
۲۵ جولائی منظور جلوس سریر آرائی بادشاہ متضمن تحسین و آفرین انتظام صاحب رزیڈنٹ بہادر
بھی پیشگاہ نواب گورنر جنرل بہادر سے آئی سلامی توپ ہوئی استقلال و استقرار سلطنت ذات
اقدس و اولاد سے اطمینان ہوا وقت جلوس سن شریف حضرت ۶۰ برس سے سوا تھا —

خلاصہ حضرت شاہی ازبسکہ گرم و سرد زمانہ بہت سے دیکھ چکے تھے اور مصائب آلام
روحانی معتمد الدولہ کے عہد نیابت اور حضرت خلد منزل سے اٹھا چکے تھے اور حافظ حقیقی نے
ہر طرح سے اپنے حفظ حمایت مین رکھا تھا ایسے طریق و رفتار سلیم سے رعایا اور غربا اور مساکین
عزیز اقربا لواحقین متوسلین ملازمین قدیم سے پیش آئے کہ سب کی صورت عافیت و
رفاہ ہو گئی ہر طرح کے آشوب فتنہ و فساد سے بچے مشہور ہے کہ جب حضرت خلد منزل سے

حقیقت حال مناجان مشر و گا رزیڈنٹ سے بیان فرمائی بعد موقوفی منتظم الدولہ اپنے خود کردہ پر تاسف فرماتے تھے اور یقین واثق ہو گیا تھا کہ میرے بعد سواے میرے عم نامدار کے اور کوئی اکبر اولاد جنت آرامگاہ نہین ہے اور ایسے لیاقت کا ہر خواہ یہی ہونگے پھر اگر یہ سمجھتے تھے باتفاق صلاح کیون نہ فرمائی چنانچہ ایک دن اپنی حالت بیخودی مین باشمشیر برہنہ محلسراے عم مین چلے آئے اور اپنے الہام غیبی سے کلمات سخت باب سلطنت مین فرمانے لگے کہ تمھین ادعاے سلطنت ہے قتل کر ڈالون اُنھون نے بہت نرمی و عاجزی سے عرض کی خدا آپکو سلطنت پر قائم رکھے میری کیا طاقت و مقدور ہے جناب ملکۂ آفاق نے حالت اضطرار مین بہت سی باتین خوشامد کی کین غرض اُسی حال مین پھر آئے بادشاہ نے بھی اپنی سلطنت مین غبارات دیرینہ کی تلافی فرمائی —

غرض باوجود امراض مزمنہ لاحقہ جو بسبب بے اعتدالی شباب جوانی مین کی تھی اس جہت سے اعضاے رئیسہ و دست و پاے مبارک قابو اور اختیار مین نہ تھے اور اس امر کو خود بادشاہ ظفر الدولہ سے فرماتے تھے کہ یہ ہمارا قصور ہے جو فتور واقع ہوا ہے بہر حال اس ضعف و نقاہت پر کس بیدار مغزی ہوشیاری معدلت پروری تجسس اہل کمال قدرشناسی مین گذرانا کسواسطے کہ بعد ایسی خرابی و بے انتظامی اور اخراجات صرف بیجا جو سلطنت مین گذرے اسکا سنبھالنا اور پھر ایسی بکجروی سالہا سال کا راہ راست پہ لانا مشکل تھا اور زیادہ تر اعمال حسنہ اور امورات خیر و مبرات پر بدل متوجہ ہوے جو باعث مزرعۂ آخرت اور نیکنامی دنیا بھی ہوئی کئی لاکھ روپیہ عتبات عالیات کربلاے معلی ہیم روضۂ مقدسہ حضرت عباسؑ کو جو مدت سے مرمت طلب ہو رہا تھا اور درستی نہر روضۂ حضرت حر حصار سر من راے گنبد طلائی عسکرین حجاج مکۂ معظمہ معرفت حاجی مرزا جعفر علی فصیح شاعر ہندی مرثیہ گو اور خود اُنھین بھی اور یہ سب روپیہ معرفت آغا محمد سوداگر اصفہانی روانہ ہوا یہ اسباب تجارت خرید کرکے بھیجتے تھے جو وہ بک جاتا تھا اس صورت مین انھین بھی بہت نفع ہوا تھا اُسکی رسید سرکار مین پہونچا دیتے تھے پھر لکھنؤ سے جا کر کاظمین مین رہے تجار بن گئے تھے اس ارسال مین یہان بھی بعض مقربین بادشاہ کا فی الجملہ فائدہ ہوتا تھا اسکے سوا ہزار روپیہ ماہواری مجاورین مختصر اہل لکھنؤ کے واسطے مقرر فرمائے

کہ فی کس پانچ روپیہ ماہواری ملاکرین معرفت بالیوژ بتعداد ہمابست داروغہ ہندی ہر چند اب
نواب محسن الدولہ کے اہلکارون کی جہت سے بعد سالہا سال کے روپیہ یہان سے جاتا ہر
بلکہ واسطہ بالیوزکا ہر اسے کوئی تلف نہین کر سکتا انتظام ممالک محروسہ بھی ایک طریق سے
راہ پر کیا صاحبان صدر بھی اس سلامت روی سے بہت مطمئن ہوسے اور جس امر کی درخواست
کی منظور ہوئی صاحب رزیڈنٹ بھی بہت راضی ہوے چنانچہ ایک مرتبہ جنرل لوصاحب سنے
ایک پرچہ پیام درباب بے انتظامی ممالک محروسہ بھیجا تھا اسکا جواب شافی دیا کہ یہ الزام
آپ کی موجب توہین کا ہوگا کہ ایسے بندوبست وباکو کیون منسوب کیا میرا حال توظاہر تھا اور ابھی
کے دن گذرے جو بعد ایسی بے انتظامیون کے اس چندروز مین اصلاح حال کرون
جنرل صاحب بعد ملاحظہ تحریر کے خود بادشاہ کے پاس آئے اور بہت سا عذر کیا اور اپنی
شکرگزاری ادا کی اور عمدہ امر یہ ہوا کہ سولہ لاکھ جو بابت فوج کنٹنجنٹ یعنے فوج کمکی سواے
عہد و میثاق سابق وجدید تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہوے تھے اُسے صاحبان ہوس آف
ڈائرکٹرز نے منظور نہ کیا بموجب تحریر جنرل لو صاحب جو صریح بخلاف قانون کے موقوف کیا
فی الحقیقت صبر و سکون بادشاہ نے اپنا ثمرہ دکھایا اسے بھی بمجبوری قبول کیا تھا جب ایسے
امور بے منت حسب مرضی ہوسے محض بپاس خاطر و ثیقہ حمایت شاہزادون اور صاحبات محل
اور متوسلین کا مقبول ہوا اسکی تفصیل یہ ہر

نواب ملکۂ جہان فخر الزمانی سلطان آرا بیگم ماہواری　　صمہ

ایضاً اسم اسامی فی کس ما	نواب حضور خانم		نواب امیر خانم		نواب آمراؤ خانم

نواب وزیر خانم　　نواب نوروزی خانم

شاہزادے مع اُنکے خاص محل فی اسم

مرزا خورم بخت بہادر　　نواب مُراد بہو صاحبہ ماہواری　　۱۲ما

مرزا عظیم الشان بہادر　　نواب امیر بہو صاحبہ　　۱۲ما

مرزا فرخندہ بخت بہادر　　صما

مرزا رفیع الشان بہادر　　سما

مرزا ہمایون بخت بہادر ہمار
نواب وزیر بیگم صاحبہ مار

شاہزادیان سات اسم

نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب محسن الدولہ اما
نواب سلطان روشن آرا بیگم صاحبہ زوجۂ نواب منیر الدولہ اما
نواب زیب النسا بیگم عرف آمنہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب جراز الدولہ سار
نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم صاحبہ زوجۂ نواب غضنفر الدولہ سار
نواب سلطان بیگم عرف پیوندنا بیگم صاحبہ زوجۂ معظم الدولہ باقر علیخان
نواب فخر النسا بیگم عرف بغل صاحبہ زوجۂ نواب مجاہد الدولہ بہادر سار
نواب زیب النسا بیگم زوجۂ نواب اقتدار الدولہ بہادر سار

اسمائے مفصلۂ ذیل سے اسم

نوباتی خانم ماہواری	للعہ	وفاتی خانم		للعہ
نوبہار	للعہ	گلچہرہ		پیسہ
حمیدہ خانم	للعہ	شرف الدولہ محمد ابراہیم خان	مالعہ	
پیاری خانم	للعہ	عظیم اللہ خان	مارعہ	۱۰/۸ پائی

یہ وثیقہ سے لک کا ہوا

ایضاً کواغذات لوث امام باڑۂ حسین آباد متعلق شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اعظم الدولہ عظیم اللہ خان رفیق الدولہ میر امام علی ہے لک منافع ماہواری للعہ ہے۔

بعد اسکے بادشاہ نے اپنے قدیم جھنیا باغ مین بنائے امام باڑۂ حسین آباد بوضع امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم فرمائی جواب اخل دھس قلعہ مچھی بھون ہوکر ہموار ہوگیا ہے۔

سبب تعمیر امام باڑہ یہ ہوا کہ نواب ملکہ جہان سے ایک صاحبزادی قبل از جلوس ایام طفولیت مین مرگئی اسی باغ مین دفن ہوئی تھی اور در دولت سے کنار دریا تا حسین آباد سڑک بنی ہزارہا رعایائے ملک دکن جو قحط سے شہر مین آئی تھی انھین مزدوری ملی بعد

کئی برس کے وہ یہاں سے مالامال ہوکر اپنے ملک کو گئی اس تعمیر عمارت عالیشان مین تقریباً
بیس لاکھ صرف ہوا اہلکاران سرکار کا بھی بھلا ہو گیا دوسرا امام باڑہ مثل امام باڑہ
نواب آصف الدولہ کے کچھ بنکر رہ گیا وہ پشت حسین آباد ہوا تھا بناے مسجد جامع طول
ایک سو دس گز میر نعیم خان کی گڑھی لیکر ہوئی اُس طیاری مین دس لاکھ روپیہ نواب ملکہ
جہان کو بطور امانت دیے تھے بعد انتقال بادشاہ اہل امانت کو اپنا مال سمجھکر تعمیر کو ملتوی کیا
رکھا جب حضرت جنت مکان نے اپنی حرارت ایمانی سے تحریک کی وزراے سلطنت نے کچھ
اپنا معاملہ کرلیا پھر اُس سے خبر نہ ہوے آخر جب سرکار سے تاکید شدید ہوئی کئی برس مین طیار
ہوئی مگر استحکام نہین اب نماز جمعہ جماعت عیدین مجتہد وہین پڑھواتے ہین امام باڑہ کی
خوب طیاری ہوئی شیشہ آلات اسباب نقرہ و طلا بہت تکلف سے رکھا گیا سواے ان
تین اشخاص مذکور کے سرکار شاہی کی مداخلت نہ تھی مگر جنرل سلیمن صاحب نے ازراہ انصاف
امین شاہی بھی مقرر کروا دیا اقبال الدولہ امین مامور ہوے پھر بادشاہ کو وثیقہ امام باڑہ
مع تنخواہ متوسلین و رفقاے خاص منظور ہوا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس نے منظور نہ کیا
اُسکے وجوہات عدم منظوری کے لکھے لیکن بپاس خاطر بادشاہ فقط کو اغذ نوٹ قرضہ سوبہ
منظور کیے اور اگر پہلے وثیقہ کے ساتھ درخواست ہوتی تو البتہ منظور ہوتی اور در اصل بناے
وثیقہ کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خلد منزل نے سواے ہدایاے گران بہا کے زر نقد
بھی بغرض درستی خرچ معرکہ لاٹ بمعرفت سفیر بھیجے تھے جب وہ زر نقد مع ہدیہ پھر آیا زمان
جلوس حضرت فردوس منزل بادشاہ نے بصلاح خیر اندیشان سلطنت اُس روپیہ کے پھیر لینے
مین تامل کیا اور صاحب جانشین نواب گورنر جنرل سے فرمایا کہ سرکار دولتمدار نے محض اپنی نصفت
و عدالت سے مجھ ایسے مضغۂ گوشت و مشت استخوان کو اس منزلت اعلاے تخت سلطنت
پر بٹھایا ہے اُسکے خلاف اور دون ہمتی ہے اس زر قلیل پیشکش کا پھیر لینا اسکا جواب صاحب
سے یہ آیا کہ تم اس سرکار عالیجاہ سے بخطاب فرزند سلطنت ممتاز ہو چکے ہو اسکا استرداد
نہ کرنا خلاف شان سرکار دولتمدار ہوگا مگر اسکے سوا اگر تم اور کسی امر کی درخواست
کروگے تو حسب مطلوب تمھارے منظور و مقبول ہوگی اس جہت سے اس زر مستردہ کی

درخواست بنائے وثیقہ اول ہوئی اور منظور و مقبول سرکار ہوئی پھر جب درخواست دوسرے وثیقہ امام باڑہ کی صاحب جانشین نے بخیال مقبولی اول وثیقہ صدر کو رپورٹ کیا منظور نہ ہوا مگر بموجب اقرار صاحب جانشین اور بپاس خاطر بادشاہ اسی قرضہ موبحہ منسوب کیا کس واسطے کہ اقرار صاحب جانشین بمنزلہ اقرار نواب گورنر جنرل ہے بعد اسکے وثیقہ کی ممانعت ہوئی کہ اسمین سرکار کو سراسر تکالیف شاقہ ہوتی تھی چنانچہ وثیقہ اول ۱۰ لک کا ہے وہی زر مرسلہ لندن پھر قرضہ موبحہ حسین آباد ۱۰ لک ۔۔ کا ہے

محاصل جو اہلکار سابق اور مقربان خاص سے داخل خزانہ ہوا

بادشاہ کے اقبال سے وہ مبلغ خطیر جو از راہ خورد و برد نااہل اور غیر مستحق اہلکارون سے ہاتھ لگا تھا مثل جزر آب دریاے شور پھر اپنے مرکز مبدء فیاض مین جاملا اور مظلمہ آنکی گردن پر چھوڑا چنانچہ پہلے نقد و جنس کئی لاکھ کا حضرت خلد منزل کی دایہ مہربان کے گھر سے ضبط ہوکر داخل خزانۂ عامرہ ہوا اور متبنی املاک وسیع رستم نگر مین دونون طرف تھی ضبط ہوئی جس ظلم وجبر سے آغا مرزا پسر اناجی اور میر نوروز علی داماد نے غربا اور رئیسان قدیم سے لیا تھا اسی طرح اُنکے بھی ہاتھ سے گیا اور وجہ ضبطی نواب روشن الدولہ کا خلاف ہونا کہ جب برسر نعش خلد منزل نواب محلسرا مین آئے تھے اناجی نے حالت بیقراری مین اپنی جوشش حق شیری بہت کلام نافرجام مظنون فاسد کے کیے تھے واللہ اعلم اگر صبر کرتین شاید کوئی صورت نجات کی نکلتی آغا مرزا کے حرکات نالایق سے سارا شہر تنگ آگیا تھا پھر اُسے اسی شہر مین کس حال مین دیکھا خدا محفوظ رکھے ایسا ہی حال قدیم مرزا مخدوم بخش داماد نواب امیر الدولہ کا ہے جن نخوت وغرور کرتے ہین آنکو بھی سب نے بنظر عبرت دیکھا بعد اس خانہ بربادی کے اناجی تباہ ہوکر چنارگڈھ بیگم صاحبہ کے پاس پہونچین مرگئین ۔

راجہ لالجی بخشی فوج نائب جنرل صاحب اجہ الفت رائے آنکے بیٹے کو قید کیا از رسے محاسبہ لاکھ روپیہ لیے بخشی ٹہر چند بیٹے مجلس رائے بخشی قدیم جنت آرامگاہ بخشی ہوئے تیام الدولہ خطاب ملا افضل النسا خانم دھنیا مہری سے بہت کچھ لیا وہ خلاص ہوکر کانپور گئین وہان کئی گانون نیلامی لیے تھے اپنی بسر اوقات کرتی تھین اور ڈلوی چھوٹی بہن وہ مرزا وصی علی خان

کی خدمت مین آگئی تھی بعد اُنکے مرنے کے اُنکا نقد و جنس اسے ملا ارباب نشاط مثل گوہر بانو
شگفتہ وغیر شگفتہ جو داخل محل حضرت خلد منزل ہوے تھے عیش محل مین رہتی تھین اُنکی
نائکاؤن نے معرفت شرف الدولہ غلام رضا خان کے زلیخا و ارقمس حسن کی خرید کی
اور پھر عموماً انھین تیغ بازار پر رکھا اکثر لڑکیان سادات کی جو سراسر و احباب ارحم تھین مان
باپ نے سرکار مین اپنی فلاح کے واسطے دیا تھا وہ نامزد حرم حضرت صاحب تھین اُنکو اُنکے باپکے
گھر بھیجدیا اس قید مصیبت سے نکلین اور سنت سنیہ مذہب عقد نکاح شرعیہ سے دستکار
ہوئین انمین سے بعض اہلکار جدید نے ازراہ غنیمت خود لے لیا وہ بھی صاحب ولاد ہوئین
اسمین بہت سی چلنے والیان بھی تھین ۔
نواب روشن الدولہ سے ازرہے حساب بائیس لاکھ لیے اور معرفت صاحب رزیڈنٹ
انھین فارغخطی بھی ملی بادشاہ نے حضرات کنبوہ سے بعد قید شدید سات لاکھ روپیہ سے لیے
راہی کانپور ہوے صورت قیام لکھنؤ کی کسواسطے کہ اہلکارانکے ہاتھون سے جلے ہوے
تھے صاحب رزیڈنٹ بھی ایسے اشخاص کا دربار مین رہنا بدستور زمان سابق نچاہتے تھے انکی
حسن رسائی تحریر سب ظاہر تھی دوسرے انکے مقابل خطۂ پاک صاحبان کشمیر تھے وہ کیونکر انکا
قیام چاہتے غرض یہ وہی دوچند ہوا جو منتظم الدولہ نے اپنے وقت روانگی کہا تھا کہ خدا چاہے ہم
اسکا دوچند لینگے ۔
قریب بھی طرح تخمیناً ایک کروڑ کے محال سرکار رہوا اسی روپیہ سے پہلے تنخواہ اُنکو ملی جو کئی
برس سے نہ ملی تھی ملازمین شاہی جنکی نوبت فاقہ کشی سے بھی گذر گئی تھی کوئی اُنکی فریاد کرنہ پہونچا
تھا اور اگر ہزار خرابی و سفارش کسی عامل پہ دلائی ہوئی کئی مہینے دوڑ اکر فی صد بیس
روپیہ لیکر باقی بہرور کئی مہینے مین دیتا تھا اور جنسے یہ صورت ممکن نہ تھی بہت اجل مرتے
تھے بعد اسکے بادشاہ نے موافق اصول شرعیہ ادائے دین مہر قسیمہ قرطاس محلات معلے
خاص کا ادا کیا چنانچہ چھ ۶ لاکھ نواب ملکۂ آفاق خاص محل کو عنایت ہوے پھر شاہزادے
شاہزادیان داماد کو ہر ایک کے فراخور حال عنایت فرمائے جس سے ہر ایک نے
سامان امارت درست کرلیا اور سب کی تنخواہ بقید ضبط خرچ مقرر فرمائی کہ اسقدر خرچ کرو

باقی جو کچھ ہے بعد سال کے اُسکا نوٹ گورنمنٹ خریدنا کہ تمھارے کام آئیگا سب کاپ رخانجات کی تخفیف کرکے بقدر ضرورت رکھ لیا خرچ سلطنت کی یہ صورت کی کہ نو لاکھ روپیہ ماہواری کا خرچ رکھا ساڑھے چار کی تنخواہ خزانۂ عامرہ سے باقی بخشیگری سے پچاس ہزار ماہواری اپنی جیب خاص کیے یہ خرچ مسافرین تازہ وارد زائرین حجاج ذخیران نا کتخدا انعام شعرا اعانت گوشہ نشینان وغیرہ تھا اس تقسیم خیرات سے جس مقرب خاص کے واسطے سے جیسے ملتے تھے کچھ اُسکا بھی بھلا ہوتا جاتا تھا میر امام علی رفیق قدیم کو خطاب رفیق الدولہ ملا سندیل بھی عنایت ہوئی جو داخل خلعت وزارت تھی انکو اگر صاحب لیاقت سمجھتے عہدۂ وزارت بھی ممکن تھا ملنا ہرچند وہ خود کہتے تھے مین نے قبول نہ کی یہ فقط کہنے کو تھا اکثر سخندان سخنگی سے بادشاہ کو خوش کرتے تھے بہت سا سلوک کیا ساری پوشاک سرما و گرما جو پیشتر جلوس کے تھی سب انھین عنایت فرمائی تھی اور اکثر فرماتے تھے جسقدر میرا دل سلوک چاہتا ہے میرے ہاتھ نہین دینے دیتے بضرورت احکام شاہی شاہزادون شاہزادیون کے بھی پہونچاتے تھے خلعت ملتا تھا عتبات عالیات یا خانہ کعبہ جتنا روپیہ جاتا تھا انھین کے واسطے سے معرفت مجتہد العصر جاتا تھا مگر باوجود اس شہرت ناپائدار مستعار سے اس ثبات مین انسے کسیکو فائدہ نہوا جو مزرعۂ آخرت ہوتا آخر عہد دولت حضرت سلطان عالم مین انتقال ہوا بیٹا تھا وہ بھی مرگیا اب اسکی اولاد وغیرہ ہر املاک بھی بکبا یہ جاتی ہے زمان جیسی مین بدمعاشون نے انسے بھی روپیہ دھمکا کے لاکھ روپیہ لیا انھون نے بمجبوری کاغذ نوٹ توفیر امام باڑہ بیچکر دیا نواب گورنر جنرل نے اسی خیانت سے اہتمام حسین آباد نواب محسن الدولہ و نواب ممتاز الدولہ کو از روے استحقاق دیا نواب محسن الدولہ نے چھتیس لاکھ روپیہ کا دعوی اسباب امام باڑہ جدید معاشان سرکار سے غارت کرکے لیا تھا پیش کیا اور سولہ ہزار شیشہ آلات وغیرہ کا نیلام کارنیگی صاحب سے کیا تھا وہ جگت سیٹھ نے لیکر اپنے معبد مین چڑھایا سرکار سے کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

حمید الدولہ میان پیر بخش کوکلتاش بادشاہ عطاءاللہ خان علیجان داماد شیخ شبن کو خطاب قمر الدولہ ملا اسی طرح کے لوگ مقرب خاص حاضر باش بادشاہ ہوے عظیم اللہ خان کو

خطاب اعظم الدولہ بہادر ملا اہتمام دیوان عام اُنھون نے داروغہ دیوان خانہ عاشق علیخان کو کیا اپنا پیشہ دست کئی لاکھ روپیہ اُنھون نے حاصل کیا تمام عمر اپنے چلن سے بسر اوقات کی اعظم الدولہ اپنی عیش و نیا لباس ورکھانا اور آراستگی مکان محض اپنی تن پروری مین تھے مگر ریخ سرخیان کسی کو کچھ فائدہ بھی آنسے نہوا کوئی رفیق خاص بھی نہ تھا شبیہ مشہد مقدس روضہ امام رضا علیہ السلام بنوایا تھا کربلاے الماس علیخان مین دفعتہً مرگ مفاجات سے مر گئے اور وہین دفن بھی ہوے اس سلطنت سے جتنے امور خیر کثیر کے علی العموم تھے مع اخراجات سلطانی خاص اور کارخانجات سب بحساب تخفیف ہوگئے تھے یہ سیر چشمی معتمد الدولہ یا حضرت خلد منزل فی الجملہ نواب روشن الدولہ پر بھی ختم ہوئی صورت دربار یہ تھی کہ آٹھ بجے بادشاہ پلنگڑی پر اجلاس فرماتے تھے شاہزادے اُمرا اور اہل دربار باریاب سلام ہوتے تھے نواب محسن الدولہ بالا دست قبل از ولیعہدی بیٹھتے تھے پھر از راہ آداب پہلوے ولیعہد مین بیٹھے وجہ اسکی یہ تھی کہ انکی بی بی سے بہت محبت دلی تھی تنخواہ اور جلوس سواری بھی زیادہ کردیا تھا اور نواب ناصر الدولہ صغر علیخان کی بی بی نواب ممتاز الدولہ کی ماں کو بیوہ سمجھکر بڑی خاطر کرتے تھے اُنھون نے بھی بعد انتقال شوہر کے لذات دُنیا کو ترک کردیا تھا ہر چند بادشاہ نے متواتر فرمایا کہ تم لباس فاخرہ پہنو عرض کی اب میری عزت سفید پوشی مین ہے تعزیہ چہلم مین ہزارہا روپئے صرف کرتی تھین سارا شہر جمع ہوتا تھا اس صرف اور تکلف سے کسی کا تعزیہ نہین اُٹھا اور اپنی عبادت خدا مین بسر کر کے مر گیئن ہر چند نواب ممتاز الدولہ بھی تا چہلم عزا برپا رکھتے ہین تعزیہ بھی اُٹھاتے ہین مگر وہ مقدور کہان۔

۹ بجے دربار برخاست ہوجاتا تھا بادشاہ متوجہ سماعت کاغذ ہوتے تھے دوپہر تک یہ صحبت رہتی تھی بعد اسکے خاصہ نوشجان فرماتے تھے رفیق الدولہ کھلاتے تھے ہاتھ بے قابو تھا پھر آرام فرماکر اخبار وغیرہ کا کاغذ ہوتا تھا جب رزیڈنٹ آتے تھے اُن کی کُرسی برابر پلنگڑی کے ہوتی تھی چاے پانی یا بڑے کھانیکی صحبت مین یا صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین بدستور سابق مرزا ولیعہد بہادر شاہزادے اُمرا جاتے تھے بادشاہ مین یہ طاقت کہان تھی پانچ برس کی مدت مین دو دفعہ شہر اور حسین آباد کی تعمیر دیکھنے کو باہر سوار ہوکر یا ہوا دان پر

برآمد ہوے ہین قریب شام تامجان پرسوار ہوکر نواب ملکہ جہان کے محل مین تشریف لیجاتے تھے دہ نواب مبارک محل کے مکان مین کنار دریا رہتی تھیں ۸ بجے وہان سے برآمد ہوکر گلستان ارم مین داخل ہوتے تھے مقربان خاص سب پیادہ ساتھ ہوتے تھے پھر خاصہ نوش فرماکے استراحت ہوتی تھی داستان گو بھی حاضر ہوتا تھا اکثر نیند کم آتی تھی پھر شغل اخبار سننے کا ہوتا تھا دست وپا کے عارضہ کے واسطے ہر چند اطباے حاذق نے بہت سی کوشش کی تجربے بھی بہت ہوے کچھ مفید نہوا اُسی طرح رہے۔

معزولی نواب روشن الدولہ ومنصوبی نواب منتظم الدولہ اور اُنکا انتقال وغیرہ

بادشاہ کو بصلاح رزیڈنٹ نواب روشن الدولہ کا بدستور بحال رکھنا منظور تھا نظر بحلم وغربت مزاج وعلو منزلت خاندان بشیر ملکہ خوانین کنبوہ کو اپنے دربار مین نہ آنے دین اور اُنکی رفتار وکردار آموختہ کو چھوڑدین لیکن ازبسکہ نواب عادی ورچاشنی لذات ماضیہ کے ہورہے تھے ازراہ مروت اور خود نمائی سمجھکر گوارا کیا جانتے تھے کہ بے اُنکی مدد کے مجھسے کچھ نہوسکیگا اور شخص غیر سے نہ مین مطمئن ہونگا جیسا انسے ہورہا ہون اور نہ اُس سے بھی ہوسکے گا بس نارسا ہوجاؤنگا دوسرے صاحبان کشمیر مسج ہین مجھسے موافقت نہ ہوگی ایسے عذرات باردسے بازرہے چنانچہ جرنل لو صاحب نے باشارہ بادشاہ بکمال خشم دوستانہ لفظ درشت سے سمجھایا کہ روشن الدولہ سبحان علی تمھارا باپ ہو جو تم اُسکی مفارقت گوارا نہین کرتے کہ تم کیون خراب برباد ہوتے ہو ہمارا دل تمھارے واسطے جلتا ہو اور افسوس کرتا ہو جو ہم کہتے ہین بس اب ہمین خوب یقین ہوا کہ تم چندروز مین فقیر ہوجاؤگے اسکے سوا جرنل صاحب اُنکے بیٹے اور بی بی نے بھی سمجھایا کہ ہمین کیون برباد کرتے ہو اُنسے سلوک کرنے کا اختیار ہو مگر کار سرکار مین مداخلت نہ کرنے دو کسواسطے کہ دونون سرکار کی خوشی اسی مین ہو اور اپنی بنی کو کیون بگاڑتے ہو مگر نواب نے کسی طرح نہ مانا کئی لاکھ عملۂ سرکار کو دیکر کانپور گئے وہان بیٹے نے دس لاکھ لیکر انسے جدا ہوگیا رسدھان راجہ کا علاقہ تین لاکھ کا لیا تھا وہ سب گیا پھر علاقہ ٹانڈو لال صاحب کا لیا تھا

وہ بھی گیا کئی برس تک خرچ کیا جو داروغہ معرفت کنبوہ کیا تھا آسنے نوشجان کیا غرض
حالت فقر مین مرگئے جنرل صاحب کا کہنا صادق آیا جنرل صاحب اپنے چلن سے رہا
اب تک اچھا ہے ۔۔۔

غرض جب عرضداشت تہنیت نواب معتمد الدولہ مع نذر جلوس گذری مزین بدستخط خاص
ہوئی حاضر ہو نواب فرح آباد سے روز دوشنبہ پہلے اپنے وزیر باغ مین آترے صبح سہ شنبہ
۲۴ - رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۶ء شرفیاب ملازمت ہوئے اسوقت خلعت وزارت
سرفراز ہوئے نواب روشن الدولہ اسی دن خانہ نشین ہوئے نواب منور الدولہ کو خلعت جرنیلی
ملا منور بخش کو شمعی کچہری وزارت ہوئی نواب بعد خلعت صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے نذر دی
بڑی دیر تک تذکرہ نمکحرام و مخربان سلطنت کا بے تکلف رہا وہان سے پھر کر اہلکارون سے
نذر لی متوجہ انتظام سلطنت ہوئے ۔۔

ازبسکہ نواب حضرات خواتین کنبوہ سے جلے ہوئے تھے اور متواتر انکے چرکے کھا چکے تھے
پہلے پاداش اسی فرقۂ خاص پر آمادہ ہوا اور جہانتک ذلت و توہین منظور خاطر تھی خوب دل
کھولکے دی چنانچہ پہلے تحقیقات قضائے مبرم و معلق حضرت خلد منزل پہ ہوئے تھے جسطرح
مشہور خاص و عام ہو چکا تھا اسکے گواہ بھی گھر بلو پیدا کیے تھے مگر بعض خیراندیشون نے
سمجھایا کہ آپ جن گواہون کے بھروسے پر ہین اگر بر وقت روبکاری منکر ہوجائین گے تو
اسوقت کونسی صورت شہادت نکالیے گا اس جہت سے تامل کیا تھا ۔

خلاصہ ذکور خواتین جدا الگانہ ہر ایک قید تھا قرآن و ادعیہ پڑھنے کا قدغن تھا اور کئی لاکھ
کا محاسبہ ابتدا سے نکالا تھا پیارے صاحب پوتے خانصاحب کو جو اپنے عم نامدار سے بعض
ممانعت کی جہت سے آزردہ خاطر اور بہت تنگ آ گئے تھے آسنے بلا کر گھر کا بھید ہی سمجھکر اپنا
مقرب کیا تھا ایک دن مظفر حسین خان کو پا بجولان تشہیر شہر کیا تھا چوک کی کوتوالی چبوترے
تک اسی حال سے آئے تھے ناظرین العیاذ باللہ کہتے دم بخود تھے اور انقلاب فلکی کو دیکھتے
تھے اہل بصیرت کا عجب حال تھا کہ کل کفش انکی خاصیت ہما رکھتی تھی آج یہ صورت ہوئی
مگر انکی صورت نجات ایسے آفات ناگہانی سے محض انکی عورات مستجاب الدعوات کی

جہت سے ہوئی آخر سات لاکھ سرکار ہین دیے کچھ اہلکارون کو دیا اور محافظین زنہدا ان کو سب سے زیادہ دیا کانپور گئے جنرل کو صاحب نے نواب سے فرمایا کہ صاحب عزت کو ایسی ذلت نہ چاہیے تھی عرض کی مگر انکی عزت ناموس شاہ سے زیادہ تھی جو سلوک کیا۔

اس عرصے مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر داخلہ کانپور کی ہوئی مرزا ولیعہد بہادر اور مہاراج مع سفیر شاہی اور شاہزادے ارکان دولت روانہ کانپور ہوے بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے اسی جہت سے نواب محتشم الیہ بھی رونق افروز لکھنؤ ہوے بعد ملاقات مرزا ولیعہد ملک مغرب کو تشریف فرما ہوے نواب منتظم الدولہ کو اپنے رسوخ اور اعتماد سرکار سے یقین واثق ہوگیا تھا کہ جب نواب گورنر جنرل سے ملاقات کرکے پھرونگا ایسے طریق سے ضبط و انتظام سلطنت کرونگا جسمین کبھی کسی طرح کی لغزش اور بے ثباتی نہوگی اور بہت ریشے اور خار جو اس گلشن سلطنت مین بادمخالف سے لگ جاتے ہین محض غفلت اور نالایقی اہلکارون سے وہ سب جڑ سے اکھڑ جائینگے اور میرے بھی حقوق نمکخواری و خیرخواہی کا ایک نام رہجائیگا اور عہدۂ وزارت میری نسل مین آل تمغا ہوجائیگا لیکن افسوس یہ ہو کہ مثل جنت آرامگاہ کے انکو بھی اجل نے امان ندی جو کہتے تھے وہی ہوتا نظر باسباب ظاہر ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

اب مختصر احوال انتقال نواب یہ ہو کہ اس دو مہینے کئی دن کے عرصے مین آٹھ پہر محنت و مشقت سے خالی نرہتے تھے اور بسبب سن شیخوخت کے مزاج مین غصہ زیادہ ہوگیا تھا الفاظ رکیک بھی غصے سے زبان پر جاری ہوتے ناظرین کو اس حال سے بہت تعجب ہوتا تھا اتفاقاً فقیر محمد خان رسالدار نے مرغ کے چوزے پرورده بھیجے تھے اکثر نوش کرتے تھے وہ سب بھی نوش کیے جسکی صبح کو روانہ کانپور ہوتے اُس سے حرارت خفیف معلوم ہوئی احتیاج غسل تھی حمام کیا تپ محرق ہوگئی حکیم مرزا محمد علی میر محمد انکے شاگرد ملازم تھے قضا آپہونچی بعد ہفتہ عشرے کے وہ آخر ماہ مبارک رمضان ۱۲۴۰ھ مطابق ۲۵ - دسمبر ۱۸۲۳ع روز تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کیا فی الحقیقت سارے شہر کو افسوس ہوا کئی سبب

ظہیر الدولہ نواب مولوی غلام یحییٰ خان

Gulam Yahya Khan

کہ شخص گویا اقبال سلطنت تھا اب کمر سلطنت کی ٹوٹ گئی فی الحقیقت لیا ہندوستانیون مین کون صاحب عزت صاحب مقدور کردہ کار با خدا منتظم مقبول گورنمنٹ تھا کس امارت و عزت سے عملداری سرکار مین بسر کی گھر پر نوبت بجتی رہی جس شہر مین گئے شلک سلامی توپ ہوتی تھی جتنے کارخانہ اور اسباب امارت کے تھے سب تکلف تھے وزارت لکھنؤ کے مدت سے متمنی تھے نہ ازراہ خندز بلکہ اصلاح حال سلطنت مدنظر تھا کئی دفعہ ہوئی آخر انجام بھی اسی وزارت مین ہوا اور انکے گھر کا بھی اُنھین تک خاتمہ ہوا خلاصہ جنازہ بڑی دھوم سے اٹھا امرا عزیز اقارب جلوس شاہی سادات کشمیر تابوت اٹھائے ہوئے غسل کیلئے دریا تک ہجوم مومنین اور اہل شہر کا تھا وقت عصر نہرہ مقام مقبرہ مجوزہ مین دفن ہوے اپنے حین حیات مین کاغذ نوٹ خرچ مقبرہ سے لیا تھا بعد انتقال کے نواب منور الدولہ تک کچھ صورت گھر کی بدستور رہی انکے بعد اُنھین فساد ہوا نوبت بعدالت پہونچی وہ کواغذات داخل ترکہ وارثان ہوے مگر اولاد منور الدولہ کو اختیار تقسیم روپیہ ردمظالم رہا اب تعین مستحق اور غیر مستحق کا اختیار رہا اب مجید علیخان بیٹے نواب منور الدولہ کے بھی مرگئے اب اُنکے دونون بیٹون کا اختیار رہا—

منصوب ظہیر الدولہ بعہدہ جلیلہ وزارت اور اُنکا انتقال

مختصر احوال مولوی غلام یحییٰ عرف میان کلن کا یہ ہے کہ لکھنؤ کے تین محلون مین صاحبان کشمیر آباد تھے سراے معالیخان جہان کلن رہتے تھے دوسرے چھپتہ حاجی سیتا تیسرے احاطہ کاظم علیخان مشہور خانسامان میان کلن نواب مرزا جنگلی کے نوکر تھے پندرہ روپیہ درماہہ کے کسواسطے کہ انکی املاک نوازگنج مین تھی اور تنخواہ بھی عظیم آباد لکھنؤ خزانہ رزیڈنٹی سے جاتی تھی مگر غریب باعزت رزیڈنٹی مین میرمنشی سید التفات حسین خان سے بھی تعارف تھا میجر باٹن صاحب اسسٹنٹ اول کو شوق ترجمہ رسالہاے انگریزی النصائح و پسند تھا اکثر ترجمہ اُنسے آپ بیان انگریزی سے کرتے تھے یہ ترجمہ کرتے تھے اس سے رسوخ تعارف زیادہ ہو گیا تھا چندروز مین جب تاج الدین حسین خان عہدۂ سفارت سے اور خواجہ امام الدین خان انکے نائب دارُوغگی کوٹھی رزیڈنسی سے موقوف ہوے

نظر بظلم وغربت مولوی صاحب میجر صاحب نے درپردہ اور میر منشی نے اپنا معتمد و خدمتگزار سمجھکر نواب سے سفارش وارد علی کی کی نواب نے پہلے میر سید محمد خان میر زین العابدین خان کے بیٹے کو داروغگی پر تجویز کیا تھا مگر اس سفارش سے چپ ہو رہے سبحان علیخان بھی رزیڈنٹی کے دباؤ سے کچھ نہ کہہ سکے جانتے تھے کہ یہ سنی ہین اور کشمیری بھی سو روپے درماہہ ہوا داروغہ امارت بجاے خواجہ صاحب ہوے بعد چندروز کے اپنی حسن رسائی و دربار اور موافقت عملۂ رزیڈنٹی سے عہدۂ سفارت پر ہوے ہزار روپیہ تنخواہ اور ظہیر الدولہ خطاب ملا سامان ظاہری بہت درست ہو گیا انکے سگے بھانجے محمد ابراہیم خان لکھنؤ سے سراسیمہ ہوکر کسی رنڈی سماۃ چپلا کے ساتھ حیدر آباد دکن گئے وہان مہاراجہ چندو لال کے نوکر ہو گئے تھے انکو خط بھیجکر بلوایا اور اپنی داروغگی پر انھین مامور کیا اور یہ دونون اپنی سلامت روی سے رنج سرنجان رفتار کرنے لگے جب منتظم الدولہ نے انتقال کیا ظہیر الدولہ مرزا ولیعہد کے ساتھ گئے تھے اسی صبح کو انتقال نواب میجر پاٹن صاحب حاضر ہو کر ظہیر الدولہ کی نیابت کو عرض کیا کہ آپ جرنل لو صاحب کو سمجھا دیجیے تو بعید پرورش سے نہوگا اور ہم آپکے پروردہ اور ساختہ ہین جو ہم اطاعت کرینگے دوسرا نہ کریگا جرنل صاحب صلاح بمشورۂ میجر صاحب ہر امر کو کرتے تھے جب اس باب مین سمجھایا کہ اگر بادشاہ شخص غیر کو منصوب کریے تو معلوم نہین کیا ہو اس شخص سے ہم راضی ہین اور کوئی امر خلاف بھی اس سے سرزد نہین ہوا میر منشی نے بھی جرنل لو صاحب کو سمجھایا غرض جرنل صاحب نے بروقت تجویز وزارت بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صلاح دولت اسی شخص کے واسطے مناسب ہے آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امور خانگی ہے اسکے سوا اور سب برادری سرکار مین جمع ہوتے تھے اعظم الدولہ نے قمر الدولہ کی سفارش سے بادشاہ سے عرض کیا غرض سب جماع امت انھین پر ہوا سب ہمزبان ہو گئے کوئی خلاف نہ بولا بادشاہ کو مذہب و ملت کا کچھ خیال نہوا وہ ہر امر مین تجویز صاحب رزیڈنٹ کو مقدم سمجھتے تھے۔

خلاصہ جب ظہیر الدولہ کانپور سے آئے اصحاب غار نے کھچڑی پکا رکھی تھی انھین کے آنے کی دیر تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو خلعت

سفارت ملا مظفر علیخان کو عہدۂ داروغگی قدیم کوٹھی زنگیل کلاس کچہری وزارت ہوئی
نواب منورالدولہ کو بعد خلعت ماتم پرسی خلعت جرنیلی عنایت ہوا بدستور بحال رہے اور
بادشاہ کو عہدۂ وزارت انھین کو دینا منظور تھا مگر جب سبب شرعت آندھی انھین کے
واسطے برپا ہوئی بادشاہ بھی کچھ نہ کہہ سکے چپکے ہو رہے نواب منورالدولہ کو بھی یقین اسکے
واسطے تھا کہ بادشاہ کی نظر عنایت میرے حال پر پیشتر سے زیادہ ہے غالب ہے کہ خود بادشاہ
سوا میرے دوسرے کو تجویز نفرمائینگے مگر بمصلحت صاحب رزیڈنٹ سے وہ بھی کم کہا
رہے صبر کیا نظر بخدا رہے کہ اگر میرا حق اور رہم شمرادار اسکے ہین البتہ محروم
نہ رہینگے ۔

فی الحقیقت دو مہینے کئی دن تک ظہیرالدولہ بہت نیکنام رہے سب اہل دربار اور رعایا
شہر سب طرح سے راضی رہی اور وہ بھی شکر اس نعمت غیر مترقبہ کا بجا لا کر خود رفتہ نہ ہوے عوام شہر
انکے تعصب اور مخالفت مذہبی سے خائف تھے کسواسطے کہ سرکار شاہی مین کوئی اس مذہب کا
کبھی نہین ہوا تھا اس عرصہ مین قبل از محرم اجل نے آکر سلام کیا آخر ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۵۳ ہجری
مطابق ۱۸۳۸ عیسوی دفعۃً ہیضہ وبائی سے انتقال کیا آنکے دونون بیٹون کو خلعت ماتم پرسی
ملا معہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اپنے عہدۂ سفارت پر
مامور رہے ۔

بعد انتقال ظہیرالدولہ بادشاہ نے محض اپنے حسن ظن سے و عنایت بے حد سے نظر بحقوق خدمت
منتظم الدولہ منورالدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور یہ بھی خیال مین گذرا کہ مبادا
پھر صاحب رزیڈنٹ بصلاح ناگیین تو پھر مجبور ہونا پڑیگا فی الحقیقت شفقت وعنایت
بادشاہ انکے حال پر مرزا ولیعہد بہادر سے کم نہ تھی لیکن ازبسکہ نواب کی طبیعت مزاج ابتدا
سے آشنا ایسی جفاکشی و بیدار مغزی کی جیسا کہ چاہیے نہ تھی اور نہ کوئی کارفرما ایسا تھا
منتظم الدولہ خود محتاج کسی کارفرما کے نہ تھے کسواسطے کہ تجربت سے امامت تک سب
نشیب و فراز دیکھ چکے تھے دوسرے جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے سب دیکھ چکے
خود کر چکے تھے یہ برخلاف اسکے یہ ہر وقت مشغول لہو و لعب مثل امراے زمانہ کے عادی تھے

لیکن امانت و دیانت مین بسبب استغنا کے کہ محتاج نہ تھے بذاتہ اچھے تھے انکے کاروبار پر مرزا وصی علیخان فقط رہے اُنسے اہل دربار سے خلاف انسے بھی کبھی موافقت نہوئی وہ سب اپنے تقرب پر مغرور تھے بلکہ درپئے تخریب کار دبار اور انکا رہنا شاق سمجھتے تھے کئی مہینے تک کچھ کاروبار چلا آخر تنگ ہوکر دنیا سے ہاتھ اُٹھا کر بادشاہ سے رخصت حج و زیارت کی طلب کی کہ غلام نے حج و زیارت کو واجب کیا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے پھر شرف قدمبوسی حاصل کرونگا اور مزید عمر و دولت کی اماکن مشرفہ مین دعا کرونگا بادشاہ نے محض از راہ وفور شفقت منع کیا نواب نے نمانا رخصت ہوے مع عیال و رفقا و ملازمین روانہ منزل مقصود ہوے مرزا وصی علیخان اپنی طمع دُنیا سے نہ گئے آخر اجماع امت سے بتحریک صاحب رزیڈنٹ شہر سے نکالے گئے کانپور آباد کیا اہلکارون کا میدان خالی ہوا۔

اس عرصے مین جرنل لو صاحب علالت مزاج سے دو برس کی رخصت لیکر کیپ گئے جرنل کالفیاڈ صاحب تشریف لائے مرشد آباد مین قائم مقام تھے یہان بھی قائم مقام ہوے شرف الدولہ سے سب مقربان خاص موافق تھے بادشاہ بھی انکی سلامت روی سے خوش تھے عہدۂ وزارت نہ دیا مگر پیشدستی مرزا ولیعہد بہادر یعنی ڈپٹی مقرر فرمایا دس ہزار ماہوار ی مقرر ہوئی انھون نے بہت ہوشیاری اور انضباط سے انتظام سلطنت کیا آمدنی ملک کو بھی بڑھایا ایک کرور بادن لاکھ آئے اور کچھ تغیر و تبدل ارکان دولت کیا یعنی مہاراج بالکرشن بہادر دیوان کو بسبب اپنے خلاف ہونے کے غیر متدین جانکر موقوف کیا منشی الملوک راجہ رتن سنگھ کو نظر بحسن لیاقت مامور کیا لیکن مرزا ولیعہد بہادر سے بسبب تعصب مذہب کے طرفین سے نہ بنی اور انسے بھی اطاعت انکی نہ ہو سکی بلکہ ہر امر مین اُنسے خلاف کرتے رہے انکی فہم سے اس امر مین سب کو تعجب ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر باپ کے خوف سے صبر کرکے رہجاتے تھے موقوف بروقت جانتے تھے انکو شاید گمان نہ ہوگا کہ انتقال سلطنت انپر نہ ہوگا۔

اقبال

انتقال حضرت ظل سبحانی

غرض برکات اعمال حسنات و خیر و مبرات سے بادشاہ نے باوجود علالت و کسل مزاج
اور عوارض مہلکہ و مزمنہ اعضائے رئیسہ کے بہت طریق معقول اور سلامت روی سے
انتظام سلطنت کیا اطبائے حاذق بدل متوجہ دفعہ امراض رہے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور
علاج ڈاکٹری سے خائف تھے ہر چند آنھون نے اپنے طریق کے علاج عرض کیے اور
فساد غذا سے اکثر خلل تخمہ ہوا کرتا تھا اور جسقدر نوشجان فرماتے تھے خوشامد سے کھلانے
والے عرض کرتے تھے کچھ نہین نوش فرمایا دوسرے کھانے کی تحلیل کے واسطے مشی و
حرکت لازم ہر چند نہ تھی کا شکے گاڑی پہ سوار ہوا کرتے آخر اسی تخمہ سے تپ محرق ہوئی ۵
تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ شب سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ء فردوس برین کو نہضت فرمائی
سن شریف ستر برس کے قریب ہو چکا تھا اس عرصہ مین جرنل لو صاحب بھی کیمپ سے پھر
آئے تھے موافق معمول نعش پہ آکر روئے بہت تاسف سے آنکی تعریف بیان کی دوپہر کو
احتشام شاہی سے جنازہ اٹھا زیر سنہری برج دریا مین غسل دیا حسین آباد کے چبوترے
پر مجتہدین نے نماز پڑھی جرنل لو صاحب میجر پاٹن صاحب کرنل ویکاکس بیچی صاحب صف
جماعت مین کھڑے ہو گئے تھے امام باڑے کے دالان مین لائے قبر مین آتارا جناب
سید العلما نے تلقین مین پڑھا یا محمد سعی ابن سعادت علی ہلانت آخر یہ تھا پہلو سے قبر مادر
گرامی دفن ہوے وہ برس دن پیشتر انتقال کر چکی تھین ۲۲ تاریخ شہر جمادی الثانی
۱۲۵۷ ہجری مین —

صاحبان رزیڈنٹ جرنل لو صاحب جرنل کالفیلڈ صاحب پھر جرنل لو صاحب جب کیمپ سے
آئے ہین نائب نواب روشن الدولہ نواب منتظم الدولہ ظہیر الدولہ نواب منور الدولہ ڈپٹی نواب
شرف الدولہ تحصیل آمدنی ممالک محروسہ از روے داخلہ خزانہ شاہی ایک کرور پچاس لاکھ سوائے
خورد و برد اہلکاران سرکار و ناظمان ملک و راجہ و تعلقداران وغیرہ اس حساب سے تقریباً
چار کرور ہر مدت سلطنت ۵ سال ۱۰ یوم —

تاریخ فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق — دہ روز پنج سال حکومت نمودہ شد +
۱۲ ۵۸ ھ

نقل وثیقہ حضرت فردوس منزل

عہد و میثاق فیمابین سرکار عظمت آثار ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ و سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہ بمعرفت کرنل لو صاحب بہادر رزیڈنٹ بیت السلطنت لکھنؤ درباب زریکہ بادشاہ ممدوح بطریق قرض ہمیشہ سپردہ مشتمل بر ہشت دفعہ۔

دفعہ اول مبلغ ہفتدہ لک روپیہ سکہ لکھنؤ جناب بادشاہ ممدوح بطریق قرض موبد دادہ اند و جناب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر از طرف سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر گرفتہ اند۔

دفعہ دوم جمیع منافع بر زر اصل قرضہ موبد کہ شصت و ہشت ہزار سالانہ میشود این مبلغ منافع بچہار قسط مساوی حسب مقدار معینہ اسمائے معینہ فصلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن در وجہ مشاہرہ آنہا ماہ بماہ رسید آنہا گرفتہ خواہد شد۔

دفعہ سوم — [illegible] ماہانہ [illegible] سالانہ [illegible] —

دفعہ چہارم اگر احیاناً احدے از مشاہرہ داران مذکور یا بعد او فرزندانش لاوارث بمیرد درین صورت وجہ معینہ مشاہرہ متوفی مزبور باختیار بادشاہ اودھ خواہد ماند۔

دفعہ پنجم اگر احدے از مشاہرہ داران مذکور یا بعد آنہا بقلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر سکونت ورزد صاحب رزیڈنٹ آن عصر مشاہرہ معینہ او ہمانجا خواہد رسانید۔

دفعہ ششم مشاہرہ داران مذکور یا بعد آنہا اولاد و فرزندانش کہ یکے بعد ارتحال دیگرے مشاہرہ خواہد یافت ہمیشہ مستحق شفقت و محبت خاص از جانب سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند بود و صاحب رزیڈنٹ آن عصر را واجب و لازم خواہد شد کہ ہموارہ نسبت آنہا بشرائط تعظیم و تکریم و در امرے کہ ضرورت افتد لوازم سعی و امداد و اعانت دربارہ آنہا مرعی دارند۔

دفعہ ہفتم از انجا کہ شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ و عظیم اللہ خان بہادر معتمد خانہ زاد قدیم بادشاہ ذیجاہ ممدوح اند بادشاہ ذیجاہ معظم الیہ

حضرت خاقان زمان امجد علی شاہ

Amjud Ali Shah,

نظر برینکہ بتوسط آنہا انصرام ہمیلہ امور بخوبی خواہد شد وزنہار فتوری دران راہ نخواہد یافت شرف الدولہ بعہدہ وکالت جہت عرض حال وعروض جملہ مشاہرہ دران وگرفتن زرتنخواہ آنہا از خزانہ رزیڈنسی وعظیم اللہ بہادر برائے تقسیم ورسانیدن زرتنخواہ مشاہرہ داران مذکور دست بدست مقرر ومامور نمودند لہذا زرتنخواہ مشاہرہ داران مندرجہ وثیقہ ہذا معرفت شرف الدولہ بہادر از خزانہ رزیڈنسی دادہ خواہد شد وہمہ مشاہرہ داران را لازم خواہد بود کہ بتوسط اشخاص مذکور الصدر اظہار حال ووصول زرتنخواہ خودہا مینمودہ باشند—

دفعہ ہشتم صاحب رزیڈنٹ بہادر جناب مستطاب معلی القاب شرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ وارباب اولالالباب کونسل درخواست وثیقہ عہدنامہ بمضمون مرقوم الصدر مزین بمہر ودستخط جناب ممدوح نمودہ وثیقہ مزبورہ حاصل کردہ بجناب بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ حوالہ خواہند ساخت—

قرضہ سود امام بارہ حسین آباد تعلق شرف الدولہ اعظم الدولہ رفیق الدولہ بہادر ۔۔۔ لک ما ہواری للعہ ۔۔۔ خرچ امام بارہ وتنخواہ داران وغیرہ فقط—

جلوس ابوالفتح مصلح الدین ثریاجاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

حضرت ظل سبحانی خلف ارشد حضرت فردوس منزل نے اپنی وراثت آبائے کرام پر ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ء ۳۴ برس ۶ مہینے ۲۰ دن کی عمر شریف مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا—

جب خبر انتقال حضرت فردوس منزل پہونچی حسب دستور دولتخانۂ قدیم مین منتظر طلب صاحب رزیڈنٹ کے رہے کپتان شکسپیر صاحب استقبال کو آئے انکے ساتھ بارہ دری مین تشریف لائے جلوس فرمایا شاہزادے اقربا امرا ارکان دولت نے نذر دی تیلنگ سلامی توپ منادی شہر ہوئی سامنے تخت کے مبارکباد ارباب نشاط وغیرہ کی دھوم مچی روز سوم امداد حسین خان جو کئی برس سے پہلے شاہزادون کی تعلیم کو نوکر ہوے تھے جب حکیم مرزا مہدی

اپنے باپ کے ساتھ روانہ کربلاے معلے ہوے تھے بعد اسکے بتدریج رفیق خاص و محرم راز ہوکر داروغۂ کاروبار ہوے تا زمان ولیعہدی تنخواہ بھی بتدریج بڑھتی گئی عزت بھی بڑھی صاحب سواری بھی ہوے انھین خطاب امین الدولہ امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ خلعت ہاتھی پالکی جھالردار شمشیر ولایتی سے سرفراز فرمایا انکے مقابل اسی طرحکا دوسرا خلعت میر عنایت علی مشہور بہ موسے حضرت جو داروغہ نواب ملکۂ آفاق صاحبہ تھے ابتداے سلطنت حضرت فردوس منزل سے پیشتر اسکے کا بھی مین نواب نصیر الدولہ کے نوکر کئی برس سے تھے وہان بھی قرابت تھی لکھنؤ سے پریشان ہوکر گئے تھے لیکن بادشاہ سے اور انسے صفاے باطن جیسا چاہیے نہ تھی مگر ان کی خاطر سے انکا پاس کرتے تھے دوسرے امین الدولہ اور انسے ہمیشہ خلاف رہتا تھا انھین خطاب معین الدولہ بہادر عنایت ہوا اور ان دونون کو اجازت کرسی نشینی بروقت چاے پانی وغیرہ ملی اور زمرۂ امرا مین شریک ہار و عطر رخصتی ہوے —

بادشاہ نے ایک مہینے کئی دن کے بعد اعظم الدولہ اور داروغہ عاشق علی خان اور انکے پیشدست کو بسبب کدورت غبارہاے زمان ماضیہ اور شکوہ ہاے درونی جو موقوف بروقت خاص رکھے تھے موقوف کیا داروغگی اہتمام دیوان عام سے وہ موافق تحریر وثیقہ کے اسی دن دربار صاحب رزیڈنٹ مین جاکر حاضر ہوے انکے عوض اعتبار الدولہ عطا حسین خان بڑے بھائی امین الدولہ کو خلعت دیکر مقرر فرمایا اہتمام الدولہ حیدر حسین خان جو زمان ولیعہدی سے حاضر رہتے تھے انکو انکا پیشدست کیا منشی عبد اللطیف ملازم قدیم نواب ملکۂ آفاق کو خطاب دبیر الدولہ و خدمت تقسیم خزانۂ عامرہ منشی جوالا پرشاد ملازم اعتماد الدولہ کو خطاب مدبر الدولہ و دستخط عرضداشت وغیرہ انکے سپرد ہوے حکیم مرزا مہدی جو پہلے جرنل مرزا سکندر حشمت کی تعلیم کو نوکر تھے نظر بقدامت خطاب حکمت الدولہ ملا اس جہت سے کہ انکے باپ یہ بھی خود طبیب تھے اور شاہزادے وغیرہ جنکی تنخواہ ہزارون تھی تخفیف سے چہارم سب کی کم کردی ہرچند عرض کی مقرون اجابت نہوئی —

طریق دربار یہ تھا کہ صبح کو بادشاہ سوار ہوتے تھے ہوا کھانیکو جب مراجعت کرتے تھے

پھر بھی حاضر ہوکر رخصت ہوتے تھے بعد ۹ بجے کے ۱۲ بجے تک صحبت کو اغذ ملکی و مالی وغیرہ
رہتی تھی آسکے بعد داخل محلسرا ہوتے تھے وقت سہ پہر مدبر الدولہ محلسرا مین حاضر ہوتے
تھے اکثر امور مجوزہ انکی تجویز یا دستخط وغیرہ سے ہوتے تھے شام کو پھر بادشاہ سوار ہوتے تھے
گھوڑے پر بہت کم سوار ہوتے تھے اور نہ ایسا شوق سواری تھا فی الحقیقۃ بادشاہ
امور دینداری خداپرستی مقید صوم وصلوٰۃ مین حیث الاسلام آباے کرام سے زیادہ
تھے اور مقدمات معدلت رسانی بمقتضاے حسن عقیدت وخلوص نیت سلطان العلما و
سید العلما دونون مجتہدین پر محول رکھے تھے مرافع شرعیہ مقرر فرمایا اور سید باقر بڑے بیٹے
سلطان العلما کو خطاب منصف الدولہ مہتمم عدالت دیوانی فوجداری دی تھی اور ہر سال
زکوٰۃ شرعیہ جمع خزانۂ عامرہ سے مقرر فرمائی اسکی تقسیم بتجویز مجتہدین ہی اگر فقط مستحقین کو زکوٰۃ
کو ملتا تو سب سے بہتر ہوتا مگر جتنے اہلکاران ومقربان صاحب مقدور بیع وزیر اعظم سب
پہلے اپنا حقوق لے لیتے تھے بادشاہ اپنے عقیدۂ خاص سے مجتہدین پر اعتماد رکھے ہوے تھے
پھر کہنے والا کون ایسا صاحب یہان تھا بلکہ ایک گستاخ نے حسبۃً للہ نواب امین الدولہ سے
کھلکر بتصریح کہا جواب یا مجتہدین جانین تین مرتبہ اس سلطنت مین تقریبًا تین لاکھ موافق حساب
نساب وارد و مرتبہ حضرت سلطان عالم کو سلطنت آخر مین انہین پہلے ہی جو مقربان بادشاہ تھے
انھون نے اپنا حق پہلے لے لیا جب جاری ہونے دیا پس اس صورت مین اسے کون سی
زکوٰۃ کہیے آخر کو مفتاح الدولہ کہتے تھے کہ جب حضرت سلطان عالم کلکتے تشریف فرما ہونے لگے
بعد خرچ اخراجات کے ۲۲ لاکھ خزانہ مین رہ گئے تھے فرمایا اس مسکوک کو مٹا کے خشت طلائی
بنا کے رکھو چنانچہ وہ بھی اس سفر مین تمام ہوئین بعد اسکے بناے مدرسہ سلطانی ہوئی یہ تجویز
واختیار مجتہدین اس صورت خاص سے دو سو طلبا اور تیس مدرس خلاف دستور مدرسہ وکالج
انگریزی جیسا مناسب جانتے ہین مگر یہان کارخانہ بسفارش اور ہر ضلع ناظم کے پاس ایک
مفتی اثنا عشری رہا کرے اسکا حال بھی سب جانتے ہین کہ وہ مفتی کس کام کے تھے اور ضلع پر
کونسا کام کرتے تھے دوسرے امر عمدہ یہ ہوا کہ تکمیل رصدخانہ سلطانی ہوئی دس برس کامل مین
کرنل ولکاکس صاحب مہتمم نے کاہش جان سے کتب شاہدات کواکب حسب سررشتہ طیار

لکیے چاہتے تھے الہ آباد کے مطبع مین چھپ کر مشہور ہر ولایت مین جا کر ہون سات ہزار روپیہ بھی
خزانۂ شاہی سے اُنکے طبع کو ملا تھا اس عرصے مین صاحب نے انتقال کیا کرنل رچمنڈ صاحب ریذیڈنٹ
نے اسکے نیک و بد و صرف سالہا سال کا خیال نہ کیا میجر برڈ صاحب کو صاحب سے سوء مزاجی ہو گئی
تھی حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین پایۂ تخفیف مین آ گیا عملہ برطرف ہو گیا اٹھارہ
یا اُنیس برس کامل لکھا روپیہ صرف ہو کر نام و نشان مٹ گیا ہوا نہوا دونون برابر ہو گیا اسیطرح
مدرسۂ سلطانی کا حال ہوا حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین ہزار لڑکا داخل مدرسہ ہوا
تھا فی پانچ روپے تنخواہ اور بیس لڑکون مین ایک مدرس تھا سالہا سال کے بعد وہ بھی
مٹ گیا ایک طالب العلم کو سنا کہ فضیلت مآب ہو کر نکلا ہو اور جسپر اتنے تکمیل عہد دولت مین
ہوئی اسکی طلب لندن سے جنت آرامگاہ نے کی تھی ہر سلطنت مین اسپر بھی ناواقفیت سے بربادی
لکھا روپیہ کی ہوئی آخر کپتان فریزر صاحب نے اتمام کو پہونچایا دو لاکھ پچاس ہزار اسکی طیاری
مین صرف ہوے جگنا تھ بعلت گرفتاری خوف علاقہ و طلباتی سرکار کہ تقریبًا نوے ہزار سے تھے
مسلمان ہو کے غلام رضا خان نام خطاب شرف الدولہ مقابل اول یہ ثانی ہوے اس پردہ
اسلام سے زر باقیات پر پانی پھر گیا اور کاروبار خدمات سلطانی مع علاقۂ حضور تحصیل وغیرہ
بظاہر امانی و در حقیقت اجارہ عنایت ہوا اسکے بعد شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کے موقوف
کرنے کی فکر ہوئی ایک تو تعصب مذہب دوسرے بڑے صاحب کے خوف صلاح صوابدید اور بہادر موصوف
نے بھی بادشاہ سے کسی طرح صفائی دنیاداری بھی سنچا ہی تھی —

منصوبی نواب امین الدولہ بسبب رشتہ پیشیدستی یعنی ڈیہل ور موقوف ہونا شرف الدولہ کا

الغرض جب دو مہینے کئی دن شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو اسی شش و پنج مین گذرے
اور یقین اپنے موقوف ہونے کا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ امر خانگی جانکر
تحریک صوابدید نکرینگے جب صاحب رزیڈنٹ کو یہ خیال آیا کہ بادشاہ انکو خواہ مخواہ موقوف
کرتے مگر بخیال میرے صواب دید کے تامل کرتے ہین اسکو کھول دینا چاہیے اس جہت سے
ایک مرتبہ گیند خانۂ حسین آباد مین دوسرے دلکشا مین کسی حیلۂ ظاہری سے عمدًا ملاقات کی

متعلقۂ صفحہ ۲۷۳ جلد اول

نواب امین الدولہ

Ameenoodoulah

نمبر ۳۱

اور بالمشافہہ فرمایا کہ یہ امر خاص محول بخوشی بادشاہ ہی ہم اسمین کبھی مداخلت نکرینگے جب استمزاج
صاحب معلوم ہوچکا اسکے بعد یازدہم شہر رجب روز پنجشنبہ دوپہر کو بعد برخاست کاغذ
نواب امین الدولہ کو خلعت پیشدستی عنایت ہوا شرف الدولہ اس سے پیشتر سمجھکر رخصت
ہوکر گھر چلے گئے تھے اور خطاب کامل یہ ہی رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت و
شہریاری زبدۃ الامرا مدار المہام وزیر الممالک امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر
ذو الفقار جنگ یار وفادار سپہ سالار فدوی خاص جان نثار محمد امجد علی شاہ بادشاہ خلد اللہ
ملکہ وسلطنتہ ان کے پیشدست ڈپٹی نواب اکبر علیخان بیٹے نواب میر ولہ حیدر بیگ خان
مرحوم محض تجویز خاص بادشاہ ہوے اور عہدہ دیوانی مشیر الدولہ مؤید الملک مہاراجہ بالکرشن
بہادر جسارت جنگ کو گھر سے طلب فرماکر خلعت سے سرفراز کیا اور منشی الملک راجہ رتن سنگہ کو
بسبب ساخت وپرداخت شرف الدولہ کے موقوف کیا نواب امین الدولہ کے واسطے نواب
ملکہ آفاق کے مکنون خاطر یہ تھا کہ اگر وزارت انھین نہو تو کاشکے سفارت رزیڈنٹ ملجاے
جس سے دباؤ وزارت پر ہوجاتا ہی بلکہ یہ اول زینہ وزارت ہی مثل ظہیر الدولہ لیکن بادشاہ نے
انھین فقط بمشورۂ مہمات سلطنت پر رکھا نظامت خیرآباد ایک رسالہ سوارون کا اور ایک پلٹن
نجیب انکے بیٹیون کو دی اسی باعث سے ان دونون رکن سلطنت مین صفاے قلبی بلکہ
ظاہری بھی نہوئی ہمیشہ چوٹ چلتی رہی اسکے سوا نواب امین الدولہ بڑے صاحب نصیب تھے
ایک میر احمد علی بیٹے میر حیدر علی پہلے نواب ورانمین دوستی از حد ہوئی برادر حقیقی سے زیادہ
وہ ولیعہدی مین داروغۂ دیوانخانہ ہوے تھے بادشاہ سے اورانسے ایسی موافقت ہوئی کہ نواب
صاحب انسے خار کھانے لگے اب ناموافقت شروع ہوئی جوڑ طرفین سے چلنے لگا نواب صاحب
کی افسردگی ومایوسی اپنے واسطے بڑھنے لگی آخر ایک جوڑ کامل ایسا پڑا کہ معلوم نہین کس طریق
سے کہ میر احمد علی شہری ہوگئے دربار سے نکالے گئے چند روز کے بعد ایسا انھین خوف غالب
ہوا نواب کی طرف سے کہ ایک دن ننگی تلوار لیکر کنوین مین کودپڑے اور وہان تلوار اپنے ہاتھ
سے پیٹ مین مارکر مرگئے پس اگر وہ جیتے ہوتے کچھ تعجب نہ تھا کہ بادشاہ انھین کو وزیر کرتے
یہی دنیا کا انقلاب ہی—

دستور معظم نے مرزا وصی علی خان جنھین شرف الدولہ نے بہ تحریک ٹبرے صاحب روانہ کانپور کیا تھا وہ پوشیدہ شہر مین آکر نواب صاحب کو اپنا سبز باغ دکھا چکے تھے نواب صاحب نے بھی مرد کار گزار زمان نواب سعود الدولہ جانکر بانشاء اللہ امیدوار کیا تھا انھین خدمت دیوانخانہ وزارت دی بعد اسکے نواب نے اپنے عزیز اقربا دوست قدیم کو پالن نجیب دین آمین بھی صورت فائدہ سب طرح سے ہوتی تھی وگرنہ کمیدانی کا مواجب سو روپیہ تھا پھر نواب نے محمد خلیل الدین خان کو جو کاکوری مین خانہ نشین تھے شرف الدولہ نے انھین بھی صاحب زادہ سمجھکر دربار سے موقوف کر دیا تھا فقط سو روپیہ کا پنشن سرکار سے ملتا تھا بادشاہ سے عرض کرکے پانسو روپیہ کا نوکر رکھوایا بادشاہ نے پہلے داروغہ صدر امانت کیا اور اخبار ملکی آنکے بڑے بیٹے رشید الدین خان کو دی میر حسن علی لندنی کو فقط برکت سفر لندن اور پیر کہن سال سمجھکر عہدۂ سفارت رزیڈنٹ پر مامور کیا وہ کانپور سے ڈاک مین چلے آئے فقط ایک متصدی سرکار کی سفارش سے کہ لندن ہو آئے ہین زبان انگریزی جانتے ہین اسکے پیشتر نواب سے کچھ تعارف نہ تھا بادشاہ بھی اسقدر واقف نہ تھے غرض کئی مہینے کے عرصے مین یہ سب کاروبار سلطنت حسب تجویز بادشاہ درست ہوے ۔

استقبال ہز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر

جب جنرل لو صاحب روانہ ولایت ہوے کپتان شکسپیر صاحب انکے برادر نسبتی قائم مقام ہوے نواب گورنر جنرل بہادر نے ہز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر کو رزیڈنٹ لکھنؤ مقرر فرمایا جب وہ فتح قلعۂ قندھار اور غزنی سے پھرے تھے اس جلد مین مامور ہوے حسب الحکم شاہی نواب امین الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر وغیرہ اعزاے ملازمین شاہی بہت تکلف جلوس سواری سے سڑک جدید سے رحمت گنج تک استقبال کو گئے ۔

نواب امین الدولہ ایک دن پیشتر داخل لشکر ہوے اسکی صبح کو جنرل بہادر پہلے اپنے

خیمے مین اُترے اور اپنے استقبال کو لشکر سے بڑھکر منع کر دیا تھا توپ سلامی کی چلی بعد ایک ساعت کے ۹ بجے اُسی لباس سفر سے خیمۂ نواب مین تشریف لائے ایک بیٹا دو بیٹیا ن ا کتخدا ساتھ تھین کپتان ہالنگس صاحب بحکم رزیڈنٹ رہبری کے واسطے گئے تھے صاحبان خاص سے کپتان فرنیز صاحب بھی صاحب بحکم بادشاہ گئے تھے دستور معظم نے لب فرش سے استقبال کیا بعد معانقہ کے خیمے مین تشریف لائے فقط چاے پانی ہوا سامنے ناچ ہونے لگا جنرل صاحب کے حقۂ پیچوان کے برابر نواب صاحب کا بھی حقہ لگا ہندوستانیون مین مہاراج مولوی خلیل الدین خان محفوظ علیخان کرسیون پر میر حسن علی نواب و جنرل کے پیچھے بیٹھے راجہ غالب جنگ دو تین اور اشخاص پیچھے نواب کے کھڑے ہوے اور ایک یہ بندہ مولف کتاب نواب صاحب اپنے ساتھ لے گئے تھے پہلوے میز مین کھڑا تھا مرزا وصی علیخان اہتمام کرتے تھے باتین تعارفات کی جنرل صاحب کرتے رہے میر حسن علی اُسکا جواب انگریزی مین دیتے تھے بعد ایک ساعت کے یہ صحبت برخاست ہوئی لب فرش تک مشایعت کی عطر پان گوشہ دیا توپ سلامی کی چلی —

بعد اسکے نواب گاڑی پر سوار ہو دو کوس لشکر مقابل رحمت گنج جا کر نواب گنج کی بنیاد ڈالی کپتان فرنیز صاحب ساتھ تھے بندہ کو سید و زوار سمجھکر تھوڑی سی زمین کھدوا کر پانچ روپیے رکھکر پانچ انیٹین رکھدین وہان سے پھر آئے نصف شب تک صحبت ناچ رہی اُسکی صبح کو نہی مین آئے بعد زوال شمسی روانہ لکھنؤ ہوے پہلے حاضر حضور ہو کر داستان سفر عرض کی دو شالہ رومال کا خلعت ہوا —

جنرل صاحب بہادر گاڑی چہار اسپہ شاہی پر سوار داخل دلکشا ہوے صبح کو بادشاہ نے استقبال کیا نصف راہ مین ملاقات ہوئی شاہ منزل مین چاے پانی ہوا پار رمنہ مین فیل جنگی ہوئی دس بجے رخصت ہوے داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے بعد اسکے دو دن اور دو رات طرفین سے بدستور سابق ملاقات ہوئی بعد کئی مہینے کے جنرل صاحب نے دوسری شادی کرنل ولکاکس صاحب کی بی بی کی سگی بھانجی سے کی —

معزول ہونا نواب امین الدولہ کا پیشدست نواب معین الدولہ وغیرہ

دستور معظم سرگرم مہمات سلطنت تھے نواب اکبر علیخان ڈپٹی اور انکے بیٹے اصغر علی خان
بیخ مرنجان انقعان وغیرہ ان سب اہلکارون سے دبے ہوے کاروبار کیے جاتے تھے کہتے تھے کہ
ہمنے ایک کرور بائیس لاکھ نقد داخل خزانہ کیے تھے مگر کوئی اہلکار انکا دباؤ نہ مانتا تھا آخر
اکبر علیخان کچہری محلسرائے وزارت مین دفعتہً مرگ مفاجات سے مرگئے چندروز تک اصغر علیخان
بدستور سنبھالے رہے کچھ کام کیے جاتے تھے لیکن آہستہ خرام بلکہ محرام اس مدت مین بہت دیانت سے
کام کیا کچھ فائدہ نہین ہوا اور درونی اور بیرونی چاشت خوردن کو کہان سے فائدہ ہوتا آخر
ان وجوہات سے موقوف ہوے —

نواب نے سید قطب الدین حسین خان کو مرد سن گرم وسرد زمانہ دیدہ جانکر ڈپٹی کیا انکے
واسطے بھی وہی صورت پیش آئی اس عرصے مین کچھ رسوخ واعتماد بالغ سبتر نواب معین الدولہ
کا نظر اقدس مین اثر کر گیا اور جناب عالیہ نواب ملکۂ آفاق نے بھی بہت سمجھایا کہ وسوسۂ خاطر
جو انکی طرف سے تھا کچھ کم ہوا امین الدولہ کی طرف سے مظنۂ خیالی بڑھنے لگا اور بادشاہ کے
روبرو ہر امر مین مکابرہ ومناظرہ ہونے لگا اور مقربان محل بھی جو امین الدولہ سے جلے ہوے
تھے لگانا بجھانا شروع کیا جب بادشاہ بعد ملاحظہ کاغذ داخل محلسرا ہوتے تھے یہ دونون
ور دولت پر جناب عالیہ سے ساری کیفیت دربار رپورٹ کیا کرتے تھے اور صاحبات محل کا بھی
ہر امر مین در سفارش کھلا ہوا تھا اور طمع ہر ایک کو افذ زر کی تھی اب نواب اندر اور باہر کے
دام پیچ مین پھنس گئے اور کسی طرح اپنی عافیت نجات نہ دیکھی لاچار ہوکر نواب معین الدولہ کو
ڈپٹی کیا اس خیال سے کہ کسی طرح یہ آتش افروزی کم ہوجائے بظاہر دونون مومنین صادقین مین
عہد ومیثاق ہوا جسطرح اہل دنیا اپنی غرض پر کرتے ہین چندروز یہ بھی صورت مثل حباب
رہی آخر وہ موافقت مبدل بہ نفاق ہوئی نواب سے کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ تنگ ہوکر
مستوفی ہوجائین چنانچہ ایک دن استیفا لکھکر معین الدولہ کو دیا انھون نے خوب لون مرچین
لگا کر بادشاہ کو گذرانا منظور ہوا جب میدان خالی ہوا معین الدولہ اور مقربان محل کی
بن پڑی مرزا وصی علیخان نے اپنی رسائی سے معین الدولہ سے موافقت دنیا پیدا کی ان کے

مدار المہام ہوگئے گویا انھین کے ہمیشہ سے متوسل تھے احکام دیوانخانہ جاری کرنے لگے ۔

صبح روز سہ شنبہ یازدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۹ھ نواب امین الدولہ نے اپنی بیخبری سے پوشاک دربار طلب کی باہر اہل دربار مجرئی سب حاضر تھے دفعتہً مرزا وصی علی خان نے آکر عرض کی کہ رات کو حکم بادشاہ پہونچا معین الدولہ کو کہ امین الدولہ بے اجازت سوار نہون مین نے عرض کیا کہ رات کو انھین کا ہیکو خواب راحت کا خلل انداز ہون صبح کو تبلیغ رسالت ہوجائیگی اسکے بعد عرض کیا مین آپ کی رفاقت مین حاضر ہون فرمایا تمپر عافیت تنگ ہوجائیگی مناسب وقت یہی ہے کہ تم معین الدولہ کے پاس ہو اور میرا اسباب ذاتی کچہری وزارت سے بھیجدو غرض جب مرزا صاحب سوار ہوکر در دولت پر چلے اتفاقاً آیندہ بھی ملاقات نواب کو گیا تھا مین بھی مرزا صاحب کے پیچھے پنس کے تھا سبکو معلوم ہوا کہ نواب صاحب خانہ نشین ہے فقرا و مساکین جو حسین گنج سے در دولت تک آس لگا کر بیٹھتے تھے آتی دور مین پانچ روپے خیرات ہوتے تھے وہ سب بیچارے مایوس ہوکر اُٹھ گئے ۔

دوسرے دن چوبدار سلطانی خزانۂ عامرہ سے تنخواہ نواب لا کر دیگیا تیسرے دن بادشاہ کو پرچۂ اخبار گذرا کہ نواب نے مفارقت قدم مبارک سے کھانا نہین کھایا ہے بادشاہ نے خوان اولش اور ایک پرچہ پر ایک سطر سے دستخط فقط مربی بیار و مربا نجور + اور ایک جاری مربا بھی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ منصوبی و معزولی ہماری مرضی پر موقوف ہے تم باطمینان اپنے گھر مین بیٹھے رہو نواب نے اسکا ادائے شکر کیا اور جانا کہ بادشاہ کو میرا اتنا خیال مرکوز خاطر ہے اب جان میری دشمنون سے بچے گی پھر نواب نے عرضداشت اپنے قیام و داب کے واسطے بھیجی کہ اب خانہ نشینی مین اسکا خرچ مجھپر بار ہے امیدوار ہون یہ سب اخل دواب سرکار ہو ارشاد کیا گیا تم پھر سوار نہوگے اس ارشاد سے زیادہ تقویت ہوئی کہ انشاء اللہ پھر میری طلب ہوگی مگر اپنے گھر سے باہر نہ آتے تھے اور نہ کسی سے ملاقات کرتے تھے الا اس مؤلف کتاب سے تحریر ہتی تھی یا ہر مہینے کی تیرھوین کو مجلس امام باڑہ راجہ جھاؤ لال مین شب کو ملاقات ہوتی تھی اور کبھی بعد نماز صبح عمارت امین آباد کی دیکھنے کو آتے تھے بادشاہ کو چھ لاکھ روپے قبل از خانہ نشینی گذرانے کہ یہ حضور کی بدولت حاصل ہوا ہے یہ مال سرکار ہے اپنی دیانت اور امانت

ظاہر کی حالانکہ تین لاکھ علیحدہ رکھ لیے تھے اسمین سے بادشاہ نے لاکھ روپیہ تعمیر عمارت کو عنایت فرمائے نواب نے معرفت مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے ستائیس ہزار روپے کو ساری املاک مرزا سکندر شکوہ شاہزادہ مرحوم کی خریدی اسپر کئی لاکھ اپنے خرچ کر کے دکانین اور مجلسرا بنوائی معرفت منشی ظہیر الدین کے تعمیر ہوئی جب بادشاہ نے دیانت امین الدولہ کا ذکر صاحب رزیڈنٹ سے کیا جواب پایا کہ اگر وہ مال سرکار کو بڑھاتے تو اس سے زیادہ امانت ثابت ہوتی مگر اس دینے مین احتمال شق ثانی بھی ہے۔

منصوبی نواب منور الدولہ و تسلط تام نواب معین الدولہ وغیرہ

جب میدان اغیار سے صاف ہوا چند روز تک نواب معین الدولہ باطمینان بلا شرکت فارغبال ہو کر کار فرما رہے لیکن بذات خود جرأت اختیار وزارت نکر سکے اس جہت سے دوسرے کا ارادہ نیا کو تاکا اور اگر خود صاحب ارادہ و قوت ہوتے تو دوسرے کی احتیاج نہوتی آپ خود اسکا مصالحہ جمع کر لیتے۔

نواب منور الدولہ جو حضرت فردوس منزل سے اور بظاہر لا تھ سے اسباب دُنیاے دون سے رخصت حصول عافیت کو رخصت گئے تھے چار برس کے بعد بہت کچھ مال دُنیا صرف کر کے پھر آگرے مین نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کر کے بہت خوشی اور باطمینان فرمان فردوس منزل کانپور سے بے طلب شقہ خاص بادشاہ رحمت گنج مین مقام کیا لیکن بیخبر تھے اپنے نمک پروردۂ قدیم سے کہ وہ پیشتر انکے داخلہ سے احرام پر کمر باندہ چکے تھے نواب امین الدولہ کو کچھ نشیب و فراز سمجھا کر ایک شتر سوار مع فرمان شاہی بھیجا کہ تم بے اجازت حضور قصد داخلہ لکھنؤ نہ کرنا پھر جاؤ و بمجرد پہونچنے حکم قضا شیم کے جیسے سب حجاج خوش تھے کہ بعد اس مدت کے ہم اپنے عیال سے ملین گے مایوس ہو کر پھر کانپور گئے نواب اسی وقت رات کو سوار ہو گئے۔

بادشاہ نے اسی دن نواب امین الدولہ کو سررشتۂ پیشدستی سے خلعت وزارت اور صاحب دستخط کر دیا نواب سے اہل دل اور عاقبت اندیش نے دولتخواہی اور امر دینی سمجھکر

متعلقہ صفحہ ۲۷۳ جلد اول

نواب منور الدولہ

Monuwerroodoulah.

نمبر ۳۲

عرض کیا کہ آپ نے علویون کے بہکانے سے قافلہ حجاج کو حالت یاس مین پھیر دیا اسکا مآل اچھا نہوگا اگرچہ نواب منور الدولہ کو بھی لازم تھا کہ ایک خط دوستانہ تہنیت وزارت کا آپ کو لکھتے تو غالب ہو آپ بھی کچھ نفسانیت نفرماتے جواب طلب کا لکھتے اس سے رفع توہمات طرفین سے ہوجاتے انھون نے بھروسا اپنی قدامت اور فرمان اور ملاقات نواب گورنر جنرل کیا۔

حجاج صالحین نے جب بحضور قلب عالی منعم حقیقی نے لبیک اجابت فرمائی اور زمانہ ستمگار نواب معین الدولہ سے موافق ہوا یہ سمجھے کہ منور الدولہ بذات خود بے طمع ہین اور بہت مالدار ہین ایسا قوت بازو کہان ملیگا بادشاہ سے انکی دیانت وامانت اور مقدور اور مقبول گورنمنٹ عرض کیا بہرصورت سمجھا کر فرمان طلب بھجوایا چنانچہ روز جمعہ عید مومنین ہر منور الدولہ نواب معین الدولہ مع میر باقر تاجر پہلے عنایت باغ مین آئے انسے بھی عہد ومیثاق مثل اہل دنیا ہوا بعد اسکے اپنے ساتھ بحضور بادشاہ لیگئے کچھڑی با مصالحہ پک چکی تھی خلعت وزارت سے سرافراز ہوے دونون اخوی مقامی ہوے جنرل پالک صاحب کے پاس دونون باہم گئے نذر دی معین الدولہ ڈپٹی ہوکر کاربرار رہے بہت زور شور سے متوجہ کار رہوے اب رزیڈنٹ کے پاس باتفاق جانے لگے کہ پردۂ حجاب مغائرت فیمابین نرہے۔

مرزا وصی علیخان نے جب اتحاد اخوی مقامی دیکھا خائف ہوکر معین الدولہ سے رخصت لیکر کانپور چلے گئے ہرچند معین الدولہ نے رفع شک کیا تشفی خاطر کی نمانا اپنی خوف آبرو سے چلے گئے سمجھے کہ اب صورت حاصل بھی نہوگی مبادا دشمن کمین مین ہو شاید کوئی افتاد ایسی پڑ جاے کسواسطے منور الدولہ کے سب ٹکڑے بھوکے ہین انسے لقمۂ رفاہ کب بچیگا غرض سپاہی معین الدولہ ساتھ لیکر گئے منور الدولہ نے علی حسین خان رفیق قدیم کو اپنے دیوانخانہ کا دارغہ کیا۔

جب منور الدولہ کے اہلکاران مفلس نے دیکھا کہ اس موافقت اخوین کنعانی سے ہمین کار ہیکو فائدہ دنیا حاصل ہوگا اب جگ کو توڑنا چاہیے چنانچہ رفتہ رفتہ رشتۂ اتحاد عہد و میثاق کو جو بہت چست ہورہا تھا ڈھیلا کرنا شروع کیا تاکہ الجھکر اسمین گتھی ریشم کی پڑ جاے اسکی صورت یہ ہوئی کہ جنرل پالک صاحب نے منور الدولہ کے سمجھانے سے بادشاہ سے

معین الدولہ کی کارفرمائی خیرخواہی کی بابت شریعت کی بادشاہ کو یقین ہوگیا اپنے فہم سے
کہ یہ رزیڈنٹ سے موافق ہوگئے ہین پس یہ نقش کالحجر ہوگیا ہفتہ عشرہ نہ گذرا تھا کہ انھین
معطل و خانہ نشین کیا اور عتاب سلطانی ہوا پھر صاحب رزیڈنٹ کیونکر سفارش کر سکتے بظاہر
حیلہ محاسبۂ نظامت خیرآباد مین گرفتار ہوے گھر پہ پہرے آگئے اب مون صاحب کو
بجاے مار سمجھے۔

جب منورالدولہ کا جگ ٹوٹا کارندون کے پوبارہ ہوے بلا شرکت غیرے کارفرما ہوے
مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کو ڈپٹی کیا منشی میر باقر علی کچہری وزارت کے منشی مرزا بندہ علی بیگ
منصرم حکیم میر محمد دبیر علی دونون مشیر خاص طرفہ یہ ہے کہ ان سب مین آپس مین ناموافقت مگر نوابصاحب
یہ نہ سمجھے کہ جب جگ ٹوٹ کر پوا کیلی رہجاتی ہے اسکا مارنا بہت آسان ہوجاتا ہے کئی مہینے تک خان و
فیض ان کچھ کام چلا مقربان اندرونی خاقانی جنھین ایک کوڑی کا فائدہ نہوا کہنے لگے انکی نسبت
امین الدولہ کیا برے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ جو شخص خود نہ کھائیگا وہ کسیکو کاہیکو کھانے دیگا اسی
خوف سے کارندون کے ہاتھ بھی دابجی لگا جب یہ صورت خلاف پیدا ہوئی بعض عاقبت اندیشون
نے نواب کو تہ دل سے سمجھایا کہ جو لوگ اندر باہر کے چاشت خور لقمۂ حرام کے ہورہے ہین لقمۂ
دہن سگ سمجھکر دینا مناسب ہے آپ تکیہ خود جرنل پالک صاحب پر رکھتے ہین یہ تکیہ کچھ کام نہ آئیگا
نوابصاحب اپنی دیانت اور امانت پر رہے کہ مجھسا کارندہ مفت جسنے تنخواہ تک نہین لی ہے بڑے
صاحب حامی و مددگار ہین میرے موقوف کرنے مین بادشاہ سے صاحب سے بگڑ جائیگی
فی الحقیقت صاحب نے حمایت چاہی مگر کچھ نہوا۔

موقوفی نواب منورالدولہ اور پھر منصوبی نواب امین الدولہ وغیرہ

الغرض بادشاہ کو بے نواب امین الدولہ کے ایک دقیقہ برابر ایک سال کے گذرتا تھا
کسواسطے کہ چودہ برس کی حق قدامت رکھتے تھے اور سبز باغ جو نواب معین الدولہ نے دکھایا تھا
اسکی سیر سے بھی دل بھر چکا تھا بلکہ بے ثمر پایا تھا آخر روز پنجشنبہ دہ آخر جمادی الثانی وقت عصر
اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو یاد فرمایا اور اسی وقت خلعت

وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس سے پہلے اہتمام الدولہ کو بھیجکر نواب منور الدولہ سے سکۂ مہر وزارت منگوا بھیجا تھا اسی وقت نواب منور الدولہ نے گھبراکر جنرل پالک صاحب سے عرض حال کیا کہ بادشاہ نے امین الدولہ کو بلوایا ہے غالب ہے کہ خلعت وزارت دین صاحب نے انکی بہت تسلی کی کہ بے ہماری صلاح بادشاہ نہ کرینگے آپ خاطر جمع رکھیں ادھر بادشاہ نے میر حسن علی سفیر سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو بلوایا ہے خلعت وزارت دیں گے صاحب نے فرمایا کہ ہم ہفتہ کو حضور میں آئیں گے جیسا مناسب وقت ہوگا بالمشافہہ عرض کریں گے بادشاہ نے اسکا جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آج کے خلعت دینے کو استخارہ خوب آیا ہے اسواسطے خلعت میں تامل نہیں ہو سکتا کہ یہ موافق ہمارے عقیدے کے کونسل خدا ہے صاحب بھی امور خانگی سمجھکر چپکے ہو رہے ادھر منور الدولہ کا کام تمام ہوگیا وہ سب توقع و بھروسا خواب پریشان ہوگیا۔

مدبر الدولہ مشیر خاص نے پہلے اصالۃً چشمد اشت وزارت میر حامد علیخان داماد اعتماد الدولہ کے واسطے تجویز کی تھی اور وہ اسی سبب شاہجہان آباد سے لکھنؤ بیشتر سے آچکے تھے چنانچہ ایک دن باریاب شرف ملازمت بھی ہوئے انکی وضع ظاہری جرب زبانی مطبوع خاطر اقدس نہوئی اس جہت سے انھیں اس منصب جلیلہ سے محروم فرمایا مگر مدبر الدولہ کے سمجھانے سے جسدن نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا میر حامد علیخان کو خلعت پیشدستی عنایت فرمایا یہ امر پہلے طے ہوچکا تھا ورنہ کیا عجب تھا کوئی اور امین الدولہ کے تجویز ذہنی ہو جاتا مگر نواب کو اپنا ہونا غنیمت ہوا دوسرے کی فکر کون کرتا اس جہت سے چپ ہو رہے کہ آگے وقت اپنے تسلط کے سمجھ لیں گے۔

جب کپتان شکسپیر صاحب لکھنؤ سے تشریف فرما ہوئے مرزا وصی علیخان کانپور سے لکھنؤ آئے کسواسطے کہ جنرل لو صاحب نے انھیں بہت برا سمجھکے حضرت فردوس منزل سے کہکر شہر سے نکلوا دیا تھا پھر نواب منور الدولہ کے خوف سے از خود گئے تھے مگر شہر میں پوشیدہ رہتے تھے جب دوبارہ نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا روز جمعہ سب بے طلب امیدوار عہدۂ قدیم مگلسرا کچہری وزارت میں چلے آئے نواب نے اپنے سامنے نہ بلایا

بلکہ محلسرا سے نکلوا دیا کئی مہینے تک مرزا صاحب ارکان دولت کی موافقت کے تجسس مین سرگردان رہے آخر معرفت حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی اُستاد نواب و سفیر شاہی اپنی صفائی کرکے پھر دربار مین آنے لگے پھر ایک سبز باغ دکھا کر خدمت دستکات و اصلباقی عمال پر مامور ہوے دو سو روپیہ درماہہ ہوا۔

شیخ احمد بخش رئیس شیخ زادہاے لکھنؤ نواب کی پہلی نیابت مین ناکام بلکہ زیربار ہوکر رہے تھے نواب نے اُنھین داروغہ دیوانخانہ کیا شیخ اکبر علی اپنے داماد کو اُنھون نے اپنا پیشدست کیا شیخ صاحب نے بمقتضاے اپنی شرافت و نجابت کے تاحین حیات نواب کی رفاقت سے ہاتھ نہ اُٹھایا ہرچند نواب علی نقی خان نے اپنی وزارت مین بلوایا مگر یہ اپنی وضعداری سے نہ گئے عذر کیا کہ پھر آپ کو ہمسے کیا توقع ہوگی دُنیا چند روزہ ہے لیکن نواب نے اپنی قدرشناسی سے اُنپر یہ احسان کیا کہ اکثر لوگون نے اُنکے دیہات زمینداری پر درخواست اضافہ کی دی مگر قبول نہ کیا نواب امین الدولہ بعد اپنی معزولی خانہ نشینی مین کچھ اعانت خرچ کی کرتے رہے آخر اُنھین کی رفاقت مین مر گئے اور خدمت دیوان خانہ مین نسبت مرزا وصی علیخان کے بہت نیکنام رہے۔

لیکن باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے امور سلطنت و رتغیر وزرا بادشاہ کے خاطرخواہ صورت اصلاح و دوام باستقلال کسی سے نہ نکلی اور ہر وزیر سے کھٹکا بھی رہا اسی واسطے آمدنی ممالک محروسہ کو ہر تیرھوین ماہ کو بحساب پورنماشی ہندی قسط تیرہ لاکھ روپیہ کی ذمہ وزیر کے مقرر فرمائی کہ عمال سے وصول کرکے داخل خزانہ کیا کرین وگرنہ نارسا ہوکر موقوف ہوجائینگے چنانچہ سال کی دس قسط ہوتی ہین جسکی جمع ایک کرور تیس ۳۰ لاکھ ہوئی مگر اس تاکید شدید پر بھی کبھی خزانہ مین ایک کرور بائیس لاکھ سے زیادہ داخل نہ ہوسے باقی منجملہ تقاوی رسیدات وغیرہ لی جاتی تھی لیکن یہ صورت بھی زیادہ ایک سال سے نہ چلی ہرچند نواب امین الدولہ اپنی سرخروئی کے لیے اکثر محلات بادشاہ سے قرض لیکر قسط کو پورا کردیتے تھے بادشاہ کی آخر ہر مہینے تاکید ۱۳ کی شروع ہوتی تھی وجہ اسکی یہ تھی نذرانے سب کے موقوف ہوتے تو توفیر مال سرکار ہوتی چھوٹے بڑے کا نذرانہ تھا

اسکا علاج کیونکر ہوتا۔

اس عرصے مین سعید الدولہ علی محمد خان بہادر بیٹے میر ہند علیخان فرمین نواسے اکرام اللہ خان جنکو خدمت اخبار ملکی اور صدر امانت تھی انکی خواہر محترمہ مقرب بادشاہ تھی انکی سفارش سے پیشدستی نواب ملی ہرچند نواب سے شکسپیر صاحب نے بصلاحا فرمایا کہ ہم بسفارش میر حامد علیخان نہین کہتے مگر آپنا ہم جانتے ہین کہ یہ مرد چالاک وغیر متدین ہے اپنی منفعت کو مقدم سمجھے گا اور یہ سے بھی نہ بنیگی اس جزئیات مین تمھین اختیار ہے آخر وہی صورت پیش آئی اور نواب صاحب کھلکر سفارش مقربان محل کیا کہتے کہ مین نے بمجبوری انھین کیا ہے۔

فی الحقیقۃ اس شخص کی معاملہ فہمی کارگذاری شفقت کشی جودت طبیعت تھوڑ میسی ہمت مین کچھ شک نہ تھا لیکن عجلت اخذ منفعت خود اور بیبا کی اور بیمروتی سے بنا کام بگڑ جاتا تھا اسی بہت سے مردم آزاری زیادہ کی دعاے غربا ے مومنین جلد مستجاب ہوئی کہی مہینے تک اپنا باغ سبزہ دکھایا آخر لوگ تنگ آئے کچھ معاملات سے فائدہ دنیا ہوا پھر نواب سے بگڑی اور خواہر محترمہ سے بھی نہ بنی قید ہوے بعد اسکے نواب فارغ البالی سے کام کرنے لگے نواب نے ارکان دولت بیرون سے آشتی وموافقت چاہی کسی سے صفائی نہوئی سب سے زیادہ مہاراجہ بالکرشن بہادر رتھے اُنسے بظاہر صفائی رہی اور خوف یہی لگا رہتا تھا کہ یہ کلید حساب ہین اور کسی کو اُنکے مقابل ماموریہین کرسکتے تھے کہ میری بھی قلعی کھلجائیگی مگر جا کر طرح دیتے تھے۔

اس عرصے مین ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ ہوے آنکی نازک مزاجی اور تیزی مزاج سے ہر شخص خائف رہنے لگا چنانچہ طامس ہیر جو سر دفتر تھا اُسے بوجوہ معطل کرکے فلپ کو اکبرآباد سے بلاکر ماموریا لیکن اتفاقاً نواب سے موافقت ہوگئی تھی اسکا سبکو استعجاب تھا چنانچہ جب صاحب لکھنؤ سے جانے لگے گاڑی جیا اسپ اور ظروف نقرہ میسز وغیرہ تقریباً سات ہزار روپے کو نواب نے لیے اور جب نواب نے بادشاہ سے خرید کو عرض کیا تھا نہ لیا سمجھے کہ رزیڈنٹ اگر رہتے تو مضایقہ نہ تھا جس طرح جنرل ناٹ صاحب کے سالے کی گاڑی وغیرہ مول لی تھی انھین قیام ہوا تھا کسی گوئیندہ نے صاحب سے بھی اسے

تصریح کہدیا تھا چنانچہ صاحب نے بطور شکایت نواب سے بھی یہ فرمایا تھا مگران کے ممنون و مشکور رہے۔

خلاصہ جب عشرۂ محرم مین خبر فتح لاہور آئی صاحب نے میر حسن علی سفیر سے فرمایا کہ توپ کی سلامی ہوا نسے تبلیغ رسالت مین کچھ خلاف مزاج صاحب سرزد ہوا برہم ہوکر کہا انھین عہدۂ سفارت سے موقوف کرو اور پھر تاکید تمام سلامی توپ کو کہلا بھیجا عذر عشرۂ محرم نہ مانا ہرچند کہ یہ امر خلاف حکم شاہی تھا رات کو توپ سلامی کی چلی جب میر صاحب موقوف ہوئے ہر شخص مقرب کو حوصلہ اس عہدۂ جلیلہ کا ہوا مگر نواب نے مولوی میر باقر علی کو اپنا استاد مرد مسن سمجھکر مامور کیا حفیظ الدولہ خطاب ملا چند روز مین خود نواب صاحب از راہ شکایت فرماتے تھے کہ یہ مثل دیوار گسنہ ہین مین اصلاح کاہ گل انپر کیا کرتا ہون کسواسطے کہ مدت عمر سے مولوی رہے معاشرت صاحبان عالیشان کب نصیب ہوئی قوانین سے بالکل ناواقف کوئی پوچھے آپ نے پہلے کیا سمجھکر مقرر کیا تھا صاحب انکی نافہمی سے بہت گھبراتے تھے۔

جب کئی سو ضرب توپ ضبط لاہور کانپور پہونچی کلکتہ کو راہ خشکی سے جاتی تھی محض نمایش حکام ہندوستانی کے واسطے بادشاہ نے نواب و مہاراجہ کو بنا ظر صاحب رزیڈنٹ روانہ کانپور فرمایا کنار گنگ لشکر اُترا دوسرے دن پار اُترکر بخش علیخان کے بنگلے مین گئے اسکے داخلہ کی توپ سلامی کی چلی اہل لشکر کے واسطے منادی شہر ہوئی کہ انکے اسلحہ سے کوئی مانع نہو کہ یہ مہمان ہین۔

روز سہ شنبہ صبح کو سب فوج کنپ پریڈ پہ آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی گرد توپون کے دور دور احاطہ کرکے سپاہی اہتمام پر کھڑے ہوئے پھر جنرل فوج کپتان فریزر صاحب رزیڈنٹ نواب وزیر الممالک اشرف الدولہ صاحبزادۂ نواب صوبہ دار پیشوا سے بھی احاطہ مین اس سرے سے دوسرے تک توپون کو دیکھتے چلے گئے پھر جنرل صاحب نے کمپ کھینچکر نواب کی سلامی لی رخصت ہوکر نواب کے بنگلے مین آئے شب کو کھانے کی صحبت مین شریک ہوئے اسکے بعد نواب اس پار اپنے لشکر مین آئے صبح کو صحبت چاء سے

پانی ہوئی بہت سے صاحبان فوج وحکام نظامت آئے سلامی توپ ہوئی وقت رخصت پان اور عطر دیا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت لشکر بیان کی اس عرصے مین کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ہوے انکا مزاج سب سے زیادہ تیز وتند تھا اور انکو گھوڑدوڑ کا شوق تھا سوداگران بمبئی سے عربی اچھے لے لیتے تھے باقی وثیقہ دارون کو لگا دیتے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھجوا دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کانپور نے نواب کو دیے جو قیمت انھون نے کہلا بھیجی انھون نے بھیجدی۔

جب ڈیوڈسن صاحب وانہ ناگپور ہوے کرنل رچمنڈ صاحب تشریف لائے نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے ناٹ صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرنل رچمنڈ صاحب کو تبدیع رزیڈنٹ لکھنؤ کیا بعوض حسن خدمت فتح پنجاب قندھار صاحب موصوف کسی رزیڈنسی پر کہین مامور نہین تھے ہر امر مین بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے برڈ صاحب کو واقفکار سمجھکر اختیار کلی دیدیا تھا وہ بہت بیدار مغزی سے کار فرما ہے۔

انتقال حضرت ظل سبحانی

حضرت شاہی دموی مزاج تھے اور ابتدا سے عارضۂ جوانی مین مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جبتک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر ہفتہ مین تنقیۂ خاص وعام کرتے رہے بلکہ اکثر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج خون مین تامل کرے گا پھر مزاج قابل اصلاح نرہے گا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مر گئے مسیح الدولہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج فصد مین تامل کیا بادشاہ کی خاطر پر رکھا اس جہت سے کثرت خون فاسد سے تحریک عارضۂ مزمنہ ہو کر عارضۂ سرطان پیدا ہوا ہرچند فصد بھی متواتر لی گئی ہفتہ عشرہ مین حال غیر ہو گیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ تاریخ ماہ صفر ۱۲۶۳ھ روز شنبہ چار بجے دن کو مطابق ۱۸۴۷ء انتقال فرمایا سن شریف اڑتالیس برس پانچ مہینے بارہ دن کا تھا عین شباب تھا اور صاحب حسن تھے مگر اس عارضۂ لاحقہ سے وہ حسن نرہا تھا تن توش بڑھ گیا تھا حضرت خلد مکان کے زمانہ

تک جوان رعنا تھے دربار مین کوئی صاحبزادہ انکے مقابل نہ تھا حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے ۲۷ - روز یکشنبہ زیر سوتی محل کنار دریا خیمے مین غسل دیا اور میدان سنہ مین مجتہدین نے بجماعت کثیر نماز پڑھی خود پیادہ ساتھ ہوئے جلوس شاہانہ کثرت خلائق از حد تھی چھاؤنی میڈو خان رسالہ دار مین خیمہ نصب تھا وہین دفن کیا صاحب رزیڈنٹ اور صاحبان ملازمین شریک دفن تھے نعش کو سادات نے لحد قبر مین آتارا کسواسطے کہ جسیم تھے بعد فاتحہ سب رخصت ہوئے -

حضرت سلطان عالم نے قبل از جلوس تخت نشینی گلستان ارم مین بانتظار برگزیدہ جانشین صاحب رونق افروز تھے دس لاکھ روپیہ کا ارشاد ہوا کہ جمع خزانۂ عامرہ سے سات لاکھ مین تعمیر مقبرہ سبطین آباد حضرت جنت مکان اور تین لاکھ روپیہ کا نوٹ گورنمنٹ مصارف مقبرہ لے لو چنانچہ کئی برس مین تعمیر مقبرہ باہتمام خواجہ سرایان وغیرہ اتمام کو پہونچی اور نوٹ کا روپیہ اپنے مصرف عیش مین لائے اسی جہت سے مقبرہ باختیار شاہزادی رہا اگر وہ صورت ہوتی تو البتہ ایک رونق مقبرہ رہتی اب کچھ نہین حالانکہ کرایہ گرد کی دکانون وغیرہ کا کچھ کم نہین ہے -

الحق کہ ایسا بادشاہ دیندار خداپرست مقید صوم وصلوۃ بعد شاہ صفی کے کوئی اس خاندان عالیشان مین نہین گذرا نماز روزہ حج وزیارت کا اگر سرکار سے کبھی اتفاق ہوتا تھا ایسے مستحق تجویز مجتہد العصر تھے آیندہ انھیں اختیار رہتا -

حضرت جنت مکان نے صاحبات محلات معلی اور اپنے متوسلین کے واسطے [illegible] لاکھ کا کاغذ نوٹ بطریق قرضہ سود فیصد [illegible] تعلی [illegible] لاکھ پھر [illegible] لاکھ جمع کل [illegible] لاکھ

تفصیل صاحبان پنشن نوٹ

نواب فغفور محل صاحبہ ملکۂ کشور ماہواری	[illegible]
نواب خسرو بیگم	[illegible]
مرزا محمد جواد جرنل سکندر حشمت بہادر	[illegible]
نواب امین الدولہ	[illegible]

سلطان العلما مولوی سید محمد صاحب مجتہد العصر

Syed Mohommed.

نواب معین الدولہ　　ما ر

افسر بہو صاحبہ　　ما صہ

نواب تاجدار بہو صاحبہ　　ما صہ

بھپھو بیگم استانی جی　　ما ر

سید محمد میر شمشیر الدولہ　　صہ

حسن علیخان چیلہ　　صہ

دفعہ تقسیم نوٹ سے لک

نواب تاج آرا بیگم　　[illegible]

جناب عالیہ مریم مکانی　　[illegible]

نواب فغفور محل صاحبہ　　[illegible]

دفعہ کواغذ نوٹ برائے ملکہ گیتی وملکہ عہد صاحبہ وغیرہ متعلقان [illegible] لک

صاحبان رزیڈنٹ

جنرل لو صاحب	ہز اکسلنسی جنرل نات صاحب	جنرل پالک صاحب
شکسپیر صاحب	طامس ہیڈ ڈیوڈسن صاحب	کرنل رچمنڈ صاحب
پیشدست وڈپٹی	نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان	نواب امین الدولہ
نواب منور الدولہ	پھر نواب امین الدولہ	

اس عہد دولت مین تین ہزار سوار ۲۸ ہزار پلٹن نجیب تلنگہ سواے چند پلٹن باہتمام انگریزی داخلہ خزانہ عامرہ ایک کرور [illegible] لک نقد سواے رسیدات وغیرہ۔

نواب امین الدولہ بہادر صاحب ورع وتقوی ومطیع احکام شرعیہ مقلد خاص مجتہدین جب خانہ نشین ہوے بعض خواص کے سمجھانے سے نواب منور الدولہ نواب معین الدولہ سے بھی صفائی ہوگئی مگر اگر وقت منصوبی مین ہوتی یہ صفائی تو البتہ بہتر تھا جب دونون کی قطع امید ہوگئی پھر کیا اور صاحبان رزیڈنٹ بھی سب انسے راضی رہے الا فقط کپتان شکسپیر صاحب انسے خوش نہ تھے یہ سبب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا تھا وہ بسبب

اپنی عداوت کے کہتے سنتے رہتے تھے اس سلطنت مین کوئی انقلاب یا حادثہ زمانہ یا اور کوئی امر عظیم نہوا جو باعث تحریر ہوتا فقط ضروری جو گذرا ضبط تحریر ہوا نسبت انقلاب سلطنت حضرت سلطان عالم کے جو دوسری جلد مین ہے —

از تحریر کتاب جنرل سلیمن صاحب تحویل خزانۂ عامرہ لعہ لاکھ روپیہ ایک لاکھ چھبیس ہزار اشرفی چھبیس لاکھ امانت گورنمنٹ —

خاتمۃ الطبع

شکر شہنشاہ حقیقی کا کہ جسکے فضل و کرم سے **جلد اول** کتاب نادر العصر موسوم بہ **سوانح سلاطین اودھ** جسمین مسلسل حالات جزو کل اولاد و احفاد و صاحبات محلات و خاندان مملکت اودھ کا مع احوال عمائد و اراکین ریاست اودھ از عہد دولت میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک سعادت خان جنت نشان تا زمان حضرت امجد علی شاہ مذکور ہوا اور ہر ایک کی تصویر ہر ایک کے احوال کے ساتھ نصب ہے ایسی نادر تاریخ آجتک نہین ہوئی جو سالہا سال کی شفقت مین مستجمع کمالات صوری و معنوی **سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعروف بہ سید محمد میرزا ائر صاحب** نے حسب ایماے صاحب الاشان ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق یہ کتاب موصوف بتصیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون قباب جناب ہز اکسلنسی **مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر** کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور وغیرہ مطبع ہذا مین چھپکر نذر شائقین ہو چکی ہے اور اس سے پہلے یہ کتاب ہر دلعزیز اور کمیاب دو بار مطبع **منشی نول کشور** لکھنؤ مین طبع ہوئی اور اب حسب ارشاد شائقین مطبع **منشی نول کشور** واقع کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب **منشی پراگ نراین** صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہے بماہ نومبر ۱۹۰۶ع حلیۂ طبع سے آراستہ ہوئی

جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطان عالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانۂ وزارت مصنوعی وجبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانۂ غدر

مسطور ہین

حسب الایمای حضرت والا شان جناب ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھپی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH, VOLUME II.

فہرست مضامین و تذکرہاے تواریخ اودہ جلد دوم

——:o:——

——:o:——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر
انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے
ساتھ داخل محلسرا ہوے بادشاہ کی نعش پر سے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھا
تو کسیطرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کردو کہ یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہان سے
گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب
حالت بے قراری سے برآمد ہوے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بے قراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زیر کوٹھی
مین آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح سے
صورت اتفاقیہ گذارش ہو جاے لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض ہو سکی اسی عرصہ مین

امیرالدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالنگس صاحب استقبال کو آتے ہین ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمربستہ جلو رسواری حاضر ہوے ۔

حسب اتفاق اوسدن یہ مؤلف کتاب بھی نیلام چھاونی منديا و مین گیا تھا بمجرد سننے اس خبر کے وہان سے جلد چلا تاکہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہوجاے جسوقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا جابجا لوگ باتین کررہے ہین جب قریب مکان ظفرالدولہ کے پہونچا اور ریلی گارد نے گذرا ہجوم دیکھا یا شہر اور جابجا امرا اور اہل دربار کی سواریان خالی کھڑی دیکھین اوس وقت مجھے یقین ہوا اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جاکر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کی پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دور دیہ سوار اردلی تُرپ صاحب کے کھڑے ہوے پاے اس عرصے مین اوسی ہجوم عام مین سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریزجان کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجیے مین سب طرح سے حاضر ہون اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے میرے حق سے اسوقت محروم نہ رکھیے اور جبتک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کرلیا چاہیے اوس سے کہا کون ہے نواب نے یہ پیام بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ دار ایسے امر عظیم کا ہون اس عرصے مین سوار اون کے گھوڑے بھڑکے لوگ ادہر کے ادہر ہوگئے مین بھی لوار سے ہٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص کافور ہوگیا مین سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان عالیشان کے صاحب اولوالعزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہین اوٹھاتے فی التحقیق اگر خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدمات سابقہ یہان آیا دیہان بھی مستحق اور غیرمستحق دونون قصور نہ کرتے ۔

القصہ مین ور وازے سے ناامید ہوکر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک چپراسی دیوان عام نے مجھسے کہا کہ آپ کو مین بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا پھر اوسے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراج بالکرشن کی سواری آئی تب پھاٹک کھلا مین بھی داخل ہوا اروش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے آتے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہوے مجھے اور منیع الدولہ اور میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کروادیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب و رو ڈاکٹر لو
و کرنل ولکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن سوچ
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنی با دولت و اقبال نے باعانت و امداد سرکار
سرکار کمپنی انگریز بہادر بوراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت
اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا ومی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر خاص بھی کھڑے ہین بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون
اشتغال مچایا پھر اسی سے ولایتی تلوار لے کر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی تھر زینے سے
کھڑے ہو گئے جب بوجہ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلہ آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوجھ سے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوئے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی مین جا کر بیٹھے اور دو در وازے
بند کر لئے کھڑے ہوئے ایک صاحب کے ہاتھ مین خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر دیکھ
کر مجھ سے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مین نے کہا انھین پہچان رکھیے یہ مصاحبان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرۂ خلوت ہوئے نواب
علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوئے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی - نواب امین الدولہ نے اوسوقت نعمت کرم داشتن خیال
کر کے مجھ سے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مین نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
خلیل الدین خان کو سمار کے ساتھ واسطے تجویز قلعہ مشہ لشین مقام قیصر
احاطہ رسالہ چھاونی سواران مینڈو خان مین بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن
صاحب برگیڈیر چھاونی منڈیاون تشریف لائے فقط اونھین کے آنے ہی کا
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی کمرے مین لے گئے
بعد اسکے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوئے پہلے

تخت

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عباے خاص بر دوش زینے سے
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے بعد ازان چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے جابجا زرالوہوکے تخت جیسا شاہیا
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو لازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باجہ انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین منادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۳۵ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسرائے پہلوے بارہ دری ہوے۔
صاحب رزیڈنٹ نے برگیڈیر میجر کپتان لام صاحب کو جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو بعد رسوم الہام دیکر رخصت کیا ہے دستور پہرہ انگریز کا کرنل جان بیلی صاحب کیوقت سے چلا آتا تھا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سرائے خاص پر گئے متوسلان جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین تمیز علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جنرل
مرزا اسکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ اُنکا باپ مرگیا ہے اُنکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
قدر مین گئے سے بیٹھا و مقربین اوسوقت نصیب اونکی دولت ہوئی امین الدولہ دو جوان اولش لیکے
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی کربلا نصیر الدین حیدر بخش ہوا اور شب
کو ابر غلیظ ہر طرف سے گھر ہوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کربلا باغ تک عجب

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عباے خاص بردوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجد الدولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جیسا ہمیشہ
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو لازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا باجے ہونے لگا باینڈ انگریزی نبجنے لگا شلک سلامی سر ہوتی شہر مین منادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۳۵ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت روان تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسراے پہلوے بارہ دری ہوے۔

صاحب رزیڈنٹ نے برگیڈ ر میجر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو روز سوم انعام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزیکا کرنل جان بیلی صاحب کے وقت سے چلا آتا تھا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سرای خاص پر گئے متوسلان جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قیصر علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جرنیل
مرزا اسکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مرگیا ہے انکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا کے
قدرت مین آئے یہ نماز مغرب اوسوقت نصیب اونکو کیا دولت ہوئی امیر الدولہ دو جوان ادلش لیکر
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی گھر کا ہوا شیر خدا بخش ہوا اور شب
کو ابر محیط ہر طرف سے گھر رہا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کمہار باغ تک عجیب

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ہجری مطابق ۱۸۲۱ء و ۱۲۲۹ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد ۱۸۷۸ساون سدی ۱۲ روز منگل ۵۸ گھڑی ۲۹ پل چھاچھتر ۲ - گھڑی ۲۳ پل اندرجوگ

اسد ۱۲ | میزان راس ۲
سرطان ۱۱ | سنبلہ ۱ | عقرب ۳
جوزا | قوس ۴ مریخ
ثور مشتری ۹ | حوت ۶ | جدی ۵ قمر
ذنب حمل ۸ | دلو عطارد آفتاب زحل زہرہ
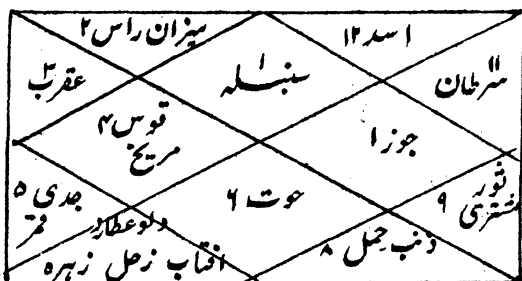
طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ - خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ - خانہ دشمن وجنگ وخوف ونفع وغلبۂ اعدا برج دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن وافسونگری وحیلہ جوئی ودروغگوئی ومکاری اوسکی زحل آفتاب سے دشمن ہے نصارا اوستاد وآتالیق بادشاہ ہی اوسکی دلیل یہ ہی کہ بادشاہ سے خصومت ہو ایک دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دن کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و ۸ خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست وسعادت -

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص صاحب شمشیر ہوے آیندہ امیدوار فضل وکرم سے شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را -

الغرض ۱۵ - دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی حسب دستور زمان سابق جاری رہا
بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرحبخش بیت السلطنت قدیم کو بہمین سمجھکر
چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے۔ ریذیڈنٹ صاحب
نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آباے کرام کے وہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت بادشاہ
نے فرمایا مجھے وہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھہ آپ کے خلاف بھی نہین - بعد اسکے
اہل دربار اور شاہزادگان والا کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح
بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا -

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص در دولت
پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب
نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کئی
دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا
صندوقچے مین داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اونپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا
اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد
تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا -

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول سکے نواب
علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے
صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمیٰ سے

۱ - خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معذور معروع -
۲ - ابوالحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر -
۳ - ابوالنصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا دسیمد محمد حامد علی بہادر -

۴ - قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔

۵ - آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔

۶ - صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔ — اختر محل

۷ - جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔

۸ - محمد علی۔ — معشوق محل

۹ - مرزا برجیس قدر۔ — نواب حضرت محل

۱۰ - قمر احسن مرزا۔ — مہدی بیگم صاحبہ

۱۱ - قمر قدر مرزا۔

۱۲ - محمد عابد علی بہادر۔ — فخر محل

۱۳ - مرزا آسمان جاہ۔ — رشک محل

۱۴ - قمر احسن مرزا — واجد محل

۱۵ - قمر احمد مرزا امجاد علی بہادر۔ — معشوق محل

۱۶ - مرزا محمد جوگی بہادر۔ — جہان پناہ محل

۱۷ - مرزا محمد جلال بہادر۔ — صدر محل

۱۸ - قمر احسین مرزا بابر بہادر۔ — اکلیل محل

۱۹ - بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔ — عیش محل

۲۰ - مرزا کام بخش بہادر۔ — الفت محل

۲۱ - روشن گہر مرزا قائم علی بہادر۔ — حور محل

۲۲ - مرزا مسعود علی بہادر۔ — شاہ نواز محل

۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔ — دل افروز محل

۲۴ فرخ مرزا ابوتراب بہادر۔ — نونہال محل

۲۵ - مبارک مرزا اعلیٰ بہادر۔ — ہمایوں محل

۲۶ - اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔ — تابان محل

۲۷- سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸- تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹- سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰- مسرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱- بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزادہ محل
۳۲- ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳- محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴- عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵- دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگالہ محل
۳۶- خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷- کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	ولا ونیہ محل
۳۸- دارا جاہ مرزا ابوالعلی بہادر	مبارک محل
۳۹- بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱- شہر آرا نواب کبرے بیگم	سلیمان محل
۲- صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ سپہر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم	نواب بیگم
۶ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	رشیدا محل
۷ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سرو سہی

۸- نواب سریر آرا بیگم		خاقان محل
۹ بنت الملک نواب صغرا بیگم		معشوق محل
۱۰ تاج آرا نواب صبیہ سلطان بیگم		شہزادہ محل
۱۱ مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم		سلطان محل
۱۲ حکم آرا نواب شہربانو بیگم		جہاں پناہ محل
۱۳ نزاکت آرا نواب مہدی بیگم		سرفراز محل
۱۴ محفل آرا نواب معصومہ بیگم		صنوبر محل
۱۵ محل آرا نواب کنیز صادق		صدر محل
۱۶ منزلت آرا نواب رقیہ بیگم		محبوب محل
۱۷ عفت آرا نواب طیبہ بیگم		مجسم محل
۱۸ حسن آرا نواب فاطمہ بیگم		عیش محل
۱۹ ملک آرا نواب عابدہ بیگم		عمدہ محل
۲۰ بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم		بوٹا محل
۲۱ بزم آرا نواب سکینہ بیگم		منظور محل
۲۲ رزم آرا نواب خدیجہ بیگم		منصور محل
۲۳ مشرف آرا نواب کنیز خانم		حسن محل
۲۴ مروت آرا نواب مہدی بیگم		ملکہ سیمتن
۲۵ شکوہ آرا نواب شمیدا بیگم		اعلے محل
۲۶ گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم		حسن محل
۲۷ سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم		حضرت محل
۲۸ بدر آرا نواب اکبری بیگم		خوشحال محل
۲۹ شہر آرا نواب معنی بیگم		مبارک محل
۳۰ سلطان آرا نواب پوتی بیگم	صاحبزادی جرنل صاحب	

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادی بیگم -	بادی محل
۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم	مرغوب محل
۳۳ - زکیہ بانو بیگم	بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں ہیں - جملہ ہیں

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہوتی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے نہ تھے۔ مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے - اللّٰہم زد ولا تنقص -

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ
بہائے بندگان خاص دادر
غم و رنجے کہ در عالم عیان است
نمائم شرح این اجمال اکنون
بعہد بادشاہان اکثر اوقات
پس از فرخ سیر از دست دشمن
مگر بود آنہم از قہر یزدان
بعہد آصفی مختار دولہ
بود اسباب قتل او نمودار
شدہ ہنگامۂ اکثر امیران
ہر یک بود دعوائے ریاست
ازین ہنگامہ ہا از بہر ہر یک
مگر در لکھنؤ از جور گردون
کہ از نیرنگئ گردون دون آہ

رقم سازم ز آشوب زمانہ
رسد آلام روحانی مقرر
پے مومن برائے امتحان است
برنگ مثنوی و طرز موزون
بملک ہند شد زینگونہ آفات
بہر یک حال سادات ہست روشن
مکافاتے ز خون بادشاہان
شدہ مقتول خنجر در اثا وہ
بظاہر جرم و بدخواہی سرکار
بدہلی ہمچنین بعد از نجف خان
باین اسباب شد بغض و عداوت
ثبوت وجہ وجھے بود بے شک
تباشد فتنۂ بے وجہ اکنون
عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور منتظم | وزیر با کرم شان بے رستم
بسبب عادت خود صبحگاہان | روان شد از پئے مجرائی سلطان
بہ دورنگعیش ہنگام رفتار | شدہ ہمراہ معدودے جلودار
بظاہر پنج شش کس از سواران | بجز سید ہمہ زنہاے میدان
یکے نامرد عیسے لنگ پا بود | نجف نام شریرو بے حیا بود
دگر در مذہب خود بودہ ارشد | خلاف مسلک آل محمد
سوم مشہور ہر برتا و پیر است | جوان خوب نامش شاہ میر است
چہارم بود سید میر میدان | شہید و عاشق شاہ شہیدان
علی او را ہمیشہ در امان داشت | چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیادہ چند کس از خاص بردار | بدست ہر یکے برق شرربار
یکے سرکردۂ آنہا برہمن | ہولاس اسم بدل مانند بہمن
غرض بگھی بیامد در روانے | بزیر مسجد سلکہ زمانے
ہمانجا چار کس از بد معاشان | بباطن کافر و ظاہر مسلمان
یکے فصل علی و دیگرے اکبر | دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
ہمہ ہر چار کس کردند فریاد | کہ بر ما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پلٹن | کمیدان بے سبب گردیدہ دشمن
مرا دانستہ از جنس پیادہ | ز تنخواہم بما دامے ندادہ
شنید این نالہ چون نواب ذیجاہ | ازین فریاد ہر یک گشتہ آگاہ
بہ فرط رحم و عدل و بذل اشفاق | عنانے در کشید از زہدی اخلاق
کہ ناگہ چون سگ آن سگہا دویدند | ہمہ تا زینۂ بگھی رسیدند
ہولاس آن چاکر بگھی بیک بار | زدہ یک ریسمان بر آن ستمگار
بجواں جرأت نمودہ آن دلاور | دگر شمشیر زد بر دست چاکر
یکے زان چار کس بندوق سر دو | گرفتہ گلہ بندوق بر باد

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب
پنجمی رفت بهر قتل نواب

دران هنگامه دستور معظم
که در جرأت بود ثانی رستم

بزد دستے بر آن نا مرد ناپاک
که او از صدمه اش افتاد بر خاک

به همراهش باقبال خدا داد
بر دوے سینه اش نواب افتاد

بسان این ملجم دیگرے آه
بزد ضربت به روی پشت ناگاه

یکے دانست کان نواب ضرغام
رسانده کار را افتاده با تمام

هلاس آن وقت کار شیر نر کرد
که بر نواب خود خود را سپر کرد

قرابینک دگر یک بار سر داد
که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد

بضرب گله فوراً گشت بیجان
ز جرأت لیکن او مانند شیران

شده بر قاتل خود حمله آور
زده یک زخم شمشیر آن دلاور

پس انگه بر زمین از پا در افتاد
تصدق گشت در نواب جان داد

سوارانے که اول گشت مذکور
ز خوف جان خود گشتند مفرور

شنیدم شاه میران آن دم مکرر
ز بیم جان آقا گشته مضطر

باین الفاظ مے کرد آه و ناله
که از جان مے رود نواب والا

یکے بر دست آن مرد فراری
زده شمشیر بهر یادگاری

دران هنگامه لیکن سید پاک
بسان شیر نر بوده غضبناک

ز بس شمشیر پیش نوکرش بود
تلاش نوکر و شمشیر بنمود

به لاچاری بیامد از سر زین
نموده حمله آن مرد خوش آئین

دو کس را چند باشت و لگد زد
پس انگه دفعةً در یادش آمد

که دارم کارد زیب کمر هم
کشیده زود کرد او همان دم

به دشمن می زد آن کارد چو شیران
خورد زخم کاری آن مرد میدان

بحفظ حربه چون باشد سپر دست
رسیده چار زخم تیغ بر دست

بروان شد شل دریا خون سید
شده خم قامت موزون سید

میان چون بے سلاحے نفس بربست
زده تکیه به دیوارے دو نشست

چو شد نواب بے یار و مددگار
نمودہ آن سگان او را گرفتار

ولیکن از زبان بر شقاوت
سبے کردند اقرار شجاعت

کہ اے نواب مثل دلاور
ندیدم در جہان اللہ اکبر

ترا اصلا خیال ظلم من نیست
ز جرأت بر جبین تو شکن نیست

در این حالت وزیر از دو سہ جرأت
چنین فرمود با اہل شقاوت

اگر دارید قصد کشتن من
نمودم صبر اینک تیغ و گردن

نمانم لیک در اندک زمانے
بہ عالم از شما ہرگز نشانے

اگر باشد طلب دیگر شما را
کنید از راہ خود آگاہ ما را

رسانم تا کہ آن مطلب بانجام
ازین شورش نباشد ہیچ فرجام

چو از کردار خود شرمندہ بودند
بہ پاسخ از خجالت لب گشودند

کہ اے بحر کرم را بے بہا دُر
بہ عالم نیست مثل تو بہادر

چنین کس را اگر سازیم بیجان
نباشیم از گروہ مرد میدان

ز تو خواہیم اے نواب والا
امان جانہائے خویشتن را

پس آنگہ گفت آن نواب ذیجاہ
مناسب نیست شورش در گذرگاہ

ازین ہنگام جاے بردہ ما را
ز من سازید اطمینان خود را

پس آن سگہا نہ راہ پاس آداب
نشانیدند در دو دکان قصاب

وزیر آنگہ بہر یک این صدا زد
کہ میشیم ہیچ کس اکنون نیاید

خبر وحشت اثر را چون شنیدند
امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند

بیکدم در جہان ہنگام شدت
پیادہ ہر یک ارکان دولت

فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار
شدہ ہنگامہ محشر نمودار

بجانبازی ہمہ بودند موجود
سوے با ہر یکے نواب محمود

اگر حفظ من و دل خستہ خواہید
بہ ہیچ اکنون ہرگز نیائید

امیرالدوله چون بود بیتاب
بگفتا با یکی زان بد معاشان
امیر اهل ایمان است نواب
ز راه رحم او را وا رهانید
کلام من اگر سازید باور
هم از روی حلف سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نماید از زبان خود چو اقرار
ملازم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند زینها ر زیدنت
پس آنگه صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نماید
برای بخیه گر باشد اجازت
بگفته آن همه بسیار بهتر
یکی بخیه زنی از توپ خانه
زده چون بخیه ها در زخم نواب
دو سه بار آب خاصه نیز طلبید
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفت واکشر هم
رزیدنت آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
خدا ایذای جراحت هست بیتاب
بجای خویش خود ما را نشانید
دهم پنجاه تا از صد هزار زر
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده یا چند صاحب
همه از روی دانش یا کشیدید
برفتم اولاً تنها رزیدنت
ز دشمن پرسش وجه اسبب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور رو الکین شرافت
همان دم آمده از لطف و اوبر
که بود آن شخص او استاد زربافه
شده نواب را بس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
لیک کار دگر گشتن می توانم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دولتخانه خود می نشانم

زر مقبوله هم محمول فیلان
شوید اکنون سوار فیل بازر
عرض نواب را صاحب رها نید
مع زرتار زرد سنهٔ تبرده
سوار پالکی خس گشته نواب
بدولتخانه از اقبال شاهی
پس از دوروز گشته روبکاری
بجرم آن سیه کاران نظر کرد
شده آن جمله بیرون گشته محبوس
مگر جرم همه نواب ذیجاه
ولیکن پیشتر زان بانی شر
زخون دلرشان خویش وناگاه
بجرم سابقه در بند زندان
بهریک جرم شان گردید ظاهر
وزیر اعظم از راه عنایت
زراه رحم و با الطاف بجید
خدا نواب را دارد سلامت
با قفال خدا نواب و + لا
ترس از تیغ کین مجروح بوده
شده در عرصهٔ یک ماه کامل
بهریک خلعت و زر شد عنایت
بروز پنجشنبه بعد یک ماه
عطا شد خلعت شاهانه پر زر

طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آرید از دل شکر داور
به پشت فیل اعدا را نشانید
بسر هنگان انگریزی سپرده
روان شد خیل خورشید جنابت
بیامد از عنایات الهی
بحمد الله که از تائید باری
ز کوٹھی صاحب آنها رها کرد
ز جان خویشتن بودند مایوس
زراه مرحمت بخشید هر تقصیر
شده زین گونه چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت ناله و آه
شدند از حکم شاهی پا به جولان
ولیکن روبکاری هست دائر
به آنها مے کند اتمام حجت
طعام خاصهٔ خود مے فرستد
برائے بندگان ست آب رحمت
رها گردید چون از شر اعدا
علاجش داکٹر صاحب نموده
شفا از جمله مکروهات حاصل
برسم تهنیت شد جشن عشرت
چو آمد بهر پابوس شهنشاه
به فیل و پالکی و لعل و گوهر

نواب مدار الدولہ علی نقی خان

ALINAQUIKHAN

ز تشریف وزارت گشت افزود	زر بفت ریشمی اشیاے معدود
زره خود و کمان و دواستانه	دگر چار آئینه هم بر ستانه
شهنشه اینچنین کرده عنایت	نموده جمله مختار ریاست
بحمد الله که بر نواب ذیجاه	شده زینگونه الطاف شهنشاه
بدورش گشته شد این احمد پیر	که دارد شهرتے در فن تحریر
به پیری بر طرف گردید ناگاه	کند هر روز و هر شب ناله و آه
گدائی نیست هرگز عادت او	به پیری شد پریشان حالت او
سعید الدوله او را پیش ازین آه	نموده از ستم چون قتل ناگاه
شه جنت مکان از روی اعجاز	نمودش زنده هم گردش همرا فراز
کنون از رحمت نواب عالی	شده شامل بامید بحالی

براے چارده معصوم او را
دوباره زنده کن نواب والا

معزولی نواب امین الدوله و منصوبی سید علی نقی خان بهادر

خلاصه باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نه تھی بلکه ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیه ہر نو پیدا ہوی چند روز امین الدوله کی جبت سے گذرے نواب نے حسب فہمایش و صلاح دہی بہی خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھ کر بعد جلوس بادشاه اوسکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا که میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کناره کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے که باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکه کیا عجب ہے که حسن خدمت و خیر خواہی زبان ماضیه کی منت جاے اب بادشاه جس شخص کو چاہین وہ اوسے بخوشی اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پہنچا دون آیندہ اگر حسن خدمت سمجھیں تو جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے مقرر فرمائین مین او سپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب مجھپر ثابت ہے کہ بادشاہ بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہ نبیگی بڑے صاحب نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدا وقت مین تم کنارہ کش ہوجاؤگے ہمارے نزدیک خلاف تمھاری قدامت وخیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمھارا پاس وحفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم از راہ مآل اندیشی عذر کرتے ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک وبد سمجھا دینگے چنانچہ بڑے صاحب نے باشاہ سے مشروحاً سب اونکے نشیب وفراز سے سمجھایا بادشاہ نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری وخیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے ایسے کلام سنے مطمین ہوے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکہ آفاق اور نواب ملکۂ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹاکر دوسری صورت کیا چاہتے ہو پھر ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمین ہوے مگر یہ سب باتین ظاہر دنیاداری کی تھین باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونیز کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب ختم درانی دخودپسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی ۔

خلاصہ بعد چند روز کے ایکدن بڑے صاحب نے بےانتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر
ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ تاکید شدید
جو تیرے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے مگر در پردہ اس تصور
سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھین موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی
وزیر کیجیے انکے دماغ مین بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال و قوت
سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے شرافت
کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک مسجد جو اونکے مکان
کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز بانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب
ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت
بادشاہ و رزیدنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حسب حکم
نظر بندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے
صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی
یاوری اقبال سے سبت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ روبروا میر الدولہ کی
بہ پایہ اعتبار مین نہ تھی ہر چند انھین از راہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن
امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہو گیا تھا بلکہ واسطے
کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو دوسو کا در ماہہ تمھارے واسطے ہو جائگا
تقدیر اوسپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمھارا ہو جائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان تبرمان
حضرت خلدمکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا
کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوئے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدہ شکر بجا لاؤ اسکا انجام
ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ مین ملاقات ایسے
ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی
جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہین لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اس جستجوی قیام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بفائدہ اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ - شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق ۹ - جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت شدنی سی باخبر ہو چکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چارو ناچار موافق معمول در دولت پہ حاضر ہوے مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر اور راہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونھوں نے جانے مین کچھ تکلف کیا دوبارہ پھر طلب ہوی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز آپ کے ساتھ جاتے تھے اس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے شیخ اکبر علی داروغۂ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون -

بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید خصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اس جہت سی اوسیدن کے خلعت مین تامل ہوا مگر صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش پر یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سی اونھون نے اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی فرمابری نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت امور واجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکاری تھی امین بمینت سبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے - فی الحقیقت صاحبان عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا - بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے -

غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار رہتے ہو پھر

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہوا اونکی پیشدستی کا
انھین خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سوداگیون سے
بجہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ وہاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ ابھی جا کر اوس دہرہ کو جو سوداگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھود ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا
عظیم تمام شہر مین ہوجائے یہ دہرہ جو ہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس
فریاد کو چھاؤنی سنڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب رائے جوہری
کارندہ نواب تھا بڑیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شعلہ
جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہ گیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب امر نہی بادشاہ
آیا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کیگئے کہ یہ امر
خانگی ہی بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین
بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ کی زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان ۱۲۷۳ھ *
مطابق ۵ اگست ۱۸۵۴ء ۹ ۲ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا
دو رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت وشہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
معتمد الخاقان تلمیذ السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح معقول معرکہ دشمن کاہی
ساعد مساعد یکرنگی وصفا ناہج مناہج صداقت ووفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ
یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً و تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر ۔۔۔ موافق اونکے
[illegible] ہو مگر ہنوز مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ ۔۔۔ الدولہ مرحوم ۔۔۔

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر نسبتی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوئے بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت داصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کابین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلیٰ اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سرا کو خدمتین عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وہاج الدولہ۔ رفیع الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتم پر پہنچ گیا تھا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے نیکنام ہوا اور بقیہ عمر [illegible] بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے اور ہر شخص سے مشکل سے [illegible]
بار عظیم سلطنت کے اٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کے واسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسباً و نسباً خصوصاً من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت
پہچانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدہ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر
[illegible] بہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص جو معزول ہوتا ہے اگر نیابت کا رشتہ و مشورہ
ہوا کرے تو سب سے بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ امور مملکت خویش خسروان دانند
نواب وزیر الممالک مثل امرای ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت اپنے پیشتر
خائف تھے کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منسوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
[illegible] رحمدل اور [illegible] اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہوں حسباً و نسباً
اور پہلے مراتب [illegible] بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اور انکے اسلاف کرام اقربا ے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور اس سلطنت سے بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ نسبت حضرت سلطان عالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجئے تو وزارت کو فخر ہوا و گرنہ اور ونکو وزارت سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہی خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف بیش آئین جو موجب ترقی اور بقای مرتبت و حقوق دلی نعمتی بہ نیکی و خیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور شیران بد سے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا نابادشاہ کا کا ہونا تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شہرتی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت بہ جانفشانی و خیرخواہی سرگرم و مستعد ہوی امر سفارت خاقانی بتواسطۂ وزیر اعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا ونسا کچھ کم نتھے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے تحریرون مین تھی فی التحقیق آدمی کی ہوا ے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہی نفس قناعت نہین کرتا سطمینہ مشکل جھانہ از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سببین بادشاہ عادی تھی خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدۂ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و صفائی اپنی رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہی جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوی آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوی ۱۲ شہر ذیقعد روز شنبہ سنہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب نبے پیام سکے ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب فرمائے اور اپنے پاس کے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چاہا روناچاہا یہ تھا یہ سبب حوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور رہی و گرنہ وہ نو نظر سے جاتے رہتے

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولو العزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے۔

اس عرصے مین ثابت الدولہ وتاج الدولہ ثنا علیخان برادران عینی مقربان خاص نظام بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب مین آئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور بدربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ باب سفارت مین مشورۂ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بہ نظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی صاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین لبنگے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی مجھورے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزۂ مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر جہارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار رین تیسرا مولوی فضل حق خیر آبادی مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جائے تو چار یار پورے ہوجائین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے کے کافی ہین غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ یہ نسبت اونکے یہ ہمارے سر رشتہ سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور نواب منور الدولہ کے ہمیشہ دست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ سنجی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری
اقبال سے روز جمعہ ۱۸ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوے اس عرصہ مین
الیٹ صاحب بہادر سکرتر اعظم نواب گورنر جنرل دانک مین یکم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲ شہر
ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوے اور باتفاق صاحب رزیدنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے
اور ملاقات معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے
کر کے پھر کانپور کو گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ
لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان مین
کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے ہین

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے
حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ
کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہرایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت
روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا امجد علی خان پیشتر سے چار
پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہر بجنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے
بسواری بادبہاری موسی باغ مین از راہ پاتراب رونق افروز ہوے روز پنجشنبہ ۲۴
کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز شنبہ صبحکو سڑک قدیم نواب گنج
و رحمت گنج سے تشریف فرما ہوے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا اسیطرح کہ اکثر امکان
بالکین سے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصاً دردولت پر ایک دحشت
برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان ہم
خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کتب آنطرف دریا خصوصاً خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ
روشن سنگہ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گردچمن اور دوب بلکہ درخت میوجات سب
ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ
مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا۔

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنؤ اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بسلوری بادبہاری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوی باغچہ طلسم کا دیکھکر بہت خوش ہوی صاحبان عالیشان نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہی بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سی منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوی سر برہنہ رو بقبلہ کھڑی ہو کر کمال خشوع وخضوع سی درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تہلکہ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جرنل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب منابچی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہ جمجاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بڑے جلوس سواری سی تشریف فرما ہوی رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر ہار گوشہ ملے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرٹر اعظم مع صاحبزادہ نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوی۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر بڑی جلوس سواری سی تشریف فرما ہوی بعد نصف ساعت بادشاہ شان وشوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوی اوسوقت حسب تجویز صاحب رزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبردار ہر عائد او ر اقربای شاہی کے ہاتھ مین دیے یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھی اور ۱۲ ٹکٹ خواص عمدہ وار کو ملے یہ امر جو کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ اب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہی بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہی کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین بھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہی کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہی ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

جھیجدیتا ہی لوگ سب آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سوا لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس مین جمع ہو جاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پل کشتی سے اسپار پہونچے ہاتھی پر سوار
ہوے روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو چھپن روپیہ سب نے پایا
یکدفعۃً لولیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہوکر ہاتھیون کے حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر مین مشغول ہوے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو نثار
سے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہو جاوے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو مین بٹھا لیا اور داخل خیمہ ہوے مجمع امرا سے ٹکٹ یافتہ نے درسراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھا کر داخل خیمہ ہوے
اوس وقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ
اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چار پائی کر رہے تھے ایکساعت
تک صحبت چار پائی رہی پہلے صاحب سکرٹر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان
و نمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجۂ اول سے درجۂ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسۂ صحبت مین بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جو کہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات تھے
بہت خوش ہوے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوے ہیں ان سے ماہر ہین تم
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم بہر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہوا اور آپ بہر صورت مالک و مختار اپنی سلطنت کے ہین فقط
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالۂ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوے بادشاہ کیا اور
اکاون کشتیان الماس و پشمینہ بیش قیمت بادشاہ کو اور تمین مرزا سعید بہادر کو چھبیس مرزا
سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری بر زر ۲ ہودج نقرہ - ۶ گھوڑے اوسمین سے ۲ ولایتی ساز طلا
قجری پشمینہ ۲ دمکھی مع ساز و قجری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو پالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس مثل بیا اور جیغہ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو عطر و پان ہار گوشہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کا پنور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر بہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معز الیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دو دو کرسی بے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہسٹنگ صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص محبت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانسامان جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۶ پارچہ کا اور ایکہزار روپے عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل لاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے بعد ایکساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے مراجعت خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالائے مروارید زیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمراہی خواتین خلیل القدر کو بھی ہار دیے گئے باقی اہالی ادہا جونکو پان گوشہ و عطر دیا گیا اور ۱۵ کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانسامان سکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بحیلہ متعلقہ اسباب جیسا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپیہ پائے اونسے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ پیشکش جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا عمدۃ الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انہین ملگیا۔

تب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کے واسطے

کنارۂ دریا اور دریا میں بیڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑ کر بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا میں ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین،

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوی صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے عزت کیا اور بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم چار امرا مع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ صاحب رزیڈنٹ بادبہار پر سوار ہوکر ناکۂ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے شاہ منزل مین داخل ہوے چار پانی فیل جنگی عجب نواب معز الیہ بمقتضای سن پیری و خستگی راہ بہت جلد رخصت ہوکے۔ بروز پنجشنبہ چاہ پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مستخفہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین ہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب روشنی وغیرہ یعنی ڈنر کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور المعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی مین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو اونکے آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی کے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا او منور الدولہ کے واسطے وسیلۂ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی اصلاح نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دو سٹر چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ موافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوٗن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب ۔ نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ ۔ صاحب سکرٹر ۔ کپتان برڈ صاحب

۱ ۔ نواب مبارک الدولہ
۲ ۔ نواب ممتاز الدولہ
۳ ۔ نواب وزیر الدولہ
۴ ۔ نواب سعید الدولہ
۵ ۔ نواب منور الدولہ ۔

صاحبزادے سلیمان شکوہ

مصاحبان خاص ۱۲۷۳ھ [illegible]

۶- نواب امین الدولہ
۷- نواب شرف الدولہ
۸- سلطان مرزا شاہزادہ صفوی
۹- دلیر الدولہ-
۱۰- نواب بہادر-

۱۱- نادر مرزا-
۱۲- مرزا عباس-
۱۳- رضا علیخان-
۱۴- مرزا علی خان-
۱۵- مرتضیٰ حسین خان
۱۶- مرزا محمد حسین-
۱۷- مرزا فضل علیخان
۱۸- مرزا علی عسکری
۱۹- مرزا مہدی پسر حسین علیخان
۲۰- مرزا فدا علی پسر حسین علیخان
۲۱- جعفر علی خان
۲۲- امیر مرزا
۲۳- محمد عطا خان-
۲۴- سید محمد خان مخدوم
۲۵- جلال الدین حیدر
۲۶- مظفر الدولہ-

۲۷- محمد علی خان-
۲۸- میر نظیر علی خان-
۲۹- مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان-
۳۰- احمد حسین خان-
۳۱- نواب حیدر علی خان
۳۲- نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ
۳۳- میر نواب ابن مرزائی صاحب-
۳۴- ڈاکٹر میر عنایت حسین-
۳۵- منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ
۳۶- اعظم الدولہ
۳۷- رفیق الدولہ-
۳۸- مولوی ذاکر علی-
۳۹- مظفر حسین خان کمبوہ
۴۰- منشی جانکی پرشاد-
۴۱- احمد رضا خان-

صاحبان خلعت

۱- منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی	۷ پارچہ	۵ رقم جواہر-

۲ - بابو بھیرون چند رخزانچی رزیڈنٹی	۹ پارچہ	ایک رقم جواہر
۳ - اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ	
۴ - مظفر حسین خان کنبوہ	۴ پارچہ	
۵ - مرزا مہدی علیخان مہتمم چارپائی	۴ پارچہ	۴ رقم جواہر - ایک تردلی
۶ - نانک چند مہاجن -	۵ پارچہ	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق تھے اور اولاد نواب مختار الدولہ - سرفراز الدولہ - امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکار مین باعث فتنہ وفساد کے نہوے بلکہ بموافقت سرکار مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام ہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سی ظاہر ہے مقام استعجاب بیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی -

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے آلہ آباد سے بموافقت لود صاحب کمشنر لکھنو آئے فی الحقیقت یہ خلعت مولوی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر بموافقت عملہ سرکار اپنی حسن تدبیر سے اور لود صاحب کی محبت سے انکو ملا چنانچہ جب کپتان بڑد صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم بندہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی اختلاط کی باتین کر رہے تھے کہ دفعتہً چپراسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکمرتبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج جھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنو مین آتے جاتے ہین مجھے اون سے کیا کام ہے غرض غدر کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دار دغہ کو کارفرما سمجھکر دار دغہ اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے -

الغرض روز دوشنبہ ۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گونٹے کے ہار کے بڑے مالاسے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۲ بجے واسطے رخصت نواب گورنر جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فمایش صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات ناز دوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو بتقدم پہنچایا کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھہ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق میرے اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے کچھ بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھہ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی حسب دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماری دار نقرہ دیا اور شاداں و فرحاں رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے ازراہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت وحدانی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ حسین آباد مین رونق افروز ہوں اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی بے تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی کے تھے اور ترپولیا تلبند تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور کنول نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوا مستوسلین سرکار کوئی تماشبین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے۔

غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنٹی مین داخل ہوے مرزا دمی علیخان جو میور کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ رنج کانپور سے تین کرائی ڈاک مین جا رہا پانی اور سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ از راہ توافقیت دستور مع ہمدم صاحب باغ مین دریا کے او سپار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت کیفیت سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طایفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوا سوجہ انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشمون مین ہو گیا جب کپتان بیرڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہوا ایسا کبھی پیشتر ہیان نہین ہوا کہ سوا بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چھٹی مین حامل چار پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے۔ پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین سڑک چار باغ سے روانہ کانپور ہوے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ ناکہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوے۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزۂ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا معتمدین سرکار نے بہ قراین سمجھکر یون بیان کیا۔

حال بادشاہ اودھ اور بدنمائی راے باصواب رزیڈنٹ ہوتا اور استغاثہ رعایای شہر نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد دو دو لکھنؤ ہم خود سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ سے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر

Vajid ali shah

ویک جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرحوبہ لازم ہے ہمنے تخانیہ مین بہت سے مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرحکی مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف ملک شاہی مین مبدل مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی اونکی دولت کے ہو اور درستی فوج بھی باٸین شالیستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ جنگی اسی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہوکر بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کرسکے ۔

خلاصہ رتق فتق مہمات سلطنت بتجویز وصلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال ہوتا تھا اور بجل بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہونچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسانی زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاوے اور اگر سرکشی رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کر انتظام کامل عمل مین آوے اور اگر متمردین کارگزار ونکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے ۔ لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرحکا فتور انتظام مین نہو اور از روی قانون کوئی شخص خیانت نہ کرسکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہے ۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجب سردار سیرچشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے خلعت عنایت کیا پشمینہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی بابت ارز بازار اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسی خلعت دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک تامجان ۶ گھوڑی ساز طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ ایک اون کشتی ملبوس خاص سر او دگر با کشتی جو

وظروف نقرۂ وسٹ ظروف چینی کارطلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی
بیشترین بدری دو شالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہرنگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور
سرتیج قدیم مالہ سرپیچ دولڑا مرواریدا انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر
جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ دہائرا صاحب عمدہ صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے
اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لیگئے تھے یہ امر
سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہی سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ
اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لندن سے بفرمایش
آئی تھی وہی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چندہ آیت
کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ ممالک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین
عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا ور زر تحصیل بسہولت حاصل ہوکہ
موجب آبادی ملک اور افزایش مرد عات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضاے محبت و دولتخواہی
سرکار شاہی منظور ہی اسواسطے کہ فیمابین دولتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد ہی
پس مکرر و سہ تواتر مدارج تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ اس فہمایش مذکور پر جو موجب افزایش
مال و نیکنامی سلطنت ہی حکم کی تعمیل نہ فرماوینگے تو آیندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام
کلی ممالک محروسہ اودھ قبضۂ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جایگا فقط۔ یہی
مضمون دہ شتم عہدنامۂ فردوس منزل ہی۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس
آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل حکمنامہ تھا دیا اور پھر سب طرحسے کمال خلوص دولتخواہی
سے فہمایش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاء
اللہ تعالیٰ بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے
مقرر ہوئی اسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ امانی قرار
قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۳- ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رایٹ آنریبل جیمس انڈ روارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب ومعزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دوسرے کو رخصت کرکے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰- شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحًا بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری رائے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی وردولتخواہی سے بجا لائینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر وموجب نیکنامی سرکار فقط-

یہ بھی وہی مضمون محتشم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا- ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا-

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیراعظم ہمراہ رکاب تھی ازراہ آداب پیادے جلوسے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار رہوگا- پس غرض ازین ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے-

بحکم صاحب رزیڈنٹ مہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر دار وغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل
نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود پسند فارغ البال
رہتی تھین اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین
ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے
اکثر وزراء سلطنت سے ممانعت ظاہری ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر
لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب
رزیڈنٹ لبفارش بجیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ
معقول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا
اونھون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ بیگم صاحبہ
بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلای لاحقہ مین گرفتار ہوئے
اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے انپر بہت چشم نمائی کی جو
سراسر انکی خلاف شان خاندان تھی پس بعد از خرابی بصرہ کہ ایک کھلی ہار سر حل کو کتنہ کرتی ہے جناب رزیڈنٹ نے نظر باحتیاط
حفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور اپنے رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ مہر صاحب وثائق بھیجا کہ ہمنے واسطے خبر رسانی محلات کے ایک محلدار
مقرر کیا ہے وہ ہر روز کی صاحب وثیقہ کے احوال سے خبر پہونچا کریگا اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک
باہر داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام
کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے گزرا
سے ہوا سب کے حواس گم ہوئے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی
مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت
سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ
کے دفتر غایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے اور اسی منظنہ مادۂ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ رو رڈیوڑھی کا موقوف کر کے
خود وقت صبح وقت نباضی اطبا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان
برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنے امور
تھے انھین کی تجویز پر محول رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا صاحبان
عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدیدکو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب فارغ البال
بدستور سابق ہوگئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی
حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے
چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت
جنرل کالیفسلڈ صاحب سے کی کہ ہم اس قضیہ مین صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو پرچہ پیام لکھا مولوی
تفضل الحسین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہوئے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاونی کے اور ٹریصاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بسبب ناموافقت آب وہواے شہر
اکثر چھاونی منڈیاؤن مملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے
کو اونکے پاس جایا کرتے تھی ایکدن نواب عزت محل منجملہ اور محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع
سر راہ چھاؤنی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر بندرو بند آدمیون کا اہتمام کر رہی
تھی نیتی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتی تھی سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی
سے اوترکر صدر باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی سی اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند
سواری پر تھی اس جہت سی منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھ کو کئی منع کریگا زیر باغ پہونچی سپاہیون
نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر صدر باغ تک یہ بھی پیادہ گئے
کسواسطے کہ درجۂ سر راہ کو ٹھی کا چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے
اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلوا کر رد بکاری کی - بشیر الدولہ
سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا -

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا چاہے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر قصد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہ پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کو جو سپچ سمجھ کر نگہبانی اور کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا دگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۴۲ء داخل کانپور ہوے۔ بعد توقف ایکساعت روانہ اکبر آباد ہوے وہان سے انبالہ کو روانہ ہوے اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانگس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے

۲۹ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بہ سبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوے اودھ میانکی کاروبار اور رنگ دربار اور مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہو کر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہانکا رنگ اچھا نظر نہین آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر جو دہلی متمنی رزیڈنٹی تھے مدد لکھنؤ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کار گذاری کی تھی کہ ٹھگ اور راہزنونکو گرفتار کر کے پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کردی تھی۔ کپتان شیکسپیر صاحب انتظار تشریف آوری صاحب مین قایم مقام رہے جب شیکسپیر صاحب کلکتے سے دیکھے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکورہ بالا لکھنؤ آئے،

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگوی قیام رصدخانہ کا اس عاصی مؤلف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولیمسن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملۂ رصدخانہ کا

اب سنیے بنای رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش وتجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس قوی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا سوخ دینکا اہی سمجھکر بانی مبانی ہوے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب نواب گورنر جنرل

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوی سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع خیند طلبہ
ہندوستانی اکتساب علم وعمل ہیات کیواسطے مقرر ہوی رمنۂ سلطانی مین بنای رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی تاروں شیدمنزل جسکی بنا جنرل مگلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب نے فعتہً مرگئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر تھے
اونہین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۲۵ سنہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوی معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت روانہ لندن ہوی اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول وبیکار سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفائدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام وکمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھی بادشاہ سی سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کی کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہی جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہی اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہی بہت تعجب ہی کہ آپ ایسے قدرشناس اسکے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور ۵ ، ۷ رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگہ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپے اسکی تعمیر مین صرف ہوی پچاس ہزار کے پتھر دو رہنیون
کے نصب کرنیکو بنارس مرزاپور سے آئی اور لاکھ روپے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وِچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکمنامۂ شاہی کہ مہتمم رصدخانہ تاتکمیل رصدخانہ دوسو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہاری کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھہ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سی واقف ہون اور بسفارش نوکر ہون ورنہ موجب ابتری کارسرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب ممدوح بدستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مؤلف کتاب بسر رشتہ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اُردو مین موافق فہم عوام ترجمہ ہوے - صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور اگرہ اور دہلی مین طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوے اور صاحبان کمیٹی نے اکثر دو بنگالہ انعام اور چھٹی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی مین چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب مین نہ آئے

تفصیل کتب ترجمہ عاصی

۱- علم ہیأت -

۲- آلات آب وغیرہ

۳- ہوا -

۴- علم مناظر — غیر طبع

۵- قصہ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ

۶- مقاصد علوم لارڈ برہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی -

۷- رسالۂ حرارت

۸- رسالۂ ہوا

۹- رسالۂ آب

۱۰- رسالۂ آب - یہ چارون رسالے کتاب طبیعات سے ہین - غیر طبع

۱۱- رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برکلی - طبع مطبع سلطانی -

۱۲- رسالۂ علم ہیأت ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام

۱۳ معرفت طبیعی - پیلی صاحب — طبع مطبع دہلی -

۱۴ رسالۂ مقناطیسی — ؍؍ ؍؍ ؍؍

۱۵ رسالۂ آلات رصدیہ سمسن صاحب — ؍؍ ؍؍ ؍؍

۱۶- رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

۱۷ - رسالۂ علم مناظرہ کتاب طبعات سے -	غیر طبع
۱۸ - قوانین دستور العمل انگلشیہ اُردو و فارسی	؍؍
۱۹ - تواریخ ممالک اودھ اُردو	زیر طبع
۲۰ ایضاً فارسی	غیر طبع
۲۱ ایضاً ترجمہ انگریزی	؍؍

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد
نوکر ہوی بعد چند روز کے دوسرا رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب
موصوف دونون رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھی اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھی حضرت جنت مقیم
نے دہ دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ
رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے -
ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائی صاحب نے مشاہدات کواکب کیے
ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائی صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت او
عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپیے سرکار سے طبع
مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار
کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھی مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲ اپریل
روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کی علاج سے مر گئین
اسی مہینے کی ۸ تاریخ کو سنہ ۱۲۱۸ غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے
صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوے اور وہان سے اون لڑکونکو
اونکے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین
ورم ہوگیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری
یہ ہوئی کہ کپتان ہاتنگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست
صادق تھی صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد و یکجہتی نرہی جو جنرل
لو صاحب اور جنرل کالیفانڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مرجاتا تھا اوسکے

عیال والطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ ہر چند
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب سارے صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہی اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب سے ملاقات
تک نہ کی آخر وہ انتظار کرکے راتکو ۹ بجے ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی قیام
رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انھین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہی لہذا یہ امر موقوف
خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۹ لاکھہ روپیہ جو دو
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت شفقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہو چکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
سنڈیاؤن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر میکلین کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوے صاحب کو عمل طائر اس کثرت سے ہوے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۸ء بوقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستاری کو آگئی تھین انکے شوہر مہم لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام
پادری صاحب و ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
شام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشیع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنو مین خبر آئی بڑے صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ جنکی تعین غالب ہی کہ اوسکی خرید مین ہزارون روپیہ صرف

کیسے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئیں بہت سی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب و ولیمسن صاحب متنا نے کپتان ہاکنس صاحب کا مال مالِ دوست سمجھکر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا۔ مال مُردہ بیں مُردہ۔
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی۔
جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشروحاً عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ علم کچھہ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور رہے ہوا اور اگر کچھہ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنیل مارٹن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھہ کم مشاہرہ پر بھی راضی ہو جائینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف اس کو جیسے کہ ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جا اِلدہ کا خالی مقربان خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے۔
خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل توشہ خانہ محمد الدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بہ عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی بابو رشک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے۔

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصد خانہ کا بدستور قائم رہنا

۶۔ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہار شنبہ ۲ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱۔ ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادے و امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی ہوا۔ ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنسی ہوے اتواپ سلامی سر ہولین۔

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی
مناسب ہے کہ عملہ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو
بھی حکم خزانہ عامرہ مین پہونچا بدستور قدیم بنگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات مین مصروف ہوے
اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۲۴ - فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت
ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ برا العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس
کرین چنانچہ محلسرے شہنشاہ منزل مین بالمشافہہ بادشاہ سے باتین کین جس سے تسلی
تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سواے عارضہ خفقان و مراق
اور کوئی عارضہ تحقق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت ایجنسی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی
اور ڈپٹی ہوجاتا۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا برق
سے بھی ارشاد کیا تھا حلاصہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سوا اطباے ملازمین
سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہین چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ
صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہرطرح باغ سبز دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل
کیا اور پھر خدمت داصلباقی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوے اور مشیر خاص
صلاح دہی اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً انسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ
بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود بخود پیدا ہوے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم
ثانی نواب محمد خان - مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے
کو بڑی قوت چاہیے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض
ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنی
شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران گرتھی اگر ایسی تھی تو ہزار دن ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمانہ ماضیہ جنرل
لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین حضرت
پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اسصورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور جو
سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہین ہی لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ حکم محکم اسکی اخراج
کا شہر سی ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزائے مذکور تشریف لیگئے اور
پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ قصور مرزائے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ زمان
سنت مکان مین انکی روبکاری ہوچکی ہی بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کاروبار وزارت
کیا تھا اور میرے عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت کا نتھا اسواسطے انھین
نواب گورنر جنرل کے چاے پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدرشناسی
کمال و فور عنایت سی بنگلہ میورڈاک مین اپنے دستخط خاص سی چٹھی حسن خدمت کی عنایت کی ہے
اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ
مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اوسکا
جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مرد ذی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات
سابقہ مرد کارگذار سمجھکر منصرم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط۔

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضاے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے
بمقتضاے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو
تحقیقات کی کچھ احتیاج نہین ہی لہذا مناسب ہی کہ انکو مداخلت کاروبار سی معطل کیجیے۔ چنانچہ دسوین
تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سی مجبور ہوکر مستوفی ہوے لیکن دوسو روپے تنخواہ کے
بدستور رہی خدمت اطلاق و واصلباقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور
مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا
انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادۂ دومی بادشاہ کئی مہینے سے تبلای تپ دق و سرفہ مزمن ہو رہے تھے آخر مستسقے بھی ہو گئے اطباء ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخر کار محول بڈاکٹران کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسیر شخرہ صاحب مع ڈاکٹران چھاؤنی شہزادے کے دیکھنے کو آئے اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھہ تجویز کر کے چلے آئے لیکن کچھہ مفید نہوا اسکواسطے کہ وقت ہاتھہ سے جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو ہچکی نکلی اوسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ہم بجے صبح پہلوے حضرت جنت مکان مین دفن ہوے اس خبر متوحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسیدن بادشاہ بہ نسبت اور دنون کے بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخر کار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتداے عروج ریاست سے جسے اکسو کئی برس گذرے کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھے۔ لیکن مصلحت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بسک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت مین نواب کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہِ جہان　　جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیر خاک نہان وارثِ تاج نگین　　خاتم دستِ سلیمان بی نگین شد ہای ہای
زیبِ دامانِ جنابِ حضرتِ خاقانِ ہند　　زینتِ آغوشِ پاکِ حورعین شد ہای ہای

گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفاتِ او ہمین
ماہِ اوجِ سلطنت زیرِ زمین شد ہائے ہائے

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک کی نسبت صیدوحید مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت تصور بڑے صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور متعلقہ سلطنت حسن تدابیر و مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو اس خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا ضرور نہ ہوا فقط اسی پر عمل کیا گیا اور حسب دستور ناظر صاحب ممدوح تاکید رونگی کو جو مدارالمہام ہیں متعین ہوا چنانچہ ۱۱ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ع مرزاے مذکور مع متعلقین و اسباب بمعیت سپاہ حفاظت راہ اور رسالہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام داخل فیض آباد ہوے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تاکہ شہر تک پہونچا آے یہ تدابیر تیار صاحب انکو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچانے اور توفیق اعمال سکون و قیام کی دی یہ کہ محرک خیر ضائع ہو جائین دیکھا چاہیے اس اخراج کے بانی ہمارے کیونکر سمجھتے ہین فی الحقیقت مرزاے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر اسکیا دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جودہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کرتے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی وادوش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا نتیجہ کیا سمجھے ہین اگر آپ کا بیرون شہر جانا ہی لازم ہے تو بواسطہ نوابصاحب کے صلاح دہی کیا کیجیے

اسمین کچھ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے غرض اوسی دن نواب صاحب نے
بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی۔

مرزا مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبۂ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین
میرمنشی معزول گورنمنٹ کے مہمان ہوئے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انہین کی جہت سے
ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار سے اجازت
قیام قصبۂ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ ایلیٹ صاحب سکریٹر اعظم گورنر جنرل سے
بسبب کتب تعارف بہت حاصل ہوچکا تھا گویا تخم امید بو چکے تھے شاید کہ ہمین بعینہ برآورد پرد
بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب ونایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس تنہہ مین
لگئے جو بادی کتب ہوے مرزا نے برسوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگون کی نشانی رہگئی ہین
ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمائیے اور وہ
کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین
تحویلدارون نے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑ کر چرائی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی
باخفا مرزا محمد جعفر و ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین
کہ شاید افشای راز ہوجائے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے
زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہوگئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے
سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات پتنگ وغیرہ
مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے ایلیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور سمجھا
کہ دیکھئے انکو دیکر مین کیا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے
کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار
ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر ہے
اور مجھے کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے
یقین یہ مطمئن ہوے کہ میرا ہے یہ انشاء اللہ میرے کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کرکے فیض آباد
سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح کی مداخلت نکرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بحسن سلوک کتب چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرحکا تمھارا حارج نہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی نپائی تھی نواب صاحب کی رعایت سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا۔ جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خوبے بد سے باز نرہے رات کو چھپکر سواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے۔ اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی ممتنع ہے بہت بڑا وہ شہر ہی جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و کثیر یہ تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی یکقلم موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیاء جزیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا لازم نکما ہو جاتا تھا کسی کام کا نرہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جایگی اور اردو کے حساب جغرافیہ مملکت تمام

اودھ مین تین ملین نی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اونمین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ نہون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہی اس سے بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کہ معطل اور از خود رفتہ کردیتی ہین اب فقط فی السماء رزقکم پر توکل ہی اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتے ہین اور ازبسکہ میان کی خلقت طبعت دار ہے مضمون خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزرا منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر اڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہی اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور جہان سارا شہر بیکار اور معطل ہو۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات مین باغ گاو گھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام اسباب پھر دولتخانہ قدیم چھتر منزل مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شہام کو حاضر حضور شاہی ہوے اسی جہت سے بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہی کہ بادشاہ فی الحقیقت کچھ کشیدہ خاطر انسے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوے اور حکم قطعی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کسواسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا تھا یہ حال بر بھی بادشاہ و دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متزلزل ہورہی تھی اور تجسس تدبیر تھے آخر محمد خان داروغہ اور بندہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ کیا اور منزمہ احوال بادشاہ سوا اپنے باب مین ہوے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت تھی ایکدن یہ خیمہ بندہ علیخان مین پہونچا ایک سائیس کو روپیہ دیکر اپنی خبر کی۔ جواب پایا

کہ کل ۲ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اوخھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے
آؤنگا نواب کا سلام ہوجاے گا خلاصہ جب گاڑی ادھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
قسم ہو نیر سے جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اوسنے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی رونڈ کے ملازم حفظ
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے
رہزنی کے ڈر سے شب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہو کر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ
بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہرین
بڑی بدہوائی ہورہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہوے یہ خطاب کسی وزیر اعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال
سبکو معلوم ہوا کہ اسکی تذریب دین بندہ علی خان کا مزاج رسوخ ثابت ہوا -

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بالیو بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل معلی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ تیسرے سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدر آباد دریا کے اوس پار کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف شب میر کلو خواص کو مع میانہ سواری اور تلنگی بھیجکر بلوایا انکی مان میر کلو سے کہنے لگین کہ ہم مایوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بن سنور کر داخل کمرہ عالی سرائے فیض بخش ہوئین حکم ہوا کہ پنیر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجاو اوسے پہنکر ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہوچکین پانچہزار روپے دیکر رخصت فرمایا اوسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ سجدہ تشکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدرہی ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہرین حسب دیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا کہ ہم نے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاو ہاتھون کی ایک لاکھ روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپے کی عنایت عنایت فرمائی پانچہزار روپے ماہواری مقرر ہوی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام دیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو بیان کریں افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین ۱ مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہوجاؤن ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنی مین لپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان کی محض لطمع زر دنیا نے مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو لیوے۔ اسکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقرخان بکرایہ جاکر رہین آخر ۷ - اپریل ۹ بجے رات کو ۱۸۴۹ء مین مرگئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان رومن کتیھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجدالدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائی جب صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جوزف شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلای معلی جاوے لیکن کچھ نہوا بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم نبدہ رضا خان مبارک محل مین تھے واللہ اعلم۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہوچکا ہی بیٹی کرنل عیش صاحب کی مساۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جاچکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیونکے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس سیر صاحب کے باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دلسے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت تھان کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہی اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم نبدہ رضا خان کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے دفع ہوجاتا تھا پھر خیدرو ز سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ رات کو نوش کیے رات کو فراج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہوگیا قریب ۲ پہردن کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پہررات گئے جنازیکو اوٹھایا بعد غسل دیا حکم بادشاہ کے موافق رو براے حضور عالم امام باڑہ جنت مین

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے
تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ
کے سپرد بادشاہ نے مال مردہ سمجھہ کر کچھہ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ
منھہ دیکھکر رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و
جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب دلخواہ
بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیدنٹ صدر کلکتہ
مین بھیج چکی تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین -
واللہ اعلم موافقت اہلکارون سے بہت سی کاربر آری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی
کرکٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھہ تامل کیا تھا منہ رنراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا
دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور انکے بیٹے مرزا بندہ مہدی خان کو
اور ریذیڈنٹ یوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط نواجی کو جو صف ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیدنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲ جولائی ۱۸۴۹ء کو صاحب رزیدنٹ نے محبت نامہ مشتمل مدار المہام
سلطنت چند ہدایات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جاید نظر اقدس مین گذرانین
انھون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھہ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ
نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھہ کر بھیجو منشیان خاص نے بہت بنا
بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت
سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب الحمد للہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ
حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدۂ وزارت کے منزلت
قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہرحال مین یہ خیرخواہ سرکار مین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہر صورت

ملکون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب ہے نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین
اپنے رہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے۔

ملال سلیمن صاحب نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا بگڑنا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہونا

سنہ ۵۹ات مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بدانتظامی ملک کے سبب سے رنج ہو گیا
انکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز۔ انکو اپنی وزارت کا دعوی۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی
انکے متوسلون کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی
اسی فکر مین سر بزانو تھے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب ازبس مہربان
ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کوہ غم کو ٹالو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب
سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسا مطالب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ
پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین ذرہ رنج نہین
ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو
رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بدانتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکے
طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قائم نہین رہتے کسی
بات کا پاس نہین سوا اسکے جلسا وغیرہ چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی انکو خراب
کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ خاوندی ارشاد فرمائیے
کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل
فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہماری رائے مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل [illegible] علی خان
اور دیوان [illegible] اور [illegible] وغیرہ جو مثل ارواح عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے
ہمدم و مشیر ہین نکالدیے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوترون کے امیر ہین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اپنے نزدیک
ہوشیاری ومستعدی کرتے ہین بر سر کدہین مگر اس کوچہ سے محض نابلد ہین بادشاہ اونکو بہت
چاہتے ہین اپنے لیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم ایسے ہین کو رہنے دین آنکی پیشدستی کا کام
شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق
عہدہ وزارت بلاکلام ہے اگرچہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر
شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر
انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاشت
ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر
دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب
کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بحرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے
وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال
کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین
اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے بظاہر دربار مین نہ آئین
مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کرنیکو
یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ
بھی کر گذرے ہین بہ نظر خیر خواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوے
وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر
موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چارون پانچون آدمی نظربند ہوے
دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جاکے سلیمن صاحب سے اطلاع
کردو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جاکے سلیمن صاحب سے
کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمہارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست
نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر
یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دوراندیشی کی

تھی کہکے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو
لے آؤ مہاراج نے آ کے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سن کے بہت خوش ہوکے
سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے
پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ
ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوئے مہاراج نے اوسوقت
حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مورد مسرت ہوئے چند روز لکھنؤ مین رہکر جب
بات بنائی نگران دونون حاکمون کی رضا سے ہرگز مطابق نہ پائی ناچار ہوکے مہاراج سے
سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی
صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہانتک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو
مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق
ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جبتک درخت کی جڑ نہ مضبوط ہوئی وہ باد
مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آرہیگا جو اوسکے سایہ مین ہین اونکو بیشک
گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو ابھی سوچ ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے اندیشہ تو تھا ہی
یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے موقع
پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی کہدیا تمکو اجازت دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے
ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضمانی کسی سے لکھوا دو مہاراج
نے رائے سوہن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا
اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرامپور لیگئے ۔

روز چہارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت
مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجدیجئے
اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف باررمنہ شاہی مین گھوڑے سے گر پڑے
تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی دونون صاحب راکھہ کے چھلکے چھاتی پہ

لیٹ کر کوٹھی مین آ سکے تھے ہر چند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بہ سبب شدت درد کے
اوسپر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا - پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے
چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو لبک صاحب آئے خلعت ہوئی جرنل صاحب مرزا کیوان قدر
کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا
اوسکے بعد شرف الدولہ راے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیاقی علاقہ حضور
تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی - شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ
رومال مرحمت ہوا -

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے
جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو
اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے
ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ بتدریج بجانفشانی کار
سرکار بڑھتے جائین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے مادام حیات ضایع نہون کہ اونکو قطع
امید ہوجاے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع
حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشدزادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہوجاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار
بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارش اور رعایا کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان
معرفت میر دو بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل
کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و عشرت بخواری مین مشغول
ہوے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور بُرے کا جاتا رہا
افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپس مین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہین
بیس سے زیادہ نہوتا تھا مستاجر صاحب اخبار داروغہ سے ہو کر جاتے تھے چنانچہ یہ اجارہ

لاکھہ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ ۔ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو ۔ مگر دفتر جرنیلی خاص داخل تخفیف ہوگیا تھا پس جب ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی چنانچہ ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے عملہ سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہرج کار سرکار ہوتا ہے چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہوکے مہم لاہو کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سوارون نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی تھین اگر ہمیشہ سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کا ہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی و خرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہوکر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصد خانۂ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور بہ تصحیح و مقابلہ کرنل ڈکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی جسمین جز شاہد اور تعریف زائد جانب داری کیسی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل ہارٹ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جائے مگر خوبی قسمت سے اپنے یہ بالعکس صورت ہوئی ؎ امی روشنی طبع تو بر من بلا شدی ۔ صادق آیا یا القرآن

نبرایہ صاحب متوفی و بسفارش جرنل کا لیفلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر
ہوا تھا از راہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بسبب خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہوکر
برطرف کیا ہر چند مین نے واسطے کہا کہ اگر مین خود پڑھکر ان مقامات کو سناتا اور خفا ہوتے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ لے گئے۔ یہان کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسراوقات مع عیال اطفال ۸ ابرس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عہد کے
کے ہو رہ دولت کربلا قاسم رزق کا تھا باعزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سنا۔ صبر کیا۔ جب عملۂ رصدخانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد والہ آباد سے آئے تھے جنرل سلیمن صاحب سے درخواست
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن دستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین
رنج ہوا ہے بعد اسکے بلحاظ جنرل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے
اس متوسب کے بہرحال صبر کرنا چاہیئے۔ جب جنرل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مگر الحمداللہ کہ وہ کتاب جو بلا خطہ
بادشاہ مین آئی تھی ۸ یا ۹ ا جز تھے اب ۰ ۷ یا ۰ ۸ جز کے تقریبا کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل جمیرلین صاحب نے خود اور پایر صاحب سے ترجمہ کروایا
ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہین کرسکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص از راہ قدردانی طبع کرائے۔ جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھ پہ نیکی یاد کرینگے۔ آیندہ اختیار بخدا۔ وہ کسی کی محنت برباد نہین کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط۔

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسراے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی ماں سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اور اسے اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادونکو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسۂ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے ماں نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوتی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغۂ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی اسی نے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ شل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگم صاحب معالج ہوے خدا نے شفا دی فی الجملہ تکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشدزادہای جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بہ سبب کثرت مصارف انکی تنخواہ دینے مین وقت و دیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہوجاسے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کردیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت دقت اور مہینون چڑھا کردیتے تھے یہ سب بیبیان بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھونپر محرم کا باجا بجا کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہوگئی تھی اور اونکے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن دہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو ہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے بنام نامی مشہور ہو چکے ہین غالب ہے کہ انھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسینے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس جہت سے اکثر مرشد زادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل ہو گئے آخر ایک دن تنگ ہو کر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی سنڈیانون مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہو کر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمدرفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا فی الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہاء الدولہ نواب حسین علیخان بھی تصور رسیاہ شاہی
تھی بیس سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے
جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہین معلوم
کیونکر کانپور پہونچے وہانسے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤن، چوبے پور کی سرا
مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوے تھے
بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ
نواب کو پکڑ لیجائین تھانہ دار آیا اوسنے باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے
سی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر
کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت و بیسامانی سے اسباب
دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریرآرائے سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی
لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی۔ بادشاہ بیگمصاحبہ نے از راہ کمال ترحم و صلہ
رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامرادتھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرض
بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ
متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ ماہولال نے اپنے خوف
جان و مال سے نواب و خوانین کو دیا اونھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنیکو دسے
کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف
کو چند روز تک دربار رجایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا
بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منا سنگھ زمیندار کے گھوڑے
پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن کے بعد
ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آئے فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیکے نوٹ گورنمنٹ نواب کو خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زاد راہ مین سو اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی تنہا چند ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بوشہر مسلم یعنی ناظم بصرہ بالیوز بغداد نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت و مہمانی موافق دستور ولایت پیش آتے کئی سوار اور چاوش اونکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی تھی جب دورے کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام نا فرجام سے منزل ما بین عباس آباد و میامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اونپر رجز کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے بڑے قادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور قید کرکے پشت پہار پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پانون مین ڈالدین اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصہ مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہی نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے مین جلا لیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دوجبھی چھوڑونگا یہ کہتے تھے کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا مہران کے پاس لیجاؤ وہ روپئے تمھین دیدینگے وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا۔ غرض اوس قافلے سے زن و مرد

چالیس آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶ - آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر
اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا
تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی مُنہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت
سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھجاتا یعنی جتنے
آدمی ہین سے کم ہونے اسکا حصہ بڑھجاتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر
کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاے چلمہ دار سے نواب کی پنڈلی پر
کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب
ہلکی پیسنے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک
کرتہ اور لنگی نواب کو دیہی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی
سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا پیر اکرتہ اور لنگی مین نے اوسے دی خلاصہ نواب عجیب
مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب
کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرماے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت
انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت فلد منزل
مین یہ خبر آئی زایرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون
سنتا تھا جب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بازندران کو لکھا اونہی پانچہزار روپے دیکر نواب کو چھوڑایا
وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالبوز ہوے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ورنہ احترام اور لوازمہ
مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات
عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوے کانپور مین ڈوہان صاحب کے
بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا وہ تاجر جنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ آیا

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آراے سلطنت ہو انکا حال سنکر از راہ صلہ رحمی خفقنہ طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی اسمعیل گنج مملوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال او سپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے بآداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو۔
جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی تھی
پیر نو سالہ گھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا
دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسی بھی قے کرکے نکالڈالتے تھے
ابتدا مین سبب سوگ تھے انگریزی حوضہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مشی کرنے تھے
اور قے اختیار کی تھی اس سے بہت دبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے بڑا ربط
تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیر اندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے
ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔
حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی تشکر خدا
کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرمنہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی
انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلاے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط
سرکار ہو کر نیلام ہوا ازدواج و اولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے
لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار
روپے پاتے تھے اور منتہای عنایت اسپر تھی کہ غیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور۔ جبواڑہ بیلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے انسے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطۂ جواب وسوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو یا خفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل نہ نفاق ہوا۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوئے نواب کو معرفت دیوان
تیغا لعہد بعد عہد و میثاق نفاق باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس تحمل
دانشمندی اپنے بڑے بھائی کے کلیہ عقل تھے برہم کردیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی صحبت بادشاہ کشیدہ ہوئی خانہ نشین ہوکر پایۂ محاسبہ مین آئے بابت
تنخواہ سپاہ جبکہ پاس مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیگر مہاجنان بازار سے
گا غلط فہمی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کردینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت فرمایشات کے انکار روپیہ سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہوچکی تھی اور یہ
اسیر نادان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہوجائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر
حیلۂ آبرو ریزی حاکم وقت سے جان کر اور نہ بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپے تخریب اپنے ولی نعمی ہوئے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بخلاف مغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاؤنگا نواب نے سب قبول کیا تھا۔

غرض جب ایسے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا جسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ سلے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا خلاصہ جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتنا مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اوچی سنے سلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا ادبے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار لگاتے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کر دیا تیمیان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھے دغا کی یہ کہکر مر گیا حاضرین نے کہا یہ ہزیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ صبحکو وسکے پانون مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر مہاجنی اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچۂ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا لکھا ہوا تھا دوسری طرف انعام قتل۔ شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو متقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے صمصام الدولہ مرزا جو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست حقیقی نواب تھے انھون نے پہلے الشیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا جو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ سید نبی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولنے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جال ہے مجھے مطلق اس حال سے خبر نہین۔ حکم ہوا انھین احاطۂ راجہ درشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین مسلسل ہو بعد کئی مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبا سے کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا۔

اب شیخصاحب کا حال مفصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا کے

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑ جائین گھر مین بیٹھ رہے جب یہ چوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطانی
انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھوا اُون —
اوسنے کہا مین خواجہ محمود کو قوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوسوقت
شیخ جی سمجھے کہ رنگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا
شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگاکر سراسیمہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص
جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے
باہر نہ نکل جاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائیگا ظلم نواب
ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلاؤ مین داڑھی موچھ منڈواکر بیراگی بنکر شہر سے نکل
جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدیگا تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی ثابت ہوا کہ جو
اپنا رسوخ ثابت کرتے تھے وہ کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار
مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آکر کہنے لگے کہ ہر صورت شیخ جی کو امان ہے
مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کرکے
پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازہ پر پہنچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ
حاضر ہے میر اسد پا برہنہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیجاکر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے
اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم
امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوسے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میر اسد حاضر ہے
اور نواب سے جاکر کہا۔ فرمایا اپنے پاس رکھو دو تین دن بیکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت
آئے سو روپیہ درماہہ نواب نے مقرر کیا۔ بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ
جعل و فریب کا پیش آتا تھا اسے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی مشق شاعری سے موزون کر دیتے
تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے۔

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیخ جی نے محض خوشنودی
مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ دگر ریختہ یعنی (کاشوریہ آتش شلجم گر ریختہ) اور پھر اونکی غزل
کی تاریخ باز گر ریختہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپئے انعام کے ملے تیمم صحبت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تمسخر شروع کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ دیکر شربت پلایا اور بہیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد بیر تھا سرد شربت پیکر اور بازار کی مٹھائی کھا کر بصورت نشہ کی اوسے پیدا ہوگئی سو گیا شیخ جی نے عصا سے پیر کو کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سید سے نیقہ محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی کنبھاری کے میانہ مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول بار بھیجدیا وہان سے کانپور ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپئے ملنے لگے اور ہر سال قطعۂ سال جلوس پر خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزا ئی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو دوسو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین از راہ تخفیف برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا صرف بیجا نہین تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہین غرض یہ سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا بسبیل مذکور جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ از راہ نفسانیت بیان کیا ہوگی برسون تک مرزا حاجی کے دربار مین بندے کا اور اونکا ساتھہ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے گھر مین رہتا ہے تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے قبسہ مین مرزا کو

اسلئے میر ابراہیم ... نے ... انام حجت چہپا کر اگر مجھے دستخطی رقعہ مرزا لکھدین اس مضمون
کا کہ آپ کے بانی مبانی محمد حسین علی خان بھی ہین نہ تھا اسوقت تمہاری اطاعت سے باہر نہونگا -
جب عہدہ نیابت انہاکے ... مین ہو جائیگا پانچہزار کا سوا جسیر سرکار شاہی سے مقرر کردونگا اور
انہا کارخانہ بہت بھی آپ سے لونگا بعد ... نواب نے جواب صاف دیا کہ مجھسے کسیطرح
اطاعت تمہاری نہو سکیگی اور ... صاف ہونا کسواسطے کہ یہ مصائب دل سے نہ بھولینگے
جو تم نے مجھپر کیے ہیں - آخرکار نواب نے بادشاہ سے ہر صورت اجازت نہوئی لیکر
دسوین تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۲ء راجہ بختاور سنگہ راجہ
شیودین سنگہ وغیرہ اردلی بادشاہ سے بار برداری گاڑی - بہلی - کہار - اسباب - ضروریات
اور سپاہی لیکر آئے کئی دن تک اپنے محل سے کوئی عذر نہ سنا اور بادشاہ سے جاکر
اسکا عذر واجبی عرض کرتے تھے ناچار روانہ ہونا ہوا پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہوے
سارا شہر ... جمع ہوکر ... کا تماشا دیکھنے کیلیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اپنی زبان
نامناسب ذلت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا اسوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلائق سے
کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک مین کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ
نے بمنت ... ان سبکو سوار کرکے شہر ... کے باہر کردیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ
پیر علی شاہ پر پہونچکر رات وہین بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوے پہلے کانپور مین کرایہ کے
مکان مین رہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پریڈ پر مول لیکر رہے نواب نے اپنے مکانات سب نواب
محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رعیت شہر مین ہوگی تو اونسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آجتک
اونہین کے قبضے مین ہین مگر نسبت اوس زمانہ کے اب شارع عام سڑک پر ہو گئے ہین -

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب معتمد الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ متوجہ بس اپنی نام آوری کے رہتے تھے ہر چند
زمان سابق سے کے جہت مرزا مین اور اونمین صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

ہوتی ہی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلواۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دو سو روپیہ درماہہ
کردیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر بدر ہوے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور با امید یہی کہ اگر وزیر ہوجائینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمدالدولہ
کی صحبت سے فرخ آباد و کانپور رشک جزیرۂ نیکولن ہوگیا ہے غرض یہ سب تفاقیتب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متر صد رہتے تھے اور جب یہان کی بے انتظامی اور بگڑی
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے میتمن کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی تھے
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی صحبت سے نہوئی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہوکر بہ موافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دو سو روپیہ کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھر یالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے صحبت سے تہ ملی مرزا دربار مین وقت جا سے بانی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہر چند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ اتحاد سے ہمارے
عزیزین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
[illegible] نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمبوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے [illegible] کسیطرح کی رعایت برادری نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت و دوشالہ ورومال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے مقرر کردیا دہی دو سے روپیے کے حساب سے گویا تمازی کا ٹکا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطلی و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی نذر دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیے حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوئون مین سترہ ہزار روپے صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا جہان تھا اوسے چھوڑا یا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے ہونے دیا حالانکہ یہ انکا گمان فاسد تھا اسے بھی نہو سکتا گو کہ نام مرد بیہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ علی نقی خان حضور عالم ہوے یہی انکے تیغ زن تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شرف الدولہ احمد علیخان نے نظر با تحاد قدیم و قرابت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا نذر دی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین رہتے اکرام الدولہ حضور کے قبل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ کی چنانچہ ۸ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ء پہلے کربلاے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آتے ر بر دے فرح مبارک جا کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے اور تم سے مشورہ [illegible]

زمان سابق کسی طرح کا رسوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑتا پھر اہلکاروں نے چاہا کہ یہ کانپور رہین پھر جا بن اکرام الدولہ سینہ سپر ہو کر انکے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوئے اکرام الدولہ اپنے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک پڑی مین آکر رہے مجالس محرم یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی اکثر اون سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی قدرت سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا تھا جس وسیلہ اور خدمت گزاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوائے مصاحبت کے کسیکام کے نہ تھے آخر ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء انتقال کیا پہلوے باپ مین دفن ہوئے سوائے جنہر قبر کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر چھپتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان جبر حکومت نہین لیا تھا داخل سڑک شارع عام ہوئی اسیواسطے نظر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۲ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ء جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان برڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بہ سمت بہرائچ ہوئے یعنی براے العین ممالک محروسہ مقامات قلب و جنگل معمورہ وغیرہ معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو بات مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل عبث نہ تھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ ساتھ ہوئے حضور عالم جہت تک مشایعت کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا ہر ضلع کا سفر کیا اور مین ممالک محروسہ اور پیداوار اور محاصل بگیہ کا تخمینہ کیا۔ تعلقدار ناظم حاضر ہوتے تھے معرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو اون سے پوچھا اوسکا جواب پایا جب علاقہ بیسواڑے مین نواب گنج امین الدولہ مین -

مین آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آئے - اور صاحب
موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ
رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چھٹی یادگار بہ دستخط و
قلم خود لکھکر دی -

(ترجمہ چھٹی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنو)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن و ذی لیاقت
نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا کے خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہے
کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور یہ ہمیشہ جو کچھہ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین افسین
لڑکپن ہی مین یتیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرایچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے
بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑی ہین فقط -

دستخط - ڈبلیو - ایچ - سلیمن -

مقام لکھنؤ - ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۵۲ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ
مطابق ۲۷ - فروری سنہ ۱۸۵۱ء وقت شام پہلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے
کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کمین تشریف لے گئے تھے اوسدن
ملاقات نہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوے - ۶ - مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنسی
مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھہ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و
تعلقداروں کا مذکور رہا - بعد ازان مراجعت فرمائی -

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰ - ربیع الثانی عہدہ سفارت سے
موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے اسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے
مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی انکی بی بی کے
جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہہ سب احوال
جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا۔ غرض چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوتا ہے
مرزا ولی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی لیکن بعد رد لکہا ہی فتوی مزین بدستخط
خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہوتا۔ پس اس علت خارجہ سے سفیر
موقوف ہوے سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

روز سہ شنبہ ۲۷۔ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص
بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع
عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوے انکے بڑے بھائی مختار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے،

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بہ سبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نادہندی کرتا
تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک کمپنی مع
توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا
ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ
زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی
نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک
کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی
منڈیاون مین لائے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی۔

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا سبت ناگوار گذرا اور خلاف
راے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی
زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا سبت گھبرایا کہین مقام روپوشی
و پناہ نہ پایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عملہ شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اسکے
ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی
ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ تنکار کو جانتے تھے گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکیگا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر کمر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب رفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
سے انسے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتباد
سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہو جایگا اس اجل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مُہری احمد علیخان
لاکراوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مُہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مُہر بہت ہوتی ہے - مرزا وصی علی خان
نے اپنے رفع الزام کو بذریعہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی کر رزیڈنٹ کو بھیجا
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مُہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط
القدر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیونکو
جدا اگاڑی چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ - اگست ۱۸۵۰ع مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو میرا سارا
کھیل بگڑ جاویگا - غرض جب گگرال ندی سے بڑھے شام ہوگئی تھی ادھر سے

واجل گرفتہ آتا تھا دفعتہ جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باد ہوائی بندوقین رعب کیواسطے مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بیانسے کود پڑا اسپاہی ہرطرف سے دوڑے جھٹ پاڑکر مشکین باندہ مرزاکی فنس مین ڈالدیا دروازے بندکردیے اسی طرح اوسکے بیٹے کوبھی پکڑلیا تھوڑی دورتک مرزا اوسکی جلوے سواری مین بیٹے پھر باطمینان ایک چوکی پرٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کوآپہونچی چوبدارنے فرمان شاہی دکھادیا سرحساب ہو گئے قریب نصف شب دردولت پہونچے اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب محذرۂ عظمی واقع پل راہ کربلای تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکرسنگہ ترہیدی کپتان کے سپرد کرو اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلای میر خدابخش مین بھی زیارت کو آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے سپاہی کہانی بیان کی ہرطرف سے صدائے این کار از تو آید و مردان چنین کنند - کی دھوم تھی روز یکشنبہ خلعت ۱۷ - پارچہ مع ہاتھی پالکی مالا شیخ قطب الدین جنھون نے حق ہمیاُت زمینداری اداکیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزاکی سفارش سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ - ماہ اگست کو صاحب رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور تاریخ حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کردیے کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ایک دوست مرزا سے کہا اب آپ کے باب مین صاحب سے احتیاج کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے -

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتوی قتل مجتہدالعصر سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء رنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائی گردن مارنیکو لیکن تا دم قتل مقتولین کو تحیر ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عزیز

دو انتقام سے بچا چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہین ہے جو ہونا تھا ہوا تم
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہین
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت ناظرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
مین حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھوگے
وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان
تھے مگر سوے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مجالس
مین ہزارہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی خود دیکھ
ایام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسیقدر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوے مگر نسبت سبکے اسمین بھی
ممتاز ہوے یعنی حلق سے کوئی چیز نہین اُترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت ہنخنی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطباے حاذق اور عاملان با توروہ اور نذر و نیاز ہر اماکن مشرفہ
مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا حسب
عامل ہوم سے زمیندار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے [illegible]
کچھ سد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مرگئے انھین گنج کی حویلی اپنی مین دفن
اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہوگیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲ - تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ - اکتوبر ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکہ آفاق عرف کھنو بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
ذی ضیفہ و بانی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

قبضہ میں رہنے لگی اور فرح بخش کو بہیں سمجھکر چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تحت نشینی اسی مقام سے ہوتی تھی ہر چند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب وہوا موافق نہیں اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہیں مگر کچھ کہنا کیا سنا ہو یہی دن جو روز دربار عام مقرر کیا ہے سب حاضر ہوا کریں بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی - غرض حضرت مریم مکانی حسن باغ میں رہا کرتیں اور روز دوشنبہ شیعہ امام بارہ عسکریہ تو تعمیر خود سے متصل حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا انھوں ہو تھیں فی الحقیقت صاحب اوقات تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصائب خامس آل عبا میں مصروف رہتی تھیں اور از راہ مآل اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپیہ کے نوٹ اپنے نواسے مرزا عالیقدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپیہ ماہواری ہوتا ہے - بطریق قرضہ موید گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ کے اس سے معرفت امام بارے میں رونق رہتی تھی اور متروکہ اتفاق سہم ششم عجب ہوا ایک حصہ کم جنت یعنی بادشاہ دوسرا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور بدعوی متروکہ بردی نواب حسین الدین خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ بہادر چوتھی شاہزادی زوجہ نواب منیر الدولہ کا ہوا خیانچہ فی کس پانچ لاکھ روپیہ سوا سنہ بہ ہر و باسمے کے ملا اور نحوہ دارالامان زمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل تنخواہ تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ میں لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۰ء مطابق ۲۶ محرم سنہ ۱۲۶۷ھ روز یکشنبہ از روی پرچہ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ عہدۂ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد منزل آیا کرین اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرین لیکن بادشاہ کا پرچہ پیام یہ تصریح تمام کیا اور اوسکے نہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون کے اوراس سرکار سے سفر مین ترقی نہین وا ہان سے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین داروغہ عینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سب حساب ہوگیا ہے ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خاقانی خواص کے فقط داروغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیان بنالی تھین وہ کرایہ جاتی تھین یہ امر محض دولتخواہی مین سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ جز رسی سرکار کرتا چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنسی مین بنی وگرنہ پیشتر اسکے خیمے مین چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے بہاؤنی منڈیاؤن مین بنگلا وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب بائیس ہزار روپیہ سرکار شاہی مین خرید ہوے جرنیل صاحب نے تہخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھ روپیہ کے ظروف نذر ضیافت کے رہتے تھے سال مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ سے موقوف ہوئی -

شادی صاحبزادی حضور عالم بہادر

۲۲ - شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل سنہ ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی نواب باقر علیخان اقربائے قریبہ سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات نکلے نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤ گھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز تھے اور میدان وسیع دولتخانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھا اہتمام محفل و نقش شاہزادہ اور الکاے سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور ترتیب طعام مہمانی مین کسی تفصیل

تین دن کی روشنی ٹھاٹھ بندی وغیرہ باغ ستہ تحسین گنج تک متعلق نصرت الدولہ تھا
دونون طرف کنار دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس باربانع کے کرتی
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوئے اور رسوم
عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوے -

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴- رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت
مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۷ ماہ مذکور
وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی بر ستارون کی عفات
و نجیری ہوا دسے ہیضہ محتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر نے صدمہ روحانی ہوا
حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معزالدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا
دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان
عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے
بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہوکر
بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے - بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے
وجہ اسکی یہ تھی کہ اوھنین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی
نے اکا کہنا نہ مانا اس حبت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمدللہ کہ کئی
برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت
اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقرانہ کرتے
تھے سب صرف مجاورین و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید سے تھے اوسمین
زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد و تقوی سے بسر کیا کیے زایرین
بالاتفاق انکے شکرگزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سندر اچی بھی انسے زیادہ بڑھی ہوے
تھے اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی انکی آتی تھی مجاورت اسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوشامد سے وگرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونوں صاحبوں
نے وہیں انتقال کیا۔

اخراج بلدر ضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴۔ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے
پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی
چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیای ناپائدار لبریز
ہوچکا تھا گنجائش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے بہ نکلا اور فہمائش صاحب
رزیڈنٹ متذکر خاطر اقدس ہوتی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ کو
قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوے اصطبل سلاخ آہنی
مین قید ہوے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤنکو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ
دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے
تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردلیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل
فرقۂ خارجیہ کردیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۴۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال
اطفال گاڑیونپر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوے پیر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھ
روانہ کانپور ہوے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا مطالبہ
ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت محاسبہ دواب وغیرہ
کئی دن کیواسطے رہگئے اور سب روانہ ہوے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار بلاضرورت
رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ
نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
مستعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ
ہندوالی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوے نشیب و فراز راہ سے گاڑی اُلٹ گئی دونون کے چوٹ
خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے بامید طمع زر کے انسے کچھ ہاتھ آوے
ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لیلین اور کچھ نہ پایا نہین تو تھے پیچھے پیاس
سے تڑپتے تھے ہزار خرابی دریا کے پار اترے جہان بھی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر سر
ایک انکی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ - جولائی ۱۸۵۰ء
وحید الدولہ سیلے در دولت پر حاضر ہوے جب علم ہوا بزدن صاحب کی گاڑی ڈاک مین داخل
ہوے ہے صاحب انھین کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا انسے حق احسان ادا ہوا
غنی الدولہ ان سب مین صاحب ثروت تھا وہ رامپور بریلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے
میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے
بجوا دیا اسپر مضحکہ ہوا اسواسطے کہ اسے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل
تھا صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ
و ہمت الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے
سمجھانے سے گئے کچھ گائے دو شالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگار دوڑے انسے
کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے ہوے تقریب شاہی تھین گئی گفتگو بڑھی
پھاٹک بند کرکے خوب پیٹا دیوار پھاندکر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے پگڑیان جو
سر پر تھین چھن گئین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو الٹا جرمانہ تم پر ہو جاے صبر
کرکے بعد چند روز کے مر گئے قطب الدولہ عملداری سرکار مین لکھنو چند روز تک
نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جا کر نوکر ہوے - رضی الدولہ کلکتہ
گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

شادی نوشیروان

۲۶ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ - فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے ممدوح حضرت سلطان عالم جنکی کیفیت بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینی کی بیٹی سے حضور عالم کی فرمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر کی سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح ومقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور رجمنٹ وسنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اسکے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ومنزلت اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر وسیاحت کر آئے ہین اور ہر زرت سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت بے مشقت فراغت معاش سے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور رہو گئے ہین ازانجملہ مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہین چنانچہ حکیم بندہ رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سو روپے علیحدہ ملتے ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوشے سے ہمیشہ پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی وسفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ فناسی بہت کچھ حاصل ہوا اونکی شاگرد

اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ پس پردۂ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ع چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں آئے
دو گوش بینی پیادہ پا میان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کسی گاڑی پان
عیال کے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا عین المال سیاہ ہوا ہر چند جناب
عصمت مآب نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا سیرتشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استہوا و اسباب کروادیا جسقدر دستیاب ہوسکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ع عروسی حضرت سلطان عالم تیسری
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و بشرح حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہر چند حضور عالم کو باس
خاطر نواب مخدرہ علیا اور بظاہر از راہ ہندوستان نزاع بھی اس کثرت ازدواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی ہے خلاصہ سوائے
نواب مخدرہ علیا سب محلات محلی اور خصا لیعالیہ شرکیہ عروسی تھیں صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ مثل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چندے روز کے نواب مخدرۂ علیا کا رفع ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہونکی کثرت ازدواج پر موجب استعجاب
نہیں بہادر شاہ بھی ہر مہینے میں دولہا بنتے تھے سلطان روم کے پانسو جورو ہیں غریب کی البتہ
ایک جورو سے بھی خراب رہتی ہے اس خاندان میں نواب صفدر جنگ نے نہ کیا سوائے نواب بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصرالدین شاہ طہران اس کثرت سے محرم من حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۵۱ء سانچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور کو برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شاہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ مرصع سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پرتکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھرے ہوئے شرک پر بازار اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲۔ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸۔ اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۴۔ ذیحجہ ۲۰۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوے جب برات گاؤ گھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہین سے رخصت ہوے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوے کہ خرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل چتر منزل ہوے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام مشرف الدولہ رہا روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش مین بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۵۱ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ دبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر رسالدار منذ بان حضور عالم مین ہوتے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اور سکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے تھے اور بظاہر کسیطرحکا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار تھے اپنے گھر مین اپنی ماں کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت میر محمد حسین فاضل موجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لئی لاکھ روپے کا داخل مہر سماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی سماۃ حسینی خانم ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مر گئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہوگئین حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا ادنکی مقبرے مین کوئی صاحب بہ کرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کرلیا ہے ۔

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۱۲ ۔ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۲۰ ۔ اگست ۱۸۵۱ء نواب بیگم خاص محل نواب معتمد الدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو متروکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے ازراہ حق یادہی بموجب تحریر وصیت نامۂ نواب وارثان شرعیہ سماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان رہا مرزا احمد شید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپیہ کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادا اوس کے تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہر چند بہت ہاتھ پانؤن مارے بامید انشاء اللہ تعالی کوئی عملہ موافق نہ ہوا اگرچہ بظاہر تحریر یہ علت قرضہ موافق قانون دستخط حکام کا پیوروسے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی مرا کال

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسی
لاکھ کا نقد وجنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا سب ہنور مین بعیاشی و لغویات لاطائل اوڑا دیا
اور خود بیدرے سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مرگئے کربلای نواب
امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھ ترکہ
پدری ہے - یہ احوال تو خاص محل سعیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل جسطرح قرقہ
خاص سے یقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ روا یہ عتبات
عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھ سلوک کرتی رہین وقت
مرگ لاکھ روپیہ بالیوز بغداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضہ مقدسہ مین دفن ہوئین ترکہ
دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دیگئین نیکنام ہوئین تاحین حیات
کسینے اونکو بدنام نہین کیا کوئی ہو چلین و رفتار نیک سبکو پسند ہے -

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱- ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷- ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈلہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوی نواب معتمم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوی نواب محمد سعید
خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کو
منظور فرمائی وہ بھی مطمین ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہیگی وہان سے
فرخ آباد کمپ فتحگڑھ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر
شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم خبت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸- ربیع الثانی
مطابق ۱۵- جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنٹی مین داخل ہوے - مرزا ولیعہد
حضور عالم بہادر ناکہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات رامپور کا
اور یہاں رخصت ہو کے نواب گورنر جنرل کا پنجاب سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ
تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت ہونا اور مستہم لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر
اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع
ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکر ملاقات کرتے اور یہ خیال بھی ادھر کسی کو نہ آیا
کہ اپنی تمام فوج و حکام جدھر جاتے ہیں اپنا تمام علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں
ایسے صریح ظلم سے تو باز رہیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفی علیخان
بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۳۶ اشخاص مشخصہ
رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور
سر رشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا۔ صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب جعل و فریب
کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہو گیا اور منور اترا و ہفین کا نام لیا چنانچہ نواب
منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقہ مہر ہماری ہے مگر
ہم نہیں واقف اور نہ خود ہمنے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمیں خوب ثابت ہے کہ
یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہر کن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک
نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہر کن کو کچھ دیکر یہ مہریں ثبت
کی تھیں اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہر کن نے خود بڑے صاحب سے جا کر یہ احوال کہدیا اور
خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ
سے ہوئی کسی شخص اس تمام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس مستغیث کا کچھ حاصل
نہ ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق
ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بہ سبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے نیا بین مین ہو رہا تھا روا نہ اجیر ہوے جنرل لو صاحب کے اسسٹنٹ ہوے ذقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آئے رزیڈنٹ اسنیے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنر صاحب اجمیر سے اونکے مقام پر ہوے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا نھو۔ صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گرویدہ گری مین کامل تھے لیکن حراج ومصرف غافل مآل اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے جان سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی تمسک مہر مادری دے لے کر کروالیا ہر چند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ کی دولت پر دادخواہی کو گئے سجوبی سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ ہائرا صاحب کی تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اعمال ہوگیا یہ مقدمہ بھی رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہوجاینگے منظلمہ آخرت سے بچ جائیے مگر کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصًا بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ کے مقرب ومحرم خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا ابھورا کے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہے مگر اپنی یاوری قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمانبری حاضر وغائب کی کہ وجہ وثوق اعتماد کلی ہوگیا تھا اسی جہت سے داخل زمرہ مقربان خاقان

ہوے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط نام کے
بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت حاضر
رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت
میسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو ری
بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکر یخان
بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے مختار کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ
تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶ وصول کیے اسبر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ
مین المال اپنے صرف مین لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے تین دن تک
روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت
کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر
کو دی اونھون نے اونسے بھی زیادہ ظلم تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی منفعت
اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرے بیار رو مرے بجور۔ انھین خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ
نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم
دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین زبان زد خلایق ہے اور اس زمانہ مین مثل افسانہ
خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوے اور
معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و ضیق معاش اور اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا
حالانکہ راجہ بختاور سنگھ اپنی مخبری اور نیک نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے
اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی ناموری وہمت سے پانسو
روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اوسے اپنی فتوح سمجھے تھے جب
نواب منتظم الدولہ موقوف ہوے بسفارش صاحبات محل اور بتجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے
تاج الدین حسین خان جو برہم زن وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال خام کیواسطے ہوے تھے
وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر راہی کانپور ہوئے تھے بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ
کو مزاج اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق فتق مہمات سلطنت از نسبکہ باغ سبز معتمد الدولہ

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھ صاف کیا خان بہادر
اور اونکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات
مشہور بقضائے مبرم یا متعلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب
خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا مسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات
کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی فہم سے مستوفی ہوے انکی مفارقت گوارا نہ
کی ۲۲ لاکھ سرکار شاہی مین دیے، لاکھ عملے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوے۔
جرنل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھ
سے اپنے تیئن برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انکے جدا ہونگے
دس لاکھ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی
طرحسے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عتبات عالیات بھی ہو آئے
خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تقریبا پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا تین لاکھ روپے
کا علاقہ راجہ رسدھان کے راجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھ سے
گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپے پر ساہوجی کے پاس ہن
ہو الاکھ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ بسفارش کنبوہ ہوے
تھے گھر مین اگ لگاکر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین
آئی تھین اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب
اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بیخبری سے تلف یا بنجانت ہوا یا کوڑیوں پر
بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک
بی بی نکاحی فصل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب
معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا
سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے
آنے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون نمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۴ - اپریل ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مرگئے سپرد خاک کا نپور کیا پہلی کربلای معلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی مان کے پہلو مین دفن کیا اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار مچھی بھون ہوگیا بعد اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیے مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کالب حسین خان سے ہوئی میان عنبر نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مرگئی مدفون کربلاے میر خدا بخش مرحوم ہوئی بے اولاد رہی میان عنبر اسی دیانت دامانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کرائے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زادراہ بھی پایا خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر دیکھا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین اور ہمت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست وا ملاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آئے تلنگہ نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپ کو وصی علیخان کی نسبت ہوا ہی بس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار ہی ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب حکیب جوانس وصی علی خان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدا یا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال بد ایسے امر باطل کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور حاشا مین اس سے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے نواب صاحب کے پاس بھیجدیا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یارین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ اکثر برادران کشمیر کو جمع کرکے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب رزیڈنٹ سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پانون پر صدمہ پہونچا روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے صاحب ہوا کھا کر کوٹھی کے برآمدے مین آترے راجہ بختاور سنگہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت خوشی سے اپنی ولایت چلا جاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے۔ پس جہان ایسی تدبیرین ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم۔

محبت نامۂ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے بہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم از راہ دولتخواہی اور خیر اندیشی انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین نہ لائے لہذا پھر نیازمند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق راے صوابدید وحسن وتدبیر صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے بطریق خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیازمند ظاہر ہو

تنگ نہ ہو نکالین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی بیر یطرف سے ہو چندے آپ کے قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے دردولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگا دو جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گولہ گنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ دردولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶ - شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۴ء سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریبا ۲۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلاے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر یا کسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلاے تو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سبکو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکر بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا ہے کسی اور سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان ہے ہی بادشاہ دلکی باتونکو تہ دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کی استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادے امرا مرزا و سعید بہادر کاظمین تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے

شہر کی خلقت کوٹھون پر سر راہ جمع ہوکر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام ہوگئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر ادھر آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھاتے ہوے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت بیجا مستغرق ہوگیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے صندوق کو سلام کرکے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان احتشام الدولہ ساتھ تھے آدھی رات کو صندوق دردولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ دری شگی مین رکھوادیا دوشالہ رومال خلعت سات سو روپے سید حامل ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت وجانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ برآوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھ نہوے بہت دنون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنواکر لائے ۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیکر کچھ فائدہ اوٹھاوین نہوا ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے ۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپردازی مرزا وصی علیخان تھے متعلق گنگابخش زمیندار بہنائی ماہ شوال ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے زراہ مصلحت وقت میر نادر حسین مہتمم روند شہر کے ساتھ روانہ کانپور ہوے یعنی نفی گشتن وبجاش راگماشتن کار خردمندان نیست ہرچند مقدمہ گنگابخش مین بہت عرق ریزی وجانفشانی وخیرخواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیکنامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گانوُن مین آکر رہنے لگے اب مرگئے ۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بہ سبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے دو مہینے کی رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک چھاونی منڈیاؤن مین رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام الفرام مقدمات سرکاری کرینگے ایک مہینے پیشتر سے صاحب کے اسباب فضول جیکب جوانس تاجر کی کوٹھی مین نیلام کو بھیجدیا تھا اندر دو انگی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵ - اکتوبر ۱۸۵۴ع مطابق ۱۲ محرم ۱۲۷۱ھ روز پنجشنبہ شام کو ۶ بجے مع ہمصاحب ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوئے راہ مین ڈاکٹر صاحب کی تجویز مین کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کارپردازون سے اسی پردے مین سے اخراج لکھنو کی تدبیر کی ہواتیے رفع خلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹرونکو جمع کرکے موافقت آب و ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمھارے واسطے اچھی ہوگی بلکہ لکھنو کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہوچکے ہین بعد انقضا مدت رخصت البتہ اختیار رہے ۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر بہ صورت صاحب کے آخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھہ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنٹی مین کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوایا تھا اونھون نے لندن مین جاکر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک نہوا ۔ صاحب آگرہ اخبار نے صاحبان کے باب مین بہت کچھ لکھ بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کوچے سے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے ۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پروا ہے البتہ سرکاری انھین اجازت عام ہے ۔

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ میں آنا

جب جنرل سلیمن صاحب وانہ منزل مقصود ہوئے اور ایک ہرکیمرلج کا کلکتہ کا نزیلا ۱۱ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبح کو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۴ء مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور قیامت تک کے پاؤن پر سر رکھکر بہت سا شکر گذار ہوا اور بالاجمال شکایت ناحمی نا انصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچا رہ کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوکے مجالس عزا نذر دنیا تصدق دل ہو گئی - انما تقبل الله من المتقین سے غافل تھے -

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب میں کئی صاحبون کی خبر آمد مشہور ہوئی چنانچہ - جارج شکسپیر صاحب سابق نائب جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل - جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدرآباد سندھ سے عدن میں تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے - پہلے کلکتہ آکے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے - مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار رہے لیکن کشان کشان ان بذریعہ چٹھی کپتان ہیر صاحب کانپور گئے -

۴ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے - تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین جا پانی نیل خنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمۂ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوکے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنسی مین ٹھہر کر چھاؤنی منڈیانون مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنٹی ہوے باقی سب امور معمول کپتان

ہیڑ صاحب پر ہوے۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ بنام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعدہ دبکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب ممدوح کو اختیار کلی ہوا کہ بحالی قدامت کام نہین آئی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھے ہوئے تھے اور اسی نوکری مین سرکار مین مرگئے۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے۔

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا پھر شہر سے مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس سے حالت تعشق انھین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلا سے معلی کیا تھا واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال وکم استطاعت ہوگیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے امیدوار ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چندروز آکر بسر کرون۔ بظاہر حضور عالم کو بھی انسے کچھ خدشہ نہ تھا عرضداشت مزین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہوکر ڈاک مین چلے ۸۔ تاریخ ماہ صفر روز جہارشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اُترے پریشان حال لکھنؤ جوق جوق جمع ہوکر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع شاہی نے پھر عروج پہ مشرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بدمین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اکثر اہل مقدور سے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطب و یابس باتین خیرخواہی کی تھین ازراہ دلسوزی گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلی کانپور کے برخصت انضمام حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے نے آپ کے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ اونکے واسطے ہون عمل کچہری کے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا نسیم سے صدر اعلی تو راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور زخوانین کیواسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا اخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہوچکا ہی ہمین تعجب ہی کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا،

خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصیئہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر وہان مین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وارسنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کولکھنؤ مین دلوادی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوادیا تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان انجم الدولہ

من ابتداء ماہ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نو قرار پایا ہی

سال مذکور مفصلہ ذیل کا حکم محکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اوسکے تاریخ وسال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین

ماہ واجدی - ماہ محمدی - ماہ اختری - ماہ سکندری - ماہ حسینی - ماہ اثنا عشری ماہ امانی - ماہ منصوری - ماہ مراتب - ماہ منصوری - ماہ سلیمان - ماہ نبی -

مرقوم ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۸ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی -

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہانسے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور باتجربہ کا عیسائی کرنا مشکل ہے -

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار نے مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ ہنین مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے گئے ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۹ - ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی بانکے بہاری جگہ کپتان ہیز صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی دیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن
قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبدالواحد کے مولوی فایق کو میر منشی دفتر فارسی کیا آگے
رزیڈنٹی مین میر منشی غلام قادر خان جائسی ہوئے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن مادام حیات
رہا اور اکثر انصرام کاروبار سرکار مین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل
کالنس صاحب اور پھر جان منٹن صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹ لاکھ روپیہ
نقد سواے املاک کے چھوڑ کر مرگئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تپنچہ سے بہ علت کسی مارا گیا
دوسرا مدقوق ہوکر مرگیا چندروز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا
عیش دنیا مین سب مال و دولت لٹا کر حالت افلاس مین مرگیا املاک داخل حصار بیلی
گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوئے بہت صاحب
عزت پرغرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت
مین ۱۶ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو
سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس
حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوئے تھے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا
وسی مین مرگئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہوگئے۔

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع
ملک رزیڈنٹی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سیکڑون
علی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل یومیہ جاری رہا خصوصاً
باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص متصدی و بانی ہنگامہ
خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت
طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جائین
اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک ذیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز
پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مرگئے غریق سمندر ہوے نافہم اور ناعاقبت اندیش سرکار

اونکے لکھنو مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو و نما کر کے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بابو یک خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی ہوا فق دستور انتظام سالگذشتہ و پیوستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بے فکر بے ملازم لباس رنگین فقرانہ پہنے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور قبینا سامان جشن و عیش اور جلوس اور تکلفات حسب الحکم شاہی ہوا - فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید - ہم تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا - پہلے دن صحبت حال قال مشایخ صوفیہ بھی روبرو بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال ہو دوسرے حال مین ہو گیا ۔

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا منقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین نباے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء -

استفتا اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما قولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم - اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود را مسلمان می گویند و بظاہر خالصًا لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت بر ایشان درست است یا نہ و بر تقدیر مسلمانانرا در انتقام آن قتال و جدال بالفرۃ مخمرہ بایدیا نہ و کسی کہ مسلمانانرا از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید -

جواب - برحکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است و اللہ اعلم

استفتاء مرسلہ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولکم رحمکم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عہدۂ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شدہ آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختہ و دیگر بے ادبیہا آن ساختند و جمعے عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام نجہت جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب - پناہ بخداے عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لئام لازم است واللہ اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایہا العلام رحمکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ درنجاست و انصاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام در غرض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا توجروا۔

جواب حکام را بتابعیت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجراء حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب وہو العالم۔　　مُہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنوداں در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان ارادہ انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنوداں کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب - بدون شارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد وہو العالم۔　　مُہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

بادعاے اینکہ ہنودان مسجد کندیدہ شامل مکان واحاطہ بتخانہ کردہ اند اجتماع نمودہ عزیمت جہاد ورزیدہ
و بادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت و فسخ حجت ظلم قتالی می فرمایند
ممانعت وہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت
تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا ہوالمصیب ۔

جواب ۔ تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد
سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابوالبرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تراب علی

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنودنے ہنومان گرڈھی رکھا ہے ایک
مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے
مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو
بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان
قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی
مذکور پر تھی اوسے منہدم کردیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزاے
اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ
بنایا مسجد سے کچھہ معترض نہوے جب تک حکومت چھیم راٹ وغیرہ علاقہ سرکار سے راجہ
درشن سنگہ بہادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گراکر
مکان گرڈھی مین ملالیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے
مسکن بنائے اور اوسکے اندر کوڑا ڈالنے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑ کر اونکی
اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان وشوکت سے بتخانے بنائے یہانتک کہ مسجدین پست
اور بتخانے بلند ہوگئے ۔

کئی مہینے کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ حرامت وجمیعت اسلام سے کئی شخص ہمراہ لیکر بنجیال

بنامی مسجد ہنومان گڑھی مین رہنا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی منصرم نجیم راٹ سدر او ہوئے ہین
سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو نیف آیا دہپونچے تھے نائب کوتوال اور کپتان
الگزنڈر آربٹرک آرنے باہر نکالدیا جب یہ پرچۂ اخبار رہنیگاہ شاہ جم جاہ گذرا حکم تحقیق مسجد
آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ بہمراہ
کئی اشخاص سے جامع مسجد جو ستیپا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے
نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور باوصف
عدم استطاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آرصاحب
مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو مشارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی
مدد راجہ مان سنگہ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس
بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور معبر در بابند کردیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند
غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کیواسطے
مسجد جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع سنکر بلوا کرکے اونکے سر پہ پہونچے ہمراہی غلام حسین
نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آرصاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان
آگئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کردیا
لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین اداے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی
صاحب مشارکت کپتان آرصاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ
نہ تھا کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جاے اور ایک شخص کو ہمراہی
غلام حسین سے افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ
بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کوارڑی کی اٹھالاے راہ مین ہنومان گڑھی کے ہنودنے اونھین گولیونسے
زخمی کردیا اونھون نے کوارڑی چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کردیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل
ہوا ایک ساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک گبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے
جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آرصاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم کمرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد نہ کرسکے گا انھون نے کمرین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلیٰ علی کے ہے جو مؤلف کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین تیرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ دہان سے ہٹ کر بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون گولر سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھی سے چڑھکر غلام حسین کے ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کرکے معاذ اللہ پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوئے ورق بھی ملفوف سرکار کیے اور جبکہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو جزائر سے چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گیئن دوسرے دن مرزا نثار حسین نے درِ مسجد ایک غار بڑا کھدوا کر گل درگل دفن کر دیا بعد انکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے ہوم کیا سنکھ بجایا بت لے اوبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑ ہی ملازم راجہ مانسنگھہ اور پانڈے راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچی دس بارہ ہزار کی کثرت ہوگئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت معرکہ تھے گھر مین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر حملے کیے اون بچارے دنے جسطرح ہوسکا حفظ ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھا کر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور مسلمانون نے اثاث البیت گھرین چھوڑکر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہوگئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے اور سب اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان گڈھی مین مسجد کو بہت سی لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اوسمین سے

مورخہ ۹ - ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ ملفوف بہ کیفیت ہے اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف وخرابی ہوئی بیشتر اماکن ومعبد مذہب ہنود مین کچھہ نہ کچھہ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہی کہ زمانہ حال خلدمکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل بہ محضر ہے سالہاے اسصورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور انکے حامیونکا استیصال کماینبغی سے اور حکم تعمیل وترمیم مسجدون منہدم واقع گڑھی مذکور کا موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت وشورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود وباش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہین - حفیظ اللہ محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی - لاریب فیہ ساکن لکھنؤ -

۲ میر رجب علی ساکن اودھ - مسطور المتین بیان واقع ہے -

۳ سید محمد اصغر - بیان واقع ہے - خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین - بیان واقع ہے - ساکن صید آباد واقع فیض آباد

۵ عنایت علیخان فاضل - ساکن فیض آباد

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا - ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف -

۷ مرزا محمد سوزخوان - ساکن فیض آباد لاریب فیہ -

۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل - بیان واقع ہے

۹ مرزا جان نواسۂ ناظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہی کہ مسجد ہنومان گڑھی پر بارہا اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے

۱۱ میر بخشش حسین - مفتی - بیان واقع ہے -

۱۲ سید نصیر الدین - ساکن محلۂ چراغ دہلی -

۱۳ حسین علی - زمیندار محلۂ قصاب نگر اولادونی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھہ سے مسجد دیکھی ہے

۱۴ احمد بخش میر سحج زمیندار محلہ میرا نپور متعلقات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خرد محل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڑھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڑھی پر دیکھی ہے اور سمت اوسکے سیات بھی یاد ہی محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خرد محل

۲۸ محمد مہدی " " بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڑھی کو آنکھہ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ سید علی محمد - لاریب فیہ مسجد فناتی ہنومان گڑھی پر آنکھ سے دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد - مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڑھی پر آنکھہ سے دیکھی اور اوسکی سیات بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد - کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی -

۳۶ گواہ شد - عبدالکریم - ؍؍ ؍؍

۳۷ دھنی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد - قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور بمہر محمد صادق کوتوال و غیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کرکے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب میں گذرا دستخط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار کرکے بدستور سابق مسجد تیار کرکے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر محراب مسجد کو مسمار کرکے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمہ مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنا بر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ مکرم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن بیراگی قرار داد کرتے ہین کہ بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجائیگا اور ہم بھی مسجد کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین ٹھکرا کے گھر چلے آئے اور مینے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام مین آباد ہین اور اراضی و یومیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح سے از راہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت صورتحال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری۔

مواہیر

۱ مفتی شرع محمد ابوتراب ۔ ۱۱۳۵ ۔

۲ خادم شرع محمد عربی ۔ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ ۔

۳ مہر قاضی خان مطابق مہر اصل باقیہ ہے ۔

۴ خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔ قاضی محمد نعیم اللہ ۔

۵ خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳ ۔ عقد اللسانی رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل

۶ نجف شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ ۔

۷ خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۱۴۰ ۔

ذلک الکتاب لا ریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ ۔ ان اللہ یامرکم فی العدل والاحسان ۔

۸ محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ ۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ ۔

۹ ز نور شرف یافت عنایت علی ۔ بیان واقع ۔

۱۰ محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لا ریب فیہ ۔

۱۱ افضل جلیل نیاہ جمیل ہے ۔ "

۱۲ نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ ۱۳ معز الدین محمد ۱۱۴۲ ۱۴ شیخ ابن محمد انصاری ۔ لا ریب فیہ

۱۵ میر محمد ۔ بیان واقع ۔

۱۶ احسن بن آدم جلال ہی لا ریب فیہ ۱۷ سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع ۔

۱۸ فخر علی ۔ بیان واقع ۔

۱۹ خاکپای محمد است علی ۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع ۔

۲۰ محی الدین شاہ فخر ماہ فرید واقع کذلک مسطور ۔ بیان واقع ۔

۲۱ خاکپاے نبی مظفر بیگ ۔ بیان واقع ہے ماہالی ذلک کذلک ۔

۲۱ حبیب اللہ۔ لاریب فیہ

۲۲ نعمت اللہ یا حنیفاً شک و شبہ نہین۔

۲۳ شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

نشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس
عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مناسم
کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام ہر قرار بعض ہنود ساکن اودھ سے بابا اختیار
ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے
تھے مسجد جامع بجاے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت
مسجد جامع بناے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان
رسوئی ستیا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی ستیا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل
ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ
دریا کہ بالفعل بسبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی دیوار باقی رہگئی
ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان
نہ دی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل
دوسری مسجدین مختصر بعض تناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین از انجملہ بابندی ہنومان گڑھی
کے مسجد تناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش
کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت
دراز کے وہ فقیر مایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہو
حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڑھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری
کر کے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے
تظلم ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے میلے پڑ گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی متعرض ہنوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی کرکے نابود کردیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ فقیر نے مسلمانونکو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ - آدمیونکو تہلکہ ہلاکت مین ڈالا اب دو گوشہ نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل تو ڑنے کٹہرے کی جو دو برس پیشتر حکم حضرت سے مخاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور اونکا ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمائل تھے کیفیت مولوی نہال الدین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغۂ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور رگھوبار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور اب تک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین اپنے عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدانخواستہ سرکار دولتمدار سے مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے - علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغۂ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ - شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ

درین شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڑھی واقع اودھ کے ساتھ باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت پر ہوتی ہے مجھے حکم پہونچا ہے کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیلی عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رائے مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جان کر حسب الحکم عمل لاؤ بعد معرکۂ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین ۹ تاریخ شہر مذکور بر سبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رائے مولوی موصوف ساکنین فیض آباد و اودھ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے بھیجی ہے نظر انور میں گذریگی بعد ملاحظہ کے درباب تدارک ہنومان گڈھی جس مسجد میں مسلمانوں کو قتل کیا قرآن شریف کے لے ادبی کی کٹرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیوں سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد میں ہوئے جو رای جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۳۴ داروغۂ عدالت فیض آباد معروضہ ۲۲۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی جار رسیدہ ہیں۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی میں اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب میں فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے اتماعلیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگہ بہادر قایم جنگ مامور ہوے ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ اگر حاکمان موصوف از روے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڑھی میں ثابت پہونچائیں اور تینوں حاکم متفق ہو کر ہمسے کہیں ہمیں بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنابر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامہ کے لکھے گئے کہ ثانیالحال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔ دستخط ہندی بلرام داس

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرامداس و کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی جار رسیدہ ہیں غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی میں کیا ہمسے نوبت بگاڑ کی پہونچی اور رسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین رنج پیدا کیا اب نظر برابطہ سابق ہمیں اونسے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آتماعلیخان بہادر راجہ مان سنگہ بہادر قایم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہابیر سوامی سے اقرار کرتے ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسیطرف سے ہم نے تہا اور صاحب محبت و فساد و تکرار

نزاع لفظی بھی اونسے نہ کرینگے اور ہم بیراگی چارسید ہہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح
کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی نفسیاً اب بھی صلح اور راستی
سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین مجرم
اور گنہگار ہوکر جو سرکار سے سزا تجویز ہوا وسکے سزاوار ہین بنا برآن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ
کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہوا اور عند الحاجت کام آوے مرقوم ۲۶ - ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بلرام داس

سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامۂ ہنود و بیراگی اختر نگر عرف ہنومان گڈھی کا غرباے اہل اسلام سے بڑھا
اور بظاہر ثابت و تحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے
مولوی سید امیر علی نبیرگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ
راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین
چنانچہ پہلے سندیلہ مین اہل اسلام نے مولویکی تحریک سے بعد شورہ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض
ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو
مقابلہ ہوجائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام سبکے واسطے ہوجائیگی غرض ایک
ہنگامہ مولویصاحب کے سر پر اہل تو آگیی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع
ہوے شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہ بہد فساد کی حکمت عملی سے موقوف ہوجاے
لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سراپردۂ عفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنی
مولوی امیر علی بہر حید منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ
و فساد کو خوب بھڑکائے اور سفت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو۔
بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولویصاحب کو بلوا بھیجا
اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ مین اوتارا جب تک رہی اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم
کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے یہ خلعت لیا اور جہاد سے ہاتھ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ
باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ آل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تا کہ طول فساد نہونے پاوے
منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو سیلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤن گا آخر اوسی شب
مولویصاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۷۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ
مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لا محالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب
اس الہام غیبی سے کچھ خفا نہوے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندۂ اہتمام الدولہ حیدر خان حسین خان
اور تہور خان کو منشور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جا کر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر
پہلے نرمی و آشتی سے سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان معرکۂ اختتام
تک واسطہ سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمایش نچھوڑا آخر یہ سبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے
یہ عہد و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نہ جاوے تو
پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوس وقت ہم
بھی آپ کے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے
مطلمین ہین چنانچہ ۲۳ - تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ - محرم سنہ ۱۲۷۱ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز سینکڑون
جنس غلہ اور تھوڑا خرچ منزوری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی تمام
جہاد و شکر غافل جاہل سائل بے نوکری بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین سب
تقریباً جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان
ولایتی قندھاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز تماشا
رنگ برنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے بچاس گئے دوسرے دن بچاس
اور آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدۂ خاص کی
اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور ظاہر
متردد و خایف ہوکر ساکت و خاموش رہگئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے مشرف گفتگو بیان کیا کہ ہندوستان مین درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت خون کی پہونچے ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہوجاے اور اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب ولازم ہی مولوی امیر علی بانی مبانی ایسے تمرد فساد کا ہوا ہی اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنؤ سے کیون جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے اثنای منت کو بلوایا ہی کہ وہ دردولت پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہماری رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی دیکر رخصت ہوے ۔

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیز صاحب نے صمصام الدولہ بتوسط شاہی سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے پاے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس معرکے کے جب تحت الدولہ کے پاس آئے کہا تم ہمارا پیام بادشاہ و وزیر سے جاکر کہدو اقبال برد شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین دھمکاتے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گڑھی نکو پر راجہ مان سنگہ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت سے دردولت پر حاضر ہوے حضور عالم نے اوتھین اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشون نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اوتھین بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور بظاہر اپنے بچاؤ کی باتین لاطائل ذہنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہوکر عرض کیا اور پرچہ پیام پیشتر جناب رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بناے مسجد ہنومان گڑھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد مدایح تفہیم ہر طایفہ فریقین کو خلاف بجا آوری حکم محکم بروقت سرکشی و تمردی سزاے اعمال دیجاویگی صاحب رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس بات مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے سرزد نہین ہوا پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیل و فریب سے یہ امر لیت و لعل مین رہجاے مگر چارۂ علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدۂ مولوی صاحب بھی تمام ہوئی بناے تعمیر مسجد بہ تعویق ہرچند کہ بناے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور شاہد اکثر ثقات سے ثابت و تحقق ہوچکی تھی

چنانچہ بندہ مؤلف کے بھائی کی پلٹن تعین فیض آباد ہوچکی تھی عملداری فرما بندہ احمد مرحوم مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڈھی مین گئے منت نے ہمین مٹھائی دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد وعدہ تسکین کے مایوس ہوے چار و ناچار مستعد مرگ ہوکر وہانسے بانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا
حسب الحکم سرکار ضرب توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب و حاجی مرزا حسین علی کمیدان پلٹن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حکم محکم ہو کہ زنہار مولوی صاحب کو آگے بڑھنے نہ دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پرچہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور رشوت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اور مدحضور عالم سے مخالف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی جو سند لیے مین محرک جہاد تمدا ہوے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آگے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب نہ دو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے ۔
پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارۂ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کر دیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھولدیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا ۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین بیٹھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی
پیچھے نماز پڑھتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھتے تھے جب ان حال
کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرو اور ہر عرصہ تنگ ہو جاے
مولوی صاحب نے از راہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے
دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ - عترت پر وہ حال گذرا
جو جانا گیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری
بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام ہو سکے اس بندہ مسکین نے جسبۃً للہ کمر
باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگر حقیقت ہے کہ ارکان دولت نے اپنی
طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے
جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پرہیز سے خارج ہو گئے ناچار
ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ
سابق کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اوسیوقت
غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑون پر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون
کی بڑھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغابازون سے کچھ
عجب نہ تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس
نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی
نے بعد بہت سی منت و فہمایش کے کمر سے تلوار نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر
کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مار ڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو راندہ نہ دیکھ
سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ
و فساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین
ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل و بیفروغ سمجھے کہ جب نے ایفاے وعدہ نہ
ہو سکا تو اسے بناے مسجد کبھی نہو سکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا -

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی
فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع
توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بمرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف
شریعت غرای احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ
دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف ونحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت
ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو
اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر
نواسے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی
وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیر آبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ
سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض لطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل
عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت وبرہان سے
لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت جہانبان
عالیشان یا اہل اسلام جو انکی اختیار مین ہون جہاد حرام ہے بلکہ جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہے
سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئے اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور پیلی
بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ
افغان ولایتی کو بھی بہ مجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر قریب
چھ سو کے تن بمرگ دیکر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے سوت سب کی نظر مین تھی پچاس روپیہ
یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکے کارندے سبیل کرکے کفالت مجاہدین
کیو دیتے تھے میر عباس ہمشیر زادہ میر کجان نامی پیر اک مشہور شہر کو توال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا ساتویں
غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ مطابق ۷ - نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ ماہ کاتک ۱۲۶۳ فصلی
مولوی صاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریبا تین سے آدمی
سے زیادہ ہمراہ نہ تھے باقی شتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان
بار لو کو یہ خبر پہونچی - چار کمپنی دو توپ لیکر پیچھا کیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوے

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے زوال شمس قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فراغت ظہر رودولی تین کوس ہے وہان جاکر رہینگے قصبہ نمازی
تھے دہ سوار چار ایک ایک رودولی کو چلا شاہی فوج خانہ باد ریا باد اور رسد راہ کمپنی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر تھی اتفاقاً کئی تلنگے اپنی قطار سے
بڑھکر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو رودولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
تو مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ منشاء صاحب رزیڈنٹ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجئے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو ٹھہر
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا ـ

کپتان بارلو گھوڑا دبکا کے اپنی فوج مین آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑھین توخالی توپ اول دفعہ
کی پھر جاوین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکل
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کردی ـ ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور اونکے غول سے صدائے تکبیر بلند تھی کچھ خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہوگئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر گھیر ماری غرض نیم ساعت مین
یہ سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوئے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادہ پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگ کر
بڑا ٹھنہ سر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کرکے گولیان مارنے لگے؛ دوسری طرف سے راجہ [illegible]
ضلع گونڈہ کے تعلقہ دار آپڑے سب کا کام بمقابلہ مار کے اور بھگیلون کو تلاش کرکے تلوار سے
تمام کیا مولویصاحب اپنے سجادے پر روبقبلہ گرے اور ابتدا سے یہ بھی اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے مثل بنات النعش تلنگون نے دوڑ کر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ فخر فتح و غیرہ زہی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

جبر ہوئی حکم نبا میان کیون سر کو لاتے اب جاتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو دو تلنگے اونٹ
شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جاکر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دو یہ ڈرے کہ اگر پھیر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور وہین بارہ دادلے
بڑے صاحب کو ملاحظہ کراکے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سیدھے بادشاہ کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ ہمنے سر راہ خدا مین دیا ہے پھر انکا
جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علمانے ایسے مشاہدہ متنبہ ہیکر
مقام سکوت اختیار کیا تا سنی مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر۔ العلم عند اللہ۔
الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس مین تقسیم کر لیا تین
کوس وہان سے محمد پور تھا جاکر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون مین غلطان چھوڑ
دی لعضے روز چہارشنبہ سے تا دوپہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو
اکثرون نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکس
نعش کو ہنود اور سیارون نے بھی نچھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہوکر
آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولوی صاحب کے پاس
پر گر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڈھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہین دفن کر دیا۔
ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے گنے کے کھیت
کو کاٹتے تھے اوسمین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہوچکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوئے تماشائی قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳ - آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ تہی کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بہاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب چہ سو مجبروحین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے -

مادہٴ تاریخ اور قصایدٴ منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ - رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا وانہ علی ذلک لشہید ۱۲۷۲ ہوتے ہین -

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ - آدمی -

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولویصاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تہا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع ہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا - جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نہ کیا تو سلطنت لی جاویگی - تاریخ قتل خود مولویصاحب شہید نے کہ حق سراپا گوش دارم + می حب علی در جوش دارم　شدہ تاریخ او قبل از شہادت　سر سیدان کفن بر دوش دارم
۱۲۷۳

نقشۂ معرکہ

شمال کنارہ دریاے گھاگرہ

نالہ

مجاہدین

توپ　تلنگہ　تلنگہ　تلنگہ

کمپنی بارلو　تلنگہ　کمیت جوار　کمپنی گلابی

جنوب

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۲۱ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ کپتان ہیز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو ناکہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا دو سوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دور دراز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ بازاری جانتے تھے ہرچند سوداگران تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ والا بیان کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی تبائی بے طمع غرض نفسانی گویا صبۃً للہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا۔ غرض ۲ بجے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل بہادر بتعیین سنائیں گے اور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کردو۔

ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا نپور مین مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص مین پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال مع آدمیون کے اپنے مقام پرستش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمایئن کہ خطرہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور در صورت تصور خلاف مجرم سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگہ اہتمام رسد کو روانہ ہوے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہین تمام رات کس خواب خیال مین گئی اب ہجوم افکار بیش یا افتادہ خاطر اقدس مین گذرے وقت خاص پر صاحب کے پاس حاضر ہوئے فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس یعنی اتنا ہی کہانی بہا

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ علاوہ شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھین احکام کا بادشاہ کو پہونچیگا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب
محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمایئن اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تحقیق دخل کلی خراج بادشاہ مین ہے
اسکے جلدو مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قصبہ چھبرمئو نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے ؎

بعد زوال شمسی جب سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن سراسیمہ
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشرحاً بادشاہ سے عرض کی اور نشیب و فراز بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ مصاراج نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جنابعالیہ جنرل
صاحب بہادر سگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخزبان دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پرغضب درد دل سے ارشاد کیے اور اس نقش کالحجر کو نقش آب سمجھے۔

روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس باجازت وزیراعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا نظر باتحاد وہ روابط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت و خیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورہ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہرصورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
اور خیراندیشی سرکار مرتکز خاطر مبارک ہی اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب و روز اپنے عیش و عشرت مین بسر فرمایئن اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دہلی جو
مالک تمام صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہوبس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا
ہے اور اب کوئی مقام افہام و تفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین
ہر خورد و کل مین کسطرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپ کو اختیار دیکر آپ مدد و معاون رہی لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نا درست سے برابر پر کاہ بھی نہ سمجھے
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بے فائدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو حضرت آبائے کرام
کے عہد دولت سے آجتک ہوئے وہ سب منسوخ ہوے کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید مدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص مزین فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دولتین مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
و رفع مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور درصورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر المتام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پر ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور
مرجوعہ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی و بیدخلی
محض وارث سلطنت سے ہوجاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبائے
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا مواثیق
موثقہ جو سرکارین مین ہوے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبائے کرام نے
اوسے بہ کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی نہ کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضائقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھہا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور رعایائے سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اسکے واسطے اپنی حلم و
بردباری سے آپکی خوشی و مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر ہے

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بمواقفت مختارالدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیرالدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بہ طیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تفویض ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا در شسم ٹرھائی لاکھ فوج کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ تفوق درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آباے کرام نے ۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت یقین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ عالیہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر انکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی یہ بے التفاتی ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدارالمہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت سے ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار ہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سے مظنہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤلال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین ۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نمیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج و عبائے خاص عطیۂ عالیہ سے جسے ہم اپنا مزید تفاخر سمجھتے ہین الٹ سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ عہد اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور بے اجازت حکم جنابہ ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر ود راہی سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دین اوسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جنابہ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہین تمیرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار انگلیشیان سرکار سے عمل مین آئے یہ انتہا سے کلام جناب عالیہ تھا۔

نواب مخدرہ عظمی نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفے علیخان جنت مکان کے بیٹے کو بٹھا دیجیے اگرچہ ہماری غیر جنس ہے کہا اونکی مغضوبی سے تمھین کیا فائدہ فرمایا اس نظر سے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب رخصت ہوے اگر سرکار کو قید لیاقت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور چپ لینا ہی منظور ہوا پھر تو جابجا شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر مین گھر بہ گھر عجیب ماتم برپا ہوا کہ حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کے نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و ویرانی در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح ادنی توسل اور ملازم سرکار شاہی سے ہوجاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہوگئی تھی یہ نشانہ تیر اضطراب و اضطرار کا ہر قلب مین پیدا ہوگیا تھا تین دن تک کسی نے کچھ نہ کھایا خصوصًا جنرل صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ لوگ جو حقیقت مین خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار مین مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ و استعداد اسکے چارہ و علاج کے ہوے چنانچہ بعض اشخاص مشخص اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب سرور الدولہ بھی حاضر ہوے اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوے عرض رہے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر راضی نامہ انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قایم رہین اور بنا بر رفع مظنہ و شک و شبہ صاحبان عالیشان اوس

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپین جہان جہان تھین جرخ سی گرا دی گئین
در عہد دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کر دیے
اسلحہ فقط جو بدستی سے بہرہ دین یہ اول مرحلہ مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا جن خیال
سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوئے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ
رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی وگورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ ترگاوان
۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خیام تھے -
فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت
محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب
تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قصر باغ کو قیصر گڈھ جانتے
تھے وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر ازراہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ نہوتا جہان فوج شاہی
سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوا مردم سپاہ زمیندار و تعلقہ دار اور راجہ ہای
ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا رازنہانی حمیت
اسلام بیان کرکے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت
کارزار شریک ہوجائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے
ہندوستان مین اندھیرا ہوجایگا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون
نے بڑی نمکحرامی کی -

روز دوشنبہ ۴ - فروری کو رزیڈنٹ و کپتان ہنر جرنل و بلا صاحب کمان افسر فوج
باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جرنل کا چند مدات بہت توضیح سے
لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدا سند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت
تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ در باب غفلت اور عدم توجہی
بادشاہ مندرج تھی جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیای دولت و سلطنت تھی بادشاہ نے
اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچکر ردی مبارک جناب کبریائی کرکے فرمایا
خداوندا تو شاہد حال ہے کہ یہ سب جفا اور جبر صریح ہے اے رحیلہ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نہ کروں گا کہ یہ آبرو ریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیڈنٹ نے از راہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہو سکتا کہ آپکو
ایسے صدمۂ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمانے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہر حال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا و رغبت اوسپر مہر فرما دیجیے کہ مینے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
مشاہرہ مجوزہ بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت بدعملی و
بے انتظامی اور عدم رد تفصیل سے تفویض ملک مضایقہ نہین وگرنہ از راہ جبر و تعدی نہین
ہو سکتا اوسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت کچہری قیام
احکام ہوگا اور بقدر بشرخون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپکو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب ہے اور جب
آپ خود یہ امر خبر کو بالمشافہہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپکو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقائے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جائے بلکہ فیض آباد مین
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس سے
بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبرو ریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھے لہذا ہر سبب کو حشم
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہو جب در دولت پر پہونچے گارد نے دستی سلامی دی

تھا بجا بہیرون کو بے اسلحہ دیکھہ متعجب ہو مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج سرکار سے رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایای شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گروادی ہین -

روز پنجشنبہ ۷ - فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایای شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی -

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنسی ہوی اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شرف الدولہ غلام رضاخان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر ناصر حسین مہتمم روندا ور اہل خدمت مثل بندہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارونکو حکم ہوا تم ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا وگرنہ نارسا ٹھہروگے - بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے —

روز جمعہ کپتان دسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آتے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام واہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نوتعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی معین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضای شرافت اور حمیت سپاہ گری اور رعایت قدامت نمکخواری سرکار اودھ انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دوسو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۲۰ھ تھانے ۶ کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم وجدید تھے حکم دیا صبح شام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح وشام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین -

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگایا گیا اوسے بھی بہ ضرورت عبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا -

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم خداوندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل
بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ
بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت
بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتۂ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ
معاندان درونی وبیرونی سے اپنے ذمہ قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث
سے رفاہ خلایق وحفاظت جان ومال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری شق
عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عاید ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھہ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ
مذکور کے جنگ وجدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی
قدم نہ دھرنے پایا اور کسیطرح کا فساد عظیم تحت اودھ کی پاینداری مین خلل انداز نہین
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضرباش رہی اور جب کبھی بہ نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کسی نے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ
نہین ہوا باوجود اس معاہدۂ عظیم واستوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے
برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل وتغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسی سررشتہ
بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان ومال رعایا وسکناے ملک اودھ ونتیجہ
رفاہ کے ہوے تاہم وہ گویا دیدہ ودانستہ بطور اپنے ردیہ کے اس سے انحراف کرتے رہے
بہ سبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کمین پہلے
عہدنامہ مذکور کو ناجایز کردیتی ۔ اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا
تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات کے جو محل اختیار واقتدار ایک دودمان
عالیشان کے ہو نہتا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل وانصاف
کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی ووداد بہ قایم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایای ملک اودھ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عائد حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جذ واسطے بہتری احوال رعایای ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی فراحمت فرض ہوئی جب سرشتہ دربار لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کے تب سے ظہور مین آئے اسکو ۸ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آدی یہ بات تمام عالم پر روشن ہوگئی کہ بطور دوستانہ بر وقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بہ سبب متمردی و نالایقی و یا سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رایگان ہوا پچاس برس کے عرصہ سے زیادہ تک جو صلاح بغرض چشم نمائیہای غضبانہ مع تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر اتھوئی اور رعایا ملک اودھ بیچاری مایوس عہدنامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا۔ شاہ اودھ کے وعدہ کی تعمیل نہوئی بہ سبب نالایقی و خیانت و تعدی ضایع و برباد ہوتی ہے فقط ۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین ممالک مذکور کے اس ملک کی مہمات کے انتظام مین کماینبغی مداخلت نہین کرتے ہین ۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگزاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط ہین تفویض ہوتا ہے محصلان مالگزاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ بے ضبط و ربط بسبب بداعمالی بخشیان فوج مشاہرہ سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز ہین یہان تک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین او سپر وہی جابر اور قاہر ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین ہی ہتھیار بند ہوکر خانہ جنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہے اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و مال کی مطلق نہین ہے فقط ۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکو یہ سبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامۂ مذکور کی روسے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار وہ
جبرگیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیجہ خرابیون مذکور کا ہے بحال و
برقرار رہین رکھہ سکتے پچاس برس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع منتج رفاہ و خیریت
سکنائے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائی ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام سکلے
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
و استرضائے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع مین کہ اسسے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامۂ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی روسے دوام و
مستدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکہنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربائے اونکے ظہور مین آوے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس تیاق
استوار عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع کی تعمیل مین ستمگر یا سہل انگار یا غافل ہوا جسکی روسے اصرار ایسے بندوبست
کا اپنے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جسبسے
یو نہین انحراف ہوا نا جایز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجای
عہدنامۂ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی بہ نسبت مداخلت اہالیان
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرای ہمہ شتر بندوبست
شایستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے ہاتھ
پانٔون باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ لحاظ
شرائط نصیحت عہدنامۂ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگونکے

نفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصہ سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام
دکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کر لیوین ان دونون
صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار
دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام واستدام بقبضۂ
اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل وناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران
جو مالی وملکی ویرچہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آیندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار
یا جاگیردار ویا زمیندار ویا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اغماض کرے اگر کوئی
مالگزاری دینے مین عذر کرے یا اور کوئی طرحسے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین
تعرض ومزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جایگا اور مقید بھی کیا جایگا اور جاگیر یا اراضی
اوسکی ضبط سرکار کیجایگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی
قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا سکنائے اودھ سبکو وعدہ
کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے
رہینگے تعین تعداد مالگزاری از روے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتدریج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جد وجہد بجا پر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری
احدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجاتیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق
واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط

محررۂ شب یازدہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری۔

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ ۔ دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین ۔ بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے ۔

امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

عہدہ	نام
قسمت اول کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب۔
ڈپٹی کمشنر درجۂ اول۔	۲ تھارن ہل صاحب۔
	۳ کپتان نارتھن ارگش صاحب۔
	۴۔ کپتان آر صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔	۵۔ گون صاحب۔
	۶۔ لفٹننٹ بلاک صاحب۔
	۷ لارنس صاحب۔
	۸۔ ویشٹیٹ صاحب۔
	۹۔ نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔	۱۔ میجر نیگ صاحب۔
ڈپٹی کمشنر۔	۲۔ سمن صاحب۔
	۳۔ امنوٹر صاحب۔
	۴۔ پالک صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔	۵۔ کیپر صاحب
	۶۔ لفٹننٹ بلاک صاحب۔
	۷۔ خبگرا صاحب۔
	۸۔ لفٹننٹ اندرسن صاحب۔
	۹۔ سوائنٹن صاحب۔
	۱۰۔ کپتان کارنیگی صاحب سیٹی مجسٹریٹ
	۱۱۔ کپتان ویسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس خنگی
قسمت سوم بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔	۱۔ ونگفیلڈ صاحب۔

ڈپٹی کمشنر
۲- نارلس صاحب -
۳- کپتان ہنری صاحب -
۴- بائیلو صاحب -

اسسٹنٹ کمشنر -
۵- نبسن صاحب -
۶- کیانف صاحب -
۷- لفٹنٹ کلارک صاحب -

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ -
ڈپٹی کمشنر -
۱- کرنل گولڈنی صاحب -
۲ ونس صاحب
۳ کپتان الکزندر آر صاحب -
۴- کپتان برڈ صاحب -
۵- لفٹنٹ ریڈ صاحب -
۶- تھاکن ل صاحب -
۷- گرانٹ صاحب -
۸- لفٹنٹ باک صاحب -
۹- اسٹرین صاحب -
۱۰- بھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص - میجر جنرل سر جیمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل -

سکرٹری دفتر کچہری نظامت - آرکوبر صاحب -
جینیسیل کمشنر دفتر دیوانی - گبنس صاحب -
صاحبان وغیرہ تنخواہداران اہل وثایق وپنشن سلطانی و منیجری سکرٹری
کپتان فلیچر ہنر صاحب -

عدالت فوجداری	آر کپتان ولسٹن صاحب -
دواب و توشکخانہ	آر ہیچ نبگ صاحب -
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی امانی صاحب -

حکمنامہ مُہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگزاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایای قلمرو سرکار ابد اقتدار در نیولا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اودھ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہذا باید کہ پیش عاملیان سرکار رجوع آوردہ بہ تعمیل احکام تمشیہ ادای زر مالگزاری و اطاعت رعیت گیری دانند زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را نبباید بنوعی دیگر دنگہ و فساد نمایند الا در باب تدارک اہالی آن سرکار را ہر گونہ اختیار است و ہنگامی کہ ما بدولت و اقبال برای اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر جلد الله ملکہ و گذارش حال بحضور ماہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم دعا امیان مالکہ رفیع الشان انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ و دوانہ شویم زنہار ارادۂ ہمراہی نسازند - ۲۷ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ - مطابق سنہ جلوس والا

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و کمکی محالات سلون و مانک پور مہاری باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند و بنوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و تنخواہ آنہا بموجب اصول سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد اصلا ازمقام جنبش نسازند -

۲۷ - جمادی الاول ۱۲۷۲ھ سنہ ۱ جلوس والا

نقل حکمنامہ قطعات اشتہار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر در حلد الثر ملکہ سورخۂ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین متضمنہ آنرا بگوش اذعان جا دادہ و فہمیدہ زود بر طبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح زبان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

فردا وقت نوافت دہ گھنٹہ روز در خصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ سمن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی می گردد کہ ایشان بیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از حقیقت را می بخشی و منشی و ہر نائب و نوعی مجوز شورس و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطمین و متامل بودہ براند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرائے وصول مستحق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار رجال قدیم المنازلت کہ چہل و پنجاہ سال چاکری بودہ باشند بہ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲- فروری ۱۸۵۶ء

نقل نمبر تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی لسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بانگرمئو	۱۰	دو لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لاکھ [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	لک [illegible]
۶	سرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۹	دیوپلیہ	•	یے اما للعہ
۱۰	سانڈی پالی	•	دو لک للعہ لسے سار
۱۱	بھروا وغیرہ	•	سمسے مار معہ
۱۲	دوہرہرہ	•	دللعے اما لعہ
۱۳	سری نگر ویل	•	دعے سا معہ
۱۴	کرواکھیڑا	•	ععے سار معہ
۱۵	نرپت سنگھ	•	لعے مالعہ
۱۶	کچھورہ	•	لعے سا عہ
۱۷	للوری	•	اما معہ
۱۸	علی مراتب گڈھ	•	ما للعہ
۱۹	بھوانی پرشاد	•	لا معہ
۲۰	امیر علی دریہا	•	اما معہ
۲۱	پورنچند بدوہہ	•	الے اما لعہ
۲۲	کھیری گڈھ کنچن پور	•	لعے لمار
۲۳	مترعیہ	•	الے ما للعہ
۲۴	رسول پور	•	الے سا معہ
۲۵	بودھی وغیرہ	•	اعے مالعہ
۲۶	شاہ پور	•	صے ما معہ
۲۷	متولی	•	للعے ما معہ
۲۸	محمد پور بیکریا	•	ما لعہ
۲۹	الگاوان	•	اعے ما عہ

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	املیا	.	اما لو عہ
۴	بونڈی	.	طعہ للو عہ
۵	دہنر پور	.	عا ر لہ عہ
۶	تلسی پور	.	لا عہ
۷	پرسن پور	.	مدعہ لا عہ
۸	حسام پور	.	دللعہ یعہ
۹	دہنا لوان	.	عہ سا ر للعہ
۱۰	ایکونہ	.	لک عہ ما للو عہ
۱۱	کرنل گنج	.	عہ عا ر لہ
۱۲	اٹنا	.	عہ لا عہ
۱۳	خالصہ بہرائچ	.	عہ ما ر معہ ر
۱۴	فخر پور رخر پور	.	مدعہ اما ر
۱۵	سائر وغیرہ	.	مدعہ ما ر للو عہ
۱۶	بہور گنج	.	لعہ لما مو عہ
۱۷	کوسر اکس	.	لک مو للعہ ما ر لہ عہ
۱۸	سکھا چند	.	دو لک سعہ ما للو عہ
۱۹	جنگل	.	ما للعہ ر
			جمع مو عہ لک مدعہ ما ر مدعہ
	قسمت چہارم فیض آباد		
۱	دلمئو بریلی	۶	دو لک مو للعہ سللعہ
۲	سلون	۱۱	سے ر لک لہ لعہ ما سعہ
۳	سلطان پور	۲۳	عہ لک ر معہ ما ر

۱۰ لوگ اب کہتے ہین کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۶۲ لاکھ یہ حساب سمجھ مین نہین آتا

اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و اماکنہ و تنخواہ وغیرہ علیات واقع این شہر سوائے جائداد متعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند اظہار اسناد سیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار زادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ از تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند و بعد انقضاء مدت مذکور اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط ۔

تفصیل ہدایت بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ ۔ برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲ ۔ بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳ ۔ اگر بادشاہ نکند کیفیت غرضدارند از انجا حکم آن بعمل خواہد آمد

۴ ۔ بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود بر داشتہ خواہند برد

۵ ۔ بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نماند

۶ ۔ اگر قرب گوالیار خواہند بمانند بعد کمیٹی حکم دہد ۔

۷ ۔ در جائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸ جملہ افواج بادشاہ منسوخ گردد

۹ ۔ جملہ اہلکاران شاہی برطرف شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰ ۔ دادن تنخواہ عملہ متعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱- تا دو سال بندوبست جز بملی نمانید۔

۱۲- بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔

۱۳- انچہ مبالغ از عملہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود۔

۱۴ جملہ عزیزان واقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند۔

۱۵ از بادشاہ ولاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد۔

۱۶ زراز زمینداران واسامیان وصول کنند۔

۱۷ ضامنی جنگلہ داران گرفتہ آید۔

۱۸ اگر از جنگلہ داران زر وصول نشود جائداد جنگلہ دار نیلام گردد۔

۱۹ نانکار و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند۔

۲۰- ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد۔

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا۔

(ترجمہ چھٹی صاحب چیف کمشنر بہادر بسبیل تار برقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چھٹی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہین اس باب مین جو ارشاد ہو۔

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چھٹی سر نیچ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاؤنی مین ۲۱- ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کر کر لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کر دیا مع جلوس شاہی تشریف لائین ہم سب کی خوشی ہی اسکا نتیجہ جو خلاف ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض رائے باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع
لواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ
کلکتہ ہون پہلے از راہ اتمام حجت انتہا حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرماتین جب وہ بھی نسنین اور
اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا
کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزرائے سلطنت کمال
انصاف سے پیش آئینگے استرداد عطیہ اونکے جود و ہمت و نیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از رہ
جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے پس خیرخواہان دولت
ذکور وانات موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوئے جو سررشتہ مقدمات
دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر و نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فایدہ بھی
سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار اشخاص اسکے بیان کیے جاتے ہین۔

حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خانکو تجویز کیا جو کئی
مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اوسکے تھے احسان حسین خان شریک
ملازمت ہوئے بادشاہ نے محبت نامہ غیر التیام اونکو سنایا اور اوسمین جو جو رنج خاطر مبارک
پہنچے وہ بھی ارشاد کیے۔ خان نے ادب سے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے
مشروحاً عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے
نزدیک معتمد تھے وہ بھی سرگردان ہوکر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب کہین قدم نہ ٹھہرا ناکام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلائے عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا و زمانہ مناسب پر مقرر ہوکر کلکتہ گئے بوقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون بمجرد سننے اس بات کے صاحب نے بزجر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس چلے

سے چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بہ فریب ملاقات کی غرض وہ بھی مایوس وہ ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی اتنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میرمنشی معزول نواب گورنر جنرل کو بسبب روابط قدیم مرزا دصی علیخان کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپئے واسطے ضرورت کے بھی ملے اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور اشخاص کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمھارا باخفا کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سر رم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹر کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل سے اونکے جواب چھٹی مین تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض معارضہ اور مطالب مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ملازمین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چھٹی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لور صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے انکے ساتھ مظفر حسینخان کنبوہ اپنا آقا اور محسن حقیقی سمجھکر بندر بمبئی تک گئے اونکا بنگلہ آلہ آباد مین حضور عالم نے معرفت خان مذکور بہ رعایت مول لیا تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکلے شل اسکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خیر دارانہ بادشاہ کی نوکری

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل تمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے
ہر چند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی
ہوتا تھا مگر انکو آب وخورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت
آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامور متوسط دربار صاحب
سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو
پہلے سے انسے کہتے تھے لودر صاحب کی نصیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد بادشاہ و نائب حضور عالم داروغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف
ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل
ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد جان کر مع مہر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا
ڈاک مین گئے وہان کے جعلسازون سے نہ بچ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ
سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپیے نذر سپریم کورٹ کے عزت بچائی
چندروز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے
فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری
حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہس منزل مین اپنے قرب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور مقربان دربار حاضر حضور عالم ہوئی
اور ہزار روپیہ خرچ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے ہنجز صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت
پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد دریافت
حقیقت حال سے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے
کیا مضایقہ کارپردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور آ ہی
کانپور ہوے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال اور بعض امور جو خلاف
سررشتہ سرزد ہوئی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناع نہ کی اور دوستانہ
عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور بھی انکے شریک حال ہوئی تھی ہنجز صاحب نے ازراہ تجارت چاہا

کہ وارثان پیشواے حضور کے بھی وکیل ہوجاوین پانسو درماہہ وہان سے مقرر ہوا ارکان دولت جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو برہم کیا احمد علیخان جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ درماہہ پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھہ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکارونکا دیکھکر اور بعض رنگا وطن کے سمجھانے سے سمجھانے سے اپنے کانسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے تمھارا کہنا سمجھانا بھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی بمہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہی اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سی جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت رشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وبجا کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال اور طاقت نہتھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول جاتے کہ مبادا اتہمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا از بس سوا سندہ وزان سو انترہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چارونا چار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و جنابعالیہ ہوکر اداے تبلیغ رسالت کی لیکن بہ سبب تسلط اغیار کچھہ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی خیال کیا کہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جسکا بروزاب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ پر بادہ فالج گرا یہی عذر آسمانی باعث انکی عافیت کا ہوا اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال ہونگا مورد طعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھہ اپنے حق نمک قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اددھر خوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا کئی مہینے تک اس علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھہ لی

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس بات خاص مین

استشارہ چاہا انھون نے بھی کچھ گول گول عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف
سرکار ہی تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشورہً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا
یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتفاعی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کہ دیجیے
یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ کر سکتے آخر میجر کینگی سی مجسٹریٹ کا مال سمجھون نے
اودھر گھر کو لوٹ کرلاتے تھے ادھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب ہمسے راضی ہو اسکا کیا جواب
ہے سواے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محذرۂ عظمےٰ انے حسب دستور معظم لہ نے برباد
بستی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر یگانگت و یکجہتی
سے ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب محذرۂ عظمیٰ
ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے
نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار پر نازان
تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکار
قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگر یہ
منزلت اپنی سرکار سے نہ رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا
یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بددماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیسے
برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی
سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت بادشاہ
قبول کی اور اپنے عہدۂ سرکار سے مستعفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس خدا
جلیل القدر نے بمقتضای اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت مین ہر طریق حاصل کی تھی
عجیب کار نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بدنامی
اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیان
کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آرای بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلۃ الظفر اختیار کیا ہرچند حریفان نخربان سلطنت نے ہرطرح سے اسکا افسدا دچاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی ہر طرح کے نشیب و فراز سمجھاکر بادشاہ کو مہر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے اوسے برہم کردیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی محبہر افترا ہے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان مذکور نے بظاہر آمد ورفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرہ عظمی نے پانچ ہزار روپے خرچ سفر عنایت فرمائے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جسدن سے یہ فتنہ و فسادبرپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرہ جنرل صاحب مثل نبات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص بغیر بے ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کرجاے اور حضور عالم بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت کے مشرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح وزاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوی اور یہہ کلمات خیرخواہی و دوراندیشی مہر خاص مین بیان کیے اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت وجان مفت برباد ہوجائیگی اگر حضرت مہر نہ فرمائینگے وگرنہ یہ توا ولی اور میراسے حاضری پہرے والی نے جب توا ولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ مجرد سنتے آواز کے دفعتہ صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے آدبی سب نے کھولی - جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ۶ رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بی بی آبدی

سلطنت آبای کرام جو نمکحرام اور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھہ سے ہو رہی ہے اب نظر خلائق
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین بلکہ زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت عافیت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا کی اہانت صدا سے چشم بستہ ہو کر عتبات عالیات جا کر
مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا بلکہ مین بھی مجبور ہون اور عاجز
ہون کسیصورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھہ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے -

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پر داختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون
تو نہ دینا عرض کی جب تک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جرنل صاحب ہے اگر احیاناً ارشاد
بھی ہوگا غیر از نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی -

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشروحاً ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جب تک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو
حکم بھیج سکتا ہون -

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان درب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشروحاً چیف کمشنر
کو پہونچی پرچۂ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاے دانشمند حاضرین نے چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے
موافق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا حیف ہے کہ آپکو کمال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن بلا زمین اقدس و اعلی کے یہ طرح

رحم نہ آیا کس امر کو آپ نے ہمسے پوچھا ہے جو چاہا وہ کیا اس باب مین بھی آپکو اختیار ہے۔ پس چیف کمشنر
نے جو پایہ غیر کو حکم نیلام دیا از بن قبیل اب طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہے
سہ شنبہ سے صبح وشام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد
دو ہفتہ کے توپ صبح وشام وزوال شمسی موافق دستور چھاونی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی،

الغرض خاص و عام اس حرکت وسکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز
ایک نئی بندش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف
ہو جایگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی
ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت
درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائین گے کسواسطے کہ بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات
ضروری اون پر منحصر ہے وگرنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے حسب
تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرۂ عظمی اور اکرام الدولہ کی سفارش و
فہمایش سے پیش ہوتی اوسے جرنل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ
تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و
مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی بازپرس مابدولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ مقبول
نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم
نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار مابدولت کو ہے دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا
جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہے اوسکے خلاف تعمیل نہین کرسکتا
غرض اسوجہ سے جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اوساہ جی سے ضمانت مہاراج لیگئی
اس عرصہ مین تار برقہ سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے
استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی
اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔
اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمانبرداری اور
عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

یہ مجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی اریکہ آرای سلطنت کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضا ے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکارین رہا ہے اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین برج سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاونی انگریزی سے یہان آدین یا چینیٔن کمشنر خود حکم سلامی اپنے تو پخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا جب رعایا و برایا شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے تمام نوچاہا کہ بادبہاری پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بہ منت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر ردکا بادشاہ اسوقت برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۲ - مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ ہوکر چلے راہ مین پاے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھا کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید مشتری مین مع جرنیل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوا اور مثل نیرین زوجسدین مرکز جادۂ مستقیم سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین برنڈن صاحب کو نیخ بخش بر ہوے اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک اونکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت خیر خواہی سے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن صاحب نے اوسمین کئی مہینے پیشتر سے شہر کی نکلوایا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترک سوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر تھوڑی دور جا کر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضرور ہی ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ تو چندی تھی کربلا کے میر عبد الحبش مین مومنین
و مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
بسوز دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعا بقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اوسکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دوسرے کے گاڑیون پر چلے شہر سے
شہر کے در دولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع جیا کا نہ کھولے سامنے رہے
پہر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہان سے عبد الہادی خان قندھاری بھی کئی
سوار وں سے ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک تفلی پل تیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اترے
برنڈ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوے ہر چند ناچ گھر اور کئی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہو چکے تھے خیمہ لشکر سلطانی بھی برپا تھا جب طلوع آفتاب ہوا تب تشریف
آوری عام ہوئی فوج منتخب سلامی کو پریڈ برپا کر چکی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہم عتاب اپنی سرکار سے ہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقیہ سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
خبر آمد سنکر فوج رہتی تھی بعد انتظار چلی جاتی تھی اسطرح سے داخلہ کا یقین نہ تھا —
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہرہ عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوے صاحبات محل ناچ گھر مین اُترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ممانعت حضوری ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرماتے
نواب منور الدولہ میجر برڈ صاحب سفیر سفر راسخ الاعتقاد شاہی پر وقت خاص

شاہزادے کے ... رہین جاضر ہوا کرین برنڈ لصاحب کا اہتمام تھا انھون نے
اپنے حوصلت سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کار و بار رہتے تھے اور حفاظت دست حرم
سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تمالیف ولایت گزرانتے تھے جسمین بادشاہ کا
دل بہلے ۔ شاہزادے نواب ملکہ کیتی صاحبہ کے مرزا دارا شطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ
کے مرزا سلیمان قدر اور بعض افربا ے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادون
کو دولاکھ روپیے زاد راہ سفر دیکر سمجھا دیا تھا اکثر خوشباش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے
سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا اعظیم الشان
مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصا ان
دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی ۔
امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر
روانہ ہوے اور پھر آتے کسیکو خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط شرفیابی بواسطہ اپنے ندرانے ٹھہرائی تھی
احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر المشاسیر دکر کے روانہ کیا لیکن نواب منور الدولہ
کی جہت سے مدخل محض رہے ۔ ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے
سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت راے شوق
تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گیے
مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گیے لیکن بادشاہ
نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ
کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب
ملکہ گیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار رو سیتم صاحبان عالی اور امور مرجوعہ رطب
و یابس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ
مفتاح الدولہ کے سپرد تھی ادنھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ
رکاب کیا تھا کسواسطے کہ اوسے بہتر کون مستحق دنمرا وار ایسے اعتماد کا تھا ادنھون نے حق برادری
ادا کیا مگر ادنھین جیسا سنچا ہیے تھا وہ ادا کیا ۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولت سرا شاہی منظور نہو اُسے اختیار ہی چلی جاے چنانچہ اکثر بیگمین چلی گیئن اور بہت سی ثابت قدم رہین اور بسر و بحکم قضا تشیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے علی السویہ سو روپے ماہوار ہی اکل و شرب وسائر ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائی انمین سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جب دن عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل سے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر برطرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا زن و مرد محتاج ہوکر حالت یاس مین خانہ نشین ہوے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہوکے مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوے تھے بادشاہ نے رہس منزل مین رہنے کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف لکھنؤ چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد کیا انھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ پنشن بھی سرکار سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون کہ اس سے گلو خلاصی ہو جاے آئندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدہ سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی اونھون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ پھر کوئی پرسان حال نہوا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور مین تھے اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انھین مقرر کیا اور دو ہزار روپے زاد راہ اور دو ماہہ انکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے ازراہ استعجاب مولوی صاحب کو پوچھا کسینے جواب شافی عرض نہ کیا۔

جناب سید نقی بیٹی سید العلما ی مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب سنجر الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن ہوے کسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہی کہ بر وقت تشریف آوری ملک الموت کیکی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال ہوشنین سی وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوے کہ وہین سے احرام جانے کا قصد کرکے مع الخیر یہ ہمراہی منصفت الدولہ سید باقر خلف اکبر جناب سلطان العلما پیشتر سے لشکر کانپور مین موجود تھی جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب نے شکایت انکے جانیکی تہدید خیال کرکے مراجعت کی ورنہ اولوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا۔

ادنی ترین رعایای شہر میان محمد دنا بیز بھی اپنی منفعت فروخت اشیای ماکول سمجھکر داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے تحت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب منتظم الدولہ باقر علی خان زائر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھا بادشاہ سکے کمر ہمت باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپ کی تکلیف دہ نہونگے اور ایسے وقت مین ہاتھ ہمراہی سی نہ اوٹھائینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل از روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایای شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن دولت سی ہاتھ نہ اوٹھائی اور شریک مصیبت سفر تازہ رہی۔

کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سی زیادہ قند شربت کیواسطے میسر نہوا لوگون نے اس جہت سی نذر نیاز مختلف طعام و شیرنی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی کیواسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے اس قلت لشکر اور عدم رسی رسی ہر شخص موافق اپنی صرف ہدیات کی مجبور تھا اس عرصے مین کلکتہ سی خبر آئی کہ ۶ - مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوی اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ اخبار وردین کلکتہ سی درود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہی۔

درود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ - فروری سنہ ۱۸۵۶ء مطابق سنہ ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام ڈرائٹ آنریبل چارلس جان وای

گورنٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اچی پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ
سلامی کی چلی پرائیویٹ سکرٹری و ملیٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل و لوٹن پیچھے
واسطے استقبال ہوگنہ تک گئے چھاؤنی خضر پور مین لنگر کیا وہان سے نواب محتشم الیہ سنو نامکھی
فنس پر سوار ہوکے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توبین فیروز جہاز سے چلین
اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی
اور ماسٹر اٹنڈنٹ و شرایف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر
قدم رکھا ۱۶ توبین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوے وہان بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ
گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل
استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اورسب افسران قلعہ اور جنرل اسٹاف
ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس درباری پرتکلف سے حاضر
تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاندپال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان
گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطاربستہ کھڑے ہوے تھے یعنی سپاہی دوسرے
باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیونکا ۲۱ - پیادہ ہندوستانی
۴ - رجمنٹ ۴۴ - لائٹ انفنٹری فسون کلکتہ یعنے محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ
سے مکمل باتحت انتظام لفٹننٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ
مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے
کی چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوے ۶ ساعت ۵ دقیقہ شام
پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف افواج
سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈارنل صاحب
اسکوئر میجر جنرل جان لو صاحب وی بی جان سیو پر گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول
دوم وسوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تاقیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے -
نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست و توانا و قوی القوی ہین یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیراعظم سلطنت بھی ہوے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسکاٹ
کی بھتیجی سنہ ۱۸۱۲ء مین گلاسسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول تھام
اٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۲ء درجہ اول کالج مذکور
مین علوم درجہ دوم بفن حساب و ہندسہ مین ترقی کی بعد اس کے لیڈی کیننگ سے کتخدا
ہوے وہ بیٹی لارڈ اسٹوٹ دی راٹھسی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوے اور بتدریج
ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اس کے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن
اس عہدۂ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوے ۔

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور سے

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہرخانہ اسباب پرتکلف و بیش قیمت جو جناب ملکۂ
معظمہ دام اقبالہ کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ کو
روانہ ہوے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان
دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین
خان اہلکار کارخانہ جات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوی چنانچہ ۱۲ اشخاص
نامی بذریعہ ڈاک حاضر ہوے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے نہ آ
برنڈ صاحب نے انکی ضمانت کردی اور انکے روے حساب واجبی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھی
اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے از راہ عزت
و تکریم پہلے ڈپٹی میرزا ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرۂ عظمی کے پاس جاکر بیٹھ رہے
چاہا کہ کسی حیلے سے ٹالدیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا دس دن مسہل تھا
مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحاً صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی
طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتے تو وہین اپنے
ساتھ کچہری مین للتے راتکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن
بمنت و عذر بارد سے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوے یہ ان صاحبون کی فہم و فراست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشتجات کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا
پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے
از روے حساب شجیع الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ
کے ذمہ نکلا ہے اگر اِنکا عملہ کہا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ذمے بہادر موصوف
ہے بس مال سرکار رہا سکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و تشدد
ضمانت سے کیا فائدہ مشروحًا اسکا سبب لکھیئے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر مقابلہ و مواخذہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخص داروغگی
مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ایکیسن
صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر
اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے ۔

بعد دو چار دن کے احتشام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو غدر اہو مگر
راضینامہ آدمیانِ شاہی تشرن فوج اور ہر گروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے

ایکدن منجھلی بیگم صاحبہ خواہر حضرت دستور معظم نواب خیر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان
ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تکرار ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر
فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ
سے عرضحال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو اچیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے
ہو جائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرمائے پھر آئے

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے
الحق کہ بہادر موصوف کی نمک حلالی و خیر خواہی و جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا انسے امانت و دیانت
سرکار ہوئی دوسرے سے نہوتی اسی جلدو مین سرکارین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے
سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ ۔
عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے انھون نے دستخط شاہی جو
معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہی دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ تین
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایا ے شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ اپریل کو دولت سرا ے شاہی سے پہلے سواری نبس خس مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین سندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بعد چوبدار چیف کمشنر کو گنج بخش پر برآمد ہوئی گئی سوار بھی بحالت کذائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد ور شاہی سے حسین گنج تک زبان طعن و تشنیع بپا کان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجاے
اولے برستے ۔ العیاذ باللہ ۔

پردگیان عصمت وطہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمی کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن شرفیاب پابوس شاہ ہوے کلمات الحاح وزاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سودمند نہوے آخر بہ مجبوری سرخ کوٹھی کنارہ دریا مین جاکر رہے
جب وہان سے لکھنو آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش و مخربان خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے
سفر لندن و کلکتہ کے عرض کرکے خاطر قدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جمجاہ
جنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو وہ دفعتہً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہو اور بامید موہوم اور در حقیقت کا فہ انام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین ۔

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھرے پن سے بیدل
و بدماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
ایسے اہتمام صحبت چلے جانا بھی اچھا نہین بہر حال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا عرضی

مشروحاً بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہو چکے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان
انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضاے
خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس
ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خوگردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہر چند کہ یہان تک
خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشمداشت
نہ تھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ کیا کرتے پھر صورت امر جزئی و کلی مین تمھین اختیار
ہے اور بیٹے بھی یہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح سے گوارا
کی ہے اب تم جہان لیجاؤ چلونگا ہم بھی تیرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہیں جو حضور عالم کیواسطے کیا اب
تک اوسی پر قائم ہون اس کے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۶ - اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان
دیکھکر گرد ونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایا کی
بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک
کی دار وگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین
صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدید سے اس ہنگامہ کو دور کیا -

جناب عالیہ متعالیہ نیس خس مین جرنیل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ
کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل بلا زمین بعد ایک
دوسرے کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلہ کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بحال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگھ بہادر
مہاراجہ بنارس حضرت نواب نظر اقدس مین گذری کہ حسب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون
قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین اس ملک
خیر اندیش مین رونق افزا ہون -

شاہا ز ہے چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد کے ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب قرآباد پہونچے بصلاح

برندن صاحب جج گھر مین نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے پہلے سائر قنات کھنچ جاتی تھی وہان چھ مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب جج گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶ - اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاونی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب موصوف مین رونق افروز ہوے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی خسرال مین مہمان ہوئے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوکر نواب مخدرہ عظمی کے محول ہوا تھا کانپور مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوے بلکہ ایک دن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گئے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہو کر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا تھا سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین و اقربا شاہی کا مع کارخانجات نکلا سوا خرچ ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۷ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ و پیشہ و سپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کے ۲۵ پلٹن نجیب و تلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سوا ترکسواران سوار و چودہ ہزار اعلی شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر و ناکجات اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر تعداد ایکسو سات تیر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجئے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۲۵-سو روپیے روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اور اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ مرد تریاکی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بےخبر محض تھا -

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ وہ حال کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کئے گیے باقی مناقیر شہر نے پردہ غفلت آنکھو پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حمیت شرافت و ننگ و نکت نکی اکثر دلی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فایدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دنیا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گاے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپاے بیرونجات سے خریدلاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاءاللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو شبہہ آشوب چشم ہوا فیلبان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مستر د سرکار نہو دے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا -

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام ہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین دہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے -

چنانچہ نواب منورالدولہ نے کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیے اوسکی قیمت دینے لگا اوسوقت
نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا
کہ ایسے نایاب گھوڑے شل مال غنیمت کوڑیون پر نیلام ہوے اسیطرح سے اور اسباب
کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا ـ

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے
زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار
ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور
ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہوجاتی تھین
بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متعدد پلٹن کی اس تقسیم تنخواہ
مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے انسے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہر صورت
انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنہے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اونسے پنشن ملی
باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور
وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان
مقید ہوے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین ـ

احسن الدولہ و یانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع
سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقید وردی و قواعد
انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوے ایکہزار توپ سو توپ آہنی برنجی خرید لکھا
روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارہ دس
آنہ سیر بازار مین بکے ہزارہا من بارود پانی مین نکمی جانکر بہادی ـ

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین
حاضر ہو تقریبا چارسو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہنیر صاحب میجر کارنگی صاحب
سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آئے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین لی
اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاونی منڈیانو سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہوتی ہو

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہوے وہ بیچارے کھڑے ہوگئے
مگر روح قالب سے سب کی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکمدیا کمپنی نمبر دس
کو پھر سے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑادینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بمنت اپنی
پگڑی اوتارکر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمھارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافرخانہ
کی دیوار سے کودے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پاؤن ٹوٹے اکثر مجروح ہوے سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوشجان کرچکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی برسر فساد ہورہے ہین یہ حیلہ وفساد
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اوقات
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ چوبجے
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھاگئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی اپنی
تنخواہ جیسے جرمانہ سرکار مین جاتی تھی انکی اونکی بسلسلہ وقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری
پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے -

دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھاکر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوکر مدت معینہ مین رہو جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سر اسیمہ ہوکر

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہی وہی کافی ہی اور حضور صاحب میں یہ ظاہر کیا کہ سپاہی سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی ثابت ہو جائے غرضکہ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر بتدبیر ناصر حسین اور متعلقے میر فدا حسین کے اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آ اکٹنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئی دس تھانے شہر میں مقرر ہوئے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدفعات چودہ سو برقنداز و چوکیدار اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کریں اور صبح و شام طیار رہا کریں منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دولتخانہ قدیم نواب آصف الدولہ میں چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے اصطبل میں گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے اسپتال بنایا اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے واسطے تڑوا ڈالا جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو شہر میں تھین بیکار کر کے تحت فی النار کر دین باروت کو نکمی سمجھکر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوئے اکثر عامل تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوئے مگر بیرونجات کے بہت ملازم ہوئے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین ان میں سے ساڑھے چار فروری سنہ ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہی باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روی مواجبہ نجیبون کے اور فوج انگریزی طیار رہی بارے صورت فساد پیدا ہوا اکثر چھاونیون مین سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار تعلقدارونکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کر دو قلعہ گڈھی خاک مین ملا دو اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دو راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ مانسنگھ بعلت زر باقی سرکار ۳۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس تدبیر روپیہ مین گئے وہان سے کلکتے گئے باخفا و نفقہ بیراگی بنکر ہاتھ مین ستار لیے در شاہی پہ پہونچے مرزا قربان بیگ

سوارکا پہرہ تھا اونھون نے بہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچہ شبہہ نہین اگر کچہ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنو سے اوسکی صورت ہوسکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخراسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سرحساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اونکے بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہر حال خیرخواہ سرکار رہین باعزت رہے۔

ہرکارا خبار بکث قلم موقوف خبررسانی ہر گھر محول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہوکر نیلام کیا جاوے اور کثافت شہر جمع ہوکر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھہ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو دردسر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچہ سوال بھی ہمینی امتحانا کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہر صورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اب مساوی ہی بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال کو بتاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جاکر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال ہشن لیکر آئے شاہزادہ کو سوار کرکے بڑے امام باڑے کے دروازے پر لاکر ڈہلنے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ شہدیا دن بپا دتر سے کپتان ہنر صاحب آئے کلمات تشفی

و دبجوئی اور امتحان سواد علم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور خاصہ طعام کو حکم دیا بعد دو مہینے کے حکم ہوا اپنے مکان کو تشریف لیجایئے اور سو روپئے ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپے ہزار خرابی ملتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا از رو حق وراثت پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد ہین مگر بنت مکان سے حق تلفی کی منظور رحق رسانی چیف کمشنر کو تھا مگر لارڈ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق ہرگز قرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ سب ورونتصرم و مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعۃً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تدبیر کی اس عرصہ مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۲ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۱۷ شعبان ۱۲۷۳ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت تک خلوت مین حاضر رہے اپنی شکرگزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل واقف امور فوجی و ملکی اودھ روانہ ولایت ہوئے شاید مدت ۵ سالہ کونسل ہو چکی ہوگی۔

عملہ دفتر قدیم رزیڈنٹی موقوف ہوا اکثر دن کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر سے مفصل مین نوکری کو نہ گئے وگرنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی۔

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت مین پڑے سعادتگنج کے مارواڑی سرکار مین دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا مستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین خسخانے اور اشیای ضروری پر تکلف سے آراستہ بادشاہ نے ازبسکہ

راہ مین تکالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت متصور دیکھی دوسری کوٹھی مین
جنابعالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ عظمی رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانکو اور اونکے
بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منور الدولہ کے پاس آئے
وہان سے اونکے ساتھ حاضر ہوے سات تہرا پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر سے
رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بجنت الطعام سے کرین
لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشاء اللہ رکھا ہر چند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس
ظروف گلی چار پایہ ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین
ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہو کر جائین اور
اونکی داروغہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے ۔
نواب منور الدولہ البکہ ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام
چکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہر چند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوحی تھی ایک جوڑی گھوڑی
کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب ہونے سے
بہت خوش ہوے جسدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایکسو
ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیر الدولہ نواب خاص
محل کو نذر پھر جنابعالیہ کو نذر بھیجی ۔
میجر برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین مثل
ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے
دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشرحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کھلا
خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۵۶ء وقت عصر مرکب
و خانی جنرل میکلوڈ پر سوار ہو کے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب مسیح الدولہ و مخصوصین خاص مقربان سلطنت
تماگر و پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہد الدولہ باقی اور جتنے اہلکار
دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جنابعالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑیا
مین لعدہ ایک دو پہر کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی و نیز ہم

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسر خاور سے مثل نبات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طے
منازل و سیر و سیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۶ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا وہان
سے ریل پر ۸ ساعت کے عرصے مین کٹرہ راجہ بردوان کنارہ دریا باغ بیل گاچیا مین آترے
ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائر کھچ جاتی تھی پالکیون مین سوار رہو
بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل
تصدق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان دچی کھولہ تین کوس فاصلہ
شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی ۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارکہ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر
لیا راہ مین جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور
جابجا زمین گیری جہاز اور سندر بن گنگا ساگر کی کناریون سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے پیدا ہوئے
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص متحفہ کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا
دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑی
جنھون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈراکر نقش کالحجر کردیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت معہ انعام
کو حکم انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی ،

تاریخ سفر وسیلۃ الظفر

وحید این بر آوردہ سال عجیب　　کہ نصر من اللہ و فتح قریب ۱۲۷۲

ایضاً　　لندن کا سفر تمھین مبارک ۱۲۷۲ ھ

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوئی ۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع واقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین گھر گئے
تھے کچھ لباس سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے
کچھ چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ طوفانی
ہوگیا بعد چند روز کے عجیب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اونکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے
باغ سبز کا دکھایا چنانچہ پیٹرسن صاحب منجملہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر و
تقریر مین بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی تیاری گھر سے اس امر عہدہ مین احسان حسین خان یا جانشین
دستور معظم ہوے پھر سید حسین شیرازی کا تقرر ہوا بہت کرکے ابتک بحال سے آگئے خان موصوف
نے دیکھا کہ نواب منورالدولہ سے صورت موافقت نہین ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے
رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ تھی بجز اسکے کہ وسیلے کرے اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار
سے خوب واقف تھے پھر بھی از راہ اپنی قوت بازو ہی شادری تدبیر بہت سے ہاتھ پانون مارے
ان سب کے بعد میر اولاد علی المعروف جلسات مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیے
زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہان
ایسا مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فایدہ مقدم تھا یہی صورت
ناکامی کی تھی کہ ادبار مین سب کی عقل زائل ہوگئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری
خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریا کلکتہ دیکھکر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھو لئے
اور خاطر اقدس شاہی مین اپنے خدشے دل کے مرتکز کر دیے اور نواب خاص محل کو صاحب
مفتری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منظور حال
یہ ہو کہ اقربا سے قربیہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرے یہ طعن
دو آوازہ نسبت جناب عالیہ و جنرل صاحب تھا اثر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت مخالفت
پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہوکر یہ خرچ معینہ خزانہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا
نواب خاص محل جو بواسطۂ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منورالدولہ سے ہوئی تھی اوسکو
خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ پذیری تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر معہودہ کے ہوے نافہمون نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ
اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت گیا کر شہرہ ہوا اسکا چونکہ

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربط سے بموجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار فقانہ امیدوار ایک لاکھ ۳۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جسکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری استمراری سے ہاتھہ اوٹھایا بہزار خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری کاٹ کر بانی کا سونا کا نپور مین دیدیا تھا وہ مجرا لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت ہوے صاحب مقدور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت و وفاداری کھل گئی معلوم ہوگی جو سوتمٹن مین لندن سے ۶ کوس خاص و عام پر ظاہر دیا۔

اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ سی کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب منور الدولہ سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ بادولت اس فدر تابستان مین مع اقربای قریب اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بجبری دبے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے سراسر باعث استعجاب و موجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی ورگرنہ تعارف معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشانی خاطری سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپ کے التفات مہالیش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا جو حسب تجویز کونسل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین نیاز مند کو کچھ مداخلت نہین۔

دوم شوال مطابق ۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادی نواب حکیم میر محمد حکیم مہدی علی بسبب علالت مزاج ذناسواخبقت آپ وہ ہوا برخصت داخل لکھنو ہوے نواب سید امیر تقی علی کوئی اور بہقربان نواب سے وہان نہین اور جتنے مقدمات ہوتے تھے مدول بڑے نواب تھے صاحبان عالیشان کو رفاقت نواب لشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہو کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب دسکرٹری سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا۔

ازروی اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی بورٹ آف دائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پالیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب سنہ ۱۸۰۶ع سے تا نہایت سنہ ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور ستر لاکھ ۸۹ ہزار نوسے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۳ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد ہو دی ہو الیعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۴۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ کار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الراے ہین کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے ملک مین اختیار کلی رکہتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا ور درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت وموافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع ومنقاد رہا اب احکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار ردعی ہوجاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ رمئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کورلی جلکسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہوی تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کی ساتھ گئی ایک دن چیف کمشنر کپتان ہنری صاحب برسبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے سوافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے آترتے تھے سوار ہو کر داخل باغ ہوتی تھی مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہی مگر کہار کنان کسواسطے کہ اس دم رہی ہی سلطنت سی کوئی خبر سیجان نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہو چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو سوم سے بھی نرم ہی غرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال
بسبب کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین تہ بہ تہ
تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب
برطرف ہوگیا جنھین ہزار ہا روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہوگئے فرمایا کارنیگی صاحب
کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پھر لیا احتیاج ہے
ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوئے اور کوئی صورت قیام
اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے
کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے
ارکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیربار ی
طرح لا بدیات لینے پاس آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام
اقبالہا سے بامید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت برا العین ہماری شکستہ حالی کو
ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحمدلی سے ازروے انصاف عرض کرینگے بس وہ
کیونکر اپنی جود ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی —
غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضۂ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے
صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ
عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو درصورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ
لطف نرہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص
ہوے — چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشدآباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے
اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی ماں طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ابھی
توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین —

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش
شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر وسیلۃ الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض
حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے
تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمہارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد
فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آگئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب انھیں بادشاہ
کے پاس لائے مشرحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا
اور ساجد درگاہ الٰہی ہوئے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے
متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو

کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سوئیز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم
کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوئے
مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر رفیع کے تین سو حاجی
الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے
تھے برنڈن صاحب مہتمم جابیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات
قیام ولایت وغیرہ و ہدایا سے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت
و زمرد کنگھی پر چہ الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خاقان منزل تھی بہت سے بالے مردانے
انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ شل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف
تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوچہ سواری
جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ امور
جزئی و کلی سپرد جنابعالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد
بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ و خلجان کسی امر
کا نرہیگا اور شخص سر حساب رہے گا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری پیش
کیے آخر بنا ہی استخارہ ذات الرقعہ چھٹی پانچ رقعہ نکلی حکم مساوی آیا بے دل نخواستہ ناعذر لیا

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء بارہ بجے رات کو جناب عالیہ
سوار ہوئین وقت رخصت عجب حشر قیامت محل سے برپا ہوا نعرۂ انفراق والوداع مخدرات
اوس پردۂ شب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل در اشک رشک دریائے
بہا گیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سب سوتے
سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد در دولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب
زمانہ دیکھکر ازخود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات
عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر
اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت
اونپر رحم نہ کرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذر بادشاہ فرط
بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے آداب سلام
بادشاہ نے خداحافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجیب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ ولکھنؤ وآمدرفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی
فدیہ مسافرین راہ ہوے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے راہگذر گئے اونکی نعش بیخبری سے رات
بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب وملت سے
اہل محلہ کو خبر کر کے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کردیا کو انعذانسا دمہری وغیرہ مال سرکار جو انکے
صندوقچی مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد وقدح کر کے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی
خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا
بندہ علینقی صاحب عنان یادبہاری سلطانی بعد گلوخلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی
اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ ومفتاح الدولہ کے باب
مین بہت جھوٹ سچ دل سے بناکر عرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے چند روز مین
بمیش کلکتہ اوٹھا کر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاز

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۲ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب کے راہی کلکتہ ہوے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جایسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی ستربان بادشاہ کی نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی چشمداشت انصاف جناب ملکہ معظمہ سے یقین واثق ہی کہ نواب گورنر جنرل بہادر رشمر ایلہ مروات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منظوری کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بناکر مندرج کین بادشاہ ذی صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین یہان سے زیادہ کامل و طامع جا کر مقیم ہوے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہی کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جایسی کے ہین جو رکلس صاحب کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوے تھے بعد اونکے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جا کر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین اپنے خوف آبرو سے نیچہ مار کر مر گئے پردہ دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد اسکے کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی علم باعزت پیش آے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چندے روز کے بی بی ولایتی سے جو بہن کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ عقد شرعی بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھے گا اب انقلاب سلطنت سنکر از راہ سوخ و خود نمائی دولتخواہی رعایای ممالک محروسہ سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہ ہین بقیہ بیکار دہر بال مگر کچھ مفید مطلب نہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطان پور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آئین ناظم سواروں کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخلہ کی کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک ڈاکٹر فیرر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے قید ہوے ہر چند عرض کیا کہ ۷۰ ہزار ارسال سرکار ہو چکے ہین اس روے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زر باقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمیندارون کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آدین بازار سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہینز صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجا چنانچہ صاحب نے افسرون اور پیادون کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوا فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور تین مدرسین مدرسہ کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ - شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس و نیر ٹری بہت خوش ہوے

مرمت طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جایز نہین مگر از راہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن ہیل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۳ مئی ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۶۰ صاحبان شوری خاص واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکر گزاری اونکی شروع کی کہ جو بایہ انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق وغرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح وفیروزی ملک پیگو جو باعث مزید چارہ علاج ہوے اور جتبک باتمام نہ پہونچے بہ طریق پیشبندی اختیار قدرت سے باہر تھا جو ہمارے مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف وسستی وغفلت مغلیہ سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا بہ سبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل وہ قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے وہان ہو رہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران سابق نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال ہو کیے جو پایۂ قبول ومنظوری مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور یہ سبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص وعام ہوا پس ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی وموجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور پچاس لاکھ کا پس یہ مبالغ ومحاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳- لاکھہ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ رائے لارڈ موصوف جنگ وجدال ظاہری مین ہوتی افزونی سلطنت کی اور انتظام سلطنت اندرونی ونظم ونسق مفید وترقی کا ہوا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے پہلے اونکے مکنون خاطر ہوتے ازین قبیل نہر دریاے گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۴۸ء سے ہوئی اوسکا پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چار سو ۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندھ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کار نمایان اونکے زمانے مین ہوئے اور ہر پریزیڈنسی مین کچہریان تحصیل محاصل کیواسطے مقرر ہوئین اسیطرح تاربرقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ء مین اختتام پایا اور تینون پریزیڈنسی باتفاق یکدیگر ۵۰۰۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت تخفیف سے ریل روڈ دخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف ومتوجہ کاروبار سخت ودشوار کے رہے جو دوسرے اس بیدارمغزی سے مشکل معلوم ہوتے۔

غرض بعد قیل وقال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ رای اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی پھر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف وقدردانی سے مقرر کیا۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین ناموافقت نواب خاص محل سے اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور ناموافقت آب وہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات لکھنؤ کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب اذن دیتے تھے جب
عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سانے
بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم
مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا عرض شقہ خاص طلب
حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے
خاص در خفا گردیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کر کے مع اعظم علی بیگ
ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی
دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت
سفر صادر ہوا بعد اجازت پھر تہیہ سفر باستخارۂ ایمانی پر کسی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز
سہ شنبہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفقا [illegible]
۹ گاڑی ڈاک اسپی و ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و شیشہ وغیرہ
ظروف مصرف و خادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوے
حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی
جب سوار ہو چکتی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت
گاڑی چار اسپہ پر سوار ہوے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تا کہ چار باغ ہم پہلو تھے
شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپسمین تقسیم کر لو
وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منھ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب مانتے
تھے تا کہ شہر تک بازارین مثل دیمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بے فکرے تماشا بین سر راہ
کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہ سکتے تھے غرض جو منھ مین آیا سنوایا سب نے تا جب کنار گھاٹ دریائے گنگ پر قافلہ پہونچا

بدستور ہوے لیکن تیرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دو سرے دن ضعیف اور بڈھون پر رحم کھاکر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجائین اور ہر گھر مین طریق عزا بدستور رہے ۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریا باد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف عشرے کا انتظام کیا ۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھہ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجالس ہر دنی موقوف زنانہ مین موافق رسم کے بجا لانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ۳ محرم کو ہوا جاتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زبان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسی منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایا شہر نہو دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد اور محمد نیاہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرۂ محرم کے معذور رہے لیکن کنھک ہنود حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے ۔

ایام عشرہ بہر صورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے رہکر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ جانے مین خائف رہے بہر صورت دوسرے دن درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے جب چلے آدین دوسرا غول بہر زیارت جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے بُری سمجھا یا جب سینہ زدہی سی جانیکا قصد کیا زیر تفنگ لیا سبکو باہر نکالدیا

متعلقہ صفحہ ۱۹۲ جلد دوم

مرزا برجیس قدر

Mirza Birjis Quader,

بہرصورت حسب معمول علم دو گھڑی رات رہی باہر نکالے تھے نہ نکالا

روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا مین جاوین اگر دوسری کربلا مین لیجائین گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف مثل میلہ چہنر لگتی تھی عملداری شاہی مین یہ صورت نہوتی تھی اور کمپنی سرکار مین ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی وگرنہ عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے بعد دفن تعزیہ اپنے گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوشے سے ڈی کارنیگی صاحب نے خبر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کمیدان برادر نسبتی حضور عالم کے گھر مین چلے آئے اسلحہ حرب جو انھون نے بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیئے تھے سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرار نامہ بھی نسبی احتیاطاً لکھوا لیا کہ آگ دیکھی تمہارے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی ۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر میجر کارنیگی صاحب کپتان ہیز صاحب دو کمپنی لیکر آئے نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بہ علت اتہام بلوائی شہر نواب کو دیا۔

دوسرے دن سمس صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہرصورت رفع خلجان صاحب کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا نتھا اور نہ ہون ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہی آپ خوب دریافت کریں اور ایسے مقدمات لاطائل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ع رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی غیرت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے نہایت تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے،

باب تیسرا

ہنگامۂ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات نمایان بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کرب و بلا گویم و گریم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و ہنگامہ فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۱۲- ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہیئر صاحب کارنیگی صاحب کوتوال شہر
مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو پنیس مین سوار نواب آصف الدولہ کی
امام باڑے مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو مرزا خورم بخت
بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۴۰ ہزار روپیے بعلت مکان اونھین دیے
تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کردیا تھا جابجا توپین لگائی تھین
دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ مملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت تھوڑے لیکر ہموار کیا تھا امرائے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین نظر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑگیا تھا غربا بسبب
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادتر موجب بلا
ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہوکر غلہ
او رکھتی کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انہین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیچ
محلے سے اوٹھکر شہر مین بکرایہ جاکر رہی تھین اولاد و احبات محل نواب آصف الدولہ زر دمحل
وغیرہ سے اوٹھکر شہر مین رہی تھین دو ... ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بلند پر لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۲۵- لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارڈ سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز کو توالی اور ہندوستانی گولہ انداز لوملازم و راکثر
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع ہوئے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھردیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے بیلی گارڈ مین لے گئے۔
چیف کمشنر نے کوٹھی ریزیڈنسی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کردیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
[ب]یان اطفال ملازمین متوسلین سے وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب دیکر

پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے چھ سو تین گورے جنگی چار سو دو صاحب اور اسیقدر بیبیان و
اطفال شاگرد پیشہ رندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم
کر دیا صاحبان دفتر بھی اسلحہ باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہریان
سوا فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل و بریر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاون مین رات کو
رہتے تھے غلغلہ آمد آمد و تاخت فوج باغی نمک حرام دمبدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور بکمال عطوفت و ہمدردی سے
سب طرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور ادنکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پر پہونچنا
سمجھایا کہ اگر سرکار کی روزگار سے تنگ ہوئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمھارے پاس
ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تمسے کسیطرحکا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور سنگدلون
نے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہو گیا تھا اور بسبب سنے باطلہ کے کچھ نسمجھے ہر چند اس
شہر مین اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پانون
مارے لیکن کسیکی جراءت نہ پڑی لیسے توہمات سے سرکار نے کئی وارث شخصونکو احتیاطاً
اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے
دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امرائے دلی ہوتا غرضکہ عجیب و غریب معرکہ حیرت افزا
عالم آرا درپیش ہوا تھا یس معلوم ہوا جس وقت ایسا اتفاق ہو اور سب یکدل ہو جائینگے پھر کسی
سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی —

فساد چھاؤنی منڈیاؤن رجمنٹ ۱۳ - ۴۸ - ۷۱ - ۷ رسالہ ترک سوار

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و دمدمہ وغیرہ سے مطمئن ہوئے
ہر چند فوج باغی و نمکحرام کو سمجھا کے نصیحت و پند بشفقت سمجھایا کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ
آتش فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۷ تاریخ شب شوال مطابق ۳۰ مئی سنہ ۵۷ع
۹ بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملا کہ دفعتہً مع اسلحہ حرب کے کوٹھون پر
جا پڑین تا سپاہ بدست دیا ہو جاوے لیکن بمجرد پہونچنے فوج کے تلنگے خبردار و ہوشیار

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ کر توپ پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے ۔ ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے برگیڈیر ہاندسن کونپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے اِن نامردون کو سمجھاتے تھے کہ اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر عزت بچاؤ تو تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین اور صاحب بھی مجروح ہوے مجھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوجہ گرچہ چھاؤنی مین کھڑے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے

اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب انگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت ہنگامہ رہا اور دو پٹالن طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک محاربہ نہوتین جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسیمہ ہو چکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ چار باغ سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ بہادر جنید بخشی کے تالاب پہونچی جہان تک طاقت رہی بھاگئے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین رستہ مین چل نہ سکین رہگئین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کرانیے تو سدان پھر لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا گھولکر شربت پیا پھر وہانسے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اتوپین فتح کی سر کین ۔

اس عرصے مین مفسدین و کوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی ۔

منجملہ متمردین اجل رسیدہ آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف نے

لوگون کو غیرت دلاکر برانگیختہ کرتا تھا ہر چند ایک ہفتہ یا بیشتر ایک خداترس نے اسے درد دل سے سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بدلت آ جاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا ملاصہ انکے ہمسایہ مسٹر کرانی محافظ دفتر گنبس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھر رہے ہو اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمھارا گمان غلط ہے کچھ تمسے نہ ہوسکے گا آغا مرزا نے جواب بدرشتی دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مارڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیوں نے گھر مین گھسکے اوسے مارڈالا گھر کا اسباب لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشورش شامل کیے گیے۔

غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھاکر چوک کو چلے اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پر چلے راہ مین یا مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دس بعورت سپاہ مسلح باقی کسیکے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بسبب کثرت کے منھ دیکھکر رہگئے جس مرد آدمی کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے بر قند از جہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلواکر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا

غرض قریب دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت تلنگون کے بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اوترکر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے جاؤ یہ اجل گرفتہ اونسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے برگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر حمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جائینگے ان نامردون نے اونپر یورش کیا تلنگون نے چھپے ہٹ کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگے پھاٹک حسین آباد کا بند کر لیا آغا مرزا اس قافلے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کتا تالاب جا پہونچا تھا قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پر دوسری سینے پر پڑی با حواس پھر کر پھاٹک بند کیا اور پھر کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین برقنداز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاقاً تھانہ دار کی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے باہتمام اجماع معاش زیر تیغ خون ناحق کیا۔ دو دن دو رات تک ناکجات تمام شہر اس فساد کی حبت سے خالی رہے تیسرے دن صبحکو کارنگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی سبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی پکڑے آئے اور ایک صوبہ دار رجبالن مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینان داخل چھاؤنی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو چھیون سے باہر لائے دروازے سنگے جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گوردون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشبین جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کر کے چھوڑ دیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام تلنگون کی تقصیر سے درگذر کر کے معاف کیا آیندہ کوئی قصور ایسا نکرے۔

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو مثل اولاد کے پرورش کیا تعلیم و تربیت سے محترم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا عزت دی داخل شورے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا پھر فساد بپا کیے ہو مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو ہندیلاس سے بندر بوشہر کو سمت ایران گئی ہتی عنقریب سرکوبی تہمورین کو پہونچتی ہے یہ نپدار غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور ہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جائے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت انکے اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ مجرم سرکار ہوگا۔

مگر افسوس ہے ان نمکحرامون نے اپنی قدرنجانی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پر درتش کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غرباے شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت وآبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہے خاطر جمع کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ۔

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمودخان کوتوال نے اونہین سوار کرکے مچھی بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے بھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہوگی۔

دوسرے دن مرزا اسید رشکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لاتے بھر داخل قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ اکہار سالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھے معلوم نہین اتفاقاً از راہ ناد انستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئیدے نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی بھوپھی نے نقل بادر شفیق پرورش کی تھی گھر مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تمنچہ کی اور کچھ ودیعی یا وہ کارنیگی صاحب کی منتا کرایان گئی دو دن کے بعد تب بھی جد وجہد وخرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آئے

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع تہ یہ راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا بخیال دوراندیشی یہ بھی بلا کے بہ حکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعض فوت ہوے اور رانی باغی ہوگئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے سی ایس آئی والی نیپال کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلی لیتے تھے یہ جمیع حقوق ملگیا اور علاقہ پاسی وسمتین والی نیپال نے لیا۔

ہنگامۂ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ از روی اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی مین مشہور ہوئی سب کو یاس کلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی مین ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارۂ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد بے انتقام لینے پر ہوئے یہ احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ مین جہان جہان سے فوج باغی آکر جمع ہوی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلۂ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور مین جب بلوہ ہوا سب صاف فوج ونظامت جمع ہوکر ایک بنگلے مین آئے اور مستعد ہوے فی التحقیق جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطر یانہ بسمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ مین اور بعض صاحب ہر قصبہ وقریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ ریکس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد مین مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اور سکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلون مین تھا لوٹ کر آگ لگادی اسمین رعایاے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہوگئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نرہی اور نیلا ہر اپنے مذہب وملت کے خدا ورسول پر افترا کر کے صورت جہاد کافی کہ عوام اس جال ایمانی مین جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی بیس سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴ پلٹن ایک رسالہ تھا ایک
صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوسے
سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ
اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے
گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جس سے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کے
مجبور رہین بہر حال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم
واتفاق کر چکے تھے فوراً پھر پڑے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی
ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان یا عورات بےگناہ اور اطفال
خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے
اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار
مین معلوم نہین کسطرح اپنے مان باپ سے چھٹکر ایک بنگلے مین رہگیا دو دن اور دو رات بھر
کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھا کر ایک کوٹھری
مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد ازلی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوسپر
پڑی ہوش بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون پھیر سپاہ سے
کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض بچونکو
گودی مین نیچے لیے جسطرف جا پاتین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خرابی حالت
سے پہونچین زمیندار نے رحم کھاکر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک
چھکڑے پر سوار کر کے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہوکر [illegible]
چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے ۔

گرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنارہ دریا تھا اوسوقت موہ کے مین مع میم صاحبہ گھوڑون پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میمصاحبہ دوڑ کر صاحب کی نعش سے لپٹ گیئن دفعتہً اونپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک صاحب نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کمرے سے مارا کیے جب گولی بارود ہو چکی گھوڑے پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال سراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتہً ایک سوار دوڑ کر آیا اوسنے اپنے گھوڑے پر سوار کر جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی۔

وہ صاحب رات کو ایک زمیندار کے مہمان ہوئے پانی پیا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین میم ہمسے چھٹکر تمہارے گانوٴن مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گیے بیبیان چوکیدار کے ساتھ بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح بیجان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس شدت گرما مین لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳ لاکھ ۱۲ ہزار روپیہ لیا اوسمین کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا بعد اسکے کدار ناتھ و میر اقدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کرکے حکم دیا کہ بدستور زمان تم مستعد سرگرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نہ رہنا۔

فیض آباد پہلے دو کمپنی تلنگہ اغلطگیہ سے مانڈے پہونچی پھر گورکھپور جون پور سے بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ ہمارا ارادہ اللہ منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو غرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم سمجھائینگے پہلے ہمین مار ڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بہادر آئی سب طرحسے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے جواب سب لے اوبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوے۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی ولکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آ گئے ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان دین صاحب خزانہ نے پھینک دین کہا ہین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار دیدو برکات احمد رسالدار نے کہا ۲۰ دیدو باقی سب کرانچی پر رکھہ چھاونی لیگئے۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے آکر کنارہ دریا سے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے دیا ہم پہلے تم سب سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے پہونچین وہی تلنگے دوڑ پڑے کمشنر نے خود تمنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مر گئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا مر گیا واہ ری وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوبکر مر گئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری کشتی دوسرے کنارکچھار مین تھی کرنل ٹپالن بول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اتر کر ارہر کے کھیت مین بیٹھہ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل بیان ہے آگے آئے گا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی مین رہا کرتا تھا مشہور تھا وہ شاہ آنفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرا مین اوترا تھا کسی فتنہ سے فساد کیا تھا قید ہوکر بول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور لفظ قتل و غارت نکالا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے ہندو و مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا حکومت

فیض آباد راجہ مان سنگھ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے اونھون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچادین پھر ہمسے کچھ نہ ہو سکے گا نمک حرام ہوجائینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نرہیگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور متواتر کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسینے سنا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گراکر برچھی کی انی سے چبھو چبھو مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگادی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب بعلت خون مولوی سید امیر علی آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے نپایا وہ جان بچاکر دہلی مین جا کر چھپے مرزا حیدر مرزا اونکے دونون بھائی جان بچاکر لکھنو آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا۔

راجہ بہرایچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہوجاوے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون مین کرنل بیرد صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگھ راجہ کانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہر چند وہ بدل تشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضاے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعہ الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گذاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرۂ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آنے عذر کیا اور جب پٹالن سغینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرایچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجنے بلطف زر دونون پٹالون سے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

خلاصہ یہ کہ چھاونی مین فساد نے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمینداران گرد تمام ممالک محروسہ نے
راہزنی اختیار کی تھی بجائے خود حاکم ہو بیٹھے ردولی مین تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کینتوہ تحصیلدار
وہان بھاگ گئے ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ویسٹن صاحب کو بھی بچایا آخر
سرکار بیلی گارد مین پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو
کچھ نہ ملی شاید اس جہت سے کہ زمانہ بے عملی مین وہ وکیل میسو بھوپال راؤ کے ہو کر دربار
لکھنؤ مین حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ مین پرچہ اخبار سرکار
کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چیمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات کو ولایت مین ریسٹن صاحب کو لکھا
اوسکا جواب آیا مگر کچھ اونکے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے نمبردار جدید سے زمیندار
قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام یکدیگر ہوئے۔

کپتان ہیز صاحب اور کپتان فیرر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیز صاحب ملٹری سکرٹری کپتان فیرر صاحب نے از راہ جوانمردی و تہوری نمک حلالی
سرکار چاہا کہ والنٹیر یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہو کر چار سو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر شدہ اضلاع
غربی کیواسطے لکھنؤ سے روانہ ہوئے مین پوری سے جب رسالہ دو راہے پر پہونچا کمان افسر
نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل صاحب آیا
گالی دیکر تمنچہ مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر
کو مارا مین تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سوارون نے افسرون کو قتل کر راہ شاہجہان آباد
لی رمضان خان نے کپتان ہیز صاحب سے مخاطب ہو شکایت لکھنؤ مین گالی دینے کی کرکے
تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوئے آپکا نمک
کھایا اب بہتر یہ ہی کہ آپ ہم مین سے بسلامت چلے جائیے اور ہمین جانے دیجیے کپتان لڑائی
سے منہ پھیر سیدھے لکھنؤ آئے مورد طعن و تشنیع ہوئے نام کٹ گیا اکثر اپنی حالت پر رو دیا کرتے تھے
چیف کمشنر نے کپتان ہیز صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے گال صاحب کئی سوارونکو مع کسی سو روپیہ
بطریق انعام و ردیف سوارونکی بہنا اونکے ساتھ روانہ الہ آباد ہو بریلی کی سرحد مین آئے اور وہان جا صاحب نے ... یا د نہ

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کردی مارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دو سو سوار نے اپنی تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤن میں نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس رسالہ میں قوم رانگڑ دلی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیونکا احوال سنکر چلے گئے۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانہ دار اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے میں تمھین تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی و نمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اوسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے ازراہ جاسوسی کپتان افسر سے جاکر کچھ کہدین اوسوقت سواے پھانسی پانے کے کوئی علاج میرا نہو گا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے کہا کہ تو اسیوقت جاکر صاحب کو خبر کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونون پھر آوین ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آوین تو آفت مجھپر آویگی کہا اسسے مطمئن ہو غرض صبحکو جب وہ دونون اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس بازار ٹکیٹ راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ برقنداز لیکر پہونچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسائے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد امین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس نئے بیٹے کا احوال کلکتہ سننے کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آن کر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲- آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہوکر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
حافظ و بھاؤ حضور صاحبان کیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار
تینون پھانسی دیے جائین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو بد بہ فتنہ فساد اس سبب ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہی کہ
لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپے اونسے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنی
جبن و نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ تیار ہاکر اپنی سرکار کو ناحق
اسی صبحکو یہ ۲۲- آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار پانچ کے بعد ایک دوسرے
کے پھانسی باقی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعیف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر حسب حکم موا گڑ وا دو باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا- صوبہ دار نے روبکاری
مین کہتا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بے گناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے برائی بھی چھوٹے اور یہ برات سنکٹا پرشا نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹہ
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا مرزا فرخند بخش شاہزادے کے داماد نے دو بارہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ
وہ انکی ملک تھا- میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا-

تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جعدار وغیرہ دو تین انکے
کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ دار

بچ گیا دوسرے دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا کہ وہی علیخان کو خط بھیجکر بلوا لو جب
عذر کرکے نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ اونکی طلب کا لایا لکھنو مین روبکاری کو آنے حکم پھانسی
دیا مگر ویسٹن صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انھین بچایا نجات
دلوائی اپنے گھر آئے۔

بلوۂ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی کالی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق
کا ایک امر پر ہونا سوائے خالق کے کار بشری نہین ہے کسکو سکت ہے کہ روبروے سلطنت سلیمانی ان
موران ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳ پلٹن ایک تیسرا
رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سکھون نے قصاص لینے کا یقین ہو گیا
کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان بھی بلوہ
کردیا بنگلون مین اگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد و کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی
خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا
بعض بیم صاحب جمال وفور عبرت و شرافت سے کنوؤن مین گر کر مر گئین نعش اطفال اور مقتولین سے
بڑا کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب
مع اور افسر اور گورون نے دمدمہ اسپتال مین بناکر پناہ لی۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راؤ پسر متبنا ے باجی راؤ پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سازسے آگئے
آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل
اہل توپخانہ مثل سہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی
آخر صاحبان محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوئے
صبح کو سب فوج رعایا شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوا دیے
اوسوقت صاحبان محصور اور دفتر اور دیگر افسر مع پیشوا جمع ہوکر جا بیٹھے باہم عہد و میثاق قطعی

قطعی ہوا اوسکے بعد ۔ کشتیون پر سلسلہ حرب اسباب ضروری بار کر کے مع جرنل صاحب وا کلکتہ
ہوے بالاجی راو سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کر کے حکم شلک توپ دیا اوسنے
منع کیا کہ دغا سوافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہیں اسکا انجام بہت برا ہوگا تمانا جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بہہ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو باطمینان کھڑے ہوے تھے سبھون نے فریاد و دعا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار بر تلوار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین مینہ کا
پیاس سے ہر ایک سے ہاتھی ہوتا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھتا دہ بیاسے باہر سے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیون پر سے دریا مین
کودا ڈوب گیا ادھر جو گیا پایاب تھا جرنل صاحب کی کشتی بہ سلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمیندارون نے لوٹا ۔

نواب محمد علی خان عرف نھنے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مار ڈالین اسواسطے
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس امیر جانکر
منع کیا آخر بایں نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانے
کی اوسی صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھہ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامی تحصیلدار و زمیندارون کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے روانہ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و ناانذیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا ۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۲ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھینچے آدھی
رات کو نواب گنج پہونچی میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ اور خود
کرسی اور مونڈھے پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جا کر کرنل گنج مین توپخانے کو لیے لنگے تحصیلدار نے
عرض کیا یہانسے چھاؤنی ۷ کوس ہے دریا سے گھاگرہ بیچ مین بعد ایک بجے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اُنکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑا چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور راہ چلے تھے ایک اور صاحب گھوڑے سے گرے اُنکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنار دریا پہونچے صبح ہو گئی بے فائدہ آگے جانا پار اُترنا سمجھکر پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔

کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرور سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے پاسی جو حفاظت کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے۔

ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا زنجک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پلٹن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے شریک ہو نواب گنج کے ایک باغ مین اترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادۂ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون پلٹن بروقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تمہارا پڑین کیا کروگے بس چاہیے اُنسے عہد و پیمان لیلو ایک گارد تلنگونکا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار روپے آگے رکھے سپاہ کو چھٹا بانٹ رہے تھے مع زر نقد اُنھین کرکے لے آئے احوال پوچھا کچھ تامل کیا دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد اُنکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے سے معلوم ہوا کہ کسی امرائے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپے واسطے نگاہداشت دو پلٹن لے آئے تھے کہ ہم باغیون کے ساتھ آئینگے اُنھین غافل پاکر لوٹ لینگے بعد تفصیل احوال کھلا کمیدان کو سید غریب سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۳ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون ۱۸۵۷ء دوپہر کو چیف کمشنر مع میجر بنگ صاحب اور کئی افسر ہمراہ کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اسواسطے کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہو لیجائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
اونھین جلد خبر پہونچے گی چلی آئیگی جبتک انھین ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت
پر تکلف مصرف شاہی مفتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گوردن کے پہرے مین لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناداستگی سے شور واویلا برپا کیا ہے ہے بادشاہ کا گھر لوٹنے لیئے جاتے ہین
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین وگرنہ یہان
رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ غدر جیسی مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر [illegible]
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸ کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطرخواہ بادشاہ کا ہے کو ہوتی اور
اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھیون
کی نگران تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گوردن کے پہرے سے گھبراتے تھے
آپس مین بات نہ کر سکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی سبکا بھی [illegible]

معرکہ چنہٹ و محاصرہ لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی آکر جمع ہوئی زر خزانہ سرکار سے مالامال ہو گئی
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرون نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان بھاگ
کر جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا کہ اپنی سزاے اعمال مین گرفتار رہو کر ہر ایک کسی
جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگرنہ توڑو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر رہو کہ مرگ انبوہ موجب عافیت و نیکنامی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا بس اکثر دن کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلو بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور
ہے لکھنؤ ہو کر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سبکو اپنا شریک کرنا چاہیے -

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہرایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گو ہار نوکر رکھی ۔

راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون سے طاقت مقابلہ نہین رکہتا جہان تک ممکن ہے اپنی جان و مال سے حاضر ہون کئی میم اور صاحب کو ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت محبوسین جہان چاہین چلے جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہرایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی نے قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے ۔ حکومت فیض آباد دیکر چلے آئے ۔

روز سہ شنبہ ۷ شہر ذوقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئیندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ کمپنی تلنگہ دو توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معبد ہنومان مہابیر مین لکھنو سے دو کوس پر آ پہونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً ۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ا ۔ رسالہ ہندوستانی پلٹن بول والنیٹر دو توپخانہ اسپی و نرگادان ۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بوری آرپلٹن گمھن گھور اختری نادری میر فیدا حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ۱۲ سو بر قندار ۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ ۔ بڑی توپ بیل و اسپی ۵۰ ۔ صاحب میجر کارنیگی محمود خان کوتوال باقی کرانی اہل دفتر سب کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار بھر رات رہے رزیڈنسی سے چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی قریب باغی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہوا آخر از راہ تہوّری آگے بڑھے دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھہ نشان فوج نپایا گوئیندے پر خفا ہوے اوسنے عرض کی اوس باغ مین باغی اوترے ہین کمر بندی کر رہی ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اوس وقت اوسکا حال دیکھو ابھی

کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نہ رہا تھا ایک دو سر ہم ملامت کر رہے تھے کہ یہان مہا بیر
مین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ جائین مگر جب یہ تینون
گولے سپاہ کے سر سے بسلامت گذر رہے سے وہ تلنگون سمجھے سب کے دل بہادر ہو گئے دفعةً
سوارون نے ہمین بیان سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہو کر آگے بڑھے دیکھا
کہ ہڈسن صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعةً
فوج بھگائی دفعةً فوج جا پڑی باہم ملگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہو گئی صاحبان
عالیشان نے جب گھونگھٹ کھایا چاہا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین دہان نہ جا سکے اختلاف رائے
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بیگل رجعت کیا گورے تلنگون کے پانون گویا
زمین گیر ہو گئے باغی آنکر مل گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی کپتان
اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا
کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار لیے ہوے دباتے چلے آتے تھے بر قنداز سب
نمک حرام کہین معلوم دیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونے جدا کیے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا اسلیمان شکوہ کے مکان سے دفعةً حصار
بیلی گارد مین ہو رہے پھر کسی نے پیچھا پھر کر نہ دیکھا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پہونچا
راہ مین کسیطرح کی کمک نہ پہونچی وگرنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہو کر روکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب اسمعیل گنج کیطرف بڑھے بیلی گارد
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا جتنے نکل سکے شہر
مین پھیلے فوج باغیہ اور بلیٹن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت
سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا رصد خانے
کی کوٹھی مین اترا موافق اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مریخ برج عقرب
مین اونکی پشت پر فوج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکے منہ پر ہوا پھر
کیونکر صورت فتح ہوئی

جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو بے
کے دونون مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جسطرف سے ممکن ہوا
نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہگئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چارسو سے زیادہ
مع اطفال خردسال انکے سوا تھے کسواسطے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ سمجھکر لکھنؤ چلی آتی تھین اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرنی سکھہ۔ پنجابی۔ کچھہ تلنگے نمک حلال
کچھہ سوار کچھہ برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد۔ فردور۔ کچھہ گھوڑے بیل وغیرہ اوسوقت
عجب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنھین گھر سے بلا کر جابجا مورچون پر مامور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے اونھین نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا بندرون کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھہ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھہ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوئے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا
شام کو گھبرا کے قفل تو باہر نکلے قریب پانچہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر دلاتی
کمر مین باندھنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو اونسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونھون نے برقندازون سے دغا نہ کرنیکی قسم لی تھی تاقہ مستون نے سب طرح سے قبول کیا تھا
کسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نرکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا نقد و جنس جنیر اعتماد تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال منا مال ہونے کا سرکار
پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونون چین کر رہے ہین عرض
جب رات ہوئی بہشت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے سنکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہان سے تیسرے دن نخاس مین اپنی رنڈی کے گھر رہے پھر کویلہ والون کے سر لیکر
رکھہ شہر کے ناکے سے ملیح آباد پہونچے کرم خان پٹھان کے مہمان ہوے۔ ایکدفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے

جانتے تھے کہ جبدن عملداری سرکار ہوئی ہین بدستور مامور ہونگا شہروالون سے انپا انتقام لونگا مگر اہل اونپر ہوس نہ رہی تھی من کی من ہین رہی ۔

غرض جب امام بارہ و ماقرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کیکا خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لیے جا پہونچے خوب لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے روقی دروازے کے شہدے نے اپنے فرقہ خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ پہلے یہ توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگاؤ لڑو اسمین ہم تم سب کا بڑا نام ہوگا کہ ہم سے ناچیز حقیر ذلیل شہر نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہوکر مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے جکڑ ایک لاٹھی کا شنبہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً کئی گولہ انداز بھی لوٹ کو آئے تھے اونکے شریک ہوگئے دو توپین نقار خانے کے کوٹھی پر لگائین جتنے تخت دوکانداروں کے تھے اونکی جھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی جاتی تھی انمین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پیلے پر انگوٹھا کھینے سے انکی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات کے روئی کے اور کپاس بھوس کے آگے رکھکے اونپر آگ لگاکر شور و غل مچاکر دوڑ کر جھپٹ پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے انکے اس شور و غل سے ہمنے جانا کہ ہزار آدمی شہر کا لوٹ پڑا ہے پھاٹک گراکر داخل قلعہ ہو جائینگے ۔

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار ہا روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی قلعہ بیلی گارد مین بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ عورات فوج و اسیر لیکر بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اوسیوقت وقت چلنے کے سرنگ مچھی بھون مین آگ دینا۔ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسی کے ہوش بجا نتھے اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑکر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا۔

غرض جب محصورین مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ۔ ہمایون شکوہ نواب محمد حسن خان راجہ تلسی پور نواب مصطفی علی خان شاہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شاہزادہ

والا تبار نے جانے مین کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس حبث سے انکی تسکین باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف اپنی شان کے سمجھیں غرض حسن باغ کیطرف سے جتنے محصور بن تھے بانتظام حلقہ فوج مین توپین آگے پیچھے رکھے نکلے اور مسیم کو توپون کی میٹون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادہ گئے مکان کے دروازہ سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۴۰ آدمی تو ملازم گروہ امداد وغیرہ راہ مین اپنی جانکے خوف سے بھاگے اوسمین دو چار رضا یا گورے بھی شہر کی گلیون مین پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچونپر تھی منھ دیکھتی رہگئی بلکہ اوسوقت سب خواب غفلت مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور بمجرد چلنے توپ کے سرنگ بھی بھون مین آگ دی ایک کوره شاید اپنی بہادری رکھیا تھا فی الحقیقت برا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسینے خبر نہ لی قریب صبح میجر بنگ صاحب آئے ان سب کو بالاخانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے صرف ضروریات لے آیا اور اونھین سمجھایا کہ یہ امر ہمنے فقط بمصلحت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بے گناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنی اشیائے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جا تا تھا بعد اسکے ایک سید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ اب میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ خبر یہان کی رانا لڑکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آتے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے مین آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک ونہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوئے وہ اونکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آتے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب نے تکلف فاقہ کی اور فی کس خرچ دیڑھ روپیہ دیے ہر ایک نے اپنا لباس تکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری مین

بھی ہر بار رغار مین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و ناز اسپنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا یہ
بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آئی ہے۔
جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبر آباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازون کی زنجیر چولین ستون سائبان
سے اپنے جوڑ سے جدا ہو گیئن دھنیان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہو کر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش
مین کنار شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہانکے سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھرونکے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوائے کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر و خشک. سامان لڑائی مثل ذخیرۂ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہو گیا ایک
شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہو گیا تھا کئی بیم اپنے قلعے سے راہ مین
چھٹ گیئن ہندوستانیون کے گھر مین آیئن وہانسے سرکار مین گیئن زبانی کپتان نقاح الدولہ۔
جب صبح ہوئی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا
کہ سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی
کے جانے کی راہ ہو گئی ہے شہدے درانہ داخل ہوے پھر مفلس نیچے شہر کے
ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوتی۔ جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی نہ آ
کے سپاہی آ بیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی۔
قدر ارذیل کے ناجن ندرے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھتے دو توپ
لیکر مقابل مورچہ بیلی گارد کے ہوا ایک مورچہ بم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
دوسرا درخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہو ہر چند لڑائی لڑکون کی از راہ
بیہودگی تھی مگر مقام حیرت سکوتھا او شہدونکا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن و تشنیع
ظرافت سے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازے
پر گئے دھمکا کر زر نقد سے اپنی چرندم خورندم کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو جا بجا کچھ قیمت دیدی بائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جا کر آگ لگا دی سارا شہر روشن ہوگیا میر باقر علی شاہ پکے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام بارے کے دروازہ پر لا کر تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے -

جب سپاہ لوہے کے پل سے اپار نہ آسکی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلے جنرل مرزا اسکندر حشمت کے گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے فراحم ہو صاحبان عالیشان زندہ ہونگے مردیکا مال اوس کوٹھی مین تھا مہرا بہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دولت ظفرالدولہ کے دروازہ پر لگایا جب فرح بخش و چھتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین تم کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہینگے صبح کو چلے جائینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی رصد خانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گرد پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیرآباد و راجہ ہنوانواسہ راجہ صورت سنگہ چودھری سندیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے گول ہار سے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے -

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ زمیندار کی گڑھی مین جا کر اوترے ہر چند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل نظربندان اوٹھائی جبتک لکھنؤ فتح ہیلی گا رد ہنوئی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ خدا بعا نے بہ سبب سفارش جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہر چند کہ اونھون نے کئی مرتبہ وہانکے جانے کا ارادہ کیا مرزا عباس علی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کہین اور جا کر بندھین تو بہتر ہے

کچھ امتناع نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر انکا استیصال کردیگی بلکہ شہر کے
باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کرلیگیا
اسیطرح روز چارشنبہ پہلے ہم تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون سے کہا پھاٹک کھولدو
جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ بچے فاقہ مست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد
جنس ہاتھہ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس
اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑ کر خراب کردیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑ کر
سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شحن دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے
تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بکرایہ لیکر اوس مین عیال نواب عظمت الدولہ
معز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ سنت تھا۔
جب عملداری سرکار ہوتی کارنگی صاحب آتے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر
چلے گئے ہر چند متواتر سرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھہ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف
اوسوقت فقط لنگی باندھی بیٹھے تھے کپڑا ایک بچھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا مامون صاحب کے ہاتھہ ہزار
روپے پر بیچا کپڑا نصیب ہوا مامون صاحب بھی آمین کچھ نہ بولے وگرنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے۔
نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد نیم شکست بیٹھے ہوے تھے دفعتہً حال شکست لشکر
تحسیر ہوے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا مہدی حسن داماد بہار الدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے
بعد اسکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جاکر رہے
افضل محل تنہا قریب بیتا بازار عرب یا محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہو کر
بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابو تراب خان کے گھر مین گئین امجد علی خان آ
کہین جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد نمبردار پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے ہو نچے
پھاٹک کھلوا داخل ہوے کرنے لگے تلاشی گھر کی دو بہیان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین
بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر
چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی بیرا دھین سے آئے اکثر مقام جو وہ نہین معلوم
تھے بتائے کھود کھود کر نکال لیا کچھ اونہین کو اونکو بھی دیا اس مرتبہ البتہ زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا حیدر جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے رہے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین گئے اجناس نفیس و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سمجھکر رکھا تھا ازانجملہ و جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھے انکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھہ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان مانع ہوے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان ماما وغیرہ ہر ایک چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفدر اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے بمنت سمجھایا ۲ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علیخان کی گوہار آئی جا بجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے ۔

نواب ممتاز الدولہ پیشتر این فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جا کر رہی تھی اور رفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی و تالیف قلوب سمجھکر شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کانسٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امراے شہر ہوگئے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادرست کے بہت رحم کھا کے موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمایشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آ کے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جا کر ضریح نقرہ لکت روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور حضرت محل منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لاے پیشتر الا گر نہ تلنگون سے بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر رعیت ہندو مسلمان کو کھانا

لکوان ٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی مِنت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی
جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سیاہ باطنی ذی کسی گھر کو نہچھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا چوک مین جو کاندار دن پتا کیکر کان کھولتے کی کر تے جب
وہ کھولتے تھے جو چیز چاہی لیلی اکسی کو کچھہ خیرات سے دیدیا اسکے سوا رعایا نے شہر پر وانت پیسکر رہ جاتے تھے کہ
یہ بڑے خیر خواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار
ہوگئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ہہ . قلمبند ہوے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد
مین جا کر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیر سر دفتر رزیڈنٹی
جسے جرنل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوے تھے کئی دن بیلی گارد
مین رہکر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا لٹا جب متفرق ہوکر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان
کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ میں گھبرا رہے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ
مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھہ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھون نے
تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوا دین
جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھہ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ
کرکے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے تھا کر وب نے پانون مین رسی باندھ نالے
مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے
جو کچھہ پاس تھا لے لیا بہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے
شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا
قوم رزیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے لیا
ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالن انگریز ملازم محسن الدولہ سے
بفریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوس نے
شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے -

جوزف شائرٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ سے اعتقاد

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹ لیا
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوے جوزف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کوتوالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھپٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی شہر آ کر
خرابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا۔

لیٹل نامے کرانی چند برادر ملازمان دفاترپل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسایتے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر بران سب کی وضع مردکی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحییٰ نے آن کے
کہا کہ چونکہ ہملوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے
مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد
کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ
ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کانکر باغیونکو
بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف
ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملۂ نظامت سرکار جابجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ہر ایک کا تجسس زیادہ
ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہوکر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنکے دس بارہ کوس
پر تھے پیادہ پا ہوکر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی
جان بچانے کو باہر نہ جا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گونیدہ سرکار رہے
کچھ خبرین جھوٹ سچ ملاکر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمین
بعد فتح برآرد بہرہ و بال - بعد فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے -

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نہ تھی
اوسے اوٹھا سکے با ایں ہمہ انگریزی نار جاتا تھا خصوصًا کتب خانہ جرنل مارٹن کالج اور ہزارہا
سلطانی جلد بھی جلا دیا تالاب مین ڈلوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا ہوا
رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے نہ دیا آخر وہین سسک کر مر گیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آلہ آباد صاحب پنشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی
برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتی تھی اگرچہ ناگوار تھا
اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نہ سکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہرچند چاہا کہ حضرت اسلام
بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک
لوٹا - غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہان تک بیان کرسکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا - اعوذ باللہ
من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار -

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلا زمین شریک حال سے مشروحًا معلوم
ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالا مال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری
اور پہلے سے کوئی شخص رعایائے شہر سے اندر وخصوصیت جہاد ایمانی یا بالطمع لوٹ فوج باغیہ سے
ملا یہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار وشاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک
ہو گئے تھے وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوئے لکھنؤ مین کثرت شیعہ تھی
انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن بھی ماہیت
انکے جہاد خود رائی وخود پسندی سے شریک ہوکے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک
ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہوئے خیر بروقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست
پر ہوکے کسیکو مستحق ریاست سمجھکر بنام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ بظاہر نیکنام
ہو جائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا
اوسنے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمہارا
بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند
وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب
محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل بیلی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم
رئیس نمکخوار سرکار خیرخواہ تمہارا باپ بڑا کارگزار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین چاہیے بدل وجان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہوا اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ
بصلاح گارڈ بھیجکر مرزا علی رضا کو توال شہر کو سیر نادر حسین صاحب روند کو بلوایا تاکید کی کہ تم
بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اوسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے
انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین
جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے پھر کسصورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کردینگے بعد
اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسرون کے ساتھ کرکے عہدۂ کوتوالی پر مامور کیا
اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہون باطن مین
انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین
کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی
اولوالعزمی سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے مفلوک
محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے متعین ہو جابجا کے
تھانے اونکے اوٹھا دیے شاہ جی سخت دست کہکر چلیے ہو رہے مگر انکی بساط نوچیدہ
تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر چماق کندہ رکھکر نکال دیا وہ ننگے
پانؤن بھاگ کر رگھناتھ سنگہ امراؤ سنگہ کی پلٹن مین جاکر چھپ رہے۔
غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو تم بن سرکا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا
نہین ہوا اور اوسکے پیشیر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے
مرزا دارا سطوت کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب
اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکیگا عبث
عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین افسرون نے پھر راجہ سے کہا تم سب طرحسے واقف کار ہو کسی
بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرحسے لائق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو
چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر
آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج
چاہتے ہین اونھین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے معذور ریاست سے ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرات ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اونسے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر بالاتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب حال جانو نواب خرد محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہوا اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین تو ایک دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲ - تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی سنہ ۱۸۵۷ع اتفاقاً دو سہ دن پانی بہت سے برس گیا تھا بعد ۴ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر الخاقان مین آکر بیٹھے مرزا رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر بالجان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خیبت آرگاہ پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کیا کام ہوگا کوئی آوازہ کرنے لگا کہ تم عیش و عشرت مین محو ہو کر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کتنی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دہلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دوچند ہو یعنی تلنگہ ۷ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔

چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی و موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نہونے پائیگا۔

پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔

یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا محمد جیس قدر منگائی حکیم حسن رضا لینے گئے مگر اوسوقت پہلا شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہوگئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاو کل مہر ہو کے تمھارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اسکی نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرونکو دیا گیا بعض افسرون نے کہا آج ہی رئیس کر دو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین نتھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسیدن کر دیا ہر چند مفتاح الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ قمر در عقرب بھی ہے اگر بساعت نیک جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالتے ہو اور دسوسہ ڈالتے ہو بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا پس انکی مدت ریاست بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین اور سید برکات احمد دو رسالے کے رسالدار نے اٹھاکر مسند پر مرزا محمد جیس قدر کے سیر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے اوسیوقت ۲۱ توپ سلامی کی سرکی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی ہوا

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم۔ بضرورت لکھا۔

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوے تامحان پرسوار باہر محل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا ملنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائیں قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسیطرح نمانا گھان کمپنی گھمنڈی سنگہ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا مورچہ ہیلی گارد سے اوٹھالیا ہرچند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت وسماجت سے بٹھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوتی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا کہ اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی ادھر بدستور لوٹ پڑتی تھی

دوسرے دن شہر مین منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو دردولت پر حاضر ہو اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور بحال و مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثایق و صاحب پنشن قدیم و جدید سب کے سب مسلح ہو کر دردولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہو گئے چنانچہ افسران فوج جدید و قدیم سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جابجا توپین قرینے سے لگا دین اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوے اور بڑی توپ نانک مئۃ کی چار باغ کے توپخانے سے ۴۰ جوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی اسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اوسکے پر کٹنے سے نکمی ہوگئی تھی۔

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا
کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کہنا سنے کہ انسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب
شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرحسے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے
سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو
تمھارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا
بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمھارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین
نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے
جواہر علی خان نے کہا وہ سُنّی ہے اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی
خلاصہ صبحکو جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے
عہد و میثاق کی شہادت ہو جاے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگہ صوبہ دار
کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا
ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے جا بجا لیکے کو اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات
احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگزار ہین انسے بہتر کوئی
اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا
لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار
کے انجام و مآل کو اپنی مآل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات
ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نچاہتے تھے اور بکمال تشویش سے متردد تھے اور خوف
آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی مفر اور تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب
حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگواکر عنایت کیا مجبور ہوے گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ او نھون نے پہلے بہت سا عذر پیش کیا
کسواسطے کہ وہ اوز روے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ تر خوفناک تھے اور اپنی عافیت اور
خوف آبرو سے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ
رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسرونپر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت
کوٹالتے ہین پس آج بہر صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نمانین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج
کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا خلعت
دیوانی کو قبول یا انکار کر دو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھ نہ بن پڑا سوا خلعت پہننے کے ۔
تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ ۔ چوتھا میر نادر حسین مہتمم روندکو ۔ پانچوان خلعت
جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو بہر اہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی ۔
منشی کچہری خاص میر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ
دیوان خاص ہوے بعد چار دن کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا
حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسن خان داماد نواب شرف الدولہ
کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر ۔ میر واجد علی سے آغا نجف نے
باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا ۔

حکمناجات ۔ تعلقدار زمیندارون کے نام اس مضمون سے جاری ہوے کہ ملک آبائی
ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہوکر باقیماندگان
بیلی گارد کو قتل کرو وادبہادری دو انشاء اللہ تعالی بیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام
وجاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو او نکو قتل کریگا نصف ضلع وسکے علاقے کی معاف ہوجائیگی ۔

جرنل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۲ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو چھتر نجیب بھرتی ہون چنانچہ
خان علی خان جرنل کے بدلے جائیز دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے ۔

خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی ۔ ا ۔ محمد تقی خان
میر نادر حسین ۔ جواہر علیخان ۔ بلال ۔ اعتماد علیخان ۔ قایم علی ۔ بہادر مرزا ۔ اصغر علی ۔ محمد حسن خان
پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوئین ۔ ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کرکے اپنے متوسل بھرتی کیے ۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھہ دن اور رات تک طرفین سے بندہ گولے اور گولیونکا برستا رہا جمعہ کے دن وقت
عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر دیوار پھاٹک پر جا پہونچا اوسوقت محصورین
بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوگیا کسواسطے سپاہی گوری ہندوستانی
جتنے مورچون پر تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پاؤن کی سب
کی سکت جاتی رہی تھی خصوصًا ہیم کا حال اضطرار و سراسیگی اسوقت کا بیان سے باہر ہے
سب کی سب تہخانہ جنرل لو صاحب مین خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر
گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام
تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم بھی قدم بڑھانے کی نہ ہی ۔ دفعتًا ایک بم کا گولا اوپر سے آیا لاچار پیچھے
ہوے شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہوگیا پھر مورچونپر سب کا دل بڑھا ہوگیا تازہ دم ہوگئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے بڑا اپنے صرف میگزین ہمراہی کا گیا اگر ہم سب دفعتًا اوڑا دیگی
بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ ایسے کام سے ہمین ملے
پس اب عمدرات بارد پیلو بتی کے شروع ہوے اور ہر روز وقت بدر کے تلنگے غول کے غول بم
مہادیو کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جابجا مقامات امن مین متفرق بیٹھے تھے
ڈفلی دایرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہوکر ڈیوڑھی
پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنہیا ہے باپ کیطرح
غافل نہو جانا ان اپنے شملہ والون سے ڈرتے رہنا وگرنہ تم خراب ہو جاؤ گے ۔
ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لاتے ممو خان نے لیا سو روپیہ انعام دیے
آفرین و شاباش کہی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر
تقریبًا پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہدون اور اور گھرون سے لیا ہے اسکا
بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب افسر بہو صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات
محل نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے اونکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر قلیل اونکی اوقات بسری کو رہگیا ہے ممو خان نے نہ سنا نہ دیا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کوٹھی زریڈنسی مین مشغول تحریر تھی صاحب سکرتر کو صاحب کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر سے دوڑی پنکھے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعتہً ایک گولہ قلی کے سر سے صاحب کے دونون پانون پر سے ہوکر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قایم مقام کرکے کہتے ہین کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا قصور چشم دیدہ معاف چاہا اور رخصت کیا گرجا مین دفن ہوے بعد ہفتہ عشرہ آمنی صاحب جوڈیشل کمشنر ایک صبح کو مورچے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے۔ محصورین بیلی گارد کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہوگئی کسواسطے یہ دونون صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنک صاحب نے چیف کمشنری گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کسواسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق و سزاوار عہدۂ جلیلہ ہوتا ہے صاحب سول یعنی نظامت نہین ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیان ردوبدل اس باب خاص مین لکھی گئین آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستوفی ہوے میجر صاحب مستقل ہو۔

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسون فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو زیر تیغ لیگی اور وہان کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہوگی اپنا کھانا پینا حرام کیا ہی کسواسطے کہ دس دن سے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہین ہوتا یہ تو ایک گھڑی کا کام ہے جب یہ خبر گوشزد صاحبات محل ہوئی آپس مین کہنے لگین کہ جس وقت یہان سبکو قتل کیا جتنے کلکتہ مین ہین اونکی جان کا ہیکو رہیگی ایک نے کہا او پھر کیا موقوف ہے ہم تم بھی نہ بچینگے کسواسطے کہ انگریزون کا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض لواب فخر محل مہدی بیگم بندی جان نواب سلیمان محل نواب بشکوہ محل نواب فرخندہ محل - یاسمین محل محبوب محل - اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگین اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی اُنکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین انصاف کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے ایسی سلطنت کو جو ہے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت آپسمین ایسی جلی کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیسقدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی ہوے ہین یکبار سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دونا طر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے افسرون نے عرض کیا یہانکے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اونسے ہماری تمھاری خرابی ہے کہین ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کرکے بیلی گارد مین گھس جاینگے رام چاہے تو کل انگریز نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیسقدر کی سلطنت کلکتہ تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین اونہین سا نہ انگریزیکا پایا جاتا ہے اونھین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰- جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکن بستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاے و تلنگہ لاش اپنے عزیز کی نہ اوٹھاوے کہا ڈولی بہی بہی رہین وہ اوسے اوٹھا لینگے اور چبینے مٹھائی کے ٹوکرے وقت دھاوے کے ساتھ رہین مثل بازار ہر چیز موجود رہے ۳۱- جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر چلی شاہ جی کے آگے نقیب لیے بتاجاتا تھا

اڑنکا ہوتا ہوا جب مورچونپر ہوپنچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑمین دھاوہ اکیا نزد
دیوار بیلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
مینھہ برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر جلکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا مار پڑے سرکار مین دفعتاً
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا ابتش ہو گیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپ کر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ کر اکڑنے لگے مونچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھود کر بڑا تالاب بناتے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوا دیجے گا۔
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جسپس گنج نام رکھیتے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگنے مین اولجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
بموجب حکم جناب عالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہو گئے گورون کی سد راہ کو توپین لگائین مٹکے
عجیب بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو حفاظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیوانخانے بھیجدیا مٹھائی جو گئی تھی
کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچاتے
ہین ہمکو جادو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لٹنا ہر تلنگ
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوا توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹے گا
مانگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹے گا اور جو اشرافون کی تبکل مین سب خفیہ انگریسے ملے ہین انکو
ہم بیشبک پہلے مارڈالینگے غرض کچہہ نہ سنا ۲ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا۔

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار
محمود آباد سات ہزار گنوار سے آئے چکر والی کوٹھی مین اترے درگبجے سنگہ تعلقدار بھونا
پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجہ اٹونجے کا ۴ سو میر
اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے۔

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے
حاضر ہوگا زمینداری اوسکے بیٹیٹ کو ملیگی فوج پہونچکر اوسکی بیخ و بنیاد کو مٹا دیگی اور جو حاضر
ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پائیگا۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جنابعالیہ کے پاس زر نقد ۴۲ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب
خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھا دیا ہے
خزانے مین سوائے چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیرخواہی ہے تمھارے
بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آتی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہوجایگا بہتر ہے
اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار
کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہوجایگا
وہ حاضر ہے آیندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جنابعالیہ نے بہت سا
سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کسکے نام کا ہو کسی نے
واجد علیشاہ کسی نے بہادر شاہ کسی نے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے ؎ تمھارا پہ مہر خدائی
گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا یہان سکہ برجیس چاہیے ؎ وہ یہ ہے

سے سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر + نیر دین میرزا برجیس قدر ۞ ایضاً سکہ زد از فضل حق بر اشرفی مہر و بدر ۞ اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوے مگر افسر دین نے نمانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد اسکے آغا نجف کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا ۔

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھرتا کے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا بابت نادری اختری ذی نوشالیا ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوبندے گھر کے بھید کہا خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگہ یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسرا مین ایک صحنچی کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑہ ونپر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا - ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے بہت خوش ہو تین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوبندے کو ایک کوری بھی نہ دی اپنے عزیز و نکا وہان پہرہ کردیا اسمین سب کے سب مالامال ہو گئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل بموجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا ۔

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ ۔

نقد ۴ الک اشرفی ۔ طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ ۔ جواہرات دو لک ۔

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

نجھلی بیگم خواہر نواب

محمد بخش داروغہ ۔

چندی سہای گرسہای ۔ دیوان و منشی نواب ۔

اہل شہر سے متفرقات ۔

خلاصہ یہ روپیہ پلٹن فوج وغیرہ بین منت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اوسکے بے تکلف
ملنے سے بڑی خوشی ہوئی ممو خان کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوئی کہ مالک سیاہ سفید ہوئے
اسلیے روپیے بین خدا کیونکر برکت دیتا

زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج کہ بار حاضر در دولت ہوئے ۔

راجہ دیبی بخش سنگہ گونڈہ کا راجہ ۔ ۳ ہزار

آندھی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوشائین گنج ۔ ۲ ہزار

راجہ سکھدرشن زمیندار سمروتہ ۔ ۱۰ ہزار

بہرام بخش زمیندار سمروتہ وغیرہ ۔ ۲ ہزار ۲ ضرب توپ

راجہ لال مادھو سنگہ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی ۔ ۵ ہزار ۴ ضرب توپ ۲ سو سوار

رانا بینی مادھو بخش سنگہ بہادر ؍؍ بیسواڑہ ۔ ۵ ہزار ۵ ضرب توپ

حشمت علی چودھری سندیلہ ۔ ۴ ہزار

منصب علی چودہری رسول آباد ۔ ہزار

رگھناتھ سنگہ تعلقدار کھجورگانون علاقہ دلمؤ بریلی ۲ ہزار ۴ ضرب توپ

کلوخان کا دندہ تعلقدار نانپارہ ۱۰ ہزار

راجہ مان سنگہ بہادر کو کئی قطعہ حکمنامے اس مضمون سے گئے کہ تم انگریز سے ملے ہو بہت
سے انگریز تمنے چھپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات اونکا تمہارے پاس ہے فوج سرکار
آتی ہے تمہاری بیخ و بنیاد مٹا دیگی ورنہ جلد سرکار مین حاضر ہو ۔

جواب - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرایط سے حاضر ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی نکرے کسواسطے میرے بیعنامہ مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے جتنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے کے خلیے مین عرض کرونگا -

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ سات ہزار سپاہ گوہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو رہے راج کمار بڑے بہادر ہوتے ہین فقط تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچسو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آگ آلات حربی مثل توڑے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہار مٹی کو مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹ جاتا ہے بارود بھر کر ایک طرف فلیتہ لگا کر گڑھی پر پھیکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جنیٹ پر آکر ٹھہرے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرایط سے واقف ہوئی بگڑ گئی بہت برا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی وصلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور گنینگے کہ جو لوگ انگریز سے سازش رکھتے ہین وہ سب برجیسقدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امرؤ سنگہ بنیال سنگر رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سواے اطاعت کے وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جاےگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے در دولت پر آئے حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیسقدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہو کچھ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان میر واجد علی میرے خیرخواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کرسکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین ہملوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلب خالی کروالی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دغا نکرے چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

مجھے ملے یہ باتین از راہ فریب بیگمصاحبہ اور ممو خان کے تھین اسواسطے کہ بیلر ساز انگریزون سے بنا ہے جنابعالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط نمکحلالی یہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بلیگارد خالی کروالو اُسوقت جو کہو گے کرونگی بلکہ اُس سے زیادہ اتنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل شتر خانہ آہنی پر ہوا۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوئے کہ فضل خدا سے بتاریخ بہتر روز نیک ما بدولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ و سپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوئے لہذا اتمہین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمہارے علاقے مین اترنے نپا دے جسطرح جسے ہو مقابلہ کرنا اور بعد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار ردہیا۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان۔ تیسرے منا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دور دیہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دلی برفایز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریائے گنگ درمیان ہے اکثر ہرکارون سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔ ہردیو بخش نے ۱۲ روپے دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا لچھمن سنگہ زمیندار بانگرمئو میر غلام جعفر زمیندار غمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار دھبوئی علاقہ سلون وغیرہ حاضر نہوے وجہ اونکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ منگل لال ہنونت سنگہ کالے کانکر بابو گلاب سنگہ تعلقدار نرول علاقہ سلطان پور وغیرہ ہمراہ جگلہ دار دن کے ہو کر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنو آئے اپنے پاس سے خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار یا پچپن تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے سہت تھے بشرطیکہ نیا باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادرشاہ دلّی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۶۔ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادرشاہ دلی درجواب عرضداشت سپاہ باغی آیا کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا مادولت بہت خوش ہوئے خبر شورا اتوپ سلامی علی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ بنظنہ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہواکرین اور ان سب جماعت سے ہم اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیاجائے کہ جس باتکو یہ چار یار باتفاق کہین وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنیل اور نوابصاحب بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا ملے ہمین ہزار پانسو ملیدا ہے لے اوسکی صبحکو ہم خالی کروالینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاے پہلے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے ڈمار اجاے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو نوابصاحب اور جرنیل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و نئی صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپاکر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے اشتباہ سے بھی گرفتار ہوجاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مجاہد الدولہ میان احمد علی مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس ہنس بہانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوئی کچھ لوگ کہتے

ملنگہ حسین آباد کو تو الی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جاکر کمیدی سپاہیوں سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کر کے در دولت پر لے آ و جب سوار ہو پہنچے سپاہی جتنے ساتھ تھے صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کو توال قید ہوئے جب کورٹ مین روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تمھین اونسے باطن مین سازش ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ سرقہ سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہو گیا دو تین دن کے بعد جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دو نون پھر کام پر بدستور مامور ہوئے مگر فوج کو انسے کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنؤ پھر آنا

جب فوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی درجواب عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معزز معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باغرت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے شفاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔ اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ چاہتے ہین کہ دیکھون حالانکہ اس سب کا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم شوہر جناب عالیہ تجویز ہوئے ہین وہی جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوتی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دو شالہ رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد اپنا سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالبویہ رنجیدہ سی عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تہ تیغ بیدریغ کیا چند کفار بدنہاد بیلی گارد مین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل منتاح الدولہ سے ایک کیسۂ زرین سر بمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل قیمتی عـــ مالا مروارید گلو عـــ جوڑی نورتن عـــ دھکدکی عـــ دستبند مروارید عـــ کنٹھہ مروارید گلو عـــ جمع عـــ

ایکسو ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا بر جیس قدر کا لاؤ گے خلعت ۲۰ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدر خان کمیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۶ کہار ۴ فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے ہنڈو خان رسالدار جنھین پروانہ شاہ دلی اخبار نویسی لکھنو کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوے۔

۲۳ تاریخ شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوے ۲۷ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ دہلی پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مار جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہو گیا تھا راہین سب طرف سے بند قریب مراد آباد بریلی ولین صاحب کے چھاپے کا بڑا خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسین خان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیر خواہی سرکار کے واسطے سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولین صاحب سے ملاقات کرو داشتہ آید بکار سمجھ لو اسکا نتیجہ اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمھاری سرکار کے واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اتنی سوکل سی بار عرض کرون

غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بہاری پر ہو رہی تھی فوج باغی کو شکست ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا سفیر پہلے شاہدرے مین اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گذرے گویا سمجھو واقعی شہر

اور بہ سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر مین شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوا سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے تھا صدر شہر اپنی طمع نفسانی سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی دین تین واسطے سفیر ہون آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے تخلیے مین ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا محلسرا مین سفیر حاضر حضور ہوئے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈورئیے کا کرتہ پہنے تولائی اوڑھے سفیر آداب سلام بجالایا نذر دی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذرانین بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت پر یہ دستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا جبیسقدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سے مین اپنے تئین بڑا کام نام کیا آیندہ بھی سے تمھارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک تمھارا تھا اس سے زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دو پہر ملازمت مین اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سمجھ رسید بھی اسپر ملگئی دگرنہ بڑی خرابی ہوتی

شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے منہ بھر کے گولون کا برسا کہ اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گورون نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا داخل شہر ہو گئے بیگم شمرو کے باغ مین مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام مین لیا پہونچے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی لوگ دم سی بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان بچا کر بھاگی۔ ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون مین آئی اسکا ذکر تفصیلی حرکہ دلی مین آنے گا۔

غرض سفیر لکھنؤ بہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بہ سلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ کی حضور مین رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا عرض کیا دلی کا خاتمہ ہوچکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بیدل ہو کر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اون کی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچا کے محلے کے محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشوں سے جان بچنے کے لالے پڑے
منشی میر قمر علی نے مفتاح الدولہ سے جاکر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگوں
کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوئے جاتے ہیں کب تک اونسے چھپتے پھرینگے
اور کہاں جاسکتے ہیں اونھوں نے اپنی رحمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار
کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا سب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے
گھر بیٹھے آئیے دوسرے دن مجکو رسالہ دار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب
کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال مع بہت سی تشفی فرماکر رخصت
کیا دربار میں شامل درامرا ہونے لگے فی الجملہ بظاہر باغیوں کی زیادتی تنبر سے صورت عافیت
معلوم ہوئی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات میں لگے ہوے تھے
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیکر رسالہ دار سے صورت عافیت
کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲ - ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر بتقریب سوم رسالہ دار کے
مع رفقا با اسلحہ جاکر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور دانش باطن سے
وقت پاکر مہلے ڈھاڑی سے جھگڑ شروع کی تقریر یہی آخر افسر کہنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے
کہ تمہارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی بیلی گارد میں جاتی ہے تمنے اپنا
مورچہ اسیواسطے وہاں کیا ہے بظاہر ہمیں دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر
کے بدولت پیادہ پا اپنی پلٹن میں لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار
نے آکر کہا انھیں اور کہیں نہ لیجاؤ دردولت پر لے آؤ جب تک وہاں پہونچیں راہ میں بہت حرکات
خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ بیالا فرش میں آ گئے جناب عالیہ نے فرمایا
انھیں ہمارے مکان میں رکھو غرض جہاں نما کے نیچے مکان میں رہے باہر سے تلنگے کے بیچ ہر روز
افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھوں مانگتے تھے رفقاے جان نثار جو ساتھ تھے سب
بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب نمار رہ گئے مگر یہ بھی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاونگا جان نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ میں انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسرونکو جواب باضطراب و پریشانی
نہ بوجھی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بنا کر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہین نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوف اور باطن مین لئے کینہ دیرینہ سے طرح دینے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک
رقم سمجھے ہوسے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری سنبے گئے تھے اگر مرنے پر کمر
باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا -

ایک دن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا
پایہ رکھکر تلنگہ چڑھ بیٹھا - کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار دالین گے سیطرح سے عافیت
تنگ کی تھی حالت یاس ہو گئی تھی کہ اونسے جان نہ بچیگی - ہر چند تلنگون کو ہر روز بہت کچھہ دیا کرتے
تھے آخر شرف الدولہ جرنل ممو خان اور چھوٹی امت کو جناب رسدی دیکر مستعد سفارش جناب عالیہ
سے نجات دلوائی - نواب نے بود و باش مرزا ابو تراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے
تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے -

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سکو یقین ہوا کہ
کبھی لیسے خالی نہو گا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر پا لیتے ہین وگرنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سوار
توپچانہ پچاس ہزار گور ہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار با فسوکئی مہینے سے اکھٹی
ہوئی ہین ہر منگل کو شل منگل داخلہ جہنٹ دھاوا کر کے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی
کمر جہاد پر باندھکر رہجاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزار ہا مظلوم
بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا غدر در پیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا
کرین سب انگریز سے ملے ہین اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب
نہ ہوا - جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ
مین مارا گیا اگر گانون مین پہونچا زمیندار نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند
نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یک مشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چتر منزل مین تھے جمیع اسباب
چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا شل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری پنجبا خہ وغیرہ
ہر قسم کا تقریبًا دیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے
کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکا مع ہر ضلع کے

لائے تھے اوس سے پہلے آپس مین تقسیم کرلیا اسکے سوا فی تلنگہ ۱۲ روپیے سوار ۳۰ روپے کپتان
بجائے کرنل پانسو اٹھ‌تین رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان
وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد
خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسدا ان
افسرون کے پاس فقط کرچ کرین رہ گئی تھی ان بلاؤن کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل
تھی کہ ابتدائے ماہ شوال سے وبائے ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی بیشتر اسکے نہوئی
تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھگئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہوئے
شرقی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین چوپایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور رد
باروت کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام
وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض سلنگا
مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا
بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نہ
نکلتا اور بنیا شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت
جناب باری تھی کہ محصورین مبتلا مصیبت نکل گئے خدا نے غربای رعایا اور بے گناہون پر رحم کھا کر یہ صورت
دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور
وتامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے —

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرہ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۸
ذیحجہ روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۳ھ جوزف سانٹش بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جوہانس
داماد جو وہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گئے
حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جاکر رہے راٹن صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ پہلے
حسین بخش چیلے کے مکان مین تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے تھے پھر وہان مرزا محمد تقی خان

کچھ سمجھکر اپنے گھر مین لے آگئے تھے منصور نگر مین اور لطیع دنیا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا
تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے
محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے جاکر سارا
احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی
پلٹن کے اوسکے ساتھ ہوئے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ
سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندہ را چاہ
درپیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوئے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی
سے اڑادین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت
خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس وعالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس
کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل
اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روبروے جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس مثل
ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا
فرمایا انکی مشکین کھولدو قید کرو میر واجد علی کے سپرد کرو اونھون نے ایک مکان مین لیجاکر
رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے ورنہ شہر مین پھر خراب ہونگے مرزا
محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتاکر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جاکر آیا
کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا جسیقدر
کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مخصص فتح و فیروزی کا خوشامد سے نذر دیکر
گلے مین ڈالدیا کہ آپ کی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان
مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین ورنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ
کو حکم ہوا مگر نہ ملی۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو بانس بندوق کی
ٹوپی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو ٹوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ یہ انکی نبائی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب نے اپنی داڑھیان منڈھا دی بھتین کرتی مشائخی
بیش گریبان پہنتے تھے سپر عمامی بادامی ہاتھہ مین تسبیح زیتون بڑے دانون والی بہر صورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے با خبر ہو کر مع
اپنے رفقا اور ملازمین تن بہ برگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ
سامان دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کا شکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری
تھے مگر مرزا بہت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز دیکھ بھال
طرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھتے تھی جناب عالیہ نے انکے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو اونھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف قوائے سن پیری در پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آتے
اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملچکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھ پیش رفت
نہوا۔ خود بھی کسی مورچہ پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر ندر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہان سے اپنے قدیم مکان گنگنی سنگل کے تالاب پر مع اسباب جا کر رہے چند روز
روپوش رہے تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کروا لیا
خرچ یومیہ اونھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
بخوبی سیراب ہو جاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ صریح نقرہ لاکھہ روپے کی توڑ کرکے آئے

آخر تلنگوں نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان جرنیل صاحب میں رہتے تھے یعنی نیچے
نواب نے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منورالدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کیونکر ہیں اس علت جعل سے
نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوے
جناب عالیہ نے کپتانوں سے سفارش کرکے بڑی جد وجہد سے چھوڑوایا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر
ہوے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دوسرے دن چھوٹی ولایتی بندوق
اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی چند روز میں فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ
ہم نوالہ ہوگئے ممو خان کو یہ امر ناگوار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی
رسم عرفی مقرر نہوا زبانی جمع خرچ رہا اور سارے شہر پر حال موافقت و نسبت کھلگیا ایکدن کئی انگرکھے
کئی رومال تحفہ لائی اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہای موافقت
ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے میں فرق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کرکے کہیں بھیجدیا چاہیے مگر
جناب عالیہ نے نجانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر
کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے ڈوبے والے ہیں انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہیں معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوے
نواب نے جاکر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلایا ایک ولایتی بہت عمدہ ایک جوڑی تفنگ
میر واجد علی کو دی اور بہت دنیاداری سے کہا ہمیں تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہیں انکا کہنا
نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کردیے بہر صورت بچے۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کانپور اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ میں مشغول تھے اور دس پندرہ ہزار سوار
و پیادہ مثل سہ بندی خو گیر کی بھرتی جنگ نادیدہ فاقہ مست ٹوٹی ماری کچھ لکھنو کچھ اطراف و جوانب کے
رکھ لیے تھے فوج جنگی سوار و پیدل و توپخانہ بھی تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر بیداری برخاطر ہوچکی
تھی بلکہ منظور تھا اگر سنتے نواب بالوکی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگجاوے تو اودھ سے اپنا عام

مستعار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب
ہوا تھا کہ قبل از واقعہ کئی سو میم بچے وغیرہ اسکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے تو زیادہ دیکھے
بالکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے انکا لباس سفید دھلوا دیا
بلکہ میم گو نیدرن ہر کے ہاتھ ہر طرح سے باخفا چٹھیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ
ایک دن دو گو نیدرے مع چٹھی پکڑے گئے پس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع
فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج کو روانہ ہو میان رانا راؤ نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ
کو بہزار ذلت زیر تیغ لیا اس سبب سے ہم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا وگرنہ ہم تمہین قتل
نہ کرتے قید مین رکھتے ہم نے حالت یاس مین بہت سا عذر بیجا ہے کیا کسی نے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوتے تو لندن خالی ہو گا اپنی موت یا بہ سے اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا مدبیر محافظ کر دیے تھی
اسی طرح اگر یہان بھی صورت شفا کی ہوتی کیسی نیک نامی ہوتی اور صورت زنانہ بھی حسب دلخواہ
ہوتی پس جبتک صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یاد اس مین سب کے واسطے کرتی بجا
غرض مابین فتحپور و سرسول ہندراجی گورون سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑی اوسکے بعد فوج
جدید جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ
کانپور سے ۱۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راؤ کے پانون
مین گولی لگی توپین چھٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا مجبور کو بھاگے اس بہانے کہ وہان
سے اپنی ہمقوم لیکر آتے ہین یہان فوج مین تلاطم پڑ گیا جانا کہ رانا راؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدھی
گھر کی بلکہ جو جھوتہ تک چلے گئے اونھون نے رانا راؤ کا گھر لوٹا اودسنے جب یہ صورت فوج
کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی مین آکر ٹھہرا اودھری کے یہان جو زمیندار
فتحپور چوراسی کے تھے —
جب فوج مفرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ ملنے کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد فاقہ مست لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر چند روز آرام سے روٹی کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب آکر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خبر لے ہولاگ صاحب کے استقبال کو گئے سڑک پر کھڑے ہوئے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج چھوڑ گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی ازبسکہ گورے خستگی راہ سے بہت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ - جولائی ۱۸۵۸ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کا پتور کیا بس ہنگامہ یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزارون گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان تو لوگ باتفاق کہتے ہیں بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوئے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی یاداشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد و جنس سے بعد اسکے پھانسی دی ہر چند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نہ سنا اب سرکار نے ازراہ عدالت کواغذ لوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جیاسنگہ کے بھی لڑکے مارے گئے۔

بنارس مین پلٹن والنٹیر سوار فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی حمایت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گردہ باغی ہو ملگئی الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی نے بلی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اوٹھا کے تمام رعایا کو باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہو فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سید صاحب قلی کی پل دریا بادکی چھاؤنی رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کمر زور بارکھانیکی نشانی سمجھیہم کس شے ہو متقا

سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے قلعے سے کلکران سب کا ستیا ناس کردیا گرد شہر کے آگ
لگادی بعد تسلط ۷ ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنو کمک لینے کو آئے
مگر قضا نی او نہیں جانے نہ دیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر
آئے بعض لکھنو کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد دئے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی

نقل عجیب

جب کانپور مین ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی از انجملہ بر سبیل تذکرہ ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کردے مجھی تمہاری صحبت سے پھانسی
ملیگی یہ شخص مضطر ہوکر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو رانا کا
نوکر تھا ہر چند اوسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج سے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہماری میم
بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اوسنے کہا مینے تو نہین مارا کہا ہم تمہاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا ایگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھ بگھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیوگل کوچ ہو جتنے گورے
سکھ تھے متوجہ تیاری سفر ہوئی اوسوقت سقہ نے منہ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گرپڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ گیا جب گورے
اسے اکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا مایوس ہوکر چلے گئے تھوڑے دیر مین ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے نیچے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی سڑی سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جاکر خبر کردے اسنے تین بھیا کر دخت سے گر پڑا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا جھوڑے کے گھاٹ سے اُترا سیار آیا خدا نے بچایا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہی کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوتی تھی مین گوشہ شہر کی پیر رسوئی تیار کرکے چاہتا تھا کھاؤن کہ دفعۃً ایک صاحب گھوڑا پھینکے میرے پاس آ کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہی یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف نھنے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا۔ چاہتی تھی مار ڈالین بعلت سازو چھپانے میم و صاحب کے مگر راناراؤ نے سردار امیر سمجھکر فوج سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بےجرمی سیطرح سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر مجاورت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑدوڑ کا بڑا شوق تھا ہرسال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے

نواب دولھہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازہ پر ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرمیشن بھی تھے اس جہت سے اس فرقہ خاص مین طریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچاکر بھاگے تھے بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو بسواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے مقید کیا گھر کا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا نتھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی
عزیز کے شرمندہ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بامید انشاء اللہ
اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل
معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور منجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین
نواب خرد محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد
کئی مہینے کے روبکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت
کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے
پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر لکھنؤ آتے اپنے
دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے
مزاج مین تمکنت وغرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال
کیا دو بیٹے ہین آپس مین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہوآئے صحبت
بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد
مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بہاکرین

خبر شکست نانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۳۰ - جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور
سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار ریلفار کانپور سے چلا آیا سیدھا نواب
کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب پرچہ اخبار آیا یقین ہوا
راجہ جیلال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ ناکہجات شہر پر متعین تھی
گورون کی آمد آمد سے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس
صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین پس یہ خبر سنتے ہی ایک

تلاطم پڑ گیا سبکے دل کانپنے لگے جرنل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی
سے یہ حال تھا کہ کہا کچھ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکے سب سے زیادہ حواس باختہ
تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نہ آنے پائے ہمین کچھ خوف
نہین ہم اسی دن کی خوشی منائے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چھنٹ
پر مارا ہے اوسیطرح ایک روز مین مارلین گے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کا پہونچ
سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ توسب باتین ہین اب گورے قریب شہر آپہونچے
اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہ تنخواہ جائینگے
مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا
کام تو ہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلا ور ۱۲ روپے تنخواہ مانگتے
ہین نظامت والون نے کہا کہ تم جنگی رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب تم
جواب دے دوگے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سر فروش
ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جےلال سنگھ
بمجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن رنڈ
بھرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین
کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن زفل ڈفل کاسٹر گلس فدا حسین رسالدار وہلر کسو رفکاسی
توپخانہ یہ سب قریب شاہدہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریائے گنگ اسپار نہین آئے ہین
اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے جلیگارد لیلیا انگریزونکو مار لیا جان امتحان سب
بچیگا وگرنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا ہم
حاضر ہین ہمکو کیسطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سب نے باتفاق قسم لی۔ مسلمان نے قرآن ہندو نے
گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعۃً بیلی گارد
سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پر پانون رکھکر بھاگے

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوئے یہ کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار رہا سید برکات احمد خیرلشکر فوج
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارڈ پر تلے ہوئے چلے یہو گل بجتا ہوا تلنگون نے جاتے
ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برائے سیر سوار ہو کر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہو گا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوئے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعۃً توپ دھاوے
کی چلی اور سبھون سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین
مگر نہ اڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرم کیطرح
سے کچھ خزانے کیطرف سے آگئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہو گیا گوردن
سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پہ تلنگونکا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی نبول کی پلٹن کی
اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوئے ہین ہم کہے جاتے
ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے یاد رہے ہین ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پھنسے ہوئے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپیے اس فریب سے ملجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپیے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جا دینگے اور مدد بھی جاتی ہی اب تم
بہت لڑ چکے آرام کرو کھاو جا کر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گوردن سے تلوار چل رہی
ہے اور صوبہ سنگہ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین
نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مر کر بھی نچھوڑینگے
کسیکو اسمین حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا
بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیواسطے ہین ادہر ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ ادہر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہی تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
پھر رات تک تو کچھ فرق نہین جنابعالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پھنسے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبحکو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہنچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جنابعالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے - لاشین
چھنگئین ۱۰۵ اسسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے کہ سب کے چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جرنل صاحب ممو خان نہ جاوینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبتون ڈقل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جیقدر شرمندگی سے دھبہ کا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جایگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جنابعالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپنے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریزنے اونمین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
ہم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پاتا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ پلٹنین
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے
قسم اقسام کرلین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جنابعالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا برجیس قدر کا باہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ آدمی ساکا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریزون
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا [illegible]
ہوا کہ ہم ۷ روپیے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا انھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر
ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعتہ شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا دھین آباد شیش محل و دولتخانہ کی کوٹھی کلان ہین ہوا

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

ناناراؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمھاری شہر مین آوین جناب عالیہ نے
اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۹ چھکڑے ۱۰ اگاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور
چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چودھری کی گڑھی سے عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ
دوسو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئی اور بحکم جناب عالیہ زر دولتخانہ شیش محل مین
اوتارا اوسے آراستہ کردیا تھا اور اشطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر
ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ہ۔ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۴ھ نانا راؤ داخل شہر ہوے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی
حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دو شالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۱۲ ضرب
کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا وگرنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۱۲ ضرب کی سلامی
فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہوسکتا خلاصہ اسیوجہ سی سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر
خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا ۔ ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے
قباے زرین شمشیر و سپر مالا مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید
دوشالہ رومال پرتمن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز و زین نقرہ ہاتھی ہودہ نقرہ اس
سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا ۔

خبر آمد فوج انگریزی کا نپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار
دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر گھاٹ پر سد راہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوسرے پر ٹالتا تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے نو دن گذری آخر بہزار خرابی دو توپ خانہ چار رلیٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی چہ کنار دریا درست کرکے پل باندھکر اُس پار اُترا چاہتی ہے اوسکی روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوی مگر نواب جراتہ الدولہ اسسٹنٹ و کمنڈنگ فوج تھی بجاے اپنے روانہ کیا ہر چند وہ کچھ علیل بھی تھی اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے بھیجنے سنسنے سے گئے۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادی خان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز و تند دحیت ہو کر گئے اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی۔ سپاہ بیسرو سامان خوب ابتر ہوئی اُدھر فوج انگریزی نے فرصت پاکر پل بخوبی باندھ لی ادھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے پل نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا۔ بعد پہونچ جب حکم ممو خان امراو مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینھہ شدت سی برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑ کر خوب لڑی پھر مینھہ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھ حال نرہا جا بجا متفرق ہو گئی اسمین گوری بہت مارے گئے دھاوا کرکے مگر وارہ گانون مین پہونچے پھر اوسے لٹے گھاٹ کو چلے گئے۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین ٹھہری اور جا بجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا جراتہ الدولہ اپنے خیمے مین آ ترے جانتے تھے کہ مین نام اسکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین چاہین نجاہین دوسرے دن ایک گوئندے نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جب تک یہ فراغت اپنی روٹی کیون نہین کر لیتے یہ سب اوسکے فریب مین آ کر اوسے غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روانی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی۔ آگے پیشیر دکٹی سو مویشی رکھے
آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ وغیرہ منتظم نے سامنا سڑک کا
چھوڑکر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرفسے اونپر مارکرینگے
وہان دونون طرفسے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے اور رہگئین اس
عرصہ مین گورے سپر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون کے
پانون اوکھڑ گئے اور گھوڑے اصطبل ہین آکر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھہ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے گرد اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جراز الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا فینس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنو
پہونچی عبد الہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہاد ایمانی سے
سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے۔
زمینداروں کی گنوار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آ آ جونی انتظام رسد کسیکو چار
ٹکے سیر بھی میسر نہوا انگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے۔
فوج انگریزی نے اونام اجگین مکروارہ اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و
قمع کیا ہرچند غریب رعیت بی جرم سمجھکر ہر گانون مین کچھہ رہگئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے وگرنہ شہر ایکدم مین آکر
لے لینگے پھر سب منہہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہگئے
میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا بھڑنا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کرسکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو پانسو پاتے ہو اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر واکے مین ٹھہرے ہین
وہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہو سکیگا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا
اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین ۔ الغرض
پلٹن اختری نادری صوبہ سنگہ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ میگزین اور سب پلٹن نجیب
لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ اودھر سے تلنگے ہزارون
شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے
ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی
اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے
روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجائیگی ہم مرنے
نجائینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جائین ۔

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے
نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اوسوقت
ممو خان نے لاچار ہوکر ۲۰ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب
سبکو کچھ تقسیم کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم
ہوکر جائیگی ۔ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر ادھر کیو
پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگہ کی
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے ۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ
کسیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے سے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون
کے پیچھے بھاگنے والون سے آگے کرواروں کو گئی اسباب جو گورے چھوڑکر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ
کی لکڑی توڑ کر دیہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور بیگم صاحبہ کا ہے کہ گورے از خود
کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے ہمنے اونکو ہٹا دیا بعض کہتے تھے بھاگ چلو چلو گورونکو مار کر کانپور سے
نکالدو بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اور ٹھکر مار لین غرض وہان سے پھر آگئے

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع ادن چھ توپ کے جھیلن گورے توڑ کر چھوڑ گئے
تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۸ء مین ہوا
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بیلی گارد کے دھاوے
کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر کچھ توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمدمہ جھانکی باندھکر لگائی اوسکا لقمہ
وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہوکے مارے گئے
ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزمیندار وغیرہ نجیبون کی جمعیت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبر گیری تمام اپنے
مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گنار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہر وقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر کچھو نگا
ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آنے یہ سب کے سب بھاگے
کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ
دس آدمی داروغہ ندکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے
توپ کو توڑ ڈالا تیس گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور نخیذ کے مکان
سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی
لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب نفر
بھاگ گئے مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے
یہ سر انگریز کا ہی نواب نے اوکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے
اپنے نوکرون کو ہتھیار دلوائے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل
پڑے کچھ توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہے
بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین بڑا غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے چنانچہ عالیہ نے
حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کر جب اہین بند ہو مین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگنے لگین غرض کوئی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد دل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہان گورے آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین مہینے میں نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی اودھر سے بھی کئی مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون تعلیم یافتہ یون غیر منتظم ہوجائے پھر وہان کی حالت کیا کہی جائے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان میں کیا بلکہ یہی فوج سوائے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دودھ سب نے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی وہ لگی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایکدن تلنگون نے ممو خان سے کہا ہمنے اور انگریزے سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ مین جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لائے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اوسمین ایک حبشی تھا ہمنے کئی بندوقین ماریں او سکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمک حرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل ہماری میم اور بچے سکے ہوئے ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان میں جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھر گئے ایمان لینے کے درپے ہوے چربی کے کارتوس سے ہماری خرابی ایمان کی منگوائی ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اسوقت یہ مجبوری ایمان کے واسطے لڑگئے ہیں خطا ہماری یا تمھاری ہے اسطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار سرنگ کھودینگے وہ حبشی لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تمھاری متضمن قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری ما بدولت داقبال بہت شاد ہوئے لکھنو کو صاف کرکے کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱-ضرب توپ سلامی کی چلی یہان تک کہ توپخانہ برجیس سے بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپسمین گلے ملتے تھے کہتے تھے فیصلہ بیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ۔ توکار زمین را نکو ساختی +

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے ہین اور اسپار گورون کا بکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اس پار ہماری جھاڑی مین لگی ہے اوسکا گولا اوسپار نہین جا سکتا اور جو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آئے لیظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نہ کر سکینگے جلد اور فوج روانہ ہو وگرنہ جب گورے اتر آئینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ نبد حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دھرہرہ کا وکیل پکڑ کئی انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶۔ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پاٹرک آرا درادنکی میم اور بیٹی مس ہی جکسن صاحب مرسونٹ اشارٹ جکسن موفیہ بیٹی گرسٹن صاحب کمشنر خیر آباد۔ لفٹنٹ جی جی مرجنٹ بیجرای مارٹن وغیرہ ۸۔ آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا ہے انکے پکڑ لائی ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانتی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ بہ مجبوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان بہل میانون مین ۸۔ انگریز مذکور در دولت پر آئے تلنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھرہرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپٹی کار رہنے والا کوٹھی شکر کی رکھتا تھا ایک گورہ چار کرشان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی دار وغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رگھناتھ سنگہ امراؤ سنگہ کپتان بار لو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جانب تھے۔ نواب شہنشاہ محل نواب خرد محل نے از راہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علیشاہ مع اہل وعیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونکی عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم ان اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بذلت قید رکھا ہے پس تم خود قتل واجد علیشاہ چاہتے ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام رکھو سب افسرون نے بھی قبول کیا

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانؤن کی بیڑیان کٹوادو۔

غرض داروغہ میر واجد علی سے نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چا پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا ملنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہر چند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جائے یا قایم رہے اسکی بدلی نہو اوٹھین کچھ دیگر سوا فق کر لیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی ملنگون نے نہ مانا۔

پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری ڈمل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گیارہ زمیندار پلٹن پھر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھہ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسی بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین ملی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اترے۔

ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا میرٹھ۔دلی۔کانپور وغیرہ مین انکے بچے بیم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون اب اور یہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام چین سے رہو ۱۲۷۴ اشتہار جابجا شہر مین لگا دیگئے اور پلٹن لوبل ڈلن مع توپخانہ روانہ ہوئی۔

جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ مچان جنگی کی پہونچنے کی ۱۲-۱۳-۱۴-رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جا کر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو دشمنون نے کہا مجھے ملنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جائزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ ملنگے جرنل و ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اسی چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے۔

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے
ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے
جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا
اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاو کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہو کر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہو جناب عالیہ
نے انکو افسرونکو بلایا پھر کورٹ ہوا صبحکو دنکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ سد راہ فوج انگریزی
کو چلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ
رہا۔ جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی گرانچیان ایکجا کھڑی تھین اوپر سوار جا پڑے
گرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ گرانچیان کھولنے لگے کئی
گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے
شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر
زمیندار اودھ والنگون نے روکا بول کے تلنگے خوب لڑے تقریبًا پانچسو تلنگہ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا
۲۷ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو
رسی سے باندھ جلوخانے مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا
ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم دلایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سائے کا دامن
ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس گلہ قربانی مین ایک
سید بھی اسیر دام بلا ہو کر آئی تھی اوسکی کئی گولیان مارین ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے
داد بیداد کی کہ مین سیدہ ہون اوسبگینا و قتل نہ کرو ایک نہ سنا تلوارین مار کر گرا دیا درجہ شہادت پہونچی
ربانی معتمدین دربار افسوس اودھرتی فوج مین دشمن بھی سید تھے جو گولیان اترنگرتی اور سبکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر نادر حسین صاحب
روند جاکر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے در دولت پر لائی وہ بھی شریک المفین اسیرون کے تھی
اور ایک پٹھان کے گھر جاکر چھپے تھے دو بھائی تھی ایک ذلیل طمع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان متعصب
مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی بعضین
اور بے فحش منہ سی کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر کی ہر طرح سے
لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہی ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہوجاتا ہی۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۲۔ تاریخ شہر صفر روز چارشنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۲۔ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت
زوال شمسی سی جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے
یارہ برہ کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی دنو بلازم نمار بعض
زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً
۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب
پہونچی دھاوا کیا توپ اودھر سے ادھر سے ست ہنکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے
کہ دفعتہً ابر سیاہ نے ساری آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہوگیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا
جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس پیائے تلنگے اور سوارونکے پانون اوٹھے
سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سی ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور پریشان
ہوکر راجہ مان سنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸ یا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے
بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر
سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا او رستہ بھی نہ تھا فوج انگریزی مین بوگل قیام فوج ہوا میدان وسیع
متقابل عالم باغ کنوسی جلالپور کربلائے الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور باطمینان ہر طرف بکٹ
کھڑے ہو گئے خیمے برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے۔

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلای میر خدابخش سی کنارہ نہر ہوکر سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے ناکہ چارباغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آئے اوڑادو - جنابعالیہ نے راجہ مان سنگہ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہوجاؤن اور حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کر کے عالم باغ لیلیا رات کو فوج بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پانون مارے -

۵ - صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھاچکے فوج تیار ہوئی دو برن ایک لیت چارباغ سا کھو کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سدھا ناکہ چارباغ کو کئی سو مویشی پیشتر رکھے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چارباغ پر مع مقامات خاص و افسران فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے فاقے سے مورچے باندھے ہوے تھے جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کرڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت فرماکر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون سے اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گوری بچکر نکل جائینگے اسیطرح امین آباد تک دونو طرف کے کوٹھے مکان پر سرراہ سپاہ اور افسران نامردی سے بھرے ہوی تھی اور مقامات امن سمجھکر بیٹھ رہی تھی کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرفسے مار پڑیگی اور دو بڑی توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسرے پر مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعۃً سامنے سے برن گورونکا نمود ہوا ادھر سے دونون توپین چلین گوری موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے گولے اوپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوری مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسری حملے مین مثل بادصر

توپون پر آپہونچے گولانداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تہوری سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورون نے توپونکو کھینچکر نہر مین گرادیا - جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا ناامید
سوار ہوئے دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہوگئی
گورے پہلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پر چلے غلام حسین کی مسجد پر
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسنخان زمیندار بھٹواستو اپنے جان نثار سرفروشون
سے وہان تھے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہوکر بچے اس
ہوکے مین پانسو ادھر کے مارے گئے اور سو ادھر کے بس شہر مین تلاطم ہوگیا بازار
مین دوکانین بند ہوگئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کرلیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آمین آباد پر آئے تیلیون کو مارا لنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چپکے ٹوپی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً ادھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سوار کمک کو آتے تھے ہر چند فوج گورونکا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھمکایا گالیان بھی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوکھڑ گئے گورون نے جب پھر سوارون کی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے گدیان مارتے
جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوراہے حسین گنج پر پہونچے جنرل اوٹرم
صاحب دوسری برن سے بہیری پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان دونون برن
نے ملکر قندھاری بازار کی راہ لی برف خانیکو آگ لگادی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
چھپکر ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد خواجہ حسن کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورونکو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین
رہگیا گورون نے آگ لگائی پھر چوپڑ کے اصطبل مین آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلادیا بہت سی سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور پر اس کثرت سے چڑھے کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبے
راجہ انسنگ بہادر نے ہرکارے سی شکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑ مین

بڑا نام و نمود ہوتی ہے جب راہ میں مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے داراب علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونوں طرف کوٹھوں پر چڑھکر خوب مینھ گولیوں کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کر دیا تھا گورے وہاں سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام بارے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولہ انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیوں کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہیے کو گھسیٹ لاو جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی آگے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ہی گا مین جا کر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چتر منزل مین آئے ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک کُوھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ رانی شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گوروں نے پشت سے آکر توپ کو لیلیا اور دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچ گیا یا نسو نجیبوں نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہولاک صاحب بہادر داخل بیلی گارد ہوئے محصورین کو رات کو گونیدے سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوس وقت سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا کوئی آپس مین مصافحہ گورے جا بجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرۂ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

جھپکا تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سکسن باندھے دونون طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم با قدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان بیگزین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلوخانے
کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینھ گولیونکا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پہ پہونچے ۲
گولے مارے دیوار جلوخانہ پھٹ گئی اوسوقت سبکو یقین داخلۂ قیصر باغ
ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسراے جو لکھی ہین لیگئے کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جبرل اوٹرم جس طرح
بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین
سواے ۶۰ - آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جناب عالیہ
نے منع کیا کسنے نمانا اور نہ سنا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
یہ جسقدر رکو سوار کر کے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گانون اودھر یہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہوجائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا
ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش
ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی انمین سے بعض پہلے سے نکلکر پانچ کوسی گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین
گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہو کر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور اوسدن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوسدن خان علی خان وغیرہ سے تلوار چلی ہی ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتی ہین جب مین نے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملاپور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جابجا پہرے کردیے۔

دوسری صبحکو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ بین چھڑہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی بکمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص توپ سے اوتر کر اون توپون پر اکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینو نکو داغا برابر سے چلین دفعتًہ چھڑے سے کئی گورے گر پڑے سکس ٹوٹا اور لئے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ بنیس بین سوار ہو دولتسرا پہونچے یہ امر گاہ باشد کہ کودکے نادان بین حساب کیا جاتا ہے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے گوئندے سے فرمایا کہ ہمین تیار راستہ بیلی گارد کا بتا دو وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی امدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑی پر سوار پیچھے گورے سکس باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ ومردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی سپہسالارون کی یہی ہوتی ہے۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے باواز بلند پکارے خبردار گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹا کر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہوگیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید ادر سب کے لوگون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کار یگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے دھاوا ہوا او ٹھر گیا جنرل مین عمل ہوگیا صبح کو جو برن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین پھنسا تھا اوس سے گولی چلنے لگی۔ ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوترکر کھڑے ہوے توپ منگوائی اودھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوے باقی بھاگ گئے نواب ازراہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہوتے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مرگئے دن بریہ لڑائی رہی اودھر مرزا وی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہگیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے صوبہ سنگھ کے اوٹھالائے نجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھی جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی عجب تماشا ہورہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب دولاکھ فوج جنگی بنت تعلقداران راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہوے تقریبًا دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مرگیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزا وای کوٹھی موتی محل نصرت باغ تیز منزل فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سرراہ جناب عالیہ کوٹھی منگل سین۔ امام بارہ منظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنجہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جراَت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے سے گرپڑا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیتہً لایا ۲۔ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب رد بکاری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کراسے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہائے جنرل مرزا سکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا سکندر حشمت کی دیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب حملہ جانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر دار وغہ خواجہ سرا حبشی محمد مرتضیٰ خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب ملازم و رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دیا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوئے ایک گولی بھی نہ لگی سپاہیون نے مورچے پر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ کر دریا مین گرے گورے داخل محل سرا ہوئے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سینہ حبشن لاڈو خانم دار وغہ محل اور خواص یہ سب ۲۴ متنفس کیونکہ جان سے نہ مارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لیگئے اونھون نے شاہزادونکی بہت تشفی دلجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھون نے کارنیگی صاحب کے حوالے کیا انھون نے بیجر گنبس صاحب کے خانساما ن کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس و عدل و انصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار بر جیسی ۔

غرض یا قوب علیخان نواب ناظر روتے ہوے جناب عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جناب عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جاکر کہو اسکی کچھہ تدبیر کرین داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جا سکینگے اور کیا تدبیر کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم کہین لیگیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے ۔

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور ردو مہری با جازت باہر کھانا لینے کو نکلا مین بعد رہون سے بچکر جناب عالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے منا

لاڈو خانم سیدھی اپنے گھر جاکر بیٹھہ رہی ایک مہری کمر ہمت مردانہ باندھکر کھانا لیگئی دوسری خوف سے نہ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مین نے ان شاہزادون کو پالا ہی انکے پاس ہونگی یہ قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کاہیکو یہ آفت آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہوکر چلی گئین اپنے ساتھہ انکو کیون نہ لیگئین۔

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و میگزین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الٰہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب قیصر باغ مین بیٹھے ہوے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھہ لوگ راجہ مانسنگھہ اور راجہ گور بخش سنگہ کے ہرشل نڈی کے آگرے اور خجالت سے اور خجالت سے عذرات بارد پیش کیے جنابعالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا اس معرکہ مین ۱۱۔ افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے باقی مجروحین او مقتولین کا حساب نہین اور بعض امرائے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خبر وانفیت دقت سہ پہر اپنی سکھہ پھلائے سے حاضر حضور جنابعالیہ ہوے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کا بنو رہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے کھدے کھڑے لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچون سے بھاگ گئی تھی قیصر باغ مین سوائے ۶۰۔ آدمی کے دوسرا نہ تھا۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین غفلت کی کچھہ مفصل معلوم نہین یا جنابعالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ ممو خان انپر تسلط نہوتا تو کیا عجب ہے کوئی صورت نکلتی۔

۶۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے خود دیکھ و تنہا اٹھا کہا تم سب میان ٹھہرو مین اکیلا دھاوا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ملیک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا جب فوج نے سنا کہ شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا تو پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھہ مین وہ سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح بیلی گارد کو بھی خالی کرادونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونیلگا اعتقاد ضعفا سست ایمان کا دوچند ہوگیا تلنگے غسل جہاد لیو دنڈوت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گوروننے شہر لیلیا تھا اب کچھ سو
بس تین سو گوری باقی ہین اور یہی دلی کا پنو فتحپور وغیرہ مین پہلے پھرتے تھے وہ بھی چھتر منزل مین بند ہین شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دھاوے مین سب گورونکو مارلونگا پس گویہ اونگر دیاسی رات کہمہان ہین کل سب مارے جاوینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریفین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پر پہونچا لاف زنی زیادہ بڑھی جاہل مذاہب دنڈوت سجدے پر جھکے
کپتان رسالدار نذر دیتی قدم پر سر رکھا شاہ جی نے اپنی ولولہ جوش وخروش مین یہ شعر پڑھا ؎

چون شود در عہد ایمان جبر و بدعت را رواج　　شاہ غزنی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این و آن گردد بسی جنگ عظیم　　قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غزنی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہر جسیقدر کیا اصل ہے شاہ
دلی میرے رتبہ سے کم ہے مجکو حکم اسہی میری ہاتھ یہ فرقہ نصارا تباہ مین انکی بیخ و بنیاد مٹادونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہون لندن مین جاکر رہونگا شاہ دہلی نے تمام اوسکی سلطنت پھر
گوروں کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میرے حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہو جاؤ
آج تمھاری فوج اور زمینداروں سے کچھ نہو سکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گوروں کے بوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
تو ہمین اسی وقت پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو۔ بیگم جس قدر میری اطاعت
کرے۔ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گوروں کو قیصر باغ مین
بلالونگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھادونگا چوبدار نے ممو خان سے جاکر
کہا شدہ شدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ۔ شرف الدولہ
ممو خان۔ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر و الحاد کی ہین اپنا عیب چھپانے فقط دھمکا کر کھاتا ہے کسینے کہا خیر فقیر ہے چیز سے بدہ

درویش پر امیر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ ادر سر چڑھ بیٹھیگا بکتا ہے بکنے دو پھر مہاراج مان سنگہ اور ہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہتے کر دو لیکن بعض نے کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے ہمنے بنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے تیسری منزل بیلی گارد کو خالی کروا لینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو غرض ابا تامل حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک طرف گوبار دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف نجیب ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامہ اس مضمون کے جاری ہوئے کہ صبح کو تیار رہی دھاوے کی ہو افسر اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چارو نطرف سے جھوٹ موٹ دھاوے کا غل کر دیا کہ جنرل منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر لیا کچھ گورے جناب عالیہ کے کمرے سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہیون نے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی باروت اوسمین رکھ چکے تھے دفعتہ سرنگ کو آگ دی مع کمرہ گورے اڑ گئے ایک دھنی کمرے کی سید مہر کمیدان کے لگی ۔ مر گئے افسرون مین اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیس قدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے تلنگون نے پیچھا کیا دو گوردون نے بندوق ماری نامرد باغیون نے گولی کھاتے اپنا حال غیر کیا مورچہ چھوڑ کر بھاگے گورون نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قایم کیا ۔

جب لال بارہ دری کیطرف نجیبون نے دھاوا کیا لالجی محمد امین کمیدان نواجہ سرا نے افسرون مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری لیلی پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لالجی ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش نہ اوٹھا نے پائے ہمراہی بھاگ گئے اونکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت نپڑی گورون نے پہلے بارہ دری لیلی نجیب بھاگے دھاوا اینٹھ نہ کیا کچھ سپاہی تہ خانے کی آڑ پکڑ رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریبًا دہ تلنگے نجیب پانسو مارے گئے افسر جلیل القدر بھی کام آئے دھاوا بیکار آیا ۔

الغرض اسی صورت سے ہر روز گویا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی سے بھاگ آئی تلنگے اونمین گونیدہ کہکر تلنگے اونمین گونیدہ کہکر پکڑ کر جلیدی سی پوچھا کہنے لگے عالم باغ مین اب

رسد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اوہمین گوئندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی جوف پر کے قلم مین لاکھ سے بند اوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشون کا بہت مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئندے کے ساتھ لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا جرنل کئی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور جمعدار کو حکم دیا کہ اس گوئندے کی ناک کٹوا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو جمعدار نے قاسم خان کو ابلاغ حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہو چکی تھی ممو خان نے اوس سے احوال پوچھا کہا ۲ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے مین بھی واسطے بیٹھ کے چلا آیا ممو خان نے کہا یہ اصل گوئندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے داروغہ اونکی شکل شرافت پہچانکر نرمی اوس سے کہا اتنے گورے نہ بتاؤ ورنہ حیرانی مین پڑ جاؤگے اونھون نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو سے بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی جنرل بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جناب عالیہ سے اونکی شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہو کر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین نہ آئے جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون
نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے
مرزا برجیسقدر کو نذر دینے بھی نہ آئے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا
جب طلب کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز
کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہی اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہی اس سے زیادہ کونسا
عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا کچھ احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ
کی ضرورت ہی بہرحال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی بمجبوری
بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی
تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط مسل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور
جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت
سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی بناؤ نہ بنا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہو کر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام
کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ
کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہرچند جناب عالیہ نے
سمجھایا نما نا عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط سلام
کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوارون مین سے کسیکو
دربار مین نلیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوئے تھے فی الحقیقت
عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا -

ایک دن جنرل منصوب وقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے
دیکھنے کو جو دلی سی بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور
الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوتی تھی سمجھی کہ گورے اس ناکے سی شہر مین داخل
ہوئے سب بھاگنے پر مستعد ہوئے جب مفصل ہرکارون سی سنا جان مین جان آئی -

غرض جب اس سلاحی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جرمانہ توپخانہ والون سے ۔ اشرفی جنرل ہی تعلیما لین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل توپخانہ مین رہین چنانچہ بنام نواب جراز الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ متقرر ہوے مگر اجراے احکام ایک ہی تھو بنام ہی معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ بانسگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جویا اپنے نام ونمود کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا ۔

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ نومبر کو سرکالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بمنزل آکر بنی مین ، کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی ۔

۸ توپین کپتان میل برگیڈیر جہازی ۔

۱۰ ۔ اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹ ۔ رسالہ گورون کا ۔ ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمٹ پیدل

۲ رجمٹ تلنگہ پنجابی ۔ سائی پر زمینرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی ۔

۱۴ ۔ نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوئی کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام ۔ بشیر گنج ۔ نواب گنج بنی مین جابجا تھانے بٹھاتے آئے اور تار برقی بھی جابجا درست کر دیا راہ مین جتنے گانون قریب شہر کے تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سی فوج ظفر موج اور سامان میگزین وغیرہ سے قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سی چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر بڑھنے نہ دی

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگہ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے
جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے نہ پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان مین لال
مادھو سنگہ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھو سنگہ نے دو نمبرن گورون کے
کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک نمبرن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہی
کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور دراصل وہان یہ
حال گذرا کہ کسی گانون مین آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے
چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگہ جماعت قلیل سے راہ مجبور سے بھاگ کر چلے گئے بعض
کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون
سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مانسنگہ
بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثنای راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے
وہ لوگ راجہ مانسنگہ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگہ نے قسم کھائی کہ جب تک مین گورونکو نہ
مارلونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت
ہوگی تلوار کسکے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض خجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی
کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھے اور پردے کے لیے کہتے تھے کہ پھر لڑنیکو جاؤنگا
سب گورونکو مارلونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا
دوبارہ لڑنے سے جی چرایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچ توپین چھین لین پھر تلنگی
داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعۂ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سہندی تھی
اپنی جان بچاکر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دھس باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین
کس جہت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی تھی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین
اس خبر پر نواب ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپے انعام پاویگا

اور گوروں نے مہر پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر باندھ باندھی
اور رلپٹن نجیب تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاو کر کے مورچہ قایم کرو ۔

محاربہ دھاوا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵ - ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید
کلکٹر راجہ جے لال سنگہ لے کر آئے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب
خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو بارہ
کے گانوں مین ہے اور کنار شہر پشتہ باندھ رندکشی کی اور جا بجا توپین لگائین ۔
۱۶ - روز دوشنبہ صبح کو فوج باغی تیار ہو کر کنوسی جلال پور کے میدان مین مقام عالم باغ
جا کر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اپنی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے
کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷ - سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل
کے اچھے رہے اور گورے بھی حد زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو
تا کہ کربلا سے داخلۂ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا ۔
۲۵ - ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹ - نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہو کر بیلی
گارد کو رمنہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج
باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگتی
چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا در دولت پر تلاطم ہو گیا ممو خان نے
ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ
محمد باغ گوروں نے لے لیا وہان کی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھ بہری
کو مین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے نہ ٹھہرسکا
یقین ہے دوپہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہو جائین یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ
احمد علی خان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کمپ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد ہے
تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات ۷ روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپے کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چھینے کے دیکر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا مجد علیخان نے پانچ آدمیون سے دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی بھری ہے اور بدلے گراب کے گرینج بھر رہے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین۔ اوسیوقت در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو دلی سے آتے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے بتا دو اونھون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کر دیا اوسنے کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہی کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالین گے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب ردیکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا مشکین باندھ سڑک پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہوجائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسیر اور لون مرحین لگا تیز کیا کہ یہ گورے اور گراپ آر صاحب کے نیواتے ہین جسپے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگہ نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہوجاے انگریز کی فتح اور اہلکار جسقدر ہین معرفت اونکے ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے تلاشی در دولت پر آئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین اکثر بادہ ضعیف سمجھکر آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی بلٹن سلطانپور مین متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے ازراہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی کے ہوگئے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی ۔ غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیجاؤ وہ راضی ہوئے اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین اونھین بھجوا دو وہان سے الہ آباد دو ۔ چنانچہ داروغہ نے مال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکال لیا اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ آکر کھڑے ہوئے اور یہان دو ڈولیان تیار رکھین اسباب بھی لد چکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بیچے خان سپاہی ساکن خیرآباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگا ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جائینگے اور اوسنے خفیہ جا کر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہوچکی ہے آپ ہی از راہ خیرخواہی عرض کیا ہے کہ اس بے حیا نے تلنگون سے جا کر یہ راز کہہ دیا ممو خان نے کہلا بھیجا تم کیا کر رہے ہو تلنگے سب برائے ہوئے ہین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمہارے اجازت کے اونھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوسنے تلنگے بول بلٹن کے بھجوا دیے اونھون نے آکر بندوقین ممو خان و شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے داروغہ

میرزا احمد علی منصور نگر مین نواب خرد محل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی
قسمت سے بچ گئے اور جناب عالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین بڑی کد کی مگر شاہ جی نے نہ سنا
کہ ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہی غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے
تھے آخر آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ دس
مکان سے از راہ تھوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ
قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دُبلے ہو جاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز کرسی اسباب
سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین
جانتا لیکن ایک مشہور داروغہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی
ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی
متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے
تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مار ڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا
خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تیلی
قیصر باغ کے مار ڈالا کپتان آر صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت ملنگون کو کہتے
جاتے تھے وہ بیحیا ظالم ابدی ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہو آخر
گولیان کھا کر گرے اوسکے پانچ دن تک میرزا احمد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہو گئے تھے
دیوان اننت رام چھپکر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ
بہادر کے لوگونکا ڈیرا تھا رامہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہو چکی تھی کہ ایک وقت
خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہو جاتے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ
سے اوترتے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر
ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھا دی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون نے عقب کوٹھی نواب روشن
سرنگ دلوا کر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی و حسن خدمت کا
ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے نیکنامی و باعث عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوانجی کو اس جلدو مین ۱۲ گاؤن معاف
ہوئے اور نام نیک خیرخواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا۔ میرزا احمد علی نے بانسو روپیہ کی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہو گئے ہین چاہتے ہین کسی حیلہ سے مارڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا پھر آکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح سے لیا مگر نہ اونکا خرچ معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب مظلے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی راتکو پورن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر پشتہ اور پل نہر کا باندھکر صبحکو نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہان رہگیا تھا لوٹا اور نواب بھی اس ہنگامہ سے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگادی سارا شہر روشن ہو گیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج کر بھاگتی اور پلٹنی چلی آتی تھی اور ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی نئی سڑک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع ہو گئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادکیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق کی اور موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسیطرف بھاگنے کی نپاتی حوض مین گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاندکر نکلے مارے گئے مگر بڑا اکھیت پڑا ۱۲۲ افسر ہندوستانی جان مارے گئے ۲۴۵ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر سے ۸ تک ۱۱۰ افسران سے ۱ اور ۲۳ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل نیل صاحب کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی جو ٹپے کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین ٹانڈا اگودٹ کا اوسکے منہ نے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا اسطرح کوڑے کے گوجہا ٹکڑا لیتے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے جب چیف جنرل بین آئے ادھر سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج سے گڑھبڑ کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی اوسدن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چیف جنرل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو پڑا النصرت باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ مابین فرح بخش اور چیف جنرل دریا مین رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور تختے واسطے بچاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کردیے تین توپین بھاگکی باندھکر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر سکا گولے بم کے موتی محل اور یار کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو ہرطرف پھیلی ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی۔ صاحبان عالیشان کو منظور یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر لیجاوین گورے ایک دفعہ یورش کرکے در دولت پر آئے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہگیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا یہ حال دیکھکر وہ توپ جو پیشتر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعۃً سامنے سے گورے کر گئے ان دونون نے پھر چھرہ توپ مین دیکر داغدیا اسقلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے اِس عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اوسنے پیچھے سے کمر باری گورے سیدھے رمنہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سمیت نشان محمدی قیصر باغ سے اوٹھاکر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسنے حمیت غیرت مذہب ہو وہ اسوقت مین اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلوخانے علم لیے آئے غیر از قلیل من عبادی الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزارون گالیون کے چھرّے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسیکے کانون پر جون بھی نہ رینگی -

جب صاحبات محل نے حاضری مردون کا یہ حال دیکھا پابرہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن ٹرے پائیچون کے اپنی اپنی کمرون سے محکم باندھے ہوئے بارحفیف مثل پاندان وغیرہ اشیاء بیش قیمت بقدر تحمل وقت بد اوٹھا کے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین ہم کس دروازے سے کسطرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیس قدر کو تبرکاً پوشاک سبز پہنائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہاین فوج جنگی چھو کر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہان سے شہر مین جا کر کسی مکان مین رہین توبہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹکون مین قفل دلوا دیا اوسکو یقین ہوا کہ جسوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہ فوج باغی سب کے سب گھر وا کے گھر کو لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے -

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین اوسمین باندھکر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس فہمائش سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہو کر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا سب کے دماغ مین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل و انصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد نہ دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد -

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس تعداد پر گولے لگانا اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر والا دست بردار ہو جانا اسکا شاہد حال خود گورون کا کلام ہے کہ انہون نے پکار کر یہان کے سپاہیون سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلی جائینگی اسکو سنتے ہی صاحبات محل کو زیادہ اضطراب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولون سے دیوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہو گئی تھی اور قیصر باغ مین ہر مکان پر مینہ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا بلند زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور

آدمیون کے مجمع مین گر پڑتا تھا زمین مین دہس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۷ - آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اوس گولہ انداز کو سپاہی
انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گو نیدے کو چتر منزل مین
خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی تہی کہ قیصر باغ مین بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگ
جاتے ہین اور چتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پہ دوربین سے نظر آتے ہین
یہ اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ - آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم -

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا ملیح آباد - گشائین گنج پہونچے - احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤگھاٹ مین سے گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹہ مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل - بعد اسکے انگریز قتل یہ مطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیسقدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین نہوئی - برجیسقدر نے
میری بیعت نکی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دکھا دیکھو چلین تماشا کہنا
تھا عیب برجیسقدر اور اوسکی مان میرے قدم پہ سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جا کر سبکو ایک
دم مین قتل کر دونگا داد - تو کار زمین را نکو ساختی -

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات عالی
مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً دس آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوے میر مقدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین رہنا چاہیئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب نے

لیکن میر فدا علی کو ۲۵ یا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا اودھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جناب عالیہ نے اپنی سواری دبر جیسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہوجاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی -

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گورے بم کے محل مین متصل چلے گئے تھے چنانچہ، بم کے گولے محل مین گوتے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرے کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے میری مہدی اوستاد اور احمد حسین آتالیق بتصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدار ۵ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سرنگ کے آنے کا ہوگیا پھر سائی برس پینسر کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے ماننگون نے گولیان مارین دونون گر پڑے محل مین ہلچل پڑگئی رات بھر بم کے گولے برستے رہے ہوتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہوگیا تھا ادھر قیدی وغیرہ مورچہ بناتی تھی وا ایک دم مین گرجاتے تھے توپین ادھر سے بھی جھانکی باندھکر لگائی تھین ایک تو پچ چینکار دو سرکا لاکچھو تیسرا کالا ناگ - چوتھی کوہ لرزان - انکا گولہ بھی برابر چلا گیا مگر انگریزی گولہ انداز آدر پر گولہ مارتے تھی چنانچہ ایک گولہ انداز نے سشت باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دردولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کسی کچھ نہ ہوسکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑکر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گورون دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہر صورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ و دلسوز سرکار تھے اور سر فروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے
انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپے مقرر فرمائے اور انکے بیٹے کپتان ہنری ہاٹن
ہویلاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ
امارت مین بارنٹ ہوے از روے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل
بیلی گارد مورچے پر تھے اونھون نے موافق معمول گولیان مارین اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک
سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منھ دیکھنے
لگا اسخیال سے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی تریہی نواز جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہونچکر
تریہی بجائی بس یہ آواز صور اسرافیلی سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل
مور و ملخ بیلی گارد مین پہلے اور رہا سہا شہر محتاجین بامید دستیابی قسمت آزمائی سمجھ کر گھس گئے لوٹنے
لگے ہر چند وہان سوائے پس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نہ رہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل فتوحات
غیبی تھا۔ گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون سے پڑا سڑا رہ گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا
توپین چھوٹی بڑی جا بجا مورچون پر یا زمین مین گاڑ کر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے
سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے
تھے ہزارون گولے گولیان شیشہ کی اور سلیپر لین اور کئی آلات غیر متعارف واک گھر مین تھے یہ سب داخل
سرکار ہوئے کنوون سے صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ
یہ ہے کہ ایک تلنگہ بم کا گولا اپنے دونون پانون مین رکھکر رکھانی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لو ہو گئی
آگ دی دفعۃً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگہ کرہ نار مین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوئے۔ بڑی صندوق
چوبی تہ خانے مین سامنے برآمد ہوے کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھرے ہوے
اونمین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ
نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دو دو تک دودہ مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق
اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین جو رہ گیا

تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لیٹن فی من ایک روپیہ آتشبار اور ینبار یوں ذیلیں دو تین لاشیں جابجا پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط ملکر رہگئی تھی بلکہ پہلے بیخبر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی او نکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسپر کوٹھے سلطانی جو چھتر منزل فرح بخش وغیرہ میں تھی سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کرکے لوٹنا شروع کیا ہرچند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ وشیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے۔

جب فوج باغی کوٹھون کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کی کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشہ مین خیرخواہان سرکار وصاحبان دقیقہ ونشین جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان اور مکان احاطہ رزیڈنٹی مین تھی سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھیں مگر کوٹھی گنبس صاحب میجر پائن اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور کوٹھی کے جلوخانے مین وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہوجاتا اور گرد ہر کوٹھی کے خندق وسرنگ بھی ہوی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت ہے کہ اسی احاطۂ رزیڈنٹی مین ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپانے اور حقہ پی ممانعت ہیڈک صاحب نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخانکو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائے ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت میم واطفال وغیرہ اس بند ندان مین رہے اور پھر کس عظمت وشان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے۔ ؎

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲۔ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے بیلی مین مرگئے اور زیر درخت بر گد برابر قبر شہید مرد گرشت اونکی قبر بیلدارون نے بنائی جسکو پھر کھودی بھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن تک

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قبر سنیے سے بچاتا تھا او سکے بعد اونکی اولاد نے نواد دی اونکا پنشن بھی سرکار
سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت
ٹھہر گئی تھی صاحب ہستم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے
منع کیا کہ ازبراے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا مانا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے مین
تو آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے ۔

راجہ تلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مرگئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ بیلی گارد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی
ہے ممو خان نے اوسے روپے انعام دیے پھر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ
ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے ۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے
اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑے و نیز بار کر کے مستعد بھاگنے پہ ہو رہے تھے ۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش غافلون نے اخبار مختلف مشہور ہوے کوئی ممو خان کو کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیک صاحب
نے اسیطرح قلعہ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چھٹی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چھٹی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور
گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے
سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی اودھ
کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے ۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی جیبون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے
اور اب وہان سے جمع کر کے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہووے سب مال چھین لاوے ممو خان
نے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور صاحبونکو پکڑ لاوے چہارم اسباب اوسکا ہے
سواے اسکے جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب راے منشی ستیل سنگہ اجیٹن پلٹن نادری جو بلفظ
سکھر بال تھانہ دار کے ساتھ ہے اونے عرض کی کہ اگر ستیل سنگہ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ مع کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک رومال پانسو روپیہ نقد اور جو اسباب لاتے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے اجنٹین کی بڑی سیادت لیے رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھیر لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کر لیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے الہ آباد گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شمار مین رہگئے ہین پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم سے ہاتھ سے نہ جانے پاوے اطلاع حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف اضلاع جونپور بریلی۔رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ بفضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند چند انگریز گورے جان بچا کے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا بقیا بھی معاف ہوگا نانا راؤ دولت خانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ مراد کا کمپ نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھی اور صرف تنخواہ وغیرہ اس زر پیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر رہن اور فروخت لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو بڑی توپین اور کچھ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے باہر رکھوا دو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور ریاست مین ڈالین انکار ہونا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی نرہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جابجا جا کر رہی اتفاقا ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورونے دیگچی سے خشکا۔ روٹی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتی کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم پیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر بیٹھکر پینے لگا کہ دفعۃً فوج مین ہو گل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲۔ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ رات کو شہر مین آئی ۔

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گو نیدہ کہکر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نسنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج لیچلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۳ اشرفی کئی روپے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۶ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا۔ ایک دن گورے گھیر کر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی لط لیکر باہر نکلے فیلخانہ زرد نٹی سی کئی ڈوکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے ۔

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر داری کنجن کی مسجد پر بیٹھکر نوشجان کین آپسمین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ جنگی پکڑ لائی محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہ گئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے ۔

تنخیون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے دنکو بھاگ جاتی تھی رات کو پھر اپنے ڈیرا پر آ کر رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ پر

باقتہ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اون کے
کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منور الدولہ
کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن
خائف و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان
اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کواغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی دس پندرہ
روپے پر بیچے کلکتہ مین لکھنو اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہانکے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہو گئی
تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید مین ساہوجی بنگئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور والہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا راو نے گوالیار
سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا
وحس کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہی ایک بلا سے
خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتارا و پایہ خبر
سنکر رانا راو فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کے گھاٹ
اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی نمبر کیے ایک پورب - دوسرا پچھم - تیسرا مقابل
مین رکھا جب مقابلہ دونون نمبرن مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا راو تاب مقابلہ جنگ
نہ لا سکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب مرار کی فوج
بھاگی رانا راو قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگہ چودھری کی گڑھی مین
آئی اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جوانان

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ غیریت نہین ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شور ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسے قوت ہو جائگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھ مغائرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہوکر عالم بلغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کشی کانپور پر ہو تمہارا قبضہ وہان کردیا جائیگا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اوشیو پور مین ۶ ہزار فوج نوکر رکھی -

قاسم خان رسالدار ۵ رسالہ جو فوج مفرور مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی سست ریا بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر کی ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کمپ مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۵۰ توپین تھین یاروالی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا اور زہ سپرد عبداللہ دی خان قندھاری رسالدار ہوا اور کا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑہ نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کرور روپیہ اونسے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے جب کسیطرح سے مفر نہ دیکھا قریب لاکھ روپے کے سب نے ملکر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی اہل وثایق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور جناب عالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگاکے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھہ لگتا تھا مکسا مین بھیجدیا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایا سے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱- آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی - ہے لکھ

۲- قیام الدولہ بخشی راجہ شیر جنگ متوفی اشرفی معہ زر نقد لک - جواہر - ہ ست

۳- دیوان چھیدی لال مع جواہر -	لک
۴- منشی جانکی پرشاد نقد وجنس -	مــ ـٔ
۵- منشی راجہ کندن لال -	لــ ـٔ
۶- مسیح الدولہ	مــ ـٔ
۷- حسین آباد مع چاندی سونا -	ــــ لک
۸- تعلق مصاحب خاص سلطان عالم -	معــ ـٔ
۹- آغا علیخان پسر انجم الدولہ -	ممــ ـٔ
۱۰- انجم الدولہ -	لک معــ ـٔ
۱۱- رفیق الدولہ -	لک معــ ـٔ
۱۲- مہاجان لکھنو بطور رسدی -	للو لک
۱۳- بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے ــــ لک طلب ہوا نوٹ -	مــ ـٔ
۱۴- بیجانہ کیا ــــ وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے -	معــ ـٔ
۱۵- اہل حرفہ ٹھہرے والے تمباکو والے ٹکس فروش باقی اور رعایا شہر -	عــ ۱۰ لک
۱۶- آمدنی ملک ہمگی -	ــــ ۱۶ لک عــ ـٔ
۱۷- اسباب کوٹھیات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ -	معــ ۱۵ لک
۱۸- بشیر الدولہ -	عــ ـٔ
۱۹- دیانت الدولہ -	معــ ـٔ
۲۰- احسن الدولہ -	اعــ ـٔ
۲۱- داروغہ عاشق علی -	عــ ـٔ
۲۲- یاسمن محل -	معــ ـٔ
۲۳- مخدر محل -	صــ ـٔ
۲۴- بدر عالم -	صمــ ـٔ
۲۵- معشوق محل -	صہ لک

۲۶۔ خاص محل	معہ لک
۲۷۔ دلدار محل	صہ لک
۲۸۔ دلدار محل	دو لک
۲۹۔ خورد محل	معہ
۳۰۔ سلطان محل	معہ
۳۱۔ خورشید محل	دعہ
۳۲۔ ملکہ جہان	دعہ
۳۳۔ تاج محل	لک
۳۴۔ مونس سلطان	دعہ
۳۵۔ اچھے صاحب مصاحب خاص محل	عہ
۳۶۔ منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور	عہ
جمع	عللعہ لک عہ

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر مہاجن و رعایاے شہر اس ظلم و ستم سے احمد اسمر شاہ کے پاس فریاد کو گئیے کہ ہمپر یہ جور و ظلم ہورہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہان سے روپیہ لادین پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان۔ یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کر لائینگے ادہر شاہ جی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کرو چنانچہ بیس دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عملہ اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین اونکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الٰہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول ٹھوون کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاو چنانچہ
احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے
ہوے تھے اونہنے بھی توپین لگاوین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آئے وہ جب افسرون
نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے
رہی کسی افسر کو حوصلہ دھاوے کا نہ ہوا غرض گیارہ دن تک محاصرہ کر کے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا
رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات
کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر ہو رہے متصل گڑھی کنوہ
اور کنوسی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ نہ دینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر تھوڑے
سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر دار کوٹھی مین لیگئے
شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے بر جیس قدر بادشاہ ہین اور
تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مرو لڑے ہے رانا راؤ بھی دا ہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک
اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود ندین قتل و قمع کر کے
لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ
اونکے ساتھ ہوا ۔ ۴ پارچہ کا خلعت پا کے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۲۰ اونٹ وشن حکم پر
ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ ساندی پہونچے ہردیو بخش تعلقدار کٹاری کو
طلب کیا وہ ابتداے بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہے تھی اور
احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین
عرض کیا کہ یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسوہ اپنے
زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے اونکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شہر و خاہر دیو بخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا

تسلط استعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان شاہی کو تسلط استعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
اگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خود پسندی اونھین خراب
کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی و اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہر باقی ہبانی مبدء فساد اور صاحب ارادہ اور الوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہو کر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کرواے لہذا مناسب
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی الوالعزمی اور چالاکی سے مہاجنون سے از راہ
معاملہ یا کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھ کر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوتی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ وہانکا دستور یہ ہی کہ جتنے آلات قلبہ رانی کاشتکاری کے ہین دن
کو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈوی اپنی گاؤن
مین کنارہ دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لنیچ صاحب
مردیبر مع اپنی میم اور تین بچون خردسال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوتر کے ارہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی یکہ
سے نبدی ملازم ناظم ادھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تمنچہ مارے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی ناموں نے میر مہدی حسین خان سے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد میرے پاس پکڑ لاؤ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسین خان
دونون بیٹھے ہوے ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جایگی بالکل خراب ہو جایگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بدھون کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندوستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کردیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گرد و پیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہی
وار اونسے موافقت رکھتا ہی ناظم نے ازراہ عاقبت اندیشی لوگون کے رفع الزام کے واسطے
راتکو ایک شخص کو میم صاحب کے کپڑے دوسرے کو صاحب کے پہنا کر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سب کو شبہہ
والزام تھا مین نے سب کے سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام کرے
تھوڑی دور جاکر وہ دونون شخص کپڑے انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرمائین ہم اونکو سبیل سے پہونچا دین صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظم گڈھ دوسری گورکھپور پہلے بھجوائیے جسکا

جواب آئیگا ہم تمسے کہین گے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھ پہونچا دیا وہان سے بسلامت تمام گڈھ پہونچ گئے چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھہ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھہ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو۔

بہرحال سرکار سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بے فروغ ہو گیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوسوقت صاحب اونکے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے برڈ صاحب مضطر ہو کر ۶ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ کر ۴ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیون پر گری کہ پہلے اس روپئے کو غازی مردونپر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب انکی اس غفلت سے ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا۔ ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی طرف راہ گریزگاہ نپائی فوج انگریزی نے اونہین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی تو ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کلانی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہو گیا تھا رعایا غریب تھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندھوؤنکو چھوڑ دیا اونکے پاؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کسبی تھے کیونکہ وہ قانین عالیہ سے واقف نہتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموعہ ۸ یا ۱۰ توپین ہو گئی تھین اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ یومیہ

چھٹہ سیاہ و خیرات و عمبر پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات۔ ظروف چینی۔ چای پانی اور کھانے کی
فرش قالین اسباب چوبی ہزارہا کتب انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑہ دن بہ بار کرکے
فیض آباد بھیجا ادسمین سے کچھ ناظم کے گھر یا راجہ مانسنگہ لوٹ کرا نپے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا
سب لٹا مگر بعد رفع فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس
گیا رعیت کچی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار بہ جیسی مین بھیجی خلعت
سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنو فاقہ مست جا پہنچے
ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لمبی ٹوپی سر پر رکھ ولایتی کمر مین باندھ دھمکے
یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند
ناظم نے انھین بہت عزت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکۂ بکسر نواب شجاع الدولہ
بھی مشہور معروف تھا اور تیاری میگزین و قواعد دودھس کی ہونے لگی ہزار فرد ورکی روئی ہو گئی
اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے
کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہو گئے ہین خدا نے حالت یاس مین
میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سر جنگ
بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی
اب اوسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ نوملازم
تھے سب نے باتفاق رعایاے غریب و مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت
یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہر چند ناظم نے اسکا بند و بست کرنا ممکن تھا کیا
ایک نے نہ سنا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرائچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگہ بلرام پور کی
سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۳۲ لوس گورکھپور سے اور
مہینے بہر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے ازانجملہ ایک خیر خواہی و نمک حلالی راجہ
کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار ارسال کیے اس سبب سے
زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور معززین سرکار بنبراول مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بلطایف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایا شاہی تھی شامل اور و سکے شریک حال نہوسے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جبکہ ہم ماتحت تھے اوسنے ابتداے عملداری انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی بغاوت نکرنا پس ہمنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی کتاب مین مفصل لکھا ہے مگر وکیل راجہ بھی دربار برجیس مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایا غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار ریاست سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف ہوئی تھی اور مہمان معزز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین چھپی ہے غرض دو کمپ تلنگہ مع توپخانہ لے کر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد پیمان حدود دائرہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہو چکا تھا چنانچہ ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر جان نثار مہاراجہ بلرام پور مع دوسو جوانمردان دلسوز نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح مددہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا پھر کیف جب ناظم کی فوج کدائی سے مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا سبب حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آتے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اتر سے کنار دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اسنپے کو ٹھون سے پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب کر مر گئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہو کر سبکے ڈوبے ہزارون روپیے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنو سے لیگئے تھے چیکڑے اونٹ پر بار رکھا تھا جہان تھا وہین رہا دونون طرف دریا کے لاشون کا ٹھہراؤ ہو گیا تھا تیسرے چوتھے دن جان بچا کر فیض آباد

دوگوش ونکب بنی سے بہونچا راہ مین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ٹوک وتوسے مین آئے
وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے ۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بصحبت میر دوست علی
کے بھائی ناظم چار پلٹن تلنگا جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ بہادر اپنی کمک کو لیکر
روانہ ہوے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی و نیپالی
کرینگے وہان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار ونقید
رہے آخر ہزار خرابی کچھ لے دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے حتیٰکہ
کہ کام تمام ہوگیا کبیلون نے سیدھا راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال
نواب عالیہ بونڈی مین جاکر مورے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف
بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت مفرورین
مایوس ہوکر دخیل امان سرکار ہوے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم ۔ میر دوست علی بھی
حاضر ہوکے اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی ۔ کلکتہ سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد
تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پاکر روانہ ہوے ہر چند حکام اودھ سے
انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی وگرنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اقلاً
کوئی جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب
مین بہت کچھ لکھا ۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دوسو روپیہ ماہواری
کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا ۔
نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آ ملنے درخواست
وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی ۔ استحقاق ثابت مگر انکی بے جرمی نہین ثابت ۔ نادر مرزا
کی تقریر یہ تھی کہ انگریزون کی جان یا خطا تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جان
بخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر تما آخر نوبت
بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور رہ گئے نواب ذی کتنی برس تک

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آکے انتقال کیا انکی بہنین ناکتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر ناد رمرزا نے لکھدیا کہ یہ بہنے باقی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ ضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو مسلمانونے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب میان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثارونکے تاکہٴ کربلا سے ہاتھی پر سوار چلا پور زیر دیوار کربلا پہونچے وہان سے تامجان پر سوار ہوے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالونے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ نجانے دینگے ہم جان نثار ونکا صف تماشا سر فروشی کا دیکھیں اور باطنین اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ ہوجائین۔

غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سے ایک کمپنی مع توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون نے دھاوا کیا کئی سوار گریڑے اُدھر کے سوار جھپٹے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے نواب خص کی نبیس پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا پہونچ ستلنگے۔ سوار۔ جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے ڈیرا پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب غازیان نبرد پھری نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات تر و خشک لیے بلکہ برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ دلی سے تیسری فاقہ سے نکلے چھٹانک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے خدا یار خان خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے بیم اور صاحبون کی خدمت کو مقرر کر دیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۲ سو جوڑے جوتہ تولا یا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی لپسیا ہوکر علی خدا یار خان کے نالہ کربلا پر سبیل شربت کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کر اپنے پڑاؤ پر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے یعنی جنکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا بھی کئی مرتبہ پیش کرچکی اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا ی تال کٹورے کے پل تک دھس خندق اور کوچہ بندی ہو جائے تو بہتری او ر دروازون پر مورچے نہین اور جو مکان سر راہ ہون اونمین رند بنین میر عابد شیشہ گر محو خان اوستاد اونکے لڑکون کے اونکو کلہ داغ سنہری منڈی حضور تحقیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اسکے ہوئی چنانچہ ایک خندق جنرل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چوکھی سے روشن علی خان کی مکان تک تیسری بگھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بانا تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے بصلاح پلٹن سائیپرس منیرس یعنی نہیر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے کئی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اوڑا دیا جاوے اونکے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیہ اسمین صرف ہوا اور لڑنے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱ - سرنگ جانب دروازہ چینی بازار

۲ - زیر دروازہ کوٹھی تارے والی

۳ - طرف مکان بشیر الدولہ

۴ - جانب دروازہ لال بارہ دری

۵ - جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ - جانب مکان انجم الدولہ -

۷ - جانب مکان روشن علی خان -

۸ - طرف دروازہ رکاب گنج -

۹ - طرف پل آہنی -

۱۰ - طرف پل پختہ -

۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا -

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہو چکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق و مہم
برج رندہ وغیرہ تیار رہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان تعمیل حکم کیا
افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے
اگر پانچ لاکھ آوے اوسے بھی کچھ نہو سکیگا رائیسے دھس وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس
تیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان
کو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی -

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بول نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح
کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ
تو ہی سب گورون کو ماریگا اور بر جیس قدر جہان ہو وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے
گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دوارکا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی لوہی
بڑی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً
عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین رپورٹ لائے کہ ہنومان جی عالم باغ مین
پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا
اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوسی
مقام پر گولے برستے تھے -

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کی
مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھون نے بھی ایک

جھنڈی ایک تعویذ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈیکو وہان
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گولندازی کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسیطرح کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ بھاگا فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
اخبار ملکی کو بلاکر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
غنیم ہے یا ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلواکر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ ـ چوبیس نئی میگزین ۵
ہاتھی ۳ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی
اوسنے بیچڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا مثل اور افسرون
کے اوس سے قسم لی فرمایا ۷ روپیہ مہینا یا فتح عالم باغ تمھین ملے اور بعد فتح ۱۲ اوسنے
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رہینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمھاری صحبت سے فوج بدل ہوکر تمھارے پیچھے بھاگے گی ـ اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض دو شال
رومال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سو رانگڑ بخت خان سے خفا ہوکر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہوکر جگہ دانی کوٹھی مین جاکر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے ـ

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگہ اور افسرون
کی پلٹنیں کہ مورچے جو متصل گانون بھدرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے اس عرصہ مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہوکر گئے جب یہ پہونچین گورے توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے۔

پھر گورے قریب مسجد دیبہ رک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان پر ہوا بس یہ دیکھتے تلنگے بندوق جوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے فوج بہادر بھاگی بخت خان جاکر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ چوبیس کی ایک توپ ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہوگیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچونکو درخت ہونیکے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے آپہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سراسر بیہودہ ہی مگر فقط سلسلہ کتاب کی صحت سے لکہا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک روز نئے ہنگامے برپا ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے۔

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارہ پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھن جانے سے اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپونکا رنج نہ کرو مین تمکو اور دونگی اوسنے کہا دلکی حسرت دلمین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون۔ اوس وقت حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون سے

توپین دینے کو کہا کسی نے نہ دین۔
ایکدن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے ملگئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرے کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے ناموافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہے کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گڑھی ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندار دن سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے ۔

ابلاغ حکم واسطے زمینداران اطراف عالم باغ نبی منتھر رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمہاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے پابندی کی مصلحتاً کی ہی اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور سے کرنا شروع کرینگے چھپا کر کے سبکو قتل کرکے حاضر حضور ہوگے اس بات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایا گیری کا یہ ہے کہ جس حیلے سی ہوسکے کافرون کو تہ تیغ کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ کل پچاس قیدی مابات گوئندہ گڑھی جو محبس مین تھی پچاس قطعہ بکیر چھوڑدیا اور مطلب اہلکار سرکار کا اوس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز بہادر دیکھینگے زمینداروتکو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا رہیگا اور جسکو پھانسی ہوئی باقی زمیندارونکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل کیا

پہونچنا شاہزادہ فیروز شاہ

فیروز شاہ شاہزادہ مع دوسو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئی سلطان ... پہونچا

محل حضرت خلد منزل مین بہ سبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکاری دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا - ۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دہلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے مکہ گنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی آتالیق نواب جرأة الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵۱ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین انکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی جنتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل دردولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولو العزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ۴ کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار جو انکے ساتھ آئے تھے اونھین نوکر رکھا -

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار برجیس وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی اسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھی شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر تاکے ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی ازانجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راے جگنا تھ اپنے گھر واقع نال دروازہ مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپے دیے دو سوار اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمد خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی رندون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور ریول مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین - غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ دیکر تلنگوں کو منع کردیا رفع شر ہوگیا ۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپیے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر مین رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہوگیا تھا پھر چند روز مین ممو خان او غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوگئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج مین آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کرکے رسد رسانی فوج کو بھیجا اوھنون نے تقسیم رسد سے تلنگون کے بہت سے کھانے غلام رضا نے از راہ خیرخواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا ۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کرکے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانون کو نان جویری ہندون کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ مین نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا ۔

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کرسکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیرخواہی سرکار انگریزی تعلقدارونکو لکھنؤ سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف یہ ہے کہ ان کئی مہینے کے متقلبلے سے کیا اونسے ہوسکا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی عجیب قدرت خدا ہے کہ گویا ہر زمیندار اور مقابلۂ جنگ انگریزی واہ ۔

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجاے کہ سب انگریز بیلیگارد مین بن مارے مرجائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون مین زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کرکے اور غلام رضا خان سے بھجوا کر منگواکر

انکو دی انھون نے اگر کہا ہمارے شہدے جاکر اپنا کام کر آئے ممو خان مبدم خبر منگواتے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوئے تھے واہ۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلۂ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب و مختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئے جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے بہرحال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکو نشہ اس ثروت و حکومت یا دنیائی دون کا ہو گیا تھا ایکدن میر ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر و اندیشہ نشۂ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرونکو بچاؤ گے صورت نہایت نجات و رفاہ فلاح نیک نامی خیر خواہی سرکار انگریزی بمنیت حاصل ہوگی ورنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کردی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت لڑنا بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کورنے رنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جنابعالیہ کو سیطرح سے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کردیا تھا یہی مراجعت و ثوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین اپنا افشاء راز نہونے پائے گا ورنہ کسیصورت سے انکی جان نہ بچیگی حمایت کرنیوالون کی بھی جائیگی چنانچہ ایکدن جنابعالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کوچہ و بازار تک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہوکر قیصر باغ سے اوٹھنا سب پر کھلگیا اور یہی سمجھا کہ شاہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دلربا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ آغا مرزا عابل کے مکان میں بہ کرایہ جاکر رہیں یہ محبوسین بھی انھیں کے پردے میں بسلامت چلی گئیں جب بیبیوں سے میر واجد علی نے بصور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہیں ہم امید وار جلد وسے ہل خم اسالاحسان کے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم تمھارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہیں جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمھارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن اب مناسب ہے یہاں سے کسی اور مکان میں لیجاکر رکھو ایسا نہو یہ میں شہر ہے بدمعاشوں کا ہنگامہ فساد زیادہ ہو جاوے پھر وہاں سے منصور نگر میں اکبر علیخان کے مکان میں اکر رہیں اوسوقت بیبیوں نے چھٹی اپنی سرگذشت کی اوٹرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ بھیجی کہ تو اس انشان کے تبلانے سے مورچہ انگریزی سے بہ سلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چھٹی جنرل صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوس سے رسل رسائل لوسیہ اخبار برجیسی وشہر سیر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا اور دربار کی حاضری اپنے عذرات بارد وعلالت مزاج سے کم کردیے ادھر سے مایوسی ہوتی ادھر سے امید۔

غرض جب جنرل اوٹرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت دیوان انت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جاینگے تمھیں سرکار سے انعام زرِ لاکہ روپیے کا ملیگا اور جاگیری تمھاری اور متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے اس ارشاد کا اونھیں یقین نہ ہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے عرض میر صاحب نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہیں امیدوار ہوں جو ہمارے ساتھ ہو سب کی جان بخشی ہو اور خلا چاہے تو آپ کی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام ملیگا اور اسکے دینے میں ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤ گے۔

جب انت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے بھی مبادا تلنگے دیکھ لیں یا کچھ سن لیں کہا تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا۔

ایکدن میمصاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین لیجا کر رکھو ہم یہان تنگ ہین
ہین چنانچہ آرصاحب مقتول کی بی بی بیٹی اور مس جکسن صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت مین
جا رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر تلنے والونکا
مقرر کیا تھا بعد قتل آرصاحب تین دن تک اوسی کنج قفس مین بے آب و دانہ رہی تھین کسیکے
خبر نہ لی کسواسطے جو نشہ تنگ تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اوپر رحم کھا کر
عیش باغ مین اننت رام سے جا کر یہ اسرار بیانی میمصاحبہ بیان کیا او نھون نے کچھ میوہ مصری
روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ مستعد اونکی رہائی کے ہوے دربار مین میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی یعنی مس آرا کو بیمار خود ساز بنایا اور صحت الدولہ سید عملیخان کو
بھی موافق کرلیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب خان
یا کوئی اور آدمی تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیم صاحب نے
بموجب مشورہ مجوزہ ممو خان سے جا کر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بھی بچتی نظر نہین
آتی ممو خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے اننت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
ممو خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مرگئی ہمنے اوسے دفن کروا دیا
[illegible] بستر کیا جب اننت رام اوس لڑکی جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اور
[illegible] ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لے چلے جب چھتر پر پہونچے دفعۃً
[illegible] سوارون نے اکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت ڈیوڑھی کے حواس
باختہ ہوے بیہوش اوڑ گئے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
مین بمثل لاش کے تکیہ بنا کر اپنے کہار معتمد کو پھینک کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا بیہوش ہونے کے ساتھ اپنی بغل مین دبا کر کنارۂ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
قصہ مختصر بعد بہت سی گفتگو کے پچاس اشرفی اون کو دیکر نجات پائی وہان سے حیدر گڑھ کو چلے کہ ہم
علاقہ مین پہونچ جاوین اثنا راہ مین اوس لڑکی کیطرف سے غافل ہوئے افسوس ہمہ ساری محنت و مشقت بربادی ہوئی معلوم نہین

اوسپر کیا گذری زندہ ہی یا راہ مین گرفتار ہوگئی عجب حالت سکرات مین رہی دو تیسرے دن وہ کہار با دفا
نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور خدا نے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جا کر لاتے کھانا کھلایا پھر جنرل اوٹرم کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی و کمال عنایت سے بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی مان سے ملی
فی الحقیقت دیوانجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری و خیرخواہی سے کیا صوفیہ بیٹی ہم برس
کی کریسٹن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ و باتی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کر دیا تھا

سالگرہ مرزا برجیسقدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی بیلی گارد
مین سر رود بنیاد ھا وا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہو رہی ہی یہان سرکار مین مرزا برجیسقدر
کی سالگرہ کی تیاری ہو رہی چنانچہ جناب عالیہ بولکھی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکان
مشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلاؤ سب مہان
ہوے بڑی روشنی ہوتی نواب ممتاز الدولہ ممو خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار نوبجے
والے حاضر تھے جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان
دولت و مشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہان سے قدم باہر نکالین ایسا نہو کہ
جب انگریز سنکر دھاوا کرکے داخل قیصر باغ ہو جائین پھر فوج بہادر اونھین کیونکر روکے گی اس حجت
سے جانا درگاہ کا موقوف بر وقت رہا۔
پھر رات گئے گیارہوین برس کی سالگرہ دیکھی جناب عالیہ نے فرمایا مین جناب سے ہونے والے
صاحبات محل مجھے نذر دین سمجھو نہ اسیر بیٹے تھے آڑ آتے اور کہا کہ اگر تم بادشاہ کی مان ہو
تو کیا مضایقہ ہمین نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات تو دشمنی بڑی گرما گرمی سے کہی آخر سمجھ ان
نے برجیسقدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دیکر گلے لگایا ناچ ہونے لگا
اسی جلسے مین نواب خود محل کے ساتھ یہ بیبیان اسیر بھی لباس ہندوستانی پہنے ہاتھون میں

مہندی لگائے شریک محفل ہوئین -

مرزا برجیسقدر باہر برآمد ہوے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد عزیزا و اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہرخانہ جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کوبی ہیدہری باغبان جسنے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۱۲ فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد بنیاد آتشباز کو وہ آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت بڑے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام تھی کشمیری لوگون نے یہ غزل گائی ــ ۵ غیرت مہتاب ہے برجیسقدر + گوہر نایاب ہے برجیسقدر + ادہر تقدیر نے یہ حسب حال پڑھا ــ چھوٹتا ہے تمسے اب یہ لکھنؤ + جشن شادی خواب ہے برجیسقدر + دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوے جناب عالیہ بھی جو لکھی ہین تشریف لائین -

خبر شکست میر مہدی حسن خان وغیرہ

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کماندر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامپور سے آکر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوے فوج انگریزی پاتشنہ کوہ جنیپور نبدھو تک چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگھ تعلقدار گڑھ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سد راہ فوج نہوے معلوم ہوا تم ساز رکھتے ہو اور حکمنامی سب حاضر ہونے کو جاری ہوے سبکو یہان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا بالاتفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گوربخش سنگھ تعلقدار رام نگر دھمیڑی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک ترقی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ اُنکا دیر لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھرہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس موضع سے آگرا نیچ نوبت
کی اور کہا چودھری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدرگڑھ قمرالدین حسین عامل گسائینگنج وغیرہ
توپ پر حیدرگڑھ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور ہمین باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس توپین ہوتین ایک کو بھی نہ چھوڑتا مموخان نے دو توپین میگزین دو پلٹن نجیب خلعت ایا
چکلہ داری گوسائینگنج حیدرگڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لانا یا سر بھیجدینا اور جنوب
اودھ کے سدراہ ہونا کہتے ہین کہ مانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطان پور کو بخفا پیام بھیجا کہ
اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ مین تم مانع ہوگے اور سد راہ ہو جاؤ گے تمھین سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا دینا
نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انھون نے اوسوقت کے نشہ نخوت استکبار سے اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اہمال عمد
کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلوتہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا لیکن
کئی دن کے رد و بدل کے بھاگ گئے گودام سرکار مین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
توپین لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ سے پہونچکر عیش باغ مین پڑاو کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
رعایا کے ہاتھ کوڑیون بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہوگئے
تھے آخر کچھ نہ بن پڑا مایوس ہوکر انکو مع عیال و اسباب ضروری اسپار دریا کے اترے سیدھے بریلی کو گئے
ایک گوئندے نے اوسیوقت اونکی کوٹھی مین جا کر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا
جبکو فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کئی لاکھ لیکر جبکی
جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہوکر گونڈے مین جاکر شریک حال قافلہ نصرت لکھنؤ ہوئے
جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور روبکاری تحقیقات کی نواب کو
حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بحفاظت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوئے جنرل بیرو صاحب کی
بدولت شکے اسی جہت سے وہ درجہ اعلیٰ سے اپنے کچھ دنون کم ہوگئے پھر اوسی درجے پر ہوکر

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے ۔

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدۂ جلیلہ ہکار ریڈپٹی یا صدرا اعلیٰ رہے سرِ رشتۂ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی مع خنگی خزانہ میگزین لوٹ و قتل کرکے دلی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر نرہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان رُہیلے پیلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان اونھین کے رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہرچند نواب یوسف علیخان رامپور نے از راہ بہادری دوستانہ سمجھایا لیکن نشۂ ننگ دماغ سے نہ اترا

نواب محبت خان کی اولاد نشیدا سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور از راہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی دہلکا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشئے ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا ننگ ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار جانکر کھٹکا رہا اپنے شوریٰ خاص مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صاف ہوئے تا بہ مدت قیام صورت نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سو ماندہ و ازان سو راندہ ہوے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسنخان طبیب معقول بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال و قضا سے گوردن کے ہاتھ سے مارے گئے ۔ باقی قافلہ ہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات و روبکاری کے سرکار سے کچھ پنشن تا دوام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار نے بہت کی کلکتہ مین بھی بعض نے جاکر عرض حال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب فہم رسالۂ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل از داخلہ فوج باغی ایکدن

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خبر فوج کانپور و فیض آباد پوچھنے لگے مین نے کہا جو کچھ ہے
آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب
ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت
وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال
سرکار ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیرخواہ معتمد و وارث ریاست ہے تمام ہوا اوسکا
ملک اسے دیدیجیے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جائیے جب تک کہ
ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپکے شریک ہوجاے
یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر اپنے دشمنونکی سرکوبی کیجیے
اس صورت مین غالب ہے کہ مین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہوجاے اور اگر
غصہ و غضب سے کام فرمائیے گا و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا
پھر اصلاح و آبادی ممالک محروسہ بے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر میان کے حکام پر چھوڑدیجیے
گا تو ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و حب
جاہ سے کٹ مرینگے اور بہتیر تنگ و کمزور ہوکر آپ سے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا
تمھاری راے صائب ہے اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہے لیکن کنسل صاحب
فینانشل کمشنر کی راے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعتہ سارے ہندوستان
کو زیر و زبر کردینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو تاج شاہی کے ساتھ لندن بھی گئے تھے مرض سے بیمار ہوکر
پھر آئے اونسے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسی برس
سے زیادہ کی ہوچکی ہے نظر پیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض
کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے سنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین اگر
اہالیان سرکار مصلحت وقت سمجھکر واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمائین جتنی رعایا اودھ ہے

کبھی سرزد ہوتی تھی کسواسطے کہ بنگال اور فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رعایائے اودھ مین رفع نقصان کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہی اور آپکی فوج بھی ساتھ ہوگی دو سبب ہے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت ہوجاوے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکار اور بدنامی متصور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل کور باطن و ناعاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو دیکھکر فرمایا تمکو کسنے بھیجا ہی عرض کی کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اوسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود دریافت کرین کہ نہ کسیکا نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکۂ عالم باغ

۲۲ - رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو لڑتی چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج جمع ہو کر گئی لڑائی ہونے لگی گورون نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا نجیب تلنگون کے مورچہ پر گورون نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کر دیے اکثر باغ کے کنوؤن مین گر کر مر گئے -

ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکل کر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گورون نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈے بکری بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ پا ساگھوے کے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوئے -

ایک دن گورے قلعے سے ۸ کوس بسوارے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی -

نیے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے راکٹو رسد پہونچاتے تھے ۲ سیر روپیہ کا آٹا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریا جان جوکھم کر کے ناکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض جھوٹ سچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر کا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے کام بھی ملا۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چہ باندھکر بسلامت کانپور چلے گئے میرا ترچہار سالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر خدابخش مین تھا ایک دن کئی سے سوار تیار ہوکر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گودام سرکار مین جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کئی سوار دن سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے لیکر گئے۔ اوسکی کرچ گرتی افسرون نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہوجائیگا میرے پاس اشرفیان ہین لیلو نمانا کہا بعد تمھارے قتل کے سوا ہماری کون لے لیگا تمھارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹- رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوس پار چھنٹ کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکروالی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ناکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی۔ اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھقانی کو چلے کو کرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہوا ایک رسالدار ہمراہ رکاب تھا گرا مرگیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ آگیا اوسے بہ تفاخر بیب دروازہ اکبری گیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین اکر رہا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سب ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانوٗن اوکھڑ گئے اب ہمین
لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جسے ہمارا ساتھ دینا منظور
ہو اچھا اچھا اگر انڈیل جوان الگ ہوجاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن فرنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے
قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی ۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون سے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کر گیا تلنگون کی شراکت
سے بڑی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا
چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے
تھے اگر احیاناً ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب
فوج کو گیا کہا تم برجیس قدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے تلنگون نے کہا کہ ہم برجیس قدر کے نوکر ہین
چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے ۔ کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے
ساتھ چلے آئے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا ۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگیے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا
صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر
مین سرا معتمد الدولہ مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپی
توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے ۔

گورون نے دریاے گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اجڑیا ؤن کا مورچہ لیلیا
دوسرے برن نے موضع بھسولی علی گنج چاند گنج مین عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ واقع رمنہ
سلطانی لیلیا پلٹن دہنے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا
اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگاوین اوسیدن تقریباً آٹھ سو
آدمی جان سے گیے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوکے تھوڑے والنٹیر
لیکر دھس پر آکر کھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب چکر والی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا
ہے سوارون کو بلاکر برا کہا یا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ
تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ
جائینگے مگر جداگانہ رموخان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ از رسالہ کے سوار جمیعدار خان
کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین ہین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اوستے جاکر گورونکی
پیٹھ تک پہونچا تمنچے خالی کیے کئی آدمیون کو مار کر پھر آیا زخمی بھی تھوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم
مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا رموخان نے دونونکو دوشالے اور رومال دیا
گورون نے ۸ توپین بم وسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور رد حسن گنج کیطرف سے
لگا کر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا
پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلا نصیر الدین
حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا بہت سی رعایا او سپاہ کی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی
خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاو بھی اسطرف تھا ٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵ - رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپے
مین ۶ روپے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر رموخان کے پاس روبکاری کو
لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ
محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئی میرن صاحب
کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتایا جب باہر آئے ماجرا
بیان کیا انھون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے
مرزا علی حسن جوان رعنا یہ ماجرا دیکھتے اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پہونچا
جوشش جرات اجل گرفتگی اور محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو
سپاہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ داغدے دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکر
آگے بڑھے اس جوانا مرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر تانے کیطرف چلا تلنگون نے جھپٹ کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایکساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوئے باپ بھی چھوٹ کر آئے شریک دفن ہوئے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدین سفاک جمع ہوئے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ ر شہر رجب سنہ ۱۲۴۱ھ مطابق ۲۵ ر فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مر گئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات سے ہندو بیراگی فقیر دور دور سے اکر عشق باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ اونکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اپنے سیاق پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار رہتے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ انکا محتاج ازر و وانفعیت و قدامت رہا اور معیشت بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہو جانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی باز پرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی حمیت سے باغیون سے روپیہ بھی عزیز نہ کیا اور سلطنت رجبی مین اس عہدے کو باکراہ بمجبوری قبول کیا اور گو ہا زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے علاقے پر چلے گئے نام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجاے حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاتی تھی سراسیمہ ہو کر نواب سے عرض حال کیا آنھون نے بنظر قدامت و سررشتہ موروثی و خیر خواہی و نمک حلالی بہت تاسف کر کے پہرے بڑھا کر دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر منصف تھی جب نو دولت اہلکاری بطمع دنیا و اخذ زر سمجھا یا دو خاص بردار جبراسی دیوان عام بجاے حفاظت رہنے دیے جب رسومات مذہب سے فراغت ہوئی ۱۷ ر رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ ملا

اور خلعت و اصلباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جو زمان معتمد الدولہ سے رای دولت کی بدولت و پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی دیا معروف کارو بااستعار ہو جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سی بگڑی دونون علیحدہ ہو گئی جب حکام سی مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوتی سرکار سی اا ہزار روپے خرچ کو ملا اینده کو امیدوار پرورش کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انھون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوئی اور نارروے وانصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوی پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ ہو جاوے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات وحقوق وکلای عدالت دوسو ماہواری پر تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکرین خیر زونکما دسکے بعد تیز کرشن کا احوال بسبب آدارگی فراج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر جے نگر بھی ہو آئے مکان خاص بازار کا نشان تر رہا بھوانی گنج اور گاؤ خانے مین مکان وسیع بنوایا تھا بک گیا ۸ لاکھ روپے کے نوٹ سرکاری مہاراج جہان گذشتہ کے پاس تھی سوای مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نہ رہا کہان گئی اور کیونکر خرچ ہوے اب شاید راجہ دگبجے سنگہ کچھہ کفالت قوت لا یموت کرتی ہین انکی گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے کسی کی فہم مین نہین آتا۔

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰- رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر رک کر بھاگی۔ رعایا بھاگ کر شہر مین اسیار آئی۔

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصل توپ ۱۳- لائٹ انفنٹری ۱۹۰-۲۰-۲۳- فصل توپ ۲۵-۳۷-۸-۴۲- ہائی لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی ۵۴-۶۰- رائفل

۶۰-۶۴-۷۸ ہائی لنڈرس -۸۲-۹۳ ہائی لنڈرس ۹۷ رائل ہارنس ملٹری ٹرین ۲۶ ہزار
نیپالی ہمراہی جنگ بہادر مسگیرین و غلۂ لشکریان -- ۲۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا
۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور
رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین
مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوئے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ
کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب
ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش و خروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی
رمنہ سے نکل کر مثل سابق در دولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر
مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی
شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے
راجہ منوا کے لوگ سدراہ ہوئے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ
لیجا سکے آخر ۲ گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون
نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچ کر لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون
پر تھین چلنے لگین سپاہ نجی اور افسران فوج کا در دولت پر ہجوم ہوا چودھری حشمت علی بحکم
سرکار ۵ یا ۶ ہزار گوہار سے سمت منڈیانون گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا
ہوئے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین ڈوبے پیدل اسقدر کشتیون
پر سوار ہوئے کہ سب کو لے ڈوبے -

تکرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوئے تھے دفعۃً ۲ - انگریز نے اون پر
گھوڑے اوٹھائے جتنے نامرد بصورت سپاہی نیکر دھوکی ٹٹی کھڑے ہوئے تھے سب نوک دم
بھاگے کئی تلنگے عین ویسا ہی نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لائے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر
پہونچا ہاتھ مین جا ایک تھا کئی توپ پر مارے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہگیا صاحب نے
کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی -
۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے کے پل پہ مورچہ جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسیٰ باغ کو چلی کھیلے گانون سے بارا تری ایک پانی کے تھالے کو گھرا سمجھکر پھرے ایک تعلقدار کی گویا نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گہار رنے گورے پسپا ہو کر پھیلے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی پلٹن پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے پیچھے ہٹکر بادشاہ منڈی کے گھرون مین گھسے لوٹا جو سامنے آیا پر غضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچہار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑکر اپنے پیش رو کیا جب توپ چلی پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی جیالال کے باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہگری سے نکلکر لڑے مارے گئے گھر لٹ گیا کنارہ دریا دھوبی کپڑے دھو رہے تھی جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۲۷ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو فربہ تھے اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دو لتخانہ قدیم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف نہرا رہا تماشبین شہر جمع تھا کنارہ دریا ایک رسالہ تیار کھڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین سے کون ایسا ہی جو اوسپار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہو رہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر بند گھوڑے کا کاٹ دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچکر پہلے گولی گھوڑے کو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑے کا وی پر لگایا جب دونون نال خالی ہو چکے اوسنے تنچہ مارا صاحب گر پڑا اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طمع خضاب کے سر لی اپنے سر کی بچاؤ سے نکی اوسیطرح اوس پار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہو جاتا -

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶ - رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورون نے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی نہ آنے پائے

۲۷ - رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امامبارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اوڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مرگئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دھس دیکر خندق کھودی تھی برج بنا کر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کاشکے اونھین داغ کر اڑجاتے ممو خان نے جب یہ خبر سنی مستعد بمرگ ہوکر اپنے جان نثارون سے اوٹھ کھڑے ہو لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے ـ

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب العالیہ ہوئے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب العالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہوکے سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پچھم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مار کر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہً سب کے سب گھبرا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہو چکا تھا صبحکو جناب العالیہ سے کہنا یہ دا اشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا ممو خان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا یہ کہکر سوار ہو اپنے گھر چپکے چلے آئے ـ

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہً خبر پہونچی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی نباتی بر ہس مینرس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچاتی فوج سکھ وغیرہ رمنہ اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل اور شور و غارت ہونا شروع ہوا اس لوٹ مین ہزار ہا ملازم نمک حرام ہوکر ملگئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی لیکن یہ عجب بات خدا دادی ہے کہ اگر گوری اوسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا مین قریب چولکھی چلے آتے کیا عجب ہے اوسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً خان علی خان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہوگئے تاکہ بودعلی شاہ پر کسی کے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہرحال گوروں کے باغ مین خوب گھمسان ہوا ہر چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہو رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سیکڑون گر پڑے آخر سب بھاگے خان بھی زخمی ہوے۔

جناب عالیہ مراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات ملازمین باغ کے کوٹھونپر سے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات صف بستہ اونکے پیچھے برجیس قدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوے اور نعالیچہ اور چاندنی رفع احتمال کو ڈالے ہوے جنہنے راہ مین قافلۂ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہرحال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم پر اولجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے اپنی پینیس کہار آگے سے وہان بھیجدیے تھے قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیس قدر اوسی پینیس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہوگئے اس عرصہ مین کچھ سوار تلنگے شاگرد پیشہ متلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہوکر ساتھ ہوے یحیی گنج نخاس چوک ہوکر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین تھا کچھ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان گوری بہت قریب ہین خدانخواستہ کوئی صورت خلاف پیش آئے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی خوف پیدا ہوا کہ شاید نواب بپاس نمک سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلا کر گرفتار کرو اوین نکہ یہ سب خیال خام تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار مین
عرضی اپنے حال کی لکھی اور پھاڑ ڈالی جناب عالیہ وہان سے محلسرائے حسین آباد مین گئین وہان
سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگر رات کو ساہ جی کے مکان مگر رات کو ساہ جی کی مکان
قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرائے حسین آباد
مین رہے اور یہان چوک تک پہرہ حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت
مرزا علی رضا کوتوال بواسطۂ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق
عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کردو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر
کرینگے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے
بعض اسے فریب و خدع سمجھے۔ بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین
کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی ششو پنج
مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب
شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمسے صوبہ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے
وہان مشیر کار و معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ کب
سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین آیا مضمون اسکا
آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ آزردہ جہان ہو اوسی مکان
مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگائین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوسوقت
آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ درماہہ ملیگا
اور پھر اسی جو حکمنامہ لایا تھا اوسنے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی مدات بھی
لکھکر آئے تھے کہ اوپر اپنی مہر کرکے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا
جواب دیا کہ بر وقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق کے ہمین بے فوج سمجھکر شل نشا جان گرفتار کرکے لیجائین اگر صاحبان عالیشان کو
یہی منظور ہے تو حسب سررشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائین انجیل خدا پر مہر کردین اور بادشاہون
کی اوسپر گواہی بھی شل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے
دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہوجاے و مصر اوس
ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ
بعد المشرقین پر ہین جنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ از روے قسم کردے
کیا مضایقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا
مرزا علی رضا بھی پابوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ بظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے
اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ۔

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان نہو سب گورے مارے گئے
تھوڑے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسیکے کان
پر جون بھی نہ رینگی ۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست
کو بلاکر مہر طغرا جنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے
ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہی مگر پھر جو دوسرے روز سہ شنبہ تک دریافت کیا بے اصل
محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا ۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گاؤ گھاٹ سے دھاوا کیا اور لاف زنی
کرتے چلے کہ ہم آج گوروں کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین دگرنہ کسیکو
منھ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا چار توپین
بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف
اسکے خبر آئی کہ گوروں نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا
امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے
پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائین ۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم پکے پل سے دھاوا کرو مین عیش باغ
سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر
نخاس مین آئی گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر
بھے کے گولون کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضایع ہوے۔ آگ بھی کسیکے
گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ اہین
سے کسی نے مقابلہ نہ کیا بنسبت دلی کے کہ وہان سب رعایا نے حیا و ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب
کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہوکر بے اسباب مال و زر مثل ہور و ملخ جانب مغرب ناکہ
شہر کاکوری کا نگرآباد۔ کسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی۔ شاہ جی
گھبرا کر ہر ناکے سے فوج کو لاتے تھے کسیکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے
تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون سر کتے
شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت
برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردیکا کب ہوش رہا تھا دار شہ
مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین۔

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹۔ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۵۷ع قریب شام جناب عالیہ مع
ہر جسقدر حالت یاس کلی مین فینس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی
زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کرواکے آپ
جواہر خانے مین آکر کنجیان مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھین اوسمین سے
کچھ ملا یا تی معلوم نہین کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے
پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا گوئندے کب
اس سے غافل رہتے۔ غرض ناکہ عالم باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے
پر میر مہدی مع اپنے عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ یا کچھ سوار تلنگے

بھی ساتھ تھے صبحکو پھر اون پہونچیں اب اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچے تب بے تکلف گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسو جہ سے غفلت کی راجہ مردن سنگ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر نہوا جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب یک ٹکڑے کا بھیجدیا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ مثل مینڈک اچھلتی پھرو گے اور پیچھے انگریز مثل سانپ لہراتے پھرینگے خلاصہ باری ہوکر خیرآباد پہونچین ہر پرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد الدین عرف مولوی محمد ناظم بسوان باڑی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور بڑی مئو سے مارا گیا بمجرد سننے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ و نشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ سایۂ کہ نکوست از بہار بش میداست + جب اور گریز گاہ نرہیگی اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین بمجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھوبی راجہ منوا کی گڑھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگہ سواتی حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے بہرحال شریک و فرمانبردار ہین رہین احتمال راجہ منوا کا انگریزون سے سازگاری ہے پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم وجدید مع بیگمات محلات اور امرا و رعایا وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوئے مثل لکھنو چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقداروں نے بے طلب زرتحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت بے منت کسی متسلط سلطنت مین نہوئی تھی اس زرتحصیل کا عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین اسطرح آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب لوازمۂ ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی
کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونھون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور بظاہر ہر شخص اپنے واسطے
اس مرگ انبوہ کو صورت عافیت متصور سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح
سے پائی تھین دل سے بھلا دی تھین اور بازار مثل چوک لکھنؤ ہوگیا۔

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و دادرسی دیگر قصاص مہمین و
تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج بریلی شاہجہانپور درپیش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے
مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہای گزرگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر
ہمسے موافق ہے میان ان سب کوتہ اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ بر غرور روز بروز غلط ہوگیا تھا کبھی
اصلاح اپنی آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود رائی خودبینی بدستور

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑے مین متعدد و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین
شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطانپور مین متقرر الیہ ولد
منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک
خان علی خان بہادر و ذوالفقار جنگ چلدو ہی معرکہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیرآباد
محمدی ساندی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس غرض پر گئے تھے کہ یا فتح
کر ذلکا یا مارا جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ
تھے و لو مرزا انگی دیکر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور
جیتے تک معرکہ سندیلہ رہا ٹھہرے ناکہ حیدر گنج جدید پر توپخانہ اور فوج سرکار ہوشیار
و تیار رہی۔

یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہوکر گئے کئی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج
مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری بعد قتل و قمع بڑے نام و نمود سے
اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین فوج

توپ کی آواز سنکے بہاگی ممو خان نے رانی سے اسکا جرمانہ لیا جب مفصل حال ہوا۔ لوگون سنے خیانت سمجھا یا اوسکے عوض رانی کو خاصت نیچے کے واسطے جوڑی کرُسے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کو صاحبان نے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آتے اسکے بعد ہردت سنگھ سوائی کے پھر پانون نہ ٹھہر سکے بھاگ گے۔

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان۔ تجمل حسین خان زمیندار بھٹوماٹو راجہ دیبی بخش گونڈہ مین گلاب سنگہ راجہ پروا۔ درشنے سنگہ راجہ مہونا۔ نرپت سنگہ راجہ رہیہ۔ رانا مادھو بخش بہادر چودھری مصاحب علی۔ اشرف کورمی۔ جوت سنگہ راجہ چہروا۔ یہ سب ہر جگہ لڑتے رہے جب تاب مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کر بونڈی مین جمع ہوئے۔ پس اگر انصاف سے دیکھئے زمینداروں کی گہار کہان اور مقابلہ انکی فوج سے ہوا۔

ممروا اور اہلکار ہمراہی جناب عالیہ۔ مقرب الدولہ۔ مفتاح الدولہ۔ رانا بینی مادھو بخش ہنونت سنگہ کالاکانکر۔ راجہ دیبی بخش۔ راجہ ہردت سنگہ سوائی۔ راجہ جوت سنگہ چہروا۔ گلاب سنگہ۔ نرپت سنگہ درشنے سنگہ بھیاجی چہلاری۔ کلن خان مختار رانی نان پارہ۔ رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے۔

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مفید واسطے خاص و عام کے جناب ملکہ معظمہ ام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بھگیلے بیدل و مایوس حالت یاس کلی مین ہو چکے تھے اور خدا سے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ بدفعات حاضر حضور کمانڈنگ فوج ہوئے بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی روبکاری کو اوسی شہر کو روانہ ہوئے یعنی تصفیہ زمین بہ عہد زمین۔

نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد۔ شیخ فضل عظیم۔ میر مہدی حسن خان۔ میر غلام حسین مقرب الدولہ کے عباد علی خان بھائی نواب علیخان۔ کاظم حسین خان۔ جرنل اسمعیل خان۔ قاضی عنایت علی خان برگیڈیر بعد انکے گروہ متوسلین متعینین جو داخل لاالی ابہولاء و لاالی اہولاء

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا پیرو رحاضر ہونے لگے -
نواب انور الدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بہو بیگم صاحبہ حکمنامہ سرکار پر بھی حاضر نہوے معلوم
نہین کس خواب وخیال مین تھے بعد از خرابی بصرہ آئے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائیکورٹ
مین لیا آخر نوبت بولایت پہونچی سہون بابت اجرا مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھ پانون
مارے خاک اوڑائی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کی عدم اجرا مین سبکو حیرت ہی نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاؤ سمجھکر رفاقت وہمراہی جنابعالیہ مین ہو گئے تھے مرزا کوچک سلطان بھانجا
بہادر شاہ دلی نانا راؤ - بالا راؤ پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی - احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی - منظر علیخان رئیس کاسونہ - ولی داد خان رئیس بالاگڑھ سمدھی
بہادر شاہ - غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور - غنایت اللہ خان رئیس پیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے موضع
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمینداران تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہو گئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود میں
ادھر ادھر گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مور وملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئی اوس وقت
جنابعالیہ تھک کے تلسی پور کی گڑھی اچوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے ستاری پہاڑ سے ہو کر نیپال کوٹ
مین پہونچین جو کوہ ٹبول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی اب تک بارہ دری بنی ہوئی ہے -
جب جنابعالیہ ستاری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے شریک حال ہونیکی یا
کسیطرح کی اعانت وامداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کرسکتے
یا کسی اور طرف چلی جاتیے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ نہ ہمیں صلح منظور ہے
اور نہ تمہارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائینگے یہین ہم انگریزون سے

لڑینگے اور نہ کچھ تمھارے بھروسے ہمارا نفس بگڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا
ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اُدھر سے انگریز ادھر سے
ہم تمھین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کر دی بعد اسکے جب صورت
آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر شراکت سے ازروے فہمایش انکار کیا۔
پہلے جناب عالیہ پنیس مین سوار تہانسئے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت نہ ملی
ملکہ جنے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر
وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہمراہ برجیس قدر کے
ساتھ سے فقط اونھین اجازت ہوئی۔
مرزا برجیس قدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور راکسی سردار بہت پر ساہی و مفتاح الدولہ
ساتھ تھے پہلے ٹانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوئے پیچھے
کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے
چلنے کا شاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیس قدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان
تھین کھائین نہ انکا تسکین ہوتی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اور لیجائے
کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے زرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا
امر ہوگا میرے پاس تنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمین رہین پھر وہان سے مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام صدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے
نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت سے کہ جناب عالیہ اور برجیس قدر سے علیحدہ ہو کر
یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہو جائیگی یہ اونھون نے گوارا نہ کیا چار
و ناچار بحالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔
ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی دگر نہ کیا
عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہو جاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہی جب
فوج شکست کھاکر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوار دن کے گر گر مر گئے سیکڑون اونٹ
مع بار عظیم گر گر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ میا

قصد چڑھنے کا کیا صدملک نیپال سمجھ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی وگرنہ اوسیدن بد معاشونکا
کام تمام ہو جاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دھام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین جھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال
چھاپا مگر بیچارہ مجبور۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید لوٹ
روبکاری ڈپٹی کمشنر مین دھرے گئے میجر صاحب بالطمینان تمام تشریف فرماے ولایت
ہوے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ظاہر ہی پھر کلکتے مین بامید ترقی عہدہ جلیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم محلات شاہی
اونکے ساتھ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوے
میجر صاحب کی تحقیقات کو کئی صاحب اپین لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہو جاے اوسے نوکری
کی کیا پرواہے۔

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
عذاب ہوگئی ہے کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
بھی ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۲۲ لاکھ کا تخمینہ ہوا تھا
بس اسی حساب سے اونکے غیب کا بھی ہو سکتا ہے۔ عیان را چہ بیان۔ لکھنؤ کی بربادی سے
ہزارون بن گئے مگر دیکھا چاہیے۔ یہ بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے۔

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بوندہی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنہ سلطانی اس پار دریا کے مقیم خیام
ہوی باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام
کے بہ سبب ایمان دینی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سی پیش آنے کے بہت نیک نام ہوی خصوصاً
تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سی بچی وگرنہ دائرہ حلقۂ
پھانسی سی کبھی باہر ہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر
کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آ رہے چیف کمشنر
لکھنؤ ہوکر بہ سبب عارضۂ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا کسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفاے
شہر تھے اور ولایت پہونچکر متوفی ہوی یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہوا دسے قیام
ہونسکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط، رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰ سلخ رجب روز چارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گدھی کنور راہو
تاکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہوجاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد اللہ شاہ ہمراہ معتمد الدولہ
سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونھین
ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنار شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہان بھی شاہ جی دل
کھول کر لڑے فوج انگریزی کو ٹھہرا سیا او ترنے نہ دیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی
چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ یورش مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین
دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر
لاتے تھے سب سے بیعت تازہ لی تھی بہت سخت سست کہکر غیرت دلائی تھی قتل و قمع کی
ورڑایا تھا مگر ادن نامردون کے واسطے گو زیر گوز تھا پہلے مقابل ہوے اور سکے بھاگے

اسی طرح اس مورکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نولبتہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی۔

بھوئیون نے میدان خالی پاکر حیدر سے ستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف اباد اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اونھین دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر بھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نولبتہ۔ سعادت گنج تک مینھ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر رشک چاندماری ہوگیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین کربلاے دیانت الدولہ دلی دروازہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب مورچون پر آتے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف سے گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین دوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زرد دیوار کربلا تھا کونیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اونھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی کونیا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کردیا کہ لٹنے نپاتے مگر بعد فتح سرکار پھر کارندگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آتے سارا اسباب گھر کا لوٹ کرنے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر میا بازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دصس قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت
عباس ہوے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلون مین ہاتھ دے کر محبوب گنج
تک پیادہ لے آئے وہان سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب عمار کہتے
ہاتھیون پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام
شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوے وہان سے فوج انگریزی پھر آگئی
رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مر گئی
کسی طرف بھاگ نہ سکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اونسے پیچھے پھر کر
اپنے ساتھی کو نہ دیکھا مان سے بچے خاوند سے جورو چھپٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا
نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہوگئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئے
العیاذ باللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھ نہ
بن پڑا سواے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین
میان ہجوم بلواے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خردسال گود مین
لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت مغرب کے وہ ناکہ نئے حیدر گنج
اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ
کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف راے صاحبان عالیشان ہوا افسران
فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک
درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا مگر جو مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایاے
بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پاۓ قصاص مین آئے مگر گورون نے اسپر بھی نمانا
جو سامنے آیا جسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور
لڑکیان بن بیاہی گورون کی صورت دیکھتے ہی کنوٗن مین گر کر مر گئین بعض جیتی نکلین
بعض تمام ہوگئین۔ نہرے مین بم کے گولے سے سلطان دولھا داماد نواب منور الدولہ
مرگئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسین خان مرحوم باورچی ٹولے مین گرا کے

حویلی مین تھا جب بھوٹیے گھر مین آتے ۔ اپنی جہالت وحماقت سے اونھین تمنچہ مار بیٹھا آنھون
نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم
نہین کسطرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا ۔

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۲ ۔ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوا اور خوش خاطر
بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوتی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر
ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوائے نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج
بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور
ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گورون کی کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی یا کونیا
صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے ۔ اور اس مدت غارتگری مین صاحبان فوج بھی
کمر بستہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر
چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جا کر
چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہر ایک
کے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے مع پارچہ شست و
شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک
مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص
درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر
درخت توت تک آیا پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی
خبری کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی
تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس
ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا ۔ واللہ اعلم ۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جابجا سے خود جمع کر کے مستعد جنگ و جدال کے ہوا - نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زرخرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل بوائے مین بیلگتی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڑھی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو لینے و لولے سے کرنے لگا چمار نے رخنے سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار میں بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو تین کوس کے فاصلے پر تھا بادہوائی ہو گیا زرکثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا -

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲ - شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ مملوکہ دلیوان بہادر سنگہ مین کئی دن سے ہزارہا شرفائے شہر مع عیال و اطفال بیسر و سامان جاکر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزارہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزارہا نکلکر راہی کسمنڈی اور کاکوری کے ہوا اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزارہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ داماد افغان و خیز ان اپنی ساس نندکے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوتے پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزارہا ہتھیار بند مگر جنگ نادیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پائچون مین گر گر اولجھ کر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن و امان تھا کسواسطے کہ رؤسا قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض ۹ بجے ہونگے کہ دفعتہً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوئے مگر بخوف خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین پکار کر چلے

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل وغارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہوگئی ہزار ہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر بتلاطم مین آیا ہر طرف شور وفریاد الغیاث برپا تھی۔ ایکدوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہنے لگے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدون نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ ہے یہان ارہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے اوجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہوگئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبے سے ہوکر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک برن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکۂ غارتگری خاص قصبۂ مذکور

جب رعایا شہر مع جناب امراء محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع وشریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی خدا ترسی سے حد بلی یا لعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن رات غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت آویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہلبیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض وجہ خاص سے اپنے قافلے سے بحجت داخلۂ برن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوتی کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے۔ آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی بہزار منت وسماجت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال صدمۂ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور آکر کہارونکو انعام دیا۔ ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریے سے گذرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کرکے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کرکے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی نہین استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمرد ہی حاضر نہوے
بلکہ رعایا شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے ۔
خلاصہ جب نبان داخل قصبہ ہوا ۵ ۔ یا ۔ ۶ ۔ آدمی اس قصبے کے مارے گیے لشکر نے
باہر بستی کے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جاکر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مغرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آپہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظر بند ہوکے لکھنؤ
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی ۔
۳ ۔ شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکھ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان ۔
احمد علی خان وکیل عدالت کانپور محمد جلیل الدین خان کے گھر کو حرف معاف کیا مگر ہر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضاے غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنؤ جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار نایاب کنودن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے
صندوقچی ۔ پاندان مسی ۔ زیور ۔ زر نقد رکھکر جابجا فرش مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برسون تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون پر بار ہوکر داخل سرکار ہوے ۔
احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور اپنی نجات سے یاس کلی ہوچکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی سیجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہوچکا وہ انکے
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لیگیا اور بڑی
شدومد سے روبکاری کی اور صفائی دلواکر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروایا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوادیا
میر محمد نقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی دولت سے ظفر الدولہ کے مارے گئے میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر نا کے پر ایک باغ مین بنوادی ہے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوئے یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے —

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ - شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہوون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہوجائیگا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کرے پھر باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کر کہین منزل چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوئے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ فیض آباد ہوئے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوئے رایٹ مانٹ گومری صاحب چیف کمشنر اودھ ہوئے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق بحال ہوئے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد داروغہ ہوئے یار محمود خان کوتوال مقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی کمشنر ایبٹ صاحب اسپشل کمشنر فاسٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملٹری سکرٹر خارج کیمپل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فنانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان ولسن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوئے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوئے —

اہل وثائق اور صاحبان پنشن جدید جو کہین منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے عرائض ارسال کیے اور بموجب حکم نامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا حسب سررشتہ ہر ایک کی روبکاری بہ تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ موہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخل شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمۂ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتب خانہ ہزارہا جلد کا نملا - مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیے پر مول لیا خاطر خواہ بیجا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ اونھین سے متعلق ہوے سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جا کر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی اور برہمی ریاست بد معاشان کا استشہاد چاہا چند فقرات مومنین نے حسبۃ اللہ اوسپر مہر گواہی کی امرا ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلوتہی کی بلکہ بعض امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بہ مہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کارفرمائی سرکار رجیبی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی ہونیکا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا گورے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اونھون نے دہائی کارنیگی صاحب کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور پھر ای یاوری قسمت سے سرکار سے متاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری اور مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی فی الجملہ اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا - علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ صرف جانکر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرہ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ کی ہوتی ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت مین ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکارون سے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زیر تجویز رہی بعض کی صدر سے نامنظور آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک ۱۰ اور اہل پیشہ پر تین روپئے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا اگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے تجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امرا و رعایائے شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوئے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام ہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایائے سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام ضامن خان نے اپنے امام بارہ واقع گھریالی مین جہان ۸۔ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین یہ بھی بجد لسکے وہ امام باڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل دخل قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بانسنگ نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی ایسے جلسہ مین شریک ہوئے پھر کسینے حوصلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسیر آباد

آمادہ ہوے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا تھا دھس جہانگیاں جتنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھین اون سب کو ویسی طرح بدستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بنظاہر عبرت الناظرین رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین ہر طرف سے سڑک آمد رفت کردی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک دونون طرف درخت صبح و شام آبپاشی متقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کردیا حیات بخش دارالشفا۔ ظہور بخش نور بخش رصدخانہ سلطانی خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابوالقاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب جرار الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سرراہ اندر اسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ سیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ اسکے سواہبت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر اسمین سے مراح الدولہ و راجہ تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگھ کے اہتمام مین ۲۵ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۳۵ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ نے سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی قیصر باغ راجہ اور تعلقداروں کو تقسیم ہوکر ملا اونکی مرمت جسمین جو رہے درست کرلی چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہ جی نے ۱۲ ہزار کو لی اون سے نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ نے بنوا لی۔ غرض گولہ گنج سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہرہای انگریزی کے

گئی گرجے بہ تکلف تیار ہوے ہین - مکان فرمشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ - نواب صادق علی
خان وغیرہ شے عجیب وغریب سمجھکر فرمشن ہوگئی درجے طے کیے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگا دی کہ
بعد برسات پک جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو ماہی پشت
ڈھال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوا دیا ہے - چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے - ریل کی تین دفعہ آمد و رفت ہوتی ہے ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مراد آباد کی آمد و رفت ہوتی ہے - اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے - دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کرکے چھاونی فوج و کمپ کی تیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگا دیے ہین جسکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب نوکر ہین
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنارہ دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے
۱۵۰ فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا
تال کٹورہ سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے،
امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہوے پیچ محلہ شگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہوتی چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی - نواب محسن الدولہ کا مکان دھس سے
باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد حسین جمعہ جماعت ۰۷ یا ۸۰ برس تک ہوتی ہموار زمین
ہوگئی مینا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر خان
کھدکر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انگریز صاحب کی اجازت سے قطعۂ زمین آمام باڑہ

لیکر وسط مین ٹین کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ روانہ کربلاے معلی ہوے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھنڈر گئے زمین چھاؤنی منڈیاؤن راجہ تیز کرشن نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتی انکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام بارہ بدستور جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری۔ قصباتی مامور ہوے اہل شہر بہت کم۔ ہزارہا ہر طرف چلے گئے مابقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گیے۔ عمارت سرکار مین گنجایش ہزارہا مزدور کی ہوتی۔ اکثر اہل وثایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوے صفائی سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے گھر منہدم ہونے سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی عرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی فوج جمع کر کے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے اقربا اور مقربان نواب نے کہا آپ نے ایسے وقت یہ غدر رنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص مجھی متوسل سرکار جانتا ہے اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیبا کون کیواسطے کافی ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری سرامر مین ظاہر کرونگا جو کچھ مجھپر گزرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین چلا جاتا دوستی اور خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی۔

اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہوتے مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۳ ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے سب حاضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرا سے سہ نزار مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر و پا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمھارے گھر مین اگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین کہ جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال و دنیا
سے لین کمرہ مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر رہنا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جائین دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ عورات
جمع ہے مجھسے فرمایا چاہو مین نے عرض کیا ۴۰ ہزار روپیہ محل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون سے ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلواکر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے متعلقین کو بھی لیتے جائے
کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور بکمال منت داروغہ سے
کہا اونھون نے بدرشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ اور برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسی باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوئے آخر وہان سے کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر سے گذرے نواب کی ہیئت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑ کر رفیق الدولہ کی سبیل کے
بند دروازہ سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کرانال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ ہی نم
اور پھینکدیا اسمین چادر سر سے گرپڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگ نواب ہین

پکڑ کر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انہیں فتوح غیبی سمجھ ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار
کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی پیٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ میں لے آئے
لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی کر دو
فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاری ہے اب بھی اونسے ہاتھ نہین اوٹھاتا جانتا ہے گورے سارے
شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگے گا
نواب نے کہا مین مجبور ہون تمہین اختیار ہے۔
خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کارنیگی صاحب گورے لیکر کوٹھون پر سے ہوکر داخل
درگاہ ہوے شاہ جی بھاگے دو ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑ کر
پوچھا کہ اس اسیر کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی
خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے
خوف سے انکار کیا کہا دیکھ وہ میرے قاتل آپہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے
ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس
عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اوٹھا کر صاف کر دو۔
غرض با و چنانچہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔
جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا
خصوصًا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہاں خیر آباد
عبد الباسط خان کی کوری مین رہ گئی تھی جب سرکاری اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ
غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت
وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے
تھے اونپر صلواۃ بھیجی۔
جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمہارا باپ متوسل سرکار تھا
رسل رسائل کے دن موقوف کر دیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اوس سے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل فوج ہوا تھا جواب دیا کہ جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ و وزیر بنایا تھا مجھے جنرل کر دیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت فرمائیے کہ کسی معرکے مین مین نے میر سیدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب شامل بت اونکے اختیار حکومت مین سکتے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے —

غرض بعد ردوبکاری کے انکار پورٹ پنشن معائیہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر رہنے کو ملی کچھ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین ہر طرح سے برباد ہوے وکالت حسین آباد جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تو بیت امام بارطو نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر ہوئی

قطعۂ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۵ھ

شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل
صاحب خلق و حیا مصحف فیاض حلیم

چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس
شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم

ماند بے گور و کفن جسم شریفش برخاک
شد روان روح لطیفش سوے فردوس نعیم

آہ ہی آمد ہی شہدا راز عنایات خدا
کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم

زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پرآب
پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ
شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نہ پایا

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین اپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا سنا دو لاکھ روپے اور زیور مع تحائف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا شاہزادہ مصطفے علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفی علیخان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان سرکار
کچھ درست ہوا ۵ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سو سے زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری بہزار خرابی ملتے
تھے ۰۰ پہرے کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات
بارد کے جواب شافی دیے۔ اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نمازیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی صاحب مقیم ہین
مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۲ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
کا سرکار مین دعویٰ کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کوا غذ اسناد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلی گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلای معلی ہوے مشہد مقدس مین جاکر انتقال
کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور انکے عیال
پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگرچہ جتنے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۲ سو آپ لیتے
تھے چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر
کی بامارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین امامباڑہ آغا باقر خان
بسبب بد چلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا ۔

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد دار وغہ میرزا حیدر علی ہوئی تھی میرزند کو امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جاکر پہونچا آگئے زیر ظل داماں عم تاجدار پرورش پاتے ہین

۱۵۔ ماہ فروری ۱۸۵۹ء مطابق ۱۱۔ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو مانٹ گمری صاحب چیف کمشنر
بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوئے صبح چارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر
بہرائچ چیف کمشنر لکھنؤ ہوے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دورۂ نظامت بیسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوے علی قدر حال سبکو انعام ملا مکان بھی بدلے اونکی املاک کے بلا تلافی مال و اموال غارت بھی ہوئی چنانچہ جیکب جو ہانس کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا۔ مطبع اخبار کیا۔ کئی کوٹھیان بنوائین کئی برس تک دوکان خوب چمکی۔ جب مر گئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے مختار کار رہے ہوے کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا۔ بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان اوس مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے انعام ملے مگر نسبت علو ہمت سرکار کے اوسے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوے۔ رئیس صاحب نے انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہی اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال و ہمراہ انکو ہندوستانی لباس سپاہیانہ مین ہندوستانی ہتھیار لگاکر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی۔ رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر کربلا کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدشواری تمام مورچون سے گذرے دریا پار کر پار سے چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈرانچیف کا لشکر تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے پڑ گئے انسے لہو بہنے لگا بہزار خرابی جب لشکر بنی مین اسی حالت سے روبرو جنرل بہادر پہونچے بڑی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑاکر علامت معینہ سے اہل بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا تھا۔ اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا۔ معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے پھر نواب گنج ستیاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہ کر روانہ ولایت ہوے امیدوار عہدۂ جلیلہ ہوے ۷۵ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین اکثر ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکرگذار رہے۔

راجہ جے لال سنگھ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ درشن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بہ سبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کرلیتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص و عام کو
اپنے گھر آنے کا ملا - یہ بھی دخیل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہوے
کہتے ہین میجر بروس صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بہ علت
طلب زر دینار بکاری کپتان آر صاحب کے قتل مین پھر دھر دیے گئے کئی مہینے تک اشد مصائب
مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ آ گئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر
قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا - داروغہ میرزا واجد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی ما بین
خود و خدا سرکار سے کہی واللہ علم - بہر صورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز دوشنبہ
۱۸۵۹ء مطابق ۳ - ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان ٹیرک
آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان اونکی لاش بہت تکلف سے بنوا دی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ
کندہ ہے - حسب دستور سٹی مجسٹریٹ آئے - ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ
سے پھانسی ڈالی - جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہوگیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دیکر وہین براہ
لاش کے خاک مین ملا دیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہے گا - استعجاب سبکو
یہ ہے کہ کار فرمایہ کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا وگرنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیئے فاعتبرو

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کماندر انچیف بہادر

رائٹ آنریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائڈ صاحب کماندر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز
شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ - ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبحکے رونق افروز شہر ہوے ہزارون
تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے
آراستہ ناکہ چار باغ پر استقبال کو گئے - ۶ بجے پہلے کماندر انچیف بہادر اور اون کے مصاحب
سوار بگھی پر آئے سر ہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی اوسکے بعد ۶ گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئنز نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پہ آئے سبزے عربی گھوڑے پہ سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ کے ہوے۔

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۶ توپ اسی ۲۵ رجمٹ پیدل شاہی کا ونگ۔ پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمٹ پیدل سکھ ۲۵ رجمٹ پیدل شاہی کا ونگ اونکے پیچھے کنٹوٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ گوروں کی تبی پگڑی کلغی لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اور قلعہ کے صاحبان تموج ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمٹ شاہی توپین اسپی اور ریلون کی ۴۲ رجمٹ شاہی پیدل دوسرا بریگیڈ پلٹن رفل رسالہ متعلق لکھنؤ۔

سڑک پر اہتمام دورباش برقنداز پولیس تھا۔ سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پہ ہاتھ رکھا پوشاک سفری پہنے تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے پرا باندھکر سلام کیا۔ رخصت ہوے۔ لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی۔

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ الیہ ۹ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴۱ اشخاص معزز اقربائے شاہی منتخب ہوئے خیمۂ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ اوسکے طول مین کرسیان دو رویہ سرے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو دو اور کرسیان اونکے پیچھے علم چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربار پر تکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جا کر کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلا لیا پھر باہر نکلے بٹڈن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو لیجا کر دہنی بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجۂ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے ناٹ سامنٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجۂ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنؤ دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سب کو ممانعت تھی وگرنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا نام فرد شاہزادون سے نکال ڈالا تھا جب اونکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ زردار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے بہ تفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر خلاف مرتب سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسی کے بھی از راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی سلامی بانڈ ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن
صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادے نے
باداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑکر
موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفے علی خان مرزا اوارسطوت محمد علی
مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا
یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادۂ فردوس منزل
ہرایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب سے اوسی طرح پیش آئے۔
بعد اسکے سمسن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسۂ خلد مکان
جنکی خیرخواہی سرکار مین اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہی عظمت الدولہ خویش
حضرت سلطان عالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ معز الدولہ
نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غضنفر الدولہ۔ جزاز الدولہ حشمت الدولہ۔ مرزا ابوتراب خان
محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا۔
اسکے بعد درجۂ سوم نانٹ سائیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اوٹھے۔ نواب ممتاز الدولہ
مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان۔
نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ۔ محمد زکی علی خان۔ احمد حسین
خان۔ کلب حسین خان۔ پسر نواب کلب علی خان۔ امام علی خان۔ افتاب علیخان۔ امیر الدولہ
علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان
محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ۔ محمد عباس داماد رکن الدولہ
مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر عطفر الدولہ زکی الدولہ پسر افسر الدولہ
صمصام الدولہ ابو المحسن خان پسر جزاز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب
اوسیطرح آگے گئے اور ہرایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ
سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالہ معززین بنگالہ مرشد آباد
سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور نخرید خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اوٹھکر کھڑے ہوے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک رابطہ قدیم چلا آیا ہے بہت تمہاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہو کہ تم بھی سرکار کی خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونجھے سکرٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی کا کام کرتے چلے آتے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی آئین لاٹ صاحب نے درجہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے نمبر سوم کو وائٹ سائیٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا سب رخصت ہوے۔ دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی باندا اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثایق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب خلف جناب سید العلما ہی مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اوتر کر بیٹھے ایک بھی ڈپٹی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے اگرا انتظام واہتمام کیا بکی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوار ونکو حکم قطعی دیا کہ کوئی گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو لے گیا ہر ایک دربار خیمے پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر شریف آدمی صاحب وثیقہ خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے نجانے پائے بعض ندرانہ فسیل کی خبر سنے سے جدا ٹال گئے اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر نہون پیش از دربار کئی انگریز گاڑی پر سوار چاہتے تھے چلے جائین سوار ونے منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چوٹ چلی آخر گاری سے اوتر کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سی پھر گئے
مہر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھہ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھہ یاد
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵ تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیونکا درہم و برہم ہوگیا تقدم
تأخر ہوگئے جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اوسی طرح سلامی توپ و
باند ہوئی چیف کمشنر بہادر فرد اسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پُر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی سب کشتیان
خلعت کی فارن سکریٹری صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا ـ

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بہ تکلف انتظام سے تھی ۔ ۲۹۔ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوئے ـ

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزار ون عرضیان
بہ سبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئے گا۔ اولاد طیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور پہلی گارد بحفاظت سرکار رہے تھے ـ

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل سنئے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کر چکے تھے اس جہت سے مع فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہی بعد کو
جناب عالیہ کے پاس ہمرد زندن و مرد ملازم شمردہ باجازت جانے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیونپر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت سے بہت شکر گزار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار رہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہاں تشریف رکھیں مگر فوج بدمعاش جو نمک حرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہاں رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے رابطہ دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اپنے قلمرو ملک میں نہیں رکھ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی یہاں راہ ایک گھاٹی پر بم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوئے تھے مانع راہ ہو کر فقط ممو خان کو بلوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہاں ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہیں جب حکم آئے گا جائیے گا غرض بظاہر نظر بند اور بباطن میں مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائے بعزت ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہیں ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتیں کر رہے تھے کہ بل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوئے۔

فوج باغی جب بن سمکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت بھیج لڑکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی پر فوج باغی کی عجب تشکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نہ تھا فقط بندوق تلوار تو سدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے تسکھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوئے۔ ۲۱- جمادی الاول روز شنبہ ۱۲۷۶ھ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوئے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا جدا قید ہوئے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیاں کہ

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی بیان کی کہ میر واجد علی میرا نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امر اونسے از خود سرزد نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ سزاوار صد او سزا جیلخانہ سے فرح بخش کے کمرے مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دریا شور دیا جزیرہ انڈمین کو جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے۔ میان راہ جہاز سے اتر کر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا کہتے ہین اوسی جزیرے دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

ذکر اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نیپال گئے ان صاحبون نے ملاقات کی بآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپکو فیض آباد یا لکھنؤ جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس ہونے پائیگی اگر آپ تشریف لیجائینگے ہمارا بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھے رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا اکو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوے اور تصویر سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہمسے ہوگا آپ باطمینان تمام رہے کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجئے جو لوگ کہ نام آوران لکھنؤ تھے چلے آئے سوائے مرزائی بیگم جنہنے مرزا برجیس قدر کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار سے ملتا ہے۔ مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوے ہین۔ اکثر رویا کرتے ہین اور تمنی

اور بہتیری لکھنؤ کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے بیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہی کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل مین ۱۱ - آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جا کر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اونسے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیل صاحب کے سپرد کر دیا انھون نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا کہ ہمنے تمھین امان دی ہی خاطر جمع رکھو جب لکھنؤ مین روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سی بغاوت کی جواب دیا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگے تمھارے باغیون نے ہمین تمام مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے جہان تک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو مین آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری سرکار رہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیا کہا طمع نفسانی نے نچاہا سرکار بھی یون کسیکو ملک دیگی

غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے مین مقید ہو کر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار بھیجد نبھیجے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوا اوسکے جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوے نواب نے کہا اب دیر لگانا کیا ضرور ہی حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھکر ٹوپی اوتارنے کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھام لے یہ فرما کر چلا کر دوڑا

سوار ہوکر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثہ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بناکر قبر پر میلہ کیا کروگے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گڑوا دیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھ سرکار سے مقرر ہوگیا ہے۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون امیر کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گھیر یالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے پڑاؤ کو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اترنے دینگے تلنگے نے مانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جلد بیبیون کو نال دروازہ مین چودھری جگناتھ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بینا باز مین آکر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین۔
وہان سے محلہ منصورنگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خرد محل نے احتیاطاً بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہوجاے۔
جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصورنگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپے دے کر مع چٹھی بھیجا۔ راہ مین قریب دروازہ اکبری دو افسر نیپالی ملے وہ چٹھی دی وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے۔
نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری پر تکلف اور سادے لباس کی منگوائین او

کچھ زیور۔ بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوٹہرا وبجلیان کانون کی اور جہانگریان دستی لے لین اور داروغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارڈ واپی حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پہ قفل لگوایا کہ مبادا یورش کرکے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پہ چڑھا دیا کہ سب طرف گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رک رہے یورش نہ کرسکے داروغہ کو یہ خیال گذرا کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔

جب بیبیان لشکرجنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہانسے دو پلٹن اور کئی صاحب اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کرکے لشکر مین جہان بیبیان تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سکو اوتارا۔ بہت خاطرداری کی۔ ہزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد اسکے کمانڈرانچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔

تیسرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو داروغہ نے محلات کیواسطے عرض کیا کہ جاگیر وتنخواہ نوٹ وغیرہ سب اونکو ملین اور ہرصورت اونکی رعایت کیجاوے پھر آر صاحب سے فرماکر اونھین ایک چیٹھی لکھدی یعنی تباکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سے میر واجد علی داروغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون اونکو بھی نہ ستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر رہین مین اور ایک چیٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات کو لشکرجنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سراؤن کا مکان آر صاحب نے خالی کردا دیا وہان جاکر رہے پہرہ گورہ کردیا۔

بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم وتکریم کی اور بہت سی کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا سب محلات

اور ملکہ جہان کو تمہارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی ماں کو بھی تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمہاری تنخواہ بھی ہو جائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے چیف کمشنر کے پاس نپہنچ سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہوگا کسواسطے کہ چھٹی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرے ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کر لیا دوسرے دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے لنکے اسباب پر مہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہے تھے اونپر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا او جو پہلے سے لے چکے تھے آنکے پاس رہا میر واجد علی نے چھٹی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے تشفی کی مگر محلات مین جا کر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لیکر نکالدیا سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چھٹی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گوردن کا اوٹھا اسباب پر مہر کر کے توتو اسی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چھٹی لکھی وہانسے حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چھٹی دیکر معاف کیا ہی یہ داخل لوٹ مین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

متعلقۂ صفحہ ۱۰۳ جلد دوم

مفتاح الدولہ محمود علیخان

Miftahoodoulah.

نمبر ۳

یکم نومبر ۱۸۵۸ء محلات تو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے
ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بلاج لیا اس جہت سے زر اصل پر ۷ ہزار بابت
توفیر بڑھے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار
انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن
کوہ مین رہ گیا تھا اور انکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نہ ملی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون
سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے تنہے بھی مع عیال مردانہ
وار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو
کچھ علاقہ ملا ہی باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور عزار جبیقدر کے ساتھ
سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوے سمہیہ پہاڑ پر کمانڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد ڈپٹی
خیر الدین احمد خان ہوکر مقید ہوے اوٹھا دیکر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھکر
افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے رہ بکاری کی الماس
علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر بعد چیر بروس صاحب
چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دو روز ہمارے ساتھ رہو اور تم قدیم نمکخوار اپنی
سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بابو ابھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے
لکھنے سے چلی آئینگی نمانا آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے سبکو
امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ مع تمام متعلقین کسی
طرحکا اندیشہ نہ کیجے سرکار سے آپکے فراخور حال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہان چاہیے رہیے گا
بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جاے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ہاتھ جناب عالیہ
کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر رہا

جب چٹھی چیف کمشنر درجواب براسفورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی وقت سے لکھنؤ آئے گلستان ارم مین کارنیگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملے اونکے واسطے جیلخانہ تجویز کیا کہ راجہ سنگھ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائینگے مر جائینگے گھڑی بھر مین وہان سے رہائی پا جائین گے مفت مین بدنامی ہوگی منتظر حکم چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑ دو جہان چاہین چلے جائین عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا اسباب سڑک پر پھینکدو

غرض وہان سے افتان وخیزان فرنگی محل مین اپنے نسبتی بھائی کے مکان مین آئے بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنیل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوئے حضرت سلطان عالم کو بھی انسے ملال خاطر اس ہنگامۂ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل از داخلۂ فوج باغی اپنی حفاظت سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا

جب لکھنؤ سے صمصام الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ وخیرخواہی سے میجر بیرڈ صاحب کو از نام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے تھے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین شامل کردیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی۔ فقط عشرہ مبشرہ وہان رہگیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسی طرح ناراض نہین مگر جب صفائی نہ ملیگی مین اپنے پاس نہین رکھہ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید قلعہ یاد ہین چار و ناچار پھر لکھنؤ آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف پایا اسی جہت سے انکو پنشن سرکار سے نملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا حکام کو اونکی طرف سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہین بتاتے ہرچند انھون نے سب طرح سے عرض کیا مگر یہ مظنۂ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ سرکارین سے یہ ناکام رہے۔

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افزای قلعہ کلکتہ ہوے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان
مین انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر مندرج کتاب کی ہے یہ بھی صورت انقلاب زمانہ ہی دیتہ ہے
تا در ذو الجلال ریاض دولت و اقبال زیب آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت
و عظمت با بہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محفوظ زمان داراد۔
بعد بر ضمیر منیر تجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص ویرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ
صفات انشا نمودہ برای ملاحظہ عالی ارسال میدارد۔ ع گر قبول افتد زہی عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بجر و بر — تمھین قربان روا ہے ہند و دستور معظم ہو
وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و با ہمت — قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو
سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم — بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور خاتم ہو
نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپہ روشن ہے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو
ارسطو رای کسری عدل رستم تن فریدون فر — بہادر اور جری ہو اور معزز اور مکرم ہو
سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملک عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو
کرو میدان مین ادنی پیرزال کو زہ پشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو
جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسی نفس ہو رشک حاتم ہو
ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خورشید و مہتاب — قمر قدر و مہ بدر و ضیا سے شمس عالم ہو
سپہر رفعت و اوج سماء و نور ہندستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو
سر آرای ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو
ظفر یاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو
نہایت فکر مین تھا مدح خوان تسکو کہ یکبار — ندای ہاتف غیبی سنی تو آج خستہ بم ہو

وہین یہ مطلع خوش جوش کلک فکر سے ٹپکا | عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و ہیکا دس نوشیروان عالم ہو | ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سی ہم جم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہی کہ جوہر جسکے انجم ہین | وہ دھار اوسکی ہی جیسے تار کا صاف ابو دم ہو

جدا ہین سرکشون کے حق مین سم کا کام کرتی ہو | مطیعون کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میان سے وہ حد ہو کہ تیز [illegible] | نہ ضیغم ہو نہ جن ہو نہ پری ہو و نہ آدم ہو

تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گر جو پڑ جائے | ہوا کی جان کو دوڑا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم جنگ [illegible] | نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہو تو سوچ کا تو پھل دست مسیحا | ہلال کہکشان چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پہ اوسکو ہی فلک حشمت | تری کرچ فرنگی سے سر افلاک تک خم ہو

عدو دن کیلئے بجلی کا کام اوس سے عیان ہو دے | غیر ہونگی دعا دست سیف صاف ہر دم ہو

محب جنت ان مثال گل ہین جلتی ہین [illegible] سہمن | الم بر ہو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خوش وصف توسن مین رقم کرنا | جو جوش مدحت ممدوح ہی ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو آدم ہو | ادب مین نہ رستمان کا م مین تجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ ساری عالم کو | مجال اتنی نہین گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک جست ہی اوسکا ہے [illegible] مغرب مشرق تک | زنگستان ہر دم و شام ہو یا ایمن در ہم ہو

وہ آہو چشم ہی اور کان جیسے آم کی پھانکین | ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کھرہ و بیش و کم [illegible] | کہ جیسے ہو وقت رقص [illegible] دم سے باہم ہو

جو لیلی ہاتھ مین پانی نہ چلتی وقت وہ [illegible] | اشارہ ہو تو پھٹکے چار جامہ چرخ کا خم ہو

فنا اک لات سے اوسکی عدو خستہ تن ہو [illegible] | کسانون کی زمین کیواسطے سم دانہ ہر دم ہو

درصفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان اوسمین کہ پریان پرکشادہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلعِ خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الا ای کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع درصفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہین کم ہو — جو چارون بھٹیان اوسکی ہین تو ابر تنک نم ہو
فلک کوہ و شکوہِ گنبدِ اخضر سپہر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کان پر خم ہے
وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسے ہے — مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندھیر مین — ویا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہے کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے شک تاتاری کا عالم ہو

درعرض حال خود

ترا مین کیتر ہون اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھ سے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہردم ہو
جو مارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ — ہمارے حق مین عیسی ہو نہین اونسی کچھ کم ہو
زن و فرزند اسباب و ریاست مال و زر دولت — نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسوقت مین کیون نہ حاتم ہو — مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھی جانین بچ گئین بیشک — یہی ہی آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہے میری رہائی بخیطا ہو نہین — الہی تیرا اسکے مہر و مہ پر بھی مقدم ہو
ولے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہردم — دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہے حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکۂ انگلینڈ ہردم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حوال ہے اور اوسکا بھیجا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مُہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر عذر فرمایا کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھہ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے میجر ہربرٹ اور کرنل کونیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل مین جاکر میری مُہر لے آئیے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مُہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہوکر حوالہ کی جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیجدو چنانچہ دو لاکھہ روپے طلب ہوئے بادشاہ کو صاحبات محل کا فسادین لٹنا معلوم ہوچکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ مع تحایف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامۂ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ پھر لکھنؤ آئے سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوئے ہر ایک صاحب متیا برج بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوئے سب بدستور دعاگو خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے از راہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جاے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

۱۳۔ شوال شب چہارشنبہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۔ جون سنہ ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ شاہی سوار ہوا۔ ۱۴۔ روز چہارشنبہ ۱۹۔ جون دقت ۷ بجے گارڈن ریچہ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جاکر لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ ہیجا لیکن آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد نہو مگر یہ امور وافقیت اور اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی ہا روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بدکی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ کے دریاچۂ گومتی مین سوار بحکومت نہوئی ہون وہ دفعتہً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ —

غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گزری صبحکو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سوا سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا ۱۸ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا — جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہوا چاہا کہ فسخ عزیمت فرمائین کسواسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمایش سے چار و ناچار تال کار سمجھکر راضی برضائے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر واطفائے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو تماشائے عالم سمجھتے تھے —

۲۲ شوال وقت صبح جہاز مدراس سے سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز مین رہا چوتھی دن ۹ بجے جہاز آیا ۲ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا — ۷ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا اتفاقاً منساخاکروب قافلۂ شاہی دفعتہً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بخشی کیا یعنی روکا — کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل بادصرصر کے پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعتہً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سار جن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جنابعالیہ نے خوش ہوکر ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گوردن غواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵ - ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۱۱ بجے سویز پہونچے -
جب چھوٹے دودی پر قافلۂ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم - نواب مہدی قلیخان - میان الماس کپتان بزنڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے نپایا - ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم -
سوئز کے پنچ گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرائے مین جا کر اترے ۱۶ - ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرائے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۲ کوس ہے ۱۹ ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر مین رہی مقام مشہور کہ مشہور حسینؑ یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر کے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین - مجلس عزا کی - ایک جگہ اکاون روپے دوسری جگہ پر پچیس روپے نذر چڑھائے - رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین -

شیخ محمد علی ذاکر وہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کرکے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانۂ کعبہ سے پشت کرے اور ہمہ سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف فراخ بھی گذری تھی بہر حال جناب عالیہ و جنرل صاحب سے عرض کیا مجھے رخصت دیجئے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگو دو سو روپے نان راہ عنایت ہوئے سویز سے رخصت ہو کے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پائے تھے -

حاجی صاحب سویز سے چھوٹی کشتی پر بصرے کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈوبنے
لگی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوس نے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوس وقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا [illegible] سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر بصرے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
تجارت کو گئے بعد فراغ عدن مین آئے جہاز سویز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے [illegible] اتفاقی حاصل کی ساری کہانی سفر کی تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایک دن امام باڑہ [illegible] مجالس عزا کی مومنین جمع ہوے
اپنی ساری داستان [illegible] بیان کی۔

غرض قافلہ شاہی نے [illegible] کا انتظام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی [illegible] پاشا
مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے [illegible] طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن جہان
کے خدشہ توہمات سے مناسب نہ سمجھا بلکہ وہان سے [illegible] کو کچھ خدشہ گذرا تھا دفع کیا گیا۔

۲۹ ذیقعدہ وہان سے [illegible] ریل پر سوار ہو شام کو اسکندریہ مین پہونچے یہ مسافت
تیس کوس کی [illegible] روانہ [illegible] سے ۴ ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر [illegible]
سے چلے [illegible] جہاز اندس پر سوار ہوے [illegible] علی خان میر اولاد علی [illegible] ہمراہی یار
وغیرہ [illegible] ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر
کیا [illegible] عمارات عالیشان [illegible] اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران [illegible] زیادہ [illegible] وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۳ ذیحجہ
[illegible] روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑ دن کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا بچر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے
ارزان پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے [illegible] دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا بارے بفضل خدا نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونوں بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہیں اس شہر میں تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۳۷ کوس کا فاصلہ لندن سے راہ خشکی ہے ریل پر ۳ گھنٹے میں لندن پہونچتے ہیں۔

منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ میں بھی ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا میں جب اس مؤلف کتاب سے ملاقات ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمھارے قوی بہت ضعیف ہیں صدمات جہاز راہ دور دراز اٹھا سکو گے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل مشقت ہو جائیگا خیال میں نہ آیا تین سو روپیہ دماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہو گیا ہے امید حیات منقطع ہو چکی ہے آخر ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ اگست شام جبرالٹر میں جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر طرف رحمت کر دیا جنرل صاحب کو انھوں نے وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنوں ملازمین جدید رہا گو در صاحبات محل لکھنو کی تقسیم تنخواہ انکو اختیار میں رہی اب کلکتہ میں حاضر حضور ہیں۔

واخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن میں اخبار لندن میل ۲۶ اگست سنہ الیہ ۱۸ ذیقعدہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے از روے خطوط لندن جو مسیح الدین خان نے عم تاجدار محمد خلیل الدین خان کو بھیجتے تھے نبدیکو وہ خطوط دکھا دیتے تھے ہی نہیں لکھا اور خود مسیح الدین خان نے کتاب لکھی ہے اوسمیں سب احوال بہ تصریح تمام ہے،

اخبار میں لکھا ہے کہ جہاز میں جہاں جناب عالیہ اور عورات پردہ نشین تھیں سب طرف نبد تھا کہ شخص نامحرم نہ جانے پائے دو تین مرتبہ گانیکی آواز آتی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا جاتا

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے
اور نیز جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس سے الجھکر سطح جہاز پر گر پڑین ۔ صاحبون نے چاہا کہ
دوڑکر اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوے بہزار خرابی
عورات کی اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوے بہزار خرابی
عورات کی اعانت سے خاص کمرے مین داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان دفتر
مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھے جب جہاز سے صندوق بار لنارے اترے پرمٹ پر گودام مین رکھے
گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط
سے اوتارا محصول پرمٹ نہ لیا فرش خواب ور اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی
انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے ۔ نوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپسمین عمل مجازی تھی اس عرصے
مین بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین
سوار ہوکر اترین گاڑیون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت
عمدہ چار گھوڑونکی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوے کنارہ دریا
سے جہان گاڑیان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت
صف بستہ قاعدے سے کھڑے ہوے جب سامان جلوس سواری ہو چکا قنات پردہ
کھنچی جس سے فقط عکس صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا انکے پانون مین
جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھی خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پر
سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ دونون بیبیان مقرب
خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہو چکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونو طرف پردہ کیا
اسمین بوچہ سواری نمودار ہوا رسیون سے باندھ کشتی پر اتارا نیلے رنگ کا مغرق بوچہ کا پردہ پھیلا
سرخ بڑا چھاتہ مغرق پہلوی بوچہ مین تھا اوسمین وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم
نہ پڑی تھی چوبدار عصا نقرہ و طلا ارکان دولت با داب شایستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے
اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند سرگرم اہتمام تھے
کسیکو گاڑی کے پاس آنے دیتے تھے پھر اوسیطرح گرد گاڑی کی پردہ کیا جسمین وہ ہمائے اوج اقبال نے سرف [illegible]

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر لفظ حرا کہا
جسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کوچ بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت
اتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈرو صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور جھابلی سے
ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرماتے بعد اسکے مصافت راہ طے کر کے رائیل پارک ہوٹل
یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسراے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا
سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سراے خرابہ ہندوستان۔

اسکے بعد انڈرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو
گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی
پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشرو بیٹھے جنرل صاحب
تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۶ انچ کا تن لاغر
۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا۔گندم گون۔روشن چشم۔صاحب ذہن و
ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ
جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے حرا کہا
مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق
دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سراے ہوے۔راہ مین خواص نگس ران تھی یہان بھی
اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے
سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے
کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا۔الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے۔

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس۔مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون
کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت دلی سے
تمنے حرا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

گوکیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمھارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا پس ایہا الناس اپنے
دل مین تصور کرو کہ سن شریف جناب عالیہ معظمہ تقریباً ۶۰ برس کا ہے اپنی ولایت مین کمال عیش
وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے
آشنا نہین ہوے تھے کسطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کرکے
مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان
عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا
ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف و
تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے
ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہے اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت فہوائی دیکر شریک اس امر خاص کے
ہوے ہین مجھسے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور جو بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کردونگا پس مین
مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہا دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز
بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد ودوستی وثوق یکجہتی چلا آیا ہے اب [illegible]
سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی
بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے
ہمیشہ صادق الوداد رہا ہے پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پہ رہی جسوقت کہ ملک گوالیار
کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے
مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس مرتبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان
کی مستعد و آمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہوچکی تھین اوسوقت دار وگیر مین شاہ اودھ نے
اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مخفی [illegible]
معین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہے سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کرکے اعانت
و امداد سرکار کمپنی کی کی ہے اور یہ مصارف ہزارہا روپیہ کا نتھا بلکہ کروڑون کا ہوا ہے چنانچہ اب تک سرکار کمپنی
دو کروڑ پچاس لاکھ روپے سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس شایان انصاف ہے کہ بڑا ایسے سلوک خصوصیات کی تحت سلطنت

ایسے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ وحجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے دراز سے حکام اودھ کے جبر وتعدی
مین تھی اُنکی عافیت ونجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہوا عہد شکنی
کرے اور تخت وتاج ملکہ معظمہ دام اقبالہاے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اُسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لینگے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے لے آیا اِسے گوارا کروگے۔
سب نے باتفاق جواب دیا نہین۔

بعد اِسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کو جو ملک ترکستان کیواسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور وبدعت سے روسیون کے اور اِسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
یہ خاندان عالیشان تمسے اعانت وامداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت وامداد منظور ہے میرے
ساتھ ۳ مرتبہ ہرّا کہو خلاصہ سبھون نے ہرّا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگ سکھوا ونیپال لارڈ ہاڑ صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرّا کہنا صادق آتا۔

میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر اُنکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سرائے درجۂ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔ جناب کی
رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور ایسی پردہ داری

گی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے توبھی کچھہ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور جھلملیان دن رات بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا ہر گرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی جاتی تھین اہل شہر اس ترینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوس نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر جاکرون بھر بازارون مین پھرتے تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲- اگست مطابق ۲۱- ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین ہین اور میم شاہزادون وجناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسر کو اجازت حضوری نہوئی اور بعد ۳ بجے ڈنکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت کے سامنے بہت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا کہ کورے اندر داخل نہون چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوے برنڈن صاحب اجرس صاحب مترجم حاضر ہوے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانے پر ہوا کسواسطے کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھی اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے جب ۴ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلاے مغرق سرخ رنگ کا جنرل صاحب کا آبی رپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق پر تکلف زیب کمر تھی خواجہ سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل پر بیٹھے اور صاحب کرسیو نپر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی یا رک وا کونٹ سڈنی اڈمرل اس گف سر جارج میل سر جارج جنرل پالک امرائے لکھنو جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھی اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب اور جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھ کھڑے ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۲ بجے ۳۰ ہیم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین سرندن صاحب کی بی بی اور ایک ہیم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب ہیم آئین جناب عالیہ ذیگل پر بیٹھین ۸ - اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش و بجلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہ تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے ہیم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے فرمایا افسوس ہے کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کرسکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اسوقت مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ما کے پہلو مین بیٹھے - تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے - شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور انصاف کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس ہی کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا

قافلہ شاہی ۲۰ اگست وقت شب مطابق ۲۸ ذیحجہ سہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی - اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے نپایا جب سڑک سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاڑی درجہ اول ۲ - درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰ - آدمی ساتھ تھے پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وائٹ صاحب مہتمم سفر کو دیا جو داخل ہارلی ہوس جو شارع عام جدید مقام قیام ڈیوک برنسوک ہے دہ ہزار روپیہ کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفرڈ ہوس محلہ ریجنٹ جو اوس سے عمدہ دس ہزار سالانہ کا تھا نلیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے پس داخلۂ شہر ۳۱ - اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدنے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام یا احتشام گذرا چاہیے تھا کہ
شہر خاص پایۂ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا انکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے ہیچ مد کی توضیح و
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایائے خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہین
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہوے
ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرہ محرم جناب عالیہ اور
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر مین ٹھیرین فوراً ہی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چھٹیان میرے
پاس ہین بہر حال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی ذکی
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے
جواب کا انتظار کیجیے غرض اب خلاف آرا اور آئین کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال ذیشان سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد چند روز کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سویز کو جانے لگا
پانچ شخص واسطے لندن کی بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملۂ مشاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا
خطاب فرزند علیخان لوگون کے رفع اشتباہ اور رفع مظنۂ خاص کیواسطے مشہور کیا تھا دوسرے

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی نائب
جہازی چوتھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواصہ سرائون کی تجویز سے پانچین ہر فرجی پارچی بادشاہ نے
رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منورالدولہ کو امین سمجھکے بعض تحقیقات کو
جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص متخصصے ولایت کو جاتا ہے
اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب
واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھسے اور میان جرأت
سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا میان تو نہین ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی کو
دم کھارہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرچکا تھا اور ہمسب
سبکو منت سمجھا چکے تھے کہ از براے خدا میرا نام نہ بتانا وگرنہ میرا سارا کام بگڑ جائیگا
خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوے
میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے
موراسوزے سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان
جرأت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے —

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوے روپیہ کرایہ کا گھر
لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو و عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے
مقتضاے شرافت و ایمان یہ ہے کہ بدل و جان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب
حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے مبادا میرے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی کی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت
سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ
اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہوچکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا
خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصہ مین میجر صاحب بڑ دضانی اپنی عہد
عہدہ سے باگ روکی سید عبداللہ بھی کنارے رہے اسکے بیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہو تھے بلکہ غیر
رہتی تھی بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے جلیس الدولہ بھی الگ ہوگئے ان سبکے بدلے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکی حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب نے

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلفہ کے پہونچنے لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب از بسکہ جناب عالیہ کی اطاعت حد سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ کرتے تھے آخر کار مشروحاً یہ عرضحال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف رائے مشیران قدیم وجدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کس واسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی نسبت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور تکلیف خرچ لابدیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولیعہد بہادر نے ہمراہ ایک تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمزجی پارسی کلکتہ پھر آئے۔

فرمان وحکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان و حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و بدانتظامی سلطنت بہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد پر تکلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب برطبق احوال مظنون صاحبان رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی وخرابی مال واسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و رئیسان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بیسر سامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ مین رہجانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیو بک جو صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب توضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمھارے ساکت وخاموش رہنے اور اسنے عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہذا جو تبصریح لکھا ہے بجا لائین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونھین جلد روانہ کلکتہ کردیا مدولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہے اور مرزا ولیعہد بجا سے تمھارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین اور غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہے جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر حیاناً کسی مقدمۂ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہوا و سے حضور اقدس پر محول رکھنا۔ یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطہ سے گذراننا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی واردو کمال مستعد ہین اونھین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور بہم لاکھ روپیے جو آگے بھیجے ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار ہا بدولت مین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سی باعث استعجاب خاطر اقدس ہے لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بقوا مین منضبط بکمال دیانت وامانت خیر خواہی تحملالی سی بجا لا کر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ اپنے دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔

ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نورالدین احمد کو تباکید و ترتیب کوا فدات اور مستعد ہونے کاروبار سرکار مین فقط – ۱۲ – ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا۔

بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بادولت اقبال نے بہ سبب علالت مزاج سفر دریا شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے اراکین سلطنت باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقربا قریباً دس والا دومان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما خریطہ حکام سلطنت ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی۔

کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا۔

جبدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری تھا عرق ریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہوا خواہان روابط ظاہری اور تعارف کارآمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد رہائی قلعہ ہر ہفتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سرکار کہیں جا بھی نہین سکتے وہی صورت فہمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس سے بالا تر نہین ہوتا اس جہت سے معذور ہوکنارہ کش ہوے منشی صفدر حسین کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوے در آخر کار نواب ذوالفقار الدولہ وغیرہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لکھ دیا کہ ہر طرح پر راضی ہو

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کھلا ہیچ ہے ع - امور مملکتِ خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو -

حضور عالم نے آقا حسن خان جدید الاسلام مسمی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو سفر زین و معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہیں ارکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہوار کا پنشن سرکاری باقی ہیں لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوئی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ با امید منصب سفارت شاہی گئے کس واسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال تقدیرات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت نہ سمجھا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵۰ سو روپیہ کی زیر باری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین سپر مغلوب شاہی کو تجربی سے اپنی گاڑی میں سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہوں داربان نے منع کیا کہ آپ کے واسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی آخر بد دماغ ہو کر پھر گئے حضور عالم سے رخصت ہوئے کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وضعداری نے کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیر بار ہوئے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل جس صاحب میں کچھ بھیجا چنانچہ انکی معرفت کچھ زر و تحت طلا بہ قیمت مناسب نسبت اوروں کے ہو دو سو روپیہ اونکو بھی تکلیف خرچ بھیجکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کا کلکتہ پھر زاد راہ سفر دیکر روانہ کلکتہ ہوئے جب ناکام پھر آئے

اونسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آنے کے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس کے ہان رہے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان کے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اپنے گھر مین مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات جانے کو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا۔

پھر عہدۂ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کمبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چند روز مامور رہے ایکدن صاحب سکرٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گذرا معزول ہوے اونکو لود صاحب کمشنر آلہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمین رہو اسے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے متمنی نہو نا خراب جاؤگے اونکو طمع نفسانی کب چھورتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے اونکی مفارقت اونسے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا اونکو اجازت گورنمنٹ سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتی بھی تو اودھ دن سے کیا ہوا تھا جو اونسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا میا مپیا چینی پھر اودھ ملا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا حبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع شقۂ خاص جناب موصوفہ کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوکے خلوت مین عرضحال ولایت مشروحًا بیان کیا جو تحایف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کھلا کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے۔

۲۴۔ جمادی الثانی مطابق ۲ر فروری روز جمعہ محبت نامۂ نواب گورنر جنرل بہادر حسب دستور حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چھتر منزل وغیرہ تحریر فرمایا تھا کہ برقندار کو تواتی نے بہت تشدد سے ۶ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کرا لیا جو مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست پہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ
مین تمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر مندرج تھی اوسکا
جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ
راہ بے تکلفی سے ہوا اور تین لاکھہ روپیہ شاید سرکار سے بہ علت مکانات دیے گئے اب اغلب
قبضہ سرکار مین ہین۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک استیاق ملاقات کا معلوم کہ صاحبان کورٹ
آف دائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ اکثر
مقدمات خاص کا بے مداخلت و شارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ
مظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح
نمانا اسمین گفتگوی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی اونکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے اور اسکے سوا اپنی ماںکا دیدار آخری
منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھہ مرحمت بھی ہوا آخر انہے مختار
کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کرلو میرا آنا نہوگا۔ یہان اونکی ماں حسرت دیدار مین
مر گئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ جس ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ کے آنے
کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص نے بہ سبب
علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنؤ آئی پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ حمید حسینخان
باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جاسکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے
سے مع الخیر دولتخانۂ مقیم مین تشریف لائی ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہ ہوا۔

اخبار لندن میل سی

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱ - اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سٹیڈنہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی ہمراہ خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشاے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے -

اس مکان عالیشان کی رفعت وعظمت ونقش ونگار بوقلمون صفائی وشفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب وزینت وآرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت واستعجاب ہوکہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا عالیشان کارستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شہر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی وصنعت قابل دید ہے نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ بالعد کارزردوزی تھا جنرل صاحب کو ازراہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی برند صاحب کیواسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنو پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہان تماشاے اراضی وسماوی دونون دیکھکر مراجعت فرمائی
مدت طول خلاف زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کو ہوئی جناب ملکہ معظمہ شکار کو تشریف فرما ہوئی
یقین یہان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق
الذکر حالت سکوت مین تھی منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی متضمن
مطلب ہونیکا حریت سنگر گوشہ گمین مین جاکر بیٹھے اختیار کلی جنرل صاحب و مولوی صاحب و میجر برڈ صاحب
کو ہوا اب بیٹھنا کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہیے
کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہی کسواسطے کہ بعد انفصال بھی
انہین کے تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ راستی و صورت آشتی باقی رہیگی
چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و
پاسداری سے متوجہ حال ہوے انہین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز
کے ہوے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیمابین سرکارین عالیشان جو مدت ممتد سے نقش کالحجر
تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش بر آب معلوم ہوتا ہی جو بنظر
عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسۂ شاہی آیا کس طریق مواثیق ماضیہ سے
ہوا ہی چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل
سے تعمیل اسکی نہین ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت پیرسنگی و بیماری و بے سامانی مین مع عیال خاص
اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلاے وطن اختیار
کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان
کورٹ آف ڈائرکٹرس اور انہون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے
اب یہ حیطہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب سے یہ ہوا کہ جو لوازمات
التعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان
کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہوے وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار دولتمدار نہ ہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ
مقابل کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایک اور ہزار کے بھی نہ ٹھہریگی پس لیے آلام و مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابتان مین فراح شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرمائین اور جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین وقایم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرضحال ضرور ہوا کہ آیا مدت درازسے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرائے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھہ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمالیون بہ طریق قرض موقتہ قبول فرمایا ہی عرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہی بھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت واحترام سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوبک جنرل سلیمن صاحب جسمین خرابی ذاانتظامی ملک اودھہ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہان تخرب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہو مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا ہرچند خان موصوف نے بہت منت

و سماجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بناے مقدمہ ہاتھ سے جاتی ہے اور مشقت و عرق ریزی سب میری برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف سے وعدہ کیا ہے ان نمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہو جائیگا اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جنرل صاحب نے فرمایا مبادا اسبقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کروا ور دن اور وقت مقرر کرو خان معوصوف نے چٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا - ۱۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس تمام ہیرن ہوس سے سوار ہوے ۵ گاڑیان اور تھین پہلی مین مولوی مسیح الدین خان میجر برڈ صاحب سوار ہو کر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی —

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈپارٹمنٹ انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب ایرڈ بروٹ سکرٹری جیرمن کمرۂ دربار مین لے گئے کرنل سکیس چیرمن دربار ارڈی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمن وغیرہ ممبر مثل سر ہنری رالنسن - کرنل الفیٹ شیپ برڈ صاحب - کپتان السٹوک برنسب صاحب الیٹ میگناٹن صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے متابعت کر کے ٹہلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان زمان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز سے از راہ ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال اسکے بعد داخل کمرۂ لطامت ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ بکمال حسن تکلف سے آراستہ تھی باتھہ صاحب فصحاے لندن سی سر جیمس ملول سکرٹری کورٹ آف دائرکٹرس رکنش صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بخاطر میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرمانے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوئے

۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر رفٹر راے کلے کی ملاقات کو بگادی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنریبل بی ل ٹرکش صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا -

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی سب صاحبون نے باہر آکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلوے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے با اہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ لعیون اور آئینہ و میز کرسی و مخمل - کوچ طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب سر مقام کے جو بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی مین بات کر سکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوے پھر معانقہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور صعوبات راہ کا ذکر ہوا شل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائب و در گار سی جو اقالیم ہند مین کبھی نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین فواکہات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار دہان مناسب

تکلیف وہ حاضری کے ہوئا انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص ہوتو توقت مرتبی مبارک شاہزادہ بلند پرتھی - چیرمن دسطرح دونوں شاہزادوں کے پہلو میں مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ ہیں بادشاہ صاحب مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہیں اسمین یہ متردد ہوئے کہ شاید ناگوار شاہزادوں کے ہو اور تھوڑی دیر معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگوے معاملہ بلا واسطہ غرض رفع خاطر کرگئے یہ اپنے طور پر کنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ منحصر رکھیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بطبیعت دلیقی مشغول خورش میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے نوالہ کھاتے مطبوع نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوی انتزاع ملک شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب ساکت و خاموش رہے جواب شافی ندیا بلکہ اوسکے خلاف سنکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم بہت تیز و تند ہوگئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف ادب و منزلت دگر نہ انصاف تشر ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمائیے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو ہم چپ ہو رہیں اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہوں اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادہ فرحان و شادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسراے شاہزادوں کے ہوے لوازمہ مہمانی و خاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا - ہرچند کہ بی سروسامانی و غریب الوطنی سے خاطر خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی بہت خوش خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت ہوے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب و مختار شاہی اور شاہزادے و دفق افروز ہوے کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایکسو کئی خطا نسبت بادشاہ لکھی ہین انمین سے کوئی جرم بھی ثابت و متحقق ہین لہذا ۵ لاکھ روپیہ سالانہ بذات بادشاہ کو اور عمل ۵ کوس در لکھنؤ منظور

یا گیر ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکی ارشاد کو کچھ سند اور نیز المیمنان موکلون کے
واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے
اوسے پارلیمنٹ مین بھیجدیا اور وزرا سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے ہے
الحمدللہ کہ ہمارے موکلون کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل
انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو
لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی
۲۱۔ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکرون
نے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہو۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل
چاہ کندہ را چاہ درپیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی
روبراہ ہوے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے
آشنائی کرکے کلکتہ آئے حاضر حضور دستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے
راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ مین مین اون کے وسوسے مجھے سفر لندن سے
اسنے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر بہ نسبت لکھنو
کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ زبان حکام متعاین
البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ ڈالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج
مین اب تک صاحب فراش ہین۔ داکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہین اودلی بیٹیان رہتا ہے
ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیمنٹ مین دشوار
ہے جب تک کہ صحت کلی نہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر پہونچکر
یہ صورت ہوئی۔ دعاے غرباے مومنین لکھنو خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا مگر نحوست تقدیر رعایا اودھ سے پہلے مقدمۂ جنگ چین اور ہنگامہ
فساد بندر بوشہر ایران در پیش ہوا بعد قیل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنز

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و موکلان و اکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا
غیر مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت رعایا سے ملکر اس اجماع کو موقوف کرکے
تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ۷ برس کے یا ۵ برس مین حکم شاہی سے اسناہوس آف کامنس
موقوف ہو کر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے خارج
جھیلین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیک نامی و عدم زیرباری سرکار سمجھتے تھے - اول لڑائی چین بیفایدہ تھی
کسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کروڑ کی مصری و چائے وہان سے
آتی ہے اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجا کر بیچتے ہین - دوسرے جنگ ایران سوا اسکے کہ کئی
برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرلین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط
تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین
تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسیکے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث
ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا
خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہو غالب ہے
کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمۂ خاص
اودھ مین کیا پڑتی ہے آیندہ ہمین در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال - شورے خاص و عام بہت
خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو بہر صورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

۲ شہر شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود
ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوئے بہت سے وسوسے اور خیالات
ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطور تبدیل لباس کے روانہ کلکتہ ہوئے اور یہ بھی متواتر سنا گیا
کہ گورنمنٹ کی بدظنی ہوکر لحاظ باحتیاط پلٹنان متعلقۂ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار رکھ لیے سپاہی فقط گزسی

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین اور جتنے جہاز ولایتی آسے دور دراز کے لنگرگاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین سوائے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ بفصل احوال کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفائے کلی عطا فرمائی انھین ایام غدر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت وانعام ملا نذر ونیاز دسترخوان وغیرہ ادسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلۂ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر وفساد کا جشن شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت مین بیہوش وبیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر ایسے ہوے جس سے سرکار کو ظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی بھی جو عمل مین آئی چنانچہ بجرہ وخانی مال بادشاہ جو لکھنو سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحاً کیلا کا جیہ تک جایا کرتے تھے ایک خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا سرکار کو احتمال آپکے نکل جانے کا ہو دوسرے کہ قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے ہم سب چندروز کیواسطے نظربند ہو جائین پس مناسب اور صفائے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ ہو رہا ہے ایسا نہو کسی صورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چند تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ ودانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف ہماری شان ومنزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمیٰ نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنو کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ راے کو اوسکے زرمنافع لینے کو بنک مین بھیجا کہ مجھی ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنو جاکر تقسیم تنخواہ بدمعاشان سرکار کرینگی۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی ناقہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوئے ان

تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیرین یا اوسیطرح غافل بیٹھے رہیں خیانچہ بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے نجھے عرضداشت بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے تباکید و تہدید فرمایا کہ زنہار انسے امور رکیک و فساد ٹیکر سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کرونگا اپنے گھر مین جب تھا کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۲ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ع پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاے تلاشی لے لو قریب صبح صادق تھی کہ لشکریان شاہی نمازگزار متوجہ و مشغول نماز اور دمبگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہو رہے تھی کہ ناگاہ دو ٹیالن گورہ ۴ سو برقنداز نے احاطۂ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۲ توپین ٹیرٹ پھاٹک پر اور چار چار اور دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن - میجر ہیرٹ صاحب نون میجر کونیا صاحب قلعدار نے تکلف بیا کانہ داخل کوٹھی ہو کر درجۂ اول کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پہ مہتاب روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولاتی لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک فرمائی حمایل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار و دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو بلا لو میجر صاحب بہ کمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خبر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہی کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھہ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید دل کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد متصور کبھی نہ تھا اور نہ ہی جو دشمن سرکار ہوا دسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور نون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ بھوپھا
بادشاہ کے مسلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع
کیا ترک ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے کھڑا ہو یادیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عنبرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ تھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمھارے اختیار مین ہے او مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری مین ہوئے قلعے کے مکان مجوزہ مین
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گورے دربان نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مرد سیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مارو مین
ہرگز یہان سے نہ سرکون گی غرض دترانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی انیس الدولہ بھی اقبال خیر ان ہونچی
اسدن بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل مفت
حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل باہر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علی خان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین تکرار
کرتے ہم تم سبکو جو اس احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اورا دیتے رفیقا تقضا
سمجھکر حالت سکرات مین رہی ۱۲ اسو آدمی مجموع اوسوقت احاطہ کوٹھی مین تھے سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
مین شمار کر کے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبری
ہوئی۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاند گئے اور تبدیل لباس
فقیر نبکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے ہو کے پیاسے افتان و
خیزان لکھنؤ پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کلکتے گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے ایک

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنا کے پھانسی بھی ہوئے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین تھی کہ دیکھئے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف آکر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا سبھون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے ۔

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل قمع زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے
تھے خلاصہ ۸ پہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ بھوکے
کو آب و طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گوروں نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
وہ خاصہ نوش جان نہ فرمایا خوان پھر آئے ۔ مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذر گئے
ہین حکم ہوا گوروں کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین ۔

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہر کا گورا کہتا
تھا جتنے ستم ضروری ہین سب میرے سامنے کرد اسوقت مین جب سیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے انسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو
ورنہ تمہارے واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائی سنگین بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض جانتا مجھے مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہی ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہی کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے نہوئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا اب بحکومت آنے لگے بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے تمدشے اور وسوسے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض حال
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا نہو کہ بادشاہ مفسدون کو لیجا کر اپنا
سرپرست بنا دین پھر ہمسے کچھہ نہ ہوسکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ [illegible] تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا از راہ
مال اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا فقیر نبکرا [illegible] بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی۔ زبانی اون کے جنھون نے بچشم خود دیکھا
غرض بعد کتنی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہوکر کوٹھی موتی محل مین آئے دو تین دن کے بعد مرگئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے ازراہ تعقل کہتے تھے کہ ہماری
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہو بادشاہ
نے اونکا درماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی ذ بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بیت دعا مانگ مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد [illegible]
عذر بار دگر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ نا موافقت نواب مجاالدولہ سے اور
کم اتفاقی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوے جب مرگئے اونکی نعش بر سبیل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوے کئی لاکھ کے نوٹ گورمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوے اونکا
وصی داراب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا بھی [illegible]
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین خیر اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہوکر روانہ مشہد مقدس ہوئی ہزار روپے اوسے [illegible]

ہوے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاق
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دو اسار کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر تجدید آشنائی دلی سے کمر ہمت باندھ اور تنگ اپنا زمانہ دیکھا
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوے انجام کار خدا اونکے اس ارادہ
صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوے شمس الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید دم
لب ہے یہان سے نجات تاحین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید دزیر علیخان سمجھے ہوے تھی
اس مدت قیام کلکتے مین مزاج اقدس اعلی بسبب اختلاف آب وہوا و ترددات صبح و مسا
جادہ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ خبار گدھہ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو
کو کہا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بواسطہ
میجر صاحب بھاسب سے فرمایا چنانچہ مدفعات ۶ لاکھ پیسے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنو کو مع تحالیف
بیتے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جس طرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہر کس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیۂ
عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین ۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلی روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا ۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جس وقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی
عوارض عارضی سے قافلۂ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلی
ہوے وہین اب تک مجاور رہے انکو خزانہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
مین ہوتی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تدریج و
بفیض جود ہمت ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب رونگورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چھوکر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مرگیا اور ذات
شاہی کیواسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ بند در بند تھے مصلحت وقت سے منادالله
اگر اختیار مین بدمعاشان سرکار کے آنے بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور
بقاے نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے آگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے حاصہ طعام مین کیفیت آب سرخی اور زہر افسر اور گورہ ہر ایک کو نگس چشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی قتل وقمع خود انکی قید سے ہوئی ہے
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو
خدانخواستہ جو کچھ منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور یہی مشورہ تجویز ہوا اگر خداوند عادل کے
سے ہونے ندیا یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس ستمہاے زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ درماہہ
ملتا تھا اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوے اتفاقاً نحوست
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان رابیش بود حیرانی وہی تقرب بے تکلفی
باعث حجاب نظر رحمت ہوئی اور آثار و قراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا جوان
بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ یہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوے آخر مہینے
کی رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الک الدولہ مرزا کاظم
مسبوق الذکر پایہ تفوق پہ پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ سو مومنین محتاجین و اہل حاجت
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہنڈوی کلکتہ سے آتی تھی آخر بہت
دعا سو مومنین سے بادشاہ قلعہ رونق افروز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر بہ تخفیف یہ سب

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک نہیے امر خیر کا ہوا اور نواب مجاہد الدولہ کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو ۲۵ ہزار روپیہ انعام مرحمت ہوے تھے مگر اونھون نے نہ لیے موقوف بروقت رکھا بادشاہ نے اسے اتفاقاً ہر ایک کی مرضی پر رکھا مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلحاظ نیت اکمل سے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکتا رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ نہ اوٹھایا اور لکھنو مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی شادی کرنے لکھنؤ آنے بعد انفراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ و در کرشہ گانون وغیرہ لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشا قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سخی کی ناؤ پر دن چڑھتی ہے انسخی حبیب الدولہ کا ان کا سقا جب پر وگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشد آباد مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلا پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جس سے ہماری ساری فوج نے بغاوت پر کمر باندھی ۔ جواب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب کا خوانین نے لکھا غرض اسی حالت اضطرار دیاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پر سوار رہو کر چندن نگر فراسیس کی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت گرفتاری پیدا نہو گی اور بحری پرانکا تلاشی تھانہ دار آیا اوسے کچھ دیکر رضا مند کر دیا خلاصہ جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہانکے گورنر کے پاس جا کر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا ٹکٹ ملا امان پا کر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ۴ پہرے تلنگے کے تھے وہ بھی تیار ہوا پنی حد پر کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین ہم اوسے گرفتار کرکے لیجائینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا وگر لندن ہماری ولایت سے دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس آلات بیاض ربانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خائفون کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سب کو نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ❊ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تامین حیات صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا وہ کچھ کم نہ تھا سرکار نواب مرشد آباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رامپور چندروز کیواسطے گئے وہان کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نا اتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلی گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد ازواج پر سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر فدیث خان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سناچاہیے کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لباس مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب جاضر حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کالنجر حسب دستور ہونگے باقی کوئی اور صاحب سواے عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

۱۴۵ / ۳

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین
سوار ہو کر چلے جب گاڑی جناب عالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجا کر بہ تکلف
کرسیونپر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرۂ خاص
کی کس زبان سے بیان کیجائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا و غلبۂ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکۂ دوران
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی عدالت
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت بر جناب عالیہ
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوے جنرل صاحب آداب سلام زانوے ادب سے بجا لائے نذر دی پشت
دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
ہزادلی عہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادہ کے بیٹھے شروع کلام دریائے
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اوسکے بعد فرمایا میرے نو اولاد ہین بعض اونمین سے گہوارے سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۲ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کئی میم جا کر لے آئین جناب عالیہ نے اپنی گودی مین بٹھا لیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اوسمین پہنایا اتفاقاً وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتی ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت
کر کے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی بسبب ناساعدت
ایام نافرجام یہ تھی کہ صورت ملاقات بہ فردای قیامت ٹھہری بعد استراحت کے وہی میم نے

مشایعت گاڑی تک کی ۔

آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ ۔ چون روزہ دار گوش ہوش پر ہی کہ دفعتًہ اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کالشمس شائع ہوئی اور ایل شہر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا اور خاص و عام کو اس تلاطم سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سب انھین کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر مین اسیحالت بیکسی و بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے ۔ سن درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم حصول سلطنت کے دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو ہم اسکے مستحق ہن اوٹھین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرنس سے ہوکر از راہ مصر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے معہ و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج بھی بڑھی آخر ۲۴ تاریخ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع انتقال فرمایا اور سیتو تار برقی سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے تشریف لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے یہانسے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت اعزا رئیس شہر ہزار بلباس سیاہ ساتھ تھے ہو چند قدم جنرل صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہو ہزار ہا رعایا شہر پیادہ ساتھ تھی ہزارون ٹیم کو ڈھونیر

کاسے ردمال غم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی تھین رسفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی امکنہ
متبرکہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص وعام یہ سانحہ دیکھکر تاسف وافسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا ملکہ
حسرت وتاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو بلکہ بدل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ از راہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے لسے مناسب ومحبت
سمجھا نا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہماری طرف سے مظنہ
خلاف پیدا ہو لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ بموافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اسعرصہ مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴ برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی۔

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے
بیان کیا جاوے ایسی مصیبت عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر وشکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال عم نامدار چاہا مولوی مسیح الدین خان سے عرض کیا حضور
مالک ومختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اوسپر اور حاشیہ لگایا اگر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری
کی پیش کی اور ۲۰ ہزار روپیہ عین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت بھی
دستخط خاص مزین ہوئی کہ امور سفارت مین تمھین اختیار بدولت نے دیا ہے مرزا ولیعہد سے

ناگوار خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر اونسے ملاقات چاہی اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے بذریعہ تار برقی اس صلاح کو پوچھئے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولویصاحب نے عرضحال مرزا ولیعہد بہادر بشخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم حسن سلطنت کے متوسل قدیم ہین فیمابین انکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نہ کرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کردیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ بیشتر اسکے ہر روز مرزا ولیعہد ہوا کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اوسدن سے جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہو داخل مصر ہوے اور ولایت سے سب متروکہ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیونکا لباس اپنے واسطے رکھہ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھہ بھیجا کہ ابھی آپ مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا نہو خدانخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین پہونچکر حفاظت صاحبان عالیشان مین ہوجائین اس جہت سے وہین چندے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہورہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کیواسطے کہ بظاہر فقط بھروسا خدا پر تھا یہ سمجھے تھے کہ یہ امر محض ازراہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے صبر بے بسی بے اختیاری کا حال تو ظاہر ہے کبھی اختیار وحکومت مین کسیطرح کا خیال یا منظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین گذرا اس مین بھی کچھ مصلحت جناب باری تھی اور فوج باغی سے کچھہ دور نہ تھا کہ مثل دلی یا لکھنؤ انکے واسطے بھی کچھ کرتی اگرچہ اسباب ایسے ہوسکتے تھے مگر تقدیر نے بچایا خلاصہ دعا نظلومان درجہ اجابت

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۷ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہوکر کوٹھی مذکور میں رونق افروز ہوئے اوس دن بھی عجب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۱۲ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تار برقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید تقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تار برقیہ سے
تصدیق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوئے مورد عنایات
خسروانی ہوئے پھر لکھنو اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷ - ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوئے ۶ ہزار روپیہ عنایت ہوئے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب وہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے -

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابنائے جنس بواسطۂ نواب معشوق محل صاحبہ
مطلب برآری پر ۳ لاکھہ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل خیال
مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جنہنے یہ جعل کیا ہواسے سرکار سے سزائے
سنگین ملے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا ہے اسکی
تقصیر تدارک وہ ہے اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوئے اور وہ نوٹ پھر گیا -
بادشاہ نے قلعہ میں بہ سبب تکلیف خرچ معرفت میجر بر صاحب ۶ لاکھہ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھہ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا در پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور بحساب شاہی ابتدائے عملداری سرکار چاہتے تھا غرض بادشاہ نے
یہ جبر عطیۂ سرکار بھی قبول کیا اور اس لاکھہ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و فضول ہونے پائے کسواسطے کہ باغشتہ تکلیف بادشاہ ہو کا میجر صاحب
اسکے مہتمم رہین مگر بادشاہ نے اسباب مین محبت نامہ بہت شدومد سے بھیجا آخر محول مرضی
مبارک پر رہا اسکا انجام کار بھی منشی صفدر کے اہتمام سے کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور آئندہ کو اسکا سد باب کردیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی میر علیخان مقرر ہوئے بہت

غنیمت ہوا وگرنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہوجاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے مداخل ومخارج پر خود
متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل تذکور زبانی مفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے کہ
ایکدن میجر صاحب تشریف لائے بر سبیل تذکور پہلے کہا آج سے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر
داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برجیس قدر کو امان دیتے
ہین ۱۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ جبا لیجا لیا اور ۴ لاکھ نانہارا کا مقرر کرتے ہین
چاہیے کہ اسپر راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھ ادھر سے نہ آیا
دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آ کے قید ہو
جاتا ہے اور سب طرح سے برباد ہوا اسکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے
اسقدر انصاف شرطی جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہین کہ مرزا برجیس قدر اپنے
حال پر روتے ہین اور منتی لکھنؤ مین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اونکے
پاس سے آئے ہین امرا ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے
کہ صوبہ عظیم آباد دمبنت دیتے ہین مصالحہ کیجیے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا
علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے دینے کہے تھے
اوسمین قید حین حیات نہ تھی لیکن اب سب خرابی و بربادی کے بیان آپکو پاس آئے ہے
یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت مسلا بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح
سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے دہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان
پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا
ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدۂ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف
کیا اور تجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور نیدرہ کرور کی نالس پارلیمنٹ
مین چاہتے ہین جسکا سود ۴ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے دلش کرور بابت قرضہ زمان ماضی
حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر دعوے پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے اور

مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا
انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷۔ ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ع ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین
جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید سمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے
بے قرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی بعد
سفر بہ نوائے مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان
کے یہ بھی بالغرض کالکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھا [illegible]
مصلح السلطان نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنارہ دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے
جتنے مسافر تھے سب اتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دس بجے جہاز سے مرزا
محمد عسکری خان کی کشتی کرائے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے
جنرل کے صاحبزادون نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال
محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوکر سواری
سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے
بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی دن
شام اپنے خاص محل مین داخل ہوئے صحیح گئے سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین
لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا
نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص حیدر
بہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے
اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا متروکہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ
کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر رہتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ از راہ
اطاعت تامل کرتے ہین گفتگوی زبان انگریزی سے بسبب مغایرت صاحبان [illegible] ہوگئی ہے سمجھ صاحب

انکے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی المجلہ کچہ خلاف دستور پیش آئے تھے مقفول گیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی دانا کا
وبجہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہو
فواکہات پر اکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف
متوجہ نہوے حالانکہ اکثر غربا وہان کے خالی نہین پھرے ہین مثل میر حسن علی لندنی یا ہوتی
محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہوگئے ہین لکھنو سے پہلے نیل جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے
بعد میر عبد العلی جالیسی خلیل مرزا محمد علی خطرت میر حسن علی یہ زمان سابق کا حال ہے کہ
۶ جہاز سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ
ریل و جہاز دخانی سے رہگئی ہے اور غالب ہے چندروز مین اس سے بھی کم مسافت رہجاے
مگر ان سب جانیوالون سے راجہ رام موہن راے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
مین ایسا کوئی ہمین اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کر سکتے
تھے ہنود مین ستی ہونا انھین کی بدولت موقوف ہوا بموجب شاستر ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہوکر گئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت علاج بادشاہ کے واسطے
نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے جب ملک فرنس مین گئے مرگئے اور یہ امر خود اپنی
نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سی ریلب صاحب کی کتاب

مشہور ہی کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھی اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھی اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو
قید ترکمان سی نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا اسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئی تا اینکہ نوبت سلطنت
پہونچی خواب مین جناب سوئخدا نے ۲۳ خرمی انھین عنایت فرمائی وہی ۲۳ سلطنت تھی جبکہ خاتمہ
ہوا رطب نتھی وہ شاداب ابتدا سے انتہا تک رہتی ہین اور خرما پہلے شاداب پھر خشک ہو جاتا ہی اور [illegible]

سوائے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح ثواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین -
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبہ شاہجہان آباد دہلی ۲۴۰ میل کا طول
اور تقریباً ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق -
مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور موافق تحقیق ابو الفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگ او جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین -
۸ سرکارین ہین - دلی بداون کمون - سنبھل - سہارنپور ریواڑی حصار فیروزآباد
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۱۶-۸-۴۹۶۵
۸۲ بیگہہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵-۱۰-۶۱۰-۱-۶۰ دام -
سنہ ۱۸۱۴ء مطابق سنہ ۱۲۳۰ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شہر کی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق رئیسان
متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی - راجہ الور - راجہ بھرت پور اور اور حکام کی
ریاستین جو بالفعل خود مختار مگر با طاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھ وغیرہ پیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع
اور حایل مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک رہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند
سہارنپور انوپ شہر میرٹھ - حصار سرہند - پٹیالہ - بداؤن اور ضلع حال کمون جو قریب ۹۰
میل طول اسیطرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے اس صوبے کے آدمی جٹ بقصو
رورآ اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھ وغیرہ ملے ہوے ہین اور قدیم شہر دلی تقریباً
۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۶۳۱ء مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ کنارہ جانب غرب دریاے
جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اسکے دروازے عالیشان

سنگی ہین مابین شہر و دبازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان
بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فساد
عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہر چند سارے شہر کے بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ
ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور
ایک میل ہی جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریا جس سے کرنال
سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دو دوران مداخلت افغان اور ایرانیوں
تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی سنہ ۱۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ سرکار نے
پھر اوسے صاف و درست کردیا جسکا آجتک چشمۂ فیض جاری ہی سارا شہر اور اطراف سرسبز و
شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین - غرض بلد شمالی ۲۸ ۴۰ -
۳ م - طول بلد شرقی ۷۷ - ۹ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے -

دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام سنہ بنیاد اسکی ابتدا سنہ [illegible]ھ سنہ ۱۰۱۱ء مطابق
سنہ [illegible]ھ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے اسے لیکر غارت کیا لیکن بعد
عہد و میثاق پھر راجہ کو واگذاشت کردیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے
شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکر کشی شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ
بادشاہ شمالی و مغربی ہندوستان کو بربادی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک تغلبندی د[illegible]

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین ہنچیا	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۲۹
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۵
۶	بیرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲[illegible]۴۲

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصر الدین	۶۶۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۳۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۳۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابو بکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۸
۱۹	ناصر الدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت مین تیمور لنگ نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ عبور دریاے اٹک کیا دلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق سنہ ۸۰۸ھ مین تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن مین انتقال کیا۔

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمود شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۲۳
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

ان دونون سلطنت مین ریاستین ہندوستان کی منقسم ہوئین کسواسطے کہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الا
اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے انداہ سرکشی اطاعت بادشاہ دہلی کرنے لگے
فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہوگیا
سلطنت سے اسکا انتظام نہوسکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تئین کر دست زیادہ
روپیہ جمع کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا
پرگنہ یا فوجداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین بتشریح ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین

۷ سکندر دین لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ سے	۹۲۲	۱۵۱۶

۱۵۲۶ء مطابق سنہ ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے
دلی کو لے لیا بس ابتداے سلطنت مغلیہ چغتہ شروع ہوئی۔

۱ ظہیرالدین محمد بابر ۹ - جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۲۷ سال ۹۳۶ - ۲۵		
۲ نصیرالدین محمد ہمایون ۲۸ - جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
شیرشاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ - فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبرآباد مین انتقال	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابوالفضل
تھا جو ۴۴ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر ۱۷ - اکتوبر ۲۳	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
۶ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۲۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۲۱ فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

شاہ عالم اکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱۔جنوری سلطنت سے خارج ہو کر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱۔جنوری مارا گیا ۷ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۸۔جنوری۔ طفل ۴ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲۔اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا

نادرشاہ ۹۔مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۳ھ داخل شہر دلی ہوا۔ ۴۔اپریل بعد

قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴۔ ابوالنصر احمد شاہ ۲۰۔اپریل ۶ سال۔ ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندھے ہو گئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۴

۱۵۔ عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹۔نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷۔ جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوئے کو رہے ہو ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت

کیا بعد کئی مہینہ کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۷۰۰۔ ۱۱۸۴ تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیک صاحب

۱۱- ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲- ماہ مذکور لود اخل شہر ہوئے جب سے آجتک صوبہ مذکور اختیار و دحکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ فساد و تدبی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۸ ابوالناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳- دسمبر ۳۴	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۹ ابوالمظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس	۱۲۵۷	۱۸۴۰
مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵- صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے	۱۲۶۵	۱۸۴۹
انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار	۱۲۷۹	۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت - امیر تیمور امیر طراغاز اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت - ۲۵ شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء -
محل ولادت مقام جلوس - شہر مرو ارخطلش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس - ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس - ۲۲ - شوال ۷۷۱ھ چہار شنبہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات - تپ محرقہ ۷ یوم ۱۷ - شعبان ۸۰۷ھ چہار شنبہ ۱۴۰۵ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند - ۷۱ سال ۱۱ شہر - ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر - ۲۵ یوم -

۲- نام ولدیت - جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت - پنجشنبہ ۱۴ - ربیع الثانی ۷۶۵ - ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس - میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات - ۱۷ - شعبان ۸۰۷ ۱۳۷۵ ورشکر مرزا

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۴۳ ۳۲

۳ - سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ۔
۲ - ذیحجہ ۷۹۹ھ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند۔ تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۰۹ھ ۱۴۰۶ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خطکش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴ - سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۲ - رجب ۸۳۰ ۱۴۱۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰ - ذیحجہ ۸۵۵ - ۱۴۵۱ -
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - درجنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲ - رجب ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵ - عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰ - ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند -
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲ - رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوترخانہ افتادہ مرد ۱۴ - رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶ - ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶ - محرم ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء ولایت فرجانہ خطکش -
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ سہ شنبہ ۵ رمضان ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶ - جمادی الاول ۹۳۷ - ۱۵۳۰ - کابل

۱۴۸۵ - مدت عمر مدت سلطنت - ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷ - بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی -

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۴ ۱ ذیقعدہ ۹۰۲ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۲۳ - ۴۶ - ۶ - جمادی الثانی ۹۳۷ ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - مقبرۂ ہمایون دہلی ۹ ۴۹ ۴ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸ - محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ - رجب ۹۴۹ - ۱۵۴۲ - امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۲ - ربیع الثانی

۹۶۳ - ۱۵۵۵ - کلانور -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضۂ جسمانی ۱۲ - جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت - ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۱ ۹۲

۹ - نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی -

۷ - ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ - فتحپور سیکری - اکبرآباد -

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۷ ۲۳ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ - صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت - ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰ - محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور - پنجشنبہ سلخ ربیع الاول -

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲ - جمادی الاول ۱۶۲۷ - ۱۰۳۷ -

مرض الموت ۔ وفات ۔ محل دفن ۔ مدت عمر ۔ مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶۔ رجب دوشنبہ ۱۱۶۷۔ ۱۷۵۳۔ اکبر آباد۔ روضہ تاج گنج

۶۷ ۶۴ ۲۰ ۴۲

۱۱۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی ۔

۲۵۔ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸۔ صوبۂ گجرات نواح اکبر آباد۔

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی ۔ جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۹ ۱۱ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرۂ زین العابدین شاہ

۹۰ ۲ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸۔

۱۲۔ اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲۔ شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶ ۔ ۴۔ ذیحجہ ۱۱۱۸۔ ۱۷۰۶ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شدہ ۔ ربیع الاول

۱۱۱۹ ۱۷۰۷۔ مقبرۂ ہمایون بادشاہ دہلی ۔

۵۵ ۶۷ + ۳۔ شہر ۱۰

۱۳۔ بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۴۳ دکن کابل

۱۰۲۶۷۵۔ محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴۔ معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۲ ۱۷ فرخ سیر در قید کشت ۔

۲۹۔ محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ + ۱۱ ۵

۱۵۔ فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرۂ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبر آباد

۲۶ ۱۱ ۲۳ ۳ ۲۳ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت ۔

۹ - رجب ۱۱۳۱ - ۱۷۱۵ - مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۳ ۹۲ ۳ ۹۳ -

۱۶ - ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات -

۱۷ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد -

۴۷ ۶ ۲۳ ۹ - ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۱۷۲۶ - تپ محرق ۱۹ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷ - رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد - اکبرآباد -

۲۴۷ + ۶ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرۂ ہمایون

۴۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۳ ۲۸ -

۱۸ - روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۴ - ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - کھراولی موضع اکبرآباد ۸ کردہ ۱۷ ۴۷

۱۷ - ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ -

عارضۂ جسمانی ۲۷ - ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ درگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۴۱ ۲۹ ۱ ۱۰ -

۱۹ - ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷ - ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت -

۲۲ ۴ ۱۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ - شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰ -

۲۰ - محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ عرش منزل -

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ - صوبۂ ملتان دہلی -

۶۸ ۱۰ ۱۰ - شعبان ۱۱۶۷ - ۷۵۴

از قلعۂ فیروزآباد افتادہ مرد ۸ - ربیع الثانی ۱۱۷۳ - ۱۷۵۹ -

مقبرۂ ہمایون ۴۷۲ ۱۷ ۸۰۵ .

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲- جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی

کھتولی متصل عظیم آباد ۴۳ + ۳-۴- جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-

عارضۂ جسمانی ۷- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۴۶ ۸ ۴۸ ۴۳ ۳-

۲۲- ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸- رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- ریان مکن پور- دار الخلافت شاہجہان آباد-

۴۸ ۹۱ ۷- رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال و ورم ۷- جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۲ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم
سن ابتدا سے ۷۷۱ھ و ۱۳۶۹ء تا نہایت سنہ ۱۲۷۹ھ و سنہ ۱۸۶۲ء
مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں-

پانچوان باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد کا خاتمہ اور مرزا ابو المظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال زبانی رئیسان شہر آنجا

ہر صاحب ضلع نے احوال فساد بلوہ کے جو جہاں ہوا لکھوا لیے چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس مؤلف کتاب نے بھی مشمول فساد لکھنو رؤسا شہر

سے دریافت کرکے لکھا ہے ہر گلے را رنگ. و بوے دیگر است +

تمام ہندوستان مین دو معرکے عظیم بلوۂ فساد ناگہانی کے ہوے ایک دلی اور لکھنؤ کس واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہین اور نہین ہوا ہرچند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہو قتل عام نادرشاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اون کارتوس مین چربی سوّر اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل یہ مادہ فاسد چھاؤنی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبا عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ذکر ایک دن چھاؤنی کے دو تلنگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہو کر کچھ سخت سست کہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان بوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹوگے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہے اسی عرصے مین دو اور سپاہی چھاؤنی کے آگئے رفع شر ہو گیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ مین سپاہیونکو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ ایسا خلاف ہو تو خجالت ہو گی پس جب خوب ثابت ہو گیا کہ فی الحقیقت دونون چربی کی لگی ہین اسے سراسر خلاف مذہب واجب سمجھکر باخفا ہر چھاؤنی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا باتفاق سب نے شکر انکار کیا اور مستعد فساد ہو چنانچہ برگیڈیر چھاؤنی مین پریڈ کر کے حکم تعمیل جدید کارتوس کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سرکار کا نمک کھایا سرفروشی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لاینگے اتفاقاً کماندر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کر سکے۔

نوک کی پلٹن کی ۵ کمپنی جنٹ گاڈن ۱۹ رہ۔ اس چھاؤنی مین تھی اونسے اسی اسلحہ حرب کا پیر

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا اسکے بعد ۲ پلٹن بدلے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین فرصت وقت پا نا انکو سزا دینا تا اور ونکو عبرت ہو جاوے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے چلے وہ اپنی ہوشمندانی سے غافل نرہے یعنی اگر کوئی ہمارا اسمر پست مستحق ریاست ٹھہرے تو فساد یا تفاق کردیجیے لیکن سب نے جواب صاف پایا جب یہ خدشۂ فساد سرکار کو ہوا قلعۂ کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوقین گورے کو رہنے دیے اور بادشاہ کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دہلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے اب اوس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۱۵سو گز پر اوسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ آپ ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گندہ بروزہ گاے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی تصریح سرکارین کی اور لکھی منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استیصال کریگی۔

خلاصہ جب چھاؤنی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالۂ ترکسوار کو حکم کارتوس کے کاٹنے کا دیا یا تفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا اکیدن چاہا کہ سبکو توپ سے اڑادین اتفاقاً جب رسالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ یہ دیر نہ ٹھہرنا سیدھے چلے جانا نہین حکم قطعی ہو چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت وخاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ دار نطفہ حرام سب سے اشتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر کئی سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد دمغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کیجیے پھر سب درست ہو جائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پیڈ پرانے دانت سے کارتوس کاٹکر سبکو دکھایا تاکہ سب پر حجت تمام ہو سمھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکلگیا ہے اوس وقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانؤن مین بیڑی ڈالدو صاحب جیلخانے نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑی تیار نہین - اور کہنے لگا معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوتی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ کی کاٹ کر پہنا دو - بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ فکر نہ ہوئی

۹ - مئی روز شنبہ ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ پابجولان پریڈ پر لاؤ بذلت تا اورونکو عبرت ہوا اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیران اس صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو گالیان دیکر غیرت دلائی اور خوب نون مرچین لگاکر مردنا یا اکثرونکے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تین مرد بنایا ہے واے تم پر یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ - ماہ مبارک بعد دو پہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے کے تیسرے ترپ نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت اور بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پلٹن رئفل گورہ ۵ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت متحیر اور متعجب ہوے کہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ یہ شام تک ہنگامۂ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال - عورات بے گناہ یا سب عیسائی عبا نا قتل کیا پھر دونون پلٹن پہلی بیسوین اون سٹ - گیارھوین سوارون کے شریک ہوتین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے بازار مین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ماحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا سے موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازون کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس منیرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب مخمور بھی چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بد اقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعۃً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین سمن برج کی جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھاینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کئے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاؤنی وزیر آباد اور راجپور مین لیگیا اور تینون پلٹن ماہ رن سٹ و انٹیمر والے اپنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین ۹ بجے بادشاہ نے قلعہ محلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر و ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترک سوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون بنگلے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب کے سب غل مچاکر دہائی ہے اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس مختان وکیل شاہ یہ تینون تسبیح خانے مین آئے سوارونکو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم کے قتل کو آئے ہین کپتان نے از راہ جراءت چاہا دروازہ کھول اونھین جواب دے مگر ان دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایاے شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمن الدولہ سائمن فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر اور ریصاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثناے راہ مین اوس رات کی چٹھی کو پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ اندر میگزین کو جلد لاؤ انھون نے دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ کارتوس سرکار سے گنگر ملتے تھے اسوقت کہان ۔

اس عرصے مین سوار جابجا متفرق ہوکر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھرتے تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان وہان تھا کھولدیا بیس دفعۃً سوار داخل قلعہ ہوے دریاگنج کے چھاؤنی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی اور رہ مین قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھے اونھون نے ان چارون صاحبون کو مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری گر پڑے عبدالقادر خان ولایتی مرد سوداگر ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر دیے میگزین مین صاحب مع اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی داراشکوہ مین جمع ہو گئے تھے سوارون نے دریاگنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے سنگ ریزے بھر کر میگزین پر مارے صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا لیکر لال پہاڑ کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکال دیا آگ دیکر سب کو اڑا دیا اونمین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب لوگون کے ہاتھ سے بذلت مارے جائین لیکن فصیل شہر
جو فیما بین میگزین اور دریا تھی پانسو تماشائین اوسپر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے
آسمان مین پتنگے ہوکر اڑے اور یہ سب چارسو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جاکر اسلحہ حرب
لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے
صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوائے آسمانی چھوڑی دونون سوارون نے زیر تیغ دھر لیا اس عرصے مین
لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان شکیف صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ شہر سے
بھاگ کر گنج مین پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ کیا
افسران توپخانہ اور ساپٹ کی پلٹن کے بیشتر یا بعض سمت کرنال پانی پت اگرہ چلے گئے اس
عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہرطرف صاحبون کی تلاش مین
دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲
لاکھ روپیہ تھا وے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے گھر مین
چھپ رہا شہر کے تھانونکو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین
توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شاہ زینت
محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم
بادشاہ شہر مین منادی امن وامان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوال شہر کرکے داخل
قلعہ ہوا اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہوکر دیوان خاص و
عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہو کے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر نہ پاس
فوج ہے میرے پاس پھر کیون میرے پاس آتے ہو گوالیار جیپور حیدرآباد کشمیر جاؤ وہان
یہ تینون چیزین ہین انھین پاس چھ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا
معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون
سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کرکے
استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوئے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا بجاے کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنیٹر ماپٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبد اللہ کرنل پلٹن الکزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈھو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ زوال اس سانحہ کا تخیز پہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷ ماہ مبارک ۱۲۷۴ھ بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ لوٹن صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مانزہ کیا ہے آمادہ جدال و قتال ہے اور مال و دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اوسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپ کر جا بجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸ ماہ مبارک تک ۵۲ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو اب تک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگمصاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان دونو پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن اوٹھالین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے بمجبوری قرآن اوٹھاکر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہو گئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین حوالہ کرتے ناچار گھبراتے بادشاہ کو عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تھا نا آخر ادن اسیر ونکو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون ترپولیون لاہوری
دروازہ قلعہ اور نقارخانہ دیوان خاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرادیا اس مجمع مین ایک شخص
اہل شہر سے بھی مارا گیا بعد نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو تہ
خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور تھے رہ رہے تھے اونکو پکڑ کر توپ سے اوڑا دیا اور شاہزادے
جنکو اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی لوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ
کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹۔ تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون نے باتہام سازش
انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھہ اسباب کوٹھی کا
لیکر میر صاحب کو قید کرکے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ
وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی۔
وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے کہیں العبد قیل و قال
فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم
بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبحکو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین
اس عرصے مین ۵ کمپنی سائپرس مینرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی اگ جو میگزین مین لگی
تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵۔ لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر
سب بان کو ٹیل مجنون سے نکالکر کوٹھہ جو راجبور مین رکھدو۔

فورث صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو ہر سر وگرہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ
نے شاہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار
۲۔ رسالے جا کر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۲ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔
اب رعایائے شہر سے سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دیتے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نوبت
بکشت و خون پہونچی اسمین ایک ترپ ملازم مہاراجہ جیاجی راو سندھیہ آکر ملازم ہوا اوسکی
حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور دارد ہلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے
رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کرکے [illegible] کو ماہوار

بھیجے میر نواب نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی پلٹن کے افسر تھے رہتک کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۲۹ - کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمۂ اسلام ظاہری چھوڑ دادیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے مسجد جامع کے جوتے والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد ماربیٹ کے تلنگونکو کوتوالی مین قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا۔

خلاصہ صاحبان فوج ولطاست اور میم ایسے وقت وفتنہ ناگہانی مین لاچار پریشان بیہوش وبیحواس سراسیمہ ومضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس تہ ولیدہ پابرہنہ افتان وخیزان راہی چھاونی کرنال آگرہ ہوے اور جنکے پانون مین زنجیر اجل پڑگئی تھی چھاونی مین شہر کی گلیون مین جابجا اکثر محلون مین چھپ رہے تھے شہر سے نہ جاسکے اونھین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا کئی میم نورسیدہ سبت قابل ہوکر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح وتفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اوسکا کسطرح سے بیان کیجیے سراسر حیرت وتنبہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ وطایفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت دیگر قصاری سلطنت بنی امیہ دور رہا تھا اخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اونھین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوئی بن پڑنا شرط ہے۔

عید کو بادشاہ سوار ہوکر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور روسا شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اطراف کی ند

سننے لگے اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا سے فوج انگریزی
آپہونچی بس بل چل پڑ گئی شاہزادے داخل قلعہ ہوئے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر
قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب
تفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر
گئے سوائے منبر اور اسباب چاء پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہگیا
تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کمہار وے کا کرتہ پہنے
سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا پشت خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال
پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانے بادشاہ سے خبر کی
حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین حما راجہ پکہاری کا ہون تب سے سیاحت اختیار کی ہے
راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا
تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا تو ملنگ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا
یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ نے
لوگون سے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہون
تو مین سچا ہون انکا بدن و رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاقو سے صاحب کی
جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے
فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے ان کو
لیگیا قدسیا باغ مین لائے جہان توپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان فقیر نے چاہا کہ مین دیکھا دون سپاہ نے
تھاما آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا،

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر کو کوچ ہیدن ہوئی
پڑی ہے اس عرصے مین کوئل سے بھی ۵ کمپنی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوس وقت
شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کیطرف انگریزیسے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس اجماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہوچکے ہین کیونکر یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس عرصے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزون کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو کمانڈر انچیف ہوے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کردیا شام تک اسی لڑائی کی تدبیرون مین رہے چوتھے دن صبحکو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے سیوبجکے حکم دیا کہ شہر مین جہان ہل باؤ لے آؤ بعد اسکے تین بڑی توپین ہ۔ اسیی نصف فوج کو روانہ کیا پھر ون رہی ندی کے اس پار لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے ایک اسیی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ جو اس باختہ پھر آئی لیکن پلٹن سائپرس مینرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر اسیا مارا کہ بیٹی بارود تا رہی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کو گئی فوج انگریزی نے دفعتہً دھاوا کیا تینون توپون مین کیلین ٹھوک کر نکمہ کردیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور فوج باغی شہر کو پھر آئی۔ اس لڑائی مین تھوڑے سے زخمی ہوے باقی جان سے گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بیچے باقی ہلاک ہوے۔

کمانڈر انچیف انسن صاحب نیاو رشملے سے داخل چھاؤنی کرنال ہوے اور حکم فوج کے لام باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھاکر مر گئے اب یہان داخلہ فوج باغی ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن لوکیر نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ مع خزانہ چار لاکھ روپیہ پانسی سے اور ریاست شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور یہ سب خزانہ ۷ الاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ مائر ابے اسلحہ حرب آکر شریک باغیون کے ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر کیا جابجا تھانے اور پرتھندار بٹھائے اور فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا۔

۸ - تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آ پہونچی یہان بھی فوج گئی پہلے استحکام فصیل شہر کیواسطے توپین مارین اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آ پہونچا جسنے راہ مین کپتان ہیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ - تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر کے باہر گئے بتجویز مورچال پہلے قریب باغ شالہ مار دیا غ جنرل اختر لونی صاحب مورچے قائم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراو رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی -

۱۴ - تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو معرکہ جنگ درپیش ہے ہمنے فی سبیل اللہ کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولی نہ مارین یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے تہ کار سے بھی آگاہ نہ کیا قضا نے سب کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی ائی پور سے سرائے بادلی پر پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورونکا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر نمود ہوئے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آ پہونچے جنھون نے جوابدیا کہ بسم اللہ جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہ برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین مرگئے باقی موافق قاعدہ پسپا ہو کر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر اکر اپنا مورچہ قائم کیا اور ۱۷ - توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن جنرل فوج نے مناسب نجانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب المورے دروازے کے توپ مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام پھر آتے تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی اور رات کو نہر اوسوقت راہ گھاٹی کی بند کردیتے تھے صبحکو وہی فوج انگریزی برابر کھولدیتی اس عرصے مین کمپ نصیر آباد دو پلٹن دو میگزین ایک توپخانہ اپنی تین سو ترکسوار جودھپور لشکر سے پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر اکر اوس مین سے نصف نقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو سرائے بادلی تک گئے ۶ روز لڑ بھڑ کر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محال کیا پھر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی مٹھائی
کے پل پر پہونچی رسد بند کی اوسوقت مینھ شدت سے برسنے لگا میگزین اور اوقدر بچا تھا
تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر یہی کمپ لڑا اور پھر
کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کمپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ
بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اسی بریلی بعد قتل و غارت اور مسند نشینی
خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین یا بوگڑھ سے پانسو چھکڑے لے لیے تھے بادشاہ سے
ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا
اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد پیش سے آکر جمع ہوے
تھے تقریباً ۶ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن
جب مولوی نے تصرف و غبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس حیثیت
سے کہ خود افسر کل کیا گیا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل رسوا
شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین افسر
ہی اس لوٹے مین فوج انگریزی دمدمہ فریزر صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا بڑی توپین
لگائین جب بخت خان مستعد ہو کر چلا مٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے
نہ پایا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳ توپین ۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ
جو کپتان کہلاتا تھا آیا انکے دن یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالدار لیتا نہری پایا اوستر جنرل کی کمی
مین پہونچا اونکی میم کو مارا صد بار لوٹکر پھر آیا کہتے ہین اسی طعن تشنیع کی غیرت سے وہ جنرل زہر کھا کر مر گیا
کمشنر نیمچ ۶ ہزار سوار و پیدل ۱۲ توپ ... ۶ کمپنی کے اور ۶ الور کے راجہ سے لی تھین
ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور کے مع افسران غوث محمد خان ہرانگہ سندری سنگھ
وزیر نواب الہ داد بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ رئیس کا مونہ قوم راجپوت تھی ہزار سوار

سپاہی لیکر آتے شرفیاب ملازمت شاہی ہوتے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا
کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار جنگی ۵۔ توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگزین
شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین اور
باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا۔

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اور ہزار نام دلی کھودا اور بادشاہ
کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی و خودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لباس
گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص آنا لگا۔ اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو سازو نوافقت انگریز دل سے ہو گیا
تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز
کیا کہ علی پور کی چھاونی کے پیچھے سے اور ہرطرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کرکے بھاری
کوسے لین اس جہت سے کنپ نیچ اور بخت خان نجف گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر
وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل دجیل کے اوسطرف جا کر ٹھہرا رات کو ہاڈسن
صاحب ۳ رپلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸۔ توپین ملغار سے لیکر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا
اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ شل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ نیچ کی توپین جھیل کی
دلدل مین پھنسکر بیکار ہوگئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ کے
مجروح و مقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد ہزار خرابی افتان و خیزان شہر مین پہونچے اور
ہر روز مثل ٹوپی کے باروت بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲۔ یا ۳ من کا تھا اور ہر روز
کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی شام کو باروت طیار کرکے داخل قلعہ کر دیتے

ایکدن جہان باروت بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اور
ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو ظن سازش حکیم احسن اللہ خان
کا صاحبان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہوگیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے
اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً
اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ
تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے بڑھینگے تو ہم جانے نہ د

ورنہ سب مارے جاوینگے اسوقت مصلحت بہتر یہی ہے بادشاہ یہان سے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند ہوگئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ پیغمبر صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرون نکو طلب فرمایا فوج
جمع ہوکر در شاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بیصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل مجبورون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔ تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی امر
مین دخل نہ کیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لیگئی اور تجسس اسباب لوٹ کا کرکے جقدر مل سکا وہ دیدیا
اس عرصے مین عرائض رئیسان قرب و جوار مثل مقام جھجر وغیرہ با وصف سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایکسو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت و صلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی وحاکم مستعار بدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلی ایکسو ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ و ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت و خطاب صوبہ داری ملک
کٹھر گذری چنانچہ خلعت و خطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اناث جناب عالیہ ذیحجہ مین ۱۲۷۳ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہان پور۔ بریلی۔ مراد آباد وغیرہ بہزار
خرابی طی مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم ۱۲۷۴ھ شاہدرہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن و امان نہ تھا دو تین جگہ نوبت کشت و خون ہوئی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہوگیا تھا
اور بمنزلہ بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمانہ قدیم دیکھا اور انتظامی حکام جدید کی حد سے

زیادہ ہوگئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی مفرول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور سازو موافقت و ایسن صاحب پر برانگیختہ کیا اگرچہ از راہ مآل اندیشی معرکہ
دلی کو بازیچہ طفلان سمجھا یا سفیر نے بمقتضائے اپنی شرافت نمانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون
امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے جب جہان
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے
چلے گئے کیا باد اہم دونون طرف سے جاتے ہین ۔
خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب آغا حسین لڈل صاحب و معرفت حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلکتہ تھا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ و ضرور ... ان نواب نجف خان کے
نواب کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوئے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلگشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ معروضات کرین کہ حال لکھنؤ
سے خوب واقف ہین پندرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہزار مشقت رخصت کیا صبح کو خلعت شاہی مصحوب خاصہ
اردلی لایا دو ہزار منت و سماجت پچاس دیگر گلو خلاصی پائی بوجہ سب اہل دنیا منتظر تھے
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلکر دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوا
دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان فرح جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کی واسطے سے بہ تدبیر سفیر کی
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان دس
اشخاص مشخصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دو شالے کا کرتہ گلے مین عبا سفید دو
آداب سلام بجا لائے عرضداشت گذرانی فرمایا کہ ہمین حقیقت کا نام شاہی اس مین مضمون علی نام لکھا تھا
عرض کی خلاف آداب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور بکمال شفقت سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمین تاج بخشی کی یہ آداب بجا لاؤ اکیس
اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل تھا کو دیگر رخصت ہوئے اور اپنی یادہی
قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیر مین
گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوئے بعض نے
کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبری
شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان
بنک اور گرجہ پہونچے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایاے شہر و قلعہ کو
کسیطرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین
بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزون کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ مین
جاکر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کنپ
بخ و بریلی صوبہ دار افسر بخش اللہ خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار
خرابی لکھنؤ پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بیچے دیگر اہلکاران نو دولت
سے جان نہ بچی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک روبکاری مین رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے
بچ گئے دیگر نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کلہ اجل کھائین اور یہ سفیر ہو کر بچ جائین

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہو تلنگے چھ یومیہ سے مایوس ہو کر برخاستہ خاطر ہوے اور لکھنؤ کی خبر تسلط سنکر مستعد روانگی ہوے سوارون نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر جا طرف جا پیشہ قزاقی اور راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑائی مین تندہی کرنی چھوڑ دی تھی عداوت بارود حیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان نسبت ہر ایک کے کرتے تھے رات کو کسی نے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسیطرح کے عیب و مہلت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ بھر احتیاج توپ

کی ملیٹن مین نہ ہے حالانکہ اوس پر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جب مفسدون نے یہ فساد اور آگ لگائی
ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دخل ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوے تلنگون
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کا ممد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دینگے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے وگرنہ پیشتر اسکے کسیکا ایسا
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسیطرح
سے نہ بچیگی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوے کس واسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت چلا کر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین مجالس عزا باہر کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف
کرا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے
اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد [illegible]
اس ہنگامہ مین مجالس عشرہ بدستور کیے گئے۔

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲۰ لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور مورچہ نمبر ۱۵ شوال سے ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرے برستے
رہے آپسمین ایکساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵۰ سے زیادہ مجروح و مقتول
نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶۰ توپ برابر دونو طرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزارہا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہو گئے تھے
اس مدت جہاد مین اشتہار بہ اغواے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھی کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ پتیالہ نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہو کہ ہمیں انصار کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ سیہ دستی نہو و مگر بخت خان کب مانتا تھا اونھیں جھڑک دیا کہ تم سے ساز نصاریٰ ہمیں جانا او سیتوا اوسکے سر پر مہر کرکے روانہ کرا دی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہوگئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ بہر صورت مجبور وبے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روئداد دوشنبہ ۱۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا نکلسن صاحب جو بہت شجاع تھے سا ہوا شہادت پائی کیپ کے پل سے فوج انگریزی نے کمپ نصیر آباد پر یورش کی توپیں رکھیں بعد اسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہوگیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر ہوئی تین نزن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہونچا سب سے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوئے بڑی بہادری سے زخمی ہوکر گھر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے کے باہر باغیچۂ خواب میر درد میں گرداد دیا ۔

دوسرا نزن ترلولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہونچا قلعے سے فوج باغی نے ایک توپ سے مقابلہ کیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی ۔

تیسرا نزن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا فریقین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے میں گورے جابجا شہر کی گلیوں کوچے میں پھیل گئے دروازے توڑ کر ہر گھر میں گئی عورات غریب سے جو چاہا کیا اسمیں سیکڑوں عورتیں سے جہانتک ہوسکا کنوئیں میں گر کر مر گئیں پھر گھر کا مال اسباب لوٹکر آگ لگا دی اور جہاں زندہ مرد کو پایا الامان الاجب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونوں نہیں بچتیں خوب دل کھول کے لڑے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشوں سے گلیاں بھر گئیں اور لہو مثل پانی برسات کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے میں اور گھری ہوئی مکانوں میں جو درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے تھے گولوں سے خالی پڑی تھی وہاں جاکر ٹھہری اور شہر والی ہر مکان

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ مگر کربیابان مرگ ہوئے اور سب گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لوٹنے لگا اس میں جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیوں کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربائے شہر حالت یاس کلی میں کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے چشم امنت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نادان اپنی بیجرمی بقصوری بے لبسی پر ساکت دخاموش بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہ شمالی میں جا کے بچ جاتے دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو معتمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب میں آگئے تھے آگے تقدیر میں جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہیں یا راہ میں مارے جاتے ہیں اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہیں غرض کچھ لوگوں نے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دیں بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص میں حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام تک وہیں ٹھہر کر پھر قلعہ میں داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین متعلقہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایوں میں ۳-کوس پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم میں رہے اتوار کو ہلال ماہ صفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو بیجان سکرات میں چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلیں حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہیں بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج میں سراسر ذلت و خرابی نہیان کے ٹھہرنے میں بظاہر امید نان خشک متصور ہے لیکن سفر ننگون سے خبر نہ تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے تنقہ جنرل ہادسن صاحب کمنڈر
فوج کو لکھا کہ تم تبدوبست سے مطمئن ہو کر مابدولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے
سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو
روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوے مرزا جوان بخت
شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی تو جدار خان
اور اشخاص نامی وغیر نامی یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے
جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ
کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع لفحش کھولی
گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستا رہا جتنے بخارات نکالے
مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا اغلام حبشی نے
اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل
مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین
بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو ۵ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسواسطے
گھر کے بھیدی اور ابتدائے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے
اجل گرفتہ رتھہ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جنریل ہاڈسن بہادر
وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوترواکر پھر اوسی رتھہ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ
سے تین تین گولیان بمقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ
کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا خدا محفوظ رکھے پھر بلا
رعایائے شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پھر جا انکو نکال کر
زیر تیغ لیا رعایائے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ نہ چھوڑا اسمین ہزارون فاقہ

اور شدت جاڑے سے مر کر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے
ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر
رہ گئے تھے سب کو گرفتار کر کے تحقیق اظہار رجال دفعۃً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین
منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دی جب قلعۂ معلی مین داخل ہوئے اکثر شاہزادے
جو مقتضائے جسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑبھڑ کر مارے گئے
اونکی شاہزادیان دریائے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب
نہین اپنے نزدیک گویا نسل طیمور کو نرکھا مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک
کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج
باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و
نظامت اور ۵ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوئے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے
مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ ربیع ۲۰ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ع بحراست
فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا
اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی ظہور آبادی مرزا جوان بخت
شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قنبر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے
بیٹے جنھون نے مرزا الہی بخش سے بڑی منت سماجت سے نام پرستاری شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ امر بھی
ہر ایک سے نہین ہو سکتا کہ ایسے بُرے وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلے اور بُرے سے خالی نہین ہوتی
نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور سالے مرزا عبد اللہ بادشاہ کے بیٹے کی
بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین
اسٹیشن پر دیکھا ایک پینس مین بادشاہ گیر دے لباس سے ۲۵ گورے گرد دو اور پینس دو تین کراینچیان
زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲ روپیہ یومیہ
او تین سو کا ایک شخص مہتم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی بخرچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوئے کچھ جو بڑے

کبوترون کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۶ برس سنہ ۱۲۷۹ مطابق سنہ ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے -

قطعہ تاریخ

چو در دہلی بحسب مہر یزدان
سراج الدین بہادر شاہ کان بود
یکے پیر نزارے نقر کیشے
مراورا یا غیان خواندند سلطان
و لے آن بے مغزان خشک مغزان
بریدند از سر این دست یکسر
روان آہنہ از تن روان شد
ازین پس شاہ بد تقدیر و عمدہ
ببردندش ز دہلی سوے رنگون

بسان اہرمن شد فوج گمراہ
ز اخلاف تمرخان شاہ ذیجاہ
بنام اندر جہان آباد بدشاہ
قبولش کرد الا با صد اکراہ
ز قہر کورہ ہا و حکم اللہ
ز خشم باد صرصر چون پر کاہ
بدان شان کز غزیو شیر روباہ
بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
وز آنجا برد اجلش او را چونا گاہ

ندا در داد ہاتف بہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبد الرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ ٹ دو سو سوار انہے نوکر کمپ انگریزی کے ساتھ کر دئے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیر خواہ سرکار و دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی نہ دی -

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی
فوج بھی بدل تہرا کت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جیان
ٹنکیف صاحب انجیٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف
پیش آوے اور باعث روسیاہی ہوجاے بظاہر چندان بالتفات پیش نہ آئے یا بو سواری اور دس
روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے
ملازم جنہنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار میوان مین روپوش
ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دو سوار ادلی سے گئے صاحب
نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس آؤ
وگرنہ تمہین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوارسے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاونی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر ہمارے برنجی
مارڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کرورہا روپے کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت
مان نواب کی نہین معلوم کسطرح سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا
کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی
نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا چلا کر روئی آخر بیدم ہوکر زمین پر گری
یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونکو گرفتار کیا
ہزار روپیہ درماہہ مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھہ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔
راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڈھہ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگھی پر سوار ہو
بلب گڈھہ آئے مسٹر و صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھہ آیا تھا تین مہینے تک
اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑلے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی
کہ تمنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھہ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔
نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

بیجا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سیاہ باغی کو دیکر نجات پائی ۔

نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوہ مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمیندار ون سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکون کو لباس ہندوستانی پہنا رتھہ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخر الدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جبدن پاٹوڈی مین پہونچا لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انھین مار دو میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا ۔ محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخر الدین خان بھاگ کر ریواری پہونچا اور تلارام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگادی نواب رات کو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھر نے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی ۔

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بوقت امان پھر داخل شہر ہوئے چندے در مقید رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ موج سرکار نے انکے گھر سے لیے ۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے اب تک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا نیکی سے ہاتھہ نہ اوٹھایا ۔

امرای قدیم وجدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض قرحہ مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد قلیخان بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مرگئے تھے باپ نواب زینت محل صاحبہ کے مقرر ہوے بنام کاروبار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین ازراہ تال اندیشی بھاگ کر جھجر گئے وہان کے رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اوربعلت عدم ارتکاب سل و رسائل سرکار مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھاکر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین دفن ہوے لاکھہ روپیہ کا گھر ضبط سرکار رہوا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ ہین مداخلت کلی تھی مخیر و معتمد کار صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عدے کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیساتھ جانے نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کردونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے ان تینون کی تعمیل کی اس صلہ مین اداے حقوق ولینعمی کے دوسو روپے ماہہ کا پنشن مقرر ہوا،

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب ظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سرشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون کو کسیطرح کی مداخلت نہوتی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا برجیسقدر لکھنؤ کے تعارف سے انکے گھر مین دفتر انگریز جسوقت کہ سرکار مین تصور سفارت سفیر ثابت ہوا ہوا انکی بیزبانی کا کیا قصور مگر یہ حکم حاکم ۱۲۷۴ھ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہوے جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران و پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمان فتح لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل زمان شہرہ آفاق ہوا وسیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب انکا رپورٹ سرکار مین گیا انکی بیقصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدۂ جلیلہ اور تقرب بادشاہ کے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر مفسدونکی املاک تہرادر حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مانوف ہوئے۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۲۰۔ شاہزادے اولاد تیمور بھی اور ۲۰۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہان تھے مخبر سرکار تلاشی مجرمین وہان سے پہنچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھہ نہ پایا امید موہوم کل بر کب باندھتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ مین فورڈ صاحب کلکٹر گوڑگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال بحکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش میر خان تفضل خان جاگیردار ضلع ملول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنو سے کہ تم نے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتارا تھا مار ڈالا۔

ذو الفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سر رشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد مین کسیطرح شریک باغیان نہوے تھے دیکھا مفقود الخبر ہین و اللہ عالم کہان گیے کیا ہوا۔

کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھہ خبر معلوم نہین نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا۔

سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہوتا تھا ہوا وہ اتبک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین راے مکندلال بنسکا تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان منیڈو خان رسالدار سرکار شاہی و دکامنیا داروغہ خانسامانی مشتراس ہنگامۂ فساد کے رخصت لکھنو پاگئی تھی میان شورش فساد دلی گیے بعد فتح پھر لکھنو چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان تھے نتیجہ جو بی مین حاضر حضور کمشنر نگ فوج ہوا مان پائی بعد چندے و سرگردانی کے لکھنو مین گئے

میر نجابت قلعدار اگرچہ شریک فساد نہ تھا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان فیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہو کر سرکار سے اخراج ابد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہاں تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی قلعہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکند لال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجراے اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آگئے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارپرداز تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب ارتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا اخضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت انسے اکثر امور بدنامی ونا عاقبت اندیشی سرزد ہوے جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڑھ مین بسبب مختار کار رہنے کے لقب حضور دولت دیا گیا تھا اور زمان معرکہ مین نگاہداشت رسالہ ور ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہے تھی بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے

	رؤسای شہر دہلی	

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخر الدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہرچند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدر آباد دکن چلے گئے

بدھن صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی سے بھرت پور تک پہونچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کہ بسبب حاضر رہنے دربار شاہی کی مطعون خلایق ہو کر بھاگ گئے اور بمعرفت گماشتہ لکھی چند سیٹھ متھرا بہت یا باقی خانہ

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجراے اشتہار امان
جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہوا کبر آباد گئے کپتان جارون صاحب کمشنر آگرہ اور کپتان ایبٹ کہ کپتان
قدیم دہلی جو انکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار
اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادرگڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن
انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب بے
جرمی کے اپنے اپنے گھرون سے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی لبیب سازو
موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی
کی فریاد سنکر مردک کو کھینچے اسنے گھبرا کر بندوق داغی گورون نے آواز سنتے ہی توپ لاکر تمام
محلہ کرلیا سبکو خاک برابر کردیا۔

ناصر الدولہ نواب ناصر الدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے
ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر نہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ
اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ
کنارہ دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت
مقتضاے انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمت قدیم یہی تھا۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدر الدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ بخبر خیرخواہی ہاتھ نہ
اٹھایا باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر انسے مہر کروائی تھی اس مطلے مین گرفتار ہوے گھر کا اسباب
ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیر آباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلند شہر
سے گرفتار ہو میرٹھ میں پہنچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ صاحب اور مرد پیر نوے ۹۰ برس کے تھے گورون نے
روپیہ مانگا دو مرتبہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوہ مین بعد نواب معین الدین خان کے چند روز کیواسطے

کوتوال شہر ہوئے تھے بھاگے بلب گڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی ۔

حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے ۔

نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہشنگ اوراستاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکہ مین بسلامت سے ہے لیکن اجل بھی درپے تھی ایک رسالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطایف الحیل اونکا پنشن سرکاری توقف کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا

حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نرندر سنگہ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہکر پٹیالے گئے

نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخل فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے ۔

نواب یعقوب علیخان جسدن داخل فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو چلے جاتے تھے راہ مین گوجرا ہیرلوں نے نالہ مجاہد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے

امین الرحمان گرفتار ہو کر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا ۔

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بہ علت کرنے غارت اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی ۔

مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے بتا تبلایا محلے کا چمار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۹ ہزار روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چمار لباس خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لیلیا اور گولی ماردی ۔

اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان اونکے نواسے کیلیے بھاگ کر پٹپت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدینخان برکے

سینے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ استاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

سعد الدین علیخان مہر کنندہ خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موحد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرۂ نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے انکا مرید جانفشان خان رسالدار ساکن سہرہ ٹھٹہ ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لیکر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم عرف میا جہان اختر شاہزادہ عرف مبیا شاہزادہ شجر بن احمد شاہ درانی سپرنٹنڈنٹ ضلع رہتک مین تھا اور ریلین باغی کو کبر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرۂ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوئی وہ بریلی سے بوندی گیا قافلہ خان بہادر خان کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل چہاؤنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑ آئی گھر لوٹ لیا اوسکو بھی چاہتی تھی جان سے ماریں مرزا ابوبکر شاہزادے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیجدیا تھا اور خفیہ ہر روز دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس ہڈسن صاحب جرنیل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الہ پور اور نواب گنج برست متعلق زمینداری انکے وطن قدیم عقب پہاڑی بھوجلہ سعد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے تھے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال و اقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص روسا
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلہ کے ہوا اور جو محتاج
سواری و خرچ کا تھا اوسکے کچھ ذریعہ نہ کیا اور بالمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن و مرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا ہر طرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان کے تقرب سے برست
آئے مولوی کرنال چلے گئے —

۱۹ - صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہانتک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالہ مروارید اور ایک گھنٹہ نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واقفکار اصل بنیاد اس
دولت و اسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ - ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الآم روحانی اور
اور گرفتاری بلاہا آسمانی فقط سازش و حمایت ہڈسن صاحب کمنڈر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سندرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب ممدوح سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دہلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ
عالم باغ لکھنؤ کے ہوے جسدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنار نہر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوف منقطع ہو چکا تھا غرض بہت دنون تک قید

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ بسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کر کے سکو بجاے لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سخت ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف سے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد تھا کر پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی بامارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف و نواح دہلی مین قوم بھوات اور گوجر نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامۂ فساد سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آگئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوے اونھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور مین پہونچے وہان سے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبر آباد ہوا اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو بھی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ آگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہونچی پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہر چند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جا کر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور بربادی غرباے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جرنل عبد الصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل لکھنؤ ہوے میان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان مہو صاحبہ کے مکان مین بسبب قرابت کے اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہر ندی مراد آباد سے گئے دہان

کا ناظم چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کو یہانسے چلے جاؤ شاہزادے نے غدر کی
راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جائینگے آج یہان رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ ۴ توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگادین مولوی
احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولا اندازون کو سب طرحسے سمجھا کر ترغیب جہاد دی
دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمہارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہانتک بھاگا جائے چلے جاؤ گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہوگئے توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالدار اور
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جاکر تین ہاتھی ایک چاندی کے ہوضے
۱۶ میگزین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص کے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے - دو دن تک یہ حکومت ناپایدار رہی چوتھے دن ۲ ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
وہ اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نہ کیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی درپیش ہوگا رانا راو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد راتکو روانہ
خیرآباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج ناظر الفین دونون سردارون
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوبدے کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا نکچیہ کے
پل پر اسطرف کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی جب تلوار
وسنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سمیت

بیلی بھیت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شریک معرکہ احمد اللہ شاہ کے ہو فوج
صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایا غریب سب طرف بھاگی جو جہان
ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ ہوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ مین مارے گئے انکا افسوس
سب کو ہوا جب شکست شاہجہان پور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا میان شاہ صاحب
کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ جاری کیا تھا ۔ ٥

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ		حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ	

اور نشہ غرور نخوت جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری شامل کے
و رخادمون مین لگے ہوا شاہزادہ انکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سندیلے مین آیا تھانہ سرکاری
کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات
بھر اسی دو ادوش مین گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آگئے وہان کے ناظم سرنیاز
کو مولوی محمد ناظم بسواباڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان
ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور
فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہین پائے ثبات نرہا محمود آباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی نامردی
کا دیکھکر متغیر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مین نے تم برگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے دگر نہ
اختیار رکھتا ہی چلا جائے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخرش ہم سو سوار رجمنٹ ۱۲
مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکر وزیرخان باقی سوار متفرق قریب ہزار آدمی کے توپ
جمع ہو کر روانہ باڑی ہوا باقی فوج از راہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہ گئی ۔

جرنل اسمٰعیل خان قاضی عنایت علیخان برگنڈ ہر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار
انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمنڈر فوج کے ہوا اور بعد پانے
امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کر کے اپنے وطن چلے گئے ۔

شاہزادہ باڑی سے سیدھا سہ میدان ہو کر بسلامت کنارہ دریائے گنگ پہونچا اور فوج سرکاری
بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلہ کی فرخ آباد
سے آکر گھاٹ پر تھین انکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی بلہور کے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار حوالی آنا وا وغیرہ لوٹتی ہوئی شیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کسی پس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر یا دامن کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخرکار اٹک دریا اوتر کر کابل سے ہوکر داخل ملک ایران ہوا وہان سے رہبری پا کر داخل ملک روسا ہوا۔ کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناسوری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی اراد سب خواب خیال ہوگئی ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر باشتی ادنکے واسطے کچھ کفالت ہوجاتی رہتی جسطرح زمانہ اصنیہ مین لارڈ ماہرا صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیر خان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا۔ حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شی قدیر

اجمال معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ نادر شاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔

۲۔ زمانہ نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ مین کیونکر آنا ہوتا۔

۳۔ زمانہ نواب شجاع الدولہ محتاط رہتا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔

۴۔ زمانہ نواب آصف الدولہ نائب عملہ سرکار رکھا تا تھا مگر بہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا۔

۵۔ زمانہ مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔

۶۔ زمانہ نواب سعادت علیخان تا مدت مسند نشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواے محاصلات عملہ سرکار کے۔

۷ - زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے

۸ - زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان و عملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا۔

۹ - مناجان و ساعت نجومی بیٹھے۔

۱۰ - حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بحال خبر رسی۔

۱۱ - عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختۂ سلطنت تھا جو بہت خبر رسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔

۱۲ - حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے، ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طون طبسی المعروف بہ سید محمد میر زا ائر صاحب نے حسب ایمای صاحب والا شان ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بہ تصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب جناب ہنر اکسلنسی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور وغیرہ دو بار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدۂ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّے ہوئی اور اب بامر ارشاد عین مطبع منشی نول کشور واقع کانپور بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطابع دام اقبالہ بارسوم کہ حقیقت مین بار اول ہی ہے ماہ نومبر ۱۹۰۷ء بصد حسن و خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مؤرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

تاریخ سلاطین اودھ طبع چو گردید	در خواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل بنوشتم زپئ سال مسیحی	تاریخ سلاطین اودھ ہست چہ اولیٰ ۱۹۰۷ء

تاریخ طبع از ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی	انھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی	کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی تھی یہ اس مطبع نامور مین	ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا مجھسے فرمان	دم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا مین نے یون مصرعۂ سال ہجری	اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی ۱۳۲۵ھ

التماس — اس کتاب کے دونون جلد مین ٹیٹل پیج رنگین ۱۸۹۶ء مین مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین زیادہ طبع ہوگئی تھی اور اسمرتبہ ہر دو جلد مطبع ہذا مین چھپین اسلئے ٹیٹل پیج وہی مطبوعۂ سابق لگا دیے گئے ۱۲